زہے صولت و حشمت مصطفا | ۱ | نخے عز و شان رسول خدا
خوشا رتبۂ پاک خیرالورا | نا | حبیب خدا اشرف انبیا

کہ عرش مجید ش بود متکا

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار شیر بیشۂ پروردگار کرار غیر فرار نظم

لکھون جو وصف شاہ امم الکتاب کا | سونا اتار لون ورق آفتاب کا | چمکے برنگ برق جو چہرہ جناب کا
خجلت سے جھلملاے چراغ آفتاب کا | وقت اذان صبح جو نام آیا آپ کا | خجلت سے منہ سفید ہوا آفتاب کا
لکھون ہلال تیغ علی کا اگر مین وصف | نقشہ بگاڑ دون سپر آفتاب کا | لکھتا ہون وصف صحف رخسار شاہ دین
کرتا ہون ترجمہ مین خدا کی کتاب کا | آنسو بہے مین آنکھ مین دانتون کی یاد کر | معمور ہو نہون سے ہر ساغر شراب کا
لکھے مین بہرت شکنی جب کہا نزول | کھایا دوش پر نبی کے قدم بوتراب کا | کافر براہ راست پہ آئے ابد تلک
ہوتا نہ درمیان اگر بوتراب کا | کیا خوف روز حشر کا ہو مجھکو ای قمر | مداح ہون مین شافع یوم الحساب کا
قمر مفتخر براوج خود مسلمم | دیگر کہ من ہم غلام در حیدرم | ز خاک درش چشم من را فروغ
ز اعجاز وصفش سخن را فروغ | منم خاک راہ در بوتراب | بآن در شود جبہ سا آفتاب

شکر خالق کون و مکان و رب الانس و جان کہ جلد ششم طلسم ہوش ربا کو شروع کیا حالات حقیر سے بتقصیر سے ناظرین والا مقام آگاہ ہون کہ یہ داستان سرائی پیشہ جد و آبائی نہین ہر ایام غدر باغبان مین قریب پل آہنی آبرو سے گومتی مکان سکونت اس حقیر کا تھا بروقت آمد فوج سرکاری چونکہ دو بھائی راقم کے مرزا شبیر حسن و شبیر حسین ناظم علاقہ کہندرو کولہوا اگاڑہ وغیرہ تھے اور حقیر بھی علاقہ متعلقہ امام باغ جاگیر نواب علی نقی خان مرحوم تھا فوج ظفر موج دروازے پر موجود تھی لڑائی ہوئی دونون بھائی و بسیار کس ملازمان قدیم سیار گلشن جنان ہو سے حقیر بعنایت رب اکبر بچگیا جرم بغاوت سے بریت ہوئی مگر مکانات و جائداد و علاقہ وغیرہ قریب سہ لاکھ روپیہ کے ضبط سرکار ہو گئے بسبب صغرسنی دعوی اسکا نہ کر سکا وراثت جد و آبا سے محروم رہا اول قانون یاد کر کے سرابر کچہری مین مختاری کی جب وقت امتحان آیا اسی جرم بغاوت مین امتحان نامنظور ہوا اسوقت سے طبیعت بہلانے کو شوق داستان سرائی ہوا چونکہ کوئی وجہ معاش نہ تھی رزاق مطلق نے اس پیشے مین سواد کامل عطا فرمایا دیگر نثر خوانی مصائب آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اختیار کی اسمین بھی سرکار مظلوم کربلا سے تاثیر عطا ہوئی جا بجا شہرون مین پڑھنے کی نوبت آئی رئیسان والا مقام نے مقبول فرمایا ہر خاص و عام رئیسان خودی الاحتشام عزت بڑھا

ہیں ان دونوں کاموں میں وحید فرماتے ہیں ابھی گردش لیل و نہار میں جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک مطبع اودھ اخبار سے ارشاد ہوا اخیر ہیں ان جلد ہوشربا کی دست انداز ہوا اسواد نظم و نثر سے بالکل ناواقف نادان والا مقام شائقین خاص و عام سے ملتجی ہوں کہ جس مقام پہ مجھ سے خطا واقع ہو اسکو چھپائیں نظم

ہر اک سے ہے یہ التماس میرا
چھپائیں مرے عیب کو سراسر
نہ شاعر ہوں میں اور نہ ناثر ہوں

حقیر و ذلیل و گنہگار ہوں
مری عیب پوشی مناسب ہوئی
خطا پہ خطا آکے غالب ہوئی

بشر ہوں بشر ہوں بشر
خطا کم ہے شیوۂ اہل بشر

دو کلمہ داستان شوکت بیان آغاز جلد ششم و حالات جنگ ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب و عیاری چالاک و برق و چالاک شوخ و ضرغام و شورش ملکہ صنعت و عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار و عشر قران عالیوقار و ذکر قتل ملکہ صنعت سحر ساز ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے جلد ہی پلا دے
آئینۂ قلب کو جلا دے
ساقی نہ عبث نظر کو پھیرے

ساقی اک حور کی نظر سے
دور مئے رنگ جوش پہ ہے
رندوں کی فنا دیر نظر ہے

کیا شغل شراب ناب ہوگا
رندوں کا جگر کباب ہوگا
صنعت کوئی آج تو دکھا دے

اک جام شراب کا پلا دے
گر ہے یہی وقت شور ساقی
ہو ساغر خم کا دور ساقی

شمشیر سخنوری علم اک
بیکلک شراب کی قسم ہے
رندوں میں فساد پڑ رہا ہے

مضمون بھی آج لڑ رہا ہے
ہر دور شراب دور گردوں
فریاد ز دست جور گردوں

سرمست شراب ناب ہوں میں
آئینہ کی طرح دنگ ہوں میں
ساقی دریا دلی عیاں کر

کشتی مئے ناب کی رواں کر
بجلی کی چمک شراب دکھلا دے
ساقی صنعت سحاب دکھلا

ہو آب و شراب میں نہ کچھ فرق
قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
بادل کی گرج سنائیں میخوار

واعظ پہ ہو چھینٹوں کی بوچھار
ہو جوش پہ بحر ساغر مل
کشتی شراب کا بند کھل

برسات کا آگیا ہے موسم
عالم میں بہار کا ہے عالم
ہے ابر بہار پر سے جوش

بادل سے فلک ہے بادلہ پوش
گھنگھور گھٹائیں چھا رہی ہیں
زلفوں کا سماں دکھا رہی ہیں

شب روشن ابر ہے برق
بجلی ہے کہ گوش ابر ہے برق
کالے بادل گرج رہے ہیں

ابر رہے ہیں
تلوار کا باڑھ ہے پانی
باغوں میں گر کر ہے پانی

نارنج کدو کنول سے ہین
گردون پہ حباب پھٹ کے گرتے ہین
موجین گرداب ہین نظر مین
خشکی ہے جہان مین ایک دم
گلتا نہین چاندنی کہان ہے
گرہے تو شراب کی دکان مین
حیرت ہے کہ ماہ شب کہان ہے
عاشق کو کیا جنون نے بیدم
رخ ابر کا جس نے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی
دریاے خیال جوش پہ ہے
عیاریون کا سمان بندھا ہے

کچال تیغ و دم کے کھل رہے ہین
اسوار جو ہے آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین
رکتی نہین خاک پر ہوا پاؤن
غالب ہے کہ فرش ہر مکان ہے
گم دہر مین مہر کی کرن ہے
کیا جام شراب ارغوان ہے
موجون پہ بہار جزر و مد ہے
برسات کا دونگڑا ہوا گرد
مضمون نے رنگ کیسا جمایا
ہان چشمہ فکر پر نظر ہے

دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
فوارے کے اگل رہے ہین پانی
بارش کا ہوا ہے طول حد سے
ملتی نہین دھوپ کی کہین چھاؤن
سورج کا پتا نہین جہان مین
گرہو کبھی تو سائے مین ہے
ہے مطلع مہر مطلع ابر
سیلون کا حساب ہے نہ حد ہے
اشعار نے وہ ترشح دکھائی
قصہ دلچسپ یاد آیا
مصنف سے مقال [illegible]

چہرہ صنعت نگاران صفحات سخنوری و معجز طرازان فصاحت گستری
اس داستان حیرت بیان کو کلک سحر و سلیقہ سے یون تحریر فرماتے ہین شفق صنعت
مرصع نگاران شیرین مقال | چینی نگار زرکلک خیال | جلد پنجم کو اس مقام پر ختم کیا کہ

صاحبقران اپنے لشکر مین ہین لقاے افراسیاب جادو کو نامہ باسید طلب ساحران لکھا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان نونہال قاسم عالیشان طلسم اسکندری فتح کرکے طرف طلسم ہوشربا کے چلے ہین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین لیکن لشکر ظفر اثر ملکہ صرصر مین ہنگامہ عظیم برپا ہے صنعت نے سحر سے کرلیا باغبان و بہار و مخمور وغیرہ سرداران لشکر صرصر گرفتار ہوے سرمیدان میداندار کی کیا ملکہ سرخ مو سے لالکل کشا وغیرہ کو گرفتار کیا کسی کا کچھ زور نہ چلا افواج و نقارے بجاتی ہوئی پلٹ کر داخل قصر سحر ہوئی جس مقام پر حصار سحر کھچا ہے شاہزادہ اسد نامدار بہ ارادہ شکار تشریف لیگئے ہین نکتہ سنجان فصاحت آئین اس داستان حیرت آگین کو کلک سحر طراز سے یون تحریر فرماتے ہین کہ جب ملکہ صنعت سحر ساز شعبدہ باز میدان کارزار مین لڑبھڑ کر چلی گئی ملکہ سرخ مو مع سرداران نامی و ساحران گرامی پلٹ کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی مہ جبین الماس پوش ساحران و پریزادان [illegible]

رنگ لائے دل تمام گرد و پیش حبیب فرہاد کی
سیکڑون شیرین کو تا ہی چلانیکی ہوس
جان شیرین مفت ضائع ہو گئی فرہاد کی
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہون مگر رکتا نہین
لیجیے اسکی مدد ہو یہ گھڑی امداد کی

باغ مین ہو گا خرامان جبکہ وہ سرو سہی
کھینچے گلشن شکایت اس ستم ایجاد کی
اٹھے گی صحرا نوردی سے پہاڑون مین ہوا
کیا کرون مین مجکو عادت ہو گئی فرہاد کی

خاک پر ملجائیگی یہ قد کشی شمشاد کی
سنکے شیرین کی خبر بیخود ہو کر وہ مرگیا
حال وہ مجنون کا کیجیے ہیہ فرہاد کی
پاس پہنچے وہ الم ہو یا نالی ہیلدا کے

یہ صدا ایکبار وحشت خیز مصیبت انگیز اس زندان خانہ سے آتی ہین مگر
صنعت سحر ساز نہین سنتی ہر بار کے آواز دیتی ہے وہان طائران وحشی زمزمہ سرا ہین نہ بولتا بلبل اور وحشت سے پتہ کھولتا
اپنے دل مین یہ سمجھی کہ شاہنشاہ طلسم ہوشربا سے سرکشی کرکے کیا پھل پائینگے آخر جا لو بیٹھے اپنی سزا کو
پہونچے خوب سلطنت کی وزارت کا زور ہوا ملکہ تمھیلے بڑے بڑے غرے اڑائے اب بھی توبہ کرو تو خطا معاف
کرا دون شاہنشاہ سے کہ قدمون پر گر وادون یہ خیر پسند طائر جو مجسے ہین مثل انسانون کے کلام نہین کرسکتے
لیکن ان باتون کا اشارون سے جواب دیتے ہین کہنا ہے صاف ہو پیدا یہی ہے کہ افراسیاب کی
اطاعت نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے اس قفس زندان مین مرینگے لیکن اتنا خیال ہے کہ شہر خاک نشینون کا
ستانا نہین اچھا اہل جانینگے اعلا کہ جو فریاد کرینگے سب جانان صنعت سامنے سے صنعت کے ہٹ
جاتے ہین کانون پر ہاتھ رکھکے الامان الامان کہتے ہین آپس مین ذکر ہے کہ یاروا انکی آہ سے بچنا چاہیے
صنعت کہتی ہے معاوضہ خون حسین سحر ساز ابھی نہین ہوا حسین کے نام کے عدد نکالونگی ایک عدد
پر دس دس ہزار کو قتل کرونگی تب بھی معاوضہ خون حسین سحر ساز نہوگا اسی اثنا مین دور سے
رام رام ست کی آواز آئی صنعت نے سر اٹھا کر دیکھا کسی غریب کا مردہ وہ شخص ارتھی پر لیے ہوے
ایک کھٹا ہین سا تھمیر ہاتھ مین ایک جلا ہوا کنڈا ایک ہانڈی سی کی اسمین تھے یہ بھی کسی قدر رنج سا تھا ساتھ
اس ارتھی کے پیچھے اسکے بھائی کیکے روتا ہے ارتھی کو لیے ہوے اسی جانب آتے ہین جب قریب حصار پہونچے
نگہبانان ملکہ صنعت سحر ساز نے دس قدم آگے بڑھکے روکا کہا ادھر سے ارتھی پھیر لیجاؤ حصار سحر ہے یہان
شہ آؤ ملکہ عالم وزیر اعظم افراسیاب کی مخالفت ہے مردہ اب یہان نہین پھونکا جاتا برہمن نے بڑھکر کہا وہ مقام
جیپیل کا پیرا ہوا ہے نانا دادا سب اسی مقام پر پھونکے گئے ہم قوم کے برہمن ہین مدت سے جو مقام
قرار دادہ ہو دین یہ مردہ جلیگا جاؤ جاکر ملکہ صنعت سے عرض کرو کہ یہان ہمین دیوتا کو نہ ستاؤ
نگہبانون نے کہا ارتھی ٹھہراؤ ہم جاکے عرض کرتے ہین برہمن کا نام سنکر سب ڈر گئے سامنے ملکہ صنعت کے

یہ بات ہے کہ اپنے بھائی کو مردہ بنا کر اسلئے ہین مردے کو ہاتھ لگانا پڑا پاپ ہے صنعت نے کہا تم ان باتون
کو نہ مانینگی مردے کا منھہ کھول کر دیکھ لینگی ایک کفن جو بہت چالاک و چست تھا جھٹک کر کہنے لگا اگر سیان اب دیر
نہ کیجئے جلد قریب آیئے صنعت اپنے مقام سے اٹھی قریب ارتھی کے آئی وہ تینون برہمن بھی قریب آ کے رام رام
کرتے جاتے ہین منکا پھرا رہے ہین ساحری و جست پہ کھڑی غل مچا رہے ہین صنعت جھکی سینے کا بند کھولا
گلے کے پاس کا بھی کھول رکھی چاہتی ہے کہ چہرے سے بھی کفن ہٹاؤن جسکے ہاتھ مین گنڈا تھا گنڈا پھینک کر
جھپٹا کہا گستاخ ان پاؤن کے پاس کا بند تو پہلے کھولیے صنعت ادھر پلٹی ہزار ہا کنیزین گرد تمام سرداران
فوج صنعت جمیع ہین سب خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہین کہتے ہین ملکہ نے غضب کیا مردے کے بند کھولنے
اس حال سے بچ جائیں تو بڑی بات ہے کا سیاہ چھٹکارا ہو جاتے ہین لیکن صنعت جیسے ہی پاؤن کی جانب
پلٹی کہ یہ بھی بند کھولون مردے نے پیر پھینکا ہوا کے جھونکے سے کفن منھ سے ہٹ گیا کنیزون نے دیکھا مرد
کے ہاتھ آنکھا لیے ہے پھینکی وہ تینون برہمن بھی مثل برق چلے مردے نے پاؤن سے حلقے کمند کے اُن
تینون نے بھی حلقے کمند کے مارے مردے نے آواز دی ہاش او ملعونہ قضا تیری تیرے سر پہ پہونچی نعرہ

ہوشیار کہ آمد اکنون … چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیغ … کاکم

برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی عیار نامدار اشعار

… چالاک … نام
منم برق … و خنجر گذار
کنم … دلان … ستوہ
بگرزد بگرد … پال … دستان

منم یکہ … گران بر ہزار
کنم ورد … بر شیر جنگ
برآرم دمار از سر پردلان

منم سیل چون رو بیارم بکوہ
ہم آورد من نیست کس وقت جنگ
… نعرہ …

کیا چارون نے کمندین ماری لیکن صنعت ہوشیار تھی گلے اٹھا چکی تھی حقیقت مین چودہ چودہ حلقے چارون نے
مارے گردن و کمر مین صنعت کی پڑے صنعت برق بنکر چمکی کڑک کے آسمان پر پہونچی حلقے کمند کے جا کے عیار
کنیزون پر گرے کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا ایک نے حقہ آتشبازی مارا ایک نے حباب اچھالا ایک نے
جنگلی بان داغ دیا دو سو کنیزین صنعت بیکیفیت کی گرین صدا سے گیر و دار بلند ہوئی اب کوئی عیارون کے
قریب نہین آتا مارے نہ جادو گر بیرون سے اندھیرا بھی ہو گیا ہے اس تاریکی مین یہ چارون عیار بھاگے کہ پا نہ
ملکی بین صنعت آسمان پر چمکی کچھ حلقے جلائے کچھ حلقے جو گردن مین پڑ گئے تھے نفس و قفس بچیدہ ہاتھون سے
انکو توڑتی ہوئی زمین پر گری قریب تھا صدمہ سے بیہوش ہو جائے مگر اسم اعظم پڑھنے لگی دیکھا کتنی سو کنیزین

مری ٹپری مین چارون عیار بھاگے جاتے مین ساحرون نے پیچھا کیا ہی لیکن یہ پلٹ کے حملہ ہاے آتشبازی
مارتے ہین جب دو تین کوس مین مرل مین اندھیرا ہوجاتا ہی یہ پھر بھاگتے ہین صنعت نے آواز دی ارے
ان کمبختون کا پیچھا نہ کرو کیا مجال ہی جو حصار سحر سے باہر نکل سکین جادوگر ٹھہرے عاجز تو ہو ہی رہے تھے
یہ چارون بھاگتے ہوے جب قریب اس لکیر کے پہونچے لڑکھڑا کے چارون گرے ہاے کہکر بیہوش ہوے صنعت
نے آواز دی شکلین باندھو کشان کشان سامنے صنعت کے لاے صنعت نے کہا او نالائقو مین نے
تمکو بلایا تھا پر وقت آمد حصار سحر توڑا اپھر قائم کردیا تھا جانتی تھی اگر کوئی مکاری عیاری ہوگی یہ جیسے
قتل کیے نکل نہ سکینگے مابدولت کا قتل بہت دشوار ہی تم چارون تو آے اس بڈھے کو نہ لاے آجتک ساربان
زادے نے کوئی تدبیر کی مین تو اسکی مشتاق ہون وہ کالیا کہان ہی جو بندہ بیپھرتا ہی برق دہالا کہ
قصد نے تمھارا دامن پکڑ لیا ہی یہان تک کشان کشان پہونچایا ہی کل پھر جاکر لڑونگی سردارون کی گردن لونگی
تمھاری گرفتاری کی خوشخبری تو پہونچ گئی ہوگی اس عذاب الیم سے تمکو قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا
تمھارے حال پر روئین تمکو ترس نہ آے نگوڑا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ بڑی بڑی مکاریان کرچکا ہی
اب میرے ساتھ کیا کوئی عیاری کرسکتا ہی برق نے تڑپکر جواب دیا او بیحیا کیا بکتی ہی کیون اتنا غرور کرتی ہی
ہمنے اپنے نزدیک تجھکو مارا اندر حصار سحر کے آکر للکارا تو سخت جان تھی نہ مری انشاء اللہ قبلہ و کعبہ آکر قتل
کرینگے ہم ایسے ہزارون اُنکے غلام مین ہمارے گرفتار ہونے سے اُنکا کیا ہیچ ہی گلاب کیوڑے سے کلی کرکے نام
ایسے بزرگون کا لے تونے بے ادبی سے نام نامی اُنکا لیا اب یقیناً تو موت کی طالب ہی وقت بیچ گذرجائیگا
زبان قدرت بھی آپکا صنعت نے کہا صاحبو دیکھو تو کیسا اُنکا دیدہ صاف ہی بادولت سے خوف نہین کرتے
آنکھین چار کرکے باتکرتے ہین جو جتنہ مین آتا ہی بُرا بھلا بکتے ہین ان کمبختون کے مرگ کے دن آگئے ہین اب
جب قتل ہونگے تب آنکھین کھلیگی ونگی برق نے کہا ہم مرنے کو نہین ڈرتے جہان ڈر وہان ہار اگر جو کچھ تجھسے
ہوسکے مقدور و کوتاہی نہ کر صنعت نے سحر کرکے ان چارون کو بھی جانور بنایا اُسی قیدخانے مین چھوڑ دیا
یہ سب معرکہ جو اسیان لشکر اسلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا رونے پیٹنے لگے یہان عرض کرچکا ہون
بیقراری سے ملکہ مہجبین کی بارگاہ مین تلاطم ہی خواجہ فرمارہے ہین یارو خبر لو برق وغیرہ کہان گئے
معلوم ہوتا ہی کمبخت طرف لشکر صنعت کے روانہ ہوے جاتے ہی کمبخت پھنسینگے جوتیان کھائینگے بلکہ مہرخ
کہتی ہین خواجہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو جانباز و سرفروش ہین دریاے طراری و مکاری کے

قمر سب کی وحشت کرون کیا رقم
کہ مہرخ کے دل پر ہجوم و الم
وہ تاریک مثل دل کافران
ستارون پہ تھا خال سیہ کا گمان
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کسی کو تردد کہین انتشار
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو
اندھیرا وہ پر ہول حیرت فزا
شب فرقت عاشقان سے سوا
صدا ایسی وہ ہاہو کی ہر سو بلند
کوئی شاد و خرم کوئی دردمند
کوئی شیر تھا صرف ذکر ستیز
کسی پیر و سلے کو تھی فکر گریز
ادھر فوج حیرت مین تھا اک غریو
ہر اک ساحر بد سیر مثل دیو
کہین گھنٹے بجتے تھے با صد خوشی
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین جھانجھ بجتے کہین ڈھولکین
کہین جس سے ہل رہی تھی زمین
کہین شیشے سے اٹھ رہا تھا دھوان
فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
اندھیرا دھوان دھار تھا چار سو
کہین شور یا ساحری تھا بلند
جلاتا تھا مرچین کوئی خود پسند
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہین

ایک ہنگامہ دونون لشکرون مین پڑا اٹھا ملازمان حیرت کی خوشیان اہلیان لشکر مہرخ کی بیقراریان ادھر فتح و ظفر کی خوشی ادھر بیقراری و اضطراری شب تیرہ و تار داد و فریاد کی جا بجا پکار اسی ہنگامۂ مصیبت مین وہ شب غم بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے سحر ہوئی سرداران لشکر اسلام بیقرار و ناکام اپنے اپنے مقام سے اٹھے خسرو خاور بعد گرد و فرنج شعاع ضیا کو ساتھ لیکر چرخ نیلی فام پہ برآمد ہوا ملکہ مہرخ نے ملکہ مہ جبین کو تخت پہ سوار کیا ساحران جانباز کو بلا کر حکم دیا کہ شہنشاہ گیتی ستان کے قریب رہنا تم سب ساحرون پر ظاہر ہے کہ سرکار دولتدار کو سحر نہین آتا کئی سو ساحران نامی نے تخت کو آکر ملکہ مہ جبین کے گھیر لیا ملکہ مہرخ آگے بڑھین ادھر سے دیکھا آکر فوج حیرت بصد شوکت و صولت ملکہ حیرت جا کر بلندی پہ ٹھہرین صرصر و صبا رفتار قریب قریب قنطورہ ہاے زرلفتی و بانہاے عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ یہ بھی واضح رہے کہ لشکر حیرت گرکھولے ہوے بر اسے تماشا میدان مین آکر ٹھہرے ہوے ہین اور ملکہ صنعت سحر ساز کا سب کو انتظار لشکر مین انتشار ناگاہ مرگھٹ کی طرف سے گرد اڑی گرد کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب جنگ در باب بجتا ہوا صنعت بہ کبر و نخوت تخت پہ سوار بارہ ہزار ساحران خونخوار بموجب طریقۂ قدیم گرد لشکر حصار سحر ایک جانب کر کے طلسمات جا بجا ایک سمت لگا کے ہو کشا اسباب سحر سب کے ہاتھ مین ایک سمت آکر لشکر ملکہ صنعت سحر ساز

بیٹھا صفین میں ملکہ صنعت سحر ساز نے دور سے ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ افراسیاب کو بہ ادب تمام جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت نے کہا مزاج تو اچھا ہے صنعت سحر ساز نے دست بستہ عرض کی حضور کنیز سب طرح اچھی ہے ہمیشہ دعا سے ترقی و دولت میں مصروف رہتی ہے سامری و جمشید کی کرپا سے حضور کا ستارۂ اقبال ہمیشہ اوج پر رہے دشمن پامال دوست نہال ہوکر فوراً نقیبوں کو اشارہ کیا نقیبان سے بلند آواز میدان کارزار میں آکے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم مصنف

عجب گردش چرخ کجباز ہے	کہیں سوز ہے اور کہیں ساز ہے	کہیں جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا	کسی جا ہے شادی تو ماتم کہیں	کہیں قہقہہ چشم پرنم کہیں
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ	سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ	کوئی بہر ساقی میں ساغر بدست
کوئی بادۂ کبر و نخوت سے مست	کوئی صاحب دولت و تاج ہے	کوئی دانے دانے کو محتاج ہے
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہیں	تڑپتی ہے بیتاب بلبل کہیں	ارے اہالیان دنیا دنیا ہے فانی مقام

گذرگاہ ہے اس تھوڑی سی زندگانی پر تکبر و سا کرنے والا گمراہ ہے بیت جدائی ہے کبھی تقدیر میں انسان عالم کی دو حروف مفرد سے ہے کنایت لفظ آدم کی ہو کسی کو ثبات نہیں پانا ہی کسی کی ذات نہیں جب کا جی چاہے لڑ بھڑ کر مرے عمل خیر کرے جلوۂ عروس مرگ دیکھے مردانگی کے جوہر دکھلائیں جسے خواہش کی کاہش ہوئی زندگی کو حباب لب جو سے مثال ہے اس سے جلد کنارہ کرے اتنا توقف بھی محال ہے ایسے اشعار عبرت آمیز وحشت خیز نقیبوں نے پڑھے بہادر بحر جرأت کے بے بہا دریا دہ شجاعت سے مست جھومنے لگے مرنے پر آمادہ ہوئے ملکہ صنعت تخت سے کود طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی میدان کارزار میں پہونچی عجائب و غرائب سحر دکھلانے لگی نعرہ کیا کہ ملکہ مہرخ کسی کو جلد ہمارے مقابلے میں بھیجو اب تم سب کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا سررشتۂ حیات منقطع ہو چکا جسکو تمنائے مرگ ہو سامنے آوے مقابلہ کرے اگر جان شیریں عزیز سمجھے قدموں پر گرے مہرخ نے بائیں جانب دیکھا ملکہ ماران زمین کن ساحرہ پر فن طاؤس کو بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ سحر چشم کے آئی اجازت طلب کی ملکہ مہرخ نے فرمایا اے نور بصر و اے لخت جگر تجھکو خالق اکبر کے سپرد کیا بسم اللہ کر و شوکت و شان ملکہ ماران زمین کن دیکھکر دوست و دشمن روتے تھے تھیر کی اشکوں سے منہ دھوتے تھے حسن جمال میں بینظیر کمسن ماہ تابان فلک حسن و خوبی انجم درخشان برج آسمان محبوبی گلعذار کبک رفتار نظم

سراپا کا اسکے کروں کیا بیان	حسین مہ جبین قاتل عاشقان	وہ لوٹا سا قد بات میں دلبری

پھری چشم فتان میں جادوگری | دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز | خبردار علم تشبیہ و فسد از

ترچھی کالی باندھی اسباب سحر ذات پہ آراستہ کیا موتیوں کا مالا گلے میں ڈالا کس ناز و ادا سے وہ دام بلا گیسو
زرین بال کو اڑا کر وارد میدان کارزار کے چلی صنعت سحر ساز بھی صورت زیبا سے ملکہ ماران زرین کن جو یہ حکم
بیقرار ہوئی بے اختیار پکار اٹھی اے ماران زرین کن ارے بواسطہ سامری کا اپنی جوانی پر رحم کر تیری خطا
شاہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دونگی تیری کبھی یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے مقابلہ کرے گنبد نور کا تجھکو
شاہنشاہ نے رازدار کیا تھا خوب خیرخواہی کی اسد غازی کو قید سے چھڑا یا عمرو کا ساتھ دیا دیکھ آخر انجام
کیا ہوا ملکہ ماران زرین کن نے آواز دی او بیحیا بانی جور و جفا ہمارا آغاز و انجام سب نیک ہے اگر تجھکو قتل کیا
خود غازی یہاں دینداروں کیساتھ شعار میں نام لکھا گیا اگر مارے گئے بہشت عنبر سرشت ہو دنیا سے وہ دون مقام
خوشنود ہے صنعت نے کہا اچھا اب یہ حال کھلیگا جو ہمارے سحر کو دل میں حوصلہ نہ رہیگا یہ سحر اسم غضب
سامری و جمشید ہے ملکہ ماران زرین کن نے کہا اسمیں کچھ بھید ہے تقدیر ہمارے یہاں ناجائز جب پروردگار
تیرے حربے سے بچا لیگا اسوقت ہم بھی جواب دینگے یا اپنا خون اپنی گردن پر لینگے یہ سنکر ملکہ صنعت نے سحر کیا
ماران زرین کن نے دفع سحر کر دیا ملکہ اسرار جادو ثانی ماران زرین کن کی یہ سبب سحر کہ دیکھ رہی ہے پچاس ہزار
ساحر پشت پر دیکھا میں لڑ رہی ہیں کہ اگر ہماری ملکہ پر کوئی چشم زخم پہونچے فوراً جا پڑیں اپنی جانیں دیں مگر اپنے
مالک کو بچائیں لشکر صنعت بھی آمادہ مقابلہ ہو کر آیا ہے دلوں میں سب کے حوصلہ بھرا ہوا ہے ملکہ ماران زرین کن
مبتلائے رنج و محن ہے صندور از تک صنعت سحر ساز سے لڑائی ایک مقام پر ملکہ صنعت نے ترنج کھینچ مارا ماران نے
یہ زہر دیکھا کہ ترنج کو کاٹا ترنج سے برق چمکی مثل خنجر سر پر پڑی سر ملکہ ماران زخمی ہوا صنعت سحر ساز نے چاہا
بڑھکر سر کاٹ لوں ملکہ اسرار جادو کو تاب نہ آئی وہیں سے للکارا او صنعت خبردار کیا کرتی ہے جب تک
ملکہ اسرار جادو پہونچے صنعت سحر ساز نے قدیم سحر کیا ملکہ ماران زرین کن زمین پر گری بصورت طوطی
زرین بال بنگئی فوراً اسنے اٹھا کر پنجرے میں بند کیا وہ قفس ملکہ طلسمات جادو کو دیا ملکہ اسرار
جادو صنعت پہ جا پڑی فوج صنعت سحر ساز کی بڑھی دونوں لشکر آپس میں مل گئے سحر چلنے
لگے ذرہ ہائے ریگ رواں جنگار یہاں تک ساحروں کے جسم پر پڑے اعضا جلنے لگے نظم مصنف

گری آکے صنعت بصد شور و شر | اشارہ ان میں تھا سحر اک کار و | ہر اک نخل تھا مثل نخل چنار
طپش سے زمین کو پڑا تھا بخار | برسنے لگی آگ افلاک سے | دھوئیں زرد اٹھنے لگا خاک سے

شرارے زمین سے نکلنے لگے
نہ ڈوبے نہنگان دشت و غا
یہان جا پڑے اور وہان جا پڑے
بدن پر گل زخم دل باغ باغ
تزلزل زمین کو ہوا سر بسر
وہ باجون کا غل وقت مین جا بجا
نہایت شجاع و قوی و دلیر
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
جلال انکو آوے دم جنگ اگر
سمجھتے تھے رستم کو مانند زال

تو گرمی سے پتھر پگھلنے لگے
دلیران خونخوار بصد عز و شان
بصد کر و فر دشمنون سے لڑے
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
پڑی چوب نقارہ کی زمزم پہ
کسی کے پڑا سینہ پر آ کے تیر
نیستان جرات کے غرندہ شیر
بہادر سے تھے وہ مثل مور و ملخ
تو شق ہوئے ڈر سے عدو کا جگر

کہین بحر افسون کا طوفان اٹھا
لیے ہاتھ مین تیغہ خونفشان
گلستان جرات کے روشن چراغ
کمانین وہ کھاتی تھین ہر جا لچک
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
کوئی سہ کے ڈر سے تھا گوشہ گیر
سر مو نہ تھا انکی جرات مین فرق
جو اک دم مین الٹین زمین بلخ
بہادر ایسا تھا انکی قوت کا حال

پہنچے تھے دریاے لشکر مین غوطہ مارا انکا اسرار جادو چاہتی ہے اپنی لونی
ماران زمین کن کو جا کر رہا کرے بعضون کو صنعت سحرسازی درہم و برہم کر دیا میدان کارزار لاشون سے
بھر دیا لیکن صنعت سحرساز عجب انداز سے لڑ رہی ہے زمین کو جنبش دی ہے جب وہ تلوار مارتی ہے دو چار ساحر
بیہوش ہو جاتے ہین اس سحر سے لوگ بہت گھبرائے ہین صدہا سحر سے ایسے بیہوش ہوئے کئی سردار علاوہ ملکہ
ماران زمین کن کے بزور سحر دائرہ بنا کر پکڑ لیے قفس آہنی مین بند کیے ملکہ مہ جبین کے تخت پر گولہ پڑا تخت ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا دلارام وزیرزادی گود مین لیکر بھاگی اس شہر کا محاصرہ طلسم مین عمرو عیار لڑ رہا ہے اتنی بڑی
لڑائی کہ جہان ہزار ساحر ٹھہر نہین سکتا کئی مرتبہ کس آیا یہ خاطر ناظرین رہے کہ خواجہ عمرو کلیم اور لشکر
کسی کو نہین مار سکتے جب اولاً اول کوہ سراندیپ پر تحفہ جات قبر بزرگان دین سے خواجہ عمرو کو
حاصل ہوئے ہین اور خواجہ خوشی خوشی یہ اسباب تبرکی لیکر کلیم عیاری و جال حضرت الیاس و جام
حضرت اسحاق و تھیلے آہن حضرت داؤد و زنبیل مزار جناب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام و
گوہر شب چراغ لیکر خدمت مین امیر حمزہ صاحبقران کی آئے عرض کی یا صاحبقران آپ مجھکو ہاتھ نہ لگئے
تو کیا ہوا دیکھیے مین بزرگان دین سے یہ سب تحفہ جات لایا اگر نہ دیتے تو اپنا گلا کاٹ ڈالتا کیا آپ ہی
ایک بڑے بزرگ ہین مین کوئی ایسا ویسا ہون اسوقت صاحبقران نے اشیاے مذکورہ کے اوصاف جو
خواجہ عمرو نے مفصل بیان کیے صاحبقران نے اسی وقت ان سب تبرکات کو خواجہ عمرو سے چھین لیا

مقبل سے کہا کہ ان سب تبرکات عطیہ بزرگان دین کو لیجا کر ہمارے خزانے مین داخل کرو یہ چیزین پاس
چھوٹے دنیا باز نالائق کے لائق نہین عمرو نے جھلا کر کہا او حمزہ تیرا کیا اجارہ ہے امیر نے فرمایا کیون نہین
بزرگ سہیم ول ہوتے ہین تم پیٹھ پیچھے انھون نے مرحمت فرمایا تمہارا دل نہ دکھایا اب تم تمام دنیا کو لوٹ لوگے
بندگان خدا کو آزار پہونچاؤگے ہرچند عمرو نے کہا تو پھر آپکا کیا مین چاہے کسی کو لوٹون چاہے کسی کو مارون امیر
نے کہا ہرگز نہین دینا نہ چاہیے اپنے مقام پر اس داستان کا ذکر ہے یہان تذکرۃً گذارش کرتا ہون اگر حیات
مستعار باقی ہے اور موقع نوشیروان نامہ وغیرہ کے لکھنے کا آیا تو انشاء اللہ اس داستان کو بالتصریح عرض
کرونگا جب وہ داستان جسمین بیان ہے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کی بیقراری امیر حمزہ صاحبقران کی عدالت آخر
بعد کئی دن کے خواجہ عمرو نامدار نے کہا یا صاحبقران مین اقرار کرتا ہون کہ راہ خدا مین جہاد کرونگا ان تحفہ ہا
بزرگان دین سے بجز جان بچانے کے اور کوئی کام نہ لونگا اسوقت صاحبقران نے اقرار نامہ لکھوایا اسپر
سبھی الکتابہ کی سردارون کی مہرین کرائیں بشمول سردارون کی لے لی تب یہ تحفہ جات خواجہ عمرو کو مرحمت
فرمائے چونکہ امیر حمزہ صاحبقران سے اقرار نامہ ہے اسواسطے خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر کسی کو نہین مار سکتے صرف
اپنی جان بچانا گلیم اوڑھکر ممکن ہے جب حملہ کرنا منظور ہوتا ہے گلیم اُتارکے قصد کرکے جاتے ہین اسوقت ساحر کو
قتل کرتے ہین لہذا مہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری گلیم اوڑھے ہوئے لشکر ساحران مین موجود ہین جب
کسی ساحر کو قتل کرنا منظور ہوا گلیم سر سے اُتاری اظہرہ کیا مہر عیاری کا جب آنکھ چار ہوئی خواجہ عمرو تڑپ کر
اُس نابکار پر وار کرتے ہین پھر اسکو پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہے محال ہے کہ جیتے سے خواجہ عمرو کے بچ جائے
یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو نے تڑپ کر خنجر سر پر اُس خودسر کے مارا دھڑ سے زمین پر گرا موت نے دستگیری
کی سیدھا جہنم مین پہونچا انھون نے لالچ مین اسکے کپڑے اُتار لیے اگر کسی نے سحر کر دیا دھم سے گر پڑے
فوراً چلانے لگے کہ ای مالک فتح ارسے جلدی دوڑو مجھے ساحر قتل کیے ڈالتا ہے جس ساحر کی نگاہ پڑ گئی
اسنے اگر بچایا گلیم اوڑھی کودکے بھاگے غائب ہو گئے آج خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اس جنگ مین سرتاسر
پلنگانہ کارزار کر رہے ہین کسی کو خنجر مارا کسی کو للکارا کسی کو حباب بیہوشی مار دیا کبھی جھپٹ کر کسی کو حلقہ
کمند سے گرایا مگر مزاج کی چالاکی نہین جاتی جب خنجر مارا ساحر گرا گرتے گرتے پگڑی سر سے اسکے اُتار لی
اسپہ فوراً گلیم اوڑھکر غائب ہو گئے مردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی نکلی کھول لی
اگر کمر مین کچھ نہ پایا جھلا کر ایک لات ماری کہا کیون بے نالائق دنیا بھر تو نوکری کی مگر خواجہ کے لیے کچھ

نہ دیکھا بار دو ڈال کر لاشہ اسکا جلا دیا اسی ہنگام گرد و ارمین عمر بخود چاہتا ہے اپنے کو قریب ملکہ عصمت پہونچاؤن
کوئی کاریگری کرون مگر شعلہ ہاے آتش بلند ہوکر سمجھتے ہین دریاے سحر جاری ہزار ہا ساحر ڈوبے آبرو بچانا
دشوار تشنگان دریاے جرات شناوری کرتے ہین کنارہ دریاے سحر کا نہین ملتا ہر ایک گرداب خنجر آبدار
ہر موجہ شمشیر تابدار مچھلیون کی ماہیت سے کون ماہر ہو مگر صاحب فہم و فراست پر مشکل آئینہ صاف ظاہر ہے کہ
دریاے سحر ملازمان عصمت کا بنا ہوا جوش زن ہین ملکہ موج کا مٹانا کبھی وہ لوگ پیر جاکر جسم سے کھیلا کرتے ہین
دریاے سحر مین جاکر تشنگان خون آشام ہستے ہین دریاے سحر مین دریاے خون شریک ہوا دریاے سحر
مٹا کی لڑائی ٹھہری دریاے سحر خشک ہوکر نکلا ہوا تو عصمت پر جا پڑین لیکن عصمت نے سحر ساز صدہا کو قتل
کر دیے چند سرداران نامی بیہوش ہوے بعض سرداران نامی گرپڑے گرتے طائر نگاہ کلیجے پر بدعت سے چھپتے
دم نہین لیتی سب طرف لشکر مین ہنگامہ بڑا برپا ہے یہ پر تفصیل گذارش کرچکا ہون کہ ملکہ مہ جبین الماس پوش
کو لیکر دلارام وزیرزادی لشکر سے نکل گئی و در جاکے ٹھہری خیمہ ملکہ لالان خون قبا مین آفت برپا ہے
ملکہ سر پیٹتی ہین ملکہ اسرار جادو ناچار ہوئی لاچار تن کاہل ہوا ہے یہ حالی ملکہ ماران زمین کن دشوار ہے
قفس ملکہ ماران ہاتھ مین طلسمات جادو کے لڑتی ہوئی اسرار آتی ہے دیکھا ایک روشنی آئی اور کان مین آکی
پلٹ کے دیکھا بارگاہ ملکہ لالان سے شور گریہ و زاری بلند ساحران نگہبان در و مسند عرض کرچکا ہون کہ ملکہ
اسرار جادو خفیف و حیران دیدہ کا ہر آزردہ تھی اس حال پر ملال کو دیکھکر بہت گھبرائی رونے لگی اپنے ساتھ والون
سے کہا صاحبو نامون طلسم کا شکار پیدا ہوا چاہتا ہے اسکا پاس واجب و لازم ہے وزیرزادی دلارام دختر افراسیاب
کو لیکر نکل گئین کیا لالان خون قبا کا ہے یہ سن اسعد نامدار نے چند ساحرون کو حکم دیا ابھی لشکر سے ملکہ کو سوار
کرکے نکلو اور دلارام کو پیغام دو کہ ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین کو ایک ہی محافے مین سوار کرکے
حسب الوقت مناسب سمجھے نکل جاے یہ لڑائی فتح ہوگی کنیزان ملکہ اسرار جادو در دولت پر ملکہ لالان خون قبا
کے آئین جب سوار کرنے کا قصد کیا لالان خون قبا نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین یہان سے نجاؤنگی
میرے وارث اسعد نامدار نے جس مقام پر بٹھا دیا ہے اسی مقام پر جان دونگی وارث بھی اگر لاش اسی
مقام پر پاے صاحبان عصمت یہ تو کہین کہ ثابت قدم کو سے محبت تھی جہان وارث نے بٹھا دیا اسی مقام پر
جان دی مین جانتی ہون کہ سحر و ساحری سے آگاہ نہین ہون ساحر مجھکو ذلیل کرینگے مگر اب تم اسرار جادو
سے کہدو کہ آپ مطمئن رہے کوئی زندہ نہ لیجائیگا خنجر مار کر جان دونگی اسطرح اپنے تئین ہلاک کرونگی نظم

سرداروں کی زخمداری مجبوری و ناچاری دیکھکر ملکہ مہرخ بہت روئیں کہا صاحبو میں کیا جواب دوں
تم سب صاحبوں کی خدمتگذار رہوں لشکر ہمارا برباد ہوا قیدخانہ صنعت کا آباد ہوا چالیس سرداران نامی و
گرامی طائر بنا کر لیگئی ہے جانباز سرفروش قفس میں پھڑک رہے ہیں خدا انکو پنجۂ بیعت صیاد سے بچائے اس قید
مصیبت سے چھڑائے الغرض اسی میں یہ کلام ہیں لیکن دم لینے کی مہلت نہیں ابر سحر گھرے ہوئے ہیں کسی ابر سے
پانی برسا کسی ابر سے بارش تیر و خنجر کہیں تلوار کا چھناکا ہے تیر کا سنسناٹا گذرتا ہے گران سنگ کی آواز آمادہ مرگ
سرداران جانباز لشکر دشمن کی تلواریں تیر سپاہان کے تیغے سیدم خنجروں میں تین خم تبر سے سر تیزی کھوئے
کلہ ہاسے کود بیکار کمانیں جھک گئیں تیر سہمے ہوئے ترکشوں میں چھپے ہوئے ہیں نیزے کانپ رہے ہیں
ہزارہا مرکب کوتل پیدلوں میں پلچل صفیں صف ماتم فوجیں درہم و برہم خیمے سرنگوں سرداروں کا جگر خون
باجے سب لشکر کے بیکار نقارے چوبوں سے سر پیٹ رہے ہیں دمامے پھوٹے ہوئے قرنا الٹی سانسیں
لیتی ہو خاموشی پر جان دیتی ہے شکست کامل لشکر پر آئی ملکہ مہرخ بہت گھبرائی ملکہ اسرار جادو سے کہا قربان
جراءت عمرو نامدار میں نے سنا تھا کہ جنگ میں مصروف تھے کئی سو ساحر مارے چار پہر لڑتے ہوئے گذر چکے سردار
سب زخمی ہوے کچھ سبب نہ زخمداری کے بیکار ہوے کس بلا میں گرفتار ہوے اگر خواجہ ملتے تو انسے پوچھتی کہ اے
شہنشاہ اوج عیاری اب کیا کیا جاے ہمیشہ عنایت پروردگار سے طرفین سے کفاری کے طبل بازگشت بجا کیا
آج شکست فاش ہوئی جان نثاروں کو بھاگنے کی تلاش ہوئی اب اگر وہ حکم دیں مجبور ہیں ناچار ہیں طبل
بازگشت بجوائیں آج تو جان بچائیں اسرار جادو نے کہا اے ملکہ عالم و اے خاتون معظم آپ جو کچھ فرماتی ہیں
بجا اور درست ہے بقول سعدی شیرازی بیت مہر جا مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن مگر
خواجہ عمرو نامدار کی راے واجب و لازم ہے دیکھیے ملازمان صنعت لڑتے بڑھتے قریب بارگاہ ملکہ لالان
خون شہا ہو پہنچ چکے ہیں وہ صاحب عصمت ہی فوراً جان دے دیگی اگر شاید زندہ بچگئی تو سامنے
شاہزادہ اسد نامدار کے بڑی خفت ہوگی منھ دکھلانے کے قابل نہ رہینگی ارشاد ہوگا ہمارے ناموس
کی بھی حفاظت نہ کرسکے اسکا کیا جواب دینگے مگر بدون صلاح خواجہ عمرو کوئی کام نہیں کرسکتے یکایک
پہلو میں سے آواز آئی یہ پیر غلام حاضر ہے پلٹ کر ملکہ مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو ایک جادوگرنی
کی شکل بنے ہوے کھڑے رو رہے ہیں ملکہ مہرخ دوڑکر قدموں سے خواجہ عمرو کے لپٹ گئیں کہا اے
شاہنشاہ اوج عیاری آپ نے یہ تباہی و بربادی دیکھی صنعت نے قیامت برپا کردی ہے سحر بھی ملعونہ

پر تاثیر نہین کرتا اگر آپ کی مرضی ہو تو طبل بازگشت بجوائین آئندہ جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا شاید
کوئی سامان فتح و نصرت کا پروردگار پیدا کرے محمور نے کہا بسم اللہ مین کیا منع کرتا ہون طبل بازگشت بجوا
جس طرح بن پڑے جان بچایئے فوراً ملکہ مہرخ نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا طبل بازگشت پر جو سپہ ہر گہا
لشکر الگ ہوے صنعت اسی طرح مقیدان لشکر اسلام کو قفس مین بند کرکے نوبت و نقارے بجاتی ہوئی
طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئی جیسا کچھ تحریر کر گیا ہون اگر مسافر راہ مین مل گیا بیگناہ کو عیار جانکر قتل کیا
صدہا بیگناہ اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے حیرت جادو خوشی خوشی پلٹی افراسیاب کو فتح نامہ لکھا
اسمین تحریر کیا اتنے سردار صنعت نے گرفتار کیے اتنے قتل ہوے بروقت شکست فاش مہرخ طبل بازگشت
بجوا کر پلٹ گئی کیا عجب ہو کہ مہرخ بھاگ کر اُٹھا سے حال سلطانون کا بہت ابتر ہے ستارہ ملازمان شاہنشاہی
اوج پر ہے خوشی مین حیرت نے صحبت جشن ترتیب دی مگر ملکہ مہرخ شکست خوردہ افتان و خیزان حیران
و پریشان آکر داخل بارگاہ ہوئی دلارام وزیرزادی ملکہ مہجبین کو لیکر پلٹی ارادہ تھا دور نکلجاؤن
مہجبین نے دور جانا قبول نہ کیا اب جو آکر دیکھا تمام سردار گرفتار ہوے لشکرون پر غاشیہ پڑے ہین
بے اختیار حال بارگاہ کا دیکھکر رونے لگی یہ بھی واضح رہے کہ صنعت سحر ساز چار پہر کامل اہل اسلام
سے لڑی اسکے کبھی بڑے بڑے سردار مارے گئے خود بھی زخمی ہوئی ہے بروقت پلٹنے کے کہ گئی ہے اے فرقہ
سنرا پرستان و ای ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی اور مہلت دیتی ہون آپس مین صلاح کرکے سمجھکر خدمت
مین ملکہ حیرت کی چلی آؤ خطا اپنی معاف کراؤ لہذا ملکہ مہجبین نے پوچھا اے مادر مہربان آئندہ کیا
کیفیت ہوگی کوئی لائق مقابلہ نہین ہے اب جو صنعت آئیگی کون مقابلہ کریگا کس کے منہ مین زبان
ہے کون سامنا کریگا کون جواب دیگا سردارون مین معمار قدرت ملکہ اسرار جادو و گلنار چشم
و نور چشم وغیرہ چند سرداران نامی موجود ہین لیکن انکا ہونا نہونا برابر ہے چونکہ انہون نے
زخمدار مین بہت بیقرار ہین لائق مقابلہ و مجادلہ نہین بستر خاک پر پڑے ہوے کراہ رہے ہین صدا
آہ آہ کی بلند ہے ایک سرفروش دردمند بارگاہ کو دیکھکر کلیجہ پھٹتا تھا اسوقت ملکہ مہجبین بہت
روئین ملکہ مہرخ نے سنگ صبر کلیجے پر رکھا گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر و ای پارۂ جگر صبر کرو
دلپر جبر کرو تمھارے رونے سے اہالیان لشکر اور گھبرائینگے ایک لڑائی انشاء اللہ ایسی لڑینگے
صنعت کے بھی دانت کھٹے کر دینگے میدان کارزار لاشون سے بھر دینگے کسی سردار نے کہا پہلے تو

اہتمام کیجیے ایسا نہو یہان کی خبر وحشت اثر سنکر اسد دلاور نہ چلے آئین بڑی خرابی ہو سب ساحر انکنین
کے تو نام کے دشمن ہین یہ سنکر ملکہ مہجبین گھبرا گئین کہا ای مادر مہربان حقیقت مین بڑی مشکل ہو
مہرخ نے کہا کسی کو بھیجو جاکر عرض کرے کہ ای شہریار ابھی دو چار روز نہ تشریف لائیے عمرو نے کہا گویا
یہ تو سوتے کو جگانا ہی ہوشیار کرنے کا بہانا ہی سنتے ہی آپ آئینگے جانینگے کا لشکر پر کچھ جفا ہی آج ابھی مجھکو خیال ہو
اُنکے ناموس کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہو ضرور خواب پریشان دیکھیگا فوراً آئیگا اس حال پر ملال کو دیکھکر
لڑنے کا قصد کریگا لشکر پر حیرت کے جا پڑیگا افسوس یہ ہی کہ علاوہ لوح کے اور کوئی تحفہ طلسمی اسد کو ممکن
نہوا کہ جس سے ہمارے قلب کو قوت ہوتی سحر ہر کس و ناکس کا اثر نا شر کریگا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ
صاحب آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین یہ مقام طلسم ہوش ربا ہی ہر طرفہ یہان کا ہوش ربا ہی اگر کوئی
تحفہ کسی طور سے ممکن بھی ہو تو ساحر یہان کے بلاے روزگار ہین اکثر جو ساحر یہان سے برابر سے
مقابلہ صاحبقران گئے جیسے قصد کیا فوراً اسم اعظم صاحبقران شد کیا اس سے بڑھکے کونسی
نعمت اور دوسری ہی یہان کے ساحر تسخیرات سے بخوبی ماہر ہین بدون لوح ملے اسد نامدار نہین لڑسکتے
شاید ہماری زندگی مین وہ بھی دن آجاے اب تو گور مین پاؤن لٹکاے بیٹھے ہین لوح کا کیا ذکر ہی اگر
کوئی جاکر اسد سے کہیگا کہ آپ دو چار روز لشکر مین نہ آئیے فوراً سمجھ جائینگے لشکر پر کچھ افتاد ہی ہمارے
ساتھ والون پر کوئی بیداد ہی انکو کب گوارا ہوگا تمام خدا صاحب مروت و شجاعت ہین ہم سب کی بیقراری
گریہ و زاری دیکھکر کب قرار لینگے فوراً ہی تو لشکر شفقت پر جوش جرات مین جا پڑینگے پھر ہم کیا کر لینگے
واسطہ خدا کا اب کچھ جلد تدبیر کیجیے تساہل کو کام نہ فرمائیے یہ ایک ہفتہ بھی چشم زدن مین گذر جاے گا
ان کلمات حسرت آیات سے مہجبین بہت بیقرار ہوئی اسی عالم یاس مین یہ اشعار زبان پر لائی بیقرار
ہوکر رونے لگی اشعار

سعی امروز کنم از چہ برای فردا
شانہ زلف جفا ساختہ دلریشی ما

بکشد آب بجام دل درویشی ما
ہمہ تن خندہ دہد با قسمت اندیشی ما

ہست بیگانہ زما رابطہ خویشی ما
ماندہ نالیم زجور فلک دون خود را

یہ اشعار پڑھکر دامن خواجہ عمرو کا تھام لیا عرض کی حقیقت مین
ناناجان ہماری نانی اماں ملکہ مہرخ صاحبہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین کہ ایک ہفتہ پلک جھپکانے مین
گذر جائیگا اس اثنا مین ایسا نہو اسد نامدار بھی لشکر مین چلے آئین اور ہمکو اس حال پر ملال مین
دیکھین لڑنے کا قصد کرین انکو پھر کون روکے گا کوئی جاکر خبر شفقت حرامزادی کو پہونچا

پیتو اسکو اب یقین کامل ہی کہ سب سردار زخمدار ہین لائق مقابلہ نہین ہین یہ بھی سُن پاوے کہ اسد کو
کہین چھپایا اب وہ ظاہر ہوے رات ہی کو آئیگی دشمنون پر دست انداز ہوگی بھلا کون اُسکا روک سکتا ہی
دیکھو سحر و ساحری مین یکتا ہی براے خدا کچھ فرمایئے اگر روپے کی ضرورت ہو تو مین حاضر ہون لونڈی کو سر بازار
فروخت کر لیجیے کسی سردار کو آپ سے عذر نہین ہی زیور وغیرہ میرا حاضر ہی سب سردار بھی آمادہ ہین جسطرح
فرمایئے بجا لائین عمرو نے یہ سنکر سر جھکا لیا سب سردار دست بستہ کھڑے ہین مہتر قران سامنے موجود
تھے یہی عرض کر رہے ہین کہ استاد حقیقت مین اب وقت دستگیری ہی جب مہتر قران
نے یہ کلمہ کہا عمرو نے سر اُٹھایا کہا کیون رے کالے تو بھی کہتا ہی کہ تدبیر کیجیے آپ سے زیادہ کون عیار ہی
آپکا بندہ طلسم ہوشربا مین مشہور ہی جا کر صنعت کو ایک بندہ مار دیجیے کہ سر اُسکا گر جاتا پھر سے سردار
رہا ہو جائین یہ ہم وعدہ کرتے ہین کہ صنعت کے مرتے ہی بہار وغیرہ کو ہوش آجائیگا حیوانیت سے
بیدار انسانیت مین آئینگے بارہ لاکھ ساحر کا لشکر صنعت کے ساتھ ہی آنکی کانٹا تو ہی بہار د باغبان
وغیرہ سب کو مار لینگے یہان سے فوج چڑھ جائیگی اور لڑائی ہو جائیگی لشکر اسکا تاب نہ لاسکیگا تدبیر مین سے
بتادی جائے کہ صنعت کو مار ڈالیں تم کیسے للکار لیتے قران نے سر جھکا لیا کہا استاد اگر وہان حصار نہ ہوتا آپکے
بابا پر بیہودہ مارتا اب کوئی آپ ہی معقول تدبیر فرمایئے عمرو نے کہا ای قران جو تدبیر اندر حصار کے جانیکی تھی
وہ تو لونڈون نے سنادی اتنا جو میرے منھ سے نکلا کہ ایسی تدبیر کرینگے کہ وہ خود اندر حصار کے بلا لیگی بس
بہر برق لے دوڑا سب کو لیجا کر حرامزادے نے کچھ سنوا دیا اب اسکے علاوہ کوئی تدبیر نہین ہی مین بھی ناچار ہون
تمسے زیادہ بیقرار ہون ملکہ مہرخ و ملکہ مہجبین الماس پوش و مہابقدرت وجملہ سرداران باقی ماندہ
نے ہاتھ باندھ کر کمال عجز و انکسار سے عرض کیا کہ حضور اب سب کے حال پر ملال پر رحم کیجیے ہر سردار
خدمتگذاری کریگا ہم سب کو معلوم ہی کہ حضور قرضدار ہین یہی باعث انتشار ہی ہم سب مل کے ابھی حضور کا قرضہ ادا
کرینگے خواجہ عمرو نے کہا تم لوگ کیا قرضہ ادا کرسکوگے حمزہ نے بیٹی دیکر مجھے لوٹ لیا نا رستے ہاتھون مین ناحق
بیٹی کو رخصت کر دیا مین لنگیا اپنی بات کے خیال مین مہاجنون سے قرضہ لے لیا ادا کرتے کرتے ہاتھ پاؤن
گھل گئیں آپ لوگ اپنی حقیقت کے موافق فرمایئے مین اُسکی تدبیر بتاؤن روپیہ صرف کرنا آپ لوگون کا
کام ہی جانبازی مین میرا بھی نام ہی ملکہ مہجبین نے پچاس توڑے منگوا کر سامنے رکھدیے اب تو
سرداروں نے موافق اپنی حیثیت کے حاضر کرنا شروع کیا آفتاب زر و جواہر نے طلوع کیا خواجہ عمرو

دیکھ رہے ہیں کچھ فرماتے نہیں جب مبلغ خطیر جمع ہو سکا عمرو نے اٹھا کر نذر زنبیل کیے اور فرمایا سنو صاحبو
اور کوئی تدبیر نہیں ہے میں اب خدمت میں اپنے آقا کی جاتا ہوں صاحبقران کو لیکر یہاں آؤنگا وہ اسم اعظم
پڑھکر حصار سحر کو باطل کرینگے صنعت کے لشکر سے لڑینگے صاحب اسم اعظم امیر محترم و محتشم ہیں برق شمشیر
سے خرمن حیات ساحران جلا دینگے پھر جھٹ میں لڑائی فتح ہوگی خبر سنکے تم بھی چلی آنا سحر بھی کرنا اور میں انشاءاللہ
بہت جلد آؤنگا تین مہینے کا راستہ جانے اور تین مہینے میں واپس ہونا چھ مہینے میں فیصلہ سن لینا کہ حمزہ
کے لڑکے کہ صنعت کو مارا یہ سنکے رنگ روے ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا سب سردار سنکر دیکھنے لگے کہ خواجہ کیا
فرماتے ہیں چھ مہینے تک ہم کیونکر زندہ بچینگے صنعت جیتا کبھی نہ چھوڑیگی ہرگز ہرگز ہمارے قتل سے منہ
نہ موڑیگی عمرو نے کہا علاوہ اسکے کوئی تدبیر نہیں ہے جب صنعت مقابلہ کو آئے صاف جواب دینا
کہ ہمارے آقا سے نامور خواجہ عمرو کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر تشریف لے گئے ہیں وہ آلیں تو ہم
لڑینگے اسی طرح وعدہ وعید میں اتنا زمانہ بسر کرنا ایک جھپکانے میں چھ مہینے گذر جائینگے میں بھی جانتا ہوں
کہ اہالیان ورشنہ ہوش ربا راہ میں روکینگے لڑتا بھڑتا ہوا جاؤنگا معمار قدرت و دیگر سرداران نامی
بھی میرے ساتھ چلیں لڑائی میں سحر کی یہ لوگ کام آئینگے میں عیاریاں بھی کرونگا اور صاحبقران بھی ساتھ
ہونگے انکی عیاری ہوگی کہیں ہیں کی ہاتھ ملا دونگا کہیں معمار قدرت کی خشتہاے زرین چلینگی
کہیں بی ملکہ اسرار کہیں بی ملکہ زلورہ محمل نشین جلالت آئین سحر سے قیامت برپا کرینگی کہیں پریان
لاہوت جادو جرأت دکھائینگے ورشنہ فتح ہو جائینگے ہم تا بہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچ جائینگے
ہر وقت واپسی یہ فسادات برپا ہونگے انشاءاللہ صاحبقران آکر لڑائی فتح کرینگے ان کلمات
حسرت آیات کو سنکر بارگاہ میں ہنگامہ برپا ہوا سب کو حیرت ہو گئی عرض کی آپ مالک و مختار ہیں لیکن
سحر صنعت سے ہم سب مجبور و ناچار ہیں ہمارے حق میں جو مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے کہا اب
اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے ملکہ مہ جبین نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا نانی اماں اب آپ خواجہ سے
کچھ کلام نہ کیجیے میرے خوب ظاہر ہوا اپنی جان بچا کر جاتے ہیں اسپر طرہ یہ کہ ساحران نامی جو موجود ہیں انکو
بھی ہمراہ لیجائینگے اب بھلا یہ کیا واپس آئینگے زیادہ کہنا مناسب وقت نہیں ہے بسم اللہ انکو جانے دیجیے
جو ہم پر گذریگی جھیلینگے جان پر کھیلینگے ورنہ ہاے طلسم ہوش ربا فتح ہونا کیا آسان ہے صرف ورشنہ
فیروز نگار جہان کی مالک فیروزہ قبا فیروزہ پوش ہے اگر ہم لڑائیاں فتح ہوتی ہیں جب بھی ایک سال

مقابلہ ہوگا یہ تو عیار ہیں اڑ جھڑ کر نکل جائینگے ساتھ والوں کو کسی بلا میں مبتلا کر دینگے ملکہ مہرخ نے اشارہ
کیا بیٹا خاموش رہو ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو کون ایسا لشکر میں باقی ہے جسپر خواجہ نے احسان نہیں کیا
کیسی جانبازیاں کیں جن مقامات پر طائر وہم و خیال نہ پہونچتا تھا اُن مقامات پر جاکے عیاریاں کیں
سرداران و ساحران گرامی کو بچایا اگر نہ لو تو پہلے اسد غازی کو کہ مدتوں قید سخت میں مبتلا رہے کس مردانگی سے
چھڑایا جو کچھ فرماتے ہیں ضرور اسمیں کچھ نہ کچھ بھید ہے کچھ تو تمہارے حق میں مناسب سمجھا ہوگا اچھا اے مولی از ہمہ
اولیٰ اسمیں یہ اشارے کنایہ کرکے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بسم اللہ جو آپ کے نزدیک مناسب وقت ہو وہ کیجیے
عمرو نے کہا انتظام اول یہی ہے کہ حیرت کو ثابت نہ ہونے پائے خواجہ عمرو و صاحبقران کو لیئے جاتے ہیں
وہ سمجھے یہ کہ جہاں تک ہوسکے اسد نامدار کو بھی یہاں کی خبر پہونچے ملکہ مہجبین سے ضبط نہ ہوسکا چونکہ کمسن ہے
دختر بلند اختر افراسیاب بچپن سے ہوش زبان حکومت کی پلی اُنکی دامن تھام لیا کہا نانا جان ہماری جان صدقے
جان طلسم کشا کی عزیز ہے نانا اُن حضور کی کنیز ہوں اتنا احسان کیجیے لینے تو نظر پارۂ جگر اسد نامور کو بیہوش
کرکے زنبیل میں ڈال لیجیے یا کہیں لیجائیے انکو یہاں نہ چھوڑیے اگر شہنشاہ گار گاہ میں ہیں اسکی خبر حیرت کو ملجائیگی
فوراً قصد کریگی کہ جاکر انکے دشمنوں کو گرفتار کروں اُنکا گرفتار ہونا بہت آسان ہے ایک ساحر جائیگا گرفتار
کر لائیگا بسبب محبت صندلان صندلی اپنی صرف ملکہ کو ہر جادو ہمراہ گئی ہے اسکی کیا حقیقت ہے جو ساحر
جائیگا اسپر غالب آئیگا وہ بیشک جانباز و سرفروش ہے اڑ جھڑ کر مر جائیگی اور کیا کر سکیگی عمرو نے یہ سنکر بہ نگاہ قہر و
غضب طرف ملکہ مہجبین کے دیکھا کہا کیوں او چھوکری مجھے تعلیم کرتی ہے جو میرے دل میں آئیگا وہ کرونگا
تجھے اسمیں کیا دخل ہے اسد غازی کو لیجا ڈالا طلسم کون فتح کریگا تو جانتی ہے کہ میں جان بچا کر بھاگا جاتا ہوں
چھ جینے تیرے نزدیک گذرنا بڑی بات ہے تجھے سمجھا دیا ملکہ مہرخ سمجھ گئیں تم میاں اسد غازی کی توجہ ہو
سمجھیں کچھ بتاؤ وہ بھی تو ہم سردار ہے ہم عیار ہیں عیاریاں تمکو سکھائی ہونگی گنبد نور میں اُنکے ساتھ قید
رہیں کیا کیا دشمنیاں ہمیں اُنکو لیجاؤں تو تم کیونکر زندہ رہوگی عمرو کی جو نیروہی آنکھیں جوش و
خروش میں آئیں ہمقدر مہجبین ایسی تخت فضا میں فرمائیں کہ ملکہ مہجبین رونے لگی کہا نانا جان آپکو خفگی
ہمین لے اسواسطے عرض کیا کہ ہم لوگ تو حباب لب دریا چراغ سحری آفتاب لب بام ہیں ضعف سے آمادہ
قتل ہیں ملکہ ہمیں چھوڑا والیہ وقت ہیں آپ سفر فرماتے ہیں ہمکو تو یہ منظور ہے کہ اُنکی جان بچ جائے اُنکے
آفتاب اقبال پر زوال نہ آئے خداوند کریم ہر آفت سے بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ کہکر چیخ مار کر

روئی عمرو نے گلے سے لگا لیا دامن سے اشک پاک کیے کہا بی بی یہ وقت بات ہماری ہیں انہیں تم وتحمل کرو
انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کریگا طلسم ہوشربا فتح ہوگا تمکو سلطنت ہوشربا ملیگی اکتارہ سو
ملک پر حکم رانی کروگی دھوم سے اسد نامدار کے ساتھ شادی کرینگے بچے تمہارے گود میں کھلائینگے ہم بہت
دعا دینگے بس اب کچھ نہ کہو تماشا ہوشربا ہو اپنے پروردگار کو یاد کرو اسی سے فریاد کرو ہر چند کہ دل حیران
کا مکدر سے ہو گیا لیکن سوا اسکے سر جھکا لینے کے کوئی چارہ نہ تھا سوچی کہ گمان تالی امان کا بہت جا سکتا
اپنی جان بچاتے ہیں خدمت میں اپنے آقا کے جاتے ہیں ای صہ جبین اب کہنا رونا پیٹنا بیکار ہو مبا کچھ
مختار ہو بقول اسد نامدار خالق بے نیاز کریم کارساز پر تکیہ کرنا مناسب ہے اکثر میں بالوں میں مسافر
روز یعنی آفتاب عالم افروز منزل مشرق کو طے کرکے سراے مغرب میں داخل ہوا شہنشاہ باد تابان مع
فوج ثابت وسیارگان براے رزم میدان چرخ نیلی میں صف آرا ہوا خواجہ عمرو نے کمر عشیت باندھی
مہتر قران سے فرمایا ای صاحب بندہ گران لشکر وہ بزرگان جلد تیار ہو معمار قدرت و ملکہ زلور
محمل نشین ولاہوت جادو وہ ملکہ اسرار وغیرہ سب کو حکم ہوا کر باندھو چار لاکھ ساحر اہالیان
فوج عمدہ عمدہ چنار ساتھ لو دس دس پانچ پانچ سو سوار و پیدل وافسر طرف ہمراہ کے لگا یا وزیر کو ہمراہ
بانیہ تمہر وصفین باندھا پر سے آراستہ کرنا میں بھی آتا ہوں اتنے میں ملکہ مہرخ سے صبر نہ ہو سکا ہر چند کہ
نہایت عقیل بادشاہ جلیل تھیں لیکن بیقرار ہو کر بول اٹھی کیوں خواجہ ایک ہم ہی کمبخت ہیں تم میں
سبھی بیکار ہیں چار پانچ لاکھ جادوگر جب آپ لیجائینگے تھوڑے سے حقیر وذلیل ساحر یہاں بھی رہ جائینگے
انہیں کون لڑینگے مقابل ہر چند جو ساحر یہاں باقی رہ گئے تھے انکو تو حضور اپنے ساتھ لیچلے یہاں کون مقابلہ
کریگا بار لشکر و حشمت کون اٹھا سکیگا عمرو نے تیوری بدل کے جواب دیا ہمارے مقدمہ میں دخل کرو
جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا ہر بات میں اعتراض کرتی ہو بادولت کو ناراض کرتی ہو بس
خبردار سوا اسے بہت خوب کے اور کچھ نہ کہنا ورنہ ابھی پاس ملکہ حیرت جادو کے چلا جاؤنگا اور
صاف صاف کہدونگا کہ ملکہ عالم میں جنگ سے عاجز ہوا ہیے تا بہ کوہ عقیق خدمت میں مہر
آقا کی پہونچا دیجیے زادراہ بھی مرحمت فرمائیے حیرت جادو لاکھوں روپیہ دیگی تخت سحر پر فوراً
سوار کرا کے کوہ عقیق گلزار سلیمانی بخیر وعافیت تمام اس ناکام کو پہونچا دیگی مہرخ نے
سر جھکا لیا اب تھوڑے سے ساحر بحکم خواجہ طرف صحرا کے جانے لگے معمار قدرت اپنی فوج کو

لشکر کیا ملکہ اسرار نے اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا الا ہوشتا و زرپوش محل نشین سے اپنے لشکر کو تیار کیا اسی
شب تیرہ و تار مین طرف شہر اسکے بانیہ سے روانہ ہوگئے چنانچہ ساحر و سردار شل کیمیان و رسالدار بعافر رہے
جب زلف لیلی شب کرکے گذری اسوقت خواجہ عمرو نے اسباب سفر ذات پر آراستہ کیا ملکہ مہرخ
پر خوب تاکید کی کہ خبردار یہ خبر وحشت اثر ظاہر نہونے پاوے لیکن اپنی حسرت پر رو یا چالاک و برق
کو بہت یاد کیا فرمایا اسوقت میرا شاگرد رشید و فرزند ارجمند ہوتا میری صورت بنکر میرے مقام پر
بیٹھ رہتا و دو چار روز بھی پاس اس خبر کا چھپنا دشوار ہو کرینگے کیون جو عیاری کا انتظام کیا ہے لیکن ای ملکہ
تم ایک بارگاہ الگ استادہ کرکے مشہور کرنا کہ خواجہ عمرو و حضرت قران علیل ہوگئے ہین صاحب فراش ہین
پلنگ سے اٹھ نہین سکتے اتنا ہوشیاری سے مشہور کرنا خبردار اس انتظام مین قصور نہ کرنا ملکہ مہرخ نے عرض
کی جو کچھ بہتر ہوسکیگا وہ کرینگے ہوشیار حال دل آپ سے کیا عرض کرین ملکہ مہرخ ابھی یہ کہہ چکی تھین
کہ مہجبین نے دامن سے لپٹکر کہا نانا جان اپنا تو اب یہ حال ہو کہ زندگی محال ہو نظم

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا	آج یہ خاطر ہے تمہین ہے مجھے ارادہ میرا
کھینچ شمشیر بیان بھی ہین ارادے کچھ اور	آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہے تیسرا میرا
نذر اپنا اشک ہی سے گذرین لوگ سمجھ جائینگے	ہاے رہنے دے بس مرگ تو پردہ میرا
حسرتین دل کی جو بخشش ہین کرینگے قیامت	رو کے آئے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس	حوصلہ کوئی کبھی تجھ تو نہ دیکھا میرا

اسوقت لشکر مین ہنگامہ ماتم برپا ہے شور گریہ و زاری بلند ہے سبکو یقین کامل ہے کہ خواجہ اپنی جان بچا کر جاتے رہین
ہم سب بلا مین پھنسے اور آپ باہر صاف نکل گئے کیونکر بچینگے افسوس ایسے عیار کا ساتھ دیا جسکو اپنے فرزند سے
بھی محبت نہین ہم بیچاری کیا حقیقت ہین ایسون سے بیکار شکایت ہے مہجبین نے کس طرح سے کہا کیسے جواب
سخت خشم ہو کے ترش سے گویا ہوئی یہ خواجہ کو مناسب نہ تھا لیکن مکار کی بات کا کیا اعتبار اپنی جان
کیلئے بیٹے کا نام رکھا اسے نابکار کو نہ بچایا خدا ایسے کی صورت نہ دکھاے لوٹ مار کے آیا تھا مال جمع کرکے
چلا لیکن یاد رکھیں ہم بھی چل کر کسی گوشے مین چھپ رہین عمرو کو پکڑ لین اسکی زنبیل چھین لین اسمین بہت
کچھ مال ہوگا سر کاٹ کر کنارے ڈالدین اسکی یہی دوا ہے تب اسکو معلوم ہوگا کہ بندگان خدا کو بلا مین پھنسانے
سے یہ انجام ہوتا ہے لیکن کہتی ہین چپ رہو اگر سن لیگا قیامت برپا کریگا دیکھو چھکڑون پر مال لدوا یا خزانہ

ہمی ہمراہ لیجاؤ اسباب بیکاری جو ہے تنخواہ کھانے دینگی ہم غریبوں کی کیونکر بسر ہوگی بعض کہتے ہیں ہم کبھی
نکلجائینگے اور اسباب کیا کرینگے قیدیوں پر گرینگے بادشاہ ہر خطا معاف کر دیگا ناحق ہم اپنی سرداران زادہ
کا ساتھ دیا خواجہ عمرو یہ سب باتیں سن رہے ہیں کسی کو جواب نہیں دیتے بلکہ انھیں لوگوں سے وداع
ہوتے ہیں فرماتے ہیں کیا پوچھتے ہو جیتے ہیں آجاؤنگا سالو ان مہینہ نہ گذرنے دونگا جنھیں کہ عرض
کرتی ہو نانا جان یہ افسانہ فرمایئے لوگ زیادہ گھبرائینگے عمرو نے کہا صاحب میں جھوٹ بولنے کا عادی
نہیں جو امر حق ہے وہ کہتا ہوں میں کیوں چھپاؤں حقیقت میں عرصہ ہونے میں میرا کیا اختیار ہے سال کی
اندر بیشک آجاؤنگا لڑائی میں دیر ہو تو البتہ میں مجبور ہوں یہاں اسوقت ایک شور گریہ و نالہ کی
بلند ہوا عمرو سے مہجبین خوب لپٹکر روئیں ملکہ مہرخ کو رونے سے غش آگیا عجب ماجرا ظاہر ہوتا تھا
کہ گویا کسی کا جنازہ جاتا ہے آگے آگے خواجہ عمرو عقب میں سردار [illegible] تاموج شب تیرہ و تار کا نا
سرداروں کا بلک بلک کے رونا ملکہ مہجبین و لالان خون قبا کا جان کھونا عمرو آخر الامر
سمجھا کر آگے بڑھے خدا حافظ کہکر پاسے شاطری مارتا ہوا مع سرداران شمشیر و عمرو قران
و ملکہ لالان خون قبا و ملکہ مہجبین و ملکہ مہرخ و دیگر بہادروں کو روتا چھوڑ کے طرف صحرا کے روانہ ہو گیا

دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمرو و ذکر قتل صنعت سحر ساز بیان ہونے میں

پیشتر ازین کیا زور رکھتا شیروں کی صولت ہاتھ میں | طوق آہن توڑتا تھا تھی یہ قوت ہاتھ میں
ضعف کی اب اندنون ایسی ہے قوت ہاتھ میں | چاک کر سکتی نہیں پاتا ہوں طاقت ہاتھ میں

ہے گریبان و ہی ای جوش وحشت ہاتھ میں

ہوگئی ہے گرد ہاتھوں سے صفا سے آئنہ | کس لئے کرتے ہیں اپنے وہ لگا کے آئنہ
کچھ نہیں محتاج وہ خود ہیں برائے آئنہ | سچ اٹھا کر دیکھتا ہے ہاتھ جا کے آئنہ

یہ صفائی ہے نظر آتی ہے صورت ہاتھ میں

کیسے لاؤں راہ سے کیونکر کہا سکتا نہیں | ناتوانی زور پہ ہے لب ہلا سکتا نہیں
بلکہ جو دل میں سخن ہے لب تک آسکتا نہیں | وہ چلے جاتے ہیں لیکن میں بلا سکتا نہیں

ضعف سے جنبش نہیں ہے اشارت ہاتھ میں

ہے یقین ہو جائے رنگ حنا سے ہمزبان | سنبل کی شادی سے یہ کیا کیا بجا کے تالیاں

طوق ہو رگیر انگشت پر یہ وہ بے گمان — سمجھین شاخ سرو مین سب فاختہ کا آشیان
طائر دل کو جو سے وہ سرو قامت ہاتھ مین

سحر کا اعجاز ہی اس شوخ کا ہر عضو تن — رشک شمع طور ہر شمع قد رشاخ چمن
ہو حنا مہدی سے لال ہو جائین اگر جوہو مین ہاتھ — کیا فروغ حسن ہی چھیوون اگر اسکا بدن
پنجۂ خورشید کی ہو جائے حالت ہاتھ مین

چھینا ہو اپنی تیغ قاتل سے کبھی جنبک سے جیسے — ایک دن پر کیا ہر کام اسطرح کے اکثر کیے
جوہر اپنے آپ وقت امتحان دکھلا دیے — تیغ قاتل نے علم کی کان سے ٹکڑے لیے
ہو نہ باد رستم دستان سے جرات ہاتھ مین

کیا تجلی ہی اگر دیکھے کو پہونچے کر کلیم — ہاتھ پھیلا تا رہے حسرت سے تا محشر کلیم
پھر نہ دکھلائے کسی کو بھی کف انور کلیم — دیکھ پائے دست جانان کی تجلی گر کلیم
روشنی ہو جائے مثل داغ حسرت ہاتھ مین

جب کھینچین یاد آئین دیکھا کھینچکر تلوار کو — ہر بہانے سے تسلی دی دل افگار کو
چاہین آتا ہی نہین اس طالب دیدار کو — یاد کرتا ہون کسی کے مصحف رخسار کو
زاہدا مصحف نہین بہر تلاوت ہاتھ مین

اپنے فن مین نکتہ دان بے مثل ہر یکتا ہی وہ — عاشقون کے حال سے دانستہ بے پروا ہی وہ
چین پیشانی پہ رہتا کبھی ظالم ظریف ایسا ہی وہ — ہاتھ اسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہی وہ
ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہی آیت ہاتھ مین

کاٹے کھاتی تھی تجھے ہر دم جدائی آنکی — شکر ہی ہونے لگی ظاہر صفائی آپ کی
رنگ مہندی اسقدر تلوؤن مین لائی آنکی — گر مین سہلاؤن کف پا سے حنائی آپکی
ہو نہ باد وہ پنجۂ مرجان سے رنگت ہاتھ مین

ہجر ساقی مین کھلا دینے سے پردا ابر کا — چشم تر نے سامنے کھینچا ہی نقشا ابر کا
ہون وہ گریان میرے آگے مرتبہ کیا ابر کا — پونچھکر آنسو مٹایا مین نے ٹکڑا ابر کا
جب لیا رومال وقت جوش رقت ہاتھ مین

اتنا ہے فتح ہو صنعت سحر ساز کو قتل کرین اسکے ساتھ والون کے خون سے ہاتھ بھرین طواجہ اگر ہمکو فتح و فیروزی پائین حیران ہو جائین خداوندا تیری ہی ذات پر تکیہ کیا ہر تو پیدا کرنے والا ہر اے معبود حقیقی ورب تحقیقی دعا ہماری قبول کیجیے ظالم و بدعت سے صنعت سحر ساز کی بچا لے ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجوا ئیگی میدان کارزار مین آئیگی کون اُس سے مقابلہ کریگا سب تو گرفتار ہو سے ہم مجبور و ناچار ہو سے فی الحقیقت چشم زدن مین رنگ عالم دگرگون ہوتا ہر کبھی عیش کبھی رنج کبھی مفلسی کبھی گنج کبھی مصیبت کبھی راحت کبھی سحر فرحت کبھی شام مصیبت نظم

کہان ہر ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار
ہوا سے پیالہ فلک ہر تو مے سے بیکار
عیان دیدہ مست سے ہو تنگ وصل عمر
جب ہوئے سوا بھی ہوا اٹھنا پکھر نہ تھا
کبھی ہر شام مصیبت کبھی ہر صبح بہار
خیال جام عیش اشتیاق ہر تنہا
لحد کشادہ دہن ہر بشوق بوس و کنار
اشارہ کرتی نفس چند ہر پیام اجل
دکھا رہے ہین وہم سرد گرمی بازار
طلسم عالم اسباب چند ساعت ہر
دیکھیں گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا رنگ دکھلائے بعد

تو راجہ سکے کیا پیش آئیگا [illegible] رہی پر ملکہ مہرخ کی شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر کس و ناکس کا یہی ارادہ ہر کہ لشکر سے نکلجائین اپنی جان بچائین بعض کہتے ہین عجب وقت زوال ہر زمانہ جلال ختم ہوا ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہر ترقی و تنزل کا یہی حال ہر لشکر اسلام کا خوب اوج ہوا اب وقت مصیبت آیا کہاں تک جلال ہر اب جو انکا ساتھ دے وہ مصیبت سہے ملکہ مہرخ نے جو ایسی باتین سنین غصہ مین فرمایا نقیبون کو بلاؤ لشکر مین پکارین ہمین صنعت سے مقابلہ ہر بیشک وہ غالب ہر سرداران نامی کو گرفتار کر کے لیگئی ہر ہمکو داغ حسرت دیگئی ہر فلک درپے آزار ہر یار اساتھ دینا عار ہر بیکار ہر جن صاحب کو جان بچانا ہو وہ نکلجائین ہمارے لشکر مین نہ رہین ہم آزاد ہر گ و بیاستہ تنہا میں لڑین ہم یاؤن لشکا دیکے بیٹھے ہین ابکی جو وہ آئیگی لڑا بھڑ کر یا تو اسکو مار ینگے سر میدان للکار ینگے یا اپنی جان دینگے راہ خدا مین شہید ہونگے عاقبت بخیر ہوگی پس مرنے والون کا ساتھ دینا کیا ضرور ہر اپنے کو والتہ بتلا سے بلا کرنا سراسر عقل کا قصور ہر یہ فہم و فراست سے دور ہر یہ وہ نگار کا لشکر ہر کہ ہمکو بادہ جرات کا سرور ہر جوانان صف شکن و بہادران تیغ زن نے جو یہ کلمات حسرت آیات سنے قبضون پر ہاتھ ڈال کے پایہ تخت شاہنشاہی سے لپٹ گئے عرض کی حضور آپکا نمک کھایا عزت و آبرو پائی اسوقت ہم آپکا ساتھ کیا چھوڑینگے جان دینے سے منھ موڑینگے اگر حکم ہو تو ابھی قدم اقدس پر نثار کرین تصدق ہو جائین دولت کونین پائین ہمین زوال و جلال سے کیا کام ہر سپاہی کا مرنے مین نام ہر انشاءاللہ افراسیاب سے لڑینگے کیسے کیسے معرکے پڑے جنکی موت تھی مارے گئے آپ کے

صاحب آسائش کئے ہم تک ساتھ نہ چھوڑینگے سایہ دامن دولت میں جان دینگے انشاء اللہ وہ تلوار چلائینگے کہ عمرو
کے دانت کھٹے کر دینگے میدان کارزار لاشوں سے بھر دینگے حضور ہی کے روبرو سر کٹا دینگے شعر

هست از باغ رخ نجبان خوشنما افتادگی
هست شایستگی با سرو مرا افتادگی
در فن افتادگی از بسکه کامل گشته ام
دستگیری گر نمی کردی مرا افتادگی

زلف مشکین هم نمی زیبد بزیبا افتادگی
از تو ناز و عشوه می زیبد زمن عجز و نیاز
از من آموزد مشکل نقش پا افتادگی
سر بجزو خیزد به روز حشر همچون شهید

نخچه چون گردد ثمر از شاخ می افتد بخاک
سرکشی از شعله آید از گیاه افتادگی
دل طپیدن باز خاک آستان تو برده بود
هر که میدارد سپاس کربلا افتادگی

سرداران نامی نے جو اسطرح ہمدردی کی باد شاہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بہ محبت و شفقت فرمایا یارو خدا تم
سب کو سلامت رکھے مجھے تم سب صاحبوں سے بڑی امید ہے یہ سمجھ لو کہ خواجہ کے تشریف لیجانے میں کوئی بھید ہے
ایسی بے اعتنائی کبھی خواجہ نے نہ کی تھی ایسے کلمات زبان پر جاری تھے کہ نام سے انکے نفرت ہوتی تھی بس صاف
ثابت ہے کہ اسمیں کوئی مطلب حاصل ہوگا انکی باتیں عیاری کی گھاتیں ہیں ہم کہاں سمجھ سکتے ہیں خواجہ عمرو ایسے
نہیں ہیں کہ اسد و مہ جبین کو اس مصیبت میں چھوڑیں ہم ایسے حال پر ملال میں یا ہمہ تو ہیں انشاء اللہ بہت جلد
ظہور ہوگا دلبستگی کو سرور ہوگا یہ فرما کر ہرکاروں کو حکم ہوا کہ واسطے دریافت حال کے جاؤ دیکھو صنعت کیا
کرتی ہے جو گزرے حرف بحرف ہمکو خبر دو اسی وقت ہرکارے لشکر صنعت سحر ساز کی طرف روانہ ہوے انکو
تو راہ میں چھوڑو اب حال صنعت سحر ساز گذارش ہوتا ہے تحریر کر چکا ہوں کہ صنعت نے مرگدٹ پر قصر سحر
تیار کیا ہے تین کوس کے گرد میں حصار سحر کھینچا ہے چار سو سرداروں کو گرفتار کر کے لیگئی ہے نوبت و نقارے
بجاتی ہوئی اپنے مقام پر آئی سرداران مقید کو طائروں کی صورت بنایا زندان خانہ میں سب کو چھوڑ دیا آپ
اسی قصر میں آکر بیٹھی اہالیان لشکر نے مبارکبادی نذریں گزراننے لگیں صنعت نے حکم دیا کہ صحبت عیش
و نشاط آراستہ ہوئے ایک پیشکار ان افراسیاب واہ ساحران لاجواب تمنے بڑا نام کیا مسلمانوں سے کیسے
کیسے لڑے اگر ساحری و ہوشیاری ہوتی تمہارے سحر و ساحری کی تعریف کیجئے بڑے بڑے ساحران قابل کو انکے
ذلیل کے ہاتھ سے مارے گئے اگر فتح ہو تو تمہارے ہی نام لکھی تھی عشاق سحر نگار ایسا استاد زبردست کہ سحر و
ساحری میں یکتا تھا عمرو سے اسنے ملکہ حیرت آن شمشیر زن کو قتل کیا کیسا عقلمند ہوشیار صاحب ساحری
و ہنر اپنے کو کیا کیا اسنے عمرو سے بچایا عیش و آرام ترک کر دیا تھا لیکن کچھ ہوشیاری نہ چلی ساربان رو
نے کس کر دوڑے مار الکس کس کا ذکر کروں شاہنشاہ کو تو عاجز کر دیا قدر دان ملکہ حیرت کو غم و الم سے

بھر دیا مگر میں نے کیا تدبیر معقول کی کہ گھوڑا ساربان زادہ یہاں عیاری کرنے نہ آیا مردہ بلکہ میاں چالاک آئے
ہیر وہ بھی خوب ترپے پھڑکے میاں چالاک شہزادہ و دختر غلام بھی تو ہمراہ تھے پھر پیدا کیا کہ پہلے قید خانہ میں جا کر بیٹھے
ہوئے پیچھے کہ رہے میں ساربان زادہ خود نہ آیا کالیا کیا ہوا اور اسنے پھرتا تھا بڑے بڑے ساحروں کو اٹھنے
نہ دیکر مارا بادولت کے سامنے نہ آیا چلا کر خاک کرتی صیغوں میں تو اُٹھی اصل میں یہ سے بڑے رنج اٹھا سے لیے
اب بنہایت ساحری کا جو شہ جمشید منزل مقصود تک پہونچی بدون حکم بادولت اگر حصار سحر میں قدم رکھے موت کا مزہ چکھے
ملکہ ظلمات جادو وزیرزادی وگیسو کشا و شہنگ و پلنگ دار و دربیران وغیرہ ساحر عرض
کرتے ہیں حضور آپکا مثل کون ہی اگر آپ کا قدم درمیان میں نہ ہوتا طلسم ہوشربا کا خاتمہ ہو گیا تھا آپ ہی نے
نام ساحری پہنچا روشن کیا چراغ سلیمان گل کردیا یہ چار سو سروار مخمور رو باغبان و بہار وغیرہ کیسے زبردست
تھے قائم کردہ افراسیاب سحر و ساحری میں لاجواب اکبر دست اندازی دشوار تھی زمین کانپتی تھی جب بہار
نے سحر کیا باغ پیدا ہوا تیار ہوا طلائی زمرد سر آشکار ہوتے تھے اس باغ کی ہوا کھائی بہار کا ہوا خواہ ہوا
برباد و تباہ ہوا میان [illegible] جادو وہ شہزادے کہلاتے ہیں بارگاہ میں جھگڑ بڑی باتیں بناتے ہیں بہار
نے کیسا انصاف ذلیل کیا باغ سحر میں پھنسا یا کچھ کسی سے نہ بن پڑا آخر شاہنشاہ نے اگر چھڑایا باغ بہار کس قہر
غضب سے بولا یا آپ نے اس بہار جادو کو کس تکلف سے گرفتار کرلیا عندلیب خوش نوا بنی ہوئی قید
میں مثل مرغ بسمل تڑپتی ہی باغبان کو کس لطف سے پکڑا بی مخمور کا نشہ ہرن ہو گیا اب لشکر اسلام میں
کون لڑنے والا ہی صرف بی مرجان باقی رہیں اتنی ادھر کاروں نے خبر دی ہو کہ سب ساحر ساتھ چھوڑ کر چلے گئے
بڑے بڑے سر لے والے بہار کو بہاتے میں مجھے یقین ہوا ہی ہفتہ میں بی مرجان و ملکہ مہ جبین اصلاح کا پیغام
دینگی اگر قند دین بیگ یہ جو ہنس تھا کہتا تو یہ اب میں عذر و انکسار کسی کا کب مانتی ہوں ان سب کو اپنا دشمن
جانتی ہوں جب سب کو ایک دن قتل کرونگی اسوقت چین کرونگی جام ارغوانی ہیں طالع معقولی طالب ہوں ایکبار ہی
ظلمات اسکا خیال رکھنا جو طالع یہاں موجود ہو وہی اگر مصروف رقص و سرود ہوں اگر کوئی ساحر زادہ
بھی کم ہو خبردار حصار سحر سے کسی کو آنے نہ دینا ظلمات نے عرض کی لونڈی نے سب سامان کر لیا ہی کل یہاں
عیش و نشاط اندر حصار کے حاضر ہی لونڈی کیا ان امیر اشکی نا قدر ہی کوئی چیز ایسی نہیں ہی کہ جسکی یہاں ضرورت
ہو آپ سلطنت میں کیا مجال ہی کہ جو شے ہے پیدا ہو سکے محال ہی کہ دوندہ اندر حصار سحر کے آسکے یہ کہکر ظلمات
جادو اپنی لشکر میں حکم عام دیا ملکہ عالم نے فرمایا ہی کہ سامان عیش و نشاط مہیا ہو جلسہ سر دربار و جادو سے لازم

چڑھے ہوئے روشنی بجھا جا بجا کہیں پیادے جمع ہیں کہیں پرے جمے ہیں رسالہ دار گرو انکے سوار ایک دیہاتن نشہ میں شراب کے
ٹھمریاں گا رہی ہے رسالدار صاحب کو لبھا رہی ہے ہر مرتبہ جیب میں ہاتھ ڈالا روپیہ اشرفی نکالا رنڈی سے ہاتھ ملایا وہ بھی
خوشی میں اکڑ بیٹھ گئی دیہات کی رہنے والی بتانا نہیں جانتی اپنے گنوار آشناؤں کا نشان بتاتی ہے ہنسی کے مارے
لوٹی جاتی ہے دیہات کی وضع گلبدن کا چوڑی دار پائجامہ اسمین لٹو کی گوٹ زنگاری ڈوپٹہ برسات کھایا ہوا کہین
سے سفید کہین زنگاری ہر طرح کا اسپر گنگا جمنی کی چوڑیان ٹکی ہوئین کالی کالی صورت پھوپھولے گال
نشہ میں عجیب حال بیل بالے کی خوشی میں مچل رہی ہے رسالدار صاحب بھی بمبہوت اشارے کر رہے ہیں ہمارے
خیمے میں چلو وہ ہنسکر بولی اٹکھی میاں مثل مشہور ہے دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی ہم تم آنکھیں بند کر لینگے
جا نہینگے کوئی نہیں دیکھتا کہین لاؤ لاؤ کی صدا ہے دور شراب کے چل رہے ہیں دکانوں پر سوداگروں نے بھی
چندہ جمع کر کے ناچ کرایا ہے بہار بازار میں میلا ہے بیکار کا جھمیلا ہے کھنگرینیں دکانوں پر بیٹھی ہیں شراب سرکار سے
ملی ہے ایک ایک جام پیا چرس پر دم مارا مبہوت ہو کر بیٹھی ہیں بار بار کہہ رہی ہیں بی ساقن دم کی خیر رہے ایک جام
اپنے ہاتھ سے پلاؤ [illegible] ساقن مسکرا کر رہ جاتی ہے کچھ جواب نہیں دیتی کہین مجری گھٹ رہی ہے ایک سمت
کمہاروں کا [illegible] گنجے پر دم لگاتے ہیں نشہ میں پکار اٹھتے ہیں بھائی مہراج تو نشہ بیڈول ہے
اپنا تو یہ قول ہے [illegible] کی کلی ہے اُس بیٹے سے بیٹی بھلی پلٹنوں میں رسالوں میں جلسے جمے ہوئے نشہ
کے جوش بھرے سرمست لیٹے بیہوش کوئی کیچڑ میں پڑا لوٹ رہا ہے کوئی موری میں جا گرا ہے صنعت سامنے سے
بیٹھی دیکھ رہی ہے کہتی ہے کیوں صاحبو یہ جلسے تو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے اگر شہنشاہ افراسیاب جاہ
ہوتے بہت پسند کرتے کل کے جلسہ میں شہنشاہ کو بھی طلب کرونگی ملکہ حیرت خاتون محل شاہنشاہ بھی سرفراز
فرمائینگی ضرور اسی محفل عیش میں آئینگی تمام سرداران صنعت سحر ساز پھولے ہوئے اپنے کو بھولے ہوئے نشہ
شراب میں جھوم رہے ہیں کبھی کہتے ہیں ای یادگار سامری و جمشید کون آپ کا ہر دو دنیا میں مثل و
نظیر ہے اب شاہنشاہ کل طلسم ہوشربا حضور ہی کے سپرد کر دینگے ملکہ حیرت کو کیا دخل رہیگا وزارت
کسی اور کے نام ہوگی سلطنت حضور کے نام ہوگی ہم لوگ سرفراز ہونگے اپنے مرتبہ پر ناز ہونگے یہ باتیں
آپس میں ہو رہی تھیں کہ دفعتاً ایک صحرا سے ایک روشنی معلوم ہوئی اسقدر باجوں کا شور تھا کہ گوش
کر دون کر ہوتا تھا غل ہا سے صحرا جھنک گئے پہاڑ تھرا اٹھے اسقدر غل و شور جو ہوا ملکہ صنعت نے
سر اٹھا کر دیکھا اسقدر روشنی معلوم ہوتی تھی کہ گویا جنگل میں آگ لگی ہے ہزار ہا جستانے طلائی و نقرہ کار جواہر

کیا ہوا بعد بخشا شقے والون کے ہزار ہا مشعلچی گنگا جمنی دستیان ہاتھ میں گلنار جوڑے لباس زرق برق مشروع کے
پائجامے نینو کے انگرکھے سرخ پگڑیان اُنپر سنہرے کام ایک جانب ہزار ہا تخت اُنپر جھاڑ بلورین گلاس الماس
کے لالٹینین یاقوت نگار ساتھ ساتھ روشن گلدستون پر بہار غول کے غول سامنے سے نکلے ایکے بعد لاکھون
سوار لباسہائے فاخرہ زیب جسم دور کا سپہ مرکب رواروی سے مطلب پیدل غول کے غول غٹ کے غٹ
جوڑے سرخ پہنے ہوئے لالہ زار کھلا ہوا معلوم ہوتا ہے صدہا تخت کسے ہوئے کہار زرق برق وردیان بانات طلائی
کی اُسپر کام زردوزی بنا ہوا تخت کاندھون پر اٹھائے ہوئے اُن تختہائے زرین پر نازنینان پری چہرہ
دریائے جواہر میں غوطہ زن باناز و کرشمہ اُن تختون پر متمکن پہلو میں خوش گلو ساز نئے تانین مارتی ہوئی
غزلین عاشقانہ خوشی خوشی گا رہی ہیں شعر وہ بلبلون کی آواز انکی صدا ؛ وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا ؛

کبھی خوشی میں آکر پھول جاتی ہیں یہ سہرا گاتی ہیں سہرا

اے جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
کشتیِ زر میں مہ نو کی لگا کر سہرا
وہ کہے صل علیٰ یہ کہے سبحان اللہ
گوندھے ہے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا
روئے فرخ پہ جو ہیں تیر برستے انوار
سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا
پھرتی خوشبو سے ہے اترائی ہوئی باد بہار
کنگنا ہاتھ میں زیبا ہے تو سر پر سہرا
کثرت نار نظر سے ہے تماشائیون کے
واسطے تیرے ترا ذوق تماشا گر سہرا

آج ہے یمن سعادت کا ترے سر سہرا
تابش حسن سے ہے مانند شعاع خورشید
دیکھیں کیونکر ہے جو تیرے مہ و اختر سہرا
دھوم ہے گلشن آفاق میں اس سہرے کی
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
اک گہر بھی نہیں صدکان گہر میں چھوڑا
اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا
رونمائی میں تجھے دے مہ و خورشید فلک
دم نظارہ ترے رو سے الٹو سہرا
جسکو دعویٰ ہے سخن کا یہ سنا دے اسکو

آج وہ دن ہے کہ لائے در انجم سے فلک
رخ پہ اور سے ترے ہے منور سہرا
تابش اور سے میں رہے اخلاص ہم
گائیں مرغان نوا سنج نہ کیونکر سہرا
ایک کو ایک پہ ترجیح ہے وہم آرائش
تیرا شوا پایہ ہے ملے کے جو گوہر سہرا
سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے میں بدھی
کھولے منہ کو جو تو منہ سے اٹھا کر سہرا
گو بخوشی آپ مضامین سے بنا کر لایا
دیکھ اسطرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

یہ تختہائے زرین ہزار در ہزار نازنینان مہ جبین کے گانے کی لکار اسکے بعد ایک سمت ہاتھی نظر آیا چار دانت
کھٹیان چمکتا ہوا ماتھا رنگین ہلال زرین ہیکل کئی لاکھ روپے کی تیاری کی گلے میں گھنٹی سونے کی چھن چھن
بجتی ہوئی گردن پر فیل مست کی ایک جوان فیلبان کئی ہزار روپے کی تیاری کا جوڑا زیب جسم پگڑی پر الماس
کا پھول اڑا ہوا [illegible]

چہرہ مثل آفتاب عالمتاب بصورت میں لاجواب سہرا زرتار اسپر بہاری سہرے کی بہار زر لفت کا رومال ہاتھ میں
نوشاہ مسند پر بیٹھے ہوئے پشت پر نوشاہ کی ایک جوان سپاہی وضع با فر و شوکت جوڑا زر لفت کا پہنے ہوئے
دریائے سلاح میں غوطہ مارے تیغ آبدار کمر میں جوڑی خنجر نایاب کی لگی ہوئی قرولی زیب کمر سہرا فتنہ نشان
کہکشان دکھاتا ہے خود زرین صیقل مصیقل مثل آفتاب عالمتاب تابان و درخشان سر پر ایک رومال ہاتھ میں
مگس رانی نوشاہ کی کر رہا ہے پشت پر لاکھ در لاکھ فوج دریا موج جوڑے سب کے رنگین جوانان خوش آئین کچھ
علم ہائے زرنگاری کے کھلے ہوئے انپر تعریف ہونے دو سو خداوندون کی بخدا بیلی مرقوم برات کے آنے کی دھوم
نوشاہ پر زر و جواہر لٹتا ہوا ہزارہا شہدے روپیہ لوٹ رہے ہیں آواز دیتے جاتے ہیں ارے پھینک ارے
پھینک مٹھار و پیون کا برا چل رہا ہے لٹیرے لوٹ رہے ہیں شہدون کی کمرون میں ہنڈیاں روپیون کی
چڑھی ہوئی ہیں ہزارہا ساقی بچہ پری رو گوشہ مرصع پوش اس رہگذر میں جام سبو گردش میں ہے مست کرنے کی
کوشش میں ہیں خوشی خوشی آپس میں چہلیں کرتے جاتے ہیں ٹھٹھے لگاتے ہیں خوش فعلیاں کر رہے ہیں شراب پلاتے
جاتے ہیں نشہ میں شراب کے مستانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار بہ کیفیت تمام گاتے ہیں اشعار

دکھا اے ساقی گلرنگ چہرا
پئی بنت العنب ساغر بنا ہو
قمر کا جام سے ہو رنگ پھیکا
کلس شادی کا بجا سے قرا ہے
عنادل چہچہے ہیں گل کا چہرا
سر طاوس کی کلغی سے پہنے مور
بکار آمد گلون کی پنکھڑی ہے
صبا غنچے کا کنگن کھولتی ہے
ہر اک سرو سہی ہے شمع تابان
کنول میں روشنی سے جو کنول ہیں
بعینہ عطر کی شیشی کلی ہے
ہر اک طاؤس ہے پشواز پہنے

لگا لا کشتی صہبا میں سہرا
بہم سامان شادی ہون بہر طور
جبین پر عکس مینا کا ہو ٹیکا
مبارکباد کا ہر جا پہ غل ہے
ہر تار زلف سنبل کا سہرا
نظر میں مورچھل مورون کے پر ہیں
دل بلبل کو پھولون کی چھڑی ہے
خیابان محفل عشرت بنی ہے
ہر اک شمشاد ہے سرو چراغان
ہیں بزم آرا جوانان گلستان
گل سوسن نہیں ہلکی ڈلی ہے
سرائے طوطی و بلبل ہیں گاتے

خوشی کا میکدے میں سامنا ہو
سبو ساغر بہ دست رند ہو مور
ہو ساز عیش سے ہر شے مشابہ
دولہن ہے بوے گل نوشاہ گل ہے
گل صد برگ میں تیلے کے ہیں طور
نشیمن بال و پر بلبل بچھونے ہیں
وہ امید شبنم رولتی ہے
ہے خیمہ ابر سبزہ چاندنی ہے
سو ابلور کی ہانڈی کے بچھل ہیں
ہر اک برگ شجر ہے بیڑہ پان
چکورین ہیں لباس ناز پہنے
نچھیرے میں گل نسرین بچھاتے

تھا سارنگیاں ہر ایک زنبور
ہر اک فوارہ پچکاری لیے ہے
گلال انگور کے منہ پر لگا ہے
سراسر رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے
غرض کیا ذکر لطف بوستان ہو

بجاتے ہیں خوش الحان لال طنبور
منظیر قمقمہ گل بن رہے ہیں
سخن گل پر عبیر زر لگا ہے
گلے ملتی ہے شبنم جزو کل سے
کہاں تک طول گیسو سے بیان ہو

ہر اک گل بادۂ شبنم سے پی کر
شرابی کبک و بلبل بن رہے ہیں
ہر اک شے میں نئی خوبی ہوئی ہے
صبا سے گل نسیم صبح گل سے
قمر ساقی بنے ہیں دل لبھاتے

کبھی ٹھمری کبھی عشقیہ بین بین گاتے ہیں غزل موافق مضمون

مختصر ہونے میں ای یار جو قابو ہوتا
جب بھی ای یار ترا سایۂ گیسو ہوتا
خوب ہی پھر تو سمجھتا میں دل دشمن سے
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا
واہ کیا خوب گذرتی نفس چند ای دل
ذرۂ افشاں کا جو ہم صحبت گیسو ہوتا
جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر ای دل
سامنے آنکھوں کے آئینہ ترا تو ہوتا
کچھ نکلتی صورت امید نظر آجاتی
خم مری طرح سے ہر سرو لب جو ہوتا
ہم تم کا سبکو سمجھتے بت ظالم کبھی
کو لئے شعر میں تیرے نہیں پہلو ہوتا

خال شکر میں ترا نقطۂ ابرو ہوتا
کبھی آغوش میں رہتا کبھی بازو میں یہ
ایک ساعت مرے پہلو میں اگر تو ہوتا
خوب پہلو میں لاتا تجھے سیکڑوں میں
ہم بغل تجھ سے جو وہ یار پری رو ہوتا
ڈھنگ آتا جو اسے روز بدل جائیگا
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا
سیر تو یہ ہے ہزاروں کے گلے کٹجاتے
درمیان قاتل کا مری طرح جو یکسو ہوتا
بعد مردن بھی دکھاتی مری وحشت تاثیر
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

تیرہ بختی سے مجھے گر افعی پہچان کرتی
کاش ای آفت جان میں ترا آنسو ہوتا
اور چشمہ سے نظر آتا اگر دو سے سحر
گر مرے پاس جگا یا ہوا جادو ہوتا
تاکہ مار سیہ کا مجھے رہتا دھوکا
میرا نالہ کبھی مزاج سبت بدخو ہوتا
دل نہ الجھا کسی بے رحم سے ورنہ ہر دم
خم شمشیر جو بصورت ابرو ہوتا
سچ تو یہ ہے کہ نہ پڑا بار محبت ورنہ
خاک ہوکر کبھی میں گرد رم آہو ہوتا
جابجا شوخی خاطر نظر آتی ہے ہم

وہ ہنگامہ برات کا ہے کہ ملکہ صنعت سحر ساز دیکھکر متحیر ہوئی ہزاروں چھکڑوں پر پکوان و مٹھائی لدی ہوئی ایک جانب چھکڑے چلے آتے ہیں ہاتھی دولہا کا حصار کی جانب بڑھا ملازمان صنعت سحر ساز نے غل مچایا خبردار برات کو روک لو اب آگے نہ بڑھو جو آگے بڑھیگا بیہوش ہوکر گر پڑیگا یہ جو پکار کر کہا ہزارہا ساحر ہزار ہا دولہا اور دولہا کے ساتھ والے اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے قریب حصار آکر پکارے ارے یہ کیسے حصار کیا ہے کیا یہ سرزمین طلسم ہوشربا کی نہیں ہے اگر یہ سرزمین ہوشربا نہیں ہے ہم اور جانب ہٹ کر نکل آئے تو ابھی طبقہ زمین کے آسمان پر اڑا دینگے حصار کر ہوا

کو خاک مین ملا دینگے نگہبانان صنعت نے جو دیکھا کئی ہزار ساحران غدار صورتین خونخوار بلاے روزگار مرنے پر
تیار آمادہ حرب و پیکار جھوم جھوم کر بڑھے آتے ہین کئی سو برہمن پنڈت پوتھیان ہاتھ مین اشلوک پڑھتے ہوے
ساعت بچار رہے ہین وہ بھی پکار رہے ہین لگن تنگ ہے جس سے لڑو گے غالب آؤ گے نگہبانان صنعت نے
جو یہ قیامت دیکھی پکار کر سرداروں سے کہا آپ لوگ اسقدر نہ گھبرائین یہ سرحد ہوش ربا ہے ملکہ صنعت
سحر ساز نے حصار سحر بنایا ہے یہ سنکر وہ سردار پلٹے سر پر دولہا کے جو جوان نکس تیاری کر رہا تھا اُس سے عرض
کی کہ اے سرفروش جادو ملکہ صنعت سحر ساز نے حصار بنایا ہے کیا حکم ہوتا ہے ابھی اگر آپکا ارشاد ہو جان لڑا دین
اس حصار سحر کو مٹا دین اُس جوان نے منع کیا ملازمان صنعت کو قریب ہاتھی کے بلایا کہا جا کر ملکہ صنعت
سحر ساز سے کہو ہمارے بھتیجے شاہنشاہ تاجدار ممالک اقلیم مغرب کے صاحبزادے کی شادی ہے برات لیے
جاتے ہین وہ سامنے جو جنگل ہے وہان پوجا پاٹ کرینگے چند ساعت کے واسطے حصار سحر اٹھا لیجیے دولہا آپکو
نذر دیگا ہم سمجھے تھے شاید کسی شہر کا مقام ہے جا تو سمجھا کر ملکہ صنعت سے کہو اور یہ بھی کہنا کہ برادری مین
آپ بدنام ہوئین ان جلسہ مین شریک نہو سکین جو دھری صاحب آپکا حقہ پانی بند کر دینگے کچی پکی دونوں
بند ہو جائینگی جلد حصار ہٹا لیجیے ہماری ساعت مین فرق نہ آنے پائے ورنہ آپ سے پھر کچھ نہ کہین گے فوج
کو پامال کرکے نکل جائینگے صبح ہوتے ہوتے شاہنشاہ ہمارے تشریف لائینگے بیس لاکھ برادری والے
انکے ساتھ ہین ہم سب پوجا پاٹ کرینگے اسواسطے آگے بڑھ آئے اگر ایک دن بھی برات رک جائیگی سارا
خرچ دینا ہوگا سوا اسکے رنج و ملال کے پیدا اور کیا ہوگا ہم آگاہ کیے دیتے ہین ہمارے شاہنشاہ تاجدار ممالک
اقلیم مغرب اور تمھاری ملکہ صنعت سے مفت بگڑ جائیگی آفت آئیگی ملازمان ملکہ صنعت دوڑے
ہوے گئے تمام کیفیت ملکہ صنعت سحر ساز سے بیان کی صنعت سحر ساز نے کہا صاحبو حقیقت مین
بڑا غضب ہوا رعب آیا تھا لڑائی ہین مجھکو اصلا خیال نہ رہا برادری ہین بیشک میری تلاش ہوئی ہوگی
لیکن میری جانب سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرو کہ ہمین آپکے فرمانے مین عذر نہین ہے برادری سے
کوئی سرکشی نہین کرتا ہے نہ یہ کہ ہمارا اور انکا تو ایک واسطہ ہے مگر اس حصار مین گنہگاران شاہنشاہ
ہوش ربا قید ہین آپ اتنی تکلیف کیجیے پانچ کوس چڑھ کے نکل جائیے شاہنشاہ افراسیاب جادو
کا حکم ہے یہ جاکر ملازمان ملکہ صنعت سحر ساز نے کہا وہ جوان صاحب شوکت و شان یعنی
سرفروش جادو بگڑ گیا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ رکھا بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا ملازم

صنعت سحرساز نے جب یہ انداز دیکھا کہ بہت بڑا گولہ آہن کا بالکہ کئی من کا اسپر خون کے چھینٹے دیے
ہوئے ہاتھ پر رکھا چرخ دیا یا سامری و جمشید کہکر نعرہ کیا باشیدای ملازمان صنعت ہوشیار ہو جاؤ
منم سرفروش جادو فرزند دلبند شاہنشاہ جان نثار جادو و سپہ سالار لشکر ظفر اثر شاہنشاہ
تاجدار جادو یاد رکھو کہ یہ گولہ موت کا چلتا ہے پھر اصلا کوئی شاہنشاہ سے شکایت نہ کرے ہم آگاہ
کر چکے ہماری ساعت مین فرق آتا ہے زیر نخل ہو جا بانٹکرینگے صبح ہوتے ہوتے برات دولھن کے مکان
پر پہونچیگی اگر دن نکل آیا برات پلٹا لیجائینگے ہمارے شاہنشاہ تاجدار کے خون کی ندیان بہا دینگے
یہ گولہ خاص خداوند سامری و جمشید کا بنایا ہوا ہے کچھ بہت بڑا سحر نہین ہے صرف گیارہ لاکھ آدمی
مریگا سر ٹکرا ٹکرا کے جان دیگا یہ بھی اب جا کر ملکہ صنعت سحرساز سے کہدو کہ دیکھیے برادری مین بگاڑ
ہوتا ہے ہم خطا سے بری ہین آپ کو اب اپنی وزارت پر غرور ہے پھر ہمارا کیا قصور ہے برادری کو چھوڑ کے
وزارت کی پابند رہیے مگر آپ اتنو بندگان سامری پر رحم کیجیے ورنہ روبرو خداوند سامری و
جمشید کے یہ روسیاہی ہو گی پوچھا جائیگا ہمارے بندون کو کیون مارا ہم صاف کہدینگے کہ ملکہ صنعت
سحرساز نے آپکے بندون کو قتل کرایا ہمارا کوئی قصور نہ تھا برات کو روکا بادولت کو ٹوکا یہ کہکر گولہ
اچھالا یہ قیامت جو ملازمان صنعت نے دیکھی فریاد کرنے لگے کہا میان سرفروش جادو واسطہ
سامری و جمشید کا ذرا اور ٹھہر جاؤ ہم غریبون کے حال زار پر رحم کھاؤ ایک مرتبہ ہم سب اور جا کر ملکہ
صنعت کو سمجھالین پھر آپکو اختیار ہے اس جوان نے مسکرا کر کہا دل تو نہین مانتا مگر خیر تم جاؤ جلد
جواب لاؤ کہدینا کہ اے صنعت اتنا غرور نہ کر بہت جلد تجھے انتقام ہو گا دیکھنا تو سہی کہ اس فساد کا
کیا انجام ہو گا ملازمان صنعت روتے پیٹتے روبرو ملکہ صنعت کے آئے گھبراہٹ مین منہ کے بل
زمین پر گر پڑے کہا اے ملکہ واسطہ سامری و جمشید کا ہم سبکی جانین بچاؤ سرفروش جادو بگڑ گیا اتنا
بڑا گولہ نکالا کہ ہمنے کبھی نہین دیکھا اگر اسکا گولہ چلیگا کہتا ہے کہ گیارہ لاکھ آدمی مریگا پانچ لاکھ جادوگر ساتھ
مین سب لڑنے مرنے پر تیار ہین سرفروش جادو بھی ساحر بے نظیر خوش تقریر ہے گولہ اٹھا کر سحر کے وہ
الفاظ پڑھے کبھی ہمارے دادا نے بھی نہ سنے تھے ہمارے تو قلب کانپ گئے اتنا جو ہمنے کہا کہ پانچ
کوس برات چڑھکے لیجائیے سرفروش جادو بگڑ گیا کہتا ہے صبح ہوتے ہوتے برات ہماری دولھن کے
مکان پر پہونچنا چاہیے ہزارون قاعدہ آتشباری ساتھ مین سیکڑون جھگڑون پر بگڑان لایا ہے حضور پر اب

روپیہ لٹ رہا ہے سنا ہے چار کروڑ روپیہ کی شادی ہے بیٹی والا بھی بڑا سیٹھ ہے برات سات روز تک یہان
رہیگی آپ اتنی بڑی برات کا بار اٹھا سکینگے سرداروں نے بھی ملکہ صنعت کو سمجھایا بندگان سامری
پر رحم کیجیے انہیں نہ لڑوائیے حضور بہتر ہے سر فروش جادو کو بہت سمجھایا کہ گو لشکر صنعت پر پہنچیگے
تب اپنے ہاتھ روکا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دولہا ملکہ صنعت کو نذر دیگا ورنہ ہمارے شاہنشاہ تاجدار
جادو شکایت کرینگے ملکہ صنعت سحر ساز کو یہ باتیں سنکر ایک سناٹا سا آگیا ظلمات جادو وغیرہ سے
کہا کہ صاحب اب کیا صلاح ہے سب نے کہا حضور ہمارے نزدیک اسی میں فلاح ہے کہ آپ یونہیں قصر میں بیٹھی رہئے
اور راہ برات نکل جانے دیجیے وہ رواروی کرکے چلے جائینگے اسقدر ٹھہرنے نپائینگے انکو تو خود جلدی ہے ایک
ایک منٹ گذرنا انکو شاق ہے وہاں دولھن کے مکان پر جاؤ ہو گا صبح کو شاہنشاہ تاجدار جادو بھی برادری
والون کو ساتھ لیکر اسی راستہ سے جائینگے آخر ملکہ صنعت کو کہنا پڑا کہا اے ظلمات تم جاؤ اور چند ساعت
کے واسطے حصار سحر برطرف کردو میں قصر سے دیکھ رہی ہوں قصور اپنا شاہنشاہ تاجدار سے معاف کرا لونگی
یہیں سے بیٹھے بیٹھے دولہا کی نذر لونگی جب برات نکل جائیگی فوراً حصار سحر آراستہ کر دینا ظلمات وگیسو کشا
وزیر زادیان مع چند مصاحبوں کے چلیں یہاں دولہا کا ہاتھی قریب حصار جھوم رہا ہے بڑے بڑے ساحر
تیغ و نایچے ہاتھ میں لیے ہوئے کہہ رہے ہیں کیوں میاں سر فروش جادو حصار سحر توڑیں آگے بڑھیں
ٹھیریے تو ہمیں کے التہ دوں آگ برسائیں آپ کے دشمنوں کو جلائیں سر فروش جادو کہہ رہا ہے ہم موت
سے منہ نہ موڑینگے رشتہ لگانگرش کو نہ توڑینگے ذرا اور ٹھہر جاؤ جواب باصواب آلینے دو یکایک سامنے
سے ظلمات جادو و گیسو کشا ہوئے نمایان ہوا آمد کی سانڈنی والون کا غل فوج والون کی
تیاری گھوڑوں کی بیقراری لگا رہے ہیں ہمارے بجار میں فرق آتا ہے ساعت گذری جاتی ہے سنجوگ دولہا
دولھن کا ٹلیگا ملکہ ظلمات و گیسو کشا کے ہوش اڑ گئے اور یہاں ملکہ صنعت سحر ساز نے بھی حکم
دیا فوج تیار ہو دونوں جانب فوج کی صفیں باندھ بیچ میں سے برات گذرے بارہ لاکھ ساحروں کا لشکر
ملکہ صنعت سحر ساز نے تیار کرایا دوراستہ جم کر کھڑا ہوا ظلمات و گیسو کشا نے حصار سحر کو دفع کیا پکارکے
آواز دی بحکم ساحری برات آگے بڑھے بیچ میں سے ہماری فوج کے برات خراماں نکلیا ہے میان
سر فروش جادو نے آواز دی اول تو زیر بغل پہونچنا واجب و لازم ہے وہاں پہ جاکے پوجا پاٹ ہو
چکنے دیجیں آگے سپاہین یہ کہنا سنکر پہونچون کے غول کے غول لشکر کے غٹ آگے بڑھے اور اج کہ بالے

تیر سے بلاکش اثر و رہ عشق کو کھینچ لیں	اک آتشیں کمند دل شعلہ زن کے ساتھ
ممکن نہیں ہے ذوق علائق سے چھوٹنا	جب تک کہ روح کو ہو تعلق بدن کے ساتھ

اس وقت وہاں پر ایک عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہے گانے کی آوازیں تا بہ فلک
جا رہی ہیں قدسیوں کے دل کو تڑپا رہی ہیں ملکہ صنعت سحرساز لب بدخشیدہ و ناز تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے
اسی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی ہے میاں سرفروش صاحب تختیاں الماس کی ہاتھ سے نذر کرکے نکال چکے ہیں
ایک سینہ بھی وہاں پر رکھ کے نکالا ہے ملکہ صنعت ان تختیوں کو دیکھ رہی ہے بلکہ دولہا نے سر اٹھایا کچھ چپکے سے کان
میں سرفروش سے کہا سرفروش نے ہنسکر جواب دیا بیٹا دولہا صاحب مجھے خوب یاد ہے یہ تختیاں بڑا
نذر شاہنشاہ طلسم ہوشربا تمہارے والد ماجد نے مرحمت فرمائی تھیں مگر میاں تم یہ بھی جانتے ہو کہ ملکہ
صنعت سحرساز ساحروں میں ممتاز قوت بازوے شاہنشاہ افراسیاب جادو ہیں علم غریب و شعبدہ بازی
میں منتخب ولاجواب ہیں انکا مرتبہ کوئی کیسے پوچھے انکا بچپن ہمنے دیکھا ہے چوا ہوا ہاتھ کے کھلاونوں سے کھیلتی تھیں
ہمیشہ سے فیاض و سخی عاقل کامل رتبہ شناس بلا وسواس خوش خلق و رحم دل ہیں ایسی ہیں اور بادشاہ
میں اتنا فرق کافی ہے کہ انکو ایک سو دیتا ایک سوا ایک تختی الماس کی شاہنشاہ افراسیاب جادو کو نذر
دیتا ہے کے نزدیک اتنا فرق بہت ہے میاں دولہا صاحب دیکھو وہ سامنے قید خانہ ہے سب
سرکشوں کو پکڑ لیا ہے انسانوں کو حیوان بنا دیا ہے انصاف تو یہ ہے کہ آبرو اب انھوں ہی نے ہوشربا
کی رکھ لی ورنہ یہ شادی کا میلہ ہولی خانہ بربادی تھی ہم لوگ سب بھاگے بھاگے پھرتے مسلمان ہم لوگوں
کو چن چن کے قتل کرتے دین سامری و جمشید مٹا تا مذہب خدا سے نادیدہ پھیلتا انھوں نے
ہم سب کو بچا لیا کہنا تماشا انکا شکریہ ادا کریں افراسیاب تو ناقدر ہے ملکہ صنعت آسمان سحر و ساحری
کی مہر ہے اسکی صورت قابل زیارت ہے کیسی صاحب شان و شوکت ہے تختیاں رومال پر رکھو تب
او سب نذر دو سامری و جمشید نے بڑا فضل شریک حال کیا تمہاری شادی بھی مبارک ہوئی
اس طرح سے جو باتیں سرفروش جادو نے دولہا سے کہیں صنعت نے گوش دل سے سنیں خوشی
سے پھول گئی سارا آغاز و انجام اپنا بھول گئی مصاحبوں سے کہا سرفروش جادو ہمارا شیدا ہے اگر
ہے کیوں نہ ہو وہ خود بھی فلک اساس ہے مجھکو بچپن سے جانتا ہے بخوبی پہچانتا ہے یہ خود بھی رئیس ہے بڑا
ساحر نفیس ہے دیکھو تو گفتگو کیسی سلیس ہے دبدبہ و شوکت سطوت و صولت چہرے سے آشکار ہے
جلالت شعار صاحب اقتدار ہے اسکی لیاقت و ریاست کا کسکو انکار ہے مصاحبوں نے عرض کی حضور

سارے ہوشربا میں بگڑی کہ آپ نے اہالیان طلسم ہوشربا کی جان بچالی مسلمانوں کو بڑے زور و شور سے
شکست دی بیساختہ دریچہ سے سر نکال لیا کہا میاں سرفروش صاحب اچھے تو رہے یہ شاہنشاہ تاجدار کا فرزند
ارجمند ہے ہمیں تمہاری بھی لیاقت بہت پسند ہے سرفروش جادو نے کہا حضور آپ نے مجھکو نہ پہچانا انکا نام
سنکر ہم بھی خوش ہوئے ورنہ اتنی دیر اگر کوئی ہماری برات کو روکتا اسطرح سے بڑھکر ہمکو ٹوکتا ایک گولے
میں زمین ہلا دیتے لیکن آپکے ٹوکنا ایسا ہے یہ سرفروش و خدمتگار ہیں لڑکا ابھی نہیں جانتا کہتا تھا انکو شکرانہ
نذر دو میں نے سمجھایا آپ افراسیاب کے تاج سر کا ہیں رتبہ میں سب سے بہتر ہیں یہ باتیں کر رہے ہیں
اور ہاتھی بڑھتا چلا آتا ہے فیلبان کو اشارہ کیا ہاتھی کو اڑا کر دیوار سے ملا دو دولہا سے کہا اب صاحبزادے
اٹھو کھڑے ہو کر نذر دو انکے سامنے سب سرنگوں ہوتے ہیں یہ کہکر ملکہ صنعت سے آنکھ ملائی صنعت
دل میں کہنے لگی کیا جوان عالیشان ہے کیا آن بان ہے چہرہ پر نور رشک آفتاب ابرو ہلال ہر بات میں کمال
ہے بڑا خوش جمال ہے اگر اس سے صحبت ہو بڑا لطف حاصل ہو سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری تاکہ بڑی آئینہ
سرفروش نے کہا حضور بعد اس شادی کے گھڑی دو گھڑی کو حاضر ہونگے صنعت نے کہا بہت اچھا ان
سرفروش جادو ہاتھی سے اترا آؤ برات کو آگے بڑھنے دو صبح کے وقت چلے جانا شریک ہو جاؤ کہ تاکہ
مانند سے ہو دو گھڑی میں آرام سے لو سرفروش جادو نے مسکرا کر جواب دیا اسوقت تو نہ آئینگے
رات کم باقی ہے ہاں ادھر سے پلٹ کر ضرور آپکے پاس آئینگا اچھا نذر لیجیے دولہا اٹھا سے تکینہ ان
الماس کی ہاتھ پر رکھیں یہ تو ظاہر ہے کہ دولہا عطر میں ڈوبا ہے خوشبو آئی دماغ جان معطر ہو گیا دولہا جھکا
صنعت نے ہاتھ بڑھایا سرفروش جادو نے آواز دی ہاں یارو آتشبازی والے خبردار دیر نہ کرنا بارہ
لاکھ ساحروں کے بیچ میں ہوسے تماشا آتشبازی کا دیکھیں کہنکر چلے پھلجھڑی چھوٹے چھچھوندر دوڑے
غبارے اڑاؤ قلعوں میں آگ لگاؤ انار چھوڑو ماہتابیں روشن کرو اسی وقت آتشبازی چھوٹنے لگی
ہزاروں ہوائیاں چھوٹیں غبارے اڑے ہوا ہوے قلعوں میں آگ لگی گولے چلے زمین ہلی گویا شب برات
آئی عجب ہنگامہ بلند ہوا تمام عالم دھواں دھار ہو گیا رباعی بقول شاعر

اچھلیں یہ کودیں لڑکے مانند موج	حلوا سے تر بغل کر دو ذوق سے لوٹے	اک شب برات تماشا عجب نشاط
	ادھر تو چار سو تھا ایک مرتبہ داغ دیا گیا دنیا سنا تا مرتبہ میں نے ستارہ	جب چھٹ گئی چھچھوندر چھوڑا انار چھوٹے

آنکھوں کو گھیرا ابر دھواں دھار چھا گیا ادھر صنعت تیرہ بخت واسطے نذر لینے کے جھکی دولہا یعنی خواجہ عمر

بن امیہ نامدار فلک وقار عیار طرار خنجر گزار نے نذر و نیثے مین سہرے کو جنبش دی پھولون پر عطر بیہوشی
ملا تھا دماغ مین صنعت کے بو پہونچی ارسکلکر کنپٹیون پر ہاتھ رکھکے لہرائی سرفروش جادو نگر سیان
قران آگئے تھے پہونچا پکڑکے چوٹی پر ہاتھ ڈالا لعبدہ گران کرکے لگا لا نعرہ کرکے مارا نعرہ قہران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرسبک در خنجر گزاری
سپیدان اژدر آتش فشانم	سنم حتمر قران شیر ژیانم

ادھر پھر تو دو ملا صاحب نے بھی جلدی سے بہاری سہرے کو
اسی دم اونچ کھوٹے کے پھیکا اچک کے تاج صنعت لیا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہے جہان	خرا شندہ ریش کرتا رہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی ہیتا ہوش کو	شہ پاسے مری گرد پاپوش کو	دو دیدہ جہان گرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

اے ساحران غدار عیاری خواجہ عمرو عیار نامدار کی دیکھی ادھر
جو ہمرہ قران کا لعبدہ پڑا صنعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ادھر آتشبازی دی بارود مین بیہوشی ملی ہوئی
تھی دود بیہوشی بلند ہوا ساحران صنعت دھم دھم قدم قدم پر گرنے لگے ہمراہیان عمرو تو بخوبی آگاہ مین
اپنے دماغ مین روئی دبے لی ہر صنعت کے مرتے ہی ابر آتش فشان چھا گیا صدا سے مہیب آنے لگین
زمین تھرائی آندھی سیاہ چھائی سنگ باری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی
مرا نام صنعت ملکہ صنعت سحر ساز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم تہ قید خانہ
مین سرداران اسلام ولا بندھے ہوے قید تھے ان سب پر سے سحر اثر اٹھ گیا تڑپ تڑپ کے گرے بصورت
انسان ہو گئے ہیرون تہر نگی تڑپ کر بھاگا سر چالاک بن عمرو بن امیہ نامدار فوراً قید سے
کود پڑا قصور یک لیا چاہا شور و زور تمام شیر دل نرسے کرکے چلے ملکہ بہار و ملکہ مخمورہ و باغبان قدرت
اندھیرے مین گرا ایک سے بیرون قید خانہ آے صدائین مہیب آرہی ہین زمین کو زلزلہ ہے شعلے بھڑک
رہے ہین ایک طرف سے صدا آئی ہر منم نجم درخشان سپہر عیاری طرار فرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
ایک سمت سے صدا بلند ہے منم صاحب لیاقت و شوکت یعنی معمار قدرت ایک طرف سے آواز آئی
ملکہ اسد جادو و ملکہ دلپور محمل نشین و لاہوت جلالت قرین ان سرداروں نے بھی نعرے
کیے ساحران ملکہ صنعت سحر ساز دو چار لاکھ گر کر بیہوش ہوے انکو معمار قدرت وغیرہ نے مار ایک کو ایک نے

ملکا رانگر جو مہیب شکل ہوتے تھے انکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ صنعت سحرساز قتل ہوگئیں تو گولے تیغ و تاریخ لیکر چڑھے لشکر اسلام سے لڑنے لگے مگر گھبرائے ہوئے ہیں کہ شادی میں کیسی بربادی ہوئی یارو یہ کیا ہوا کیونکر ہماری ملکہ کو مارا غضب ہوگیا ساربان زادہ کیونکر پہونچا سرداران عمرو کیونکر آگئے افسوس ہے کہ بیٹھا بٹھایا دھوکا کھایا حصار ہوگئے اندر کیوں آنے دیا مگر اب کیا ہو سکتا ہے سوا ہاتھ دھرکے رونا پڑا ہماری غفلت نے ملکہ عالم کو ہاتھ سے دریا سے فنا میں ڈبویا بقول کسی مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد اب عمر بھر روئینگے ملکہ عالم کے غم میں بیابان کو نکلینگے افسوس کسی نے خبر بھی نہ لی یہ کہتے ہیں مگر لڑتے جاتے ہیں سرداران اسلام بھی جلوہ گر سردار جو قید سے چھوٹے ہوئے ہیں وہ بھی گھبرائے ہوئے ہیں لیکن جوانان لشکر اسلام یعنی چہر نثار و مہر نگار محزون و درخشان ایک جو تماشا کو ہیں پڑے سوتے تھے دیکھا ایک گیر و دار کی صدائیں سنیں آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے دوڑ کر قریب لشکر صنعت آئے دیکھا آگ برس رہی ہے صبا خواجہ عمرو کے فوج کی آئی ہے ملکہ بہار و باغبان قدرت وغیرہ کے بھی سحر کی تاثیر ظاہر ہو چکا کہ اب سب دریافت کریں مگر کس سے پوچھیں ہر خورد و کلاں از سر تا جوان بلا میں مبتلا کوئی بھاگا جاتا ہے کوئی قتل ہوا جاتا ہے کوئی چیخ رہا ہے اسے ملکہ صنعت قتل ہو گئیں ارے یارو دولہا بنکے ساربان زادہ آیا عیاری سے برات لایا دولہا کے ہاتھ سے صنعت کی جان گئی تو بہار و مخمور و ماران و باغبان وغیرہ بھی رہا ہو گئے اب ذرا جاکر ملکہ حیرت جادو کو خبر کرو شاہنشاہ افراسیاب جادو سے فریاد کرو آکے مدد کریں اس بلا سے تازہ کو رد کریں عقل سے سردار سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی صنعت قتل ہوئی فوراً لپٹ کر اب بھاگے ملکہ حیرت سے خبر کریں ادھر تو یہ ہر کارے روانہ ہوئے لیکن ملکہ صرصر شمشیر زن بحکم شاہنشاہ افراسیاب ہمراہ ملاقات ملکہ صنعت سحر ساز چلی تھی راہ میں ہنگامے کا کانوں میں آواز آئی کہ کشتی مرا تا ہم صنعت سحر ساز بود کجا کہ بھاگی لیکن ملکہ مرجح و مہ جبین بارگاہ میں حیران و پریشان بیٹھی ہیں وہ شب ہولناک لشکر میں سناٹا بازاریں بند پڑی ہیں سوداگر بھاگے جاتے ہیں سرداروں کے دل بے تاب ہیں ملکہ سحر الماس پوش بصد جوش و خروش رو رہی ہیں اشک حسرت سے منہ دھو رہی ہیں سیلاب آنکھوں سے آنسو جاری ہے کی بیقراری مگر جو کوئی خواجہ عمرو کو برا کہتا ہے ملکہ مرجح خشمناک ہوتی ہیں جھڑک کر فرماتی ہیں صاحبو یہ بیہودہ باتیں نہ کرو شیخ امور مملکت خویش خسروان دانند جو مناسب سمجھا وہ کیا اچھا ہوا چلئے گھر میں کوئی فکر نہیں آنکا روح رواں آرام جان صاحب عزم و شان شاہزادہ اسد نوجوان تو اچھے ہیں

ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا فوج کو لڑا رہی ہیں ظلمات نے دیکھا کہ ملکہ بہار سحر کرتی ہوئی آتی ہے فوراً ظلمات
نے للکارا کہ او بہار کہاں جاتی ہے ستم ملکہ ظلمات جادو وزیر اعظم ملکہ صنعت سحر ساز بہار ایلچی فرمایا ہی ظلمات
استو ہ دن ہو گیا یہ کیا اندھیر ہے کہ تم چلی آتی ہو اپنا منھ کالا کرو سامنے سے ہٹو نگوڑی کلجڑی کلموہی کالے کوسے
کی جورو کیوں شامت آئی ہے ظلمات کی آنکھوں میں یہ سنکر اندھیرا آگیا بہار نے کالے کوسے کی جورو جو کہا
اسنے جواب دیا تو ہی تو ہے بہار نے کہا کیوں شرماتی ہے اندھیر مچاتی ہے ظلمات نے ارادہ کیا کہ دانے پھینک مارے کہ
ملکہ بہار نے اسم سحر پڑھکر کالے ماش پھینکے اسکے سحر کو دفع کیا جب ظلمات نے کئی سحر کیے اور بہار نے دفع کر دیئے
اپنے بہار نے بھی پھولوں کی بدھی اتاری کہا ظلمات لو یہ کہکر وہی بدھی ایک باری پھول برسنے لگے چند
پھول ظلمات نے اٹھا لیے سونگھنے لگی اسکے ساتھ کی چار سو کنیزیں ہوا سے سحر ملکہ بہار سے مست ہوئیں
ظلمات نے آواز دی ملکہ بہار کیا حکم ہوتا ہے میں تو تابعدار ہوں گلچین گلشن حضور بے قصور ہو ارشاد ہو بجا لاؤں
گردن تابی نہ کرونگی ملکہ بہار نے کہا میرے پاس آؤ ظلمات جھومتی ہوئی قریب ملکہ بہار کے آئی بہار نے گلے سے
ایک بدھی اتار کے ظلمات کو پہنادی ہار جیت ہو گئی طرہ یہ کہ مسکرا کر فرمایا ای ملکہ ظلمات جادو ہمارے
دشمنوں کو مارو ظلمات بہت خوب کہکر چار سو جادوگرنیوں سے فوج صنعت پر جا پڑی قتل کرتی پھرتی ہے
کہ ناگاہ ایک ابر گلنار پیدا ہوا اس سے دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر ہوا آگے ملاحظہ فرمایا دیکھا ہمارے
سردار لڑ رہے ہیں خواجہ عمر لوٹ رہے ہیں برق لامع تڑپ رہی ہے رعد گرج رہا ہے بہار نے پھول پھینکے
مہ رخ سحر چشم نشیلی نگاہیں ڈالتی پھرتی ہے صدا ہے ہاتھ کرمرسے ناوک اجل کا نشانہ ہے ایک سمت
باغبان قدرت کے نوبے کی آواز بلند ہے ملکہ مہرخ کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا ملکہ جہانبان الماس پوش
تخت پر سوار گرد ساحران جان نثار مہرخ بھی نعرہ کرکے گرمیں لڑنے لگیں بہار نے مہرخ سے اشارہ کیا حضور
ملاحظہ فرماتی ہیں ظلمات کیا کام کر رہی ہے بہت سے ہمارے دشمن مارے ہماری عاشق جانباز ہے
دیکھیے کلام میں کیا سوز و گداز ہے مہرخ نے پلٹ کر دیکھا ظلمات سیاہ رو مست ہو رہی ہے عشق میں
ملکہ بہار جادو کے لڑ رہی ہے جھوم جھوم کر مستانہ وار یہ اشعار عاشقانہ بار بار پڑھتی جاتی ہے غزل

موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب تخلص بہ جواد

ہیں جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے
مثال ہوں شعلہ شمع قالب میں اگر نہ رہے

بتوں کی زلف کا سودا ہے تو سر نہ رہے
صنم کدہ ہی میں کیوں چل کے ہم نہ ٹھہریں

لگا ہماری ہے جلنے سے شمع کے مانند
بتوں کے عشق میں آخر کو [illegible]

عزیز دونوں ہیں دونوں میں تو ساتھ رہیں
جگر کے داغ سلامت ہیں جگر نہ رہے
کبھی تڑپنے میں تو کیجیو خدا اے دل زار
ادھر کو جا کے رہے دوسرا ادھر نہ رہے
ہوا وہ کشتہ ہیں سب دیکھ کر میں زندہ

یہ بات کوئی نہیں دل رہے جگر نہ رہے
خیال یار میں غافل کر اس طرح اے دل
ہماری آہ میں باقی رہے اثر نہ رہے
رہے نہ دونوں کی عزت غرور طلعت
زمین کو چھوڑ جاناں پہ جا کے مر نہ رہے

بہار سے چمن کی صورت انھیں ہزار گل
کہ مجھکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے
اثر نہ آنے میں گر یا غیبت کا خواہان ہے
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے
ملکہ صبح نے بہار کو گلے سے لگا لیا

خوش ہو کے فرمایا ملکہ بہار واہ کیا کہنا کبھی تیرے گلشن حسن میں خزاں نہ آئے گل رخسار سرسبز و شاداب رہے
لیکن تیرے اختیار میں ہی یہ ذکر ہوتا تھا کہ چار سو نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا منم خاتون محل شاہنشاہ
ملکہ حیرت جادو ایک جانب سے سرا پا نمودہ ہوا ایک جانب سے ابر برق کوہ شگاف نے پتھر برسانے شروع کیا
برف انداز نے برف برسا کر ہزاروں کو ٹھنڈا کیا اس سنگدل کے پتھروں سے صدہا کے کاسہ سر چور چور ہوئے
دونوں جادو اپنے سحر کی نیرنگیاں دکھا کر بہت مغرور ہوئے باغبان قدرت نے بڑھ کر سحر کیا پتھر پلٹ کر
اُس سنگ پرست کے لشکر پر پڑے خورشید زرین سحر ابر سر پر جا کے چمکا برف باری موقوف ہوئی مگر حیرت
جادو جو کہ گرمی بہار نے ظلمات جادو سے اشارہ کیا کہ اے دوست صادق اے یار موافق دیکھو ملکہ
ملکہ حیرت جادو قتل کرنے کو آئی ہیں تم بتاؤ کہ ہم اب کہاں چھپیں پردہ ظلمات میں چھپ جائیں اس ظالمہ کے
ہاتھ سے کیونکر نجات پائیں ظلمات نے کہا حضور کون بہار نے کہا حیرت جادو افراسیاب کی عزت
پہلو دیکھو کوئے چھپنا یہی ہوا اب ہم کہاں چھپینگے ظلمات نے کہا حضور اُسکی کیا مجال ہے چشم زدن میں
شکست دونگی اور اُن کی ناک کاٹ لونگی میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جائینگی حضور کیوں گھبراتی ہیں یہ کہکر
کنیزوں کی جانب دیکھا کہا لو صاحبو تمہارے مالک کی دشمن آگئی حیرت جادو جانے نہ پائے ٹوٹ کے
سر کاٹ لو نہیں تو چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لاؤ کنیزوں نے قہر و غضب دکھایا چار سو کنیزیں مجتمع ہوئیں طرف
حیرت کے جامین گوسے ترنج و نارنج ہاتھ میں لیے لیکن خاموش سر جھکائے ہوئے ملکہ حیرت نے جو ظلمات
جادو کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی اے ظلمات یہ کیا اندھیر ہے تمھاری بی بی کو مسلمانوں
نے کیونکر مارا تم کہاں تھیں قوت بازوئے افراسیاب کو نہ بچایا کیوں خاموش ہو جواب دو
ظلمات جست کر کے قریب حیرت آئی ملکہ حیرت تمہیں قدموں کو بوسہ دیکر لپٹ کے رونے لگی ہاتھ
پھیلا دیئے چاہا سر سینہ سے لگا لوں ظلمات نے قریب آ کے تیغہ مارا چار سو کنیزوں نے برابر گولے پھینکے

و ناریخ ناپیدا ہیں غفلت میں ملکہ حیرت زخمی ہوئی شعلہ ہائے آتش نے گھیرا چار سو جادوگرنیوں کے سحر نے
آگ لگادی حیرت زخمی ہوکر پیچھے ہٹی چار سو کنیزوں نے چار ہزار کو مارا حیرت تڑپ کر ایک نخل کے
سایہ میں آئی وہ بیٹھ پھاڑ کر زخم سر باندھا اب پلٹ کر جو دیکھا گلے میں ظلمات کے بڑی سحر کی پڑی ہے
مبہوت ہو رہی ہے آواز دی صاحبو سحر ظلمات سے بچو یہ سحر میں بی بہار جادو کے مبتلا ہیں یہ کہکر زخم باندھکر
لڑتی ہوئی بلبی ظلمات نے جو ملکہ حیرت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی بڑی تو بھی سخت جان ہے
بچ گئی اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہاں جائیگی یہ کہکر پھر گولہ مارا اب حیرت کب مانتی ہے سب سے زیادہ
اسکو حقیر و ذلیل جانتی ہے گولہ روک لیا کہا دیکھو ظلمات ہوش میں آ یہ کہکر یاران سحر پڑھا کہ سحر ظلمات
پر سے اُتار لوں بہار نے دستک دی اور سحر کو زور دیا ظلمات جھپٹتی ہوئی حیرت پر جا پڑی یاران سحر نے
کچھ تاثیر نہ کی حیرت کو اب کچھ نہ بن پڑا دیکھا کہ دم بھر میں یہ ہزاروں کو قتل کر لیگی ایک سحر بہار اثر نا دشوار ہے
غصہ میں تیغ کھینچکر جا پڑی ظلمات بھی تلوار لیے ہوئے سامنے آئی حیرت پر وار کیا حیرت نے یا سامری
کہکر تیغ ظلمات کا سپر پر روکا وار کو اُس تیغ اسکے بہار کے دفع کیا نعرہ کیا دیکھو ظلمات تو نے تیغ لگا دیا
اب میں ناچار ہوں یہ کہکر تیغ ہلالی چمکایا ظلمات پر تیغ برق مثال کا وار کیا اب ظلمات نے بچایا ہا بچوں
سپنا غیر ممکن سپر کو کاٹکر تیغ سر پر گرا ظلمات کے دو ٹکڑے ہوئے کنیزیں ظلمات کی پیٹنے لگیں آواز جو
آئی کشتی مرا نام ملکہ ظلمات جادو دل بود اُستونت کنیزان ظلمات نے چاہا بڑھکر حیرت کو ماریں حیرت
نے ان سب کو گولے مارنا شروع کیے پھر گولہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا کسی کو جلا دیا کسی کو چیرکر پھینکدیا تھوڑے
ہی عرصہ میں تین چار سو کو مارا اگر رو دی جاتی ہے قتل کری جاتی ہے کہتی ہے صاحبو یہ سب تمہارا یاران سے یہ خطا
تھیں سحر سے بہار کے مبہوت ہوگئی میں کیا کروں اگر تامل کرتی سارے لشکر کو یہ مٹا دیتیں مجھکو کچھ نہ بن پڑا آخر
قتل کیا لیکن افراسیاب کو بڑا ملال ہوگا ظلمات جادو بڑی ساحرہ زبردست تھی اسی عرصہ میں ملکہ
گیسو کشا سامنے سے لڑتی ہوئی آئی ظلمات کا لاشہ جو ٹکڑے دیکھا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا بیقرار ہوکر
پوچھا حضور میری بہن کو کسنے قتل کیا ابھی اسنے دنیا کا کیا دیکھا تھا حیرت نے کہا بی ظلمات کی موت آئی قتل
ہو گئیں گیسو کشا نے کہا قاتل کا نام تو بتائیے میں جا کر اُسکو قتل کروں بدلا خون کا لوں کسی کنیز کے منہ سے
نکل گیا کہ ملکہ عالم نے قتل کیا کوئی کلمہ سخت و سست نہ کہتا ملکہ گیسو کشا نے بال کھول دیے سر پیٹنے لگی دوڑ کر ملکہ کا
دامن پکڑ لیا کہا کیوں جاری شکر گذاری کی یہی قدر ہوتی ہے ہم تو آپکے نام پر جان دیں گھر بار چھوڑیں آنکھ پھیر

ساتھ مین کیا اسنے خطا کی جو آپ نے قتل کیا حیرت نے غصے مین دامن جھٹک کیا کہا بی بی گیسو کشا جاؤ لڑائی مین مصروف
ہو کچھ بحث نہ کرو جو مناسب وقت جانا وہ کیا تجھے کیا دخل ہے زیادہ باتین کرنا اچھا نہین سردار لڑتے ہوے سحر کرتے
ہوے بڑھے آتے ہین بہار و باغبان نے قیامت برپا کردی ہے زمین میدان کارزار لاشون سے بھر دی ہے اسوقت
گیسو کشا نے کہا میری فریاد کو پہونچے لونڈی قدمون پر نثار ہوجائیگی پہلے مفصل بتایئے کیا میری بہن نے عمرو سے
مگر کسی کی کوئی خطا تو ثابت کیجیے مین بھی تعلیم کردہ ملکہ صنعت ہون کچھ دو چار سحر آپکو بھی پڑھکر یاد ہونگے مین
پاس کسی کا نہین رکھتی ظلمات کا خون بالا بالا نہ جائیگا اگر کچھ خطا کی بھی تھی تو کوڑک دیا ہوتا یا جرمانہ یا دو چار روز
نظر بند کیا ہوتا وہ یہ کہ بالکل قتل کرڈالا اور مین خیال کرکے دیکھتی ہون اسے اسکے ساتھ کی چار سو مصاحبین بھی
سب قتل ہوگئین اسنے کس طرح سے ان سبکو پالا تھا خون جگر پلا پلا اب انکے لاشے یون پڑے ہوے خون مین
لوٹ رہے ہین آپ نے تو جلاد کا کام کیا ان چاند کے ٹکڑون کو بھولی بھولی صورتون کو خاک مین ملا دیا حیرت تو
ٹالتی ہے مگر گیسو کشا نہین مانتی دو تین ہزار جادوگرنیان سطیان گیسو کشا قریب آگئین وہ بھی چاؤن چاؤن
کرنے لگین کوئی کہتی ہے واہ بی بی یہ مناسب نہ تھا ملکہ حیرت بڑی جلاد ہین بہار و باغبان پر تو زور نہ چلا اپنے
ساتھ والون پر ہاتھ صاف کیا خوب انصاف کیا ضرور اسکا بدلا لینا چاہیے بادشاہ کی جورو ہین تو بیٹھین جب تو
ملکہ بہار نے ساتھ چھوڑ دیا انکی ان باتون پر بہار رنگ گئین باغبان بھی کھٹک گیا کہ انکو غبار گذرا اب سردار
چھٹک کر الگ ہوگئے غیرون کے ساتھ جانبازی کر رہے ہین ایک نے کہا لو بہار کی لشکر اسلام مین بڑی آبرو ہے
کیسی ساحرہ خوش خو ہے صاحبقران کی بہو کہلاتی ہے لشکر اسلام مین جاتی ہے بادشاہ کی ہمنشین ہے سب سردار
براے استقبال آتے ہین نامداران عالی وقار بہ اعزاز و اکرام لیجاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد و امیر
عاشق ہین یہان لشکر مین اختیار ہے جو چاہے سو کرے کیا اسکے حکم مین کوئی دخل دے سکتا ہے سامری و جمشید
اس نا قدری کے پاس سے نکالین صورت اسکی تو دیکھین کیسی جلاد صاحب بیداد ہے اپنے حسن پر پھولی ہے آج
دن بھول گئی کوئی کہتی ہے کچھ ہو میری خالہ کو مارا کوئی کہتی ہے ای لو میری نانی کا بھی لاشہ پڑا ہے ایک نے کہا ہے ہم
میری نوجوان بیٹی ایک نے کہا ہے ارے میری بھتیجی میرے بیٹے کی زینت پہلو اسکا تو بیر بھاری تھا حیرت
چونکہ بار جنگ سنبھال رہی ہے کوسے پھینکی جاتی ہے سب کے سحر دفع کرنے مین مشغول ہے حد کی ملول ہے مگر
کانون سے یہ سب باتین سن رہی ہے گیسو کشا بال کھولے بیٹھ رہی ہے ساتھ والیون مین یہ ہنگامہ ہے
جو ادھر تری ہوئی بہار و باغبان نے اور دبا کر ڈالا مہرخ بھی آگئی ہین بڑھ بڑھ کے لڑتی مین [illegible]

گولے مارے کہ زمین تھرائی حیرت نے جو یہ باتین سنین پلٹ کر ملکہ گیسو کشا سے کہا جا میرے آگے سے دُور ہو
ہماری لڑائی بگڑ جائیگی دیکھ سردار بڑھتے آتے ہین لاکھون قتل ہوئے ہین کیا بیہودہ باتین بکتی ہے کیون بیکار
کی جانون کی جانون کھپاتی ہے ہم بادشاہ لشکر ہین جو دل چاہتا ہے وہ کرتے ہین کسی کا اجارہ ہے خوب کیا مار ڈالا ایک
گولہ تجھکو بھی مارونگی کہ سر پھٹ جائیگا ہمارا کون ہاتھ پکڑنے والا ہے شہنشاہ نے ہمکو اختیار دیا ہے جب تو گیسو کشا نے
کہا اچھا یہ میری بہن اور مصاحبون کو تو اُسنے قتل کیا اور پھر جھلاتی ہے بگڑ بگڑ کر کلام سخت سناتی ہے ہم کیا تیرے باپ
کی لونڈی ہین ہان صاحبو لینا اس بدزبان کو یہ جو گیسو کشا نے کہا ساتھ والیان بگڑی کھڑی تھین اپنے اپنے
عزیزون کے لیے رو رہی تھین یکا یک گولے تیغ و نارنج گچھے پیکان کے تیر و تبر تلوار و خنجر جو جسکے پاس موجود تھے سنبھا
ل کر حیرت پر حملہ کیا گیسو کشا نے بھی گولہ مارا گیسو کشا کا گولہ پیشانی پر حیرت کی پڑا اگر طلسم بند نہوتی فوراً
سر پھٹ جاتا تین چرخ کھا کے چار ہزار کے سحر سے آگ برسی خنجر گرے تلوارین چمک چمک کے جسم حیرت پر گرین تیر
سنناتے ہوئے آئے حیرت چھپ گئی لڑکھڑا کے گری گیسو کشا نے کہا مشکین باندھ لو اور اسباب کو ہم جواب
دے لینگے کہانتک عزت اٹھائین کیونکر صبر کرین حیرت تو گری ایڑیان رگڑنے لگی سب جادوگرنیان بڑھین
کہ حیرت کو پکڑ لین ناگاہ زمین سے ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا نکلتے نکلتے ملکہ حیرت جادو کو پانی کا چھینٹا مارا پانی
کرکے جادوگرنیون کو ہٹانے لگا آواز دی ملکہ عالم سنبھلیے اب جو حیرت کی آنکھ کھلی دیکھا فولادی پتلہ پکار رہا ہے غل
مچا رہا ہے ہرچند ہٹو ہٹو کرتا ہے کنیزان گیسو کشا نہین مانتین لپٹی جاتی ہین چاہتی ہین سب مل کر مشکین باندھ لین
ایکا یکی ہر ایک کی زبان مین سوزن دو ناک چوٹی کاٹ لو تڑپی ظالم ہے بس حیرت نے جو یہ سنا کہ منہ تھا جھلائی وزیرزادیان
ملکہ حیرت کی دوڑین زمرد جادو بیچ مین کود پڑی اسقدر جھپٹ کر آیا دیکھا ملکہ حیرت کا عجب حال ہے سر سے
خون جاری ہے جسم فگار حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے مصور لپٹنے لگا سر ماوا سر پیچ سے آنکھ باندھی اسی حالت
حالت حیرت نے پانی مین طرف گیسو کشا کے جھپٹی ادھر پتلہ حیرت کو بچا کے غائب ہوا گیسو کشا نے
پھر گولہ مارا حیرت نے گولہ خالی دیکر کارد سحر جھولی سے نکالی اپنے خون سے اسکو رنگین کیا ہرچند اسے طاقت
جنگ حیرت مین نہین ہے مگر جیسے غضب کے حربے اٹھا چکی ہے سانس لینا دشوار ہے مگر زوجہ شاہنشاہ افراسیاب
سحر و ساحری مین لاجواب کارد سحر کھینچ ماری ہرچند گیسو کشا نے روکا کارد سحر سینہ پر پڑی پشت کو توڑ کر
پار گذری تاریکی چھائی بعد برف باری و سنگ باری کے آواز آئی کشتی مرا نامم من ملکہ گیسو کشا سے جادو بود
افسوس مردم و جان دادم و مطلب خود نرسیدم اب کنیزان گیسو کشا پر گری کسی کو چیر کے پھینک دیا کہین ہاتھ چمکایا

جو یوں ہلا نہیں سکتے ہلا دو پوچھ کر ہمکو
نزاکت سے کر اپنی خموشی سے دہن اپنا

کوئی دامن جنون میں کھینچتا ہو آستین کوئی
اتارے لیتے ہیں خار بیابان پیرہن اپنا

ہلا دیتا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی
بنا تا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا

تعجب آسمان حیرت سے کیا ہے بزم جانان میں
کہ آئینہ مجھے سمجھے ہو ساری انجمن اپنا

صبا بھی جب ہوا خواہوں میں ہو صیاد و گلچین کے
کسے سمجھیں چمن میں ہم صفیران چمن اپنا

ہوا اور بہت پیاتا تو میں بھی اُس سے جھک جاتا
فلک نے کجروی چھوڑی نہ میں نے بانکپن اپنا

بتا کیونکر سے قاتل کسی پیکان کا تیر سے
لگا جو تیر آکر ہو گیا جزو بدن اپنا

سراپا درد ہو کر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی
تو نشتر چھیڑنے کو بنگیا ہر مو سے تن اپنا

کسی خوش چشم کی آنکھوں کا سودائی جو سمجھے ہیں
کھڑے ہیں راستہ روکے بیابان میں ہرن اپنا

ترے وحشی سے ملنے کی تمنا رہ گئی انکو
نکیرین آ گئے مرقد میں تو خالی تھا کفن اپنا

جو اہل ہنر کے مصاحب ہیں تو نالے سے مخاطب ہیں
یہی چند اپنے ہمدم ہیں یہی اک ہم سخن اپنا

دیار عشق سے جو وادیٔ وحشت میں آ نکلا
ہم اُس سے دوڑ کر لیتے سمجھکر ہم وطن اپنا

جلال اُس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤں جو سمجھا وہ
یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہیں شیخ و برہمن اپنا

طائرون نے جو زمزمہ سرائی کی عندلیبان خوشنوا نے غزلیں گائیں خوشبوئیں دماغ میں آئیں قلب حیرت کا الٹ گیا جنبو میں لگی ساعت سو گئیں یہ کیفیت پر ملکہ حیرت کے تھیں وہ بھی سب مبہوت ہو رہی پھر سکوت بہار سے آنکھ چار ہوئی اتنا منہ سے نکل گیا کیوں ملکہ عالم مزاج کیسا ہے ملکہ بہار نے کہا خیر ویسے ہی ہیں خدا کی عنایت سے جیسے تھے تم اپنا تو حال کہو کیوں گل سا چہرہ کمھلایا کس نونہال باغ حسن و خوبی کی تلاش ہے ہمکو کاہیکو دل سے بھلایا حیرت نے دیکھ جواب دیا ہم تمکو بخوبی پہچانتے ہیں اے سرو قد یاسمین عذار ماہ رخسار تیرے ہی تو باغ حسن کے نثار ہیں بہار نے کہا ذرا میرے پاس آؤ حیرت جھومتی ہوئی بڑھی یہ کہتی جاتی ہے کہ اے غنچہ دہن خندہ سر بستہ و اے گلگشت چمن گلشن چال میں تیرے پاؤں نازک خیال ہے پامال ہیں بہار مسکراتی ہے پھول پھینکتی جاتی ہے یہ جہان صد آ جوں الیں وہ شکلیں ہی قدر ین سحر کو نہ دوڑ سکے دیکھتی ہی جاتی ہے یہ میرے قریب آ گئے ہیں گلے میں اس کو گرفتار دام محبت کے ہار پہنا دوں آج اسکو رشتہ زنجیر سحر میں گرفتار کروں لشکر میں غریو بلند ہے ہر کس و ناکس دست بدستہ کہتا افسوس ہے ... ملکہ حیرت جادو پر سحر بہار کا رنگ جما خوشامد بہار

کر رہی ہین دیکھیے اب کیا ہوتا ہی جو ملازمان حیرت دوڑ دوڑ رہے تھے وہ بھی سحر کرتے ہوے دوڑے آگ برسانے لگے
ان سب کو باغبان وغیرہ نے رد کیا کہ کوئی قریب حیرت نہ آنے پاوے ہر ایک تعریف بہار کرتا ہی گلچین و باغبان
کہہ رہے ہین ای بہار کیا کہنا مگر بی بی ہوشیار رہنا چند قدم حیرت چلی تھی جنگ بھی بیٹھے نہ دور دستور سے واقع ہوئی
ملازمان حیرت غل مچاتے ہین ای خاتون محل شاہنشاہ کہان تم جاتی ہو ہوش مین آؤ اپنے کو ذرا سنبھالو حیرت
کسی کو جواب نہین دیتی بہار سے آنکھین لڑاتی ہوئی چلی جاتی ہی کبھی خود بھی مسکراتی ہی اس وقت لشکرون مین عجب
طرح کا غل ہو رہا ہی ہر ایک کہتا ہی بہار نے براے ملکہ حیرت دام رنگ گل بچھایا ہی دیکھیے طائر زیرک کو پھنسایا آج
حیرت کا بچنا دشوار ہی دیکھو کسقدر محجوب و شرمسار ہی اپنے کو سنبھالتی ہی لیکن نہین سنبھل سکتی بادۂ سحر بہار سے
سرشار ہی سر و پا کی خبر نہین سوداے محبت کی خریدار ہی ادھر بہار نے یہ طرہ کیا کہ سحر کو اور زور دیا حیرت کو اپنی
جانب بلایا تو حیرت خرامان خرامان جاتی تھی یا جھپٹ کر چلی جاتی ہی کہ بہار تک پہونچون بہار بھی
متحمل تمام تھی کہ بدقتی پھولون کی اسکے گلے مین ڈالدون رشتۂ حیات اسکا منقطع کردون یکایک آسمان سے
برق چمکی نعرہ ہوا منم شاہنشاہ طلسم ہوشربا او بہار غضب کیا میری نگاہ دار کو دام تزویر مین پھنسایا
یہ کہتا ہوا چیل کے گرا سیلی تو پلٹ کر حیرت کی جانب اشارہ کیا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا حیرت کی کمر پکڑ
وہ پنجہ دستگیری کرکے حیرت کو اٹھا لیگیا اب افراسیاب طرف بہار کے پلٹا بہار نے گلدستہ مارا اگر بھاگی
سرداران نامی کے ہوش و حواس باختہ تھے پاؤن مین رعشہ تھا ڈر سے افراسیاب کے تھرتھر کانپ
رہے ہین اسکی صورت دیکھکر ساحران زبردست کو غش آجاتے ہین یہ لوگ ایسے ہی جانباز و سرفروش ہین
کہ افراسیاب پر بھی سحر کرتے ہین جان دینے پر مرتے ہین لشکر مین کھلبلی پڑگئی باغبان وغیرہ نے جو سحر پڑھکے
سحر کیے افراسیاب نے اشارے سے دفع کردیے جب ہاتھ اپنے چمکاتا ہی نعرہ کرتا ہی دو دو چار چار ساحر
گر پڑتے ہین کبھی سنگ برسے اٹھاکر مارتا ہی پتھر برستے ہین ہزارون کے سر کٹتے ہین افراسیاب نے دو ہی
حملون مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا بچنا دشوار کردیا اب اہل اسلام گھبراے کہ فتح کی شکست
ہوئی کل فوج بھی پست ہوئی دلارام نے ملکہ مہجبین کو تخت سے اتار لیا گود مین لیکر بھاگی تمام سردار
دوڑ پڑے کہ کہین مہجبین کو نہ گرفتار کرے عین گرمی جنگ مین افراسیاب پامال کرتا ہوا جاتا ہی مہرخ
سحر بھی کبھی بھاگتی ہین کبھی سینہ سپر کرکے لڑتی ہین ذرا ٹھہر گئے دو چار سحر کم کرکے جب سحر تاثیر نہین کرتا
بھاگ نکلتا ہی کبھی افراسیاب مغرور مخمور کو دیکھتا ہی غصے مین کانپے جاتا ہی مگر حسن زیبا دیکھکر ٹھہر جاتا ہی

علیحدہ تہہ کر آتا ہی کبھی جمال بیمثال بہار گلعذار پر نگاہ ہی کبھی آہ کبھی واہ ہی بہار کا بوٹہ سا قد پھول سے عارضی مرجھا گئے ہوئے پتھیاں رنگ کی شگفتہ ہو گئیں رہتی ہی ہاتھوں کا سر پیٹنے گر گیا افتان و خیزان جاتی ہی افراسیاب نے سحر کرکے کہیں ہاتھ روک لیا بے اختیار پکار اُٹھا اشعار موافق مضمون

صد شکر پر آتش زدہ دمید نفس ما
اندر دل ہر دو صدا جرس ما
بنگر بہ تہی دستی ما کز سر ہمت
شد رشک گلستان ارم مشت خس ما
گر آہ کشد از جگر سوختہ مجنون

ای وای اگر صبر نہ شد دوست قفس ما
گردیم بلبے از ستم و جور تو فریاد
بر سفرۂ حاتم نہ نشینند مگس ما
در راہ وفا ماست کہ تقسیم کر اول
آتش بدل بحر فتد از نفس ما

گر زمزمہ ما شنود سنگ شود نرم
جز گریہ نشد یاد رس ما
از دیدہ شب ہجر بس خون جگر ریخت
گردند ز زنجیر محبت ہوس ما
یہ اشعار عاشقانہ جو بیقرار ہوکر

افراسیاب نے پڑھے تو لگی بہار کے ابرو سے خمدار پر بل پڑنے یہ عاشق جمال عدیم المثال بادشاہ لشکر اسلام ہی افراسیاب کی کیا ہو سکے کیا کام ہی غصے میں کئی گلدستے مارے افراسیاب ہنستا ہی پھول جل جاتے ہین برق لاسے بھی کڑک کے گری رعد بنا دو سے چیخ ماری باغبان نے کیسے کیسے سحر کیے مہرخ نے برابر گولے مارے افراسیاب ہتھوڑا کے بچاتا ہی لیکن جب تجویم کے بڑھا نعرہ کیا سب بھاگے ادھر باغبان نے دیکھا دلارام وزیر زادی سہ جبین کو لیکر بھاگی جاتی ہی مگر افراسیاب کی نگاہ پڑگئی اسی طرف جھپٹا باغبان بیچ میں آگیا افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب کی آنکھوں میں خون اتر آیا باغبان کا وار روکا تیغہ مارا باغبان نے سپر پر روکا اس ملعون کا وار کب رکتا ہی جھک کر تلوار گری سر باغبان کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا سر کاٹ لوں کئی سردار بیچ میں آگئے اپنے کو زخمی کرایا چاہا باغبان کو بچا لیکن افراسیاب نے بچایا کیا اب لشکر میں غلغلہ ہوا کہ باغبان کو افراسیاب قتل کرتا ہی بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی ملازمان افراسیاب جو بھاگ گئے تھے پلٹے پڑے حمایتی کو دیکھکر لڑنے لگے کئی ہزار آدمی اس مقام پر قتل ہوا لیکن باغبان نہ نکل سکا قریب تھا کہ افراسیاب ہاتھ مارے سر باغبان کا اڑ جاوے اُن ساحروں کے غول میں ایک ساحر دبلا پتلا گورا لیے ہوئے غول سے نکلا پکار کے آواز دی کہ ای شہنشاہ دیکھیے مسلمانوں نے قیامت برپا کر دی ہی میں ابھی باغبان کو قتل کرتا ہوں لیکن بہار ہاتھ باندھ کھڑی ہی خطا اسکی معاف کیجیے امان دیجیے افراسیاب خوشی میں پلٹا اُس دبلے ساحر نے جھپٹ کر حلقہ کمند کے گردن میں افراسیاب کے ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ عمرو عمروم کہ کلہ از سر قیصر بہ برہ

تیغ و سپر و مغفر و ساغر بہ بزم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی	برنگ از رخ نجابت بہ اختر بہ بزم

افراسیاب اسکے کہنے پایا تھا عمرو نے حباب بیہوشی مارا عنبر آ افراسیاب بیہوش ہو کے گرا عمرو کمند چھوڑ کے
بھاگا سب سردار دوڑے کہ افراسیاب کو گرفتار کر لیں کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا یا شیدا ای فرقہ
مسلمانان کیوں قضا آئی ہے تم ملکہ ماہیان زمرد پوش سب نے دیکھا کہ ملکہ ماہیان زمرد پوش
بصد جوش و خروش مثل شعلہ جوالہ کے گری سب کی پلکیں جھپک گئیں نیچے گر ہیں دیکھا افراسیاب کو لے اڑی
اب مہرخ و بہار نے ساحران باقی ماندہ کو گھیر کر مارا ایک ایک کو للکارا چادر چلنے لگی آواز الامان بلند
ہوئی ہزاروں ساحر بھاگ گئے بہت سے گرفتار ہوئے بہت بخوشی تمام دین اسلام میں داخل ہوئے ملکہ مہرخ
سپہر چشم بفتح و ظفر اپنے سرداران نامی کو لے کر پلٹیں ملکہ مہ جبین کو تخت پہ سوار کیا خواجہ سامنے سے آئے
لگے کہنے بھلا اسلئے ہوئے مہ جبین تخت سے کود پڑیں گلے میں ہاتھ ڈال دیئے کہا نانا جان کیا کار نمایاں کیا
عمرو نے کہا مجھے بات نہ کیجیے میں ہوش ربا میں آ کر لٹ گیا کروڑ روپیہ شادی میں لگا اس لالچ میں
دولہا بنے کہ سسرال جائینگے ساس سالیاں پکارینگی لڑکا آیا بالا لی پر اٹھے کھانے کو ملینگے میں دروازے
پر سسرال کے جھگڑا ہوا مہاجنوں نے دو صندوقچے دیئے تھے جھگڑے میں کر سے گر گئے اب مہاجن
میرا کیا حال کرینگے آپ تو تخت پہ بیٹھی چین کر رہی ہیں انکو کیا فکر ہے ہماری آبرو بگڑیگی ہم جائینگے اب
نہ ٹھہرینگے محبت نے دامن نہ چھوڑا یا پٹے پڑے شامت اعمال یہ نہ سمجھے تھے کہ دوسری بلا میں مبتلا ہو
خوب راضی ہوئے ملکہ مہرخ نے بڑھ کر عرض کی اے شاہنشاہ اوج عیاری جان و مال آپکے نام پر فدا ہے
سب کچھ حاضر ہے لیکن خزانہ جو اپنے ہمراہ لے گئے تھے وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہماری شادی میں صرف ہوا
پھر بھی دو ملین نہ بلی ہنسی قہقہے چہچہے کرتے ہوئے اپنے مقام لشکر پر آئے شکارگاہ میں شاہزادہ اسد
نامدار مصروف شکار تھے صندلان صندلی پوش شاہزادے کے ہمراہ شاہزادہ شکار کھیلتے ہوئے
صحرائے سبزہ زار میں آکر ٹھہرے صندلان بھی اپنے سرداروں کو ترتیب کر رہی ہے ناگاہ صحرا سے گرد اڑی
سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سات ہزار جوانان جرار آمادہ حرب و پیکار مارا مار
کرتے چلے آتے ہیں واضح ہو کہ اس پہلوان کو صیلاد صحرائی کہتے ہیں ملازم افراسیاب ہے اسکو خبر ہو گئی
کہ بیٹی مہ جبین صاحبقران نے شہنشاہ افراسیاب کو بہت تنگ کیا ہے بقہر و غضب جوانان زبردست
نامی پیوستہ ہمراہ لیکر چل نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا ہرکارے نے اسکو خبر دی کہ طلسم کشا شکار

مین مصروف ہو دور سے جمال بیمثال کو دیکھا فوج کو روکا گینڈے کو مہمیز کیا میدان مین آکر پکارا با شیدا ہو مسلمانان
اس صحرا مین کیون شکار کھیلنے آئے ہو اب مین تم سبکو شکار کرونگا یا تو سامنے سے ہمارے چلے جاؤ یا ہمسے اگر
مقابلہ کرو یہ سنتے ہی اسد نے چاہا گھوڑے کو بڑھاوین صندلان نے عرض کی حضور مجھے اس مغرور سے
مقابلہ کی ایک مدت سے آرزو تھی آپ تماشا دیکھیں مین ابھی مشکین باندھکر اسکو لاتا ہون ہر چند اسد دلاور
نے منع کیا مگر اس بہادر نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آیا نعرہ مردانہ کیا او بیحیا بانی جور و جفا
اسقدر کیون لاف و گزاف بکتا ہی قہر خدا سے نہین ڈرتا ہی طلسم کشا کو کیا پڑی ہی کہ تجھ ایسے نالائق سے
مقابلہ کرین اُنکے غلام سر فروش تو موجود ہین اب جلد وار کر اگر بیہودہ کلام نکالیگا مین زبان تیری کھینچ لونگا
اس سرکشی و خودسری کی سزا دونگا میلاد صحرائی نے سنکر نیزہ مارا صندلان نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر روکا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل صندلان صندلی پوش و میلاد صحرائی سے نیزہ چلا اسد نامدار صندلان
کی تعریفین کرتے ہین میلاد صحرائی کی جان دیے ہوئے لڑ رہا ہی صندلان بھی بڑی آن بان سے نیزہ بازی
کر رہا ہی ایک مقام پر گانٹھ کر نیزہ مارا ہاتھ سے میلاد کے بدر ہوا میلاد نے غصے مین کانپتا قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا صندلان کو خوشی ہی کہ مین اسکی مشکین باندھون گرد اسپر کا سر کھینچا لگا
تلوار کی باڑھ پر چاہتا ہی لپیٹ پڑون گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا ہٹا خود سے گرا صندلان
کا سر زخمی ہوا استاد نا راستی سے بچ نکلگیا لیکن چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اُسپر بھی اس جری نے
جی داری کی گرتے گرتے ہوا مین ہاتھ مارا اُسکے گینڈا اچھالیا صندلان کا زین پر سے گر کے پہونچا میلاد
نے چاہا سر کاٹ لون اسد غازی کی آنکھون مین اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا بانی مکر و دغا
قابو پر چست بیست خبردار کیا کرتا ہی مین آن پہونچا گھوڑے پر کود کیا اتنا جلد اسد نامدار آگئے کہ ہاتھ
اُس نابکار کا بلند ہونے پایا تھا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا صندلان کو ہٹایا سینہ سپر کردیا لیکن میلاد کی جمال
بیمثال اسد نامدار پر پڑی حیران جمال محو دیدار رہا کہ خورشید درخشان یا ماہ تابان آسمان سے کیونکر اُتر آیا فر
شوکت چہرے سے ظاہر ہو میدان کارزار جری صف شکن جرار جلالت آثار شہور شعار گھبراکر پوچھا ای نوجوان
تیرا کیا نام و نشان ہی برمئے تو طلسم کشا کو طلب کیا تھا تو کسواسطے آیا ہی تیرا نام کیا ہی اسد نامدار نے
سر جھکا کر فرمایا ای میلاد ہمارے قتل پر کمر باندھی ہی لیکن صورت سے آگاہ نہو امیلاد نے کہا مین نے سنا تھا
جسکا طلسم کشا لقب ہوگا سو گز کا تو قد اُسکا ضرور ہوگا تو تو معشوق وضع ہی ہرگز مین نہ مانونگا کہ تو ہی طلسم کشا ہی

اسد نے فرمایا او مغرور اسقدر کبر و نخوت انسان کو زیبا و سزاوار نہین ہی مین عبد ذلیل رب جلیل کا ہون قہر و غضب
کیسا جرأت و ہمت کو دیکھ نہ ہو رکا امتحان کر میلاد صحرائی نے کہا آپ ہی کا نام نامی اسم گرامی اسد دلاور ہی
شاہزادہ اسد نے جواب دیا ایک مرتبہ تو بتلا چکے تو نے تو مکتب خانہ سمجھا ہی سبق پڑھتا ہی میلاد نے کہا ای
جوان دربار افراسیاب مین میرا بڑا مرتبہ ہی نہایت قدر و منزلت فرماتا ہی مین جو کچھ کہتا ہون شاہنشاہ قبول
فرماتے ہین اگر میرے ساتھ اوتر چلو خطا معاف کرا دونگا مہرخ و بہار سے شاہنشاہ سمجھ لینگے تجھکو کچھ نہ
کہینگے اسد دلاور نے فرمایا تمھاری مہربانی کہ ہمارے حال پر رحم کرتے ہو یہ میدان کارزار ہی لاف گزاف
بیکار ہی کچھ فنون سپاہگری دکھلاؤ اسقدر باتین نہ بناؤ اب تو میلاد کو غصہ آیا جھلا کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ
ڈالا کہا ای جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہی اگر تو خداوندان و سنات کا دشمن ہی اور خداوند لقا
کو جھوٹا کہتا ہی تیرا قتل واجب ہوا یہ تلوار خون مسلمانان کا مزا چکھ چکی ہی ابھی صندلان صندلی پوش
کو زخمی کیا خون پیا مگر اسکا پیٹ نہین بھرا چہرے پر لالی ہی شکم اسکا خالی ہی مگر کیا کرون مجھکو تیرے
حال پر افسوس آتا ہی میرے دست زبردست سے قتل ہوگا اپنے خون مین لوٹے گا اسے تو نے مفت
اپنی جان دی ایسے ایسے بیہودہ کلام کر کے اس بدانجام نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی نے بہ فنون
سپہگری بالستر بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا میلاد لپٹ پڑا دونون دلاور گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے
لگی واضح ہو کہ ملکہ گوہر جادو عاشق شاہزادہ صندلان ہی جب شاہزادہ شکار کو چلا ملکہ گوہر جادو
نے چاہا کہ مین بھی ہمراہ چلون اسد نامدار نے فرمایا شکارگاہ مین ساحر کا کیا کام ہی ملکہ مہرخ نے
فرمایا ای گوہر جادو تم صحرا مین مخفی رہنا ساتھ شہریار کے نہ جانا صرف نگہداشت رکھنا بہت ہوشیاری
کرنا ایسا نہ ہو کوئی ساحر ملازم افراسیاب مکر کر کے انکو پکڑ لیجائے پھر اور بھی مشکل ہو لہذا گوہر جادو
صحرا مین اوڑتی ہوئی پھرتی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک پہلوان سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا
گوہر جادو فوراً تیار ہو کر چلی نخلستان کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگی کہ اسد نامدار ڈٹ کے کر و فر سے
ایک پہلوان سے لڑ رہے ہین مگر اسکو دنگ کر دیا ہی گھبرا رہا ہی نہایت ہی جھلاتا ہی چاہتا ہی چھوٹ کر
نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن گوہر جادو جرأت سے بخوبی آگاہ ہی کہ صندلان کو زیر کیا چونکہ
صندلان پر عاشق ہی جانتی ہی کہ اس سے بڑھکے کوئی زور و قوت مین زیادہ نہین جب میرے
معشوق پر غالب آیا تو اسکی کیا حقیقت ہی اس عرصہ مین اسد نامدار میلاد کو پکڑ لائے ہاتھین اٹھا کی نذر کیا

چڑھا کر اکھیڑ ماری زبردستی گھسٹنہ پشت پر سکر دو قدم گھسیے مارے سارا غرور اُس مغرور کا نکال دیا
سیلاو گھبرایا اور تو کچھ بن نہ پڑا کہنے لگا ای طلسم کشا ذرا ٹھہر جائیے پھر مین آپ سے لڑون جو صاحبدل
کا ارمان نکالون اسد نے چھوڑ دیا مسکرا کر فرمایا اچھا دم لے لو سیلاو دانت کھا کے پہلے تو ٹہلنے لگا صندلان نے
للکار کر آواز دی آپ نے جیت کر لے کر کیون اسکو چھوڑ دیا اسد نے کہا ای برادر کیا مضائقہ ہی وہ
کتنا ہی زور آور ہو دم لے لون صندلان نے کہا حضور کوئی حریف کو دم لینے دیتا ہی اسد نے فرمایا ای برادر
ہم بہادر کو عاجز کرنا نہین چاہتے خدا چاہے گا تو ابکی مرتبہ زیر کرلینگے سیلاو نے جو دیکھا کہ اسد
اپنے سردار سے باتین کر رہے ہین اپنے لشکر کی طرف بھاگا لشکر والون سے کہا تم دیکھ رہے ہو کہ طلسم کشا
مجھے زیر کرنے کا قصد کرتا ہی مجھے بچاتے نہین ارے یارو طلسم کشا بڑا زبردست ہی اسمین لوٹ
کھسوٹ کر نہ ہو یکبارگی فوج یلوہ کرکے اسد کی طرف چلی سیلاو قلب فوج مین پہونچا اسد نے جو پلٹ کر
دیکھا کہ گھٹا فوج کی گھرے ہی اوپر آتی ہی فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے بھاگا ادھر سے صندلان
صندلی پوش سیلاو دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی اسد نامدار نے لاش پر لاش گرا دی صندلان
صندلی پوش نے صفین درہم برہم کردین ہین ملکہ گوہر جادو دیکھ رہی تھی کہ ہنس ہنس کے کنیزون
کہتی ہی یہ نامرد کس بہروسے پر لڑنے آیا ہی وہ دیکھو طلسم کشا نے رسالدار کو مارا صندلان صندلی پوش
نے میدان کو للکار کس آن بان سے قتل کیا صندلان کیا طلسم کشا سے کسی بات مین کم ہی طلسم کشا
کو ذرا زیادہ قوت ہی جس زمانہ مین صندلان زیر ہوا دیند و گرنہ چھوٹے ہو سے تجھے کثرت بھی کم کرتا تھا
اب آج کل ماشاء اللہ زور دن پر چڑھا ہوا ہی پہلوانان عالم سے بڑھا ہوا ہی تمام صفین پامال کردین
پیشہ جرأت کا شیر ہی کیا دلیر ہی گوہر تو یہ باتین کر رہی ہی نگاہ اُسی جانب لگی ہی لیکن اسد نامدار
لڑتے بھڑتے قریب سیلاو پہونچے نعرہ کیا او نامرد کہان جاتا ہی ہماری خطا ہی کے افراسیاب سے
تو معاف کرائیگا کہان بھاگا جاتا ہی سیلاو نے پلٹ پڑا تلوار کا وار کیا اسد نے روک کر کر تو تیا کے
سر کا ہاتھ مارا وہ فنون سپاہگری کے سر سے آگاہ نہ تھا روسیاہ نے سپر کو سر کی پناہ کیا گرد اسپر لگتا خود
سر کا زخمی ہوا پھر سامنے سے بھاگا اسد نے پیچھا کیا اور سر راہ بیچ مین آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے
یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر اقرار خوش زبان اسی تخمہ کا رہنے والا پانچ سو جادوگر ساتھ ہوئے جو
اڑتا ہوا جاتا ہی صدا اسے تکیہ و سندر لشکر ادھر متوجہ ہوا دیکھا طلسم کشا لڑ رہا ہی فقط طلسم کشا کی ہر سا درپیش

پاس موجود ہین پس فوراً وہ نگیتری اپنے پہیا ناخوشی خوشی ہوا سے اتر آیا آتے ہی عرض کیا اے طلسم کشا گنہگاری
کار ہین لاکھون ساحر بھرے ہین لیکن ہمرا اقبال ہی کہ تمکو اسطرح پاگیا مرنے سے بچا ہے وہ تا تھا اسوجہ سے
تمہارے لشکر پیشکر کشتی ندی اب یہان ہی ساحر کہان ہین کہ تمکو آسکے بچائین چنانچہ زمین پر اترا اترتے
اترتے اس ملعون نے گولہ مارا آگی سے جوان کی گودیون سے گرپڑے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی جلنے لگا شعلہ اسکے
آتش بھڑکنے لگا اسکے اسکے صندلان بھی گودی سے پتھرایا گوہر جادو نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا
گھبرا گئی نعرہ کرکے زمین سے دوڑی آتے ہی چیخ کیا وہین سے للکارا ہاے صندلان کو فتح کرکے سنبھالا
کچھ فوج پیچھے سحر اتارا ساحران غدار ہیبت بڑی افراز خونریز نے للکار گوہر جادو کو ہبانا للکارا کہا او گوہر
جادو مین تجھے بخوبی پہچانتا ہون طلسم صندل ہما اور کرایا اب یہان آئی ہے ہاتھ سے کیونکر بچیگی اب
گوہر جادو کو مشکل یہ ہی کہ اگر بیٹھکر لڑتی ہی تو لشکر صندلان پامال ہوتا ہی اسکا خیال ہی کہ ایسا نہو افراز
خونریز طلسم کشا کو گرفتار کرے ساری کدکاوش بیکار ہوجاے ملکہ مہرخ دلکہ ہبار کو کیا منہ دکھاونگی
جلو میلاد سحر ائی سے دباو ڈالا افراز خونریز کہہ رہا ہی کہ ای میلاد سیکے سر کا شانے یہ نامرد ہکو منتظر سے
کھڑا دیکھتا ہی اسی کو بیٹھکر قتل کرتا ہی اور جو ہیبار اسیر تلوار کھینچکر چلا بھاگتا ہی بلکہ چلاتا ہی کہ میان افراز
خونریز جلد مجھے پاس آؤ مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ افراز خونریز سحر کرکے اسکو گرا دیتا ہی شب بیتا ہی
تلوار مارتا ہی اسوجہ سے گوہر جادو بہت پریشان ہو کر مین کیا تدبیر کرون سحر کو کر رہی ہی لیکن تیر دو منشور
ہر بار زمین کے طبقے ہلا دیتی ہی متلاطم حوالی طلسم صندل اپنے معشوق کے واسطے بیکل تڑپ رہی ہی کبھی
پر کبھی پشت پر کبھی وسط لشکر مین کبھی سامنے اسد غازی کے سینہ سپر کرتی ہی کبھی صندلان صندل پوش
کی طرف دیکھتی ہی کہ یہ صف شکن سحر سے لاچار غصے مین اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ اپنی تلوار
اپنے گلے پر پھیر لون گوہر قریب آکر ہاتھ تھام لیتی ہی کہ اے ہبار وہ کیا کرتا ہی تجھ مین جرات کو کیا دخل ہی
مین ابھی اس ملعون کو قتل کرتی ہون مگر طلسم کشا کے واسطے بہت مضطر ہون ایسا نہو انکے دشمنون
پر کوئی افتاد پڑے اتنی ہی عرصہ مین خون کے دریا جاری ہوگئے ملکہ گوہر جاتی ہی مین اپنے کو قربان
افلاطون خونریز کے سر تجھاؤن اس ملعون کو مارون کسی طرح ممکن نہین ہوتا بہت سے ساحر افراز
خونریز کے جہنم واصل کر چکی ہی اسکی بھی بہت سی کنیزین قتل ہو چکین ہین نہایت پریشان و مضطر ہی
اسکو تو اسی مقام پر چھوڑ دیجئے وہ دیکھنا احوال ملکہ مہرخ سحر چشم سنیے کہ جب لشکر افراز ملکہ مہرخ

سے فتحیاب ہو کر واپس ہوا ملکہ مہرخ نے مہتر قران سے فرمایا کہ ابھی مہتر نادار شکارگاہ سے شاہزادہ
اسد نامور کو پھیر لاؤ مژدہ وحشت افزا سناؤ مہتر قران بمجرد فرمانے ملکہ مہرخ کے خوشی خوشی روانہ
ہوئے یہاں جب گوہر نے دیکھا اب کچھ بن نہیں پڑتا تیغ سحر کھینچا اقرار خونریز پر جا پڑی اسنے
کئی کوڑے مارے ملکہ گوہر جادو نے سحر کے سنا سے آواز دی کہ او نامرد ہاں سے تیغ سے تلوار سے چلے مرزا
شجاعت کا یہ کیون مثل خوک صحرائی بھاگا پھرتا ہے اقرار خونریز نے جو ملکہ گوہر جادو کو اسطرح پر
دیکھا کہ کافی تندہی ہوئی غصے سے چہرہ سرخ آنکھیں اُبلی ہوئی ابرو سے خم ابرو پر رہے ہین کتنے ساحرون
کو اقرار کے سامنے مارا تب تو اقرار نے بھی تلوار کھینچ کر طرف ملکہ گوہر جادو کے چلا اور حسنے گوہر جادو نے
قصد کیا پیچ ہین اور چند ساحر آ گئے خوب کوسے تیغ و ناچخ کھینچے بیکان سے چلا کیئے کئی سو ساحر جاتے ہین
کے مار گئے لاشے زمین پر پھڑکنے لگے ناگاہ ملکہ گوہر ساحرون کو قتل کرتی ہوئی قریب اقرار خونریز
کے پہونچی اسنے تیغ سحر کا وار کیا ملکہ گوہر نے تیغ ہلالی پر کاٹا شعلہ اسکے آتش سے بھی اپنے کو بچا
خبردار کرکے تیغ مارا اسنے بچا اسپر سر پر وکون تیغ گوہر کا پڑ کے گرا اسکے دو ٹکڑے ہوئے
اس ہاتھون کا زخمی ہوا چاہتا تھا کون ملکہ گوہر نے سایہ مین تلوار کے لیا قصد کیا کہ تیغ مارون سر اس
کا اڑ جائے اقرار کو یاد آیا کہ ہین اسکی ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہے نکال کر اسکو کھولدیا اس خاک کی
تاثیر ہے خاک مین ملا دیتی ہے گوہر کے دل پر غبار غم والم چھایا اور لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی یہ معرکہ دور سے
صندل لالان صندلی پوش نے دیکھا کہ ملکہ گوہر بیہوش ہو کر گر پڑی کنیزین لوٹ پڑی ہین اپنی جان
دے رہی ہین لیکن کچھ بن نہیں پڑتا سیکڑون کنیزین اسی مقام پر قتل ہو چکی ہین صندل لالان
بیتاب ہو گیا گھوڑا جھکا کر قریب اقرار خونریز پہونچا اُس بیچارے ایک دانہ آتش کا مارا صندل لالان
بھی مجبور ہو لڑکھڑا کے گھوڑے سے گرا شاہزادہ اسد کو یہ حال پر ملال دیکھا تاب نہ آئی فورًا
گھوڑا اپنا گرم کرکے قریب اقرار خونریز پہونچے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد تیغ سوار ہم گرد روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران	شہنشاہ نام آور و کامران

نعرہ رستمانہ کرکے شاہزادہ اسد نامور نے کمان کیانی دوش سے
اُتاری میلاد صحرائی کو بھی اب جوش ہوا اقرار خونریز سے کہا آپ تامل فرمایئے دیکھئے تو مین انکی
طلسم کشائی کا مزا کیسے لیتا ہوں یہ کہکر خبردار خبردار کہتا ہوا قریب اسد نامور پہونچا کہنے لگا کیون

طلسم کشا دیکھہی گوہر اور میان صندلان صندلی پوش کا کیا حال ہوا اقرار خونریز نے سیکھی چھوڑ دوا دیئے
شاہزادہ اسد بیساختہ ہنس پڑے کہا او شہرے نامرد ساحر کہ آنے سے بہت خوش ہوا ہی ملک الموت تیرے
سر پر کھڑا ہی صیلاد نے غیظ کرکے نکالا اسد قہار ہی پہ ہاتھ مارا اسد نے وار کو اُس ناکار کے رد کیا غصے
مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ اُسکی چھین کر پیکار کی کر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر صیلاد کو تا مثل زرہ کے اٹھا لیا گرد
سر پیچ دیکر طرف آسمان کے پھینکا دس گز بلند ہوا اسوقت آتے ہی اسکے ہاتھ مارا نامرد کو چورنگ ہوا ہی کیا
دشمنون کی زبان سے صداے آفرین و آفرین بلند ہوئی ملازمان صندلان پکار اٹھے ای شہریار جہان قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ ملی جو ہر جو ملائین — خون آنکھون مین اُتر آئے لہو کا ہو یہ جوش
پشتہ پشتہ رہے تیغ کی بُرش کا اثر — کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہو سر دوش

تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے ساعد کٹ جائین دیگر نہ طول چلنے کی تو نوبت کبھی سنو ابرو دار

برشش تیغ کی لفظ بیان نہیں ہوسکتی — پڑ گئی بیٹھکر دشمن پہ اگر ایکبار ہ
رہے کاٹ کہ چورنگ شمار کو کیا — ایک ایک جز کے برابر ہو حصے چار

سپاہیان فوج صیلاد مضطر ہو گئے مگر اقرار خونریز نے دیکھا کہ طلسم کشا نے بڑھکے گرد فرسنگ صیلاد صحرائی کو مارا
اب تیری جانب آتا ہی جرأت وہمت دیکھا کہ حملہ کرنے لگا اسد دلاور نے کمان کاندھے سے اتاری تین بھال
کا تیر اقرار خونریز کو مار اخطا کار سحر کیا تیر سہم کر جل گیا کمان مین خم آیا ترکش شانہ سے طلسم کشا کے گرا اب
دو بار اس بچا سخن وہ زمین پر مارا الگ پڑا اسد کا بد اگاہی کرنے لگا وار سے بھرنے لگا سم گھوڑے کے
جلنے لگے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اسوقت اسد نامور کی بیقراری ہاتھ پاؤن بیکار چھوڑ دیا جاتا ہی
سوار کو شک ہوا زمین زیر ران سے نکلا پاؤن ساتھ والے لوٹے پڑے ہین جاتے ہین اپنے آقا کو بچائین ساحرون
کا باوہ جھکر ساحر سر پر وار کیا اگر آتشے سحر کردیا بہادر کی حسرت دل ہی مین رہی منہ کے بل زمین پر گرے
اگر انکا وار چل گیا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لیکن جوش جرأت مین ساحرون سے لپٹ پڑے کو سے
پر لادکے مارا وہ بچا وہم سے گرا جھپائی پہ چڑھکے سر کھینچ لینا لا منہ ساحر کا زمین پر پڑا علامت
انکے مرنے کی ظاہر ہوئی ج مین اسد نامدار سحر مین اقرار کے مبتلا ہی گرد جوانان صف شکن تیغ زن
کا مجمع ہی کتنون نے ملکہ کو ہر جادو پہ سینہ سپر کردیا ہی کہ بیہوشی کے عالم مین کوئی اسکا سر نہ کاٹ لیجا
پھر تو غضب ہی ہو جائیگا بعض دلاوران سرفروش صمصام اُن صندلی پوش کو بیہوشی مین اٹھا لیگئے

اقرار خونریز ساتھ والون سے کہتا ہے دیکھو خیر خواہ ایسے ہوتے ہین کیسے خوشی خوشی جان دے رہے ہین خنجر کہ یہ ساحر ہین مگر فنون جان نثاری سے خوب ماہر ہین یار دہین نے طلسم کشا کو بیکار کیا مثل تصویر تصور خاموش کھڑا ہی تم لوگون سے اسقدر نہین ہوسکتا ہی کہ بڑھکر قتل کرو گوہر جادو کو تو بیکار کر دیا طلسم کشا بھی مبتلا سے سحر ہوا اُسپر بھی قریب جاتے ڈرتے ہو بڑے نامرد ہو اپنی جان بچاتے ہو دیکھو مسلمان اپنے آقا کیسے بیکل ہین جانبازی و سرفروشی مین کامل ہین یہ کہکے سحر کرتا ہوا بڑھا سپاہیان اسد نے دیکھا ہمارے آقا سے نامدار سحر سے بیکار بیقرار ہین اقرار خونریز سحر کرتا ہوا آتا ہی بے اختیار زار زار رونے لگے اُسوقت اسد نامدار نے بھی دل کو رجوع کیا بیقرار ہوکر پکارا اے معین و مددگار و اے مالک و مختار اے رزاق مطلق و اے کارساز برحق اس بیکسی مین سواے تیرے کس سے فریاد کرین اپنے بندگان گنہگار کو اس ظالم خونخوار سے بچا لے اس بلاے ناگہانی سے نجات دے یہ کہتے ساتھ ہین اسد کے دعای تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُٹھی اُس گرد سے آواز مہیب آئی او ساحر غدار خبردار دست خود را نگہدار کیا ہم سے پیہم آگے قدم نہ بڑھانا طلسم کشا پر دست بدعت نہ اُٹھانا دیکھو شاہنشاہ نے کیا تحریر فرمایا اقرار خونریز نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہی ہاتھ مین فرمان افراسیاب مثل تیر و تفنگ جست و خیز کرکے ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب اقرار خونریز کے پہونچا وہ فرمان اقرار کے ہاتھ مین دیا کہا اسکو پڑھ لے تب طلسم کشا کو قتل کر اقرار نے کاغذ ہاتھ مین لیا دیکھا سرنامے پر ہے شاہنشاہ افراسیاب جادو کی ہی فرمان سر پر رکھ لیا مُہر کو بوسہ دیا کہا میان ساحر صاحب آپکا کیا نام ہی ساحر نے جواب دیا ہمارے نام سے تجھے کیا کام ہی جو کچھ کاغذ مین لکھا ہی اُسپر کاربند ہو نام بھی ہمارا ثابت ہو جائیگا اقرار خونریز نے دیکھا لفافہ مین تہ لگا دی ہی بند نہین کیا اسنے تہ کو کھینچا لفافہ سے دھوان نکلا فوراً اقرار سے کہکر اُٹھ کھڑا ہوا ساحر نے نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سر سنگ در خنجر گزاری
منم مہتر قران شیر پیکر	بمیدان اژدر آتش فشانم

مہتر قران نے جھپٹ کر ایک بغدہ مارا اقرار موت سے انکار نہ کرسکا سر پھٹ گیا اُٹھکر زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا ساحرون کا قلب تھرا گیا صداے مہیب آنے لگین ہیہات غل مچایا آوازآئی کشتی مرا نامن اقرار خونریز جادو بود افسوس ہزیم و جان دادیم و مطلب خود ناکام گوہر جادو نے قتل کرنا شروع کیا ملازمان میلاد و فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت اسد نامدار

میں حاضر ہوئے مطیع الاسلام ہونے لگے فتح کے نقارے بجے شام ہوتے ہوتے لشکر فتح و ظفر واپس ہوئے بارگاہ
استادہ ہوئی ملکہ گوہر جادو و شاہزادہ مسند لان صندلی پوش و مہتر قران نامدار بارگاہ میں آکر جلوہ فرما ہوئے
شاہزادہ اسد نے قران سے پوچھا کہ اے سرگروہ عیاران و اے نظر کردہ بزرگان اسوقت میں تمہارا کیونکر
آنے کا اتفاق ہوا مہتر قران نے عرض کی اے شہریار کیا عرض کریں آپ سب صاحبوں نے اس معرکہ
عظیم کو دیکھا یا صنعت نے قیامت برپا کی تھی آپ سب کل سردار گرفتار پنجۂ تقدیر ہوئے ہمارے استاد والا تبار
نے یہ صلاح کی کہ اسد نامدار کو لشکر سے جدا کرو انکا یہاں رہنا بہتر نہیں ہے کیا گزارش کریں عجب ہنگامہ
برپا تھا حقیقت میں جس وقت استاد لشکر ظفر اثر سے نکلا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نوجوان کا جنازہ جاتا ہے
غلام کو بھی ہمراہ لیا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام بھی قید ہو چکے تھے حقیقت میں حضور چالاک
نے بھی ایسی عیاری کی کہ جسکا مثل و نظیر نہیں لیکن نہ بن پڑی مردہ بن کے اندر حصار سحر کے گیا تھا مگر صنعت
نے پکڑ لیا سوائے غلام کے استاد کے ساتھ کون جاتا حضور چار لاکھ ساحر ساتھ تھے استاد و غلام نے جیسے
وہ سامان برات کیا تھا کہ مصور خیال نقشہ نہیں کھینچ سکتا حصار سحر جو صنعت کے پہونچے تصدق استاد
والا نژاد کا اب کبھی کلمہ غرور کا زبان سے نہ نکالوں گا بخدا باغ ملکہ زیور محمل نشین میں استاد نے وہ عیاری
کی کہ مجھ ایسے ناچیز کو تمیز نہ ہوئی مطلق نہ پہچانا پھر بھلا صرصر کی کیا حقیقت تھی بس جو کچھ استاد نے تعلیم کیا تھا
اسی پیرایہ میں صنعت سے کلام کیا آخر صنعت نے حصار سحر ہٹا دیا میں نے جاکر استاد کے ہمراہ اس روسیاہ
کو مارا قیامت کی لڑائی پڑی تھی خدا نے سب کو عمر دوبارہ و حیات تازہ عطا کی مگر اب خدا انجام بخیر کرے
آپ کے دشمنوں کو زیر کرے افراسیاب خانہ خراب اس لڑائی میں بڑی ذلت اٹھا گیا ہے دیکھیے کیا
بلا نازل کرتا ہے انشاء اللہ حضور کے سرداران شور شعار نے ایسی کارزار کی کہ افراسیاب کے حیرت سے
دانت کھٹے کر دیے اب آپ بسم اللہ سوار ہوں سب اہل ایمان لشکر حضور کے قدوم میمنت لزوم کے
مشتاق ہیں ملکہ مہ جبین کو دن مفارقت کے بہت شاق ہیں مجھکو بھیجا تھا کہ جاکر شہریار کو لاؤ میں نے آکر
آپ کو اس بلا میں مبتلا دیکھا شکر ہے کہ اسکو واصل جہنم کیا اسد نامدار نے مہتر قران کو بھاری خلعت عطا
فرمایا مہتر قران نے خلعت پہنا پھر اتار کے رومال میں لپیٹ لیا شاہزادہ اسد نے پوچھا کہ کیوں خلعت
اتار ڈالا حقیقت میں تمہاری لیاقت کے موافق تو نہ تھا قران نے عرض کی میری کیا حقیقت ہے یہ تو میری
لیاقت سے وہ چند ہے لیکن حضور نجومی آگاہ ہیں گھڑی دو گھڑی میں کوئی ستارہ یار گر جائے

دو کلمہ داستان حیرت بیان صلاح کرنا افراسیاب کا بمقدمہ حجرہ سیفت بلا شیر طلبین بیان کرنا زال جادو بادشاہ قلعہ تحت الشعاع کا اور کھلنا حجرہ اول کا کہ جسکا حاکم مشعل جادو ہے عجب داستان پر از مضامین سے معمور مصنف کی روشن بیانی دلچسپ کہانی ساقی نامہ بطرز مذاق مضمون طمطراق

رندون کی محبوبن ساقن
آنکھون ہی سے کہنے والی
ہر متوالا بندہ تیرا
مرد ترے ہین عورت تیری
زیور گہنا پاتا تیرا
بخشش تیری احسان تیرا
کوٹھے تیرے تکیون مین تیرے
بنیا تیرا گولک تیری
ہنسنا تیرا برق بلا ہی
تیرا آنا جان کا جانا
ناز نئے انداز کے تیرے
عشوہ تیرا غمزہ تیرا
پھول ہین تیرے خار ہین تیرے
دخت رسیلے پالک تیری
کشتی تیری دریا تیرا
کالی گھٹا ہی کملی تیری
پیر مغان گھر والے تیرے
الو کرنا کام ہی تیرا
چلتے پرزے ہاتھون مین تیرے

دھومی خان کی دھومن ساقن
مستون کی پیاری تو ہی
گورا کالا بندہ تیرا
گلیون گلیون راج ہی تیرا
مسند تکیہ چھپا تا تیرا
ڈھفلے ڈھول دمامے تیرے
میمین تیری مسمون تیرے
طبلہ اور سارنگی تیری
کستا تیرا سیف جفا ہی
دل کی دشمن الفت تیری
صدقے دل ہر ناز کے تیرے
حصہ تیرا اجزا تیرا
طرہ بدھی ہار ہین تیرے
خم تیری خمخانہ تیرا
شہر ترا ہی قریا تیرا
بھٹی تیری ہوٹل تیرا
بال ہین گھونگھر والے تیری
تیری آنکھین صاف کٹورے
بیفکرے سب ساتھی ہین تیرے

راج محل کی رہنے والی
مستی تو ہشیاری تو ہی
مال ترا ہی دولت تیری
سوپ ترا ہی چھاج ہی تیرا
جان تری ہی ایمان تیرا
پگڑی اور عمامے تیرے
جھانجھ ترے ہین ڈھولک تیری
بینو اور نارنگی تیری
تیرا آنا موت کا آنا
جان کی خواہان فرقت تیری
الفت ترا ہی ہمزہ تیرا
ناز ترا ہی نخرا تیرا
ہر بانکے پہ کالک تیری
بط مینا پیمانہ تیرا
بجلی حکمت عملی تیری
کرسی مونڈھا ونگل تیرا
شیشہ بوتل جام ہی تیرا
جال کے پھندے آنکھ کے ڈورے
تیری یاد مین سبکو بھولے

کیسی ٹھہری کیسا نالا	دیکھو تماک بھاگنے والا	جو اٹھا ایک غضب کر آیا
سنبھلا اور عجب شور آیا	کیا سر پہ چلا ایسکا	اسکے پاؤں سے سر تھا اسکا
رو رو کر ایک آہ بھرتا	ہنس ہنس کر ایک باتین کرتا	کوئی اندھا تانین لیتا
کوئی الٹا گالی دیتا	لغو مستی سرشاری تھی بس	لغزش اور میخواری تھی بس
وقت نزع کا ریت ہے بس	سارے شہر کی بار ہو تجھ پر	کیا ناقص افعال ہین تیرے
کیسے بد تر حال ہین تیرے	آلو ادھر ادو ساقی ساقی	زور سے تیری ناؤن گردن

چہرہ مشعل افروزان محفل میخواری و روشن کنندگان جلسۂ عیاری و طراری شمع کلک جواہر سلک سے شب تاریک
مضامین بیان کو یون منور کرتے ہین شعر نگار ندۂ داستان عجیب + رقم کرتے ہین بیان عجیب۔ احوال
پر ملال افراسیاب خانہ خراب بیان ہوتا ہے کہ جب صنعت بدبخت قتل ہوئی حیرت جادو بھی وہ مصیبت
افراسیاب پر وہ آفت فوج تباہ لشکر برباد سردار نا شاد محافظان افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب مین آ
ناجین وزیر زادیان وزیرن دیکھا ملکہ ماہیان زرد پوش راج عجب خرابی مین اسکا افراسیاب
اٹھی تاج سر پہ نہ دار و لباس پارہ پارہ حلقۂ اسکے کنیزکان پیچ یہ حالت دیکھی اور دیکھکر
اک شور گریہ و زاری بلند ہوا سب نے اٹھون ہاتھ افراسیاب جادو کو لیا ملکہ ماہیان زرد پوش
افراسیاب کی نانی لرزان و ترسان حیران و پریشان گود مین افراسیاب کو لیکر بیٹھی کنیزین گلے
کاٹین افراسیاب کو ہوشیار کیا آنکھین کھلتے ہی چھینکتے غصے مین اٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار
ہوا کہا ابھی سب کو جا کر مار ڈالونگا ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا اسے میری زینت پہلو ساحرہ خوش خو سرد نیز
مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوئین تب تو ملکہ ماہیان زرد پوش
سمجھانے لگی یکایک بہر لیے ہوئے ملکہ حیرت جادو کو آیا افراسیاب نے ہاتھون ہاتھ نیچے سے لیا
حیرت جادو پیٹنے لگی کہا اے شاہنشاہ مین زندہ نہ رہونگی اپنی جان دونگی مجھکو صبا افزون نے
بہت ذلیل کیا آپ نے دیکھا کس قیامت کی لڑائی لڑی تھی صنعت ایسی عقل و فہم دام عیاری مین
پھنس دو لیا منکر آیا حمزہ قران نے بیدھ مارا انہین معلوم میری ہمشیرہ کا کسی نے لاشہ بھی اٹھایا یا گرد
بھی کمبخت کا پامال ہوا افراسیاب نے کہا اے حیرت تم صبر کرو اسی ہفتے کے اندر دیکھ لینا کہ اگر کوئی بھی
مسلمان واسطے علاج کے لیے بدولت کو شہنشاہ طلسم ہوشربا نہ کہنا حیرت نے کہا آپ ہمیشہ اسی طرح

فرماتے ہین افراسیاب نے کہا ابھی بتاؤن سب کے سر کاٹ لاؤن ملکہ ماہیان زرد پوش نے کہا ای حیرت
بانیان طلسم نے منع کیا ہی کہ شاہنشاہ اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل کرین کہ طلسم کا خون گھٹتا ہی ورنہ ابھی ممکن ہی
کہ مین اور افراسیاب جاؤن تمام دنیا کو پامال کر دون یہ سحر و ساحری مین منظور ہین مکاری و دلاوری مین کمال
یہ بادشاہ ہوش ربا مین علم و شریح مین وحید و یکتا ہے یادگار رفقہ سامری پرستان مین ترکن چھر زبردست ساحران
لیکن ستارہ شناسون نے ثابت کر دیا کہ نہایت قدیم کو ان احکامات سے پھیر دیا کہ ملازم شاہنشاہ ذلیل ہین بلکہ
عزیز و اقارب بھی دست انداز ہوون علاوہ ازین ملازمان جانباز و سرفروش کیا کم ہین اگر نادان در پے
اپنے اپنے مقام سے جنبش کرین گا تو زمین ٹھہرا جائے یہ کہکر ملکہ ماہیان زرد پوش نے کہا ای افراسیاب
ملکہ حیرت جادو کو بطور قدیم لشکر ساتھ کر کے مقابلے مین روانہ کرو تاکہ مسلمانون کو خوف ہو کہ دل ل
جنگی نہ بچے مین جا کر نادان در پے ہوش ربا کو نامے لکھتی ہون میرا ارادہ ہے کہ اپنے فرزندون کو بے اہالیان
پردہ ظلمات طلب کرون وہ اگر قیامت مین برپا کر دینگے زمین میدان نبرد لاشون سے بھر دینگے ساکنان
پردہ ظلمات ہین صاحبان کرامات ہین اندھیر مچا دینگے آتش غضب سے خرمن ہستی مسلمانون
کالی کالی صورتین لباس بھی کالے تھا بیتی سیاہ روسیاہ کسی مقام پر نہ پہنچنگے دشمنان دو
افراسیاب نے کہا بہتر ہے آپ جا کر نامے رقم فرمائیے بادولت کی خدمت مین سب کو بلوائیے جو
مناسب جانونگا اسکو تجویز کرونگا اور جو میرا ارادہ خاص ہے اسکو زبان پر نہین لا سکتا ہر وقت ذرا ہے
زمین و آسمان ٹھہرائیگا ملکہ ماہیان زرد پوش تو بخوبی افراسیاب کو سمجھا کے طرف پردہ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر افراسیاب کو انتہا کا قلق ہے رنگ چہرے کا فق ہے دل مین پیچ و تاب
دیکھا یکایک آسمان سے برق چمکی ایک جادوگر نے افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب نے نامے کو پڑھا
طرف سے زال جادو بادشاہ قلعہ تخت الشجاع کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ عالم پناہ بعد ایک سال کے
جستجو جو اس قلعہ پر ہوتا ہے کل سامان مہیا ہے صرف حضور ہی کا انتظار ہے حالات رنج و ملال بھی سنے
قتل ملکہ صنعت سحر ساز کی اس خیر خواہ دولت کو خبر ہوئی بخوبی ظاہر ہے کہ دن بدن ترقی فرقہ
مسلمانان و تنزل ساحری پرستان در پیش ہے بندگان عالی کو پس و پیش ہے براہ خیر خواہی کچھ عرض کیا
کرونگا یقین ہے کہ آئینہ مرادین جلوہ عروس فتح و ظفر نظر آئے مطلب دل حاصل ہو جا جلد
تشریف لائیے افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو یہ ظہور قدرت سامری ہے ابھی دل مین آیا تھا کہ

ہم جدی کی بند کریگا وہ مقابلہ کرنے والا مردہ ہوکر زمین پر گریگا روح اسکی جسم مین طائر کے ہے جب دل چاہے
طائر کو جلا دیجیے وہ جسم مردہ ہوگیا ہے یہ صورت اسکے مقابلے کی ہے اب دوسرا اختیار سماعت فرمائیے یہ عبادت
ساحری کرنے کا یا پلٹ ہوگیا ہے فرض کیجیے اگر کوئی ساحر زبردست اسکے مقابلے مین آوے تیغہ سحر کا ہاتھ لگا کے
یا گولہ مارے اور اسکے دو ٹکڑے ہون یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ کیسا ہی وار کسی پر پڑے عرصے تک آدمی تڑپتا ہے
یکایک روح جسم سے نہین نکلتی کوئی شخص طائر مردہ لیکر اسکے دہن سے ملا دے روح مشتعل کہ جسم مین
طائر کے اتر آئیگی طائر مردہ جو کار وہ بار دیگا اب ایک شخص ساحر یا غیر ساحر کو مردہ کرنا چاہیے تیغے گردن
مروڑی جاوے جسم سالم ہے اس طائر کو اس انسان مردہ کے دہن سے ملا دے روح مشتعل جسم طائر
سے جسم انسان مین اتر آئیگی فوراً اس جسم مین اٹھکر نعرہ کریگا سحر مشتعل جادو پھر وہی اپنی روشنی
دکھائیگا اس صورت مین فرمائیے کیونکر مارا جائیگا ہر مرتبہ ایک جسم قتل ہوگا آپ تو بادشاہ نامدار ہین کل عالم
کا آپ کو اختیار ہے روز دو چار کی گردن مروڑیے جسم قتل ہوگا روح مشتعل مجروح نہوگی یہ حالات سنکر
افراسیاب دم بدم مین آیا تاج کو پیچ کیا یکبار اٹھا منشا شہنشاہ طلسم ہوشربا لیکن اے زال جادو
معشوقہ دلنواز عشوہ ساز حسین و جمیل صاحب سطوت و شوکت زوجہ میری ملکہ حیرت ہے اسکو اپنے
ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا اس سیاہ رو ملعون مردود کو پلاؤن میرے دل سے یہ کبھی نہوسکیگا کہ
تو اپنا خون پلاؤن تمکو یاد ہوگا کہ جب چاہ زمرد کا میلہ ہوا تھا مینے رازداران طلسم کو بلا کر پوچھا کہ
کہین انگشتری جمشید کیونکر منگاؤن رازداران طلسم نے کہا سات بیٹیان اپنے جسم کی کاٹے یاقوت احمری بیچکر
بنایئے اس شہر کو تحفہ ساحری مین سپاہ یئے تب انگشتری جمشید ہاتھ آئیگی مین نے فوراً گوارہ کیا سمرن
انگشتری جمشید منگا لی ہاتھ مین ماہ دولت کے موجود ہے لیکن معشوقہ کا قتل کرنا اپنے ہاتھ سے تیغ ستم اسکے
گلو سے آشنا کرنا یہ تو کسی جلاد نامراد سے بھی نہوگا زال جادو نے کہا اے شاہنشاہ ملکہ حیرت
جادو تو آپکی زوجہ معشوقہ ہے اسکو ہم کیونکر کہینگے کہ قتل کیجیے لیکن اور بھی تو آپکے محبوب و مطلوب
ہین کیسے کیسے ساقی بچہ ہائے خوش اسلوب ہین انہین سے کسی کو تجویز فرمائیے یہ سنکر افراسیاب نے
کہا ہان ایک دلبر شکستہ قرابہ بھی ہے مین نے اسکو بادشاہ عالیجاہ کیا ہے اسکے ساتھ محبت کا بنا ہے کیا ہے
بچپن سے اسکو پالا ہے گرچہ کے کا لڑکا تھا ماہ دولت ہے اسے شکار صحرا مین گئے یکبارگی پڑا اٹھا
اسکا حسن دلربا آنکھون مین چھا دل کو چھین لیا ماہ دولت کو بہت پسند آیا اٹھا لایا اے زال جادو

اُسکو گود یون مین پالا اپنا ساقی بنایا نزال نے کہا آپ مجھکو تو وہان لیچلیے اے شاہنشاہ اب بڑی قباحت ہی
آپ ارادہ کھولنے حجرۂ بلا کا کیے ہین اگر اب نہ کھولیے گا تو بڑا پاپ ہوگا سامری و جمشید کو ملال گذریگا قسمت
مشعل ہیرا و نگا سیندور کا ٹیکا دونگا مبہوت ہوکر خود کہیگا مجھے نام سامری پر نثار کیجیے افراسیاب یہ سنکر
بہت بیقرار ہوا خیال کرتا ہی اب کیا کرون ارادہ کر کے باز رہنا باعث خرابی ہی یہ سوچ کے تخت پر سوار ہوا
نزال جادو کو ہمراہ لیا تخت اڑتا ہوا روانہ ہوا قریب قلعہ کے پہونچا نزال جادو نے اُترکر دیکھا قلعہ مین کیا کیا
جوانان ماہ رو خوشخو طفلان سادہ رو تند خو صاحب حسن و جمال مستانہ چال عدیم المثال جام بلور ہاتھون مین
دل لبھانے کی گہات مین خرامان اٹکھیلیان کرتے ہین بات بات پہ قہقہے پڑ رہے ہین آپس مین خوش فعلیان
ہو رہی ہین کسی جگہ پھلجھڑی کی کراہی چڑھی ہی گلگلے پوریان پک رہی ہین کوئی ناچتا ہی کوئی گاتا ہی پریان
اڑ رہی ہین نزال جادو حیران ہوگیا کہا واہ شاہنشاہ کیا ملک آباد کیا ہی ہر ایک طرز بیان کا دل ربا ہی جب
قریب دار الامارہ پہونچے دیکھا چوبدار و حاجب و دربان زرق برق پوشاک مین زر لبفتی زیب جسم گلنار جوڑے
پہنے ہوے بگلٹیان سرخ سرخ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہین اندر قصر دلنشین کے جشن دلفریب ہو رہا ہی
طبلے پہ تھاپ پڑ رہی ہی پایان چھڑ رہا ہی سارنگی بل رہی ہی ہر نوجوان اچھی آن بان سے نغمہ سرا ہی
حسن مین مست جام بادۂ گلنار پیتے ہین اور رہتے ہین غزلین گا رہے ہین غزل

کہتے ہین یہی نالۂ غماز کسی کے — گھر کر گئے ہین دل مین کچھ انداز کسی کے
آئینہ مین کیون دیکھ لیے ناز کسی کے — سیماب کو شرماتے ہین انداز کسی کے
دیکھا اِدھر اے دل تو نہ قابو مین رہیگا — آنکھون کے اشارے ہین فسونساز کسی کے
محرم نے زیادہ ترے سینے کو اُبھارا — افشا کیے ہمرازی نے راز کسی کے
مشتاق ہر کسکا اری گوشے سر طور — کیا کان نہ کھولے تری آواز کسی کے
بے بال و پری پر کوئی کیون ایسی ہو نالان — جلتی جو نہ ہے حسرت پرواز کسی کے
کی موت نے تاخیر تو مرجائینگے تجھپر — ممنون نہو سکے ترے جانباز کسی کے
وہ ساتھ کبھی سو یا تو نہ جاگی مری تقدیر — کیا گھنگرو دون مین بجی نہین آواز کسی کے
تدبیر سے تقدیر موافق نہین ہوتی — بیکار کسی سے ہین یہ کچھ ساز کسی کے
اک دل کا وہ خواہان ہی مین سو دل اسے دونگا — شور کبھی تو دیکھے نگہ ناز کسی کے

ہو رہتے ہیں او خانہ برانداز کسی کے	سحر جادو جلال آئے اگر یار بہ اسپ ادل

افراسیاب اپنے معشوق دلنواز کی آواز دلکش سنکر خوش ہونے لگا کہا ای زال جادو سنتے ہو کہ اسوقت ابھی
دکھن میں کس خوبی سے گارہی ہیں سنے خورشید تاج بخش اسکا نام رکھا ہی اس اثنا میں کہ بادشاہ بیٹے کے حکم
کے سلطنت نہیں پاسکتے ہیں بڑے بڑے سرکش ایکے سامنے سر جھکاتے ہیں جب یہ پانون کے انگوٹھے سے ماتھے
مین ٹیکا لگا دیتا ہی تب آپ سے سلطنت ملتی ہی اور خادموں نے دوڑ کر خورشید سے خبر دی کہ حضور شاہنشاہ
افراسیاب تشریف لاتے ہین یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا ہر اسے استقبال آگے بڑھا افراسیاب و زال
سے دیکھا خورشید سامنے سے چمکا دریا سے جواہر مین غوطہ زن تازہ انداز مین برقن چالیس پچاس حبشی
ساتھ ساتھ مہندی ہاتھون مین لگی ہوئی ہر اسے شاہنشاہ افراسیاب ختم ہوا افراسیاب نے
خورشید کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دولت کونین ہاتھ لگی خورشید نے لاکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا اور مسکرا کر
پوچھا اسوقت وہ ہو یہ ہین شاہنشاہ کہاں سے تشریف لاتے ہین زال تو اسکی باتون پر لوٹا جاتا تھا شاہنشاہ
تو اسکو دیکھتے ہی مبہوت ہوگئے خورشید نے جام زرنگار بھر کر پیش کیا افراسیاب نے جام تو لیکر
پی لیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے کہتا ہی یہ بخت کیونکر قتل ہونا گوارا کریگا رو رو کے جل تھل
بھر دیگا زال نے چٹکی لی کہا ای شاہنشاہ ملک و مال پر خیال فرمایئے اسکی جان کا ملال نہ کیجئے طلسم ہوشربا
ہاتھ سے جاتا رہیگا بڑی پختہ تدبیر غلام نے نکالی ہی آپ فکر نہ فرمائیے دیکھیے تو کیا جواب دیتا ہی افراسیاب
نے کہا ای زال تم کہو مجھ سے منھ سے نہین نکلتا ہی رہ رہ کے کوی کلیجہ ملتا ہی زال نے کہا میان خورشید
تاج بخش صاحب کچھ ہم عرض کیا چاہتے ہین خورشید نے مسکرا کر جواب دیا شوق سے آپ فرمایئے اپنے
دل کا مدعا بیان کیجیے زال نے کہا آپ کو کچھ خبر بھی ہی آپ کے شاہنشاہ پر مصیبت پڑی ہی ملک و
مال دشمنوں نے چھین لیا اسد آمادہ تباہی طلسم ہوشربا ہی اب بربادی سے بچانے کی ایک تدبیر ہی
وہ تمھاری کوشش پر موقوف ہی ہر ایک تمھارا آج کل جانبازی مین مصروف ہی تم بھی کچھ شاہنشاہ
پر احسان کرو خورشید نے کہا ای زال کیا کہتے ہو میری کیا ہستی کیا لیاقت ہی جو شاہنشاہ پر احسان
کرون یا شاہنشاہ کے کام آؤن البتہ دعا گو ہون دولت ہون جان سے حاضر ہون جسجگہ شاہنشاہ
کا پسینہ گرے اپنا خون بہانے کو موجود ہون سلطنت شاہنشاہ کی قایم رہے شاہنشاہ کی زندگی
سے ہم سب کی بھی زندگی ہی اگر بال بیکا ہوا اپنی جان دیدون شاہنشاہ نے چشم نم تھامے زال جادو

نے کہا مرحبا صد مرحبا تمکو ارادہ اطاعت سے سرشار سرفروشی ہیں کامل جان نثاری کے عامل ایسا ہی کرتے ہیں نام پیدا کرتے ہیں موت سے کب ڈرتے ہیں لیکن یہ تو خیال کرو کہ شاہنشاہ سے کب ہو سکیگا کہ تمہاری جان کو ضرر ہو تم انکی محبت دلی سے اپنے شاہنشاہ کی ہجر ہو انکو شب فراق میں فرماتے ہیں کہ اگر میرا خورشید ہوتا تو دیدہ دل منور ہوتا ظاہر ہوتا کہ سیرت آرام پاتا یہ باتیں کہکر سے یہ سنکر خورشید مثل گل صد برگ کے پھول گیا کہا میاں نزال میں اپنا حال کیونکر تمسے بیان کروں کیا بتاؤں کہ جسطرح راتیں ہجر کی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا ہوں میرا حال زار مجھی پر ظاہر ہے کہنا یہ کہ اب جب شاہنشاہ نہ ملیگا سکے زندگی دوبھر ہو رہی ہے آتا ہے ترنم نظم

اے ذوق وقت نالے کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ　　ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

میں ناتواں ہوں خاک کا پردا اٹھے کی تیار　　اٹھتا ہوں رکھ کے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ

خط دے کے دل میں تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے　　پر اٹھ کے رکھ دیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہے اس مزے سے غم عشق میرا دل　　جیسے گرسنہ مارے ہے حلوائے تر پہ ہاتھ

جوں نبض تا خبر تو بھلا انگلیاں طبیب　　رکھ کر رکھے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ

اے شمع ایک چور ہے باد نسیم صبح　　مارے ہے کوئی دم میں ترے تاج زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل میں صبر نہ آرام نہ شکیب　　تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تو نے اٹھایا اٹھے ہزار حیف　　اکثر ہزار کشتۂ تیغ تظلم سر پہ ہاتھ

جو دیکھا انکو تھام کے دل بیٹھ جائے ذوق　　جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

اے نزال جادو رات کبھر ایسے ایسے اشعار پڑھتا دل کو بہلاتے ہیں جیسے دم لبوں پر آتا ہے شب سحر ہوتی ہے بس ہماری تو اسی طرح سے بسر ہوتی ہے جس وقت مزاج میں آئے شاہنشاہ ہمارا امتحان کریں دل و جان سے حاضر ہیں ثابت قدم کوئے محبت سرفروش میدان الفت ہیں جان سو جان سے انپر نثار ہیں یہ تو میرے وارث ہیں علاوہ اسکے گو میں مجھکو بالا ہی انصاف کرو تو والد یا طرار ہیں یہ کبھی نہ ظاہر کرو گے میرے عاشق زار ہیں میں اسکے صدقے قربان ہو کہا اور اسباب سے لپٹ گیا منہ پر منھ ملنے لگا کبھی بلائیں لیں کبھی دعائیں دیں کبھی کہتا ہے میرے اچھے شاہنشاہ آج شب کو اسی مقام پر تشریف لائیں میں آپکو جانے نہ دونگا رات بہر جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہو سماعت فرمائیے گا ابر بہار شادمانی سے گلہائے

آپ بہت خوش ہونگے افراسیاب بیقرار ہوگیا مگر زال نے اشارہ کیا کہ اے شاہنشاہ اسوقت محبت کو دل سے
دور کیجیے بربادی طلسم ہوشربا کو تصور فرمائیے اسکے دام تقریر سے نکلیے ورنہ کوئی تدبیر نہو سکیگی سب کام
ابتر ہوگا آج تک ہمکو یہی خیال تھا کہ سوائے ملکہ حیرت جادو کون حضور کا معشوق خوشخو ہے کون ایسا زینت
پہلو ہے جسکا جوڑ کہیں ہو اب اسکو دم دیکر لیچلیے دردولت مشعل جادو پر پہونچکر اس تند خو کو ایسا راضی کرونگا
کہ خود اپنا گلا دم خنجر پر رکھدیگا جسوقت سیندور کا ٹیکا اسکی پیشانی پر لگا دونگا ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا تماشے
کریگا ساحری کو جمشید کے نام پر مٹا دیگا افراسیاب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے منہ پھیر کر دامن سے اشک
پاک کیے کہا میاں خورشید تاج بخش ہمارے ساتھ قلعہ تخت الشعاع میں چلیے وہاں سامان جشن مہیا ہے
جشن میں شاہنشاہ نے فرمایا بدون معشوق ہمارا دل گھبراتا ہے چلکر خورشید تاج بخش کو بھی اس جلسے
میں لائیں علاوہ ازیں وہاں جنگلوں کی کیفیت تمکو دکھائینگے ہوائی قلعہ کی سیر کرائینگے حیرت جادو مقابلہ
مسلمانان میں مصروف ہے دو چار دن شاہنشاہ وہیں تشریف رکھینگے شاید یہاں کی خبر ملکہ حیرت کو کوئی
پہونچا دے فوراً وہ دوڑی آئے اور تمھارے نام سے جلتی ہے وہاں یہ کچھ نہیں کہہ سکتی ہمارا گھر ہے ہمکو اختیار ہے
یہ سنکر خورشید خوش ہوگیا مصاحبوں سے کہا جلد ہمارا لباس نکالو تم سب ہمارے ہمراہ چلو زال نے کہا اے
خورشید وہاں ستم و مصاحب نفر ہیں صرف تنہا تشریف لیچلیے جسکے خوشی خوشی اٹھا حمام کیا لباس فاخرہ
زیب جسم کرکے قریب شاہنشاہ آیا افراسیاب کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے خورشید نے کاندھے
پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا کہا شاہنشاہ اٹھو جہاں چاہو ہمکو لیچلو ہم تمھارے ساتھ ہیں وہاں جشن
میں چلکر خوب گائینگے تمکو شراب ناب پلائینگے زال نے افراسیاب کو جو متردد و متحیر پایا گھبرا گیا ایسا
نہو بنا بنایا کام خراب ہو خورشید تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا افراسیاب سے کہا اے شاہنشاہ
تشریف لائیے بمجبوری افراسیاب تخت پر سوار ہوا زال جادو نے تخت کو اڑایا لیکن افراسیاب
نے چلتے وقت ایک نامہ واسطے ملکہ حیرت جادو کے لکھکر پتلہ سحر کو دیا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ عالم
مشعل جادو کے لانیکی بابدولت نے تدبیر کی ہے یقین کامل ہے کہ مشعل جادو کو عنقریب لیکر آؤن
اب اگر کوئی سردار آئے خبردار طبل جنگی نہ بجوانا یہ بات ابھی مشتہر نہونے پائے کہ شاہنشاہ قلعہ تخت الشعاع
میں تشریف لے گئے ہیں باغبان وغیرہ سب رازدار ہیں فوراً سمجھ جائینگے کہ حجرہ بلا کے کھلنے
کی تدبیر ہے شاید کوئی فکر کریں پتلہ یہ نامہ لیکر دربار لشکر حیرت کے روانہ ہوا ایدھر لشکر اسلام میں کئی

دن سے بارگاہ جشن ہو رہا ہے یہ بھی جشن میں دیکھا ملکہ حیرت جادو مع لشکر ہشیار تخت نکہت اثر پر سوار گرد ہزارہا
ساحران غدار یا سامری و جمشید کی پکار رہے ہیں مصور و ملکہ صورت نگار و دیگر سرداران نامدار میدان کارزار
میں آکر پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی لشکر فرود کش ہوا خواجہ عمرو نے برق سے فرمایا جلد خبر لاؤ کہ حیرت
جادو کس ساحر کو برائے مقابلہ لائی ہے مفصل حال معلوم ہو تو اسکی کوئی فکر کیجائے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ قتل
ملکہ صورت نگار ساز کا افراسیاب کو بڑا ملال ہے کوئی فکر کامل کریگا خدا اسکے شر سے بندگان خدا کو
بچائے چالاک نے کہا میں جا کر ابھی مفصل خبر لاتا ہوں خواجہ عمرو تو بخوبی آگاہ ہیں کہ چالاک
کشتہ تیغ ابرو اسیر طرہ گیسو ہے ملکہ حیرت جادو ہے فرمایا آپ مہربانی کر کے لشکر حیرت میں تشریف
نہ لیجائیے برق جا کر خبر لائیگا چالاک نے کہا میں خود آ حاضر ہوتا ہوں یہ کہکر باہر آیا بہ لباس عیاری
سے آراستہ ہو کر لشکر ملکہ حیرت میں پہونچا دیکھا نازنینان مہ جبین وغیرہ سب حاضر ہیں ایک کنیز کو تماشا
سے چالاک نے بلایا اسنے دیکھا ایک خدمتگار اشارے سے کرتا ہے قریب آئی مسکرا کر پوچھا کیوں میاں خدمتگار
خیر تو ہے چالاک نے کہا میری جان تجھ پر جاتی ہے اسنے منہ بنا کر کہا میاں فاقوں سے مرتے ہو گئے اپنا منہ
تو دیکھو چالاک نے کہا اری جان مت خفا ہو دو دیکھو سامنے جنگل میں سانپ اور نیولا لڑ رہا ہے چلو
تمکو تماشا دکھلائیں اسنے کہا میاں کہاں چالاک باتوں میں لگا کر زیر نخل لایا ایک حباب مارا کہا یہ تماشا
دیکھا وہ بیہوش ہو کر گری چالاک نے اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اسی کی سی صورت بنکر چلا اسے
سوچا کہ میں نے بڑی نادانی کی اسکا نام نہ پوچھ لیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ حیرت پر آیا لیکن ہنستا ہوا کسی کو
دھکا دیا کسی کے چٹکی لی ایک نے کہا اری شمشاد تو تو آپ ہی آپ اکڑتی ہے جوانی کے جوبن میں ٹھٹی پڑتی ہے
شمشاد نقلی یعنی چالاک بیباک نے کہا لو تمہاری آنکھیں پھوٹیں ایسی بات نہ کہا کرو دیکھا جھکا اندر بڑھا
بصورت شمشاد اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ملکہ حیرت تخت زرین پر جلوہ فرما ہے دریائے جواہر میں غرق ہے
آنکھیں نرگس شہلا چتون سے بدتر ابرو سے شمشیر خونریزی میں لاثانی رشک مہ چہرہ صفحانی ہلال عید سے
مثال پیشانی محراب عبادت عاشقان کا دھوکا ہے پیشانی تختی اقدس یا لوح بلور قد سرو باغ دلربائی بات بات
میں مسیحائی عاشقوں سے بیچ ادائی زلف عنبرین مشکبو گیسو عارض انور پر لہرا رہی ہے چالاک نے جو سراپا
حیرت کا دیکھا کلیجہ تھام لیا عاشق تھا سے گیسو میں دل الجھا کشاکش میں پڑ گیا یہ اشعار اوصاف کے بیساختہ
بے اختیار زبان پر جاری ہوئے نظم

بعد اس مضمون پڑھنے کے چالاک وہان سے بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی آیا یہان سب سردار جمع ہین چالاک نے کل کیفیت بیان کی کہ ایک پتلہ فولادی آیا نامہ افراسیاب حیرت کو لاکر دیا مین پتلہ حیرت بصورت شمشاد کھڑا ہوا تھا مین نے بھی حرف بحرف نامہ پڑھا حیرت نے نامہ پڑھکر فوراً چاک کر ڈالا پتلہ جواب نامہ لیکر طرف قلعہ تخت الشعاع کے روانہ ہوا نام قلعہ تخت الشعاع سنکر سب کے دست و پا مین رعشہ آگیا باغبان قدرت نے کہا لو خدا بغضب ہوا افراسیاب خانہ خراب حجرۂ بلا کھولنے کی فکر مین گیا ہی ای شاہنشاہ اوج عیاری اگر شاہنشاہ مشعل جادو نے روشنی دکھائی سب کے چراغ عقل گل ہونگے معلون مین سناٹا پڑجائیگا یہ کہکے باغبان اٹھا کہا ای شاہنشاہ اوج عیاری ایک فکر واجب و لازم ہی کہ اس ہنگامے کی خبر طلسم کشا کو ہونے پاسکے مین اس راز سے بخوبی ماہر ہون زبانی ملکہ ماہیان زمرد پوش کے سنا ہی کہ مشعل جادو دو سو برس سے بحیت سامری مین دفن ہوگیا جب نکلے گا تو کیا یہ پلٹ ہوجائیگا جسم تبدیل کریگا اسکا قتل کرنا غیر ممکن ہی مہجبین سے کہا کہ اب تم دربار مین نہ آیا کرو الگ بارگاہ ترتیب کرا دو یہان تو یہ سامان ہونے لگے لیکن افراسیاب جادو خورشید تاج بخش کو ہمراہ لیے ہوے اول قلعہ تخت الشعاع مین آیا یہان سامان جشن مہیا تھا زال نے کہا ای شاہنشاہ آپ تو یہان ناچ و رنگ مین مشغول ہون مین جا کر مقام مشعل دریافت کرکے حاضر ہوتا ہون اور سیند و رسامری کے پوجے کا عمل کرون افراسیاب شریک صحبت ہوا خورشید تاج آرا نے لگا جام مے گلگون بھر بھر کر افراسیاب کو پلاتا ہی خوشی خوشی کبھی ستار بجاتا ہی کبھی یہ اشعار آبدار گاتا ہی حاضرین محفل کا دل لبھاتا ہی غزل موافق مضمون جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

شب وصل جسکے پائی ہی
دیکھیے کسکی موت آئی ہی
سرو کیونکر کہون مین قد کو ترے
مہندی ہاتھون مین کیون لگائی ہی
باتون باتون مین لے لیا بوسہ
شب کا جاگا ہی نیند آئی ہی
مین ہون بیگانہ پیش و احتیاط

تن بیجان مین جان آئی ہی
مین پڑھا ایک ذرا جو انکی طرف
راستی کب یہ آئینہ پائی ہی
ایکدن ای دل نہوگا تو حسن رکھ
دل کو دیکر یہ چال آئی ہی
نہین معلوم کب وہ آئینگے
ہم کو الفت سے آشنائی ہی

پاندہکر بیٹھیے ہم وہ لگے ہین
سینکے بوسہ کی شامت آئی ہی
آج کسکا لہو بہاؤ گے
تجکو انکی ادا لبھائی ہی
میری میت پہ مسکرا کے کہا
شاق دلبر کو غم جدائی ہی
کی ہی رو رو کے ہمنے صبح جواد

جب شب وصل یار آتی ہے | کبھی بصد کرشمہ و ناز اٹھلا کر اٹھتا ہے مسکرا کر باہم ملتے ہیں افراسیاب
کے ڈالتا ہے افراسیاب شوخیان اور بیباکیان خورشید کی دیکھکر بیتاب ہو رہا ہے آنکھوں سے دریا آنسو
جاری ہے دل کی بیقراری انجام پر نظر کرتا ہے ہر بار آہ سرد بھرتا ہے دل سے باتیں کر رہا ہے اے افراسیاب تیرا ہاتھ کیونکر
اس معشوق پر اٹھیگا ہائے اسے کیونکر قتل کریگا کلیجہ پھٹیگا دل ہلیگا بھلا یہ کب اپنی جان دینا گوارا کریگا
کبھی تو آفت ڈھائیگا ایسی آمد مشتعل پر آگ لگے کہ جس سے اپنا دل جلے کلیجے پر چھری کا پھیرنا کیا آسان ہے رات
تو اسی عالم میں افراسیاب نے تڑپ تڑپ کے گذاری جلسہ عیش و طرب پر بالکل اعتنا نہ کی بوقت سحر
زوال بھی آیا افراسیاب سے عرض کیا کہ اے شاہنشاہ گیتی پناہ اب آپ تشریف لیچلیے سب سامان اسکا
غلام نے درست کر لیا ہے بڑی مشکل سے پتا لگا ہے زوال جادو افراسیاب کو الگ ایک گوشے میں لایا کہا اے
زوال جادو ایسا تم کہتا ہے وہ یہ میں دیکھتا تھا مجھپر اور احسان کرو کوئی تو ایسی تدبیر نکالو کہ اپنے ہاتھ
سے اسکو قتل نہ کروں زوال نے عرض کی حضور داستان سامری و جمشید کا صبر کیجیے کلیجے پر پتھر رکھیے زیادہ
تردد نہ فرمایئے خورشید کو لے چلیے وقت زوال اُس خورشید جمال کا قریب آیا رضائے سامری پر شاکر رہیے
ملنا ہی محبت کی توڑ ایئے منھ سے اف نہ کیجیے قاعدۂ طلسمی میں فرق پڑ جائیگا آپ کا قصور کامل ہو چکا ہے
اب باز رہنے میں قباحت ہے بڑی آفت ہے یہی قاعدہ سامری و جمشید مقرر فرما گئے ہیں گردن تابی مناسب
نہیں افراسیاب نے رنجیدہ ہوکے سر جھکا لیا زوال نے افراسیاب و خورشید تاج بخش کو تخت
پر سوار کیا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا خورشید پہلو میں افراسیاب کے بیٹھی ہے پوچھتا جاتا ہے میرے
شاہنشاہ اسوقت کہاں چلیے گا افراسیاب کہتا ہے اسوقت صحرا کی سیر منظور ہے آپ ہی آپ دل گھبراتا ہے
قلب تھراتا ہے زوال قلعے سے دو تین کوس چلا تھا کہ صحرائے خارستان ملا سناٹا جنگل کا ہو حق ہو رہا ہے
دریا سے ریگ رواں صحرا پر گردہ غبار کا گمان ہے ہوا میں ظلمت پھیل رہی ہے بوم کا اس منزل پر بوم
میں نام نہیں مسافر کو رہ روی سے کام نہیں طائر عقل کے ہوش اُڑے ہیں اکثر زاغ و زغن خاک
اُڑا رہے ہیں بھوتوں کی گھر گھراہٹ سے خوف معلوم ہوتا ہے نہ آدمی کے قدم کا نشان نہ کہیں
زراعت کا نشان عجیب ہول شہر میدان بچھو نکلے ہوا کے گرد کے جیسے پلنگ تارے جس خورشید
کھلانے لگا کہا اے شاہنشاہ مجھے اب آپ کہاں لیے جاتے ہیں جنگل و ویرانہ دیکھکر کلیجہ دھڑک
رہا ہے طائر روح قفس جسم میں پھڑک رہا ہے افراسیاب سر نیچے کیے خاموش ہے جواب نہیں دیتا البتہ

اتنا کہہ کر پھر دلاسا دیتا ہے کہ رہو آرام جان اب نہ گھبراؤ تھوڑی دیر میں واپس چلتے ہیں ہر بار زمال سے
اشارہ ہے کہ ابھی یہاں سے چلو مشعل کے منہ کو آگ لگاؤ میں خود لڑونگا مرونگا کیا کسی سے پانی کی کار کیا ہوتی
زمال جواب دیتا ہے ای شاہنشاہ خاموش رہیے اب کچھ زبان سے نہ کہیے افراسیاب دیکھتا ہے خورشید
کی رنگت زرد ہوتی جاتی ہے ہاتھ پیروں میں رعشہ ہے چہرے پر مردنی چھائی ہے اور اس اداس عالم
یاس انتہا کا ہے جو اس گلے میں افراسیاب کے باہیں ڈالے دیتا ہے کہتا ہے دھوپ بہت کڑی پڑ رہی
دیکھو پسینے میں ڈوبا جاتا ہوں اب دم نکلنے کی نوبت پہونچی ہے دیکھو وہ بونڈ لا کر دکا اٹھا ہے یا کوئی
دیو مہیب آتا ہے یہ گرد باد چیخ مار کر مجھکو ڈراتا ہے ایسا بیابان پر وحشت میں نے تو کبھی نہیں دیکھا کہ
جسکے دیکھنے سے ایسا خوف آوے کہاں پہنچا دیا ہے یہاں کبھی کوئی کاہیکو آتا ہوگا جادہ راہ بالکل
معدوم ہے خضر منزل ہی بھول گئے کر دکہیں نہیں معلوم کہاں لگا کر لیجائینگے تم تھوڑا کچھ تو انکے پیچھے
راستہ بتائینگے اپنے وطن کا پتہ غول بیابان انکے آنکھیں نکال کر مجھکو ڈرائینگے پھر بھاگ کر ہم کہاں
جائینگے دیکھو آنکا گرد غبار آلودہ ہے مصیبت زدہ الم کا سامان موجود ہے زمال جادو ایسی باتیں
سنکر خورشید کو اور رنجیدہ کرتا جاتا ہے جب بارہ کوس وادی ہلاکت طے ہوا افراسیاب نے دور سے ایک جنگل خار
دیکھا کہ وہ جنگل پر خطر پر شاخ درخت پر شیشہ کا پتلا ہے جنکے دہن سے اژدر چنگاریاں نکل رہی ہیں ہوا سے گرم
سے شاخیں جل رہی ہیں زمال نے اشارہ کیا ای شاہنشاہ زیر تخت اتر آئیے یہی مقام منزل ہے افراسیاب
نے فوراً تخت اتارا بارہ ہزار فوج جو ساتھ آئی تھی ہمراہی رہی کہ میدان میں اتری خیمہ جو استادہ کیے تو
معلوم ہوتا ہے کہ کسی ناشاد و نامراد کے ماتم میں رونے کا ارادہ کیا ہے خیمہ نشین ہے بلکہ تابوت پر لیا ہے یا
غبار زرد اٹھتا ہے یا دریا سے ریگستان کا حباب ہے طنابوں کو پیچ و تاب ہے ستون خم ہوئے جاتے ہیں
رکن حباب پھر اترتے ہیں زمال نے خورشید کا ہاتھ تھام لیا افراسیاب نے کہا خنجر اپنے ہاتھ میں لیکے تمام
سامری و جمشید و دیگر بزرگوں میں اپنے ہاتھ سے کھود دیتے کہ وکاوش ضرور ہے اب شامل کرنے میں اس شخص
ہی کو کہ زمین درگاہ پر اور دیں کا مضمون قریب آیا افراسیاب نے خنجر ہاتھ میں لیا زمین کھودنے لگا
خورشید نے جو دیکھا شاہنشاہ زمین کھود رہے ہیں رونے لگا کہا شاہنشاہ کیا مجھکو دفن کیجیے گا آخر
میں نے کیا خطا کی جو مجھکو زندہ درگور کرتے ہیں افراسیاب نے کلیجے پر پتھر رکھا کچھ جواب نہ دیا
دو ہاتھ زمین کھودی تھی کہ ایک در کشادہ ظاہر ہوا برابر ان خنجر کے قفل دیا ہے زنگ میں آلودہ ہے قفل

تک گل کر گر پڑا ہی مگر دروازہ بند ہی زال جادو نے جیب سے پڑیا سیندور کی نکال ٹیکا اسکا اسکے ماتھے پر خورشید
کے دیا جیسے کسی پر بھوت سوار ہوتا ہی بال بکھیر لیے سر ہلانے لگا کہتا ہی اے شاہنشاہ تیرے صدقے گئی جلد
خنجر میرے گلے سے لگا دے مجھے خدمت سامری و جمشید میں پہونچا دے پھر اسکے آنکھوں سے آنسو گرکر
وہ سامنے سامری و جمشید بیٹھے ہیں اشارے کرکے مجھے بلاتے ہیں وہ دیکھو سامری کی لنگا ہلاتی ہوئی
آئی ہیں جلد جا کر خدمت سامری میں حاضر ہونگا کہتی ہیں تم کو بیکنٹھ میں پہونچائینگے اپنا مصاحب بنائینگے
یہ بات خورشید نے مبہوت ہوکر کہا افراسیاب کے ہوش و حواس باختہ ہوئے کہا اے زال یہ کیا شعبدہ
ہی ہوشربا کی قدرت سامری ظاہر ہی اس بھید سے کون ماہر ہی آخر دیکھیے یہ وہی تو مہ جبین ہی کہ نام سے
مہر و مشتری کے ڈرتا تھا ذکر جنگ سے ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اب آپ تامل نہ فرمائیے مثل نرگس [illegible]
اسکو بچا لیجیے کاسہ بلوری حاضر ہی غلام کل امورات کا ناظر ہی اب آپ اپنا کام کیجیے محبت ملک و
مال کو دل میں جگہ دیجیے اگر سلطنت باقی رہیگی ایسی ایسی ہزاروں دلبر پری پیکر حسین و مہ جبین
ملکن ہوجائینگی حقیقت میں جلادی کا کام ہی مگر حضور اسی سے نام ہی دل کو نرم نہ کیجیے اسکے قتل پہ کمر ہمت چست
افراسیاب ناچار و مجبور اس بے قصور کی جانب بڑھا بہ آہستگی تمام اس دل آرام کو گود میں اٹھایا زمین
پر لٹایا خنجر برہنہ کھینچکر سینہ پہ سوار ہوا خورشید نے گلا دم خنجر پر رکھدیا افراسیاب کا ہاتھ کانپا جاتا تھا
لیکن ضبط کرکے خنجر پھیرا نرخرہ تک کٹا دریا خون کا جاری ہوا زال نے بڑھکر کاسہ بلوری گلوے بریدہ
سے لگایا خون خورشید تاج بخش سے کاسے کو معمور کیا لاشہ اسکی کشتہ تیغ جفا کا زمین پر مثل مرغ بسمل
تڑپا ادھر افراسیاب بچشم پرآب و دم بخود سر جھکائے کھڑا ہی مثل بید کانپ رہا ہی زال نے وہ کاسہ خون
ہاتھ میں افراسیاب کے دیا دروازے پر دستک دی فوراً اندر سے آواز مخفی آئی کون ہی زال
نے جواب دیا ہی مصاحب سامری دائی شاہنشاہ اقلیم افسونگری روشنی بخش محفل سحر و ساحری بادشاہ
طلسم ہوشربا در دولت پہ حاضر ہی آواز آئی کہ ہمارے واسطے کیا لایا کیوں آیا زال نے جواب
دیا خون دلربا آپکے واسطے لایا ہی نوش فرمائیے دروازہ خود بخود کھلا افراسیاب اندر آیا دیکھا
ایک چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہی اسپر ایک ساحر کریہ منظر بیٹھا ہی گوشت گل گیا ہی صرف ہڈیاں باقی ہیں
چہرہ پر سیاہ پوست عارض ڈھلکا ہوا آنکھیں زرد و زرد و سیاہ رو تیرہ درون افراسیاب اسکا دو
یہ صورت دیکھکر گھبرا گیا اسی شغل سے جاہی لیا زال نے اشارہ کیا افراسیاب نے بڑھکر کاسہ بلوری

ترے ابرو مین عیاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
نگاہون مین دل آزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ پلکون مین جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

نسیم صبح صدقے ہوتی ہی صحن گلستان پہ
خدا کی شان ہی جنت کا عالم ہی بیابان پہ
چراغ لالہ ہر شب خندہ زن ہی باغ رضوان پہ
وہی نشو و نما سے سبزہ ہی گور غریبان پہ
ہوا سے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

گنوانا آبرو ہی زندگی سے ہاتھ دھونا ہی
نہ چلنا ہی نہ پھرنا ہی نہ راحت ہی نہ سونا ہی
جدائی مین تری اے یار ہر دم جان کھونا ہی
وہی سر کا پٹکنا ہی وہی دن بھر کا رونا ہی
وہی راتون کو بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

کرون شکوہ مین کیا اس خسرو شیرین شمایل کا
زمانہ پھر گیا لیکن نہ بدلا طور قاتل کا
زبان ہی بند جادو ہی کسی عیار کامل کا
وہی دل کا جلانا ہی ستانا ہی وہی دل کا
وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

خدا محفوظ رکھے عاقبت کی روسیاہی سے
خطاب الفت کے ہوتے ہین وہی سرکار شاہی سے
مجھے افسوس اتنا ہی کہ ہم تہ دنیا کی تباہی سے
نیاز شادمانہ ہی وہی فضل الٰہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

تری زلفون کا سودائی ہون سو سو پیچ کرتا ہون
بسر کرتا ہون رو کر رات دن بھر آہین بھرتا ہون
بگڑتا ہون طبیعت سے کبھی اور گہ سنورتا ہون
فراق یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

پڑا ہی سر پہ اک جنجال ان زلفون کے سودے سے
جنون نا سوجھتا ہی کچھ ہر سال ان زلفون کے سودے سے
دماغ عقل ہی پامال ان زلفون کے سودے سے
فنا ہی ہی وہی تا حال ان زلفون کے سودے سے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

سکے ہین کھینچلے پھر ہم اس شہ خوبان کی محفل مین
پڑا ہی سکہ دل نے جنون پھر قلب بسمل مین
لڑائی پھر وہی ہی عقل مین اور عشق کامل مین
رواج عشق کی راہین وہی ہین کشور دل مین

وہ رسم جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

سوئے صحرا وہی عزم مصمم جو کہ سابق تھا
وہی احوال اب بالکل ہے ہر دم جو کہ سابق تھا
الجھ پڑنا نقاہت سے وہ ہر دم جو کہ سابق تھا
وہی سودا اسے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا

وہ شب بیدار پہ بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

ہوئے تھے دوست دشمن اک زمانہ ناموافق تھا
افاقہ کس طرح ہوتا کہ دیوانہ تھا عاشق تھا
تپ غم ہڈیوں میں رچ گئی تھی جان سے دق تھا
وہی سودا اسے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا

وہ شب بیدار پہ بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

جہاں پر شور ہوتے پھر لگا افسانوں سے اپنے
وہی دلسوزیاں ہیں شمع کی پروانوں سے اپنے
وہی اگلی سی باتیں سنتے ہیں ہم کانوں سے اپنے
جنوں کی گرم جوشی ہے وہی دیوانوں سے اپنے

وہی داغوں کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

علیاں رہتا ہے الفت میں وہی عالم فروز آتش
فلک کی طرح سے پھرتا ہوں آہ سینہ سوز آتش
پیام مہر آتے ہیں انھیں ہر وقت روز آتش
وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش

وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

افراسیاب جادو بصد شوکت و صولت مشعل جادو کو لیکر قلعۂ تخت الشعاع کو چلا نامہ ملکہ حیرت کو تحریر کیا کہ اے خاتون محل مبارک ہو کہ ہیں نے کلیجے پر چھری پھیری شاہنشاہ مشعل کی روشنی ظاہر ہوئی ظلمات سحر میں رہبری کریگا کسکا ایسا دل گردہ ہے کہ اسکی برابری کریگا اے حیرت تیاری کرو ابریق کوہ شگاف دمدمہ ہائے برف انداز کو لگایا تھا میخانہ درست کرا کر جشن شراب شروع ہو آفتاب شراب ناب کا طلوع ہو ساقی بچہ ہائے مہ طلعت شکیل و کمسن و خوبصورت شوخ طبیعت حاضر رکھو اسپہ ہلاک زوال کی جان پر آفت ہے قلعہ تخت الشعاع پہ فروکش ہوں فوراً کوچ کرونگا یا وہ تہ کٹھرونگا یہ نامہ دار جوڑا اگلنا سینے سانڈنی اڑاتا ہوا لشکر حیرت میں پہونچا بحکم شاہنشاہ افراسیاب وہیں سے شتر سوار حلقے آواز دی اے ملازمان شاہنشاہ طلسم ہوشربا مژدہ باد کہ شہنشاہ گیتی پناہ نے دشمنانا اپنے کلیجے پر چھری پھیری لیکن مشعل جادو کو جبرے سے نکالا قلعۂ تخت الشعاع سے کوچ کیا ہوگا صبح و شام میں مشعل جادو روشنی دکھائیگا مسلمانوں کا دل جلائیگا سحر اسکا غضب ساحری ہے بات بات میں اعتبوں کی

بھری ہی لشکر افراسیاب مین طاہر ہو گیا شتر سوار کو سب نے گھیر لیا یہان حیرت کو خبر پہونچی ملازمون کو روانہ کیا حکم دیا اسے شتر سوار کو یہان لاؤ خبر فرحت اثر ہمکو بھی سناؤ ملازمان حیرت باہر نکلے دیکھا صدہا آدمی شتر سوار کو گھیرے ہوے ہین ایک ایک خبر مشعل پوچھتا ہی شتر سوار بیچارہ بیقرار کسی سے کہتا ہی دستی کہیں والا آتا ہی جب لوگ خفا ہوتے ہین تب کہتا ہی ہان مشعل جادو آنے کو ہی یارو تمنے تو مجھکو گھیر لیا کس کس کو خبر سناؤن کس کس سے نام بتاؤن اسی اثنا مین مصاحبان ملکہ حیرت پہونچے بھیڑ ہٹاتے ہوے یہ شکل شتر سوار کو اندر بارگاہ کے لائے آستانہ پایۂ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا بعد دعا و ثنا کے دست بستہ گزارش کیا اے ملکہ عالم وای خاتون معظم مبارک ہو ہزار ہزار شکر سامری و جمشید ہی فرد سبز پوشی بمیان آمد و فسادان برخاست + تو نہالیست کہ از صحن گلستان برخاست + اب وقت سرو آیا زمانہ غم و الم دور ہوا بیت ہر کس نظرش بر قد بالاے تو افتاد + بیخود شدہ چون سایہ و بر پاے تو افتاد + حضور کا ستارۂ اقبال اوج پر ہی سامری و جمشید کی نظر مہر ہی بھلا کسکی طاقت ہی کس مین قوت ہی کسکا دل گردہ کہ کہا ایسا کلیجہ ہو کہ آپ سے مقابلہ و مجادلہ کرسکے کسکو تاب کہ حضور کے خورشید جمال پر نظر بھر کر دیکھہ آنکھہ ملاسکے تیغ ہلال ابرو اشارۂ نظر مین چور نگ کرے تیر نظر جگر کو تاکے دشمن سے گوشۂ پناہ ڈھونڈھے فوج مژگان برچھیان تان کر گھیرے تیغہ برق ابرو چمک کر گرے اُس کشتۂ تیغ جفا کو جلا کر خاک کرے بیت دم تیغ تو کہ اعجاز مسیحا دارد + خضر گر کشتۂ تیغ تو شود جا دارد + ہمیشہ نام سامری پرستی روشن رہے ابیات

منور ہوگا دل گر شعلۂ داغ جنون بھڑکا — کہ شمع مہر سے ہوتا ہی پیدا نور کا تڑکا
جو روشن طبع ہین ایمن ہین سیلاب حوادث سے — نہین ہی زورق خورشید کو طوفان کا دھڑکا
خزان کا دخل گلزار معانی مین نہین ہوتا — بہار باغ مضمون کو نہین ہی خوف پتجھڑ کا
شکار خوبرو کو مل رہتی ہی شکر یہ مشعل سچ ہی — ہوا وصل اسکا حاصل جس کی ہی جو ہم سرا پکڑ کا
سلاطین ہی نوش عالم مین کسی جانشین سے خالی — شب وصلت مین کب جاتا ہی روز ہجر کا دھڑکا
نہین ہی ناقصون کو آگہی کامل کی صحبت سے — کسی پر حال کب روشن ہوا مجذوب کی بڑ کا
جو چاہے نور عرفانی فنا ہو آتش غم مین — جلے مشعل تو بجھتا ہی شعلہ مسئلہ گو دڑ کا
سخن جو نرم دل مین سرکشی ظالم کی کھوتے ہین — بجھا سکتا نہین جز آب جب شعلہ کوئی بھڑکا

شہنشاہ افراسیاب نے مشعل جادو کا حجرہ کھولا وہ بلا کے روزگار ساحر غدار یکتا سے افسونگری مصاحب سامری قہر لات و منات جمشید کرامات بندہ خاص خداوند لقا بانی جور و جفا کوئی دم مین آیا چاہتا ہی مصور سحر جادو نے گھبرا کر پوچھا ارے خون کسکا بلایا کسکا چراغ حیات گل کیا کسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیا شتر سوار نے جواب دیا ملک خورشید تاج بخش جو شاہنشاہ افراسیاب کا معشوق تھا اسی کو ذبح کیا اب وہی خورشید تخت پر سوار ہی چہرے سے رعب و داب آشکار ہی لوگ کہتے ہین کہ یہی مشعل نامدار ہی غلام اس اسرار کو نہ سمجھ سکا شہنشاہ نے یہ نامہ دیا ہی اسکو پڑھوا لیجیے جب نے دیکھا دو کاغذ ہین سرمایہ او ابریق کا نام انکو دیا مسکرا کر کہا لو تمکو بھی مبارک ہو شہزادے نامہ کہو اور جلد اقبال ماہ رو خوشخو پری پیکر سیم بر گلعذار طرحدار کسکو جمع کر دو دو سو تم کی ہر روز فرمایش ہی یہ بڑی کاوش ہی سرمایہ او ابریق نے شہزادے سر جھکا لیا کہنے لگے ای ملکہ خاندان کو شمع جمال سے روشن تو ہونے دیجیے پیر و مرشد خدمت کرینگے کسی طرح کا عذر نہوگا منظوم

اطاعت مین اغیار عامی کرینگے
یہی ناکہ شیرین کلامی کرینگے
یہ جانو کہ ہوگی جہان خاک عاشق
وہی آپکی نیکنامی کرینگے
کہانتک اٹھائینگے یہ نازک مزاجی
وہ خود اسکی قائم مقامی کرینگے
مرے قتل کے روز میلا لگیگا
ادا سب سپاہی سلامی کرینگے

ہمین بندہ ہر دور غلامی کرینگے
یہ ٹھہری ہی آوارگان محبت
وہین تو وہ محشر خرامی کرینگے
کرین ہم وفا آپ سے توبہ توبہ
کسی اور کی اب غلامی کرینگے
قیامت بھی مچجائیگی ہر قدم پر
یہ جانے وہ اک دھوم دھامی کرینگے

وہ کیا چارۂ تلخ کامی کرینگے
خیابان خضر کو سقامی کرینگے
ہوسے آپ بدنام جن جن کے پیچھے
یہ کوئی کرینگے یہ شامی کرینگے
رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے
نہ گھبراؤ تم داغ مطلب تمہارا

یہ اشعار آبدار پڑھتے ہوے ابریق و سرمایہ بصد ترقی انداز فورا خوشی خوشی انتظام کرنے کو باہر آئے ادھر جیسے ہی چرخ کے شتر سے کھینچنے لگی یہی شیشے مین اتری ہر ذرا ایسے مین جلوہ آفتاب نظر آنے لگا سرمایہ او ابریق آپ خود واسطے تلاش معشوقان سیم بر کے روانہ ہوے جمہر ساحر نے نامہ پڑھکر لشکر مین مشتہر کیا کہ کل شہنشاہ مشعل جادو کا داخلہ ہی مسلمانوں سے کہو کہ سوراخ مور و مار تلاش کرین اب جاکر اسمین چھپین چرند و پرند ہر کارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر بدحواس سیاہ گئے جہان صاحبقران سرداران نامدار بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی خدا خیر کرے

لگا ایک ہرکارے گھبرائے ہوئے بارگاہ مین آئے عرض کی مشعل جادو کل داخل ہوگا باغبان قدرت نے
کہا لو آفت آئی غضب ہو گیا بیٹا کہا اب ساری خدائی سخت مصیبت ہو گیا اتنا تو دریافت کرو کہ افراسیاب نے
خون کسکا پلایا ہے بہت جادو تو زندہ بیٹھی ہے بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بے اختیار زار زار مثل ابر
نو بہار رونے لگی کہا خدا میری بہن کو بچائے ارے صاحبو کوئی اتنا جا کر کہہ کر ملکہ یہان آپ بھاگ کر چلی آئیے
بہ عیش و آرام تشریف رکھیے باغبان نے کہا اب کیا خوف ہے خون پیے ہوئے وہ اپنے مقام سے
اٹھا نہوگا پہلے ہی دروازے پر لٹکے افراسیاب نے کسی اپنے معشوق کو قتل کیا ہوگا جب دروازہ کھلا
ہوگا مگر مین حیران ہون کہ اسکا کون معشوق تھا ہرکارون نے عرض کیا ہمنے دریافت کیا تھا عجب طرح کی
بات ہے جسکو ذبح کیا ہے وہ افراسیاب کا ساقی بچہ گرجیہ کا لڑکا تھا مشعل اُسی کی شکل پہ آتا ہے نام لینے
سے کلیجہ دہلا جاتا ہے خواجہ عمرو بھی اس خبر وحشت اثر سننے کے بیہوش ہو گئے اور سرداران نامور
تھر تھر کانپنے لگے عمرو کو گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا عمرو نے دیکھا اہالیان دربار حیا بیٹھے ایک
ایک کو تکنا شروع کیا ارے یارو جرأت کو دخل دو نامردی نہ کرو ذرا صبر کرو اسقدر بیقرار نہو آہی
اُس حرامزادے کو مارونگا شمع حیات مشعل گل کرونگا خاطر جمع رکھو اُسکو زندہ نہ چھوڑونگا لیکن
وظیفے سے مجھکو نہ موڑو گے یہ بڑا نامی ساحر ہے دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہے روپیہ و اشرفی
بہت سا جمع کیا ہوگا خزانے بھی ساتھ لایا ہوگا افراسیاب بھی بہت کچھ دیگا مجھکو خوف یہ ہے
کہ آتے ہی مار ڈالون ایسا نہو کہ سب روپیہ صرف کر ڈالے مفت کی سوختی ہو کچھ ہاتھ نہ لگے میری محنت
بیکار ہو تم لوگون کو تو اسکا خیال نہین ہے کہ مین فاقے کرتا ہون مصیبت بھرتا ہون دیکھو ابھی مجھے
مارے بھوک کے غش آگیا تھا یون ہی سوکھ سوکھ کر مر جاؤنگا اس سے اب آپ اپنی فکر کیون نہ کرون
کا اسکو مصیبت بھرون باغبان نے کہا خواجہ بھلا کیسے مارو گے وہ کالا پلٹ ہو کے آتا ہے عمرو
نے کہا کالا پلٹ کے باپ کو مارینگے اُسکے مال پر قبضہ کرینگے کوئی شے خدا نے ایسی دنیا مین خلق نہین
فرمائی ہے کہ جسکے لیے فنا نہو مصداق آیۂ واقعی ہدایہ کل من علیہا فان شر و خیر سبکا انجام ایک ہی اُسی کی
ذات کو بقا ہے کوئی نہ کوئی اُسکی بھی تدبیر نکل آئیگی نہ مرتا کیسا خبردار اب جو کوئی ایسے ذکر کریگا اُسے
بارگاہ سے نکلوا دونگا ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا کوئی کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ نکالے
لشکر تباہ ہو جائیگا بڑی مشکل ہوگی بیہوش ہوا اُسکے اوسان مین انکا ذکر نہ کرو مین اب خدمت مین بادشاہ

کوکب روشن ضمیر کی جاؤنگا کل کیفیت دریافت کراؤنگا ابھی کیا جلدی ہی اُس ملعون کو آنے تو دو پیش از مرگ
واویلا نہ کرو صنعت سحر ساز کا بھی تو یہی باعث تھا کہ وہ قتل نہوگی کیفیت دریافت تو ہونے دو سرداران افراسیاب
بیٹھے نامرد ہین ابھی یہان سے نکلجاوین سب کی گردن مین ہاتھ دو اور یہ باغبان بڑا نامرد ہی اُٹھکر بھر
ہاے ہاے کیا کرتا ہی باغبان تو خاموش ہوا سب کو سمجھا کر عمرو بیرون بارگاہ آیا عیارون سے اشارہ
کیا خبر تو لو یہ ملعون کیونکر آتا ہی کیا رنگ بنایا ہی برق فرنگی سامنے کھڑا تھا کہنے لگا استاد جس روز آئیگا
اُسی دن مارونگا عمرو نے کہا آپ مہربانی فرمایئے ہرگز ہرگز عیاری نہ کیجیے بڑا ایسا کہ ہی یہ ہر بات مین بول
اُٹھتا ہی یہ صنعت کا جھگڑا تیری ہی ذات سے ہوا چالاک کو مردہ بنا کے لے دوڑا برق چھتہ کھلا کے
کنارے ہوا پھر بڑا آتا چلا راہ مین جانشور سے ملاقات ہوئی پوچھا کیون بھائی پھر تو ہی برق نے کہا ہمارے
اُستاد کو سودا ہو گیا ہی عیاریان تو بھول گئے حکومت کرتے ہین اس بات کا بھی جواب ہم مشعل کو ہین گل
کرینگے یہان عمرو نے اسد و مہ جبین کا بارگاہ مین آنا موقوف کرایا الگ الگ ایک بارگاہ استاد کرائی چند
ساحر برائے نگہبانی مقرر کیے ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا اسد نامدار کو یہان بلاکر اسد سے اتنا کہدو کہ تیاری
سفر کی ہو رہی ہی بعد ہفتہ دو ہفتہ کے طرف دریاے نیل کے کوچ ہوگا امتحان طلسم کشائی قرار پائیگا اسد
کو اس دھوکے سے بارگاہ مین ٹھہرایا عمرو نے آراستگی لشکر کا حکم دیا بیرون بارگاہ سائبان زربفتی
کھچوا دیا زیر سایہ سائبان بصد عظم و شان تخت پر ملکہ مہرخ گرد سترہ سو سرداران عالی وقار اپنی اپنی
کرسی پر برابر تخت مہرخ کے عیارون کے مقام بھی مناسب جگہ پر قرار دیے چار پہر رات اسی ہنگامے
مین بسر ہوئی ناگاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل شعاع و ضیا لیکر بصد کر و فر براے روشنی عالم پردہ
تاریک مغرب سے برآمد ہوا تمام عالم منور ہوا خواجہ عمرو نے مناسب طور پر دربار آراستہ کیا تشفی و تسلی
کے واسطے اہل لشکر کو نئی وردیان تقسیم کین اب دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو براے استقبال مشعل
چلی تمام لشکر حیرت کے ہمراہ نوبت و نقارے بجتے ہوے ایک جانب مصور جادو و نبیرہ
سامری و ملکہ صورت نگار ایک جانب سرمایہ برق انداز و ابریق کوہ شگاف تمام شاہزادیان
و وزیرزادیان اشتیاق دیدار مشعل جادو مین تخت کو گھیرے ہوے بیچ مین ملکہ حیرت
مثل ماہ تابان گرد شاہزادیان مثل ثابت و سیارگان چالاک بصورت مبدل نظارہ جمال ملکہ
حیرت کرتا ہوا دوڑا جاتا ہی حسن و جمال ملکہ حیرت دیکھکر بیتاب ہو گیا کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا یہ

اشعار رو رو کر پڑھنے لگا اشعار

یون ہی شعاع داغ مرے دل کے آس پاس
الہ ہو جس طرح مہ کامل کے آس پاس

ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پہ آگیا
طغیان بحر عشق ہے ساحل کے آس پاس

یہ غیرت وفا کا اثر ہے کہ بو الہوس
بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے آس پاس

اے قیس تیرے نالے کی غیرت کو کیا ہوا
لیلی نے رنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس

مرجائین ناخوشی سے عدو شب وصال کی
یار و فغان کرو گلے مل مل کے آس پاس

کیا کیا جلے ہے بزم مین تجھ بے نہ جب پھرے
پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس

ہے تو ہی بیوفا نہین باور تو دیکھ لے
گل جا مرے ہین گور عنادل کے آس پاس

تمام شاہان طلسم ہوش ربا ملکہ حیرت جادو کو گھیرے ہوئے ہر ایک کو یہی انتظار ہے کہ اب دیکھیں شہنشاہ مشعل کس صورت مین آتا ہے کیا وضع رکھتا ہے دو سو برس کے بعد زمین سے نکلا ہے یقین ہے انتہا کا ضعیف و نحیف ہوگا ہر ایک کو یہی انتظار ہے کہ دیکھیں مشعل جادو کیا شعبدہ دکھاویگا کیونکر آویگا اسکو تو کلام کرنا دشوار ہوگا ضعف و نقاہت سے بیقرار ہوگا بعضے کہتے ہین وہ مصاحب سامری و جمشید ہے ہر بات مین اسکی بھید ہی ہین غرض یہ ذکر ہی تھا کہ سامنے سے نشان فوج معلوم ہوئے دیکھا سب نے آگے آگے زوال جادو و اہتمام سواری کرتا ہوا ایک مرکب بادرفتار پر خود شہنشاہ افراسیاب جادو بہ کبر و نخوت سوار ہے پیچھے فوج کے سامنے سے گذرے بعد اسکے جلوس و سامان شاہی مراتب آنے لگا خواجہ عمرو بھی ملاحظہ فرما رہے ہین ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کی بھی نگاہ لگی ہوئی ہے سب نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا شکل زیبا سبزہ بھی ابھی اچھی طرح سے آغاز نہین ہوا چودہ برس پندرہ یا سولہ کا سن بجوانی کی راتین مراد ون کے دن تاج زرین سر پر لباس پر تکلف زیب جسم بھولی بھولی صورت تخت زمرد پر سوار گرد معشوقان طناز با کرشمہ و ناز کمسین کمسین لڑکے کیفیت دیکھکر مہرخ و بہار وغیرہ کے دل سینہ مین دھڑکنے لگے سناٹا آگیا قلب مضطر آگیا بغور جو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو وہی لڑکا ہے کہ جسکو افراسیاب نے پالا تھا ملکہ حیرت جادو برائے تسلیم مشعل سکو افراسیاب خم ہوئی چوبدار نے آواز لگائی اے شہنشاہ مشعل ملکہ حیرت جادو زوجۂ شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے تسلیم حاضر ہے اتنی نوجوان نے سلام لیا مسکرا کر حیرت سے پوچھا مزاج تو اچھا ہے پھر شہزادہ

بہ نگاہ حیرت دیکھنے لگی کہ یہ تو ہو بہو وہی ساقی بچہ افراسیاب کا پیارا گلریز ہے والا ہی اسکو متوحش دیکھکر
افراسیاب قریب آیا کہا اے ملکہ یہ صورت زیبا کرامات سامری و جمشید ہی مین نے تمہاری جان بچائی
اسی لڑکے کے سر ساری آفت آئی اپنے (بچہ سے ایسے دلربا کو قتل کیا ذرا بھی رحم نہ کھایا جسم شہنشاہ مشعل
بوسیدہ ہو گیا تھا دیکھو گلے مین ٹانکے لگے ہوئے ہین یہ صورت شہنشاہ کو پسند آئی اپنی روح کو اسکے جسم
مین اتار لیا پہلی ایک یہی کرامات ہی مشعل کی ساحری کی کیا بات ہی تعجب نہ کرو قدرت سامری و جمشید
پر نگاہ ڈالو کیا شدید سے شدید کیسے کیسے کمال دکھائے ہین جسم مین جانے کا انکو اختیار ہی شعبدہ بازی
ناٹک کچھ نہ تھا انکے آگے بیکار ہی اب حیرت کو تسکین ہوئی ورنہ غصہ سے چہرہ لال تھا انتہا کا ملال تھا انجن
عیار بھی حیران تھی حاضر ہین ہوش و حواس انکے بھی باختہ ہین آپس مین اشارے ہو رہے ہین صبا جیسے
رنگ کبھی نہ دیکھا تھا اب سبکی قضا آئی ہی اب بھلا کون عیاری کریگا مشعل کو اس شان و شوکت سے
لاکر داخل بارگاہ کیا مشعل آکر تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت کرسی پر گرد تمام وزرا امرا و سردار جمع ہین افراسیاب
نے کہا اے ملکہ حیرت تم خاطرداری شاہنشاہ مشعل مین مصروف رہو مین پردہ ظلمات مین پاس نانی امان
ملکہ ماہیان زمرد پوش کے جاتا ہون انکو بھی جاکر آمد مشعل کا مژدہ سناتا ہون پھر آکر طبل جنگی بجواؤنگا
مسلمانون کا خون بہاؤنگا شہنشاہ مشعل باغیون کو آتش قہر و غضب سے جلاکر خاک کرینگے یہ سب
جھگڑا بکھیڑا پاک کرینگے ابریق کے کان مین کہا دیکھو اسکا ضرور خیال رہے شہنشاہ مشعل کی کسی طرح دلشکنی
نہونے پائے شراب دو آتشہ پے در پے ہو بچے ساقی بچے نازنین پریتمکین کس کس حاضر ہین یہ کہکر افراسیاب
طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہو گیا صحبت ملکہ ماہیان زمرد پوش مین پہونچا تمام ماجرا مشعل ماہیان زمرد پوش
سے بیان کی ملکہ ماہیان نے جواب دیا حقیقت مین مشعل کا پایہ سحر و ساحری مین چندان
کمال نہین رکھتا لیکن عمرو کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی صاف تحریر ہی کہ عمرو قاتل مشعل ہی افراسیاب
نے منہ پھیر لیا کہا نانی امان تمکو کیا جواب دون لکھنے والا گدھا تھا سودا ہو گیا تھا یہ کہکر صحبت
ماہیان مین شراب خواری کرنے لگا کنٹر پر کنٹر خالی ہوتے ہین اب مشعل حیرت سے متوجہ ہوا کون
کون شریک طلسم کتنا ہی کس کس نے آئین سامری پرستی سے کنارہ کیا ہی افسر کلان کون قرار پایا ہی حیرت
نے بیان کرنا شروع کیا سب سے پہلے ملکہ مہرخ کا نام لیا کہ وہ سبکی بادشاہ ہی سب اسی کے حکم مین
ہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جب مشعل جادو بصورت خورشید تاج بخش حجرہ سے نکلا تھا تو اسنے

نزال جادو سے کہا کہ سامنے دروازہ کوہ کے جاکر آواز دو کہ اے اقرار و قرار جادو شہنشاہ مشعل حجرے سے
برآمد ہوئے ہماری فوج قدیم لیکر جلد حاضر ہو جب نزال نے جاکر آواز دی اقرار و قرار بارہ ہزار ساحران
غدار سے آکر حاضر ہوئے وہ خاص ہمراہیان مشعل جادو ہیں پس جبکہ ملکہ حیرت نے نام مہرخ کا لیا
مشعل نے باپ دادا اکا نام لیا کہا میں انکو نہیں جانتا مگر باپ دادا اسکے ضرور میرے ہم صحبت رہے
ہونگے ایک نامہ ہماری جانب سے ملکہ مہرخ کو تحریر کرو کہ ہمارے پاس آؤ ہم خطا تمھاری افراسیاب سے
معاف کرا دینگے جو فیصلہ ہم کر دینگے کسی کو عذر نہوگا ملکہ حیرت نے کہا اے شاہنشاہ یہ بالکل بیکار ہے
ملکہ مہرخ کبھی نمانیگی یہ لوگ بڑے سخت ہیں کسی مصیبت میں نہیں گھبراتے آخر میں انھیں کی فتح
ہوتی ہے مشعل نے کہا جو جب ہمارے حکم کے کاربند ہو ہمارے مقدمے میں دخل نہ دو ہم بندگان سامری
کو سمجھا لینگے اگر انکار کیا ایک ہی دن میں سب کا کام تمام کر دینگے ملکہ حیرت جادو نے فوراً نامہ لکھکر
ایک کنیز کو دیا وہ کنیز نامہ لیکر لشکر مہرخ میں آئی ملکہ مہرخ تخت پر جلوہ فرما تھیں نامہ دیا مہرخ نے
نامہ پڑھا خواجہ سے کہا برائے ملاقات مجھکو مشعل طلب کرتا ہے کیا حکم ہے عمرو نے کہا ضرور جاؤ جاکر کلام کرو
جیسا سوال کرے ویسا جواب دو ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ مشعل کے سامنے میں ہرگز نہ جاؤنگی ایسا نہو جو
کھینچ لے عمرو نے کہا پھر بادشاہ لشکر بکر کیسی ہو کلام کرنے میں دم نکلتا ہے مہرخ نے کہا خواجہ وہ تو
ملک الموت ہے نام سے اسکے دل گھبراتا ہے جیسا اپنا اختیار نہو کیونکر نہ دل گھبرائے مرنا اس ملعون کا
غیر ممکن ہے اگر وہ کچھ کلام سخت و سست کرے بھری محفل میں کیا جواب دوں مفت میں حجاب ہو پس
جواب صاف تحریر فرمائیے کہ مناظرہ کو منظور نہیں ہے میدان کارزار میں آؤ جیسا سوال کروگے ویسا جواب
دینگے یا لڑینگے یا مرینگے برائے گفتگو آنا منظور نہیں ہے میدان کارزار میں آکر طبل جنگی بجاؤ فتح و شکست
خدا کے اختیار میں ہے عمرو نے کہا بیجا آپ نے فرمایا مگر آپ تو پردہ نشین ہیں جو ادھر سے
سوال ہو اسی کے موافق جواب دو ہر طرح پر حریف قائل ہو مہرخ نے کہا ہم جواب و سوال سے
باز آئے معاف تو یہ ہے کہ برائے گفتگو نہ جائینگے جب عمرو نے دیکھا کہ کسی طرح سے مہرخ نہیں مانتی
ہاتھ پکڑ کے تخت سے اٹھایا کہا تم سے الگ ہم کچھ باتیں کرینگے سب نے دیکھا خواجہ عمرو و ملکہ مہرخ
گوشۂ تنہائی میں گئے تھوڑی دیر کے بعد صرف ملکہ مہرخ خیمے سے برآمد ہوئیں سرداروں سے
فرمایا خواجہ عمرو برائے ملاقات شاہنشاہ کوکب تشریف لے گئے ہیں ہم برائے مناظرہ دربار مشعل

مین جاتے ہین حقیقت ہین مناظرہ مین کیا خوف ہی جیسا سوال ویسا جواب اکثر سردارون نے کہا ہم ہمراہ چلین ملکہ مہرخ نے کہا مین کیا کسی سے مقابلہ کرنے جاتی ہون اگر وہ پیام صلح دیگا صاف جواب ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران کو افراسیاب نے قید کیا ہی انکو مین دیدو ہم اپنے سردارون کو لیکر خدمت مین صاحبقران کی چلے جائین ہوش ربا مین ہمارا کیا کام ہی جب تک ہمارا شاہزادہ نہ ملیگا لڑینگے مرینگے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے جو کچھ تم سے ہو سکے تم بھی کرو یہ سوال وجواب کرکے چلے آئینگے سردارون نے سر جھکا لیا کہ بادشاہ کی بات کا کون جواب دے سب نے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے پروردگار انجام بخیر کرے ملکہ مہرخ نے صرف چند کنیزون کو ساتھ لے لیا تخت پر سوار ہوکر طرف لشکر حیرت جادو کے چلین ہرکارون نے جاکر مشعل جادو سے اطلاع کی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم تشریف لاتی ہین مشعل نے ملکہ حیرت سے کہا آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیے گا جو مناسب وقت ہوگا سوال وجواب کرلونگا یقین کامل ہی کہ اصلاح ہوجاے ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ اسوقت دربار مین پانچون عیار پیچیان وشاہزادیان ایرانی وغیرہ سب حاضر ہین مشعل بیٹھا شعر خواری کررہا ہی جام شراب ایک لمحہ اسکے ہاتھ سے نہین چھوٹتا کیسی کیسی شرابین دوآتشہ حیرت منگوائی ہی جب جام وہ بد انجام پیتا ہی کہتا ہی افسوس شراب تلخی بھی نہین دیتی نشہ نہین ہوتا اب خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہین چند وزرا امرا کو براے استقبال ملکہ مہرخ روانہ کیا سردار براے استقبال چلے رنگ محفل عرض کرچکا چند اشعار موافق مقام کیفیت

انجام ملاحظہ ہون نظم مصنف

اے ساقی مہربان کدھر ہی
عیاری کا لطف بھی دکھادے
اب بزم مین سحر کہ پڑا ہی
نقاش مصور خیالی
روشن ہی قمر کہ جوش بیان ہو

رندون کی کبھی کچھ تجھے خبر ہی
روشن ہی کہ طبع رنگ پیراے کر
شمع و مشعل کا سامنا ہی
کرتے ہین رقم بعید شفقت
ہان جودت فکر بھی عیان ہو

ہان گردش چرخ سے بچالے
ہان مشعل فکر گل ہوجائے
روشن کن بزم فکر عالی
دکھلائے ہین رنگ و لطف صحبت
اشعار دیگر موافق مضمون

دل مین رہتا ہی ضیاے داغ سے روشن چراغ
کب لقا ہین ہی قبر پر اپنی رہے روشن چراغ
گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بے روغن چراغ
تم جلانے بھی نہ آوگے پس مردن چراغ

شعلہ دیتے ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر ہوتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہر جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سے ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغ کرمک شب تاب سے
باغ مین ہر پھول رکھتا ہی تہ دامن چراغ

روشنی دیتے ہین داغ دل شگاف قبر سے
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ مدفن چراغ

جسقدر بے مائگی ہو باعث آرام ہی
بجھکے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ

یہ جلاتا ہی انھین آتے ہین پروانے جو پاس
واسطے قسمت دوستون کا بنے ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالا سے مدفن ہی تہ مدفن چراغ

یون ہی مرجاؤنگا مین بھی سوز غم سے ای صنم
جل کے بجھ جاتا ہی جیسے شب کو بے روغن چراغ

عکس عارض نے تمہارے بڑھگئی دونی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کے واسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین
تابش رخسار سے تم کرتے ہو روشن چراغ

انتقال روح عاشق کا زمانہ ہی قریب
لو مبارک ہو تمہین روشن کرے دشمن چراغ

جگنون کو بھی تمہارے حسن سے ملتا ہی فیض
رات بھر رہتا ہی ہر دیوار مین روشن چراغ

ای نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل
جوش مضمون کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

ملکہ مہرخ سحر چشم بحشم و خدم داخل بارگاہ حیرت ہوئین اس رعب و داب سے جو ملکہ مہرخ کو دیکھا کہ تاج یاقوتی بر سر لباس فاخرہ در بر پہنے کرسی سیمین پشت پر بارگاہ مین آئے ہی مثل اہل اسلام سلام کیا لوگ جو بیچ مین ہوئے مشغل نے منع کیا کہا صاحبو جسین مذہب مین ہی اسکی صفت کرتا ہی اسکا غصہ کیا یہ کہکے خود واسطے تعظیم کے اٹھا کہا ملکہ عالم تشریف لائیے مین خوب ثابت ہوا کہ آپنے دین اسلام قبول کیا آئیے تشریف رکھیے داہنے پر ملکہ حیرت جادو بائین پر ملکہ مہرخ کو کرسی ملی ساقی بچے کو اشارہ کیا اسنے ملکہ مہرخ کے سامنے جام پیش کیا ملکہ مہرخ نے کہا ای شاہنشاہ مشغل آپ روشن مزاج ہین ساحرون کے سر کے تاج ہین ہم آپکی شراب نہین پی سکتے ہمکو معاف فرمائیے آزردہ نہو جیے مشغل تو نہایت ذکی و فہیم ہو دوسو بہ سے

زمین میں دفن رہا شیطان مجسم ہو گیا یہ سنکر کہا ای ملکۂ عالم اچھا کیا سبحان اللہ ہو خشک میوہ منگا دین مہرخ
نے کہا آپ کے شکر کلام سے مزا ملتا ہی کسی شی کی کیا احتیاج ہی جس مطلب کے واسطے یاد فرمایا ہی اب اس سے
آگاہ کیجیے اہالیان دربار سب گوش برآواز ہین کہ دیکھین ملکہ مہرخ و شہنشاہ مشعل سے کیا باتین
ہوتی ہین چہرے پر ملکہ کے ذرا بیم و ہراس نہین کس شگفتگی سے دیکھو تو کلام کرتی ہی تعلیم یافتہ صحبت
عمر ہی جرأت خود مقر ہی کہ یکہ و تنہا محفل دشمن مین آئی مشعل نے پوچھا ای ملکہ ہمنے خاص تمھارے
واسطے تکلیف فرمائی شہنشاہ ہوش ربا نے کیا کرامات دکھائی اپنے کیسے معشوق کو قتل کیا خون
اسکا ہمکو پلایا اب ہم آئے ہین کہ اسکے دشمنون کو سزا دین سارا جھگڑا اور فساد مٹا دین لیکن
تم سب سرداران نامدار طلسم ہوش ربا کے راز دار اسرار شریک ہو سے مابدولت نے سنا اصلی صرف
چھ عیار اور ایک سردار باقی تم سب جہان سے رزم و پیکار ہو لہذا ہمکو منظور ہوا ان سب صاحبون سے
تو سمجھا جائیگا دشمن افراسیاب طلسم ہوش ربا مین نہ رہ سکیگا اب مابدولت کا قدم آیا جنگ ہماری
نہ ہوئی تمہاری وحشت ہی آپکو تو ثابت ہو گا ہمارے ہر امر مین قدرت کا بھید ہی ہمکو کوئی قتل
نہین کر سکتا مرنا غیر ممکن ہی موت سے دل مطمئن ہی بس ہمسے مقابلہ کرنا حماقت ہی تم آپ عقیل و فہیم ہو
ہمارے کلام جلالت انجام کو سمجھو افراسیاب سے ملجاؤ چھوٹون عیار اور طلسم کشا کے حق مین جو مناسب
وقت ہو گا کیا جائیگا ایک چشم زدن مین انکو بلا کر سزا دینگے مابدولت برائے سیر تا بہ کوہ عقیق
گلزار سلیمانی جائینگے لشکر حمزہ کو بھی مٹائینگے اندر ایک سال کے ہفت اقلیم کی سیر کرینگے افراسیاب
نے وہ احسان کیا تمام عالم مین گزد سکہ اب اسکا جاری کر کے پھر اسی طرح دفن ہو جائینگے ہر چند کہ
بعد دو سو سال کے ہوا دنیا کی کھائی اب دل نہین چاہتا ہی کہ پھر گوشۂ تاریک مین جا کے بیٹھین مگر یہ
سب امورات خوشی پر افراسیاب کی موقوف ہین اب ہم آبادی طلسم ہوش ربا مین مصروف ہین ہما
ایسے مزخرفات عرصۂ دراز تک مشعل بکا کیا جب خوب اپنی عظمت و شان بیان کر چکا ملکہ مہرخ نے اسپر
جب مشعل خاموش ہوا ملکہ مہرخ نے غنچۂ دہن کو مثل عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی شروع کی کہا
ای مشعل جادو اسوقت تو عجب طرح کے کلمات محالات تمنے کہے کہ کوئی عقلمند قبول نہ کریگا تمھارے
مانند بہت سے ساحر آئے ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے ساری خودسری بھول گئے انجام کار
اپنے ستمگری کی بر باد بست جہنم مین پہونچے تمھارے آنیکا کب ہمکو ڈر کا ہی جانتے ہین کہ ہمارا نہ تمھارا

ابر ہر چراغ آفتاب لب بام ہو چراغ حیات اللہ کا ہے تھوڑے سے ہی عرصہ مین باد خزان اجل کا طمانچہ پڑیگا خاموش
ہو جاؤ گے مشعل اور دن سے کہ تم بھی آسکے ہو تو کاوبھی قتل کرینگے اگر سحر مین کہین کمی پائی بہار و یا عیاران وغیرہ
تمہاری گردن ناپین گے اگر سحر مین زور نہ چلا عیاران نامدار و خواجہ عمرو [illegible] مشعل عشاق
سبز رنگ و ماہ لقائے سحر ساز وغیرہ عیاری کرکے مار لین گے اور یہ سنکے کہا کہ ہمکو موت
نہین سب مذہبون سے یہ کلمہ خلاف ہے چلو مذہب کی کتابون مین تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے جو شے
کہ دنیا مین پیدا ہوئی ایک دن نابود ہوگی پروردگار کی ذات کو بقا ہے ہر شے کو فنا ہے سحر نے بھی قتل
انسان ضعیف ہوتا ہے رگ و پے موقوف ہو جاتے ہین آخر جبھی تک سے ہوا نکل جاتا ہے یا جینا سے
تیر دارہ اٹھتا ہے تمہارا مرنا کیسا ناممکن ہے وہ بات کہو جو عقل مین آسکے انتہا یہ ہے کہ ساحری د
جمشید کو خدا کہتے ہو وہ بھی مرے پھر تمہاری کیا ہستی ہے ہر ایک انسان و حیوان لذت موت
چکھنے کو یہ دنیا مین آیا ہے تمنے تو یہ نیا شعبدہ نکالا ہے اسکی ہمکو دلیل بتلاؤ نہ مرنے کی کیا
وجہ ہے اگر ہمکو ثابت ہو جائے کہ تم نہ مروگے البتہ تمہاری اطاعت کرین تمہیں [illegible] مشعل ہنسا
کہا اے ملکہ عالم کیا خوب تمنے دلیل کی لیکن ہم عبادت ساحری کرکے کایا پلٹ ہوگئے دیکھو
جسم ہمارا بوسیدہ ہوگیا تھا ہمکو شرم آئی کہ اس جسم مین کیا ٹھہرے نکلکر جسم نوجوان
مین اتر آئے جسم ہمارا اور ہے روح وہی ملکہ صرصر نے کہا یہ تو آپ نے عجیب واہیات
بات کہی صورت بدلنا کیا بڑی بات ہے یہ کونسی کرامات ہے عیاران لشکر دم بھر مین صورتین
بدلتے ہین ابھی کل کا ذکر ہے کہ خواجہ عمرو دولہا بنکے گئے مہتر قران کو شکل ساحر
بنایا صدہا ہین بنائے بڈھون کو جوان کیا جوانون کو ضعیف کیا اسکے علاوہ حضرت بکر
عشاق سبز رنگ کو مار کیا کیا کار نمایان کیے برق وغیرہ اس دربار مین کنیزون کی
شکل بنے ہوئے موجود رہتے ہین آپکو کوئی نہین پہچانتا کیا کیا کام کرتے ہین مجھکو بھی اقتدار
قوت ہے اگر فرمائیے سحر سے صورت تبدیل کردون مرد بنجاؤن طائر بنکے اڑدون اسی طرح آپنے
بھی صورت بدلی ہے اسکا فخر کیا مشعل نے دوبارہ قہقہہ مارا کہا اے ملکہ صورت تبدیل نہین
کی ہے بلکہ روح ہماری اس جسم مین آئی ہے سحر سے یہ صورت نہین بنائی ہے اگر ہمکو کوئی قتل
کریگا روح ہماری دوسرے جسم مین اتر آئیگی وہ جسم مردہ ہو جائیگا روح ہماری زندہ

سائیگی دوسرے جسم مین اثر کر بیٹھ رہیگا اسوجہ سے ہمارا مرنا ناممکن ہی ہمارا دل بخوبی مطمئن ہو ملکہ مہرخ
نے کہا اسکا ہمکو اعتبار نہین آتا جس بات کو کبھی نہ دیکھا ہو بلکہ سنا بھی نہو پس کیونکر یقین مانین کلام بلا
نظام ملکہ مہرخ کے سب وحید کرتے ہین انکا مشعل نے کہا اے مہرخ حقیقت مین تم سچ کہتی ہو یہ شرف
کسی کو نہین ملا دو سو برس ہمنے ایسی عبادت کی کہ یہ کمال حاصل ہوا مہرخ نے کہا ہم یقین نہ مانین
گے یہ فعل کرکے دکھا دیجیے مر کے زندہ ہو جائیے تب ہم آپکی اطاعت کرین ہمین خوف ہو مشعل نے
کہا پھر ہمکو انکار نہین ہو سکیگا ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ ہم راضی ہین اٹھیے گا ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین
اور آپ زندہ ہو جائیے تب ہمکو یقین کامل ہو اور کسی کے قتل کرنیکو ہم ہرگز نہ مانین گے اسکو شعبدہ
جانین گے تمام اہالیان دربار ان باتون کو بگوش ہوش سن رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ملکہ مہرخ
نے کیا خوب بات فرمائی ہو مشعل نے کچھ کان مین ملکہ حیرت کے کہا حیرت اٹھکر خلوت مین گئی ملکہ
مہرخ نے مشعل پر تاکید کی لیے آئیے سر جھکا کر بیٹھیے ہم ہاتھ تلوار کا مارین آپکا پلٹ ہو کر زندہ
ہو جائیے ہم ابھی اطاعت کرین کل سردار ہمارے قبضے مین ہین سبکو لاکر قدمون پر گرادین ابھی
کل [illegible] صاف ہو جائے مشعل نے کہا ذرا تامل فرمائیے ملکہ حیرت ابھی تشریف لائین ملاحظہ فرمائین
تجربہ اپنے ہاتھ سے قتل کرنا خوب تلوار کو تیز کر رکھیے ملکہ حیرت نے گوشے مین جاکر یہ سامان کیا ایک
طائر منگا کر اسکی گردن مروڑی مردہ طائر کو دوپٹے مین چھپا لیا ابرق کو بلا کر حکم دیا کہ ایک جوان
خوش رو کو تنہائی مین لیجاؤ اسکی گردن مروڑ کر مردہ بناؤ زیر تخت لاکر چھپاؤ جسوقت ملکہ مہرخ مشعل
پر ہاتھ لگائین ہمین فورا طائر مردہ اسکے دہن سے ملادونگی تم مردہ میرے سامنے پیش کر دینا
کہ یہ مردہ دوسرے کے گرد ہوگی طائر سے روح مردے کے جسم مین اترائیگی مردہ نعرہ کرکے اٹھیگا [illegible]
مشعل مہرخ قاتل ہوگی آج ہی خاتمہ ہو جائیگا حیرت یہ انتظام کرکے طائر مردہ کو اپنے دوپٹے
مین چھپائے ہوئے آکے کرسی پر بیٹھی ابرق نے زیر تخت مردہ انسان کا عقلمندی سے پہونچایا ایسا
مشعل نے حیرت کو دیکھا کہ قتل سامان ہو گیا کہا کیون ملکہ مہرخ آؤ امتحان کرو یہ واضح رہے کہ یہ مہرخ
نہین ہو بلکہ خواجہ عمرو ملکہ [illegible] بنکر آئے ہین باغبان وغیرہ نے خواجہ عمرو کو سمجھا دیا تھا کہ مشعل
کا یا پلٹ ہو کر کیا جیسا ہو طائران مردہ موجود رہین مردہ انسان کا بھی ایک نہ ایک ضرور حاضر رہیگا کہ
ناگہان مشعل نے کہ طائر مردہ کو اسکے دہن سے لگا دیگا پہلے وہ جسم طائر مین اتر آئیگا پھر انسان

میں سمائیگا اب خواجہ عمرو کو طریقے سے معلوم ہوا کہ حیرت انتظام کرکے آئی ہے چالاک بصورت
صندل دربار میں موجود ہے عمرو نے کہ بشکل مہرخ تلوار لیے کھڑے ہیں پکار آواز دی سب اپنے اپنے
کام پر مستعد ہوں انتظام میں مصروف رہیں حیرت زوجہ شاہنشاہ افراسیاب تماشا دیکھ رہی ہے فوراً
چالاک سمجھ گیا کہ قبلہ و کعبہ کی مراد یہ ہے کہ حیرت کو روکا جائے فوراً کنیز بنکر پشت حیرت پر آ کھڑا ہوا
برق تڑپکر بشکل ساحرہ برق کے سر پہ پہنچا چالاک نے آواز دی کہ اے ملکہ مہرخ اب تلوار سر
شاہنشاہ مشتعل پر لگا ہے آپکی تلوار کا کاٹ و تحسین عمرو نے پلٹ کے دیکھا سیر انداز نظر بشکل کنیز
پشت ملکہ حیرت پر کھڑا ہے میرا مطلب بائی ہو چکا مطلب تو یہ تھا کہ انتظام ہو نے پائے اور روح
مشتعل جسم سے نکلجائے اب ملکہ مہرخ نقلی تیغہ برق زا نیام سے کھینچکر لپکد کہ فوراً اٹھیں مشتعل
بھی دو چار جام اور پیکر تخت سے کودا کہنے لگا مہر جواد بیست میں بھی جھکا کے سر ہوں مہرخال بیٹھا
تم قتل کرنے آؤ سر وہی سنبھال کے عمرو نے پتھر اپنا لاچا ایسا کھینچ مارون کہ وہ ہی ٹکڑے ہوں
تسمہ بھی نہ لگا رہے بقول آتش فرد کبھی ہمت جوشش ہم اٹھاؤں میں تو تلوار وہ پڑی کہ نہ تسمہ لگا
رہا عمرو نے تو یہاں پتھر اپنا لا لیکن فلک کج رفتار گردوں غدار در پئے آزار ہے عقل و فطرت سب کی
ہے چشم زدن میں سنگ تفرقہ پھینکتا ہے اسکی شعبدہ بازی سے بچنا غیر ممکن ہے افراسیاب پہلوے
ملکہ ماہیان زمرد پوش میں بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے یکایک ملکہ ماہیان نے کہا دیکھو ای
افراسیاب تو مشتعل جادو کو چھوڑ کر یہاں چلا آیا ایسا نہو اسے بدعت عیاری عمرو اسکو قتل کرے
وہ بلاے روزگار ہے افراسیاب نے کہا ماہی اسان ورق ساحری تو دیکھیے پردہ اٹھا کر ماہیان
نے دیکھا منہ پیٹ لیا کہا او افراسیاب جلد اپنے کو بارگاہ میں پہنچا عمرو اسکو بشکل مہرخ کے
مارا چاہتا ہے افراسیاب بدحواس ہو کر اٹھا شکل برق جہندہ کوکا عمرو چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے
آسمان سے آواز آئی او ساربان نژاد کیا کرتا ہے سنبھل شاہنشاہ افراسیاب آئے شہنشاہ مشتعل
آپ نے بڑا دھوکا کھایا چالاک تو ایک جانب کھا گا برق تڑپکر نکل گیا افراسیاب بجلی کیطرح کوند کر زمین
پر گرا عمرو کود کر کنارے ہوا افراسیاب و حیرت و مشتعل عمرو کے پیچھے دوڑے باہر بارگاہ سے
بائیس لاکھ فوج جرار غرق آہن ہے افراز و قراز جادو سرداران مشتعل کی موجود ہیں عمرو جست
کرکے بارگاہ سے پچاس قدم باہر آیا افراسیاب و مشتعل بھی نکلے عمرو نعرہ کرکے ٹھہر گیا ہمیچ کا زنبیلہ پر جھک کر نعرہ کیا

اور مشعل بیعقل معلوم ہوا تو صرف کا یا پلٹ ہی جانتا ہے میں نے تو ابھی تجھکو مارا ہوتا مگر تجھکو پایا بغیرت ہے میں غیر ساحر ہون کیا میرا اچھا کرتا ہے بائیس لاکھ ساحر فوج کش ہے اگر دعوی مردی رکھتا ہے ان سبکو حکم دے کہ مجھکو گرفتار کرین لیکن سحر نکرین دیکھو تو کیسا تماشا دکھاتا ہون میں اسکا عیار ہون جسکا لقب ہے کشتہ جفت سیمرغ بہ رزمصاف در ہم زنندۂ لشکر دیوان قاف امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف رزم افروز ثانی سلیمان قاتل کافران داماد نوشیروان اس آقا نامدار کے ساتھ صف شکنی تیغ زنی کی ہے آج تماشا جرات کا بھی دیکھ لے اے افراسیاب سقام غیرت ہے کہ تنہا اس مرد ضعیف مشت استخوان کا سر مجبور کر بیٹھے ہو دیکھو اکیلا میر میدان بارہ لاکھ جوان کو ٹوکتا ہے جو مرد ہون تلوارین کھینچکر آئین اگر ہے جرات گرفتار کرلین ابھی تیر اندیشی اختیار کرون افراسیاب شرما گیا مشعل کے پاس پہنچ گیا سے دیکھا کہ عمرو بصورت اصلی بیچ میں کھینچے کھڑا ہے پکار رہا ہے جسکو دعوئی جرات ہو سامنے آئے وہ دلا ڈلے بس غصہ میں افراسیاب نے آواز دی خبردار کوئی عمرو پر سحر نہ کرے تیر و تلوار و خنجر سے مار لو تمام کفار ان خرکیت میمون خصلت عمرو پر بلوہ کرکے جا پڑے عمرو نے نام رب اکبر کا لیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے نعرہ مردانہ کیا نظم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے ڈر سے کانپتا ہے جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانیکا مکار و عیار ہون	ہرا تیز رفتار ہون گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاتی ہے ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی پا سے ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو	دوبارہ جہان گرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

نعرۂ شیرانہ کرکے لشکر خونخوار پر مردانہ وار جا پڑا مثل برق جہندہ تڑپ تڑپ کر ادھر ادھر فوج ستم کی کائی کی طرح پھٹی جاتی تھی تلوار پر تلوار برس رہی ہے پر بھی صدہا کو زخمی کر چکا ہے نظم

یکی را بہ بازو یکی را بہ سر	یکی را بہ پشت و یکی بر کمر	درید و دریدند و بشکست و بست
یلان را سر و سینہ و پا و دست		

جھجھک کر جسپر بیچ مارا سر پر ساحر کے پڑا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے عمرو نے تڑپ کر جست کی بھی کسی ساحر کے کاندھے پر پاؤن جما دیے وہ گھبرا کر پلٹا عمرو نے اپنے کر خنجر مارا اسکا دھڑ سے زمین پر گرا کسی نے عمرو پر نیزہ مارا عمرو نے بچ کر خالی دیا وہ نکان مین جھکا عمرو نے کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر ساحر زبون سیرگے دو ٹکڑے ہو گئے کسی کو کاٹ مارا شکم ساحر کا چاک کیا جھگڑا پاک کیا ہمہ تن چشم بنا ہوا افراسیاب کاغذی سیر تماشا دیکھ رہا ہے

ہر ایک کے قتل کی گھات میں چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہیں ساحر کف افسوس مل رہے ہیں کسی کو سر تا پا گھن دیکھکر پر ہاتھ مارا کبھی بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ لگایا چار چار کے پیر اُڑ گئے کبھی لوٹ ماری قتل کرتا ہوا مردوں میں جا کر چھپا پھر اُٹھکر جست کی بلند قدوں کی ہمت پست کی اکثر زخم بھی کھا لئے جراحت کے غرے اُٹھا لئے سبکی آنکھوں میں چکا چوندھ ہے برق شمشیر چمک رہی ہے سروں کی کالی گھٹا چھائی ہے سر پہ مینہ برس رہے ہیں دریاے خون جاری ہے نقیب پکار رہے ہیں یہ اشعار

آج مقتل میں یہ جانبازوں کی کثرت ہوگی — تیغ قاتل کو نہ دم لینے کی مہلت ہوگی
سیر ہی آب دم تیغ سے ہو جاینگے — چشم جوہر میں کہاں تک نہ مروت ہوگی
کون ہوگا مرے بعد اسکے سوا تھامے دار — بیکسی سوگ نشین غمزدہ حسرت ہوگی
رسکی مجھے میزان قیامت نہ سُبک — سر سے سینے پہ اگر آپ کی رحمت ہوگی
اسنے بسمل کا نہ تسمہ بھی لگا رکھے گا — سر سے قاتل میں اگر کچھ بھی مروت ہوگی

ہنگامہ گیر و دار بلند ہے افراسیاب و مشتعل دیکھ رہے ہیں جرأت عمرو پہ وجد کر رہے ہیں سکتہ کا عالم ہے اپنی فوج کے قتل ہونیکا غم ہے ہر ایک کی چشم پر نم ہے ہزار ہا بسمل پڑے سسکتے ہیں کتنے بیجان ہو چکے ہیں قرنا الٹی سانسیں لے رہی ہے دمامے پھول کر ڈھول ہوے ڈھول کا پیٹ خالی ہے اسکے چوبوں سے سر پیٹ رہے ہیں لیا لیا کے بدلے ہیہا ہیہا کو بھاگو کی آتی ہے ندرہ عمرو سے زمین تھرائی ہے چہرہ غصے سے گلنار ہاتھ میں کھینچی ہوئی تلوار نیزوں کی سنا نین اُڑادیں طعن کون کرے زبان قلم بود ہے چوب نشان بید کانپ رہی ہیں لرزہ چڑھا ہے علموں پر بار الم پھر یرون کو چاک ہونیکا غم بہت ہے علم کٹکر زمین پر گرے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کفن میں مردے ہیں زمین خون سے لال ساحروں کا عجیب حال کوئی زخمی کوئی پامال ساحر تلوار کی لڑائی سے عاجز ہیں کبھی بھاگتے ہیں کبھی کہتے ہیں یار کس سے لڑیں عمرو ہمکو معلوم نہیں ہوتا بجلی تڑپ رہی ہے مشتعل نے قرار واقرار کو حکم دیا ارے تم کیا دیکھ رہے ہو تلوار سے سر عمرو کا کاٹ لو قضا سے کار قرار جادو اپنے کو جاودان جانتا تھا کہتا تھا کبھی ہے خبردار خبردار کہکے بڑھا اور ساربان زادے ستم قرار جادو و زینت پیاوے شاہنشاہ مشتعل خونخوار عمرو نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر مہیب قوی تن قوی ہیکل سیہ فام بد انجام تیور کے بدل رہا ہے عمرو نے کہا ابے یہ نٹ بازی کیسی قریب آکر لٹھ دیکھ تجھکو ساحروں کے حربے سے مہلت

نہیں ہو برابر روک رہا ہوں تو بھی اگر مقابلہ کرے جہنم میں پہونچا دوں شعلۂ شمشیر بھڑک رہا ہی قرار تلوار کھینچ کر چاہا
عمرو پر ہاتھ مارا عمرو نے وار کو اُس نابکار کے خالی دیا بڑے زور و شور سے اسنے ہاتھ مارا تھا جھونکا سا میں
تلوار کے جھکا عمرو نے اوپر سے ہاتھ مارا اپنے سر اُٹھایا برق شمشیر چمک کر گری خود و دابلہ و مغفر [illegible]
کاٹ کر سر اُسکا مثل کلّہ اور جبڑے کو کاٹتا زمین میں تلوار نے بوسہ دیا خاک اُڑی عمرو نے نعرۂ تکبیر کیا آواز دی
وہ مارا افرار جادو نے دور سے جو دیکھا کہ قوت بازو مارا گیا اسکے کلیجہ پکڑ لیا ہائے بھائی ہائے
بھائی کہکے چیخنے لگا لڑائی بھڑائی بھولا غصے میں طرف عمرو کے چلا ساتھ والوں سے کہتا ہوا
کہ صاحبو نئی طرح کی بات ہی شہنشاہ ہم کو حکم دیتے ہیں تلوار سے لڑو سحر و ساحری نہ کرو ہم
لوگ تیر و تبر کو کیا جانیں سحر و ساحری کے واقف کار فنون سپاہ گری میں بیکار اسی وجہ سے
ہمارا بھائی بھی مارا گیا کیسا ساحر زبردست تھا یہ کہکے جھولی سے گولہ نکالا منتر پڑھتا ہوا چلا
قرار کے مرنے کی جب آواز کان میں مشتعل کے پہونچی بیقرار ہو گیا افراسیاب سے
کہا ای شہنشاہ غضب ہو گیا میرا پرانا سپہ سالار مارا گیا افراسیاب نے کہا لڑائی میں یہی ہوتا ہی
اتنی دیر میں افرار ہو ہو کرتا ہوا بڑھا قریب عمرو کے پہونچا داہنے ہاتھ میں تلوار بائیں ہاتھ میں گولہ
زیر دامن چھپائے ہوے نعرہ کیا او ساربان زادے تو نے میرے بھائی کو مارا میرا کچھ خوف
نہ کیا اب شربت مرگ کا مزا چکھ میں افرار جادو دل سے اقرار کر کے چلا ہوں کہ بدون قتل عمرو
نہ پلٹونگا یہ کہکے آواز دی کہ صاحبو گرد سے عمرو کے ہٹ جاؤ قریب نہ آؤ میں اپنے بھائی کے
خون کا بدلا لونگا عمرو کا سر کاٹونگا جادوگر الگ ہو گئے عمرو نہتے کی نہ سنتے ہو رہے سامنے
افرار کے آیا کہا اپنے بھائی سے تجھکو بڑی محبت ہی اُسی کے پاس تجھکو پہونچا دونگا وہ بھی تیرا
انتظار کر رہا ہی اب افراسیاب و مشتعل نے بھی دیکھا کہ بائیں ہاتھ میں اسکے گولہ ہی زیر دامن
چھپائے ہوے ہی افراسیاب نے پکار کے آواز دی ای افرار خبردار بد ذات اور
شہنشاہ مشتعل عہد کر چکے ہیں عمرو پر سحر نہ کرنا سب آبرو جاتی رہیگی ایک پہر لاکھوں کروڑیں اُسکی
جرأت دیکھو ہم انصاف پسند ہیں افرار نے افراسیاب کو کچھ جواب نہ دیا مشتعل نے بھی پکارا
اسنے قوت بازو [illegible] سحر نہ کرنا افرار نے کہا آپ ایسا فرماتے ہیں ہم ساحر ہیں سپاہی نہیں ہیں شمشیر
زنی کیا جانیں عمرو کو [illegible] ہمارا بھائی مارا گیا [illegible] ہم ہرگز نہ مانینگے

مشتعل و افراسیاب ہاں ہاں کرتے رہے اُسنے جھپٹکر گولہ سحر کا عمرو پر مارا گولہ پھٹا عمرو لہرا کے زمین پر گرا گرتے گرتے آواز دی ای افراسیاب و ای مشتعل لعنت ہو تمپر خنجر تلوار و تیر سے کام نہ چلا مجھکو کوئی بھی قتل نہ کر سکا آخر ملعون نے سحر کیا دیکھا اسکو منع کر انجام اسکا برا ہے پیر سے شاگرد قیامت برپا کرینگے افراسیاب و مشتعل کو پکارا کسی نے جواب نہ دیا تب عمرو گھبرایا ادھر افرا تیغہ اٹھا کے چھوٹا بڑھا عمرو اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوا کہ افرار مجھے قتل کرنے آتا ہے افراسیاب و مشتعل کو پکارا انہیں سے کسی نے جواب نہ دیا بس سے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار دادرسی اے کردگار اس نامرد کے ہاتھ سے بچا لے اُسوقت تو تمام لشکر میں ایک غلغلہ بلند ہے ہر ایک یہی کہتا ہے افرار جادو نے جرأت کے خلاف کیا سبکو بدنام کریگا مگر افرار کسکی سنتا ہے عمرو بلبلا بلبلا کر رجوع قلب سے دعا کر رہا ہے کہ ای نظم

شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشائش تو
بر من منگر بکرم خویش نگر

ای معبود کوہ سراندیب پر وعدہ ہو چکا ہے آج تو وقت کا سامنا ہے اس آفت آسمانی سے بچا لے سب نے دیکھا کہ افرار قریب عمرو پہونچا عمرو کے ہاتھ پاؤں بیکار تھے سحر میں افرار کے پھنسا ہوا کبھی اٹھاتا کبھی بیٹھا جاتا تھا ایسی حالت میں اُس نامرد نے آکر تیغہ مارا سب نے دیکھا عمرو پر تلوار پڑی عمرو کے دو ٹکڑے ہو کے ایک غبار بلند ہوا اندھیرا چھا گیا افراسیاب نے پکار کر کہا بڑا غضب ہوا اب شاگردان عمرو افرار کو نہ چھوڑینگے غضب ہوا آج فیصلہ ہو گیا اب کسکا قدم ہے یہ سارا بان زادہ بڑا خطر ناک تھا آج کس ذلت و خواری سے مارا گیا ابتو حمزہ و بہار کے دانت کھٹے ہو جائینگے کس برتے پر لڑینگے مسلمان اپنا سر پیٹینگے ہوش اُڑ جائینگے بھاگ جائینگے یکایک وہ غبار شق ہوا آواز آئی کہ تمہارا نام سن افرار جادو بدذات جو سنیہ دیکھا لاشہ افرار پڑا ہوا تڑپ رہا ہے عمرو ندارد لیکن ایک برق آسمان پر چمکی آواز آئی انہم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر او افراسیاب شرم نہ آئی کہ ایک عیار کو باوجود ہاتھ نہ قتل کر سکے آخر سحر و ساحری سے کام لیا ہماری زندگی میں مجال ہے کہ کوئی خواجہ عمرو کو مار سکے یہ دیکھ دین لیجا تے ہیں افراسیاب گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا چاہا قصد کرے کہ کوکب پر جا پڑے مگر حیرت کمر سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جانے دیجیے مشتعل جادو و سبتا لڑکا افرار و افرار کے مارے جانیکا

صدمۂ عظیم ہوا کہا اے افراسیاب اب مسلمانوں کو زندہ نہ چھوڑونگا میرے بہانے سردار مارے گئے افراسیاب نے کہا ہزار ہا غدار لشکر حاضر ہیں پہ کوکب چند سردار پیش کیے تاکید کی کہ خبردار ہمیشہ خدمت شہنشاہ مشتعل میں حاضر رہو فرمانبرداری میں کبھی عذر نہ کرنا جس امر کو شہنشاہ کہیں بجا لائیو بہر کبھی فرماویں قبول کرنا بسر و چشم وہ کام کرنا مجھسے بڑھ کر شہنشاہ کو سمجھنا اب دو کلمہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے گذارش ہوتے ہیں کہ خواجہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر جمشیدی میں پایا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر برہمن روشن تن و ملکہ شیران شمشیر زن و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ حنا ستے گلگون پوش وغیرہ سب دربار میں موجود ہیں شہنشاہ کوکب نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگایا کہا خواجہ ہو آپ نے کیا کیا کیسے ہو آئے دربار میں چلے گئے عمرو نے کہا اے کوکب میں نے حمزاد سے کو مارا ہوتا مگر افراسیاب آگیا کوکب نے کہا خواب میں دیکھ رہا تھا جرأت و واقعہ میں سب حال مجھپر آئینہ تھا میرے دل کو کب قرار ہے جس وقت سے یہاں آیا آپ رواقہ حرام ہوا استاد فیض بنیاد نور افشان جادو نے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ خواجہ عمرو کو بلا بھیجو ہمیں کچھ صلاح کرنا ہے آپ اب تشریف رکھیے میں استاد کو بلاتا ہوں برہمن ایسا نجومی کامل ہوا اکمل ستارہ شناس فلک اساس سر جھکائے بیٹھا ہے خواجہ نے کہا اے برہمن تم کہو کیا ہونا ہے برہمن نے کہا خواجہ اچھا سر پہ ہاتھ دھر کر رونا ہے پروردگار انجام بخیر کرے برہمن و خواجہ سے باتیں ہونے لگیں برہمن کی باتوں سے خواجہ عمرو کے ہوش اڑ گئے کہ اتنا بڑا کامل و اکمل ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نکالتا ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے لیکن کوکب نے اسی وقت ایک نامہ لکھکر طرف قصر نور افشانی کے روانہ کیا تھوڑے عرصہ کے نور افشان جادو تخت پر سوار دونوں شاہزادیاں ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونوں پہلوؤں میں نور افشان آکر پہونچا خواجہ سے بغلگیر ہوا دونوں شاہزادیوں نے سلام کیا عمرو نے دعا دی نور افشان نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری چند باتیں مجھے آپ سے عرض کرنا ہیں تم کو آپ بگوش ہوش سماعت فرمائیے جس طرح سے شیر آشکا انتظام اسی طور سے کیجیے ہرگز ہرگز خلاف نہ کیجیے گا ورنہ بڑی قباحت ہوگی سخت مصیبت ہوگی اور بھی آفت ہوگی کہ پھر یہ نازنینان ماہ رخسار گلعذار نہ ملینگی مفت ہاتھ سے جاتی رہینگی بجز کف افسوس ملنے کے کچھ نہ ملیگا اب ذرا بھی غفلت نہ کیجیے گا سمجھ بوجھ کر کام کیجیے گا الحکم لٹھ کا حکم نہ فرمائیے گا مشتعل کا سامنا ہے اوروں کے نہیں ہے عمرو نے کہا آپ فرمائیے نور افشان نے کہا

خواجہ جب مقابلہ مشتعل سے ہو اپنے عیاروں پر تاکید کیجیے آپ بھی اس مضمون کو گوش ہوش سے سن رکھیے
جسوقت کہ آپکا سردار مقابلہ میں اس آتش مزاج شعلہ خو یعنی مشتعل جادو کے جاوے وہ ملعون آتش
قہر و غضب سے بھڑک کر اپنی روشنی دکھاوے سردار آپکا بیدم ہوکر زمین پر گرے اور وہ ملعون اُسکی
روح کو جسم طائر میں بند کرے لاشہ نہ جانے فوراً پائے وہ ناری قصد کریگا کہ جسم خاکی کو اُسکے جلادوں خاک
میں ملادوں اُسوقت عیاری کا یہ کام ہے جسطرح ہوسکے لاشہ اپنے قبضہ میں کیجیے ایک بارگاہ استادہ
کراکے اُنہیں باحتیاط لائق رکھیے نگہبان مقرر فرمائیے اُن لاشوں پر کوئی آنچ نہ آنے پائے شاید
انجام بخیر ہو خداوند کریم فضل اپنا شامل حال کرے جو قادر ہے کہ ہم سوچتے ہیں وہی پڑھنے پروردگار
عالم مردوں کو زندہ کرے بس اسبات کی اتنی استادی ہے کہ لاشے اُن کشتگان حسرت و یاس کے
نہ جلنے پائیں لیکن افراسیاب جادو تو سامنے ہی موجود رہیگا البتہ اُسکے سامنے عیاری کرنا
ایسے دانشمند کو دھوکا دیکر آگے سے لاشے اُٹھالانا دشوار ہے لیکن خواجہ صاحب جان لڑائیے جسطرح
ہوسکے ان نار نہاد شعلہ خو کو جلنے سے بچائیے عمرو نے کہا اے نور افشان بہت مشکل ہے ہاں
کہدینا کتنی بڑی بات ہے نور افشان نے کہا میں تو خود ہی عرض کرتا ہوں کہ نہایت دشوار ہے آپ
اگرچہ ایسی ہی کدو کاوش کرینگے تو کیا عجب ہے کہ پروردگار آسان کرے یاد رکھیے اگر لاشے نہ بچائیے
گا جبتک سردار کی روح اُسکے قبضہ کی انجام میں کوئی صورت نہیں عمرو نے جواب دیا جہانتک ہوسکیگا
کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھینگے واہم تدبیر بچائینگے اپنے کوشش نقش قدم مٹائینگے لاشے بچائینگے نور افشان و
خواجہ عمرو سے ایک عرصہ تک یہی رد و قدح رہی نور افشان خواجہ کو تنہائی میں بھی لیگیا سبب کچھ
سمجھایا بیان کوکب و بیدان از حد بیقرار حد کا انتشار ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہے کبھی کہتے ہیں کہ
ہنسا کیونکر ہوسکتا ہے ہمارے مد لشکر اسلام نہ جائیں اگر جائیں تو کس سے مقابلہ کریں کیا کریں وہ تو
ایک اشارے میں روح قبض کرتا ہے خدا عزت و آبرو بچاوے اس موذی کے چنگل سے چھڑاوے
نور افشان سے باتیں کرکے خواجہ باہر آئے نور افشان دم میں رخصت ہوکر اپنے قصر کی طرف
گئے خواجہ عمرو کوکب سے رخصت ہونے کوکب کے کان میں کہدیا خبردار خبردار ہزاران وغیرہ کو
تم آنے دینا جہاں تم وہ نہ چلے وہاں کیا ضرور ہے ہم تو سینہ سپر ہیں ہر طرح سے نثار ہیں اسد نامدار کو اگر
چھپایا ملکہ مہ جبین کو منع کر دیا بارگاہ میں نہ آؤ عمر شیخ ہی کے سر پر سارا بار ہے اسکا بچانیوالا پروردگار ہے

کوکب بھی مکرر خواجہ سے بہت رویا خواجہ رخصت ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے لیکن افراسیاب نے
ایک بارگاہ الگ مشعل جادو داستاد کرادی ہو چند طفلان کمسن اسکے پہلو مین ہین قرابے شراب
کے رکھے ہوے ہین شراب خواری مین مشغول ہو اُن لڑکون سے ٹھٹھول بازی کرتا جاتا ہو کسی کا ہاتھ
تھام لیا کسی کو گود مین کھینچا رات کا وقت ہو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہو کہتا ہو کل شہنشاہ طبل جنگی بجوائینگے
مابدولت کو خود انتظام کرنا ہوگا مطلع رہین تیار رہین مرد سے آدمیون کے چند موجود رہین جسوقت جیسا کام
ہو تلاش نہ کرنا پڑے یہان تو یہ کہتا برق فرنگی تمام کو اپنے لشکر سے نکلا خیال کیا چلو چلکے لشکر حیرت سے خبر لائین
بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا جنگل مین آکر دیکھا ابرق کوہ شگاف وزیر اعظم افراسیاب
دو لڑکون کو سمجھاتا ہوا لیے جاتا ہو وہ جانا نہ قبول کرتے تھے زبردستی گلا پکڑا ہو بیچارے غریبون کو رستہ
مین چلاتا ہو وہ داد و فریاد کرتے ہین ابرق اُن بیچارون کو نہین چھوڑتا سمجھاتا ہو ارے خدمت شہنشاہ
مشعل مین چلو لباس پر تکلف پہننے کو روپیہ صرف کرنیکو ملینگے جاگیر دلوائینگے گانون مین بطور رعایا رہتے
ہو زمیندارون کی جفائین سہتے ہو تمکو ٹھاکر بنائینگے گانون بھی معافی مین دلوائینگے وہ بیچارے روتے
ہین کہتے ہین ہمارے ماں باپ کل اسی طرح گئے پلٹ کے نہ آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری یہ جو برق نے
سنا کہ وہ لڑکے فریاد و الغیاث کرتے ہین ابرق خوشامدین کر رہا ہو گانون سے اتفاقاً دس بارہ گنوار آتے
تھے اُنھون نے دیکھا ہمارے گانون کے لڑکون کو ایک شخص پکڑے لیے جاتا ہو لٹھ تان کے دوڑے
کہا ارے یہ بڑو فسردہ ہو اسکو پکڑلو ٹھاکر کے سامنے لے چلو ابرق نے جو دیکھا کہ دس بارہ گنوار
آپہونچے ایسا نہ ہو کسی کا لٹھ سر پر پڑجائے سر پھٹ جائے تو لڑکون کو چھوڑ کے بھاگا گنوار دوڑے
ابرق نکل گیا پہاڑ مین جاکے چھپا گنوارون نے آکر لڑکون کو کہو لا طرف اپنے گانون کے لیگئے اب ابرق
پریشان ہوا اور کوہ سے لپٹا اور وہ سوچتا ہوا نکلا کہ یہ تو بڑی بُری بات ہوئی گنوار مجھکو اب پہچان گئے
ہونگے نہین ملتے افراسیاب خفا ہوگا شاہنشاہ مشعل کی رات کیونکر کٹیگی برق نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین
آیا چلو آج مشعل کا چراغ حیات گل کرین یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری نکالا کمسن خوبرو کی وضع بنکر تیار ہوا ظاہر
چودہ پندرہ سولہ برس کا سن معلوم ہوتا ہو سر پر کارچوبی ٹوپی ترچھی جوڑا بندھا ہوا انگلنا جوڑا بدن مین کامدار جوتا پہنے ہو
ہاتھ مین دستی دانتون مین لگا مسی کاجل آنکھون مین کھنچا ہوا چھلیان بجاتا گاتا اسکرا آتا چھیلیا ان کرتا چلا آتا ہو ابرق جو متوجہ
دیکھا کہ نعال ہو گیا جی مین کہنے لگا یہ تو لڑکی نازنین ہو ایسا حسین وحسینون ایک کاہیکو ملیگا فوراً آواز دی

شعر اسراف دیکھیے سنہ پھیر کے جانے والے وہ یان بھی رہتے ہین ترسے نازاُٹھانے والے یہ برق نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر جواب دیا اونٹ گھٹ تو کون ہو جو راہ گیرون کو روکتا ہو ہمکو کیون ٹوکتا ہو تیرا مطلب کیا ہو کیا کوئی چور اچکا ہو یا کوئی نیا گچا ہو قطع مبارک تو مسخرون کی سی معلوم ہوتی ہو ابرق ان حیلہ کا دوست پھڑک گیا انتہا کا خوش ہوا قریب آکے ہاتھ تھام لیا کہا میان ہمارے ساتھ چلو ایسے کا سا شاگرد این تمکو ہزار رو پیہ لین بڑا قدر دان ہو برق نے مسکرا کر کہا وہ نگوڑا کون ہو اُسکا نام تو بتاؤ مین تمھارے ساتھ چلتا ہون وہ کھیل دکھاؤن گھبرا جائین پھر کبھی دوسرے کو نچا ہین کسی اور کا نام نہ لین میری ہی جو تیون کے سے رہین پانی بھرا کرین ابرق باتین کرتا ہوا چلا دلین کہتا ہو کہ لڑکا بڑا اتماق پڑاق ہو چٹکیان بجاتا ہو غزلین گاتا ہو اس عرصہ مین برق یعنے اسی طفل خوبرو نے کہا سنو میان ابرق ہمارے استاد جسے مرنے سے یہ غزل گایا کرتے تھے ہمنے بھی یاد کی ہو

غزل

کیا نظر ہی تمھیں یارون سے تو کہیے
گر کہیے نہ لاکھون ہزارون سے تو کہیے
پھر تم نہ کہین حضرت عیسیٰ اگر اُنسے
فرصت ہو تپ غم کے ہزارون سے تو کہیے
ان دانتون کو کیا سوتیون کہتے ہو پیشتر
کسواسطے پہ سینہ فگارون سے تو کہیے
گر منہ سے نہین کہتے اشارون سے تو کہیے
کیا کہتے ہو آئینگے سرِ خاک شہیدان
کیہ یہ قسم عشق کے مارون سے تو کہیے
موقوف ہو گر دل کا شکار آن و ادا پر
ہوتے نہین کچھ مال شکارون سے تو کہیے
کیہ نہ تنگ حاضر آ ہو وفد کبھی
حال دل بیتاب کہا جاسکے تو کہیے
کچھ فتنے اُٹھانے ہون قرارون سے تو کہیے
کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
تو پہلے کچھ ان بیقرارون سے تو کہیے
شانہ کا دل چاک ہی سینہ آ کچھ آیا
کھکر اُسے سنتا ہو ہزارون سے تو کہیے

ابرق ان اشعار کو سنکر بہت مسرور ہوا جی مین کہنے لگا جب سے شہنشاہ مشتعل تشریف لائے ایسا سدا ترقی پہ پھر کبھی مین چل رہا ہو ورا د ر حرار حکمت نہوا اتفاقیا عجب ہو ہمارے شہنشاہ افراسیاب بھی شوقین ہین اپنی غزل سے سرفراز کرین ہنستا ہوا باتین کرتا طرف بارگاہ مشتعل کے لے چلا خیال مین گذرا کہ اے ابرق اگر ہمارے شہنشاہ افراسیاب جادو نے پسند کرلیا تو بڑی مشکل ہوگی حد ہے شہنشاہ مشتعل ہی کے لیے چلو آج شب بھی دہان کٹنا شعرا ہو ساقی ہے بیت کم ہین یہ سوچتا ہوا دروازے مشتعل جادو پر آیا حاجب و دربان سب حاضر ہین ابرق وزیر اندر گیا برق عیار کو باہر چھوڑ مشتعل جادو کو جھککر سلام کیا عرض کی حضور آج ایک معشوق دلفریب لایا ہون امیدوار ہون کہ ملاحظہ ہو ساقی سے لیکر میری عمر بڑھاؤ دیجیے مشتعل نے کہا اے ابرق ایسا مرتبہ تمھارا کرینگے کہ تا طلسم ہوشربا رشک کرین اب بہت جلد بلاؤ بادولت بیقرار ہین برق تڑپ کے اندر آیا مشتعل کی نگاہ پڑی نہایت حسین گلعذار طفل ماہ جبین

طرحدار وضعدار قد موزون سرو باغ دلفریبی رعنائی و زیبائی کرشمہ ناز دست بستہ ساتھ ہیں برق پھندا ہو
واندازہ واسطے تسلیم کے جھکا مشتعل نے اسکا ہاتھ بڑھا کے چاہا گلے سے لپٹا لون برق نے ایک طمانچہ
ماما شاق سے آواز آئی کہا نگوڑے گنوار لپٹا ہی جاتا ہے ادب سے رہ مشتعل پھڑک گیا اس ناز و ادا پہ مر گیا طمانچہ
کھا کے گال سہلانے لگا برق الگ بیٹھا ابریق تو سلام کرکے چلا گیا بارگاہ افراسیاب میں پہونچا افراسیاب
نے کہا اے ابریق کہو کوئی ساقی بچہ بھی خدمت شاہنشاہ مشتعل میں پہونچایا ابریق نے کہا اے شاہنشاہ
دیہات و قریات میں غلام بدنام ہوگیا ایسا ہر جگہ یہی مشہور ہے کہ ایک بردہ فروش آتا ہے لڑکوں کو پکڑ لیجاتا ہے آج
تو گنواروں نے مجھکو گھیر لیا تھا آپ کے اقبال سے بچا مگر آج ایک طفل مہر حسین و جمیل نہایت کوشش سے ملا ہے
کمبخت کی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے یقین ہے شاہنشاہ بہت خوش ہونگے مجھسے فرمایا ہو تمھاری عمر بڑھ جاوے گی اتنے میں تو
افراسیاب نے کہا اے وزیر عقلمند اسکی کیا حقیقت ہے وہ کیا عمر بڑھا سکتا ہے صرف عبادت ساحری کرکے
اسکو یہ کمال حاصل ہوا کہ پلٹ ہوگیا اور اسکو کچھ نہیں آتا لیکن جس دن سے اقرار جادو مارا گیا کوکب نے
اگر عمر کو بچا لیا آج صرصر نے کہا تھا کہ عمر پلٹ کر لشکر میں نہیں آیا یقین ہے کچھ تدبیر کرتا ہوگا عیاروں کی نگرداشت
لازم ہے مشتعل کی حاضری کی پھر تو فرصت میں رہے ابریق چلا کر اپنے کار ضروری میں مصروف ہوا افراسیاب
ناچ دیکھنے لگا حیرت جادو نے عرض کیا کہ حیرت کہتی ہے اے شہنشاہ کل ضرور طبل جنگ بجوا دیجئے ان
بچوں کو لڑا دیجئے لاکھوں من روپیہ شراب میں صرف ہوئے میخانہ میں ایک شراب کا قطرہ نہیں ہے جسقدر تیار ہوتی ہے
اُسی کے واسطے کچھ ہوتی ہیں بڑا پیچ ڈالا ہے افراسیاب نے کہا دو سو برس کے اندر میں سے نکلا ہے کاہے
سے شعلے نکل رہے ہیں مگر یہی عبادت ساحری سے استخوان جل رہے ہیں اپنا شراب سے ٹھنڈا کر رہا ہے
اور اگر زیادہ بھڑکتی ہو حقیقت میں اگر دو چار مہینے یہ اسی طرح رہا ایک قطرہ کسی کو شراب کا ممکن نہوگا گرفتاری
طفلان پر عمر سے بدنام ہوا ابریق کہتا تھا آج گنواروں نے گھیر لیا گروہ ساحر بہ پردست نہوتا اس استقامت آتا
ہاتھ پیر توڑتے وہ مشکیں باندھ کر لیجاتے میں بھی چاہتا ہوں جھٹ پٹ لڑائی ختم کرے میں اسکی طرف کوہ
عقیق سے روانہ کروں بار خاطرداری خداوند کے ذمے ہوا ایک ہفتہ سنبھالنا مشکل ہو جائیگا دیکھنا کہ
سلیمان کی خبر میں ہو کے کوہ بھی گھبرائیگا شہروں شہروں اُسکا پھیرا ہے جو دن جہاں رہے وہاں کا
حاکم شراب کا پیاسا ہو چکا ہے لیکن طفلان خوبرو ناممکن ہونگے اپنی اپنی عملداری میں ہر ایک کو اختیار ہے جو چاہے
[illegible] مشتعل کیا کہتے میں ٹہلتا ہوا چلا لیکن صنم برق فرنگی نادار [illegible]

اگر طلسم باطن لکھیگا دفتر اصلی کا نمونہ ہوگا حقیر نے سرا پا تصنیف کر کے نام تو البتہ طلسم ہوش ربا رہنے
دیا مگر کل داستان ہاے رنگین فصاحت آئین کو تازہ کیا سامعین بلند مقام و شاہزادگان ذوی الاحتشام
سالہا سال زبان سے حقیر کی بخوبی سماعت فرما چکے ہین اور اب اُن سامعین کے سامنے عرض کرتا ہون
کہ جن صاحبین نے استادان قدیم و جدید کو سماعت فرمایا ہو لیکن حقیر کی آبرو بڑھاتے ہین ارشاد فرماتے
ہین کہ جسطور سے حقیقت مین دفاتر لیعنی نوشیروان نامہ وغیرہ وہوشربا تو نے بیان کیا یہ داستانہا
دلچسپ کبھی نہ سماعت کی تحقیق ہر روز اشتیاق نو بیان نو عیاران بطرز جدید حالات کارزار فرزندان
صاحبقران حمزۂ نامدار و سرداران عالی وقار ہر مقام پر نئے طور سے واقع ہوے اسوقت مین لسان
والاسقام نے بعدہ کمال اشکستہ بال کو سرفراز فرمایا ہو حقیر کا رتبہ بڑھایا ہو **نظم**

پھر توسن کلک کی باگ سے	نشان برق عیار کا جادو سے	کوئی جام موجہ برق چالاک سے
تحلیل دسباب خیز دبیاک سے	دیے پھر کے مشعل کو باشادمان	کسی طرح پائی نہ اسنے سند
تڑپتا تھا دل مین یہ کیا ہو گیا	غم و رنج مین مبتلا ہو گیا	جب برق نے چار پانچ جام

اس بدانجام کو دیے بیہوشی ڈھیر دون ملائی کوئی کیفیت اُس بدمست شراب کبر و نخوت کی دگرگون نہوئی
اتنا البتہ منھ سے کہا تیرے ہاتھ کی شراب مین ذرا تلخی ہو یقین تھا کہ صدمۂ غم و الم سے خود برق بیہوش ہو جاے
پھر دل کو مضبوط کر کے سوچا کہ اے برق شاید بیہوشی بعرصہ دراز کی تھی جو کچھ بھی تاثیر نہ کی جباب بیہوشی تو ہر روز
نئے تیار ہوتے ہین اُنکی تاثیر کامل ہوگی یہ تصور کر کے ہنستا ہوا قریب مشعل آیا زانو سے زانو ملا کے بیٹھا
پانچون انگلیون مین پانچ حباب بیہوشی دبائے مسکرا کر کہا کیون او نالائق تجھکو دکھاتا ہون مین کہا سے
جاتا ہو یہ کہکر پانچون حباب بیہوشی دماغ پر مشعل کے تڑاق سے مارے مشعل نے اوپر کی سانس
لی کہا میرا معشوق حباب مارتا ہو نئے نئے کرشمہ دکھاتا ہو برق نے دوسرے ہاتھ سے بھی پانچون حباب
مارے وہ حمزہ اور زیادہ خوش ہوا ناگاہ افراسیاب پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ مشعل کے آیا دیکھتے ہی
سمجھا کہ برق فرنگی مشعل کے زانو سے زانو ملائے بیٹھا ہو چلبازی کر رہا ہو تاک تاک کے حباب
بیہوشی مارتا ہو مشعل بھی کہے جاتا ہو کیا اچھا معشوق شعبدہ باز طناز ملا ہو کس حسن و خوبی سے حباب
مارتا ہو یا گوہر آبدار وارتا ہو دریاے حسن و جمال کا در یتیم ہو اسکے خنجر ابروے خمدار سے دل دو نیم ہو آب آبرو اسکی
بڑھاؤنگا معشوق خاص بناؤنگا افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہو کیا بلا کا عیار ہو بڑا مکار ہو

اگر مشعل ایسا کھٹکا پہنچنے والا ہوتا اوندھا ہو جاتا پس افراسیاب نے نعرہ کیا کہا اے شاہنشاہ جیتا
اچھا ناکیسا ہے شاگرد تمھر و برق فرنگی عیار ہے حباب بیہوشی مار رہا ہے اپنے کو بچا بیٹھے ہوش مین آ ئیے
برق نے جو دیکھا کہ افراسیاب آ پہونچا گھبرا گیا کہ اسے مین نے تو اتنا بڑا کام کیا کوئی مطلب حاصل نہ
ہوا مگر دلیرانہ رستمانہ کر کے خنجر کھینچا نعرہ کیا نعرہ مہتر برق فرنگی

منم برق رفتار خنجر گذار
کنم پردلان را بہ عالم ستوہ
بگرزو بہ گوپال و تیر و سنان
منم یکہ کیش گران رہزار
کنم در وغا عرصہ بر شیر تنگ
برآرم دمار از سر پردلان
منم سہیل چون رو بیارم بہ کوہ
ہم آوردمن نیست کس وقت جنگ
یہ کہکے چپک کے خنجر مارا مشعل نے

سر ہٹا لیا خنجر ران پر پڑا تا بہ استخوان پہونچا اسنے خنجر کو ٹہکا کر حسب کی سرا پچے کے اُس پار نکل گیا فوراً
افراسیاب نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پاوے باہر خیمے کے نگہبان کھڑا تھا اسنے برق کے ہاتھ پہ گنڈ
ڈالا برق نے اُسکی کو کھہ پہ بقوت تمام خنجر مارا ساحر زخمی ہو کے گرا فوراً مر گیا اندھیرا ہوا تاریکی میں
برق تڑپ کے نکل گیا افراسیاب نے جو آکے دیکھا مشعل اپنے خون مین غوطے کھا رہا ہے ہائے
ہائے کی صدا بلند افراسیاب نے فوراً اسکا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا ملکہ حیرت جادو دوڑی صرصر و
ابریق و مصور و صورت نگار وغیرہ نے آکے جو دیکھا مشعل جادو کا گود مین افراسیاب
کے ران سے خون بہہ رہا ہے میان مشعل کراہ رہے ہین کہتے ہین کیا اچھا معشوق تھا ہیا سا مارتا
تھا یکایک خنجر مار کے بھاگ گیا بادولت کے درد ہوتا ہے افراسیاب نے کہا جراح کو بلاؤ
وزیرون نے جراح کو بلوایا جراح نے آکر زخم دوزی کی پھاہے مرہم کے چڑھا کے تھوڑی دیر مشعل
کے ہوش درست ہوئے افراسیاب نے کہا اے شاہنشاہ یہ کیا غضب ہوا آپکو ساحری تو جمشید
نے اسوقت بچایا بیہوشی تو نہین پلانے پایا مشعل نے کہا بیہوشی سے مجھے کیا خوف ہوگئی جام
اسنے پلائے مجھکو ذرا تلخی معلوم ہوئی جب حباب اسنے مارے مجھکو اک لطف ملتا تھا تمنے نعرہ کر کے
سارا مزا کھو دیا وہ ڈر کے بھاگ گیا افراسیاب نے کہا وہ حباب ہائے بیہوشی مار رہا تھا مشعل نے
کہا میرا نقصان ہوا تمنے ناحق نعرہ کیا افراسیاب نے کہا خیر ہوئی ساحری و جمشید نے اسوقت
بچا لیا اگر خنجر سر پر پڑتا سر اُڑ جاتا بہتر ہوا کہ ران پر پڑا اسوقت طاہر کہان تھا جسکے جسم مین آپکو اتارتا
یا مردہ انسان جبتک ممکن کہ تا روح آپکے جسم سے نکلجاتی یہ سنکر مشعل بھی ڈرا کہا سچ کہتے ہو ہمارے خدا

ساحران مشغول جو عیاروں کو پہچانیں مقرر کرو افراسیاب نے کہا سوا عیاروں کے اور کوئی بھی نہ پہچانیگا پس صرصر و صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئیں مشتعل پھر شہر بخاری میں مشغول ہوا یہاں ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پہ جلوہ فرما ہیں سب سردار کہ صبح ہوئے کہ خواجہ عمرو طلسم نور افشان سے آئے کل حالات نور افشان جادو کے بیان کیے ملکہ مہرخ نے کہا خدا کا کہ یہ حقیقت میں آپکے واسطے بڑی مشکل ہے عمرو نے برق کو پوچھا چالاک نے کہا شام سے فکر مشتعل میں گیا ہے ابتک نہیں پلٹا عمرو نے گھبرا کر کہا نور افشان مجھے آگاہ کر چکا ہے کہ بیہوشی سے زوال مشتعل نہ ہوگا خدا برق کی جان بچائے یہ ذکر تھا کہ برق آکر پہونچا پسینے پسینے گھبرایا ہوا عمرو نے برق کو گلے سے لگا لیا پوچھا فرزند کیا گذری برق نے کہا استاد میں نے کئی تولہ بیہوشی اس ملعون کو پلائی مگر کچھ تاثیر نہوئی میں جب بیہوش ہو گیا تھا وہ شمشیر لیکر کہتا تھا کہ لطف آتا ہے آخر افراسیاب آگیا تب میں نے خنجر مارا اسے لی تو آواز آئی تھی پھر نہیں معلوم کیا ہوا کہ جھٹ پٹ پہر بہر کاٹ کے آکر پہونچے عمرو نے پوچھا کہو مشتعل کا کیا حال ہے عرض کی حضور برق نے بڑا کام کیا خنجر مارا اسکی ران پر پڑا بہت حیران ہوا اسے کیا کہ اسپ دربار میں آکر بیٹھا ہے اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میرا بیہوشی کیا کر سکتی ہے بلکہ اسنے جو مجھکو جام پلایا شراب ملا کر نسخہ جاری رکھو میرے واسطے شراب میں بیہوشی ملا دیا کرو اب صرصر و صبا رفتار برائے نگہبانی مقرر ہوئی ہیں آج اسکو انتہا کا غصہ ہے کہتا ہے مسلمانوں کو سزا کے کامل دونگا میرے دونوں سپہ سالار بھی مارے گئے برق نے مجھکو بھی خنجر مارا یہ خبر سنکر دربار میں سبکے ہوش اڑ گئے ہر ایک سوچ رہا تھا کہ عیار بیچارہ کیا کریں اتنا بڑا کام کیا آخر کیا انجام ہوا اسی ذکر میں تمام دن گذرا ناگاہ مشتعل ماہتاب لعبد آفتاب روشن ہوئی محفل فلک نیلی میں جوانان ثابت و سیارگان کا ہجوم ہوا مشتعل جادو نے مہیا دکھلائی شاہنشاہ افراسیاب جادو دربار میں لعبد کبر و غرور تخت نکبت پر تاج کج کیے بیٹھا ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے ناچ ہو رہا ہے جام مئے ارغوانی گردش میں صدا ہے ہوشیار باش و نوشا نوش بلند ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان طبل جنگ کا بجوانا شہنشاہ مشتعل جادو کا اور آنا اسپاہ اسلام کا میدان میں اور مقابلہ ہونا [illegible]

آنکھوں سے مری کوہ و بیابان میں لگی آگ	جلنے لگے [illegible]
[illegible] جان میں لگی آگ	[illegible]

جب نالہ کیا عالم امکان میں لگی آگ

انگارے سے خورشید کو سمجھو نہ ذرا کم | دم میں جلادیگا ہفت طبق چرخ کے پیہم
کچھ دور نہیں عرش بھی جلجائے جو اسدم | ہر صبح شب وصل ہوے گرم فغان ہم

سمجھو شفق گنبد گردان میں لگی آگ

ای غنچہ دہن نام خدا سینہ ہی غضب سرخ | لالے کو نہیں مرتبہ بدن لعل ہی کب سرخ
لاکھا جو جمایا ہی تو وہ بھی ہی عجب سرخ | تیرے لب جان بخش ہوے پان سے جب سرخ

عالم نے کہا چشمۂ حیوان میں لگی آگ

اک غیرت پرکالۂ آتش ہی مرا دل | دیتا ہی تجھے دیکھ کے لگنے کی سزا دل
میرے بدن زار کو ہی قہر خدا دل | پہلو کی رگین پھنک گئین نالان جو ہوا دل

ہان تیر کے نالون سے نیستان میں لگی آگ

یہ ظلم تو مدت سے ہین اس کا نہین شکوہ | دلکو کوئی سمجھا نہ اللہ نہ سمجھا
ہوا اس سے فزون آگے کبھی تو سانحہ گذرا | غم نے دل صدپارہ جلایا تو غضب کیا

جب ظلم سے سیپارۂ قرآن میں لگی آگ

سوجون مین کبھی ہاتھون نے ترے آگ لگائی | سب شکل حبابون نے بھی انگارون کی پائی
ہر ماہی دریا وہین بھن بھن کے تہ آئی | دریا مین لگا دھونے جو تو دست حنائی

مشعل کی طرح پنجۂ مرجان میں لگی آگ

کیون گرمی کے مارے نہون ذرات پریشان | انگارے برسنے لگے ہین ہمسرہ باران
کیا خاک بھلا پوچھون کہ جل جائیگا دامان | ساتھ اشکون کے آنے لگے لخت دل سوزان

دیکھو کہ ہر چشمۂ مژگان میں لگی آگ

برباد نہ کیون ریستہ ہو بیکار ہماری | لیتا نہین بھولے سے خبر یار ہماری
کی سب نے تلاش آہ کئی بار ہماری | بدنام ہوئی آہ شرربار ہماری

ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان میں لگی آگ

مشتعل مہمل مغرور متکبر شراب خواری مین مصروف ہو دوستداران کے بیقرار جب کہ نشہ شراب کا

ہوا پیچ و تاب کھا کر کہا اے شہنشاہ طلسم ہوشربا اے یکہ تاز میدان سحر سازی و اے شہسوار عرصۂ شعبدہ بازی
حکم دو کہ طبل جنگی بجے اب بادولت کو تامل ناگوار ہے مسلمانوں کی موت قریب آئی بادولت نے آج
نئی بڑی مصیبت اٹھائی دو سپہ سالار قتل ہوئے خود ان پر زخم کاری کیا یا کسقدر حیران و پریشان
ہوا اب تساہل کیا ضرور ہے اسوقت قلب کو سرور ہے غرض بموجب حکم مشتعل اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی لشکر افراسیاب میں ہنگامہ ہوا شہنشاہ مشتعل نے طبل جنگی بجوایا اب مسلمان سراغ ہور و مار
تلاش کرینگے بھاگ گئے پھر بیٹھینگے جو اسیبان لشکر اسلام جو یہاں سے خبر حاضر تھے خبریں دریافت کر کے چلے یہاں
لشکر اسلام میں بارگاہ آراستہ و پیراستہ میں عیاروں کی موجودگی میں ذکر عیاری برق ہو رہا ہے برق کہتا ہے کیا
کہوں خنجر نے خدا کی سپر اُس خود سر کے نہ پڑا ورنہ مشتعل مارا ہی تھا آپ ٹہرتا خواجہ عمرو فرماتے ہیں حقیقت میں
برق نے بڑا کام کیا لیکن اسکی موت نہ تھی دیکھیں فلک کیا رنج و الم دکھاتا ہے کیا سامان خرابی نکلتا آتا ہے
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعاے جان درازی دی طلسم مسدس

رہے نام سلیمان نگین حکم روائی سے	رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے	سکندر تا جو نامی سکۂ کشور ستانی سے
بڑا ای خسرو والا حشم عالم مسخر ہو	سر پر سلطنت پر تو ہمیشہ داد گستر ہو
بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی	روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
زمین میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی	پر جوہر وہ قیمت اور قیمت کو فراوانی
ترا شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو	ترے قبضے میں بحر و بر گہر ہو کان پر زر ہو

شہنشاہ گردون پناہ کی عمر دراز ہو ترقی جاہ و جلال دوست شاد و دشمن پائمال مشتعل جادو نے طبل جنگی
بجوایا کل اُس ملعون کا قصد ہے کہ لشکر ظفر اثر سے مقابلہ کرے ملکہ مہرخ کو سناتا گیا لیکن خواجہ نے
بشاش ہوکر حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم قضا شیم چار سو
نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی لشکر میں مشہور ہوا کل مشتعل سے مقابلہ ہے خدا اُسکی گرمی سے بچائے
جان دینے والوں نے کہا انشاء اللہ دم جرأت بھرینگے مشتعل کو ٹھنڈا کرینگے لیکن خواجہ عمرو
نے الگ ایک خیمہ استادہ کرایا انجمن مشاورت کو منعقد کیا برق و چالاک و جانسوز و ضرغام و
سمتر قران کو اُس خیمے میں بلایا حکم ہوا کوئی سردار اسوقت یہاں نہ آئے عیاروں میں صلاح ہو

شاید اسی میں صورت فلاح ہو جب یہ عیار آئے عمرو نے کہا اے عیاران نامی و اے سرہنگان گرامی
کل صبح کو قیامت برپا ہوگی حالات سحر مشعل سن چکے ہی اسکا سحر ہے کہ آنکھ ملتے ہی روح قبض کر لیتا
ہو سب علاج کے وہان سامان تیار ہو رہے ہیں مجھے خبر ہوئی ہے کہ افراسیاب نے کئی جوان ہلاک کر کے
مردے ممکن کیے جانور باز و عقاب و عندلیب و طوطیان زرین بال وغیرہ جمع کر لیے جسوقت ہمارا ساحر
کریگا روح اسکی شمع مشعل سے لیکے ہوگی جسم طائر مردہ میں بند کریگا اُن طائرون کا نگہبان عقاب
جادو قرار پایا ہی سنا ہی کہ وہ اُن طائرون کو قفس میں بند کریگا حفاظت میں اُنکی مصروف رہیگا ایک جانب
صحرا میں آتش روشن ہوگی چند ساحر مقرر ہونگے کہ ہمارے ساحر کا مردہ اُٹھا کر اُس آتش سوزان میں ڈالدین
افراسیاب سامنے بیٹھا رہے انتظام موجود رہیگا اُسوقت یہ کام ہے کہ ہمارے ساحر کا مردہ نہ اُٹھانے پاوے
بطور جیسے بنے آپ لوگ اُس لاش پر قبضہ کرین احتیاط سے لا کر اک شیشے میں رکھین شاید مسبب الاسباب
کوئی سبب پیدا کرے نور افشان جادو نے تاکید بلیغ کی ہے کہ مردے نہ جلنے پائین سب نے عرض کی
اپنی جان مٹا دینگے لیکن مردے خیر خواہان دولت کے اُٹھا لینگے عمرو نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا
بھائیو حقیقت میں مقام سخت ہے سامنے افراسیاب کے بیٹیا کا جا کر آنکھون میں اُسکی خاک ڈالکر مردہ اٹھا لانا
بہت مشکل ہے میں بھی تم سبھون کے ساتھ موجود رہون جو کچھ ہو سکیگا سب صاحب الاعظم فرمائینگے سب نے
سر جھکا لیا کہا حضور ہی کے قدم کی برکت ہے ہماری کیا لیاقت ہے کہ حضور کے سامنے عیاری کرین عمرو نے
بخوبی سبکو سمجھایا جلسۂ عیاران برخاست ہوا یہان سرداران نامدار باغبان و بہار وغیرہ اپنے اپنے
خیمون میں آئے ہوم خانے آراستہ ہونے لگے سحر تیار ہونے لگے گل سا چہرہ بہار کا کمھلایا ہوا تھا فرمان
سب سے زیادہ متردد حیران تھے پیشتر کہ لشکر اسلام ہوئی اپنا طریقہ مقرر کر لیا جو کوئی ساحر چڑھ آیا
جا کر پہلے اس سے مقابلہ کیا کبھی نافرمان نے نافرمانی نہین کی سفیدۂ صبح لشکر اسلام کہلاتی ہے یہی سحر
کر رہی ہو ہر شخص کو عالم یاس اسی ہنگامے میں شمع ماہ تابان گل ہوئی چراغ آفتاب عالمتاب روشن ہوا
طائرون نے زمزمہ سرائی کی نسیم سحری کے جھونکے چلے لشکر اسلام میں صدائے تکبیر بلند ہوئی ملکہ مہرخ
سحر چشم تخت زرین پر سوار ہو کر برآمد ہوئین ملکہ بہار و باغبان نے سلام کیا ملکہ نافرمان و ملکہ
مہرخ موسے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و گلنار ارشمیم و زیور حشم جادو شاہزادیون نے
تخت شہنشاہی گھیر لیا شاہزادہ خورشید زرین سحر و کمل جادو و نور دیدہ مہرخ خوشخود منعا

وغیرہ بھی مرکب ہائے باد رفتار پر سوار اسباب سحر سے آراستہ طرف میدان کارزار کے چلے ادھر افراسیاب خانہ خراب اول در دولت مشتعل پر آیا دیکھا یہ ملعون اسی طرح مصروف شراب خواری طفلان امرد منہ جبین سے مذاق کر رہا ہے ملازمون نے کہا مرد سے اٹھا کہ صحرا میں پہنچکر یہ بیٹھا تاج زرین پہنکر بارگاہ کے باہر آیا افراسیاب نے سلام کیا مشتعل مسکرایا کہا اے افراسیاب تیری عمر بڑھوا دینگے مجھکو کا پلٹ کرینگے مشتعل نے اشارہ کیا مرکب باد رفتار سامنے آیا مشتعل سوار ہوا افراسیاب خوشی ہوکر افراسیاب پیدل چلا ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ناظمان در بند ہائے طلسم ہوشربا برائے تماشا آئے ہیں صورت مشتعل دیکھکر سب کو حیرت کہ یہ تو وہی لونڈا خورشید تاج بخش ہو کیا عمدہ زیبان زرکش ہے تاج سر پر بھاری لباس پر سبزہ آغاز شہید ہے مرکب کو بڑھایا ہے نقیب آواز لگاتے ہوئے علم ہائے زرنگار سے کے پھریرے کھلے ہوئے لشکر بے حد و بیشمار تمام شاہان جلیل چلے آتے ہیں کوئی دس ہزار سے کوئی بیس ہزار سے فوجون کے پرے جمے ہوئے نوبت نقار سے بج رہے ہیں زمین و زمان گرج رہے ہیں لشکر کفار کی شوکت مسلمانون پر مصیبت سب کے چہرے اترے ہوئے ہر ایک کو اپنی جان جانے کا ملال مشتعل کی گرم مزاجی کا خیال اب صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چو وہ صفین حرب و ضرب کی تیار ایک نے پڑھکر سحر کیا جھونکا ہوا کا چلا خس و خاشاک کو میدان کارزار سے اڑا دیا ایک نے جوش جرات میں دریا دلی دکھائی پانی برسایا چھڑکاؤ ہوا ایک نے سخت سحر کیا تیر برسے تخل کھلے گرے میدان ہموار ہوا شکل آئینہ تیار ہوا اہل بیان خوش آواز کو حکم ہوا ابھی سے نقیب نکلے خوش آواز خوش الحان گویون کے لڑکے گوری گوری صورتین سرود بجایا گنگنا کے آوازین لگائین وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ جوانان صف شکن کے دل بھر آئے قلب تھرائے مسدس

کیا کہیں حال جہان بے ثبات و بے مدار
آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
تھا کہان جمشید کسی جا تھا فریدون کو قرار
قصر ایوان تو کہان ملتے نہین انکے مزار
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

اے جوانان صف شکن دنیا مقام عبرت ہے لطف محبت اٹھتا جاتا ہے ہر ایک مغرور و متکبر اپنے کو شداد
ہی آخر شداد و نمرود کیا ہو سے پیوند خاک ہو سے چشم زدن میں سب کے قصہ پاک ہو

ایک کو ایک سے محبت چاہیے ایک رات بھر کے واسطے سرائین آئے صبح کو سفر درپیش ہے ہر ایک وطن پیارا ہے ہر
صاحبان دیکھا خنجر غم و الم سے دل ریش ہے آپس کی ملاقات غنیمت جانو پھر ہم کہاں تم کہاں افسوس صد ہزار افسوس نظم

الغیث کیمیا کاندر جہان شاد نیست شاد
تو نویسی خطہا ای مہربان شما دوست شاد
خالی از حکمت نخواہد بود ریختہ باندہ اش
این کرم ای مایۂ آرام جان شاد نیست شاد
باد رستہ انصاف از تقدیر ہمین پس باد رست
در دیار ہند جنس اصفہان شاد نیست شاد

دوستی در دوستان این زمان شاد نیست شاد
گردش دوری بود در آسیای سپہر
باشش این آشنا دای دوستان شاد نیست شاد
بیوفائی ہا شعار او بود خود دیدہ
از تو باید داد دل این خستہ جان شاد نیست شاد
گفت سودا شب شنیدہ نالہ ام رحم کرد

در فراموشی شماران ہم بود یاد آوری
خلق را آرام زیر آسمان شاد نیست شاد
بود کو چشم آنکہ تشریف آوری از عین لطف
ای دل انداز وفا از دلستان شاد نیست شاد
ہم کسی در کفر ہر گرد و با جان درست
گوش از دو فرمودن شور و فغان شاد نیست شاد

ای حاضرین میدان کارزار ہوشیار و خبردار ہو جاؤ آنکھیں کھول کر تماشائے باغ عالم دیکھو جب گل ہنسا گلچین کو ناگوار ہوا
دست بدعت دراز کیا چمن بہار میں پھول توڑ لیا بلبل شیدا کا خیال نہ آیا اس عاشق صادق کا کلیجہ خون ہوا آنکھین
دو باغبان کو رحم نہ آیا واسطے جوانان نادار حیات مستعار کا کیا اعتبار ہو آج جو کچھ مردانگی دکھانا ہو دکھا دو
نقیبون نے جو یہ آوازیں لگائیں صاحبان فہم و خرد تڑپ گئے سینے آگئے قلب بھرا گئے ہر طرف سے صدائیں
بلند ہوئیں یہ شخص کا قول تھا کیا شعر پڑھتے ہیں حقیقت دنیا اس سے بدتر ہے ابیات دنیا اک زال
بیسوا ہے ۔ بے رحم ہے اور بے وفا ہے ۔ مردوں کے لیے یہ زن ہے رہزن ہے ۔ دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن ۔
دام زلف دنیا سے بچنا دشوار ہے ہر طائر زیرک اس صیاد جلاد کا شکار ہوا آج لڑو مرو جان دو مشتعل
کو قتل کرو نام بزرگون کا روشن ہو شمع حیات اسکی گل کردو اس تیرہ بخت کے مٹانے میں تامل کرنا کاہلی
جادو نے اپنا گھوڑا صف سے نکالا سامنے تخت حیرت کے آیا حیرت نے تخت رکھوا دیا مشتعل نے
کہا او ملکہ عشق ہم اجازت میدان دیجیے ملکہ حیرت نے کہا سامری و جمشید کے سپرد کیا مشتعل جادو
گھوڑے سے اتر کر طرف میدان کارزار کے چلا اب سب نے دیکھا کہ افراسیاب انتظام کر رہا ہے ایک
طائفہ گروہ زیر دامن کوہ مردے آدمیون کے چارپائی پر رکھے ہیں ایک جانب لشکر سے ہزارہا نفوس دم الگ
آگ روشن ہے ایک جانب چند ساحران سیہ فام ٹہل رہے ہیں اس امر پر آمادہ کہ اہل اسلام سے کوئی مردہ ہو گر جسکے
اٹھا کر آگ میں ڈالیں چلون عیار بھی ساحر بنے ہوئے افراسیاب کے جادوگرون میں ملے ہوئے
کو سنے اچھال رہے ہیں ناگاہ مشتعل میدان کارزار میں آیا اول پکار کر آواز دی ملکہ حیرت بہر ہے کہ

گرا کر اطاعت کرو اس باغ بے خزان کو ہنسا ؤ میرے ہاتھ سے غنچہ و گل توڑنہ بچیگا ہر نخل قد کو قلم کرونگا یہا
ایسی گلعذار کو شاد ونگا باغبان سے کھینچی کرانگا نیے باغبان و گلچین صیاد ہون تم سب کی جان کا
جلاد ہون دیکھو چلے آؤ شہنشاہ کے قدمون پر گر و یہان سرداران نے گھوڑے چمکا کر آواز دی او بجھ
لیا رکتا ہوا اپنے ہوئین آپہ سنکر مشعل نے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے تجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام
مین غریو بلند ہوا ایک کی ایک صورت دیکھتا تھا طرف میدان کارزار کے قدم نہ اٹھتا تھا ہر شخص کو یقین
تھا نکلے اور مارے گئے مشعل کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو لیکن ملکہ نافرمان بجا و صف سے نکلی سامنے ملکہ مہرخ
کے آئی عرض کی حضور اجازت میدان دیجیے اسوقت تمام اہالیان لشکر مع شاہزادیان رو رہے زیبا سے
نافرمان دیکھکر روتی تھین کہ افسوس یہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا آنکھون سے چھپ جائیگی اب یہ صورت
نظر نہ آئیگی ملکہ مہرخ نے تخت رکھوا دیا کہا اے نافرمان تمہارے بڑے احسان ہین ہمیشہ تم سب سے
پہلے لڑین زخم کھانے رنج عظیم اٹھائے آج ہم تمکو میدان مین نہ جانے دینگے تم سب صاحب ہمارا اپنا اثمہ
جانتی ہو پس قافلہ سالار کو مناسب ہو کہ اپنے کاروان کے آگے رہے لہذا ہمین کو تم سب صاحب رخصت دو
جا کر مشعل شعلہ مزاج سے لڑین تم سب صاحبون پر نثار ہو جائین مشہور ہو کہ ملکہ مہرخ بادشاہ لشکر اپنے
ساتھ والون پہ تصدق و نثار ہوئی اپنے دوستون کا غم گوارا نہ کیا ملکہ نافرمان نے قدمون کو بوسہ دیا اک
آہ کی کہ زمین ہلگئی یہ اشعار عبرت آثار بے اختیار ہو کر پڑھے **نظم**

در گوشہ ویران وطن با دو مقام است
لبریز ز خون جگرم ساغر و جام است
هر دم ز قید تو نیاید و دلی آزاد
استم که ترا دلبر ایام بکام است

چون غنچہ ندانیم که مستوره کدام است
تا شیشہ ناموس شکستیم حریفان
چون باد تو صبا و سر زلف تو دام است

ساقی بده آن باده که در روز تخستم
کوته نظر است آنکه گرفتار بتام است
مخفی بتان کام دل از ساغر ساقی

اے ملکہ عالم آپ بادشاہ عالی جاہ ہین فلک جلالت کی ماہ ہین ہمارے
ہونے سے لشکر تباہ نہو گا خدا آپکو سلامت رکھے آپکی عدالت و لیاقت کے شہرے ہین ہمارا انجام بخیر ہو گا
اسسر کار سے ادا ہوتے ہین سب صاحب کیون بیقرار ہو کر روتے ہین کنیزون کے واسطے اسقدر رنج و
ملال زیبا نہین ہو ملکہ مہرخ نے فرمایا اے نافرمان تجھکو خدائے جہان آفرین کے سپرد کیا پروردگار
تجھے سلامت و منصور کرے ہمارے دلکو نافرمان سے لپٹی ایک ایک شاہزادی نافرمان سے ملکے
روتی تھی مشعل نے آواز دی ابھی سے اپنے حال پہ روتے ہو تمہارا مین کوئی نہ آئیگا پس نافرمان نے

سب سے دامن چھڑایا کہا صاحبو ہمارے حق مین دعا کرو یہ کہکر نافرمان طرف میدان کارزار کے
چلی مشتعل نے جو نافرمان کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی اے نافرمان سحر کرو جو حوصلہ دل مین رکھتا ہے نافرمان (لیکن)
نے کہا ہمارا طریقہ پیشدستی نہین ہے جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے
یہ سنکر مشتعل نے جھولی سے گولہ نکالا طرف نافرمان کے پھینکا نافرمان نے سحر کرکے وہ گولہ کاٹا پس
مین دس پانچ سحر اسطرح کے چلے زمین تھرائی نخل جلے پس یکایک مشتعل نے کا مشعل شعلہ جوالہ بڑھا آواز دی او
نافرمان ادھر دیکھ یہ مین نگہ منم شہنشاہ مشتعل مصاحب ساحری جمشید نافرمان نے آنکھ ملائی
مشتعل نے ہاتھ بڑھائے جیسے کوئی کشش کرتا ہے اسطرح بڑھائے اور کھینچے پہلی مرتبہ کے بڑھانے مین
ملکہ نافرمان خاموش ہوئی دوسری دفعہ مین مشعل بید تھرائی تیسری مرتبہ مین لہرا کر زمین پر گری مثل مردہ
صد سالہ تھی مشتعل نے پکار افراسیاب سے طائر مردہ لیا جسم مین طائر مردہ کے روح نافرمان
پہونچا دی طائر سر اٹھا کر بولنے لگا ہوش سب کے اڑگئے وہ پنجرہ تو اسنے عقاب جادو کو دیا
وہ ساحر پنجرہ لیکر بھاگا افراسیاب نے اشارہ کیا مردہ نافرمان کا اٹھا کر آگ مین پھینکو دو اسی
غول مین سے ایک ساحر سیہ فام بہت خوب سنکے بڑھا جھپٹا کر مردہ اٹھا کر کاندھے پر ڈالا طرف آگ کے
چلا افراسیاب سمجھا ہمارا الاؤ کرنے لیے جاتا ہے مگر وہ جوان قریب درۂ کوہ آیا پہاڑ کے اندر چلا ایک جادو
وہان کھڑا تھا اسنے کہا میان ساحر ادھر کہان جاتے ہو اسنے کہا مردہ نافرمان کا لیجا کر دفن کرینگے
ساحر ملازم افراسیاب نے کہا دفن کرنا کیسا ادھر چلو آگ مین جلانے کا حکم ہے اس ساحر نے کہا تمھارا دا
علم نا مین کہ شہنشاہ کا دیکھو شہنشاہ کیا کہتے ہین وہ ساحر پلٹا اسنے ایک خنجر کو کھو پر اسکی مارا اور نعرہ
کیا اور بھیا منم مہتر ضرغام شیردل اپنے سردار کا لاشہ آگ مین جلانے نگے ساحر گرا اندھیرا ہوا ضرغام
مردہ لیکر درۂ کوہ مین گھسگیا افراسیاب نے قصد کیا کہ تعقب کرون مشتعل نے منع کیا اے شہنشاہ
جادو روح ہمارے قبضے مین جسم مردہ لیکر کیا کرینگے اسلامیان اسکو دیکھکر رونگے پیٹینگے دس پانچ روز
مین لاش سڑ جائیگی یہ کہکے افراسیاب کو روکا لیکن ضرغام شیردل لاش کو لیکر جیسے ہی لشکر ظفر اثر
مین پہونچا تمام شاہزادیان پیٹتی ہوئی دوڑین ملازمان نافرمان نے اپنے سر دے مارے کسی نے
چاہا اپنے کو ہلاک کرے کسی نے چاہا خنجر مارے ایک نے ایک کو تھاما سمجھایا بردہ بیر خواجہ
عمرو دوڑ کر آئے سب کو سمجھایا کہا تم لوگ نادان بنے ہو کشتہ سحر ہے جیسے ملکہ بران کو عشاق نے

قتل کیا تھا آخر ملکہ زندہ ہوئین یا نہین کئی مہینے تک لاشہ انکا تالاب مین رکھا رہا جب عشاق قتل ہوئے
ملکہ زندہ ہو گئین انشاءاللہ یہ بھی اسی طرح زندہ ہو نگی لیکن جو اس امر کے رازدار ہین وہ انتہا سے بیقرار
ہین جانتے ہین روح نافرمان جسم مین طائرون کے بند ہے روح اس ملکہ عالم کی کیسی گھبرائی ہو گی
روح انسان کا جسم حیوان مین جانا کیسی تڑپن و پھڑکن ہو گی خداوند اُسکے حال پر رحم کر کا ہے کے انسان
مرجائے یہ جفا نہ اٹھائے اے رب اکبر ملکہ نافرمان پر رحم کر لشکر مین تلاطم برپا ہو گیا کوئی کہتا ہے ہائے
اس مین کا تحمل نہ قلم ہے کوئی حسن و جمال کو یاد کرتا ہے کوئی نام لیکر فریاد کرتا ہے ملکہ جہرخ فرماتی ہین
اے نافرمان کی جوانی جان دی مگر نافرمانی نہ کی مشتعل جادو نے جو یہ ہنگامہ برپا دیکھا پکار کر آواز دی
او سرکشو نافرمان کے واسطے کیا روتے ہو اپنی تو خیر لو سب کا یہی حال کر ڈونگا ایک ایک کو پھونکدونگا

بمصداق مضمون شعر صاحب زبان

او دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری × شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود × ہائے نافرمان کہو تمکو بس پیش
ہے تم سب کو یہی راہ درپیش ہے اک نمونہ دکھلایا ہے اب بھی اگر اطاعت کرو لاشہ تمھین نافرمان کا
اٹھا لیا ہین زندہ کرنے پر قادر ہون اورکسی کو بھی یہ سنکر ملکہ سرخ موے کاکل کشا پیچ و تاب
کھاکر جا پڑی اتنے مشتعل نے سحر کا بھی انتظار نہ کیا جیسے ہی سرخ مو سامنے پہونچی آنکھ ملتے ہی
اسنے نعرہ کیا ہاتھ بڑھا کر اپنے عمل کو صرف کرنے لگا تیسرے اشارے مین سرخ مو مثل زلف
پریشان بصورت آئینہ حیران لڑکھڑا کر گری صاف ثابت ہوا ستارہ سحری آسمان سے گرا اسقدر مشتعل
سے شمع حیات سرخ مو گل ہوئی مشتعل نے روح طائرین نہاد کی یہ قفس یعنی عقاب کو دیا اُکی پہچان
کر محیل جادو کو آواز دی وہ خاص غلام افراسیاب ہے جوان زبردست کہا اے محیل لاشہ سرخ مو
اٹھالے محیل نے لاشہ اٹھایا کاندھے پر ڈالکے لیچلا افراسیاب آواز دے رہا ہے اے محیل اس
آتش خو شعلہ مزاج کے لاشے کو آتش سوزان مین پھینکدے محیل جست و خیز کرتا ہوا چلا جب سو قدم
لشکر سے نکل گیا غول مین سے ساحرون کے اک ساحر سیہ فام جست کر کے نکلا پکارتا ہوا اے برادر محیل
مین بھی آیا افراسیاب طرف مشتعل کے پلٹا وہ ساحر جھپٹ کے قریب محیل پہونچا ایک راستہ طرف
درہ کوہ کے ایک سمت آتش سوزان اس ساحر نے قریب آکر محیل سے کہا اُدھر کہان جاتا ہے طرف
درہ کوہ کے چل اسنے پلٹے کے ایک ساحر قوی تن کو دیکھا جواب دیا حکم شہنشاہ ہے لاش کو لیجا کر آگ مین

ہو الدواد ہو جاکر گیا کر یہ ساحر نے کہا دیکھو شہنشاہ بھی تو کہتے ہیں جیسے ہی طرف افراسیاب کے وہ پلٹا

ساحر برابر تو پہونچ ہی چکا تھا نعرہ کیا اور یہ حیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ و در خنجر گذاری | بمیدان اژدر آتش فشانم

منم مہتر قران شیر ژیانم | ایک ہی بقدہ مارا مُحیل کا سر پھٹ گیا مہتر قران نے لاشۂ سرخ مو لیا

اور کوہ میں گھسگیا افراسیاب نے پلٹ کے دیکھا لاشہ مُحیل زمین پر تڑپ رہا ہو مہتر قران لاشۂ سرخ مو

لیکر نکلگیا لشکر میں پہونچ چکا افراسیاب نے چاہا لشکر مہرخ پر جا پڑوں لاشۂ سرخ مو چھین لاؤں

مشتعل نے کہا اے افراسیاب کیا ضرور ہر روح تو اسکی میرے پاس ہو گرگس قیامت کے عیار ہیں سر میدان

یہ زبردستی کس زور شور سے مُحیل کو مارا لاشہ لیگیا افراسیاب نے کہا اب میں دو چار اور ساحر بھی ساتھ

کر دیا کرونگا وہ اسکی حفاظت کرینگے لیکن اب لشکر اسلام میں انتہا کا شور گریہ و زاری بلند ہوا افراسیاب

کی بھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا شہنشاہ مشتعل اب طبل بازگشت بجوا دیجیے مشتعل نے کہا بادولت کو بہت

ناگوار ہو سرکشی مسلمانان سے دل دگار ہو جی چاہتا ہو آج ہی سب کو مٹا دوں کہنے سے افراسیاب

کے مشتعل اور بختر کا آواز دی اے فرقۂ نمک حرامان کسی بڑے ساحر کو مجھ تک بھیجو کچھ ذرا سحر کا طلے اشارے

کا جواب نہیں دے سکتے صنعت بڑی شیر تھی اور دن کے لیے دلیر تھی یہ جواب سنتے پکار کر کہا ہر چند کہ لاشۂ

سرخ مو خیمے میں رکھا ہی بلکہ ہلال سحر افگن بہن اسکی بیٹھی ہی اور ہر سردار گریان و نالان حیران و پریشان

مضطر و بد حواس عالم یاس لیکن مشتعل نے جو پکارا باغبان قدرت کو تاب نہ آئی مرکب باد رفتار سے

کود پڑا پایۂ تخت مہرخ کو بوسہ دیا کہا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو غلام برائے جانبازی رخصت ہو

ملکہ مہرخ نے سر پیٹ لیا کہا کیوں صاحبو یہ داغ سب کے اٹھانا میری تقدیر میں لکھا تھا میں اب خود

جاؤنگی جاکر مقابلہ کرونگی لڑونگی مرونگی نازنینان سہ جبین و شیران دشت نبرد کے داغ مجھ سے نہ اٹھائے

جائینگے باغبان نے کہا غلام کو رخصت دیجیے مجھ سے اب صبر نہیں ہو سکتا بہار نے اپنے طاؤس کو بڑھایا

کہا اے باغبان قدرت اے صاحب شوکت ولیاقت تجھ سے سب طرح کی امید ہی لیکن ہمارے مرنے میں کیا

نقصان ہو تم شیر دشت نبرد ہو ماشاء اللہ کیسے مرد ہو تمہارے رہنے سے لشکر میں رونق ہو اگر کوئی اُفتاد پڑے

طلسم کشا کو لیکر نکل جانا یہ لشکر صاحبقران پہونچانا تم طلسم کے رازدار ہو جوان نامی دنیا دار ہو تا یہ کہ وہ

عقیق پہونچ جاؤ گے ہم سے کیا ہو سکیگا تڑپ تڑپ کے رہجا ئینگے باغبان قدرت نے قدموں کو

بہار کے بوسہ دیا گود میں پھر اکہا تم شیر زن ہو صفدر و صف شکن ہو راز داری طلسم تمہاری ذات پر موقوف ہے بانظر اہل رنگ سحر و ساحری میں کیا وقوف ہے اب میں بدنام ہو جاؤنگا تمکو اپنے سامنے میدان میں نہ نکلنے دونگا باغبان کے سامنے گل حیات بہار پر خزان آنے والی ہے ہران باغبان گلا کاٹ کے نہ مر جائے ایسی سرو قد سمن عذار کو پامال ہوتے دیکھوں آنکھیں پھوٹیں علاوہ شرف سحر و ساحری منظور نظر بادشاہ اسلام اگر زندہ رہوں یہ رو سیاہ انکو دکھاؤں نام بادشاہ سنکر بہار نے آہ کی کہا اے باغبان عجب دلربا کلیم نے اسوقت زبان سے کہا تصویر خیالی حضور آنکھوں کے سامنے پھر گئی اگر جانتی کہ مدت قریب ہے

دو چار روز پیشتر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتی بعد قدم بوسی کے دامن تھام کر عرض کرتی **نظم**

بی گل روی تو یکدم زندہ بودن مشکل است
نالہ بر لب دیدہ خونبار بودن مشکل است
بی وصال دوست دشوار است جستن زندگی
رو بری غمزدہ دلدار بودن مشکل است

بیشت ای شوخ شکر لب بودن مشکل است
نیست ممکن شستنی دلبران بی عتاب
تشنہ الماس را با دیدہ سوزن مشکل است
یک نظر دیدہ ترا محقق دستش دیوانہ

سہل باشد اشک ریزی ہمچو ابر نوبہار
پیش تیغ ہجر او جولان نمودن مشکل است
وز دلی عشق رو کردن بوادی کا نیست
پیش چشم مست تو ہشیار بودن مشکل است

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ بہار اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی طاقت کلام باقی نہ رہی باغبان قدرت سب سے رخصت ہوکر چلا گلچین جادو زوجہ باغبان نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار لونڈی کو آپ کسکے سپرد فرماتے ہیں مجھے صبر نہو سکیگا لونڈی کو ساتھ لیجیے آپ سے پہلے سینہ سپر کرونگی **نظم**

بادہ در گلزار خوردن کی ہوس باشد مرا
بوی گر سوسن جاسوس ہوس باشد مرا
بر تن من بی زبان ہر موی فریاد سے کند
راحتیم گر زندگانی یکنفس باشد مرا
کوہ سے تنہائی گر نیم سالہا یعقوب وار
ہمای من تا آخر منزل جرس باشد مرا

نشہ بوی گلستان تو بس باشد مرا
غنچہ دل ناشگفتہ مرغ دلم را در چمن
گر ز بیداد فلک فریادرس باشد مرا
با وجود تنگدستی با زعالی ہمتے
صورت دیوار غم گر ہمنفس باشد مرا
بر نشان پای محمل در رہ وادی عشق

بیکسان سعد ور گر در بزم ہو کمتر کسیم
تن گرفتار غم گلشن قفس باشد مرا
بسکہ در کنج قفس مرغ دلم بی طاقت است
شاہبازی ہمت جان در قفس باشد مرا
گر بر آرد دگر دلم زنشیب زین چہ غم
نالہای زار محقق چون جرس باشد مرا

گلچین جادو اسطرح بیقرار ہوکر روئی کہ سب کے کلیجے پھٹنے لگے باغبان قدرت نے ضبط کرکے کہا صاحب کیا ہوا ہو بدنام کرو گی کہانی پر صاحبقران کی نثار کرو اسوقت محبت ترک کرنا مناسب ہے تمہاری ثابت قدمی کا ذکر سامنے زوجات صاحبقران کے ہوگا سب تمہاری تعریفیں کرینگی ہمنگی اس

بی بی نے اپنے شوہر کو ہمارے فرزند پر نثار کیا گل روے گلچین مرجھا گیا ٹھنڈا پانی سر سے پیر تک چھڑکنے لگا
دوپٹہ سر سے ڈھلکا کلیجے پر ہاتھ رکھ کے کہا بسم اللہ سدھاریے لیکن اس کنیز سے صبر نہوگا سر جھکا کر رہ گئی
باغبان اشارے سے پوچھا معلوم ہوا تھا نوجوان کا جنازہ جاتا ہے گلچین یہ سنکر زمین پر بیٹھ گئی باغبان
قدرت بصد صولت و شوکت سامنے مشتعل کے پہونچا اس بے حیا نے باغبان قدرت کو دیکھتے ہی
گولہ جھولی سے نکالکر مارا باغبان نے اسکو کاٹا مگر منہ اپنا پھیرے ہوے آنکھ نہیں مشتعل سے چار کرتا ہر چند
مشتعل پکارتا ہے اے باغبان ادھر نگاہ کر مگر باغبان منہ کو پھیرے ہوے سحر دفع کرتا ہوا قریب
مشتعل کے چلا آتا ہے سب نے دیکھا باغبان قدرت بہت قریب مشتعل پہونچا اسنے تیغ مارا باغبان قدرت نے
سپر پر روکا ہر چند مشتعل چیخا اے باغبان ادھر تو دیکھ وہ تو تیغ پر نگاہ کرکے لیکن باغبان قدرت نے سر نہ اٹھایا سپر پر
وار کو اسکے روکا جب قبضہ تک آ پہونچا سپر تلوار کو اسکی روکیا اب باغبان قدرت نے نعرہ کیا اور یہ شعر

تو ہر چہ زدی ضرب من نوش کن	دیگر	ہمہ شادی از دل فراموش کن
دور مجنون گذشت و نوبت ما ست		ہر کرا پنج روز نوبت اوست

نہ دیکھا نہ پایا نہ سپر اور بدلا اس نامرد کو سایہ میں تلوار کے لیا وہ ضرب لگائی کہ زمین تھرائی سپر کو اس روسیاہ
نے سامنے کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ہر چند مشتعل نے اپنے کو بچایا جنیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ میں مع
سر قلم ہوکے زمین پر گرا باغبان نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا ہر چند لشکر اسلام میں سب ہزار ہے تھے
لیکن چہرۂ باغبان پھول چھیل پڑے ہر طرف سے صداے تحسین و آفرین آئی زوجہ باغبان مثل گل
شگفتہ ہو گئی چہرے پر سرخی آئی سب نے جو تعریفیں کیں باغبان سب کو سلام کرنے لگا لاشہ مشتعل
زمین پر تڑپا افراسیاب طائر مردہ لیکر دوڑا دہن سے مشتعل کے لگا دیا روح مشتعل جسم طائر میں
اتر آئی افراسیاب نے فوراً ایک مردہ نوجوان ساحر کا سامنے منگایا سیکڑوں بیگناہ مارڈالے طائر لاکر
اسکے دہن سے ملایا چشم زدن میں یہ سب معاملہ ہوا طائر سے جسم ساحر میں اتر آیا اٹھکر نعرہ کیا منم مشتعل
جادو باغبان یاد سب کو سلام کرتا تھا زوجہ اسکی زمین پر بیٹھی سجدہ کر رہی تھی ہاتھ اٹھا کر عرض کرتی تھی پروردگار
تو نے کنیز پر رحم کیا تیری کریمی کے نثار ہو جاؤں بیان نعرہ مشتعل کی جو صدا آئی باغبان گھبراکے جو پلٹا دیکھا
اک جوان سیہ فام منم مشتعل منم مشتعل کہتا ہوا آتا ہے باغبان کے ہوش اڑ گئے یہ کیسا مشتعل سیاہ رو وہ
روشنی کیا ہو لی اس دھوکے میں آنکھ ملگئی مشتعل نے ہاتھ بڑھا کر نقش روح کی پہلے ہی مرتبہ کے ہاتھ چھوٹا

مین روح پر باغبان کے صدمہ پہونچا گویا مجروح ہوا جسم کی طاقت کم مزاج برہم سحر فراموش حیرت د
حیرت کا جوش دوبارہ جو مشتعل نے ہاتھ بڑھایا رنگ رو سے باغبان متغیر ہوا آنکھین تیرہ ہوئین سہ بارہ
جب مشتعل نے اسی طرح آنکھ ملا کر اشارہ کیا باغبان گر کر مردہ صد سالہ ہوا روح پیکر اک بار بلند ہوا انکے
جسم مین بند کی قفس بھی عقاب جادو کو دو پایہ چو ہوا کہ باغبان مارا گیا تو نگہبین سجدہ کر رہی تھی
سر اٹھا کر دیکھا لاشہ باغبان دیکھا تاب نہ باقی رہی ناب ہمیشہ دار شیخ کھکے مشتعل پر جا پہونچی لپکا کر گر ہی
اس زور سے خنجر مارا شکم مشتعل کے پار شکم چاک ہوا مشتعل گر کر زمین پر پڑا نگہبین دوڑی پکارتی ہوئی
کہ اے صاحبو مین نے تمہارے دشمن کو مارا مجھے بہو کر گئے بات تو نیچے کرو کہان چھپکر زندا یا کاٹون صبح
تلک ساکن تھی اب بہو کہان گی کس کا نشہ دکھاؤ گی یہان افراسیاب نے پھر اسی طرح پر روح مشتعل
کو طلاسین کیا جلدی مین چار پائی سے ایک مرقع پنچا ساحر پیر کا لاشہ تھا جلدی مین بڑھے جوان کو دیکھا
اسی جسم مین مشتعل اتر آیا اس جسم مین اٹھتے نعرہ کیا شہنشاہ مشتعل اور نگہبین نے بلکہ
اک بڑھے جادوگر کو آتے دیکھا … پکارتی ہوئی اور بڑھا … تو دونون مشتعل کی شمع حیات گل
کیا … خنجر خون آلودہ لیکر … مشتعل نے وہی کشش کی نگہبین نے آہ کا نعرہ مارا اسکی
ہوتا ہو روح پر صدمہ پہونچا … مشتعل نے اپنا کام کیا نگہبین مشتعل اپنے شوہر کے
… اہل اسلام مین شور گریہ وزاری بلند ہوا مشتعل تو یہ کہکر بلیا اور افراسیاب ان زن و شوہر
لاشہ جلوا دے اسوقت بادولت کی روح پر صدمہ پہونچا صحبت شراب کباب سے دل بہلاؤنگا مشتعل تو یہ
کہتا ہوا چلا افراسیاب نے دس بارہ جادوگرون کو اشارہ کیا ایک ساحرہ نے نگہبین کا اٹھایا جادوگر نے
باغبان کا لاشہ لیا بارہ جادوگر تلوارین ہاتھون مین کھینچے ہوئے گرد ان دونون کے ہٹو بچو کرتے ہوئے
… آگ کے پاس جو کوئی ادھر آیا ان بارہ نے منع کیا او موذی ادھر ہم گنہگارون کے لاشے لیے جاتے ہین بلکہ
… آگ کے … ایک جادوگر … ان جادوگرو
… تم کیسے ساحر ہو لاشے لیے جاتے ہو … بانس بھی … تو نہ لیتے دو
کی … زبان … لائق … ہو وہ جادوگر … کہا میان
ساحر صاحب یہ دشمنان شہنشاہ کے لاشے ہین آگ مین جلانے کو لیے جاتے ہین اس جادوگر نے کہا کسی کی لاش
… ساحر … لاشون سے

رکھنے کا حکم نہیں ہے ساحر نے ہنسکر کہا شہنشاہ کا تمہارے لاشہ بھی اسی طرح اٹھایا جائیگا ہم لوگ یہ ہیں ساحری
جمشید یہ تختیوں میں لکھ گئے ہیں کہ اگر کسی کا لاشہ بے قاعدے اٹھایا جاے آئین دخل دینا اسکو سزا
دینا واجب ولازم ہے دیکھو لوحی میں لکھا ہے جیسے ہی یہ جو اس جادوگر نے ہاتھ میں لیا اسکا سر ڈالی اوپر سے بڑھ
چلا جسکے کاندھے پر لاش باغبان کی تھی اُسکا سر کٹا اُسے گیا کیکہ وہ گرا سمتقران نے لاشہ اٹھایا اور کہا بسہا تیغ
رسم شروع کرو جسکے کاندھے پر لاشہ گلچین تھا اُسکے گلے میں حلقے کمند کے پڑے نعرہ ہوا انا ضرغام شیر بیشہ عیاری
چالاک بن عمرو وہ گرا چالاک نے خنجر مارکر لاشہ گلچین لیا ایک طرف سے نعرہ ہوا انا برق فرنگی
پھینکے ایک جادوگر کو تلوار کا ہاتھ مارا ایک کو ضرغام نے قتل کیا ایک طرف سے نعرہ ہوا انا سپہر عیاری
چالیس حقے آتشبازی کے مارے کئی کے منہ جھلسا دیے آواز دی ہاں نکل جاؤ اب نظم واس اندھیرے میں
سب عیار نعرے بھرتے نکلگئے افراسیاب دربارگاہ پر پہونچ چکا تھا یکایک ہنگامہ سنا پلٹ کے پوچھا ارے
یہ کیا ہوا ادھر ادھر سے دوڑ کر عرض کی عیاروں نے بارہ جادوگروں کو مارا لاشہ گلچین و باغبان لیگئے یہ سنکے
افراسیاب غضب میں کانپنے لگا مستقل نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای افراسیاب مسلمان کیا سمجھکر لاشے اٹھالیجا
ہیں جو اہل مراد ہے وہ تو سمجھی ہونگے صرف اسواسطے لاشے اٹھالیجاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ہر مذہب میں مردے
کی کوئی تکلیف جانے نہیں رکھتا کوئی جلاتا ہے کوئی دفن کرتا ہے کوئی آب رود رواں لاشے کے گلے میں پتھر باندھکر
ڈبو دیتا ہے اہل اسلام کے یہاں نہلاتے ہیں دھلاتے ہیں بڑا اعزاز واکرام ہے آخر میں دفن کرتے ہیں اسواسطے
کوشش کرتے ہیں لاش لینے پر مرتے ہیں ورنہ لاشوں کے لینے سے کیا کام اب دوسرے میدان داری میں
اور انتظام ہوگا کل بدولت بڑے بڑے نامی گرامی ساحروں کو للکارینگے نام ایک ایک کا لیکر پکارینگے افراسیاب
کا دل دکھ رہا ہے دل سے کہتا ہے کہ ہائے محمود و بہار پر کیا گذری وہ شعلہ جوالہ نکلینگی مقابلے ضرور کرینگی ایسی
معشوقاں جو رسکر مرینگی کیونکر ان کو تیغ سے بچاؤں دل سے یہ باتیں کرتا ہوا بارگاہ میں آیا مستقل تو دہی تکلیف میں چلا گیا
جاکے شراب خواری کرنے لگا افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ناچ شروع ہوا
ہوا مستقل شیشے شراب کے جانے لگے یہ ملعون اپنے امورات قدیم میں مصروف لیکن عیاران لشکر اسلام لیکر لاشہ ہائے
باغبان و گلچین لیکر لشکر میں آئے ملکہ مہرخ و بہار و محمود و نفیر منتظر بیٹھی ہوئی دوڑیں صرصار فدوت نے قصد کیا
اپنے کو ہلاک کرے جان دیدوں بلا زبان باغبان و گلچین نہایت اندوہگین لیکن جرأت پر عیاروں کی سب تعریفیں
کرتے ہیں ملکہ مہرخ نے کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اس کدو کاوش سے کیا فائدہ آپ کیوں مفت میں اپنی جان

تین دن کی میدان داری مین چالیس سرداران نامی ہاتھ سے مشتعل ملعون کے اسی حال حسرت مآل مین
مبتلا ہوئے لشکر مین تلاطم ہے لیکن یہ خبرین تمام مین مشہور ہوئین کہ مشتعل جادو نے سرداران اسلام کو مار
مردہ بنا دیا اب اہل اسلام کا اختتام قریب ہے گو کہ روشن ضمیر نے یون خبرون کو ملکہ بہاران شمشیرزن
سے چھپایا ملکہ بہاران داخل باغ نگارین ہوئین اتنا کہلا بھیجا کہ بی بی آجکل لشکر اسلام مین مقابلہ موقوف
ہو جانے کا قصد نہ کرنا تھا اور جب سے ہمکو اسیر کیا تھا کہ افراسیاب نے ایک مہینے کی مہلت لی ہے بعد ایک
مہینے کے طبل جنگ بجیگا ہم تمکو اطلاع دینگے آجکل باغ نگارین سے باہر جانا چند ناظمان ہر بند ہوشربا نے خروج
کیا ہے جا بجا غدر ہے اسوجہ سے تمکو منع کیا ملکہ بہاران شمشیرزن باغ نگارین مین داخل ہوئین مگر متردد تھیں گلشن کنیز
کو حکم دیا جاکر لشکر اسلام کی خبر لاؤ خواجہ عمرو سے ملاقات کرنا پوچھنا کہ شہریار خیر و عافیت تو ہے آپ عرصہ دراز سے
یہاں کیون تشریف نہین لائے نہایت انتشار ہے کنیز آپکی جو ہوا ہے ہوا چنانچہ دست حق پرست سے جواب خیر و عافیت
تحریر فرمایئے پھر ملکہ نے گلشن کنیز کو روانہ کیا گلشن نامبردہ طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر مین تلاطم برپا ہے
تنہا سے کنارے گلشن کنیز آکر پہونچی کنارے پر لشکر اسلام کے دیکھا سناٹا پڑا ہے بازار بند ہر ایک دردمند
لشکر افراسیاب مین چہل پہل گلشن نے کنارے پر آکر کسی سے پوچھا کیون صاحب لشکر اسلام کے لوگ
کیون دبے جاتے ہین وہ شخص رونے لگا کہا اے نیک بخت کیا مصیبت بیان کرین مشتعل جادو نے
آکر کلیجہ جلا دیا چالیس ساحران نامی سیاہ گلشن جوان ہوئے وہ سامنے بارگاہ مین سب کی لاشین رکھی ہین
عزیز دار انکے بیٹھے روتے ہین لشکر خواجہ عمرو پہ زوال آیا اسد نامدار کو چھپا دیا ہے مشتعل دربے آزار
ساحران نامی و نام آور کا ہے خواجہ عمرو اپنی جان لڑاتے ہین جستجو کرکے مُردے اٹھا لاتے ہین [illegible]
مردون کو دیکھکر روتے ہین ابھی کسی کو دفن بھی نہین کیا شاہزادیون کو دفن کرنا کفن بھی نصیب نہین ہوا
دیکھین اب انجام کیا ہو یہ سنکر گلشن کا کلیجہ پھٹ گیا سوچی کہ خواجہ عمرو کی ملاقات کرنے سے کیا فائدہ
اور حالات غم والم سنا پہنچکر چاہا کہ ملکہ سے عرض کرے دل مین ٹھہری یہ کنیز ملکہ بہاران سمت باغ نگارین
روانہ ہوئی اسکو راہ مین چھوڑو

ذکر داستان مصیبت بیان بجوانا طبل جنگی کا اور مشتعل کا مقابلہ بہار و مخمور و ملکہ بہاران شمشیرزن عجب داستان حیرت خیز آفت انگیز ہے ساقی نامہ

ساقی رخ مدعا دکھا دے × [illegible] دکھا دے ۔ کھلکر ہم آرزو بڑھا دو

چلے دربار میں آکر حاضر ہوئے دعا دی نظم

رکھیں تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر میں	گل تر تا ہو گلدان میں تری تا ہو گل تر میں
رہے نافے میں مشک اذفر اور بو مشک اذفر میں	صدف میں تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر میں
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو	نسیم خلق سے تیرے جہاں یکسر معطر ہو

اے شہنشاہ گیتی ستان بلائے آسمانی سے پروردگار حفاظت میں رکھے دشمن آپکا نکبت و شکست آسمانی کا غزا سیکھے آج بعد کئی دن کے مشعل جادو بارگاہ میں آیا استفسار یہ ہے افراسیاب سے پوچھتا ہے کہ لشکر مہرخ سے صلح ہو گئی افراسیاب نے کہا وہ لوگ عجز کرنے والے نہیں ہیں سنا اس ملعون نے طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہے کہ میدان میں آکر گرمی دکھائے آپسے مقابلہ کرے نام طبل جنگی سنکر ہوش سرداروں کے اڑ گئے ہاتھ پاؤن میں رعشہ آگیا مگر ضبط کر کے ملکہ مہرخ نے فرمایا بسم اللہ کہو ہمارے لشکر میں بھی عنایت سے پروردگار کے طبل جنگی بجے یہاں تو دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجا تیاریاں ہونے لگیں اہالیان لشکر مہرخ بھاگے جاتے ہیں مشعلیں خالی ہو گئیں رسالوں میں خاک اڑتی ہے بازاروں میں سناٹا دوکاندار حیران و پریشان جنس غم و الم ارزان تاجر حیران و پریشان شام سے چراغ گل ہر خیمے میں رونے کا غل لیکن [illegible] ملکہ ایران مہ شمشیر زن خود بخود متردد و مشوش سب کو اپنے پاس سے ہٹا دیا محرم راز و ار قدیم مصاحب ندیم ملکہ شگوفہ سحر ساز کو بلا فرماتی ہیں کہ اے شگوفہ آج بہت دل گھبراتا ہے نہیں معلوم شاہزادہ صبح نوجوان پر کیا گذری جب ہم طلسم اسکندریہ پہ گئے تھے شاہزادہ صیقل آئینہ دار آمادہ ہوا تھا کہ ہم آپکو طلسم ہوشربا میں لیچلیں ماشاء اللہ صاحب اقبال ہیں ہمراہ انکے جاہ و جلال ہیں لشکر بھی جمع ہو گیا تھا ہمنے صیقل کو شاہزادے سے منع بھی کیا کہ انکے سامنے ہوشربا کا ذکر نہ کرو مگر اسنے نہ مانا انکو آمادہ کیا تھا یقین ہے وہ چل نکلے ہوں اسی خیال سے آج دل بیقرار ہے کبھی لشکر خواجہ کا خیال آتا ہے کبھی انکے ذکر سے قلب بھر آتا ہے کیا حال دل کہیں کیفیت

اے شگوفہ عجب بیتابی ہے نظم

باشد ز گریہ ام دل سوزاں میان آب	این طرفہ آتشی ست کہ دارد وطن در آب	مانند شمع ز آتش سودا و جوش اشک
باشد ہم ز آتش سوزاں میان آب	زان آتشی کہ عشق تو در جان من زدہ	گوہر شود چو عکس میان آب
گردد [illegible] آسمان ز شرم لب [illegible]	شد غرق ہمچو خطہ یونان میان آب	از جوش گریہ مردم چشمم شب فراق
گردد [illegible] مردم [illegible] در آب	گردد گہر بہ ظرف صدف قطرہ گلاب	شد چہرہ [illegible] آن گلبدن در آب

سوداگر بشنود و فغان گشت کم	برفتند اینکہ نیست درمانی تدبیرنا	شگوفہ نے عرض کی حضور حقیقت

ہین اگر وہ طلسم ہوشربا کا قصد کرینگے بقول حضور صاحب اقبال ہین لڑکر ظفر کے ضرور بہم پہنچینگے لیکن حال لشکر اسلام
دریافت ہونا ضرور ہین آڑتی آڑتی خبر سنی تھی کہ شاید مشتعل جادو مقابلہ اہل اسلام مین آگیا مگر حضور کے
والد نے فرمایا تھا کہ مشتعل نہین آئیگا بلکہ مین خود زیادہ فکر کیا تو صحیفے مین فرمایا کہ اب بات کو طول نہ دو جس قدر
ہمین دریافت ہے تمھین نہین خبر ہو سکتی کچھ اسمین نکتہ ہے آپکے والد بزرگوار نے خبر چھپائی خدا انجام بخیر کرے مگر ضرور
کوئی خرابی ہے لونڈی کے دل کو خود بخود بیتابی ہے معلوم ہوتا ہے مشتعل آگیا سنتے ہین بہت بڑا جادوگر ہے
اس ہو دن کے آنے مین سب کی جانکا ضرر ہے انھین باتون مین ملکہ بران نے تڑپتا تڑپتا کہ شب بسر کی یکایک
مشعل نورانی ماہ تابان درہم برہم ہوئی ستارے جھلملانے شمع ماہتاب پر زردی آئی لہرا کر گل ہوئی شہنشاہ
زرین افتاب بصد رونق و آب و تاب مشرق سے پیدا ہوا گلشن عالم مین لالہ زار شفق ظاہر ہوا گل صد برگ مہر جہانتاب
سے خندہ کھانے لگا ملکہ بران خاموش سر جھکائے ہوئے گلشن کیفیت اکبر ہوئی مگر گھبرائی ہوئی ملکہ بہار
نے کہا گلگشت خیر تو ہے عرض کی حضور غضب ہوا چالیس سرداران اسلام مارے گئے آتش سحر نے ہیکل کو لگا دیا
آگ لگادی اس گلشن پر بہار پر خزان آئی غنچہ دل مرجھا گئے صیاد فلک نے دام بدبخت بچھایا الٰہی گلگشت اسلام
کو جال مین پھنسایا یہ سنکر ملکہ بران کے ہوش اڑ گئے کہا کیون شگوفہ ہماری پریشانی کا کام انجام دیکھا فلک
نے تفرقہ پردازی کی عجب رنگ مین دست اندازی کی ہم سے تو نہین ممکن کہ ہم تامل کرین ہتیکہ والد نامدار
نے چھپایا یہ فرماکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین شگوفہ سے کہا خبردار کسی کو خبر نہ ہو ہم سے بربادی باغ
لشکر خواجہ نہ دیکھی جائیگی بس اب تساہل بیکار ہے یہ فرماکر بتقدیر غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلین لیکن
مجلس جادو براے سلام گئی تھی اسنے جو دیکھا ملکہ بران جاتی ہین مادر مہربان کہکر یہ بھی بلند ہوئی
پکار کر آواز دی لونڈی بھی لشکر اسلام پر آفت برپا ہے یہ کہکے سحر کیا مشعل ستارہ ہو گئی چمک کر ڈوبی یہان قوت
سحر لشکر اسلام و فوج افراسیاب میدان کارزار مین پہونچی صفین مین مشتعل کرمیان دکھاتا ہوا لشکر سے
آگے بڑھا ہوا میدان کارزار مین پہونچا بعد صفوف آرائی لطاورو قدیم میدان مین آیا ملاحظہ ناظرین
ہے قفس باسہ طائران صحرائی متعدد موجود ہین اور دوسرے اژدہان کے ہمراہ پایون چوکھٹ مین آج
افراسیاب نے از میدان تا بمقام آتش سوزان ہزارہا جادوگرون کو ٹھہرادیا ہے حکم انکو ملا چکا ہے کہ کسی غیر کو
اپنے قریب نہ آنے دینا جس وقت لاشہ سردار باغیان کا اٹھایا جائے تم سب خیال رکھو آگ مین پھینک دینا

صد ہا جادوگر اسی خدمت پر مقرر ہیں لیکن قضا سے کار مشعل ابھی میدان میں ٹھہرا ہے سارز طلبی ابھی نہیں کرنے
پایا یہاں سے قریب ایک قصبہ ہے وہاں جادو نکار زمیندار ہے اسکے دو بھائی اور دو بیٹے ملازمان ابریق
دم وہ کر لائے خدمت میں مشعل سے کہا پاس ملعون کے جسم میں تو آگ بھری ہے جس پر نگاہ ڈالی
وہ لڑکا بھڑک کے مرگیا وہ ظالم ہزاروں سے عیال دار ہے اسکے فرزندان و برادران روتا پھرتا ہے تمام قصبہ
میں غل مچا ہے بیس ہزار جادوگر اس قصبہ میں رہتے ہیں پاسبانوں کو بلا کر ظالم نے تاکید کی کہ پتہ لگاؤ
میرے دونوں فرزند و دونوں برادر کیا ہوئے پاسی پھرتے پھرتے جنگل میں آئے پہلے دن ایک لاشہ
پایا لیکن عجب حیثیت سے کہ لباس فاخرہ جسم میں جو زیور گھر کا تھا اسکے علاوہ اور بھی بہت سا فاخرات پر آراستہ
پاسی وہ لاشہ اٹھا کر لائے یا تو لوگوں کا قول تھا کہ زیور کے واسطے کوئی لگا کر لیگیا اب جو یہ حال دیکھا کہا یہ کیا
سحر کہ ہے کوئی طالب زیور نہ تھا اور زیور زیادہ موجود ہے ایسا کبھی ایسا کہ شاہ شہریار پہنتے ہیں دوسرے دن
دوسری لاش ملی آج صبح کو جنگل میں گئے دونوں کے لاشے اسی طور سے ملے اب وہ ظالم نے تمام گاؤں کے
رئیسوں کو جمع کیا کہا یارو تم سب سے فریاد کرتا ہوں میرے چار کلیجے کے ٹکڑے کسی نے مٹائے انصاف کرو جور
کا یہ کام نہیں ہزار بار روپیہ کا زیور پہنا دیا پھر کس واسطے ہلاک کیا عقیل و فہیم جو لوگ تھے واسطے تحقیقات کے
قریہ سے نکلے جو جو گاؤں قریب تھے وہاں کے رہنے والوں سے جو ملاقات ہوئی کسی نے کہا ہمارے گاؤں
چار غائب ہوئے کسی نے کہا دو کا پتہ نہیں ہے تلاش کر رہے ہیں آخر خبر پہنچی مشعل جو مالک جزیرہ بلاجان افراسیاب
ہوا ہے اسی کے واسطے طفلان حسین پکڑے جاتے ہیں صد ہا لاشے جنگل میں ملا دیں ظالم کو یہ سب خبریں گذریں وہ ظالم
نے ایک آواز دی دیہات سے گنوار جمع ہوئے ساٹھ ستر ہزار گنوار سب کا افسر وہ ظالم اور سب پنچ وار سب کے سامنے
وہ ظالم نے باعث ظاہر کیا سب نے کہا ایسے پادشاہ کا منھ جلانا اچھا ہے تمام دیہات کے لڑکے
غائب ہوئے سب کے مردے لے چلو اس حرامزادے بچہ کو مارو پکڑ اسکی بڑی ذلت کی تدبیر کرو پھر اسکی سزا ہے
افراسیاب دیگا اس سے بھی موجود ہیں اس دیہات میں بحر لوہا ساٹھ ستر ہزار زمیندار پاسبانوں کے پرے
جیسے ہر کے تم گٹھے لیتے ہوئے دیہات سے نکلے طرف لشکر افراسیاب کے چلے یہاں وہ وقت ہے کہ مشعل میدان
میں کھڑا ہے چاہتا ہے کہ سارز طلبی کروں افراسیاب قریب تخت جمشید برائے انتظام کھڑا ہوا مشعل رہا ہے کہ
دیکھا صحرا سے گرد اڑی گنواروں کا لشکر نمودار ہوا گنوار ٹٹوؤں پر سوار ڈھال پیٹھ پر باندھے ہوئے ایک سمت پاسیوں کے
پرے جمعداروں کے ساتھ کمانیں لگا کستیاں وہ مشعل یہ بار گھڑا ہو گولے ہتھے کے گھیرے بیٹھے ہوں افراسیاب سمجھا کہ خدا یہ سب

زنہار بادولت کی مدد کو آتے ہیں یکایک سب باہو کر کے طرف مشتعل کے چلے گالیاں دیتے ہوئے افراسیاب
پکارا ارے تم کون ہو جو شرم سے نہیں اپنے بیٹے فرزندوں کی مشتعل پر جا گرے دیلم نے جھپٹ کر مشتعل کو نیزہ
مارا کوئی گرز لیکر بڑھا یا سیوں نے تیروں کی بوچھار کی جیسا سے فوج افراسیاب پہونچے مشتعل کو مثل
چیونٹیوں کے لپٹ گئے وہ جو آپس میں وعدے کرکے چلے تھے بھول گئے بیچ میں چھلی نیزہ ہاتھوں میں چھپتے تھے
مشتعل کے ساتھ میں وہی بات کہیں افراسیاب جا پہونچا سر باد ابرق دوڑے لیکن مشتعل کو شیر ابل کر دیا
ایسے تھپیڑ لگایا پڑے بیہوش ہو گیا افراسیاب مشکل چھوڑا کر لایا سر بلوا ابرق نے مشتعل کو زمین سے
اٹھایا مشتعل بیہوش و بدحواس سرکٹا ہوا جسم تمام پارہ پارہ علم کا پالیٹ کا کھولا جب افراسیاب نے
آکر دو کی کل زنہار تلواریں کھینچ کر لشکر افراسیاب پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ستر ہزار نے جو ایک مرتبہ باہو کیا بارہ
چودہ ہزار بلازمان افراسیاب پیش پائیں ہزار نامرد مارے گئے دیلم زنہار زندگا نہ پانگا نہ لڑ رہا ہوا اسکے
ساتھ ساحر بھی ہیں ساحروں نے سحر کئے غیر ساحر تلوار و خنجر سے لڑے لیکن فوج افراسیاب کی کیا تاب
لا سکتے تھے مشتعل کو تو سرکار ابرق اٹھا کر لے گئے عمرو بھی سر کھینچ کر چلا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ
آپ نہ قصد کریں عمرو نے کہا ذرا تماشا تو دیکھیں ہاے افسوس ہے مشتعل بچکر نکل گیا بڑا قلق ہوا لیکن دیلم
انتہا کا زخمی ہوا ابھی پکار کر آواز دی اے سرداران اسلام میں ناکام تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے پہلے
دو سو خداوندوں پر لعنت کی اعتقاد وحدانیت ہوا مذہب حق کی اطاعت کی افراسیاب ظالم
نمک حرام بد انجام بانی ارا کین ظلام نے بندگان خدا کو کس بدعت سے تباہ کیا صدہا کمسن لڑکے غریب بیچارے
اس بیچارے کے ظلم سے حسرتا دنیا سے لیکر پردۂ دنیا سے گئے نخل شباب سے پھل نہ پایا اسی طرح پروردگار اسکی
بھی شاخ تمنا قلم ہو یہ جو عمرو نے سنا دیلم کے ساتھ اب کوئی دس پانچ ہزار باقی رہ گئے فوج افراسیاب
نے چشم زدن میں سب کو قتل کیا لاشے بیچاروں کے پٹے ہوئے رہ گئے ہیں لیکن ایک ایک نے چار چار کو مار خوب گنوار کا
کا اٹھ چلا عمرو قریب دیلم کے صورت بدلکر پہونچا دیکھا اس بہادر نے زخمی ہو کے گھٹنے ٹیک دیے غش چلا آتا ہے عمرو
نے مشکل ساحر قریب آ کے باز دکھا نا کہا اے دیلم آنکھیں کھول تجھ میں آہو کا ہم جو سپہ سالاری تجھکو لشکر اسلام میں لیے
چلتا ہوں دیلم نے آنکھیں کھولکر ایک ساحر کو اپنے قریب پایا کہا اے جوان مرد عمرو کی تصویر کھینچی ہے مجھکو کیوں وعدہ کا
دیتا ہے خواجہ میں نے کیا احسان کیا کہ جو مجھکو وہ لینے کو آتے لیکن خدا انکو سلامت رکھے سرداران اسلام میں اے شخص میرا
ثواب خاتمہ ہے لیکن خواجہ عمرو سے ہماری تسلیم عرض کرنا اور کہنا اگر ہو سکے لاشہ غلام کا پامال نہ ہونے پاوے بطور اسلام

آئیگا یہیں تشریف رکھیئے افراسیاب ٹھہر گیا کہ روز طفلان حسین کہا نسے لاؤنگا دیکھیے کس عذاب میں پڑا یہ کہکر حکم دیا
طبل جنگی بجے اسوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکاروں نے جاکر خواجہ عمرو کو خبر دی یہاں بھی نقارہ رزمی بجا کر دن
میں تہلکہ برپا لشکر اسلام کو تو جان کی پڑی ہے اور افراسیاب کے لشکر میں یہ کھلبلی ہے کہ یارو جب یہ ملعون مارا جائیگا ہم
میں سے ایک کی گردن افراسیاب مروڑ دیگا دیکھو سیم میں چوبدار کے بیٹھا ہوا اکڑ رہا ہے اسکا گھر برباد ہوا جورو اسکی ڈھونڈھتی
پھرتی ہے ایک ایک کے قدمون پر گرتی ہے میرے شوہر کا پتہ بتاؤ ابھی اگر اس سے کہدین کہ تیرے شوہر کو افراسیاب نے
مارا ابھی سینہ پیٹتی ہوئی دربار میں گھس جائے ہمنے اسکو بہلا دیا کہ شوہر تیرا علاقے پر بھیجا گیا اس لشکر میں یہ ہنگامہ اس
لشکر میں یہ قیامت دوست و دشمن نام مشعل کے جلتے ہیں ہر ایک کہتا ہے یہ ملعون جلد واصل جہنم ہو یہ چرچا لشکر میں کہ
ہاں چار پہر رات اسی ہنگامے میں گذری جب خسرو خاور بعد گردش مشعل ضیا و شعاع ہمراہ لیکر تیرہ و چار تخت چرخ
نیلی پر جلوہ فرما ہوا جیسا قاعدہ قدیم لشکر میدان میں آکر جمے افراسیاب نے سامان کیا ناہر مشعل جادو نے ٹہر کر صف سے
بڑھا میدان میں آکر پکارا اے فرقہ ضدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو صف سے نکلکر مجھسے مقابلہ کرے کل بادولت نے بارہ منہ
اٹھایا آج اسکا بدلا لونگا علیم زنگی ابھی صف لشکر میں حاضر ہو کر مشعل کو میدان میں دیکھکر چلا گیا اللہ کا ندے پر تکلے تعجب ہو تک
جاکر اسکا سر پہاڑون سرداروں نے روک دیا کہا اے دلیم تمہارا کام نہین ہے یہ ملعون بلاے روزگار ہے اس سے مقابلہ کرنا
بیکار ہے لیکن جیسے ہی اسنے پکارا ملکہ بہار نے طاؤس صف سے بڑھایا آگے ہوا یارو باغ لشکر اسلام میں خزان آئی ہے بہار
جادو مرنے کو جاتی ہے کوئی قدمون سے لپٹا کوئی چیخ مار کر روتا تھا کوئی مثل گل کے بکس کے رگیا کسی کا چہرہ مثل گل مرجھا
گئیں ان بہار کے چہرے مثل برگ خزان دیدہ زرد تھے شمشاد سے کر تمام فی خمیدہ ہو گئی غنچہ دہن کم سخن ایک ایک کا
منہ دیکھتی تھی نرگس کی آنکھیں پھرا گئیں سنبل نے مو پیشانی کھول دیے سوسن نے لباس سیاہ پہنا گلشن لشکر بہار میں شور
گریہ و زاری بلند ہے چند ملکہ صرصر نے کہا بہار جنے مانا کہا اس حرامزادے کو شکست ہو اسکو مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو
نے رکھا یہ بات انتہا پر پہونچی ملکہ چہرے جنے رو کر بہار کو رخصت کیا افراسیاب نے آج آگ پیدا انتظام کیا آتش باز جادو
کو آگ کا منتظم کیا کہ ہنواند آگ کے سوچ در جہا لاکر لوگ لاشے پھینکین آگ سے نکلکر لاشہ اسکا آگ میں ڈالدینا عیاران
اسلام نے صدہا طریقون سے لاش لانے والون کو مارا اسوجہ سے افراسیاب نے یہ انتظام کیا کہ آتش باز نذر
آگ کے رہیگا آتش اسکی میں اسکے پاس کون پہونچ سکیگا یہان تو یہ انتظام ہے فراق بہار میں ہر گلعذار گریبان چاک
چہرہ فشان پاسمینان صحن چمن کے خاک بہار جادو بعد گردش میدان کارزار میں آئی افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا مشعل
سے تیغ سنبل تڑپا کلیجہ تھام لیا حیرت سے کہا او ملکہ غضب ہوا آج تمہاری بہن مقابلہ مشعل میں آئی میں تجھپر خدا ہوں

خسا و پر پاک تھے جو جان بچانے پر مر گئے ہو افسوس ایسی سجیں پردۂ دنیا سے اٹھ گئی کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں یا سے کس سے اپنے حالات دل کہوں تنہائی میں یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

تا بہ کے دارم نہان سینۂ عشق پاک را	چند دارم در جگر این آہ آتشناک را	بسکہ شد از سوز عشقت آہ سردم شعلہ ریز
تیرہ سازد دود آہم انجم افلاک را	از غم لیلی بہ صحرائے محبت دست شوق	تا قیامت بر سر مجنون فشاند خاک را
درد عاشق ہمیشہ راز دیوانگی تہمت بود	لوری بخشد محبت دیدۂ ادراک را	شہسوار عشق حقیقی ہر دم از تیغ نگاہ
سر نگون سازد مجنون عاشقان قہر اکبرا	حیرت سے کہا اسقدر پھر پڑھنے لگا دیکھیے کہ محمود نے لشکر محبت بہار پر چھوڑا	

نگہبانوں کو مارا آتی شعلے میں مشتعل پر جا پڑیں مشتعل تو بالکل گدا ہو کچھ بھی نہیں جاتا سحر محمود نہیں رک سکتا دیکھیے وہ بہرس پڑی قتل کیا جا چاہتی ہے حقیقت میں بہار کا لاشہ ملکہ محمود نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب ٹھہرا گیا رفیقوں چھوڑیں عاجز انور پر بل پڑ گئے غصہ سے ابرو پر شکن دل ترود مشتعل پر ہجوم لشکر میں بجلی کی تنہا میں بھرا ہوا آستیم حق میں سے آنسو جاری عالم بیقراری کا تھا نگہبان مارے جولاتے اٹھاتے کو آدمی بھیجے آنکو تم تروں میں ڈال جہنم کیا اشکر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے حقیقت میں آج محمود نے اتنے عرصے میں وہ جرات دکھائی زمین میدان کارزار تھرائی ملازمان افراسیاب الامان الامان کر رہے ہیں اودھر ملکہ بہار پر یہ سانحہ گذرا سب محمود لڑ رہی ہے افراسیاب چہرۂ نیا سے محمود کو دیکھتا ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہے اس خیال میں کہ ہائے اب محمود بھی قتل ہوا چاہتی ہے دونوں آنکھیں میری پھوٹتی ہیں ملکہ بہار کے مرنے سے باغ عالم میں خزان آگئی یا ساحری محمود کو بچالو ورنہ میرا کام جا تا رہیگا اس مصیبت کو اسکی دیکھکر نشہ اتر گیا مثل برگ بید کانپ رہا ہے محمود ہر مرتبہ قصد کرتی ہے تلوار کھینچکر مشتعل پر جا پڑوں نیچے یاروں کہ حرامزادے کا بیٹا رہ کھایا سے مشتعل بھی گھبرایا ہوا ہے اتنے عرصے میں محمود نے کئی سو ساحر ایسے مشتعل جا ہتا ہے جیسے آنکھ ملائے تو میں اپنا علم ظاہر کردوں محمود مہوت لڑ رہی ہے ایسے لمبے سحر کئے زمین کانپی آسمان تھرایا جرات محمود دیکھکر بڑے بڑے بہادروں کو غش آیا ایک مقام پہ مشتعل نے گو بار الملکہ محمود جادو نے کانا سیمین سے ایک برق چمکا یا تھا ملکہ محمود جادو کا زخمی ہوا تھا نے کو کسکر باندھا ہے ست یا وہ جرات تو ہو ہی رہی تھی تھی کھینچکر مشتعل پر جا پڑی برق چمکائی مشتعل کی کی لپک بجلی محمود جادو نے تیر اپنے لگا نیچے مارا مشتعل کے دو ٹکڑے ہوئے محمود نے جھوکر آواز دی کی بہار کا غمنا ارمن تیرے خون کا بدلہ لیا شمع حیات مشتعل کو گل کیا لیکن ہمارے خود چراغ عقل گل ہے تجھ ایسی ماہتاباں مہر درخشان پردۂ دنیا سے اٹھ گئی لطف زندگی باقی نہ رہا محمود تو یہ باتیں کرکے روئی یہاں یہ ہوا کہ مشتعل مارا گیا افراسیاب چیتا ہوا اٹھا یا طالع مردہ ہاتھ میں لیکر دیکھ مشتعل سے ملایا طائر نے چہکار مارا ایک ساحر جوان کا مردہ بھی موجود تھا

افراسیاب نے طائر کو دہن ساحر بردہ سے ملا دیا وہ جوان نعرہ کرکے اٹھا مشتعل جادو و ثمود جادو خیمہ میں بیٹھا
جادو کے روبرو بیٹھی تھی کہ مشتعل سامنے پہونچا ثمود بھی کوئی اور جادوگر آیا آنکھ ملا کر للکارا آنکھ ملانا تھا کہ غضب ہوا
مشتعل نے اپنے عمل قدیم کو صرف کیا ثمود تھرائی دوبارہ ہاتھ ہلانے میں شمع حیات ثمود بھی گل ہوئی لشکر میں شور
میں غلغلہ ہوا افراسیاب نے جادوگروں کو اشارہ کیا ملکہ مہرخ تخت پر سے پھاند پڑیں برق لامع گرکے گری
کئی سو جادوگروں کو کاٹا مشتعل سے آنکھ ملگئی برق لامع بھی ہاے کرکے گری اُس نے جیا نے پائی روح ثمود و
برق لامع کو بھی جسم میں جانوروں کے بند کیا لاشہ ثمود و برق لامع ملکہ مہرخ نے اٹھا لیا افراسیاب چلا اٹھا
مشتعل نے روکا کیون جاتا ہے بابدولت کافی ہیں دیکھنے والے حیران کہ اتنی دیر میں دو جسم تبدیل ہوئے اب کچھ کھٹر
ہوا جسم رہا ہے جب جسم ثانی میں آتا ہے وہی جبروت وہی زور وہی شور رہتی ہے قوت خستگی شکستگی بھی رفع ہو جاتی ہے
روح جسم نو میں آتی ہے لشکر اسلام میں تو قیامت کا ہنگامہ ہے ثمود و بہار و برق لامع وغیرہ ساحران ویگر بھی کہ جنکے نام
نہیں لکھے ساٹھ ساحران نامی پر نوبت پہونچ چکی وہ دوپہر کا وقت ہے مشتعل میدان کارزار میں کھڑا شراب پیتا جاتا ہے
ساقی سامنے موجود ہیں ہر مرتبہ لاؤ لاؤ کر رہا ہے ساقی بیچے نے بڑھکر جام دیا یا ساغر کی ایک ہی لگا جھومنے لگتا ہے پھر دور
کھنچتا ہے پلاے شراب میں کچھ نہیں لطف شراب نہیں ملتا افراسیاب کے ہوش اڑتے ہیں کہ کہاں سے شراب منگاؤن اس کو
کو کہاں تک پلاؤں کہیں جلد اس سے حالت بدلے لڑائی فتح ہو جاے کسی قریہ میں اسکو بھیجدوں اب طفلان میں
بچون میں ملتے ظالم شہرہ عام ہوا رعایا بگڑی جاتی ہے اہالیان فوج کو رنج وملال ہے دیکھیے انجام کیا ہو لیکن مشتعل پیا دو چار جام پیکر
میدان کارزار میں مشتعل نے صدا ہائے عبرتناک آواز دی اب کوئی میرے مقابلے کو نہیں آتا بڑے بڑے ساحر کیا ہوے کہاں جا
چھپے جرأت نہیں دکھاتے یہاں لشکر میں کسی کے ہوش درست نہیں لاشے لاکر ان شاہزادیوں کے جو رکھے خیمہ میں
ساحرین پاس سے لپٹی ہوئی رو رہی ہیں ہر ایک کی یہی زبان پر ہے کہ کاش ہمکو موت آتی ان شاہزادیوں کو اس
حال پر ملال میں نہ دیکھتے ملکہ مہرخ پچھاڑیں کھاتی ہیں کہتی ہیں کہ اے شاہزادیو آخر تا بشہ قربان کوے محبت تمھیں جیسے
شہسوار جہان دنیا میں قافلہ سالار تھی پہلے ملک عدم میں پہونچی تمھارے لیے سامان خیمہ و بارگاہ مہیا کر لی دنیا میں
و مسکن بنا رہی منزل عدم میں ساتھ کی یکایک شور ہوا اعدا مہیوں نے مڑھکر کہا حضور مشتعل جادو مبارز طلبی کرتا ہے لڑنے
پھرتا ہے ملکہ مہرخ نے حیران ہوکر سر اٹھایا اشکبار ہوکر کہا اس خیمہ سے نکلیں کہا میں جاکر اعدوں کو جواب دیتی ہوں
میں ثمود و بہار کا ساتھ نہ چھوڑوں گی انکی محبت سے منہ نہ موڑونگی اُستادان سخن نے تحریر کیا ہے سرداران
زبردست پہ ساتھ مصیبت خبر گذر چکا اب کون ہے جو بیکار جواب دے ملکہ مہرخ نے فرمایا خواجہ عمر کو بلاؤ میں ا

پھر افراسیاب نے کہا اے چالاک دیکھو تو استاد کہاں ہیں ہائے غضب ہو لاشۂ تہران جلا دیا جاتا ہے چالاک نے کہا
حضور سے قبلہ و کعبہ کا شیدہ نہیں ہے کسی صورت میں نشر دینا ہے کہ حقیقت میں ہم سب کو بہت ذلیل کریگا مگر خلیفہ کہو تو
جا پڑیں افراسیاب یا قریب نہ آسکے دیگا لاش کو ہاتھ نہ لگانے دیگا سفتہ میں جان جائیگی افراسیاب بھی بدحواس ہو کر
دیکھ رہا ہے افراسیاب چیں بجبیں و غضبناک ہوا ساحروں کو ساتھ لیے ہوے قریب آتش سوزان پہونچا دیکھا آتش بار جادو
آگ میں کھڑا ہے پکار رہا ہے شہنشاہ لاشۂ تہران مجھے دیجیے افراسیاب نے ساحروں سے اشارہ کیا ساحروں نے
لاشہ پھینکا حدت آتش سے قریب آگ کے نہ جا سکی آتش بار نے جھک کر لاشہ گود میں لیا لاشہ لیتے ہی ایک چادر میں لاشہ
تہران لپیٹا افراسیاب سے آنکھ ملائی کہا کیوں اے افراسیاب خانہ خراب تو نے اپنے باپ کو پہچانا میں عمر ہوں فتاح
عالم اب عیاری کی سیر دیکھ جس خنجر گذاری تیرے آتش بار کو پہلے ہی پکڑ لیا اسکی شکل بنا کر آگ میں کھڑا ہوں خود میں واقف
ہوں ... روغن ... لیا تھا جو بدن میں ملا ہوا ہے اُس روغن پر آگ تاثیر نہیں کرتی اُسی روغن میں چادر تر کر کے لاشہ
تہران لپیٹا ہے کہ ابھی سوختہ ... نکل سکتا دیکھ آتش بار ... پاس موجود ہے کہ لاشۂ تہران کا ... پر ڈالا آگ
لاشہ آتش بار کا ڈالا ایک خنجر اسکے شکم پر مارا لاش آتش بار جلنے لگی آتش کی نائرہ بلند ہوئی لاشۂ تہران لیکر عمر وہی آگ
میں کود پڑا اور نقب لگا رکھی تھی نقب میں سے نکل گیا افراسیاب پیچ و تاب کھاتا دوڑا عمر وہاں کدھر سے جاکر نکلا آخر
کرتا ہوا ادھم حیرت کا کھاتا ہوا قریب لشکر اسلام پہونچا افراسیاب جادو کے سر پیٹ گیا شہنشاہ آگے نہ جائیے
ایسا نہ ہو عمر نے کوئی چال بچھا رکھا ہو کوئی کنواں کھدا رکھا ہو اپنی سرکار کو گرا دے ہاتھ منہ کو تو ئے آخر لاشہ
تہران لیکر گیا غصہ کا افراسیاب غصہ میں آیا لاشۂ تہران کو سرداران ... نے گھیر لیا عمر کی انتہا کا بیقرار میں ناچنا
سینہ پر ... کرتے ہیں کہاں یہ شعر زبان پر جاری ہوا شعر گر ... نیست ... این ماتم سخت است کہ گویند
جوانمرد ... کیوں مٹا تہران میں کوکب روشن ضمیر کو کیا ہوا ... چراغ طلسم نورافشاں گل ہو گیا یہاں تو یہ ہنگامہ
قیامت برپا ہے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مجلس جادو غضب میں ملکہ تہران کے حلیے کی اس وقت آنکھ پہونچی آسمان سے
دیکھا ملکہ تہران کا لاشہ بیچ میں گرد تمام سردار سر پیٹ رہے ہیں شور گریہ و زاری بلند ہے ایک ورد میں ایک جادوگر
کارزار میں للکارا ہے اے عمر کسی کو ہمارے مقابلے کے واسطے بھیجو تہران کو تو نے قتل کیا شمع انجمن طلسم نورافشاں
کو بجھا دیا ہے جو آواز کان میں ملکہ مجلس کی پڑی سمجھ گئی کہ اسی جادوگر نے مادر تہران کو مارا ہے دہن سے نعرہ کرکے چلی
اس زور و شور سے کڑک کے مشتعل ہو گئی افراسیاب کہتا ہوا دوڑا ہے مشتعل ... چھوکری ... روزگار ہو رہے
میں کم سن ... ساحری آئین آگئی ہے ... مجلس ... لاشۂ تہران کو دیکھنا کلیجہ پھٹ گیا مثل برق جہندہ ...

کرتے پہونچا مشعل کے دو ٹکڑے ہوئے مجلس آسمان پہ چمکی افراسیاب نے دوڑ کر دلو رند کو زندہ کیا نعرہ ہوا کہ
مشعل جادو مجلس گھبرا گئی لکھا ہے پانچ مرتبہ مجلس نے مشعل کو مارا جب گری دو ٹکڑے کیا چھٹی مرتبہ اسکو ملگئی
مجلس لڑکر گری افراسیاب نے آواز دی لاشہ اسکا لیا اک ساحر جھپٹا دوسرے نے کہا بھائی مین بھی آیا
افراسیاب سمجھا دونون میرے ملازم ہین اول والا جب قریب لاشہ مجلس پہونچا چاہا لاشہ اٹھالے دوسرے
نے قریب آکر خنجر مارا نعرہ کیا ہم عیار برق فرنگی ہین یہ کہکر ساحر کے اندھیرا ہوا اس تاریکی مین برق لاشہ مجلس کو لیکر بھاگا
سیدھے لشکر مین پہونچا افراسیاب نے لاشہ مجلس کو بھی دیکھا جلسہ ساحران درہم برہم ہوا ایلیان لشکر بھاگنے لگے اسکا یقین کامل ہوا کہ
مشعل کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اہل اسلام خاک اڑاتے ہوئے آئے بارگاہ مین لاشہ مجلس پر
لاشے شاہزادیون نے شور گریہ وزاری کیا ہر کس چاہتا ہے اپنی جان دیدین ان چاند کے ٹکڑون پر اپنے کو نثار کرین
لیکن بلحاظ خاطر ساحرین چپ ہوتے ملکہ بہاران شمشیر زن ہاتھ سے مشعل کے بیمار گلشن جہان ہوئین [illegible]
سے پیدا ہو سے پردون سے سر پیٹتے ہوئے واقف طلسم نور افشان کے چلے جنیدن سے مشعل لٹے آیا نور افشان جادو
استاد کو کب اسیر شمشیر تفرقہ پڑ کا ہے تدبیرین سوچتا ہے کیونکہ مشعل کے ہاتھ سے اہل اسلام کو بچاؤن اسی فکر
مین کہین گیا ہے لیکن آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دختران نور افشان انکا حال اکثر تحریر کیا ہے
یہ کسی شاہ کی بیٹیان ہین نور افشان نے انکو فرزندی پرورش کیا حسن وجمال کا بھی انکے ذکر کرچکا ہون کہ ہر وقت
اس کوچہ مین عاشق تن بیچ رہتے ہین بہت سے عاشقون نے تڑپ تڑپ کے جان دی سامنے قصر نور افشان کے
مزار عشاقان آراستہ ہین چالیس قبرین عاشقون کی اداسی اسپر برس رہی ہے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
کشتہ ہائے حسرت و یاس کی قبرین ہین عود سوز روشن دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا اٹھتا ہے صاف روشن
ہے کہ عاشقان زلف مسلسل کے مزار ہین چادرین پھولون کی قبر پر چڑھی ہین ہر چند کہ پھول نہ کہلائے پاسے غنچہ
آرزو شگفتہ نہ ہوے شاخ تمنا خشک ہوئی بار غم والم سر پہ لیکر باغ دنیا سے اٹھے جوانی سے پھل نہ پایا کسی جگہ
عاشق تن دعوی زن رہا بیٹھے ہین کہین آہ کہین واہ لیکن دونون شاہزادیان قصر نور افشان پر جلوہ فرما ہین
گرد کنیزان زرین پوش دونون بہنین آپس مین ذکر کر رہی ہین آجکل ہمارے قبلہ وکعبہ بڑے تردد مین
ہین کل شب کو خاصہ بھی نوش نہین فرمایا ہم نے جو پوچھا تو یہ جواب دیا ہے اور نظر آجکل مشعل جادو
[illegible] بلا سے اول خروج کیا ہے کہ آگیا اہل اسلام سے مقابلے پڑے ہین ہرچند کہ وہ ساحر نہ ہوئے سست
[illegible] لیکن چونکہ [illegible] کی [illegible] ہوتا ہے مصیبت لشکر اسلام پر نازل ہوتا ہے آج کل

تمہاری بیٹی کو مٹایا اب تمہارا بھی وعدہ ہے آیا کہ اسکو طلسم نور افشاں میں چھپو گے میدان کارزار
میں آ کے شعبدہ سحر سازی دکھاؤ افراسیاب نے کہا ہے کہ کشتے پہ کیا موقوف وہ آٹھ پہر اسی فکر میں
سرگرداں ہے فوراً آئیگا خیر اسکو یہ کہنے کو بھیجا کہ ان کا حربا ایسا ہے میں طلسم نور افشاں ٹھہرا ہی ہوگی طائرات
سحر نے کوکب کو خبر پہونچائی ہوگی جب ہراں گری تھی چند طائر گوشہ صحرا سے پیدا ہوئے بادولت نے
خود دیکھا سر بیٹھے ہوئے چہار جانب سے کہ چند اسمین سے قہر جمشیدی پہ گئے ہونگے کوکب کو خبر پہونچی ہوگی
اب تامل بیکار ہے اگر حکم ہو طبل جنگی بجواؤں مشتعل نے اشارہ کیا تامل نہ کرو طبل جنگی بجواؤ نقارہ رزمی پہ
چوب پڑی زمین تھرا گئی ہرکارے بھاگے بارگاہ مہرخ میں روتے پیٹتے آئے یہاں سب گریان و نالان
ہرکاروں نے ہاتھ اٹھا کر دعا سے جان درازی دی نظم

تیرے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو	دیگر	نسیم خلق سے تیرے جہان یکسر معطر ہو
دلیل رہبری میں خضر ہو جبتک ہدایت میں		سہارا ہو وے تا بحر غرق الیاس کا جہان
رہے ادریس تا قطع تعلق سے جہان سکن		مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن

چراغ مہر سے تیرے جہان سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

اے شہنشاہ گیتی ستان آج تو افراسیاب خانہ خراب اپنے جامہ سے باہر ہو بڑی خوشیاں کر رہا ہے مشتعل
نے پھر طبل جنگی بجوایا کل اسکا ارادہ ہے کہ پھر معرکہ آرا ہے نبرد ہو ملکہ مہرخ نے شکر سرجھکا لیا طرف عمرو کے
دیکھا عمرو نے کہا سات تدبیر یا یوسی کیسی کہ تکبیر بسم اللہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے اسیوقت نقارہ رزمی بجا
ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری یہ وقت عمرو کو کلام کرنے کی مہلت نہ ملیگی جا
پر کی فرصت ہے آپ جلد اسد و حسین کو زنبیل میں چھپا لیں طرف کوہ عقیق کے لیجائیں مشتعل
کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا اگر لاشے اٹھا کر رکھے تھے اسکا انجام کیا ہو دین سب کی اسکے قبضہ میں جانا ہے
جادو ساحر زبردست قفسوا سے آتی کو لیے الگ بارگاہ میں بیٹھا ہے اگر ہم ان طائروں کو پا جائیں تو
کیا کریں ہم اس عمل سے نہیں آگاہ ہیں کہ روحوں کو جسم میں داخل کریں لیس ہمارے نزدیک سب اسود
بیکار ہیں بلکہ آنکی شب یہ سعادت حاصل کیجیے ان جناب سے کشتگان حسرت و یاس کو گوشہ قبر میں
دفن کیجیے فاتحہ خیر تو پڑھ لیں ہماری تقدیر میں یہ بھی نہیں ہے کہ کوئی ہمارے دفن کریگا کون فاتحہ خیر پڑھیگا

لاشے زمین میں پڑے رہینگے جفا سے صحرا سینگے ان باتون پہ ملکہ مہرخ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا مگر عمرو
نے خندہ لبی سے جواب دیا ای ملکہ مہرخ صاف تو یہ ہے مین اسد سے تم سب کو بہتر جانتا ہون شہزادگان خدا
نصیب الوطن گرفتار محبس رنج و محن جو کچھ جسپر پڑیگی جھیلیگا تم سبھون کی صلاح سے اسد کو چھپایا جو
انکے مزاج مین آئیگا وہ کرینگے ہم کل تمھارے ساتھ میدان کارزار مین مرینگے علاوہ ازین اسد جاری
جانا قبول نہین کریگا صیحت ہوشیار ہوگا اپنا گلا کاٹ کے مرجائیگا نہ گھبراؤ وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی
مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا کریگا کل دیکھ لینا یا ہمنے مشعل کو مارا یا ہماری بھی اسکے ہاتھ سے موت
ہے لطف زندگی ویسے فوت ہے مہرخ نے کہا خواجہ مشعل کو کسی نے نہین مارا لیکن انجام کیا ہوا تین روپیہ
کا نوکر افراسیاب کام کیا تیر و تلوار بالکل بیکار اگر وہ بے حیا زخمی ہوا اور جسم مین اتر گیا کوئی کیا تدبیر کرے
ہوئین ہمنے عرض کیا بس اب وہی انتظام کیجیے ہم کل لڑینگے مرینگے اب جو سرداران نامی و جوانان شاہان
گرامی موجود ہین انکا عمرو والم نہ دیکھینگے عمرو نے کہا اے ملکہ وہ مسبب الاسباب ہے زبان سے کہنا بیکار ہے
جو کچھ ہوگا دیکھ لینا دیوار دو در ہم گوش دارد یہ کہکر عمرو نے چالاک و برق کو بلایا کچھ آپس مین سرگوشی
ہوئی سردارون مین بھی صلاح ہو رہی ہے تہہ آراستہ کر رہے ہین ناگاہ انجمن انجم مین آثار انتشار ظاہر ہوئے
شمعہاے ثابتہ و سیارگان پر زردی آئی رنگ روے ماہتابان فق ہوا محفل پر نور برہم ہوئی ضیاے
ماہ کامل کم ہوئی نیر اعظم بصد شوکت و حشم مشعل چہر عالم افروز لیکر مشرق سے برآمد ہوا طائران صحرا آشیانون
سے نکلکر حمد مین اپنے معبود کی مصروف ہوئے نسیم سحری اٹکھیلیان کرنے لگی دم محبت باغبان قضا و قدر کا
بھرنے لگی گلون نے آب شبنم سے منہ دھویا طفلان غنچہ نے بھی زبان کھولی شاخین بار اثمار سے نہال
ہوئین خوشی سے ہر گل کا چہرہ لال ترنگل سے سبز بختان چمن مالامال نرگس شہلا کو دیدہ بازی مین کمال سنبل نے
گیسوان عنبرین کو سنوارا سوسن نے زبان کھولی گلچین و باغبان کو للکارا ہوا سے سبز عیسی دم مسیح نفس
چلی بہی ہر عندلیبان خوشنوا چہچہہ زن رنگین مزاجی سمن یاسمن کی ناگاہ صبا و باغ بہار اغنی مشعل ناہنجار
خراب خرگوش سے بیدار ہوا است شراب نحوست ضرس طینت بیمون خصلت افراسیاب خانہ خراب واسطے
سلام کے آیا دیکھا مشعل نشے مین شراب کے چور ہے لاشہا سے طفلان حسین فرش پر پڑے ہوے چند ملازم
لیے جلاد کے گرد حاضر ہین افراسیاب کی آنکھون مین خون اتر آیا لڑکون کے لاشے دیکھکر گھبرایا عرض کی
ای شہنشاہ مشعل اس بدعت کو موقوف کیجیے ورنہ میری عملداری مین خلل آجائیگا شہر و دیار مین ظالم مشہور

ہوا الیان فوج بھی برہم ہین ایک سردار کے ہاتھ سے آپ چار چار مرتبہ قتل ہوتے ہین جس بندہ سامری کو
پکڑ کے گردن مروڑتا ہون اُسکے عوض سوار ہو کر دکھتے ہین یقین ہے سب سے دامن گیر ہون یہ سنکر مشتعل مثل
شعلہ جوالہ بھڑکا کہا کیون افراسیاب کیا بادولت نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ ہم کو جہم سے
نکالو تو نے یہ اعزاز و اکرام کیا اپنے معشوق کا خون پلایا ادعیاً دکھاو رحم نہ آیا بادولت کو ظالم بتاتا ہے
بادولت ابھی چلے جاینگے ان دونون خاطرون مین اگر فرق پڑیگا بہت بری طرح پیش آینگے افراسیاب
گھبرا کر بیرون بارگاہ آیا مشتعل کے سوار ہونے کی تیاری ہوئی افراسیاب غصے مین خاموش ٹہل رہا ہے ہائے
حیرت جادو بارگاہ سے برآمد ہوئین گرد مصاحبان و سازکنیزان ہمراہ حیرت نے دیکھا شہنشاہ خاموش
کھڑے ہین پوچھا کیون حضور کیا مزاج ہے آج حضور کیون خاموش ہین افراسیاب نے کہا اے ملکہ کیا کہون
کس عذاب مین ہون مشتعل عجب طرح کا بے حیا ہے لا شہہ اسے طفلان خوبصورت کہان چھپاؤن ہر دیہات
و قریات والے ڈھونڈھتے پھرتے ہین وہ مغرور اینٹھی ہی کہتا ہے کہ اگر طفلان خوبصورت نہ ملینگے بادولت
قیامت برپا کرینگے کیا کہون حرامزادے کو چیر کر پھینکدونگا ساحری کی مصاحبت بھلا دونگا بادولت سے ایسا
کلمہ کہا بےغیرت ہے حیرت نے کہا اے شہنشاہ حضور کے خوف سے کچھ کہہ نہین سکتی آپ کے ملک مین غدر ہو گیا
سب آپکو برا جانتے ہین یہ بدعت طفلان حسین اسی مشہور ہوئی کہ ہر کس اعتراض کرنے لگا افراسیاب نے
کہا دیکھیے کیا ہوتا ہے سحر مین ایسا کم ہے جو سردار آیا اُسنے مار لیا بادولت میدان مین مشقت کرتے کرتے تھک
جاتے ہین یکایک پردہ اُٹھا مشتعل برآمد ہوا تخت پر سوار طفلان حسین ہمین دیسیار شراب کے قرابے رکھے
ہوئے میخواری مین مصروف تمام لشکر تیار ہوا جس نے مشتعل کو دیکھا گالیان دینے لگا آپس مین کہتے ہین یا
سامری جمشید اس بلا کو ہمارے سر سے دفع کر آپس مین کہتے ہین بار دلڑائی مین اگر اہل اسلام کے
ہاتھ سے قتل ہوتے تھے اسکا افسوس کیا یہ گردن مروڑی جانا بہت شاق ہوتا ہے دیکھو مرد سے ساتھ
مین ہمارے ہی لشکر کے جوانان جنگجو ہین لشکر مین تہلکہ ہر ایک کو اپنی جان کا خوف اُدھر بوقت سحر
خواجہ عمرو دربار مین آئے ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا یہ کہدیا کہ ملکہ خبردار تم نہ نکلنا اگر خدا نخواستہ
تم پر کوئی افتاد ہوئی فوج برباد ہوئی بعد لشکر کا تھمنا بہت دشوار ہے آج انشاء اللہ تعالے یا تو اس ملعون
کی گردن لی یا اپنی بھی جان دی مہرخ نے کہا خواجہ کونسی صورت ہے روبروے افراسیاب
کیا ہو سکتا ہے عمرو نے کہا جو کچھ ہوگا کھل جائیگا یہ کہکر عمرو نے برق و چالاک کو کچھ اشارہ

کیا یہ دونون بانا سے عیاری سے آراستہ ہو کر نکل گئے عمرو نے بھی اپنے کو قلندر رفیقی سے آراستہ
کیا ایک جانب نکل گیا ملکہ مہرخ مع سرداران نامی وساحران گرامی میدان کارزار مین آئین دیکھا لشکر
افراسیاب مثل مور و ملخ کے جمع ہے صفین جمی ہین لیکن ملکہ مہرخ کو یہی خبر پہونچی کہ لشکر افراسیاب مین بھی بیلا
ہے مشتعل نے سب کو پریشان کیا ہے دیہات و قریات مین یہی ذکر ہے اپنے اپنے لڑکون کے بچانے
کی فکر ہے چرند و پرند تے آکر عرض کی آج لشکر افراسیاب مین عجب چرچے ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا
ہمین پرائے لشکر سے کیا مطلب اپنی خیر مناؤ ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا کہا مین آج تماشا دکھاؤنگی مین سب
کے پہلے میدان کارزار مین جاؤنگی سرداران آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین رو رہے تھے مہرخ کو حسرت سے
دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے اے پروردگار رحم کر بادشاہ کا رنج و ملال ہے کہ دیکھا نہ جائے ہر شخص پریشان
وحیران اس عرصہ مین صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھکر پیچھے صفون پر ہٹا
دیا مشتعل تخت سے اترا حیرت جادو سے اجازت لی افراسیاب سے کہا اے مقبول بارگاہ سامری
بدولت میدان کارزار مین جاتے ہین ہوشیار رہنا افراسیاب نے کہا سب سامان حاضر ہے مشتعل میدان
مین آیا نعرہ کیا زمین کانپی لشکر مہرخ مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر ایک سردار چھپتا پھرتا تھا چاہتے تھے کہ کونون
مین گرین لیکن اس ملعون ناری کے سامنے نہ جائین ملکہ مہرخ یہ حال دیکھکر تخت سے کودین قصد کیا میدان
کارزار مین جائین فولادی گولہ ہاتھ مین اسپ پر سوار ہوا یارو یہ گولہ انشاءاللہ کلیجے کو پھٹکے جائیگا
اپنے افعال کا نتیجہ پیش پائیگا سردارون نے کہا ہم آپکو نہ جانے دینگے ہم آپکے سامنے مرینگے ملکہ مہرخ نے نہ مانا
چاہتی تھین میدان مین چلی گرد سے کہ مہرخ سیتی ہوئی سردار سر پیٹتے ہوے ساتھ ہر مرتبہ ملکہ مہرخ دامن چھوڑاتی
تھین پھر ہر مرتبہ شہزادیان دامن دولت سے لپٹ جاتی ہین کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ جلال گوہر دندان
دختر شہنشاہ نور افشان آسمان پر ظاہر ہوئین حقیقت مین چہرہ آفتاب ماہتاب مثل عروس شب اول آراستہ
و پیراستہ سرو نوخاستہ گل و یاسمن بو خوش خصال خندہ جسم جادو لیکن دونون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خرد
چشم سے گوہر آبدار اشک کی لڑی بندھی ہوئی ہے لشکر مین جو تلاطم دیکھا مشتعل کو میدان مین پایا یقین کامل
ہوا یہی قاتل ہوا ان شمشیرزن ہے مثل برق چمکی نعرہ کیا منم ملکہ آفتاب گوہر دندان دختر شہنشاہ نور افشان
سب نے دیکھا مشتعل حیران ہو کر رہگیا آفتاب جلال مین آگئی تھپیڑا مارا مشتعل کے دو ٹکڑے خوشی مین آکر
بلند ہوئی افراسیاب نے فوراً اسکی روح کو طلسم مین لیا طلسم کے جسم مین جادوگر آیا چند خادم اوسکی

ہوئی تھی کہ کان میں آواز آئی سنبھل مشتعل جادو آفتاب گوہر دندان گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ در پیش ہوا یہ
کیسی آواز آئی گھبرا کر زمین پر گری دیکھا یہ کوا اور کوئی ساحر ہے حیرت میں آکر دیکھنے لگی مشتعل جادو نے
سر اٹھا کر آنکھ چار کی آنکھ چار ہونا غضب ہوا آفتاب گوہر دندان کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پانون سرد ہوئین
و لرزا کر زمین پر گری مشتعل جادو نے روح کو لیا جسم طائر میں بند کر کے عقاب جادو کو دیا لشکر اسلام میں
غل ہوا حسن و جمال میں وسال آفتاب گوہر دندان کا دیکھکر دشمن بھی رونے لگے ہر طرف سے صدا ے
گریہ و زاری آئی زمین میدان کارزار تھرائی ایک جادوگر بڑھا کہ لاشہ آفتاب گوہر دندان کا اٹھا کر
جا کے آگ میں پھینکوں افراسیاب جادو بھی مشغول تھا یہ ہنگامہ حیران حیران دیکھ رہا تھا جو جادوگر لاشہ اٹھانے چلا تھا
قریب لاشہ آفتاب گوہر دندان پہونچا وہاں پر ایک نخل تھا سر نخل سے آواز آئی او بے حیا کیا کرتا ہے شاخ
نخل پر مہتر قران چھپا ہوا بیٹھا تھا کود پڑا ساحر حیران و پریشان ہوا کہ کیا بلا آئی مہتر قران نے کودتے ہی
خنجر مارا ساحر کا سر کٹ پڑا مہتر قران نے لاشہ آفتاب گوہر دندان اٹھا کر دوش پر ڈال بھاگ کر لشکر اسلام
میں آیا لاشہ آفتاب گوہر دندان دیکھکر سب رونے لگے شور گریہ و زاری بلند ہوا مشتعل جادو جو دم
رہا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنبھل ملکہ ہلال گوہر دندان کی بیٹی ہوئی پکارتی ہوئی کیوں بہن آفتاب ہوا تمہارا
ماہ حسن پر زوال آیا ہلال بدنصیب انگشت نما ہونے کو زندہ رہی پہلے مجھکو موت نہ آئی یہ کہتی ہوئی مشتعل جادو
پر گری اپنا افسوس نہ لشکر اسلام کا شمار ہو نہ لشکر افراسیاب کو کوئی دیکھتا ہے ہزار ہا ساحر میدان میں کٹ کر
پیٹ رہے ہیں افراسیاب جادو بھی خاموش اتنا افراسیاب جادو نے دیکھا کہ ہلال گوہر دندان نے
گرتے گرتے ہلال زرین جھولی سے نکالکر مشتعل جادو پر مارا مشتعل جادو نے چاہا کہ روکے یہ وار کیسے
رکتا ہے گاؤ گاؤ یہ ہلال زرین پڑا مشتعل جادو کا سر کٹ کر دھڑ سے گرا ہلال چھوڑ کر آسمان پر پہونچی نعرہ کیا بہن
کے خون کا میں نے بدلا لیا افراسیاب جادو جھپٹا طائر کی گردن مروڑتا ہوا ایک جادوگر افراسیاب
جادو کی پشت پر کھڑا تھا اسنے کہا اے شہنشاہ دہنی طرف سے طلسم نور افشاں کے ابر عظیم آتا ہے
تماشا ہے کوکب روشن ضمیر آتا ہے افراسیاب جادو پلٹا روح مشتعل جسم میں گھبرا رہی ہے سر زمین میں
گرتا ہے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے کہ افراسیاب جادو جلد آئے ایسا نہو روح جسم سے
نکل جائے ایک جادوگر پیالہ ہاتھ میں لئے ہوے کھڑا تھا جسپٹا کے قریب مشتعل جادو
آیا پیالہ کو وہیں سے مشتعل جادو کے ملا دیا روح مشتعل جادو پیالے میں اتر آئی پیالہ افراسیاب

جادو پلٹا اور غیرہ نہ دیکھا ساحر سے کہا ارے یہ کہاں گیا جادوگر غائب ہوا افراسیاب گھبرایا کہ یہ
کیا شعبدہ تھا دوڑا کہ مشعل کی روح نہ نکل جائے دیکھا ایک جادوگر نے نیلکنٹھ میں لیا لیکن منقار کو
تارہائے آہن سے باندھ رہا ہے نیلکنٹھ سے آواز قون قون کی آتی ہے اس قون قون میں صاف صدا ہے اے
افراسیاب دوڑ مجھ کو عمرو لیے جاتا ہے عمرو نے ہانک نعرہ کیا ستم پر پشت طراری کو ہر آبدار خنجر عیاری
سرکوب ساحران ریش تراشندہ کافران عیار زادہ الطاف ثانی سلیمان طرار خنجر گذار عمرو نامدار نعرہ عمرو

گرزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل عجب	بباغ دین زکوشش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

ادھر افراسیاب خانہ خراب دیکھ تھا کہ مشعل کو گل کرتا ہوں نیلکنٹھ میں اس بے حیا کو بند کیا دیکھے لیے جاتا ہوں
یہ کہتا ہوا عمرو بھاگا قون قون کی آواز آتی ہے اب صدا اخفا ہوتی جاتی ہے عمرو نے منقار کو آہن کے تاروں سے
باندھا آنکھوں میں ٹانکے دیتا ہوا مقام پر از کو بھی باندھا کوئی روزن کھلا نہ رہے جال الیاسی میں لپیٹ کر
زنبیل میں رکھا صدائے مشعل جادو تا موقوف ہوئی افراسیاب جادو دوڑا آواز دی ارے ان سب
کو مار لو نعرہ کیا ادھر عمرو نہ جانے دونگا عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی لیکن افراسیاب جادو فوج مہرخ پر جا پڑا
طبقہ زمین کے ہلانے لگا آگ برسادی جب کو لہار اور وہ سو کے سر پھٹ گئے سنگ ریزے پھینک دیئے
تیر برسنے لگے افراسیاب نے دم بھر میں ستھراؤ کر دیا یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اب میں ان لاشوں کو تو جا کر پھونکا
دونوں ہر چند کہ روح سب کی بھر سے تنفس میں ہر جسم تو سب کے لیکر چلا دون ملکہ مہرخ بھاگ کر اس
خیمے کے دروازے پر آکر کہتی ہیں لاشے رکھے ہیں ہلال گوہر وندان بھی ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑ رہی ہے
ہر چند کہ افراسیاب جادو پر کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا لیکن افراسیاب جادو پر سب برس پڑے
افراسیاب جادو سب کی چوٹیں کھاتا ہوا زمین کے طبقے ہلاتا ہوا سامنے اس خیمے کے پہونچا دیکھا سب
سرداران مہرخ ڈٹے ہوئے گرد خیمے کے موجود ہیں لیکن سب زخمی ہیں افراسیاب جادو کے سحر نے قیامت
برپا کی پکار رہا ہے او مہرخ عمرو کو حوالے کر وہ نیلکنٹھ مجھے دیدے میں جان بخشی کرونگا پلٹ جاونگا ملکہ مہرخ نے آواز دی
او افراسیاب ہم آمادہ مرگ و مہیا سے قضا ہیں عمرو پر ہمارا کیا اختیار ہے جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ہم سب
سینہ سپر ہیں افراسیاب جادو نے کہا خیمے کے سامنے سے ہٹو سب کے مردے لیجاونگا کبھی
جا کر پھونک دونگا کچھ تو صبر سے دلکو صبر آئیگا خالی آج نہ پلٹونگا ملتا ہیں آسمان کی زمین پہ کھینچ دونگا

ملکہ مہرخ وغیرہ نے سحر کی افراسیاب جادو پر بوچھار کی افراسیاب سب کے سحر دفع کرکے آگے
بڑھا شاگرد ریزے اٹھا کر مارے تیغ برسے ہزار ہا کے سر چھپٹ گئے آخر تاب نہ لاسکے سب بھاگے افراسیاب جادو
دیکھا ملکہ مہرخ وغیرہ دور جا کر کھڑی ہوئیں در خیمہ پر سناٹا پڑا وہ اٹھا ہوا نازنینان سحر بین کے لاشے چار پایوں
پر پڑے ہیں کنیزیں جو رہ گئی تھیں وہ بھی بھاگیں افراسیاب جادو نے چھپا کر ان لاشوں سب کے قبضہ
میں کرو آتش سحر میں سب کو جلا دو لڑ دیکھا گرد خیمے کے دھواں چھا گیا خیمہ چھپ گیا افراسیاب جادو
نے للکارا کسی نے سحر کیا ہے خیمہ کو چھپایا ہے زمین میں گولہ پڑا تھا اٹھا کر طرف دھوئیں کے مارا گولہ قریب
دھوئیں کے پہونچا دھوئیں سے ایک شہرہ پنجہ پیدا ہوا اس شہرہ پنجے نے گولے پر تھپکی ماری وہ گولہ
قریب افراسیاب جادو کے آکر گرا دھوئیں سے آواز آئی او افراسیاب لاشوں کے لیے اپنی جان نہ کھو
اسی میں خیر ہے کہ چلا جا ابھی اگر گولہ دھوئیں پر ماریگا تیرے سر پر پڑیگا اور درد دماغ سے غرور نہیں نکلتا
بس واپس جا زیادہ کدوکوشش نہ کر اپنے گھر کی جا کر خبر لے دیکھ وہاں کیا گذری یہ جو دھوئیں سے آواز
آئی افراسیاب جادو اور زیادہ جھلایا دھوئیں پر نگاہ ڈالی آتش تہ شعلہ زن ہوئی پکار کر آواز دی
ارے کوئی حاضر ہو افراسیاب کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک پری زاد طبق زریں ہاتھوں میں
لیے چند گولے آہن کے لا کر افراسیاب کے سامنے رکھ کر اڑ گئی افراسیاب جادو نے گولہ پیچ دیکر
دھوئیں پر مارا گولہ جا کے چھپا شہرہ پنجہ پھر پیدا ہوا گولے پر تھپکی پڑی قریب پاؤں کے افراسیاب جادو
کے آ کر گرا افراسیاب نے جست کی ورنہ گولہ پاؤں پر پڑتا جست کرنے سے بچا یہ افراسیاب جادو
کو بہت ناگوار ہوا گولہ جیب سے نکالا اسم سحر پڑھنے لگا جب اسم پڑھ چکا پیشانی پر نشتر مارا خون اپنا گولے پر
ڈالا پھونک کر آواز دی اگر یہ گولہ آسمان پر ماروں ٹلا نہیں آسمان کی زمین پر کھینچلوں طبقات زمین آسمان
پر اڑا دوں گولے کو تیار کرکے قصد کیا کہ دھوئیں پر پھینکوں دھواں شق ہوا آواز آئی او افراسیاب
خانہ خراب ادھر ادھر کیوں دیکھ خبردار گولہ نہ پھینکنا ورنہ تیرے سینۂ بے کینہ پر پڑیگا ہم جانتے ہیں تو
سخت جان ہے مگر ہڈیاں تو ٹوٹ جائینگی مدتہا تک یاد کریگا اپنی نانی دادی سے فریاد کریگا افراسیاب
جادو نے سر اٹھایا دیکھا نور افشاں جادو خیمے میں کھڑا ہوا کانپ رہا ہے افراسیاب نے
کہا اے نور افشاں ہٹ سامنے سے دونوں کو نہ چھوڑونگا سب کو جلا دونگا نور افشاں نے کہا
اے افراسیاب جادو میں نے تجھکو کبھی عقل کو [illegible] یہ ورزش کیا علاوہ مکر تعلیم کیا اسوجہ سے تیرا

پاس کرتا ہون ورنہ اپنے کو نظاہر کرتا بس چلا جا سحر پر ناز نہ کر بہت پچھتائیگا سوا سے افسوس کچھ نہ ہاتھ
آئیگا افراسیاب کو اور غصہ آیا کہا اے نور افشان مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون سحر و ساحری مین یکتا
ہون وہ زمانہ اور تھا جب تعلیم کیا اب اگر سامری و جمشید ہوتے با دولت کے آگے سر جھکاتے باقی تہا سحر و ساحری
ہون تاجدار اقلیم افسونگری ہون ابھی تماشا دکھاتا ہون یہ گولہ خالی نہ جائیگا یہ کہکر افراسیاب جادو
نے گولہ تانا نور افشان جادو سینہ سپر کرکے کھڑا ہوا افراسیاب جادو نے قصد کیا گولہ پھینکو زمین
شق ہوئی ماہیان زرہ پوش زمین سے نکلی ہاتھون سے افراسیاب جادو کے لپٹ گئی کہا اے افراسیاب
کیا کرتا ہے اسوقت نور افشان کو بڑا غصہ ہے یہ کون طلسم نور افشان و ہوشربا ہے اے افراسیاب غضب
ہو جائیگا اس خیمے مین سوا ے لاشون کے اور کیا ہے جان رہین نہ بدن ہین بلکہ اُن طائرون کو جلا دو
جسم ہاے خاکی کیا کرینگے کسی طرح افراسیاب جادو نہ مانتا تھا لیکن ماہیان زرہ پوش لپٹ گئی گود مین
لیکر افراسیاب جادو کو بھاگی نور افشان جادو در خیمہ پر کھڑا رہا سردارون نے دور سے دیکھا کہ
افراسیاب جادو کو ماہیان زرہ پوش لیگئی سب خاک اُڑاتے ہوئے پہنچے زمین شق ہوئی کوکب
وہیں بھی آکر پہونچے کوکب روشن ضمیر نے کہا کہ خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ عمرو وہین گلیم اوڑھے موجود
تھے کہا اے نور افشان مین تمہاری جرأت دیکھ رہا تھا ماشاء اللہ کس زور شور سے افراسیاب
کو روکا نور افشان جادو نے سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری جس روز سے یہ معرکہ واقع
ہوا ہے رات دن اسی جستجو مین رہا کسی عیار کو بھیجو کہ خبر لائے افراسیاب جادو ان طائرون
کو جلانے نہ پائے دیکھون وہان کیا گذرتی ہے کمبخت جلانے گیا ہے حقیقت مین افراسیاب جادو
جو وہان پہونچا دیکھا عقاب جادو مرا پڑا ہے بارہ ہزار ساحرون کے سر قلم قفس ہاے طائرون
ندارد گھبرا کر افراسیاب جادو نے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہوا کہا حضور یکایک یہان ایک
برق چمکی ساحرون کے سر اُڑ گئے قفس یکایک غائب ہوئے نہیں ثابت ہوا کون آیا کون لیگیا
افراسیاب جادو غصے مین کانپتا ہوا بارگاہ مین آیا قصد ہے کہ طبل جنگی بجواؤن خود جا کر دونو
لیکن ماہیان زرہ پوش حیرت جادو کو سمجھا گئی کہ خبردار شہنشاہ کو جانے نہ دینا بارگاہ مین بلاؤ نیز
جا کر کچھ تدبیر کرتی ہون افراسیاب جادو کو حیرت جادو باتون باتون مین بہلا رہی ہے
صرصر شمشیر زن کو براے خبر روانہ کیا

دو کلمہ داستان قتل مشعل جادو و حال کوہ زبرجدی مقام آفات چہار دوست بیان ہوتے ہیں مخمس

برگِ نخلِ گلِ گلزار کو خنجر سمجھا / شاخِ گل کو دستِ بریدہ سے بھی بدتر سمجھا
سب گلوں کو میں گلِ زخم سراسر سمجھا / ہجر میں باغ کو مقتل کے برابر سمجھا
سایۂ سرو کو میں لاشۂ بے سر سمجھا

مہرِ تاباں کو نہ کم ذرے سے سمجھا جانا / بدر کا مجھکو ستاروں سے دکھایا جلوا
ناتواں میں مری آنکھیں نہیں اصلا اصلا / چشمِ کم سے نہ زمانے میں کسی کو دیکھا
کبھی جگنو نظر آیا تو میں اختر سمجھا

میری تقدیر میں لکھے ہیں بہت رنج و الم / مجھکو قاصد نہیں ہرگز ملک الموت سے کم
شک نہیں اسمیں کہ دم بھر میں نہیں ان میں ہم / ایسے مضمون لکھے ہیں مجھے قاتل نے رقم
طائرِ روحِ رواں نامے کو شہپر سمجھا

کس سے سیکھا ہے یہ آراستہ رہنا تو نے / کچھ نئے رنگ سے پہنا ہے یہ گہنا تو نے
فصل کا مان لیا ان دنوں کہنا تو نے / لال جوڑا جو ہے برسات میں پہنا تو نے
تجھکو خورشیدِ شفق کے میں برابر سمجھا

کیا اثر ہے تپِ غم جسم میں دکھلانے لگا / ساتھ نالوں کے دھواں سینے سے اٹھانے لگا
اسکی گرمی سے میں ایذا میں بہت پانے لگا / سوزشِ داغِ جہاں کم ہوئی گھبرانے لگا
طائرِ روحِ رواں کو میں سمندر سمجھا

شوقِ عاشق بیتاب کہاں ہے ظالم / تنگ کرتا ہے تجھے غنچہ دہاں بھی ظالم
کیا کہوں میں کہ غضب سحر بیاں ہے ظالم / کیا ہے دم بازی بھی وہ دشمنِ جاں ہے ظالم
آج اسنے ہی جو بیداد طلب ہر کے تیور سمجھا

حشر کی صبح سے کم آج کی کچھ شام نہیں / آگ ہیں پھول جو وہ چہرۂ گلفام نہیں
جان چلی جاتی ہے ہر گام پر آرام نہیں / ساتھ گلگشت میں وہ سروِ گل اندام نہیں
آج گلشن کو میں گلخن کے برابر سمجھا

غنیمت شمر صحبت دوستان		کہ گل پنج روز است در بوستان	
چمن را تر و تازہ آراستند		چو شبنم نشستند و برخاستند	

حقیر نے تحریر کیا کہ حیرت جادو نے افراسیاب کو باتوں میں بہلایا ہے شراب و کباب کا چرچا کیا
اور طرح کے ذکر درپیش ہیں لیکن صرصر و صبا رفتار کو برائے خبر سمت لشکر ظفر اثر روانہ کر دیا جب
نور افشان نے دیکھا کہ افراسیاب چلا گیا سرداران شکست خوردہ صبح کو آواز دی سب سردار و عیار
آکر جمع ہوئے برہمن رو میں تن آیا نور افشان نے پوچھا ای برہمن تو نے کیا کیا برہمن نے کہا استاد
میں نے جا کر عقاب جادو کو مارا کوکب نے عرض کی میں نے سب قفس قبضے میں کیے ساتھ احتیاط کے
لایا کسی طائر کو صدمہ نہیں پہونچا اب بارگاہ استاد ہوئی صرصر و صبا رفتار بصورت سنبل دیکھ رہی ہیں
کہ نور افشان و کوکب و برہمن و کل سرداران صف شکن دربار میں جمع ہوئے نور افشان نے کہا
ای شہنشاہ اوج عیاری اب اس نیلکنٹھ کو نکالیے حقیقت میں آپ نے کیا کار نمایان کیا لیکن یہ خیال
رہے اگر کوئی روزن کھلا رہا ہوگا وہ ملعون ہوا ہے پھر قبضے میں نہ آئیگا عمرو نے کہا میں نے سب
روزن اسکے بند کیے لوہے کے تاروں سے منقار باندھی جال الیاسی میں لپیٹ لیا نور افشان نے
کہا اب کیا کرنا چاہیے خواجہ نے کہا پہلے ایک بات بتلاؤ کہ ان سرداروں کے زندہ ہونے کی کوئی تدبیر ہے
نور افشان نے کہا انشا اللہ اسی دن کے لیے عرض کیا تھا کہ مردوں پہ قبضہ کیجیے عمرو نے کہا تدبیر
قتل مشغل میں کرتا ہوں یہ کہکر عمرو نے حکم دیا کہ کڑھاؤ بڑا سا منگایا اور وہیں تیل اسمیں ڈالکر آتش
روشن ہوئی روغن اچھلنے لگا عمرو نے تو جال الیاسی نکالا ادھر صرصر و صبا رفتار دیکھ رہی ہیں مردے سرداران
مذکور کے رکھے ہیں قفس ہائے طائران خیمہ میں روح بہار و بہاران و باغبان وغیرہ موجود ہیں طائر
پھڑک رہے ہیں بارگاہ صبح میں تو یہ کیفیت ہے صرصر و صبا رفتار کو نہایت حیرت ہے ایک جملہ عرض کیا جاتا
ہے ہر چند کہ وہ مقام اس تحریر سے خارج ہے لیکن مجھکو ذکر کرنا اس مقام پر واجب و لازم ہوا دلچسپ
ناظرین والا مقام ہو کہ آفات چہار دست کو یہ شرف حاصل ہے کہ چار سو پتلیاں سنہری قصر زبرجدی
میں موجود ہیں ایک ایک حسین مہ جبین غنچہ دہن سیم تن پری فن ہر وقت آفات چہار دست سے احوال
عبرت آثار آئندہ و گذشتہ بیان کیا کرتی ہیں ہمیشہ بوقت سحر آفات چہار دست اپنی بارگاہ کو آراستہ
کر کے تخت شاہی پر بیٹھتی ہے وہ چار سو کنیزان ساحری بہ رعنائی و زیبائی قصر سے باہر آتی ہیں کہ سونے پہ جلوہ

فرما ہوتی ہین آفات نے کتاب ہاتھ مین لی ہنسکر کہا شاہزادو یہ کچھ کلام کرو خبرین ادھر اودھر کی
سناؤ وہ خبرین بیان کرتی ہین آفات انکا بیان درج کتاب کرتی ہی اس کتاب کا روزنامچہ آفات
چہاردست لقب ہی ہر وقت برخاست آفات تزکیہ سمت قریات و دیہات جاتی ہی دو کمسن لڑکان
خدا کو پکڑلاتی ہی لاکر انکو ذبح کیا خون انکا ناند سے مین بھر دیا وہ چار سو تیلیان اس خون کو پی جاتی ہین
اس خون کے پینے سے چہرے انکے مثل یاقوت احمر سرخ ہو جاتے ہین نہاتی ہوئی قصر مین چلی جاتی ہین
جہان وہ قصر مین گئین آفات نے دروازے بند کر دیے بعد اس عمل کے امورات مالی و ملکی مین مصروف
ہوتی ہی جسدن سے مشعل چہرے سے نکلا روزنامہ آفات حال میدان کارزار دریافت کرکے خوش ہوتی
ہی جس میدان داری مین خواجہ نے روح مشعل کو نیلکنٹھ مین لیا اسدن جو آفات نے پوچھا کنیزان
ساحری نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند آفات نے شراب پلائی خدمت گذاری کی کسی نے کچھ جواب نہ دیا دوسرے
دن آفات آکر تخت پہ بیٹھی کنیزان ساحری کا مجمع ہوا اور سب مصاحب و رفقا آفات کے حاضر ہین
آفات نے کتاب کھولی کہا اے صاحبان ساحری کیون مزاج کیسا ہی ایک جبین تیوری پر بل ڈالکر
بولی سنو جادو ہم مدت سے تمھاری خدمت مین حاضر ہین تمھارے حالات نیک و بد کے ناظر ہین لیکن
آپکو ہمارے دلکا حال کیا معلوم دنیا بہت برا مقام ہی آخر مین ساحری پرستون کا برا انجام ہی ساحری
وجمشید نے سب کچھ کیا تقدیر کا لکھا نہ مٹا یا مذہب کو ترقی دی سحر بنائے انکے پرستارون کو بڑے بڑے
شعبدے ہاتھ آئے ہمکو کس ترکیب سے بنا گئے پردے ہماری آنکھون سے اٹھے ہوئے ہین آنے والی
باتین سمجھے ہین بعض باتین ایسی ہین کہ انکو منہ سے نکالنا چاہیے گو ہم مشکل وگرنہ گو ہم مشکل دنیا مین
انقلاب ہی اسوقت دل ہم سب کا بہت بیتاب ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ بدن سنسناتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی
صاحبان اختیار بیکار ہوے روح قبض کرنے والے مجبور و ناچار ہوے یہ چاہتے تھے کہ طائرون کو
صید کرینگے شکار کھیلینگے ایسے غافل ہوے انجام کو بھولے شراب و کباب کے مزے مین مست رہے یہ نہ
خیال کیا کوئی ہمارے بھی طائر روح کو صید کریگا قفس تنگ و تاریک مین قید کریگا غرور کا انجام برا ہی
دشمن کو اسے مٹانے مین کیا دیر صاحب ساحری دھرے گئے روح ساحری کو صدمے پہونچے وہ دن
کے اختیار پر فرعون ثانی بنگئے پہونچے ہر فرعون نے راموسے شداد نے پر کیا بیداد ہوئی تمام عالم سے جواہر جمع
کیا باغ بہشت بنوایا آخر سیر کا قصد کیا دلمین یہ تھا کہ مین خداوند ہون اپنے بہشت کی سیر دیکھون جب در

باغ پر پہونچا اس حال سے نہ باہر تھا ایک قدم اندر ایک باہر تھا قبض روح کا حکم ہوا ساری خداوندی
بھولے آرزو سے سیر باغ مین ایسے بھولے باغ کی سیر نہ دیکھ سکے نہ پھولے نہ پھلے حسرت لیکر باغ دنیا سے
چلے سب مر گئین ولیکن رہین قبض روح کی جفائین سہین ایک کو ایک جانتا ہو ہر ایک نیرنگ دنیا کو پہچانتا ہو
دام مین دنیا کے ضرور پھنستا ہو عیش و آرام دنیا دیکھکر جانتا ہو کہ کبھی نہ مرونگا ہمیشہ عیش و آرام کرونگا اس
گلشن بے ثبات کی جانب نگاہ حسرت سے دیکھو کیسا پھولا پھلا باغ ہر لالے کے داغ ہو داغ ہو سرو گلشن
اکڑتا ہو غنچہ چٹکا پھول لینے کا قصد ہوا گلچین نے فورًا توڑ لیا شاید غنچہ گل ہوا ہوا کا جھونکا آیا رنگ متغیر ہوا زمین
پر گرا مرجھایا پھول گر گیا پھل پایا یارو دنیا سے دل نہ لگاؤ اپنے کو دام کہین نہ پھنساؤ لیکن خیال یہ کہنا شعر
ہر طائر نے برگ آرزو سے دانہ مین گرفتار دام ہوا

ہو یہ دلچسپ مکان جی نہ لگے یان کیونکر
سبزہ و ابر و ہوا لالہ احمر گل تر
برق جون چشم بتان ابر چمکتی زن ہو
جسکھڑی دھانون پہ ہوتی ہو روان ہو دوگر
معشوقون کا ہو یہ عالم کہ نہ ٹھہرے رو
ایک سے ایک ما ہے قتل جہان جالکتر
لطف لاکھون مین ہو افسوس کہ ہے نقش بر آب
وہ دن آتا ہے جو بیٹھے کی نہ دوران کو خبر

جام ہو مطرب و ساقی شب مہ نو ہم
قطرے باران کے جو دیکھو تو عجب عالم ہو
رعد مین نالہ عشاق کا پیدا ہو اثر
شفقی جامہ پہنتے ہین جو بادل شام
پیستے ہین دل عشاق یہ انداز دگر
شاق ہو اسکی جدائی تو سبھون کو لیکن
آبشارین ہین صدا نوحہ گر اس گلشن پہ
اختیار دنیا جہان ہو نہ وہان اف تک کیا

دیکھو مین شیر کو ہر مرغوب دل پیر و جوان
لوٹتے پھرتے ہین وان جا بجا مین گوہر
آنکھون کو نظر پڑ ستارہ نظر آتی ہو
ہوتی ہو بوقلمون یان کی زمین سر تا سر
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا ناز و خرام
عالم خواب سمجھتے ہین اسے اہل نظر
چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش
دیسی بین ہو اگر عشق تو ہین لاکھ خطر

اسطرح کے کلمات حسرت آمیز اس پتلی نے زبان سے کہے سب پتلیان رونے لگین جام شراب ہاتھ سے پھینک
دیے آفت حیران کہ آج یہ کیا ہو گیا ہو گھبرا کر اٹھی سب کے آگے ہاتھ جوڑنے لگی کہا بی بیو تم شاہزادیان ہو بلکہ
ساحری گل نیرنگ باغ شعبدہ گری ہو تم کو ان باتون سے کیا کام ہے شراب پیو کباب کھاؤ کبھی دو جوان گرفتار
کرلاؤن انکا خون پیو تمھارے سینے رنج و الم کیسا انمین ایک بہت شوخ و طرار آئینہ رخسار غصے مین جواب دیا
بی آفت اپنی خیر مناؤ تمھارا بھی زمانہ قریب آیا موت سے نہ بچوگی اگر قلعہ آہن مین چھپوگی تمہارے قاتل
وہان جاکر تلاش کرینگے تمھارے خون سے ضرور ہاتھ بھرینگے ہمین ساحری و جمشید پار رہے ہین گلزار آتش کی
سیر دکھا رہے ہین آفت حیران کہ آج یہ کیا ہو گیا کنیزان ساحری کیسی باتین کرتی ہین ناگاہ وہان خواجہ سے

گذرے کہ گنبد تاریک سے باہر نہین نکلی گھبرائی ہوگی فرزدہ قتل مشعل سنتے ہی آئیگی وہ ساحرہ بھی زبردست ہے
یہ کیفیت کیا جانتا تھا سوا سے تبدیل روح کے یہ کہکر افراسیاب کو آمادہ کیا کہ واسطے دو چار روز کے پردہ
ظلمات میں چلے جاؤ یہان کا حال سنکر دو تعلق ہوگا پھر آسکے ناسکینا اسیوقت آفات نے افراسیاب کو تخت
پر سوار کیا طرف پردہ ظلمات کے روانہ کیا حیرت جادو فرد کش ہوا آفات طرف قصر زبرجدی کے گئی
لیکن جب مشعل کو عمرو جلا چکے پہر بہر کامل سناٹا رہا بعد پہر بہر کے سب کے ہوش و حواس درست ہوے
نورافشان نے دوقفس منگا کے یہ مشقت تمام روح بہار جسم بہار مین روح بہار جسم بہار ان مین کی
استادان مخند رسنے تحریر کیا ہے کہ تین شبانہ روز بہمن و کوکب و نورافشان کو اس مشقت مین گذرے
شبانہ روحین سرداران مذکور کے جسم مین سب کی داخل ہوئین یہ کمال نورافشان تھا تعلیم یافتہ بہت
ساحری و جمشید ہوا اسیوجہ سے نورافشان نے حکم دیا تھا کہ اے خواجہ مردے جہانتک ہوسکین قبضہ مین
کرنا خواجہ نے مردون کے واسطے جان لڑائی بعد تین دن کے نورافشان نے پہر سحر سازی کل ساحران مذکور
کو زندہ کیا بعد روح داخل ہونے کے بھی ایک ہفتہ کامل باغبان و بہار وغیرہ گھبرا تے تھے سحر نیا و
آتے تھے روحین کمزور ہوگئین ایک ہفتہ کامل نورافشان و بہمن و کوکب لشکر اسلام مین رہکر جب
انکو خوب درست کیا سحر و ساحری مین چالاک و چست کیا تب نورافشان یہ کہکر خواجہ سے رخصت ہوے
اے شہنشاہ اوج عیاری اب غضب برپا ہوگا اگر تاریک مشعل کشی نے قصد کیا اسکا ہم مرتبہ کوئی نہین
معلوم ہوتا اپنا سحر و ساحری مین مثل و نظیر نہین رکھتی خواجہ نے کہا اے نورافشان بیت مشکلے نیست
کہ آسان نشود ؛ مرد باید کہ ہراسان نشود ؛ الغرض کوکب و بہمن و نورافشان طرف اپنے اپنے
قصر کے روانہ ہوے یہان لشکر اسلام مین جشن کی بنا ہوئی سب مصروف عیش و نشاط ہین اس حال کو یہین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آمدن نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت و لکھنا سخن
زبان دراز بہ ویران حیرت و دولت جیرت و اول عیاری خواجہ عمرو و عمر قران نامدار ساقی نامہ

ساقی تشکل طرب عیاں کر
خورشید شراب مشکبو ہو
قطرے مئے ناب کے ہون اختر
بط گو کی عقاب آسمان ہو

مینا سے زمین سپہر آسمان کر
ہو غرب وہاں جام چشم مشرق
ہو چپ لوہا رہا ساقی تند
ہو حوت سپے کباب چپ چپ

ساغر ہو قرص فلک سبو ہو
ہو بادۂ ناب کی چمک برق
موج مئے ناب کہکشان ہو
ہو تیغ کمان قوس کا تیر

ساقی کے گلے سے ہم ملے ہوں
نکلے مشرق سے مہر جیسے
دہن شمس اسکے بیان کر
رہتا نہیں کوئی اس سے محروم
آئینہ سفید بیخ سحر ہے
کرتا ہے سواد شب کو کافور
حدت میں نہار سے زیادہ
ہم پلہ نشہ مئے تیسنہ
گیسوے سپیدہ پیر کہنہ
پیروے محفوظ بستان ہے
یہ صورت سنگ ہے نہ دوہ
یہ چشم پری وہ موے مژگان
یہ چرخ برین ہے کہکشان وہ
عالم میں مسافر سحر خیز
ابرو کی طرح جو زر فشان ہے

جوزا کی طرح ہم ملے ہوں
ہان بلبل فکر آسمان پر
ذکر خورشید آسمان کر
افسانہ دل زنان شام ہے یہ
یہ نشو و نما سے شجر ہے
پھولوں میں ہے رنگ دلربا سی
شعلے سے شرار سے زیادہ
لوگوں کو شعاع پر شک ہے
موج دریا سے شیر نہیں
وہ زر گل آفتاب ہے یہ
یہ چشم ہے رشتہ تار وہ
یہ جامہ وہ ریشہ قلم ہے
یہ آگ ہے آگ کا دھوان وہ
مشرق جو بنا خیال رنگین
قرطاس پہ دھوپ کا گمان ہے

اٹھو یوں نکلے سبو سے جیسے
لا نشہ مدعا زبان پہ
عالم میں ہے اسکو فیض کی دھوم
علوی فلک مقام ہے یہ
دیتا ہے چشم ماہ کو نور
ہے چاک کتان رفو اسی سے
ہمسایہ نالہ شب رنجور
نخچیر ملالی فلک ہے
وہ خط سبزہ نوجوان ہے
وہ سیخ صفت کباب ہے یہ
یہ شیر زبان ہے وہ نیستان
زنجیر وہ اور یہ قدم ہے
ہے چرخ پرین کی چشم خون ریز
خورشید افق ہوے سفا میں
چہرہ ہے ران فسانہ رنگین دراقتان

مضامین فصاحت آئین اس داستان حیرت رنگ کو بعد ترتیب خوب زینت یوں درج اخبار کرتے ہیں شعر نگارندۂ داستان کہن * شور جنین کرد نظم سخن * کہ بعد جانے افراسیاب کے ملکہ حیرت جادو نے خبر پائی کہ لشکر اسلام میں جشن کی تیاری ہے ملکہ بہار وغیرہ نے روح تازہ پائی ملکہ بران زندہ ہو کر بعید کرد فرط طلسم نور افشان کے تشریف لیگئیں آفتاب گوہر دندان وہلال گوہر دندان دختران شہنشاہ نور افشان ہمراہ نور افشان ہے قصر نور افشان گئیں بڑا جشن ہے جا فرحت آل ملکہ مہرخ سنکے حیرت جادو جلکی ملکہ صرصر سامنے حاضر ہو کہا ذرا خبر تو لے حقیقت میں سب زندہ ہو گئے صرصر نے کہا حضور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آئی بہار و باغبان و برق لامع وغیرہ سب دربار میں جمع ہیں آج اسد وستہ جنین بنی جادو فرمان سب کو خلعت ملے ہیں کنیز سے نہ دیکھا گیا آخر چلی آئی سب سے زیادہ بی بہار نحوبلی ہوئی ہیں باغبان

الغرض ہے ہین نور افشان ایک ہفتہ رہے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ بد حواس تھے سر سبکے درست کرائے
بڑے بڑے کمال کیے نور افشان نے اپنی جان کو مٹایا لیکن سبکو رنگ اصلی پہ لا پائی بہار کا دہی قول ہو
جو کوئی مجھسے سوا پاکرے اُسکو شکست ہوا دون باغبان فرماتے ہین نخل حیات دشمن قلم کرون بی برق فرماتی
ہین تڑپون نشکر حیرت پر جا پڑون اور نگوڑا عمرو کو تو آج بڑا اقبال ملا ہوا اپنے ہوش مین نہین ہے زیرہ سی آنکھین
چمکارہا ہے نشے مین پی پچار رہا ہے سب سردارون نے نور رنگ آنا بکے وسے وسے یہ حالات سنکر حیرت
بھی کانپنے لگی کہا جی چاہتا ہے ابھی طبل جنگی بجوا دون دم بھر مین سبکو مٹا دون پر نہ اپنے ولین سلطان سمجھین کہ
ہمین کسی سے کم ہون مشتعل کیے مقدمہ پر کیا خوش ہوتے ہین اُسکو بد دعا سے سامری یا پرستان کھا گئی غضب
کی بات ہے اپنے نوکرون کو بیٹھے اپنے ہاتھ سے قتل کیا رعایا کی اولاد گرفتار کرکے ملعون کے حوالے کر دی آخر ان
سبکی آہ و فغان خالی جاتی اُسکو عمرو نے نہین مارا آہ بیکسان اور مظلومان نے جلا دیا بقول سعدی شعر
نیم شب آہ زندہ پیر زال × دولت صد سالہ کند پامال × صاحب ہم خوب سمجھے ہین ہم بادشاہ
لشکر ہین کل حالات سنے بخوبی ماہر ہین مصاحبون نے عرض کی حضور تامل فرمائین شہنشاہ تشریف لاتے ہیگے
ابکی مرتبہ سبکا خاتمہ ہو جائیگا ایک زندہ نہ بچیگا شہنشاہ سب انتظام کر چکے حیرت ان باتون مین مصروف
تھی کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی بہادر جہان پناہ شاہزادہ تیز نگاہ عنقا صورت
و شاہزادہ گیر نگاہ عنقا صورت دو ایوان آپکی ملکہ سوسن ترکمان ور تشریف لاتی ہین کل یا پرسون قریب
لشکر حضور پہونچ جائینگی لشکر بہت ساتھ ہے سنا ہے کہتے کہ یہ فرما کر چلی ہین کہ دشمنون کو حیرت کے جاتے ہی
مٹا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ سنکر حیرت نے فوراً افراسیاب کو نامہ لکھا کہ میرے دونون بھائی
تیز نگاہ و گیر نگاہ مع ملکہ سوسن با فوج قاہرہ آ پہونچے اب حضور کچھ اور فکر نہ کرین آ کے لڑائیکا تماشا دیکھین
یہ نامہ جادوگر لیکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوا افراسیاب نے دیکھتے ہی غصے مین جواب لکھا کہ
حیرت خبردار اپنے بھائیون کو مقابلہ کرنے دینا مین کسی کا احسان لینا نہین چاہتا ہون کیا کسی سے کم ہون
یہ جواب جو ملکہ حیرت جادو کے پاس آیا سمجھی مین کا کہنے لگی کیا دیکھو صاحب شہنشاہ کا یہ حال ہے دونون تا بہ
ہزار ہا کوس سے کوچ کرکے آئے ہین وہ فرماتے ہین ہمکو کسی کا احسان لینا گوارا نہین ہے وزیرزادیون نے
عرض کی حضور بڑے استقبال تشریف لیجیے لا کر دو چار ون یہان آرام سامان دعوت مہیا رہے بعد
اسکے رخصت کر دیجیے کیون لڑنے کا ہمکو تکلیف اُٹھائین حیرت نے کہا بہت درست تم سب صاحبون نے

کہا ان تیاری کرو کل سامان عیش و نشاط ہمراہ لے لو اُسیوقت ملکہ حیرت جادو برائے استقبال اپنے
بھائیون کے چلی تمام وزیرزادیان اور شاہزادیان ساتھ ہین یکایک نوبت و نقارے جو بجے خواجہ عمرو
نے سر اٹھا کر پوچھا لشکر حیرت مین کیا ہنگامہ ہے ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین واپس آکر عرض کی ملکہ
حیرت کے دونون بھائی نیرنگ عنقا صورت و گلرنگ عنقا صورت مقابلہ کو لشکر اسلام کے آئے ہین
حیرت واسطے استقبال کے جاتی ہے بہار نے گھبرا کر کہا یہ تو دریافت کرو سوسن زبان ور بھی ہمراہ ہے یا نہین
ہرکارون نے عرض کی ہان وہ بخوبی معلوم ہوا یہ بھی مشہور ہے کہ وہ دائی ایمان ملکہ حیرت کی آتی ہین رنگ رو سے بہار
متغیر ہوا باغبان گھبرا گیا خواجہ عمرو اٹھے ملکہ مہرخ نے دامن پکڑ لیا کہ خواجہ اُسکے لشکر مین نہ جاؤ وہ بلاے بے درمان
آفت روزگار ہے عمرو نے کہا ہم فقط لشکر کو دیکھا چاہتے ہین غرضکہ ہر چند سب سرداران نے روکا عمرو نے نہ مانا طرف لشکر
نیرنگ و گلرنگ کے روانہ ہوا ادہر نیرنگ و گلرنگ اک صحرا مین فروکش تھے کہ خبر پہونچی کہ ملکہ حیرت
جادو واسطے استقبال کے آتی ہے نیرنگ و گلرنگ بارگاہ سے نکل آئے دونون نے حیرت کو سلام کیا
حیرت جادو نے دونون بھائیون کو گلے سے لگایا ملکہ نے سوسن کو جھک کر سلام کیا سوسن نے سر سے
پا تک حیرت کی بلائین لین کہا بی بی ہمنے سنا ہے تمہارے ملک مین بڑا غدر ہے مسلمانون نے جا بجا قبضہ کر لیا
مشتعل ایسا جادوگر مارا گیا ملکہ حیرت جادو نے جواب دیا دائی ایمان آپ ان باتون کو نہ دریافت کیجیے
افراسیاب غرور مین اپنے ملک کو تباہ کر رہا ہے آپ چلکر دو روز مجھے سرفراز کیجیے آپکے آنے سے میری عزت
افزائی ہوئی بعد مدت کے اپنے بھائیون کو دیکھا طلسم کے معاملہ مین انکو اختیار ہے کہ ہر وقت لڑنا مرنا
درپیش ہے سوسن نے کہا بی بی ہم خاص اسواسطے آئے ہین کہ مسلمانون کو قتل کرین عملداری صاف کردین
سنا ہے بی بی بہار بھی مسلمان ہو گئی ہین انکو گرفتار کرکے سزا دین حیرت نے کہا اور کسی وقت ان امورات کو مین
عرض کرونگی اسوقت آپ سوار ہو جیے ہمرکاب چلیے سوسن نے پوچھا حیرت سے کچھ نہ کہا اسوقت نیرنگ گلرنگ گھوڑون پر
سوار ہوئے سوسن کو ایک تخت پر بڑے کروفر سے حیرت لیکر چلی تھی قضا کار خواجہ عمرو چلے تھے اک ساحر کی صورت
بنے ہوئے سامنے آکر پہونچے دیکھا بڑے کروفر سے لشکر نیرنگ گلرنگ آتا ہے دو شاہزادے نوجوان پشت اسپ مرکب
پر سوار ایک تخت پر حیرت و ایک تخت کو دیکھا خالی ہے بالکل خالی معلوم ہوتا ہے وہان اس تخت کو گھیرے اسکے اندر سے
باتین کرنیکی آواز آتی ہے روپیہ اشرفیان لٹا رہے ہین خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا کنارے سے آکر رنگ روغن عیاری نکالا
شہد کی شکل بنکر تیار ہوئے جب تھیلا اشرفیون کا حیرت نے پھینکا عمرو نے جست کی پانچ قدم سب شہدون سے

باتین تحریر تھین وہ پرچہ دیکر سا حیرت و تحیر کرتا ہوا عمرو کو لیکر نکل گیا سوسن نے کاغذ کھولا اسمین لکھا تھا او
سوسن اب کبھی زبان مت ہلانا نہ کرنا ستم ہے قران دکیہ تیری آنکھون مین خاک ڈالکر اپنے استاد کو لیگئے تمھاری ٹھنڈی
پیٹ جاکیون شامت آئی ہے سوسن نے جو یہ مضمون پڑھا بہت ہی جھلائی کہا لو بی حیرت تمنے سنا یہ شتر قران
عیار تھا میرے ساتھ بھی عیاری مکاری کی اب مین جو قتل کیے نا ہونگی حیرت نے کہا دائی اماں واسطہ سامری
و جمشید کا آپ اس جھگڑے مین نہ پڑیے سوسن نے کہا چھوکری اپنا سر پیٹ ہونگی میرے سامنے شعبدہ سے عیاری مین نے
آنکھین ہا سامری و جمشید کی دیکھین ہین بی بہار و باغبان جیسے رنڈیگے عیارون کا مطلب مین کچھ کوئی کیا مجال ہو جو میرے
قریب بھی آسکین مین ایسا نا ہونگی ان سبکو اس ذلت سے قتل کرونگی کہ پھڑک پھڑک کے اور تڑپ تڑپ کے مرین یہ بات تمام دنیا مین
مشہور ہو گئی کہ قران نے ملکہ سوسن کو دھوکہ دیا الہی اب طلسم ہوشربا کیا کہین گے مجھکو بدنام کرینگے یہان خواجہ
عمرو کو قران لیے ہوئے صحرا مین آئے لاکر چھوڑا کہا استاد آپ غضب کرتے ہین عمرو نے کہا بھائی مین تماشا دیکھنے گیا
تھا تم کا ہیکو دوڑے آ گئے وہ کیا حرامزادی مجھکو قتل کر لیتی قران نے سر جھکا لیا خواجہ باتین کرتے ہوے لشکر مین آگئے
ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا استاد برائے خدا ہمنے سنا ہے افراسیاب نے منع کردیا کہ ہیرنگ و گیرتنگ و سوسن اہل اسلام
سے مقابلہ کرین دو چار روز کو یہ لوگ مہمان آئے ہین انکو ستانا نہیں عمرو نے کہا سبحان اللہ مین نے کیا اس حرامزادی
کو چھیڑا تھا تماشا دیکھنے گیا تھا ناحق مجھکو پکڑ لیا بہار نے کہا خواجہ یہ جھگڑے ہو گئے سوسن بڑی بدمزاج ہے اس سے
مقابلہ مشکل ہے ہم مین کوئی اسکا ہمسر نہین ہے یہ ذکر تھا کہ صدا نوبت نقارے کی آئی دیکھا کہ حیرت بڑے کروفر سے
ساتھ لیے ہوے ہیرنگ و گیرتنگ و سوسن کو قریب اپنے لشکر کے پہونچین سوسن بھی ڈر گئی ہے کہ قران میرے سامنے
سے عمرو کو لیگیا اور تخت سے کودی لشکر مہرخ کو دیکھا بہار پر نگاہ پڑی بہار نے سلام بھی نہ کیا سوسن نے پکار کر
آواز دی کیون بی بہار تم بہن کا گھر برباد کر گئی ہو تم سب صاحبون کے واسطے بہتر یہی ہے کہ عمرو کی مشکین باندھکے میرے
پاس بھیجدو اس نگوڑے کو قتل کردون لڑکون کو لیکر چلی جاؤن اگر اسکے خلاف کیا تو مین طبل جنگ بجواؤنگی میدان کارزار
مین اگر قیامت برپا کرونگی یہان سے سردارون نے آواز دی او بیحیا کیا بکتی ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نکر تجھ ایسی بہت
سے آئے ہم اپنے ہاتھ سے عمرو کو گرفتار کرکے بھیجدین یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے آئی ہو عورت وغیرہ کہا کر چلی جا
یہ سنکر سوسن کو غصہ چڑھا مین آئی ہیرنگ و گیرتنگ کو ساتھ لیلیا چند خادم ہمراہ لیے صحرا مین کھڑی ہوکر دو گوشے
دستار آستین دوست چھپیکے کھینکے ایک آگ کا مکان بنکر تیار ہوا ہیرنگ و گیرتنگ کو لیکر اندر اُس قصر آتش کے
چلی گئی لیکن پکار کر کہ گئی دیکھون عیار یہان کیونکر آتے ہین حیرت سے پکار کر کہا بی بی جاکر طبل جنگ بجوادو

ہم اسکے اندر رہینگے اتنے عیار بیابان بہ آسکین گئے ہیئے سامان آسایش کر لیا آتش سحر سے اس مقام کو آراستہ کر دیا اسی مکان میں سب کو قید کر دنگی جلا جلا کے مار ڈالونگی دیکھوں تو یہ لوگ میرا کیا کر لیتے ہیں ہر چند حیرت نے منتیں کیں لیکن سوسن نے نہ مانا اندر اسی قصر آتش کے جا بیٹھی لشکر اسلام میں ہنگامہ ہوا آخر کار سوسن ادرکی اسپ بیتاب مقابلہ کرے گی اسنے ساحری جمشیدی کی آنکھیں دیکھی ہیں اسپر سحر کرنا دشوار ہے ہر صفت میں بیٹھے بیٹھے خواجہ نے فسانہ سول لیا عمرو کو بھی تردد ہوا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے

داستان طبل جنگی بجوانا سوسن زبان دراز کا و مقابلہ اہل اسلام و عیاری خواجہ عمرو بشکل کنیز صیاد و کیفیت قتل سوسن و نیرنگ دیگر ناسخ غزل

جتنے قفس میں ہم سے شکوہ بیداد ہیں سب
جو ستم تمنے کیے ہیں وہ مجھے یاد ہیں سب
خواستگاران قضا ہیں ترے خنجر بنیاد سب
نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہیں سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہیں تیرے دیوانے
حسن جتنے ہیں تیرے آگے خدا داد ہیں سب
اب یہ حالت ہے کہ دشمن بھی دعا دیتے ہیں
ضعف سے مٹے بدن خنجر فولاد ہیں سب
میں ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
جس طرح چاہے بلا تیرے ہی ارشاد ہیں سب
ایک سے ایک نرالا ہے زمانے میں حسین
حرف جتنے نظر آتے ہیں مجھے صاد ہیں سب
اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
اپنے انداز میں بے مثل ہیں استاد ہیں سب

ذکر کا ہیکو میں افسانۂ فرہاد ہیں سب
جس طرف دیکھیے دو تین پھڑکتے ہیں اسیر
شاکی حسن لطافت ترے جلاد ہیں سب
پھوٹ جائے مجھے چھوڑا کو وفا ہوں افسوس
روز و شب منتظر خدمت صیاد ہیں سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہے نزدیک
دست بردا شتہ سے لیے جلاد ہیں سب
سخت جان ہوں مری گردن کو بتاوے قاتل
دل گرفتار ہیں سب عاشق ناشاد ہیں سب
آمد آمد ہے مگر سیر سے سی قامت کی
جلوۂ نور الٰہی یہ پری زاد ہیں سب
دور تک تیری گذرگاہ جھکا ہے ترکس
معترض ہو جیسے تو قابل ایراد ہیں سب

الحمد کہیں رنج فراموش نہیں
کیوں نہ صیاد خوشی قفس آباد ہیں سب
آنکھو تکلیف رسائی کی عبث تعلیم
اشک ایجان جہان آبلہ بنیاد ہیں سب
کفر و اسلام برابر ہیں زبان رحمت
ایک ان آتش قفس جسم سے آزاد ہیں سب
ناتوان وہ ہوں کہ ہر بال بال جان ہے
کسقدر گھر میں ترے خنجر فولاد ہیں سب
عاشق و حشی و دیوانہ و رسوا کیکے
باغ میں ہر طرف استادہ جو شمشاد ہیں سب
تیری آنکھوں کے جو مضمون لکھے ہیں حیرت
ہفت اقلیم مرے سکن فرہاد ہیں سب
راست کہتا ہوں نہیں ناسخ و سودا و نسیم

ملکہ حیرت جادو نے آکر بارگاہ میں وزرا امرا سے صلاح کی سبنے کہا حضور حکم شہنشاہ سے سراسر خلاف ہے صاف صاف تحریر فرمایا ہے کہ دو چار روز دعوت کر کے ملکہ سوسن کو رخصت کر دینا بگڑی الجھ گئی کیونکر منع کریں مکان آتش بنالیا وہ حصن حصین سمجھی ہیں صنعت سے کیا سامان کیا تھا مگر بت

قصر سحر بنایا سحر وہ دولہا بنکر وہان پہونچا آخر قتل ہی کیا یہ تو ظاہر ہو کہ انکی آتش سحر مین کوئی جا نہین سکتا جو جائیگا
آتش سحر مین پناہ نپائیگا جل بھن کر خاک ہوگا لیکن شہنشاہ کے خلاف تمہو عیاران لشکر اسلام بھی دربار مین حیرت
کے حاضر ہین پھلا حین سن رسیدہ ہین ناگاہ گل صدبرگ آفتاب سے مرجھایا گل سوسن باعث باران گلشن فلک نیلی مین
پھولا ہین سیارگان آراستہ ہوا برق شکل ساحر کھڑا دیکھ رہا ہو کہ سوسن آکر بارگاہ حیرت مین پہونچی کہا کیون چھوکری
تینے تجھکو خون جگر پلاکر پرورش کیا اب آج بادشاہ کی جورو بنکر بیٹھی ہماری بات کا خیال بھی نہین تمام ہوگی طبل جنگی
نہین بجوائی تیری پیاری جان کی قسم ہین اب بے قتل مسلمانان آرام نہ لونگی عمرو سنت خوشامد کرتا تھا مین نہ
قتل کرتی چھوڑ دیتی میان ہمسر قران کیا سمجھ کر دوڑے آئے ملازم افراسیاب تبکر عمرو کو لیگئے اب میرے
واسطے بڑی بدنامی ہو جو مین ان سبکو سزا سے کمال نہ دون یہ کہکر حکم دیا ان طبل جنگی بجے عیار دیکھ رہے ہین
طبل جنگی تو اسیوقت بجا اس فکر مین عیار کھڑے ہین کہ سوسن پر کچھ عیاری کرین مگر سوسن طبل جنگی بجواکر اُٹھی
پر پرواز پیدا کرکے اسی قصر آتش مین چلی گئی عیار مجبور ناچار پلٹے آکر ملکہ مہرخ سے اطلاع کی حضور سوسن نے
طبل جنگی بجوایا لیکن بارگاہ مین ٹھہری نہین حکم دیکر چلی گئی اسی قصر آتش مین جاکر ٹھہری ہو شعلہ ہاے آتش آسمان پر
سر کھینچ رہے ہین نخل تمام آتش بار ہو رہے ہین ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین انجام کار
کیا ہوتا ہو بہار نے کہا حضور خدا اُسکی برخت سے بچائے تعلیم یافتہ صحبت ساحر ہی ہمارا سحر کرنا دشوار ہو
خیر ناگ و گیر ناگ اسی کے تعلیم کردہ ہین افراسیاب منع کر چکا تھا مگر عیارون نے چھیڑ کر بلا نازل کرائی
ورنہ وہ چار دن مین چلی جاتی اب جو کچھ فلک دکھائیگا دیکھینگے افراسیاب فکر مین تاریک شکل کشتی کے
گیا ہو یہان یہ ہنگامہ برپا ہو فلک پھر گردش ہو دیکھین انجام کار کیا ہوتا ہو کل سردارون کو سناٹا نام سے
سوسن کے زبانون مین لکنت گرفتار رنج و مصیبت یہان حیرت نے بعد طبل جنگی بجوانے کے نامہ افراسیاب
کو بھیجا کہ عیارون نے دائی امان کو ستایا اُنکو غصہ آیا طبل جنگی بجگیا صبح کو مقابلہ ہو اگر مہلت ہو تو آپ بھی
تشریف لائیے ساحر اُدھر گیا یہان تیاریان دونون لشکرون مین ہونے لگین قصر سوسن مین وہ سیاہ اٹھ رہا ہو
شعلہ ہاے آتش بلند ہین سوسن اندر قصر آتش کے بیٹھی سحر تیار کر رہی ہو خیر ناگ و گیر ناگ سے کہتی ہو
وہ فرزند و جماعت تو یہ ہو کہ میرے عیاران لشکر اسلام سے بڑی سحر مین کوئی میرا سامنا نہین کرسکتا لیکن مگر وہ
قران انکو دین خاک ڈال کے سحر کو کرلے گیا ہین نہ بچا ان سبکی اسواسطے مین نے یہ قصر آتش بنالیا اور خوب
پہنچایا اُنمین کامل ہوا آجتک عیارون سے بچکا لڑائی فتح کریگا فقط

گوہر کو جوہری صراف زر کو پرکھے
جسکا ندیم ہووے انکی نظر کو پرکھے
دشمن کے خواہان وہ یار ہین جہانمین
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے
دشمن کو اپنے پرکھائے آدمی سے

ایسا نہین ہے کوئی وہ جو بشر کو پرکھے
جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہے
نہین جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر مین وہ نہ لادین رکھا ہے اپنے پیا
ہرگز نہ کہو تو سودا پر جانور کو پرکھے

وہ شخص یار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے
سمجھے کہ چشم عاشق معشوق کا ہو مدان
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے
اے نور نظر انسان کا پہچاننا مقام کی

حقیقت کا سمجھنا بہت دشوار ہے اگر افراسیاب جادو اس نکتہ کو سمجھ جاتا لونڈی غلامون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا مین چند میدان داریون مین اس لڑائی کو فتح کرونگی اس قصر آتش کو قید سرداران سے بھر دونگی کل سامان میرا اسی مین رہیگا خاص وقت مقابلہ کے مکان آتش سے باہر جاؤنگی سب شراب کباب کا چرچہ کھانا پینا اسی مقام پر ہے عیار بیچارے کیا آسکین گے ساحر مجھ بڑھیا کے سامنے کیا زبان ہلا سکین گے یہ کہتی جاتی ہے سحر تیار کرتی ہے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اودھر سے حیرت سوار ہوئی ادھر سے ملکہ مہرخ و بہار کل سرداران نامدار بعد کر و فر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمین میدان آراستہ ہوا یکایک قصر آتش مین دھماکا ہوا شعلے بھڑکے دود غلیظ بلند ہوا دیکھا سب نے نیرنگ و گیرنگ تاج سر پر پہنے ہوئے استادہ قصر سے چاق چوبند بیٹھی مین سوسن زبان دراز قصر آتش سے نکلی اشارہ کیا نیرنگ سے میدان کارزار مین آیا نقیب دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے منہ شاہزادہ نیرنگ عنقا صورت ادھر سے نافرمان جادو مقابلہ نیرنگ کا ہوا مین آئی آپس مین دو دو ہاتھ چلے نافرمان نے بڑھکر گولا مارا نیرنگ نے کاٹا لیکن حرکت اسکا مارا گیا نافرمان تیغ پکڑ کے جا پڑی تلوار چلی سر نیرنگ زخمی ہوا جیسے ہی اسکے سر سے خون جاری ہوا سوسن بیتاب ہوکر دوڑی نعرہ کیا او نافرمان بے ادبی کرتی ہے یہ کہکر جھپٹی قریب اسکے پہونچی سب دیکھ رہے ہین نہین معلوم سوسن نے قریب نافرمان کیا زبان درازی دکھلائی کہ نافرمان بیہوش ہوکر گری سوسن نے اٹھا کر اسی قصر آتش مین پھینکدیا نیرنگ کو میدان کارزار سے ہٹایا نعرہ کیا جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ای بی بہار تمہارے سحر کے بڑے زور و شور سنے ہین سنا ہے تمنے ہزاردن کو تنگ کیا ہے اب آؤ میرے سامنے آؤ مجھکو تنگ کیجیو یہ سنتے ہی بہار جادو صف سے نکلی ملکہ مہرخ سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی سوسن نے بہار پر آگ برسائی ملکہ بہار نے باران سحر برسا کے آگ کو بجھایا اٹھا کر گلدستہ مارا کہا او سوسن لے سنبھل سب نے دیکھا ہوا سے سرو عیسی دم مسیح نفس جلی نخل بند بوستان شاخوان سے پرانے دشت لیکے

ہاتھ بڑھانے تیوں سے صدا سے جلا جل آئی بلبلیں غزلیں عاشقانہ گانے لگیں غزل

بتا سکتے نہیں شوخی نے جسکی مار ڈالا ہے
وہ دل ہے جسکی حسرت ہو وہ میں جس میں پالا ہے
سیہ بختی ہی کو ہم پہ دیکھا سیہ بختی سے
کسیکا دم کے ساتھ ارمان بھی تڑپنے نکالا ہے
وگھٹا تا ہے وہی جو آتا ہے میں جھٹکے پر اپ جھٹکے
اجالے میں اندھیرا ہے اندھیرے میں اجالا ہے

ہماری داد بھی محشر میں کوئی دینے والا ہے
کہیں ایسا نہ ہو وہ پھر کر آنکھوں سے ہو جائے
پکھل ہو فقیر جن کا دوشالا ہو کا دوشالا ہے
تڑپ دل کی وہی ہے گو کیے سو لطف قاتل نے
تمھاری زلف نے سایہ میں اپنے جسکو پالا ہے
وہ شب فرقت میں گذریں حقیقی راتیں ہم پہ بھاری ہیں

خبر ہے کوئی اس محفل میں رسوا ہونے والا ہے
جسے کہتے ہیں دل سینہ کا لینے ایک چھالا ہے
اجل سے پہلے جھپٹتے ہیں نزع میں حسرت دم سے تیرے
بہت مرہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہے
تماشا ہے طلسم زلف و رخ کا دید کے قابل
پہاڑوں کو جلال نے گران جانی نے ٹالا ہے

پھول آسمان سے برسے سوسن زبان دراز خاموش ہو کر کھڑی ہوئی پھول سونگھے ہوا گلشن بہار کی کھائی بہار نے جو دیکھا سوسن جھوم رہی ہے آنکھیں سرخ پھول سونگھنے سے مہر سکوت لب پر ملکہ بہار نے ڈپٹ کر للکارا دسوسن ساحرہ زبان درازی بھول گئی ہے کہا کیوں بھولی سوسن نے کچھ جواب نہ دیا بہار سمجھی یہ بیہوش ہو چکی ہے کہیں بڑھ کر جا پڑی سوسن کو ہاتھ مارا سوسن نے سر جھکا دیا یہ شعر پڑھنے لگی شعر

عدم سے جانب ہستی تلاش یار میں آئے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

خیال گل میں ہم اس وادی پرخار میں آئے
اگر نہیں ہے محبت نہ بخشیں تو شکایت کیا

تیغ بہار کا پڑا سوسن کا سر کٹکر زمین پر گرا بہار نے نعرہ کیا وہ مارا جسم سے لاشہ سوسن کے چنگاریاں نکلیں پھول جلنے لگے ہر برگ و بار سے شعلے نکلنے لگے بہار گھبرائی یہ کیا ہوا زمین شق ہوئی سوسن نعرہ کرتی ہوئی نکلی او بہار ابھی چھوکری ہے کسی نادانوں کو تو گے جیو اپنے ہو گے ہم ملکہ سوسن زبان دراز سحر ساز شعبدہ باز جب تک بہار سنبھلے سوسن نے زمین پر دو ہتڑ مارا بہار بیہوش ہو کر گری سوسن نے اٹھا کر بہار کو بھی قصر آتش میں پھینکا باغیچہ میں باغبان قدرت جا پڑا خوب آپس میں سحر ہونے لگے میں باغبان بھی بیہوش ہوا سوسن نے اٹھا کر باغبان کو بھی پھینکا اسی طرح سوسن نے شام تک بارہ سردار نامی گرامی گرفتار کیے اسی قصر میں سب کو قید کیا شام کو یہ کہکے پلٹی کل تم سب کا خاتمہ کر دونگی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی سحر با دولت کا دیکھا منہ منظور نظر ساحری دشمن اہل اسلام رنجیدہ کبیدہ ہ پلٹے سوسن پھر تا سحر گلگون کو لیکر داخل قصر آتش ہوئی استادان سخنور نے تقریر فرمایا ہے کہ چار میدان وار یاں سوسن نے اسی طرح کئیں پچاس سردار نامی گرامی پکڑ گئے قصر آتش میں قید کیے پانچویں دن شام کو سوسن نے آواز دی یا شیدائے مسلمانان دو روز کی تمکو مہلت دیتی ہوں سمجھ کر لڑکی حیرت کے قدموں پر گر و خطا اپنی معاف کرا ؤ ورنہ ابکی

ورنہ جو طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین آؤنگی لطف گرمی سحر دکھاؤنگی یہ آتش شعلہ ور ہو کر تم سب کو جلا دیگی خاک
مین ملا دیگی یہ نہ سمجھنا کہ فرداً فرداً مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوگا بحکم ساحری بادولت کو سب طرح کا اختیار ہے لاکھون
کو ایک دن مین ہٹا دون اُف کرے دن کو دریا سے آتش پیدا ہو سب کو جلا دے کوئی زندہ نہ بچے اپنے کلمات
کہکر پلٹ گئی اہل اسلام حیران پریشان پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے صرصر نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج
عیاری آپنے ملاحظہ فرمایا جو سرداران نامی تھے گرفتار ہوئے اب کچھ تدبیر کرنا چاہیے عمرو نے کہا میرے کیے کچھ
نہین ہو سکتا سب عیار موجود ہین تنخواہ کھاتے ہین جام بادۂ عیاری سے مست ہین مشہور ہو کر بڑے پیشہ
ہین سوسن کو جا کر مارین مین کیا کسی صاحب کو منع کرتا ہون ملکہ صرصر نے طرف چالاک وغیرہ کے دیکھا سینہ
دست بستہ عرض کی ہمیں کچھ کہنے کی احتیاج نہین ہے ہم ہر وقت اسی فکر مین ہین آگ سے نہین ڈرتے ہین بالکل جلا ہی نہین
جو ہو سکے گا کر گذرینگے قصر آتش سے وہ ملعونہ باہر نہین آتی دربار مین ایک دن آئی تھی ہنستے چاہا تھا ہم نے اس
کو گرفتار کرین وہ نہ ٹھہری پلک جھپکنا دشوار ہوا ایسی ملعونہ کا کیا کرین آگ کے اندر رہتی ہے ملکہ صرصر نے یہ
کلام حسرت انجام سنکر سر جھکایا عیار اُٹھے اپنی اپنی فکر مین نکلے برق فرنگی تڑپتا ہوا قریب قصر آتش پہونچا
چارون جانب پھرا لیکن راستہ نپایا ناگاہ شعلۂ جوالۂ مہر درخشان نے آتشکدۂ چرخ نیلی کو ظاہر کیا چمکا ریگ روان تابندہ
و سیارگان کی طرح ہوئین ذرہ ہائے بیابان نے رونق پائی چمک کر نیر اعظم سے آنکھ لڑائی برق تڑپتا ہوا طرف
صحرا کے چلا ایک نخل کے سایہ مین جا کر ٹھہرا سوچ رہا ہے کہ اے برق کیا کرون کیونکر اپنے کو تا بسوسن پہونچاؤن کوئی
اندر سے نہین آتا کہ اسکی شکل بنکر پہونچون حیرت جادو کے یہان سے کوئی نہین جاتا ہے کیا تدبیر کرون اُٹھا
والانشا و فرا اسی باتین طعن و تشنیع کرتے ہین آخر جب کوئی تدبیر نہ بن پڑی سامنے ایک پختہ کنوان تھا یہین
کی شکل بنکر کنوین پر آبیٹھا الٹا ڈول رکھ لیا جل ٹھنڈا پکارتا ہے کبھی گھبراتے ہین جو کوئی مسافر نکل آیا اسکو پانی پلا
ٹھنڈا کیا پھر آپ ہی سوچا اس غریب کے مارنے سے کیا فائدہ ہو برق تو اس فکر مین کنوین پر بیٹھا ادھر خواجہ
عمرو بھی رات بھر گرد پھرے قصر آتش کے مگر راستہ نپایا گھبرا کے صحرا مین آئے ایک درۂ کوہ مین گھس گئے سر جھکا
کے بیٹھے سوچ رہے ہین کہ اب کیا کرون آج کا دن گذرے گا شب کو طبل جنگی بجا کے میدان کارزار مین
آئیگی کون اسکو جواب دیگا عجب گرما گرم سحر کرتی ہے شعلہ مزاجی پر مرتی ہے لیکن اس گرم مزاجی کا بد انجام ہوگا
جو آگ کھائیگا انگارے ہگیگا سوچتے سوچتے تصویرین شاہان گذشتہ کی نکالین کنہیا کی تصویر پر نگاہ پڑی
دیکھا جوان خوش رو بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے بس عمرو کو خیال آیا کہ اسکی صورت بنا کے تا بسوسن پہونچا ہون تو

حقۂ آتشبازی تو پڑے پڑے نکالا آستین بیہوشی بھی بھر دی اسے سنبھل کر کھڑا ہوا کہ قریب اس نخل کے پہونچے
حقہ آتشبازی مار کر بیہوش کروں پھر سر کاٹ ڈالوں تا یہ لشکر نہ جلنے دوں خوب سنبھل کر کھڑا ہوا جیسے ہی
قریب خواجہ عمرو کا قریب اس نخل کے پہونچا یہ تو اپنی دھن میں ڈیکار رہے ہیں کہ پہلوے نخل سے نعرہ ہوا
باش او ساحر کہاں جاتا ہے منم مہتر برق فرنگی عمرو کی نگاہ پڑی کہ سایۂ نخل سے برق تڑپ کر نکلا گھبرا کے
نیزہ کی صرف اتنا منہ سے نکلا کہ اسے یہ کیا کرتا ہے قصد ہو کہ زبان سے کہیں عمرو مالوں زبان سے نہ نکلنے
پایا حقہ برق کا چل گیا دھواں آستین سے نکلا عمرو بیہوش ہو کے دھم سے گرا برق قتل پر مستعد خنجر کھینچ کر دوڑا
کہ چھاتی پہ چڑھ بیٹھ کر سر کاٹ ڈالوں جا کر سینہ پر گھٹنا رکھا قصد ہی کہ خنجر ماروں پہلو سے آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہے
عمرو کو ہچکیاں لگا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا کا خنجر رک پلٹ کر برق نے دیکھا نورافشان چادر [illegible] ہوا شکل برق
چندہ پہ برق کے پہونچا ہاتھ برق کا تھام لیا اگر ذرا پلک جھپک جائے خنجر پہلوان پھیر کیا تھا نورافشان
نے کہا او برق غضب کیا تو نے پہچانا یہ کون ہیں برق نے کہا کوئی بلا ہے نورافشان نے کہا تمہارے
استاد والا قدر ہیں جب تو برق تڑپ گیا نورافشان نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی آنکھ کھلی نورافشان کو قریب
پایا برق کے کان پکڑ کے اک دو دھپے مارے کہا کیوں بے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا استاد میں کیا پہچانتا تھا میں سمجھا
کسی ساحر کو افراسیاب نے بھیجا ہے برائے جستجوے عیاران جاتا ہے میں اسکو مار لیں عمرو نے کہا آپ بہت
تیز ہو گئے ہیں برق نے کہا سب آپکا تصدق ہے اب نورافشان خواجہ کو ساتھ لیکر اک گوشہ میں آیا کہا اے شہنشاہ
اوج عیاری کیا سمجھ کر یہ صورت بنائی عمرو نے کہا میں نے روغن سوسیقار مل لیا ہے کہ آگ تاثیر نہ کرسکے
نورافشان نے کہا استاد وہ آتش سحر ہے وہاں اس روغن کا کیا کام جاتے ہی آپ جل جاتے [illegible]
قصر نورافشان میں یہ عیاری حضور کی دیکھی بیقرار ہو کر چلا کہ خواجہ کو روکوں یہاں آکے دیکھا یہاں برق آپکی چھاتی
پر چڑھے بیٹھے ہیں مشکل بچایا بر ترجیح خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا وقت پر پہونچ گیا اگر آپ وہاں جاتے تو خدائی بھی برق
کی عیاری سے بچا لیتی عمرو نے کہا اے نورافشان صرف اتنا دن اور رات باقی ہے کل سوسن پہلوان کارزار
میں انکی آفت مچا لیگی اسکی کیا تدبیر ہے آتش سحر تک جانا دشوار ہے حقیقت میں یہ میری عقل میں نہ آیا کہ روغن سوسیقار
کو آتش سحر سے کیا مطلب عقل پہ پردے پڑ گئے اے نورافشان ہم تو اپنی زندگی سے بیزار ہیں آنکھ پھیر کے موت کا
سامنا ابھی دو دن نہیں گذرے [illegible] کی گریبان اٹھائیں آرام نہ لینے پائے تھے کہ [illegible] سوسن آئی [illegible]
اسکے [illegible] دل ہلا دیتے میدان کارزار میں آگئی ہو [illegible] کر پھر اسی قصر آتش میں جانا [illegible] باقی ہے

نورافشان نے کہا اور تو کچھ عرض نہیں کر سکتا آج کل ہوش وحواس درست نہیں ہیں بڑی بڑی مصیبتیں آگے
دیکھنا ہیں جان پر کھیلنا ہے لیکن اب اسوقت سرو سہی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ نقش آپکو دیتا ہوں
ستارہ شناسان دور بین نے اسکو ترکیب سے بنایا ہے عجیب تدبیر ہے کیا معقول تحریر ہے سوا پہر تک آپ پر آتش سحر
تاثیر نکریگی اسکو بازو پر باندھ لیجیے جسکے جسم سے مس کر دیجیے گا اسکے جسم پر بھی آتش سحر تاثیر نکریگی لیکن سوا پہر
عرصے میں جو کچھ ہو سکے کر لیجیے آئندہ نقش بیکار ہو جائیگا عمرو نے کہا ای نورافشان سوا پہر بہت ہے لاؤ نقش
مجھکو دو میں اسی صورت پر آتش سحر میں جاؤنگا خدا چاہے گا تو اسقدر عرصے میں بی سوسن کی زبان درازی
کا علاج کرونگا برق نے کہا استاد میں بھی چلونگا کہ دنیا کے ساتھ معشوق ہونا واجب و لازم ہے نقش اپنے
جسم سے مس کر دیجیے یہ کہکر برق اک نازنین چاردہ سالہ کی شکل بنکر تیار ہوا دریا سے جواہر میں غوطہ زن آنکھیں
نگاہ آنکھ یوں میں شوخی سرمہ دنبالہ دار دیا چھوا بیار کے ہاتھ میں عصا تھا لب لعلیں پر لا کہا جا ہوا مجلس حیران
کی زیبائی باتوں میں مسیحائی سراپا خوبصورت مرغوب مطلوب بھولی بھولی صورت حسن میں صباحت ملاحت
جادو تقریر کلام دلپذیر عمرو بھی صورت دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا برق غضب کرتا ہے اب تو بڑا طرار و فرار ہوا
پکا عیار ہوا برق نے مسکرا کے سلام کیا کہا استاد سب آپکا تصدق ہے عمرو نے وہ نقش برق کے بھی جسم سے مس
کیا نورافشان رخصت ہو کر طرف قصر نورافشانی کے گیا عمرو دشت مرکب پر سوار ہوا برق گھر سے استاد کی لیکر
گیا گھوڑا اٹھاتے ہوئے خواجہ بیلے کو پھر شروع کیا ٹھمریاں غزلیں دوہرے گیت کبھی رنگ عشرت کبھی مضمون
وصل و فرقت وقت سحر ہو بھیرویں کی دھن میں گلا ہوا کھلا ہوا اسوقت کبھی دل کو اک مزا ملا اپنے آقا کا جو
فراق یاد آیا آتش سحر میں بے تکلف گھوڑے کو ڈالدیا خود بھی آنکھوں سے آنسو جاری قلب پر ہجوم بیقراری ہے
اشعار آبدار زبان سے نئے طور سے نکلتے ہیں اشعار

غم سے کند بازو سے خوش و بادہ نا پیوست
کین گرمی ہنگامہ ز گرمی شراب است
نیا و غم و چارہ دو عالم حقیقت
مضمون جرعہ ہمہ اجزای کتابست
تا یکی خیالست بنظر آمدہ مخفی

ورنہ ہمہ ماخانہ آن شہر خراب است
غافل نشوی زفریب عشق کہ در شہر
چون موج حباب ست کہ برچشم پرآب است
کوخانہ نشین می شود مردمک چشم
ہم دشمن بیخوابی و ہم زخم البستہ

پیمانہ دل پر کن دور جام نگہ ہے
ایام طراوت ہنگام شباب است
بر نشیند کتابیکہ بود حرف تو اسیح
بیرون تو این خانہ چو بر بود آبست
سوسن زبان دراز سا بچین

اک جنگل سے گذرتا ہوئی شراب خواری کر رہی ہے تیر ناسب و کینہ کہ بیابان ناگاہ گانے کی آواز آئی گھبرا کر کہا ای

فرزند یہ کون لوگ بجا رہا ہے کلیجہ نکالے لیتا ہے تواریخ میں دیکھا ہے ہمارے ہادی رہبر گندھیا فن بانسری کے استاد
تھے سنتے ہیں کہ انکے بجانے پر چرند و پرند مست ہوتے تھے بے زبان رہتے تھے آج وہی طور معلوم ہوتا ہے
کوئی کلیجہ کھینچتا ہے قلب پر نشتر چلا رہا ہے نیرنگ وگلرنگ نے کہا یہ آواز تو خاص ہمارے حصار کے
اندر سے آتی ہے سوسن گھبرا کر اٹھی نیرنگ وگلرنگ دونوں تاج پہنے ہوئے چند قدم آگے بڑھے تھے دیکھا
فی الحقیقت تصویر میں جو صورت دیکھی ہے وہی صورت زیبا یہی لباس گندھیا نکالے ہوا سامنے بیٹھے ہوئے
بانسری بجا رہے ہیں ایک نازنین پریزاد نہایت حسین پشت پر کمر میں ہاتھ ڈالے بیٹھی ہوئی کبھی گنگنا کے بھی تان
اڑا دیتی ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بجلی چمک گئی اس آتش سحر میں گھوڑا اڑا دیتے پھرتے ہیں شوق میں بانسری سننے
کے طائر طیور تڑپ تڑپ کے گر رہے ہیں لیکن جل جاتے ہیں شوق میں جلنا گوارا ہے چلے ہی آتے ہیں سوسن
کے ہوش اڑ گئے کہا اے فرزند دلبند بزرگان دین ہوا اس آگ میں سوائے افراسیاب کے کسکی طاقت
تھی جو قدم رکھ سکتا جاتا جل کے خاک ہو جاتا لیکن آتش سحر اثر کیا تاثیر کر سکتی ہے یہ ان سب چیزوں سے کہ
باقی ہیں زمین و آسمان انکے قدم سے قائم ہیں یہ کہکے دوڑی آئی رکاب سے لپٹ گئی کہا حضور کون ہیں کہاں سے
تشریف لائے مجھکو سرفراز کیجیے گندھیا جی نے مسکرا کر فرمایا اری سوسن میرا ہی نام ہے دشمنان افراسیاب
کو لوٹے درہم و برہم کیا سر جھکا کر سوسن نے عرض کی آپکے تصدق سے فرمایا تیرا بڑا مرتبہ ہوا ہم خاص تجھی کو دیکھنے
کو آئے تھے امتحان کرتے تھے کہ دیکھیں تیری آتش سحر کیسی ہے ہمپر کیوں نہیں تاثیر کرتی سوسن نے کہا آگ کی کیا
مجال ہے آپکو گرمی دکھا سکتی ہے اگر آپکو گرمی دکھائے خاک ہو جائے آپکی برکت سے تمام دنیا قائم ہے بیسر حسن سے
بڑی سرفرازی ہوئی آپ تشریف لائے قدم سر آنکھوں پر نیرنگ وگلرنگ تصدق ہونے گرد پھرے
لیکن نازنین کو دیکھ کر کلیجے تھام لیے اس نازنین نے بھی دونوں پر نگاہ محبت ڈالی مسکرا کر پوچھا شاہزادو
تمہارا کیا نام ہے ان دونوں نے دست بستہ عرض کی نیرنگ وگلرنگ ہمارا نام ہے پتا ہمارا حیات جادو
شہنشاہ ساحران ہیں ہماری ملکہ حیرت خوبصورت زوجہ شہنشاہ با شوکت اس نازنین نے ہنس کر کہا نیک
خدا نصیب ہو تمہارے بڑے مرتبے ہیں ہم دونوں گندھیا کی خادمہ ہیں تمام سے ساتھ آئے ہیں نازنین غریب سے کودی
نیرنگ وگلرنگ بیقرار ہوئے جاتے ہیں مگر خاموش بھائی سے بھائی اشارہ کرتا ہے دیکھا کیسی حسین ہے واللہ
کیا حسین ہے لیکن تجھپر نگاہ محبت ڈال رہی ہے وہ بیٹا کہتا ہے واہ واہ مجھکو پسند کیا گندھیا نے سوسن کا
ہاتھ تھام لیا سوسن ضعیفہ قربان جاتی ہے دل سے کہتی ہے واہ رے آج جوان جمال ہے کیسی قدر سرفرازی فرماتے

ایسے پیر حضور شہین براہ عنایت ہین لیکن حقیقت مین بڑے قدرشناس ہین کس نگاہ سے مجھکو دیکھ رہے ہین یہ
تو صاحب کشف و کرامات ہین پیر شباب انکی نگاہ مین ہوگا جب یہ سوچتی ہی خوش ہوجاتی ہی کبھی شرماتی ہی کبھی
افسوس کبھی تردد کبھی انتشار اس مقام پر لاکر پہونچایا جہان فرش قالین بچھا تھا مسند بصد دل آراستہ تھی
سوسن نے عرض کی تشریف رکھیے ساحر نے فرمایا کیون ری بیمروت کبھی ہمکو یاد بھی نہ کیا ہم خود تیرے
مشتاق ہوکر آئے اب آج سے ہمارا تیرا ساتھ رہیگا سوسن اپنی ضعیفی پر رونے لگی کہا حضور مین اس قابل
کہان ہون یہ معشوق آفتاب جمال آپکے لائق ہین مین تو اب خدمتگاری کے قابل نہین ساحر نے فرمایا اری
کیا ہم تجھکو جوان نہین کرسکتے تجھے تو چاہیے جمال عطا کرین کیا تیری اس صورت پہ وصل حاصل کرینگے تجھکو جوان بناکر
ابھی پہلو مین بٹھائینگے شراب شباب پلائینگے شراب شباب کا نام سنکر وہ نازنین جو ساتھ تھی بے اختیار زار
زار رونے لگی کہا کیون حضور شراب شباب کا کیون آپنے نام لیا وہ ہمارا حصہ ہوچکا مین تو بی سوسن سے زیادہ
ضعیف تھی اپنے مقام سے اٹھ نہ سکتی تھی شراب شباب پلاکر جوان کیا پہلو مین اپنے بٹھایا شہرون شہرون اپنے
ساتھ لیکر پھرے یکایک ہم آپکی نگاہون سے گرے شراب شباب کا نام نہ لیجیے اپنی جان دیدیگی سوسن
مین ایک غریب دیہات کی رہنے والی گائے بکریان چراتی تھی ویرانے مین پڑی رہتی تھی ہمارے حضور ایکدن
آئے شراب شباب پلاکر جوان کیا ملکون ملکون لیکر پھرے اسوقت تجھکو شراب شباب پلانے کو کہتے ہین ای بی
سوسن یہ بڑے بے وفا ہین انکی محبت کا کیا اعتبار مجھسے اقرار تھا دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالونگا تجھکو دیکھکر
پھسل گئے یہ جیسے اسی طرح تجھکو بھی جلائینگے کنہیا نے جواب دیا یہ بتلا کہ تیرے دل مین کیا آیا اسوقت
یہ خیال کیا تیرے دل مین محبت نیرنگ و گیرنگ کی آئی ہمارا نقش الفت تیرے صفحہ قلب سے مٹ گیا
ان دونون کو تیرے معاملہ مین اختیار ہی اپنا حصہ کرلینگے ہم اب سوسن کو اپنا معشوق بنائینگے لا شراب
شباب جو لاے کر ویسی ہی بڑھیا بنجائیگی اسی طرح ٹھوکرین کھائیگی وہ نازنین رونے لگی کہا ای معین و مددگار ابھی
پیرزنی کی امید نہ تھی یہ کنیز لیے تیرا دل شباب مین لطف دنیا اٹھا چکی تھی چالیس شوہر کیے مزے اڑائے لڑکے
جنے اب ضعیفہ ہوکر گوشہ صحرا مین پڑی رہتی تھی تباہی کی جفا مین سہتی تھی بھاگتی تھی اب مجھکو کون پوچھیگا آپنے
آکر سرفراز کیا معشوقان دنیا مین ممتاز کیا ضعیفی مین آپ دلی جوان بنایا اب خدمت سے جدا فرماتے ہین جان
دونگی شراب شباب کو اپنے سینے سے نہ جدا کرونگی یہ کہکے کنہیا نے نگاہ قہر و غضب دیکھکر فرمایا او زبان دراز
خاموش رہ مین نے اسواسطے تجھکو شباب مرحمت فرمایا تھا کہ اور پر نگاہ محبت والے اسوقت ہم صرف سوسن کو

گردہ قتل باغبان دینے کو آئے تھے تو تونے تیر تاک و گیر تاک کو نگاہ محبت دیکھا مجکو نفرت ہوئی اب تیرے
سامنے سوسن کو جلاتی ہیں بنا بیٹھے تو ان دو کی خدمت میں حاضر رہ مجکو اسکا رشک نہیں ہے یہ تکرار آپس کی
سنکر سوسن پھول گئی اکڑنے لگی کہا بی بی شہنشاہ روشنضمیر ہیں صاحب جاہ و وقار بڑے اوتار ہیں انکے
سامنے عیاری مکاری نکلی گئی ہیں نے جس وقت سے جمال بیمثال دیکھا نقش محبت صفحہ قلب پر جم گیا اپنے
چاہنے والے کو سب سرفراز کرتے ہیں اسوجہ سے مہربان ہو گئے یہ سنکر اُس نازنین نے بنگاہ قہر و غضب
سوسن کے دیکھا کہا او بُرائی سوت تو بھی چپکے کلام کرتی ہے اچھا جوان دیکھکر خوش ہوئی ہے اٹھوین دن
جو شیاں ہار کر نکال دینگے خنجر تیرے گلے پر پھیرینگے تیرے قاتل ہیں طلسم و برجستہ ہیں کامل ہیں تجھ جیسی ہزاروں
کو قتل کیا شراب شباب میں سنکھیا ملی ہے پیتے ہی تیرا کلیجہ کٹ جائیگا اب تڑپ کر مریگی انکو پہچان لے تجھ سے صاف
صاف کہتی ہوں تیری موت آئی ہے سوسن نے کہا تیری بلا سے قتل کرینگے تو نہ مجکو بچا تا کند ضیا نے ہنسکر
کہا اے سوسن اب اسکی ضد پر تجھکو بارہ برس کی نازنین بنا بیٹھے ہیں تیری سن ہیگا اے سوسن جواب دے
کہ لا شراب اگر اسمیں سنکھیا بھی ہے تو ہمارے واسطے امرت ہے اوتار کو سب طرح کی قدرت ہے سوسن نے کہا
اسوقت لا جلد شراب نکال اب باتوں میں نہ ٹال تجھے کیا کام ہے ہم زہر سنکھیا کھائینگے تجھے آتش رشک
سے جلائینگے جب تو اس نازنین نے انگیا میں ہاتھ ڈالا ایک شیشی نکالی کہا لے پی اسکو کلیجہ ٹکڑے ہو جائیگا
کند ضیا نے اشارہ کیا سوسن نے جھپٹ کر شیشی شراب کی اٹھالی کند ضیا نے کہا سب پینا اسی قدر شراب
شباب ہمنے بنائی تھی آج سے اس شراب کو کوئی نپائیگا پیتے ہی حال کھل جائیگا اب بادولت بہت بیقرار
ہو گئے ہیں بس سوسن نے وہ شیشی خوشی خوشی دہن سے لگائی اس نازنین نے دوسری کٹوری سے اور ایک
شیشی نکالی تیر تاک و گیر تاک سے کہا او پیارے تم ہمارے ہاتھ سے شراب پیو ان دونوں کو برق نے
پلائی سوسن خود پی گئی پیتے ہی ساری زبان درازی بھول گئی گھبرا کے اٹھی کہا اے شہنشاہ کلیجہ میں آگ
لگ گئی ہڈیاں جلی جاتی ہیں ادھر تیر تاک و گیر تاک اٹھے تیوراکر گرے عمرو نے نعرہ کر کے
نیمچہ مارا فوراً زمین تن تھی نیمچہ لوٹ گیا عمرو گھبرایا کہا بیٹا برق یہ تو زمین تن بڑی ساحرہ پرفن ہے
برق نے ایک پتھر کی سل اٹھا کر مار دیا اسکا سر پھٹا تیر تاک و گیر تاک کو خنجر سے مارا اب تو غل صنم پر ہا
سکان آتش سے صدائے گیر و دار بلند ہوئی روح ساحری در خنجر ہوئی بادشاہ حیرت نے قصد کیا ہو کہ جا کر
بھائیوں کو دیکھ آؤں دربار گاہ پر آئی تھی کہ سکان آتش میں صدا آئی ہوا آواز آئی کشتے مرا نام ہے ملکہ سوسن

زبان دراز و نیم تنگ اور گیر تنگ غضا صورت ہو حیرت جادو نے سینہ پیٹ لیا گھبرا کے دوڑی کہ ا
قیدیون کو مار ڈالو تمام لشکر حیرت چلایا یہان بہار وغیرہ کو ہوش آیا کا سوسن نے اپنے کمال سے
زور مین کسی کی زبان مین سوزن نہ رہا تھا ادھر سوسن مری اور آواز آئی کشتے مرا نام من سوسن زبان دراز
و نیم تنگ و گیر تنگ ہو وہ سب ہوشیار ہوئے قصد ہوا کہ غل کرین اتنے مین صدا سے نعرۂ حیرت آئی بہار
نے چند سنگ ریزے اٹھا کے پھینکے لشکر حیرت پر پڑے اور تاریکی چھا گئی ہزار ہا ملازمان حیرت واصل جہنم ہوگئے
برق نے بڑھ کر ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ خواجہ سوسن کو مارا لیکن حیرت لشکر لیکے جا پڑی ایسا نہو بہار وغیرہ
کسی بلا مین مبتلا ہو جائین مہرخ فوراً سوار ہوئی تمام سرداران صف شکن اسیوقت پہونچے ملکہ حیرت نے
سرخ مو و ہلال وغیرہ کو زخمی کیا ہی لیکن بہار حیرت سے مقابلہ کر رہی ہی گلدستہ چل رہا ہی حیرت اس
غصہ مین بہار پر جا پڑی سر بہار زخمی ہوا برق لامع نے دیکھا حیرت چاہتی ہی سر بہار قلم کرون کر لپکا
حیرت پر گری شانہ حیرت کا نشانہ ہوا رعد جادو قریب حیرت آیا چیخ ماری حیرت ترائی مصور نے
آکر حیرت کو سنبھالا عمرو نے بادمہرہ بجایا آواز دی ای ملکہ مہرخ اپنے سردارون کو لیکے چلی آؤ ایسا نہو
افراسیاب آجاے سب سرداران لشکر مہرخ یہ سنکر حیرت سے لڑتے ہوئے الگ ہوئے حیرت چونکہ
زخم بہائیون کے واسطے بیقرار ہو رہی تھی ان سب کو نہ جانے دون مصور نے منع کیا حیرت ناچار واپس
ہوئی مہرخ کنارے تک اپنے لشکر کے پہونچی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افراسیاب آکے دیکھا اہل اسلام
تو جا چکے لیکن میدان لاشون سے بھرا ہی حیرت لاشہ نیم تنگ و گیر تنگ اور سوسن پر پیٹ رہی ہی افراسیاب
نے جو یہ حال دیکھا رنجیدہ پلٹ آیا حیرت کا ہاتھ تھام لیا کہا ای خاتون تحمل ہے میں تو لکھ بھیجا تھا کہ انکو لیتے
نہ دینا لیکن ہمارا کہنا نہ مانا آخر ساربان زادے نے یہ بہجت کی حیرت جادو رونے لگی افراسیاب نے
کہا ای ملکہ عالم تنہا ہون کو کسی کا غم والم کرنا مناسب نہین ہی ملازم تدبیر کرینگے لاشہ انکا مرگھٹ پر لیجاکے
جلا دینگے مین تدبیر بربادی باغبان کر چکا سمجھا کے حیرت کو بارگاہ مین لایا وہان خواجہ مع سرداران
نامی واپس ہوکے بارگاہ مین آکے جشن عالی ترتیب ہوا چونکہ سب کو معلوم ہو کہ افراسیاب بارگاہ حیرت
مین موجود ہی ایسا نہو کہ صدا سے رعب و سرد و شکر غصہ مین یہان آپہونچے تو اسکو کون روک سکیگا عمرو نے
کہا مین جاکر خبر لاؤن دیکھون کیا صلاح ہو رہی ہی باغبان نے کہا ای شہنشاہ عیاران کیا عرض کرون
جو دلکو انتشار ہی خدا نے بڑا فضل فرمایا حال کیا کہ مشعل ایسا شخص مارا گیا اور دوسرے قاعدے کے اب

حجرۂ دودم کی بلا کھانا چاہیے جسکی مالک تاریک شکل کش ہو یہ نیرنگ و نیرہ چہاند پڑے ورنہ ابھی فکر میں
افراسیاب پردۂ ظلمات میں گیا تھا اب پلٹ کے آیا ہو وہی صلاح ہو رہی ہوگی آپ تشریف نہ لیجائیے
ایسا ہو آپ کو پہچان لے اسوقت حیرت بھی غصہ میں ہے عمرو نے کہا اے باغبان جس عیاری میں میں نے
سوسن کو مارا انہیں مدد نور افشاں جادو کو بھی ہوئی پس مقدمۂ تاریک جو کچھ اسنے بیان کیا قلب پر
ٹھہر گیا باغبان نے کہا اسکے حالات سے ہرکس ماہر نہیں ہے ایک لفظ کافی ہے کہ وہ کل فنون میں طاق شہرۂ آفاق
ہے اُس سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا مشتعل ایک فن میں کامل تھا یہ جامع فنون سحر و علم شعبدہ کی حاکم ہے عمرو
سکو سمجھانے لگا باغبان سے اشارہ کیا سر دربار حالات اسکے نہ بیان کرو اہالیان لشکر گھبراتے ہیں نام سے
تاریک کے بھاگے جاتے ہیں خدا اسکی بدعت سے بچائے یہ کلام درپیش تھا کہ چند جادو چوبدار کا سامنے آکے
عرض کی افراسیاب ملکہ حیرت کو سمجھا کے بارگاہ میں لے گیا حیرت کو بڑا ملال تھا افراسیاب نے محفل
عیش و نشاط کو آراستہ کیا ہے لیکن مشیران سلطنت جمع ہیں حکم ہوا بارگاہ میں تخلیہ کیا جائے اور یہ بھی غلامان
جان نثار نے سنا کہ کسی ساحر کو افراسیاب نے بلایا ہے کوئی مقام ہے گنبد تاریک جمشید کا الاؤ وہاں تمام
روانہ کرنا منظور ہے باغبان نے کہا خواجہ گنبد تاریک اس مقام کا نام ہے جہاں تاریک شکل کش رہتی ہے
الاؤ جمشید کا وہاں روشن ہے کسکی مجال ہے کہ اس صحرائے آتش میں قدم رکھے کسی ساحر رازدار کو بلایا ہوگا
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس ملعونہ کا نام سنکر دل روتا ہے عمرو نے کہا اے باغبان ہم بھی سر ہتھیلی پہ لیے بیٹھے
ہیں مرنے والے سے ڈرنا چاہیے خوب آگاہ ہو چکے کہ فتح طلسم ہوش ربا دشوار ہے لیکن افراسیاب کو آرام
نہ لینے دینگے شاید کوئی وبا ہمارا بھی اسیر پڑے اتنا سوال کرینگے کہ باب الوان کو دیدے ہم پھر سے
طلسم ہوش ربا سے چلے جائیں ورنہ انشاء اللہ غدر ڈالینگے اگر دن کو راستہ چلنا دشوار ہوگا اب جاکر خبر
لاؤں یہ کہکر خواجہ نے باندھے عیاری جسم پر آراستہ کیے بصورت صندل طرف بارگاہ افراسیاب کے روانہ ہوئے

داستان عبرت انگیز و حیرت خیز نامہ لکھنا افراسیاب کا پاس ملکہ تاریک شکل کش پرست طاؤس جادو عمرو کا طاؤس جادو کو گرفتار کرنا و بصورت طاؤس جادو جانا سامنے تاریک شکل کش کے و حالات گنبد تاریک کا

جب تلک بندگی شیخ میں تھا حلقہ بگوش
آخر کار کئی جرعۂ مے کر کے نوش

آپ سے شاہد مقصد کو میں پایا رو پوش
سرخوش اٹھ کے خرابات گذر کر دم دوش

حالات مصیبت آیات بغاوت سرداران رازدار بیان کیا ہی ارشاد فرمایا کہ اے نورنظر مین عرصہ دراز سے
اس گنبد تاریک مین گھبراتی ہون کہ واسطے سیر نکلون لیکن ساحری و جمشید مقید کر گئے ہین کہ جبتک حاکم حجرہ
اول پر کوئی افتاد نہ پڑے ناظم حجرہ دوم نہین نکل سکتا اب جا کر عرض کرون گا کہ مشعل کو عمرو نے قتل کیا
اب گنبد تاریک سے حضور کے برآمد ہونے کا وقت آیا شاد ہو جائیگی ہر چند کہ انکی خوراک مین آجتک مین نے
فرق نہین آنے دیا دس آدمی روز شام کو انکی خدمت مین حاضر کیے جاتے ہین رات بھر انسے کھیلتی ہین صبح کو
انکو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہین یہ انکی غذا ہی علاوہ ازین ایک سینا صرف انکے واسطے درست کرا دیا ہی کئی سو
روز تیار ہو کر پیش کیے جاتے ہین اونتک ہر کس و ناکس جا نہین سکتا اب مین طاؤس کو بلا کر روانہ کرتا ہون عرضی
مابدولت کی لیکر جائیگا خود جواب معقول تحریر فرمائینگی خوشی خوشی آئینگی یہ کہکر طاؤس جادو کو افراسیاب
نے بلایا عرضی اپنے ہاتھ سے لکھی کہا اے طاؤس جادو طرف مشرق کے روانہ ہو جب ستر کوس راستہ
طی ہو دیکھنا سامنے ایک گنبد سیاہ ہی کوس بھر تک گرد آگ جل رہی ہی لیکن خبردار اس آگ کو آتش سحر تصور کرنا
وہ آگ اصلی ہی اسی مقام پر ٹھہر جانا وہان سے نگہبانان گنبد تاریک کو آواز دینا کہ مین فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوشربا
کا ہون نگہبان آئینگے کسی تدبیر سے تمکو تا بہ گنبد تاریک لیجائینگے نامہ اندر بھیج دینا اگر تمکو اپنے سامنے طلب فرمائین تو جو کچھ
جانا جو کچھ یہان بتقدیر مشعل مین دیکھا ہی سب زبانی بیان کرنا اور یہ بھی عرض کر دینا آپکے فرزند دلبند پر وقت
تنگ ہی حضور خوب واقف ہین کہ وہ دریاے سحر کا نہنگ ہی اگر دیر ہوئی تو خود مقابلہ کرے گا آپ ہی نے منع فرمایا
ہی کہ بادشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن کو نہ قتل کرے ورنہ انکی کیا حقیقت ہی جواب باصواب اسی کاغذ پر لکھے آنا جلد
طاؤس جادو کو سمجھا کے نامہ حوالہ خواجہ یہ سب باتین کھڑے سن رہے ہین جب طاؤس نامہ لیکر چلا عمرو بھی
اسکے پیچھے چلا جب وہ دو کوس بڑھ آیا تب عمرو نے ایک ساحر کی صورت بنکر آواز دی میان جانے والے ٹھہرو کہان
جاتے ہو طاؤس نے ایک ساحر معقول کو دیکھا قریب آکر پوچھا تو کون ہی بولا مین بھی اسی راستہ چلتا ہون طاؤس نے
کہا مین نامہ دار شہنشاہ طلسم ہوشربا ہون طرف گنبد سیاہ کے جاتا ہون ساحر نے کہا اے بھائی تم نہین جانتے
ہو کہ طلسم مین غدر ہی عیاران حمزہ پھر رہے ہین جسکو جہان پایا مار ڈالا تم کیسے ساحر ہو کہ زمین پر پیدل چلتے ہو
اگر کوئی عیار آجاے تمکو مار ڈالے صدہا مسافر روز قتل ہوتا ہی ہم بھی واسطے نگہبانی پھرا کرتے ہین جاؤ جلد نکل جاؤ
طاؤس نے دعائین دین کہا بھائی تمنے خوب آگاہ کیا یہ کہکر قصد کیا کہ پرواز پیدا کرکے اڑے عمرو نے
حباب بیہوشی مارا طاؤس جادو بیہوش ہوا خواجہ اسکو کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اتار لیے اسکو ایک

گوشہ میں ڈالدیا نامہ لیا طاؤس کی صورت بنا کر عمرو سمت گنبد تاریک چلا بعد قطع منازل و طی مراحل پاس اُسکے
کے پہونچا دیکھا شعلہ ہائے آتش نے سر آسمان پر کھینچا ہے اگر کوئی طائر آنکلا کباب ہوکے زمین پر گرا دور سے
گنبد سیاہ معلوم ہوتا ہے اندر سے دھواں نکل رہا ہے عمرو کے ہوش اُڑ گئے وہ کھڑا ہوا گرمی سے جسم پگھلا جاتا
ہے قالب تھراتا ہے دل سہما جاتا ہے آخر یہ کوشش بیکار کی اس آدم خوار مکار و غدار کی صورت ہو دیکھ لیجئے شاید کوئی
فقرہ چل جائے آخر خیال میں آیا کہ روغن بید سیتا ہے جسپر ملکے جاوے تو کیسی ہی شعلہ سپر ہو کیسی ہی آتش ہو بیکار ہو یہ سوچ کے عمرو
نے روغن بید سیتا نکالکر جسم و لباس پر ملا اپنے کو آراستہ کرکے اسی آتش سرکش کو روندتا ہوا چلا لیکن گرمی
سے کلیجہ پھنا جاتا ہے اور دل کہتا ہے کہ اے معبود میرے آقا سے نامدار بولا کہ قدر شناس ہیں پیرو حضرت خلیل جلیل ہیں جنکو
ایسے مقام شعلہ خیز میں بھی وکفیل ہے میرے آقا کے جد امجد پر آتش کو گلزار کیا اُنکے خاندان کو نامی و نامدار کیا
دعائیں کرتا ہوا اُس آتش کو طے کر رہا ہے بمشکل تمام اُس آتش انجام کو تمام کیا قریب گنبد سیاہ پہونچا دیکھا گنبد سیاہ
پہ صد ہا گھنٹے بجواے ناقوس نواز حاضر ہیں سیکے گھبراکر خواجہ عمرو سے پوچھا اے صاحب تو یہاں تک کیونکر آیا سحر کا یہاں
کام نہیں افسونگری کا نام نہیں جسم کیونکر سالم رہا ہے پھنکا کیا سب تو گیا عمرو نے کہا میرا نام طاؤس جادو شہنشاہ
کا رفیق پیلو نامہ بہت ہوا کہ جا کر دانیال کو پہونچاؤ میں نے عرض کی کہ میں مشتاق زیارت ملکہ عالم ہوں
شہنشاہ نے ایسی تدبیر بتلادی کہ یہاں تک پہونچا ملکہ عالم سے عرض کرو کہ آپکے نور نظر کا بھیجا ہوا در دولت پر حاضر ہے
زیارت جمال بیمثال کا مشتاق ہے اپنے سامنے بلالیں تو میں عرض پیش کردوں برہمنوں نے کہا اے طاؤس جادو
زیارت ملکہ تاریک بمشکل کشش دیدار ساحری و جمشید ہو ہر کس و ناکس کا گذر ہونا ناممکن ہے جادوگر جواب لاویں
کسکی مجال ہے کہ روے سیاہ ملکہ تاریک بمشکل کشش پر نگاہ ڈالے بڑے بڑے ساحران ستم صولت کوشش آتے
ہیں واقف کار ان مذہب ساحری کے طالب تھراتے ہیں ملکہ حیرت جادو خاتون حمل شہنشاہ تشریف لاتی
تھیں غش کھاکے گرپڑیں کئی دن تک زبان میں لکنت رہی ایسی جفاسی پیر جیبد سے حاضر ہو میں سے اسے
شہنشاہ کے کسکی مجال ہے کہ ملکہ عالم سے بات کرسکے ملکہ تاریک نمونہ قدرت ساحری ہیں ہر چند عمرو گھبرایا لیکن کچھ
بھی تغیر کیا آسکو کہا تم سب صاحب میں کلام کرو میرا پیغام پہونچا دو ایک برہمن پردے کے قریب گیا پکار کر
آواز دی اے صاحب خداوند جمشید و سامری اے حاکم اقلیم افسونگری اے زندہ کن نام جمشید و سامری
آپکے نور نظر نے نامہ روانہ کیا ہے طاؤس جادو حاضر ہے لیکن مشتاق زیارت جمال بیمثال ہوکے آیا ہے عمرو نے
سنا اندر سے ایک دیوی کی آواز آئی گنبد سیاہ تھرا گیا صدا تھی کہ نامہ برکو اندر بھیجدو عمرو پردہ اٹھا کر اندر گیا

دیکھا ایک گنبد استادہ ہے کہ تاریک ایک جانب آگ جل رہی ہے ایک جانب پلٹ کر ایک دیونی کو دیکھا حقیقت میں
دیونی قالب انسان میں سمائی ہوئی سر مثل گنبد تمام سیاہ چہرہ نیلی کرتی پہنی تھا ان کا لہنگا از سر تا ناخن پا صورت
دل کافر سیاہ مثل پردۂ ظلمات کے سراسر خطا ہے حقیقت میں الٹا توا ہے زبان منہ سے نکلی ہوئی رال ٹپک رہی
ہے دونوں ہاتھ زمین میں ٹیکے ہوئے بیٹھی جھوم رہی ہے دس جوان ایک جانب سر جھکائے مثل برگ بید کانپ
رہے ہیں چہرے ان بیچاروں کے اداس عالم یاس ایک پہلو میں مٹکے شراب کے مٹکا شراب کا اٹھایا منہ سے
لگایا غٹا غٹ پی گئی ایک جوان کی ٹانگ پکڑ کے مع استخوان چبانا شروع کیا جب ایک جوان کو کھا چکی تب طرف
خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئی دیکھتے ہی اسکی صورت نحس قریب تھا کہ عمرو کو غش آ جائے کانپ گیا پسینہ پسینہ ہو گیا
مثل تصویر کھڑا ہو دل میں منفعل کہ میں کیوں آیا دلمیں کہتا ہے اے حاکم نور و ظلمات اس بلائے سیاہ کے شر سے
مجھکو بچا تاریک نے ڈکار لی دھواں منہ سے نکلنے لگا جیسے ہی عمرو پر نگاہ ڈالی رنگ روغن عیاری عمرو
کے چہرے سے اڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا قریب تھا روح جسم خاکی سے عمرو کے نکل جائے تاریک نے مسکرا کر
کہا کیوں خواجہ جی تو اچھا ہے رنگ روغن عیاری کا کیا ہوا ہر چند کہ تاریک نے یہ سوال آہستہ کیا مگر گنبد گونج گیا
اب عمرو نے خیال کیا میں بصورت اصلی کھڑا ہوں گھبرا کے قدموں پر تاریک کے گر گیا کہا دائی اماں مدت سے
زیارت کا مشتاق تھا دیکھیں میں نے کیا کمال کیا آتش آبی کو طے کر کے یہاں آیا تاریک نے کہا خواجہ ملک
ترکستان میں چند روز رہ کر روغن سوچتا بنا کر لایا تھا وہ روغن تو نے عیاری کر کے لیا جسم میں مل کے چلے
آئے کمال کیا اب ٹھہر جا کہ تجھکو کھا جاؤں یہ کہکے عمرو کے ہاتھ پاؤں ٹٹولنے لگی کہا او نگوڑے جسم میں تیرے
نری ہڈیاں ہیں یہ کہکر عمرو کی گردن پکڑ کے اٹھا لیا کہا کلمہ گو مر کر دن عمرو بے اختیار رویا تعریف میں اسکی یہ شعر پڑھا
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری ۞ ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری × اس عالم میں عمرو نے شعر پڑھا
کہ تاریک جھومنے لگی کہا اے ہے تو تو بڑا خوش آواز ہے تیری صدائیں سوز و گداز ہے یہ کہکے عمرو کو چھوڑ دیا کہا بیٹھ
مجھے شراب پلا کوئی اچھی سی غزل میرے سامنے گا تیرا گانا کانوں کو بہت پسند آیا عمرو نے کہا دائی اماں یہ مٹکا
مجھسے کیونکر اٹھے گا کسطرح شراب پلاؤں تاریک نے کہا ای عمرو شراب کا مزا نہیں ملتا نشہ نہیں ہوتا کسیقدر
دماغ گرم ہو جاتا ہے اور اسیواسطے ہماری شراب کا انتظام نہیں ہو سکتا یہ کاسہ چینی رکھا ہے اسمیں پلا
سامنے میرے بیٹھ جا عمرو مودب بیٹھا مگر دلمیں کہتا ہے کہ ای عمرو یہ بیند مجھو ڑے گی جو کچھ کرنا ہو کر گذر ورنہ
تھوڑی دیر میں ہلاک کر جائے گی ان جوانوں کو اٹھا اٹھا کے کھا رہی ہے ہڈیاں تک کڑکڑ چبا رہی ہے فوراً عرض کی ای

ہمارے پاس رہواؤ تا مسعود عمرو نے نامہ نکالکر دیا تاریک نے کہا خواجہ طاؤس جادو کو تمنے بیہوش
کرکے درخت کو میں ڈال دیا وہ اب بارگاہ میں افراسیاب کی پہونچ گیا ہوگا میں تو یہیں سے بیٹھے بیٹھے اسکے
پیر کو حکم دیا بدبیر مقتول ہوگئی عمرو نے ہاتھ باندھ کے کہا دوائی امان اگر یہ صورت نہ بنتا آپکی زیارت سے کیونکر مشرف
ہوتا تاریک نے سر ہلایا کہا او لنگوڑے تو میرے قتل کرنے کی فکر میں آیا ہی ایک ہاتھ تلوار کا لگا خنجر کھینچ دیکھ
تو کیا ہوتا ہی او دیوانے تیرے آنکھیں ساحری کی دیکھیں میں پیشعل جادو نہیں ہون ساری روشنی رات
بھر کی صبح کو پہنچتا ہاتھ میں لیکن تو دل میں بہت خوش تھا کہ بلکہ تاریک کو قتل کرونگا اب کہو کیا ارادہ ہی عمرو
ہاتھ جوڑنے لگا گڑگڑا کے کہا ای تاریک حقیقت میں تجھ سا ایسا ساحر جابر اقلیم ہنروری میری نگاہ سے نہیں گذرا
حقیقت میں آپ نمونہ قدرت ساحری ہین اب اس زمانہ میں کوئی آپکا مثل نہیں ہی جب میں اس طلسم میں
آیا بڑے بڑے ساحر دیکھے مقابلے پڑے ہاتھ سے میرے مارے گئے لیکن آپ سا ایسا نگاہ سے نہیں گذرا آج مجھکو ثابت
ہوا کہ رکن طلسم ہوشربا حضور ہین آپکے قدم سے طلسم آباد رہا یا دل شاد ہی تاریک نے ہنسکر کہا ای خواجہ آپکی مہربانی
ہی تمہا ایسا عیار بھی ناممکن ہی میں خبر سن چکی ہون کہ تمنے وا مسعود شمشش کو مارا بڑے بڑے ساحرون کو للکارا اب
افراسیاب نے مجھکو طلب کیا ہی میں گنبد سیاہ میں خود گھبرائی تھی کئی سو برس سے گوشہ نشین ہون اب نکلونگی
اپنے بچے کی سلطنت بچانا واجب و لازم ہی تم ہی جواب بھی نامہ کا لیجاؤ یہ جواب افراسیاب کو دینا عمرو نے
کہا شہنشاہ مجھے قید کرینگے بہت مجھسے خفا ہین تاریک نے کہا نہیں ہم سفارش لکھدینگے تمکو انعام دیگا ہرگز
قتل نہ کریگا مگر یہ بتلاؤ پھر عیاری بھی کر دگے عمرو نے کہا دوائی امان کیا مجال ہی میں جواب شہنشاہ کو آپکا دیکر طلسم ہوشربا
سے نکل جاؤنگا جان بچا کر ٹل جاؤنگا آپکے گنبد کے جانب کبھی منہ کرکے نہ سوؤنگا لیکن مجھکو اب رخصت کیجیے
جواب نامہ کسی اور کی معرفت روانہ فرمایئے تاریک نے کہا لنگوڑے کیون مرا جاتا ہی ہم تیرے ساتھ احسان
کرتے ہین کئی سو کوس کا راستہ ہی ان جنگلون پہاڑون میں مارا مارا پھریگا ہماری مدد سے تو جلدی پہونچ جائیگا
افراسیاب تجھکو کچھ نہ کہیگا عمرو نے ناچار ہوکر سر جھکا لیا سوچا اگر کچھ اور کہونگا یہ اٹھا کے کہا جاتی تو میں
کیا کرونگا تاریک نے جواب نامہ افراسیاب جادو کو لکھا مضمون یہ تھا ای نور دیدہ لخت جگر ای
چراغ طلسم ہوشربا ای ساحر یکتا ای سرو باغ سحر ساحری ای زینت دہ گلگشن افسونگری نامہ تیرا معرفت
عمرو ہمارے پاس آیا حقیقت میں اس عیار نے بڑی مشقت کی کہ یہاں پہنچا ہمکو بہت رنج ہوا کہ اسکے ہاتھ نامہ روانہ
کرتے ہین خبردار اسکو خلعت دینا بدلا ان برائیون کا نہ لینا فوراً رہا کر دینا اس مدعا سے اسکا تردد وسعی سے پہونچنا

شاہ دولت حجرے سے برآمد ہوتی ہیں بارگاہیں عمدہ ہمارے واسطے آراستہ کرو بادشاہان طلسم کو ہماری زیارت
کے واسطے بلاؤ ہم آکر ایک ہفتے میں کوکب و بہمن و نورافشان کو سزا دینگے سب کو سزا دینگے مہرخ اور
بہار و باغبان کا کیا ذکر وہ غلام و لونڈیاں ہیں خود آکر اطاعت کرینگی اگر خلاف وقوع پذیر ہوا سب کو
چیر پھاڑ کر کھا جائینگے حیرت اور لکھا ہو کہ بعد از دعا معلوم ہو کہ مدت سے تجھکو نہیں دیکھا ہمارے لیے سامان
عیش و نشاط مہیا کر دیجیو خانے آراستہ کرا دیجیو ہمارے پہنچنے کی بھی تدبیر ضرور ہو تامل کرنا قصور ہو تھوڑے لکھے کو
بہت جاننا بہت جلد بادولت تشریف لائینگی نامے کو ملفوف کیا سر نامے پر اپنی مہر کی عمرو کے ہاتھ میں دیا
باتیں کا ٹکڑا کر ایک طاؤس بنایا کہا اے خواجہ اس پر سوار ہو ناچار و مجبور عمرو کانپتا ہوا اٹھا طاؤس پر سوار ہوا
تاریک نے کہا اے طاؤس سحر ساحری اے طائر فسونگری عمرو کو لیجا خاص بارگاہ افراسیاب میں پہونچانا
ہمارا بندہ خاص اطاعت گزار با اختصاص ہے اسکو کچھ تکلیف نہ پہونچے بہت احتیاط سے لیجانا یہ تاریک نے
جو کہا طاؤس عمرو کو لیکر بلند ہوا جب طاؤس خواجہ کو لیکر چلا عمرو نے تاج نکالکر پہنا قبائے قلم کا زیب جسم
کی تکیہ طاؤس پر پیچھے دیسے کہا گھبرانا بیکار ہے پروردگار مالک و مختار ہے طاؤس اڑتا ہوا جاتا ہے قضا کا بیان
ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما ہیں چالاک و جانسوز و برق و ضرغام و قران بھی
اسوقت حاضر ہیں یکایک لشکر میں غل ہوا سب نے کہا دیکھو شہنشاہ اوج عیاری طاؤس پر سوار اڑتے
ہوئے آتے ہیں ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت میں خواجہ عمرو طاؤس پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے
لباس فاخرہ زیب جسم ملکہ مہرخ گھبرا گئی بہار و باغبان اٹھے کہ ہم خواجہ کو روکیں عمرو نے وہیں سے نعرہ
کیا سنو صاحب ملکہ تاریک شکل کش خبردار اے مسلمانو تم ہرگز نہ اٹھانا ورنہ ایک ایک کو چیر پھاڑ ڈالیگا عیاروں
کو آواز دی باشیدا اے کاہان سرحد طلسم سے نکل جاؤ ورنہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہیں سب کو چیر پھاڑ کر کھا جائینگی
بھاگ کے راستہ ملیگا عمرو نے جو ملکہ مہرخ کے لشکر سے یہ باتیں کہیں صرصر و صبا رفتار کنارے لشکر حیرت کا یہ
پھر رہی تھیں انھوں نے آواز عمرو کی سنی کہ آسمان سے باتیں کر رہا ہے سر اٹھایا صرصر تو خوب ہنسی دوڑی ہوئی
بارگاہ افراسیاب میں آئی اے شہنشاہ ذرا اٹھکر ملاحظہ کیجے عمرو ایک طاؤس پر سوار اڑتا ہوا آتا ہے اپنے لشکر
والوں کو گالیاں دیتا ہے کہتا ہے سبکو مار ڈالونگا میں صاحب ہوں ملکہ تاریک شکل کش کا افراسیاب نے
کہا کہیں نام سن پایا ہوگا وہ دائی اماں کو کیا جانے وہاں کوئی جا سکتا ہے یہ باتیں تھیں کہ بالائے بارگاہ افراسیاب
عمرو آکر پہونچا سب حیران ہو گئے طاؤس نے عمرو کو بیچ بارگاہ افراسیاب میں پہونچایا طاؤس تو اڑ گیا خواجہ نے

جھک کر افراسیاب کو سلام کیا نامہ تاریک شکل کش کا دیا افراسیاب نے پڑھا دنگ ہو گیا کہا خواجہ
گنبد تاریک مین تم گئے تھے عمرو نے کہا مین نوکر ہو گیا اسلیئے تنخواہ دلوائیے نامے مین لکھا ہی ملاحظہ فرمائیے
افراسیاب نے پڑھا بیشک لکھا ہی کہ عمرو کو خلعت دینا ہمارا مصاحب خاص ہی جو کوئی اسکو ستائے گا ہمارا
دشمن ہی تمام اہالیان دربار گھبرا گئے رنگ چہرہ حیرت متغیر ہوا عمرو نے کہا ملکہ عالم بھی صاحب آپکو بھی تو
کچھ لکھا ہی افراسیاب نے پڑھکر سنایا حیرت نے کہا ای عمرو سچ کہو تو وہان کیونکر گیا اب اسوقت تجھکو کوئی
قید نکریگا ملکہ عالم نے سفارش کی ہی افراسیاب نے عمرو کو کرسی دی خواجہ عمرو آکر بیٹھے ہیر پھیر باتین کرنے لگے
کہا ای شہنشاہ سماعت فرمائیے جب حضور نے نامہ لکھا طاؤس جادو کو دیا مین کھڑا دیکھ رہا تھا جنگل مین
جاکر طاؤس کو بیہوش کیا حضور اسکی شکل بنکر گیا قریب شعلہ ہائے آتش پہونچا عرض ہو سیقار ملکہ شعلہ آتش بھڑکتا
ہوا قریب گنبد سیاہ پہونچا اب مین حضور سے کیا پردہ کرون اپنا میرا اور حضور کا مقدمہ واحد ہی خداوند ساحری
شما ہی اب مین آپ سے پردہ کاہیکو کرون صاف ملکہ عالم سے کہلا بھیجا سب باتین عمرو کی سنکر دنگ ہو رہے
ہین افراسیاب نے کہا خواجہ اندر گنبد سیاہ کے گئے تھے عمرو نے کہا جانا کیسا ملکہ عالم سے صحبت رہی ایسا
متفرق ہوا اجب تو یہ نامہ مین تحریر فرمایا کہ عمرو کو قید کرنا انعام دینا اور مجھکو حکم ہی کہ نسخہ تیار کرو ملکہ عالم کو نشہ
نہین ہوتا مین نے جو دو جام پلائے ایسا سرور ہوا تمام گنبد سیاہ مین دوڑی دوڑی پھرین دسون جوانون کی
نہاری میرے سامنے کھائی ایک طرف آگ روشن ہی جسکو جمشید کا الاؤ کہتے ہین کیون شہنشاہ سچ کی باتین ہین
افراسیاب نے کہا ای عمرو تو نے غضب کیا کیا دائی امان کو بیہوشی پلائی تھی عمرو نے کہا حضور مین نے سب
تدبیرین کین ذرا بھی غافل پاتا مار ڈالتا لیکن وہ نمونہ قدرت ساحری ہین انکو کون مار سکتا ہی جب سب تدبیرین کر چکا
تب مین انکا مطیع ہوا اب جو کوئی انکا دشمن ہی مین اسکا دشمن ہون دیکھیے باغ وغیرہ کا کیا حال کرتا ہون آپ
سے اور ہمیشہ رہینگی دائی امان کی خدمت مین رہونگا وہ حقیقت کو پہچان گئین آج ہمارے دریا کا بھی حال کھل
گیا افراسیاب حیران حیران باتین عمرو کی سن رہا ہی حیرت غرق دریائے حیرت افراسیاب کیا ہی دنیا
اہالیان دربار خاموش صرصر مسکرا رہی ہی عمرو نے صرصر کو دیکھکر کہا تم کیا ہنس رہی ہو اب تمہارے ساتھ میری
شادی ہوگی دائی امان میرا پیچ دلال نہین کو در اکرنگی لاکھون روپیہ میری شادی مین صرف ہوگا مالک ہوشربا
میری جاگیر الگ ہو جائیگی کچھ تمہارے نام بھی تحریر کرا دونگا صرصر گالیان دینے لگی کہ تو کچھ دیوانہ ہوا ہی شہنشاہ کے
سامنے یہ باتین بناتا ہی انکو یقین آئیگا وہ تیری باتین مانینگے تو نے جاکر وہان بھی دام مکر پھیلایا ملکہ عالم کو بھی

پھنسایا اے شہنشاہ اسکو قید کیجیے عمرو نے کہا سبحان اللہ میں تو ہو جو وہ ہون بھلا قید کرنا تو بڑی بات ہے اب
بعنایت لات و منات ہے کوئی ترچھی نگاہ سے تو مجھکو دیکھے دائی اماں سے کہدون آتی ہونگی شہنشاہ جلد ہمارا کام
کیجیے میں آپ سے عرض کیے دیتا ہون ملکہ عالم نے ارشاد فرمایا ہے مینہا نے درست ہون جسوقت سے وہ گنبد سیاہ
سے نکلیں تم انکی تیماری بہت فرق نہ آئے جب یہان آجائینگی اور لڑائی شروع ہو جائیگی اپنی آپ خبر لیا کرینگی
علاوہ اسکے اسمین میں دیر کرونگا کیا کوئی بات اٹھا رکھونگا بجاے جوان جوان آدمی ملکہ کی خدمت لاکر حاضر
کرونگا صرصر تو اٹھکر چلی گئی گر خواجہ عمرو اٹھے افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ میں رخصت ہوتا ہون جاکر
صرصر وغیرہ کو سمجھاؤن شاید مان جائین افراسیاب کو بموجب تحریر کے کچھ بن نہ پڑا خلعت فاخرہ اور
پانچ توڑے اشرفیون کے منگوا کر عمرو کو دیے عمرو خوشی خوشی بارگاہ افراسیاب سے نکلا یہان ملکہ صرصر وغیرہ
گھبرا رہی تھیں کہ خواجہ بارگاہ افراسیاب میں گئے ہیں نہیں معلوم یہ طاؤس سحر کہا تھا ملکہ برق وغیرہ نے
آکر ملکہ صرصر سے بیان کیا کہ حضور استاد خلعت پہنکر آئے ہیں سب سردار باہر نکل آئے دوڑکر ملکہ مہ جبیں
لپٹ گئی کہا خواجہ یہ کیا معرکہ تھا عمرو نے تمام کیفیت سامنے سرداروں کے بیان کی کہا یارو میں نے تو اپنی جان
بچائی لگرتا ہے بیت بلا سے بچے دربان آفت روزگار ہے جسوقت آئیگی اندھیر مچائیگی کیا کہون کہ کیا دیکھا اسوقت
تک کلیجہ تڑپ رہا ہے یقین تھا کہ روح نکلجاے آدھا ہو بیہوشی آدم خوار کو پلادی اسکا جواب دیتی ہے کہ خواجہ
ایسی ہی شراب پلاؤ نسخہ تیار کرو ایسی کا کوئی کیا کر سکیگا میرے تو ہوش نہیں درست ہیں حقیقت میں مشعل
کی کیا حقیقت تھی اسکے سامنے کوکب روشن ضمیر کیا سب اسکے روبرو طفل مکتب ہیں باغبان نے کہا
خواجہ حقیقت میں آپ سمجھے وہان گئے نہیں معلوم اسکے ہاتھ سے کیونکر بچے حاکم حقیقی نے آپکو بچا لیا پھر ہے
ملکہ یا عمرو تو اس تردد میں ہیں بعد جانے عمرو کے افراسیاب جادو نے حکم دیا بارگاہ زرنگار سجے اور
ولایت مینہا نے درست کراؤ حاکمان ممالک ہوشربا کو تحریر کرو کہ جسکو زیارت ملکہ تاریک شمشال کش
کرنا منظور ہو آکے زیارت سے مشرف ہو فلان دن تشریف لائینگی تیاریاں آمد تاریک کی ہونے لگیں
اسلام میں تردد انتہا عمرو نے جو حالات گنبد سیاہ بیان کیے سبکے ہوش اڑے ہر خورد و کلان زندگی سے
ناامید یا باغبان قدرت وغیرہ جو اندر طلسم ہوشربا ہیں انکو تو اب و دانہ حرام ہے آٹھ پہر بیقرار
ہے کام ہر ایک کا یہی تذلل ہے اب نہیں جان بچ سکتی تاریک شمشال کش کی آمد ہوا افراسیاب کو
ہم سیکھے سنانے میں کہہ ہی افراسیاب نے یہان سامان عیش و نشاط درست کرانا ملکہ صرصر سحر چشم

کرن سورج کی لچکا برق کا رنگ آسمانی ہے

وہ دیکھو چہرے پر ستاروں کے دامن نظر آتے
اگر دم لے دل تو میں خزاں بھی خوشی پاتے

ہوا پیچھی ہے ٹھنڈی نیند کے جھونکے غضب کے آتے
یہ کہہ دو ساربان سے ناقۂ لیلیٰ کو ٹھہرا لے

نہایت جی پاؤں تکل سبزہ نیندوں کی شہنائی ہے

فراہم گو ہر مضمون ہوں دریا کو بھی حیرت ہے
تعجب کیا ہے گر شعر کو تحسین سے فرصت ہے

نظارہ چشمے کی غرقی ہو جب تشویش حسرت ہے
تعجب کیا گرا ہے مقصود و جانے غرق نجات ہے

کہ اس طبع رواں میں صاف دریا کی روانی ہے

افراسیاب جادو خیال آمد تاریک مشعل کش میں باغ باغ خرم سے دلکو فراغ تیاریاں ہو رہی ہیں بارگاہ زرنگار تجاوزی سجائی استادہ جوہری وزیر اعظم و سید معظم صرصر اور برق اور بڑے بڑے بادشاہ جلیل تیاری میں شراب کی مصروف ہیں افراسیاب کا حکم ہے دانی اماں کے واسطے کئی ہزار خم ہائے کلاں حلوا شراب ناب ہر وقت تیار رہیں دانی اماں کو اسکی بڑی خواہش ہے لیکن جیسے حیرت جادو نے پھٹی ہے سلیمان جادو کا کہنا تھا خاص گنبد تاریک میں گیا دانی اماں کو بھی دھوکا دیا افراسیاب نے کہا انکو کیا دھوکا دے سکتا مگر گانا اسکا سحر کامل ہے گویا فہیم و عاقل ہے دہشت سے دانی اماں گنبد تاریک میں بند ہیں ہمیشہ سے عیش پروردہ ہیں اب عرصہ دراز سے سب سامان عیش و نشاط ملتوی ہے گنبد سے نہیں نکلیں اسکا انتظار کہ خوش ہو گئیں جاتی ہیں کہ میرا کیا کر سکتا ہے تو اسے الگ ہٹا ہے حیرت ان سبکو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا کوکب وغیرہ ہیں دلنواز افشاں مشعل بیکران کمترین حاضر خدمت ہونگے قدموں پر گرینگے بدولت ساعت نکلینگے دانی اماں کا سحر نہیں ہے قہر ساحری کا تیار ہے اول تو یہ جو مقدمہ مشعل میں سانحہ گذرا کہ نورافشاں نے ساربان جادو سے کہدیا تھا کہ اٹھیں پہلے بچانا دونوں کو صاحب ساحری ہے آخر جیسے ابیار وغیرہ کی جسم میں سب کے داخل کر دیں انکی لڑائی ہیں یہ مجھکو ہی تو ہے جسکو پکڑ لینگی جیسے پکڑ کر کھا جائینگی حقیقت میں یہ امر محفوظ خاطر ناظرین رہے جو باغ سے تاریک کے مار گیا وہ اصل میں مرا خدا اسکی شر سے اہل اسلام کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے افراسیاب ٹہل رہا ہو کہ دیکھا چند ساحر اڑتے ہوئے آئے بعد از دعا و ثنا عرض کی اے شہنشاہ مبارک ہو حضور کی دانی اماں بعد تہی کے دشمنان گنبد سیاہ سے باہر تشریف لائیں مع ڈیڑھ لاکھ ساحروں کے آج کوچ کیا قطع منازل و طے مراحل کرتی ہوئی تشریف لاتی ہیں جس شہر کے قریب پہنچیں شاہان عالیجاہ برائے دعوت حاضر ہوتے ہیں لیکن ابھی تک

سیکی دعوت قبول نہین فرمائی حکم ہوا بعد فتح جنگ باغبان ایک ایک دن والیان دعوت قبول کرینگی زیادہ
تکلیف نہ دینگی افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت براے استقبال چلو ایسا خوش ہوا بند قبا ٹوٹ گئے حیرت جادو
نے عرض کی اے شہنشاہ ایک مرتبہ مین سامنے گئی تھی آجتک آنکھون کے آگے وہ صورت پھرتی ہے حضور کو یاد ہوگا
مین بیہوش ہو گئی تھی افراسیاب نے کہا چپ رہو ایسی باتین کہو والیان کو تمسے کلی محبت ہے فرمائی ہین
میری ہو صاحب عصمت و عفت ہے اچھا تم یہان کنارے پر لشکر کے ملاقات کرنا مجھے دو منزل آگے بڑھنا
مناسب ہے لیکن خبردار جب تشریف لائین سلام کرکے لپٹ جانا ملکہ حیرت نے کہا جو مجھسے ہو سکے گا وہ کرونگی افراسیاب
پشت مرکب پر بیٹھکر براے استقبال ملکہ تاریک شکل کش چلا یہان لشکر اسلام مین جلسہ ہے ملکہ مہرخ نے تاکید کی خبردار
جلسہ خدا کوئی جا اتنا ہین تاریک شکل کش کے نیاے فوراً پہچان لینگی چیر پھاڑ کر کھا جائینگی فردا فردا جانیکا قصد
نہ کرو ہم تم سب ساتھ چلینگے بہار جادو اپنی بارگاہ مین تھی گرد مصاحبان خاص انیسان با اخلاص لشکر اسلام
کا ذکر ہو رہا تھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور افراسیاب براے استقبال ملکہ تاریک گیا ہے
حیرت انتظام آمد تاریک مین مصروف ہے یہ سنکر رنگ روے بہار متغیر ہوگیا کہا جو ارادہ تھا کیا کرینگے
چند ساعت بادشاہ جمجاہ سے ملاقات کرا دو پہلے عرض کرتی کہ اب ہمارا حاضر ہونا خدمت فیضدرجت مین
نہوگا حال تاریک مفصل عرض کرتی اتنا آگاہ کردیتی کہ حضور اسپر لڑائیان سخت دربپش ہین کنیزان حضور
ورثش ہین اگر حضوری مین تامل ہو تردد نہ فرمائیے گا ہمارے عرض کرنے سے شہنشاہ عالیجاہ کو تسکین ہوتی
حقیقت مین مرقدس پر بار عظیم ہے اتنے بڑے لشکر کا انتظام کرنا انھین کا کام ہے روز ساحر یہان سے جاتے ہین
سب بیچارے انھین کی جان کے دشمن ہین اگر ایک ہفتے کی مہلت ملتی جاکر زیارت سے مشرف ہو کر عرض کر دیتی کہ
اب حاضر ہونا غیر ممکن ہے اے شہریار آمد تاریک شکل کش ہے اسکا نام سے طبیعت مشوش ہے یہی ظاہر ہے کہ
اس شہریار کا یہانتک آنا دشوار ہے [illegible] سلیمان عالم تنگ مین لقا کیے ہین جیسا وہ شکست کھا کے
اسطرف نہ آئیگا ملکہ حیرت ان قصہ ہوش ربا کو یہ فرمایا اور آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے
گلعذار قدمون سے لپٹ گئی تسکین دی کہا خدا حضور کو سلامت رکھے انشاءاللہ یہ بلا بھی رد ہوگی غیب
سے مدد ہوگی ملکہ بہار نے کہا اے گلعذار تاریک کا قتل ہونا ممکن نہین کون اسکو جواب دے سکتا ہے
زندگی سے یاس ہے دل اداس ہے صرف یہ حسرت ہے کہ ایکبار مرتبہ قدمبوس ہو کر حال دل عرض کرسکتے شاہا
ابدار ہوا افق اپنے حال زار کے مین انسے پردے مین کیفیت سے دل تردد منزل کے آگاہ کردیتی نظم

شبنم گریانم سپاسے از بہار آوردہ ام | نافہ ام بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام | تشنہ بوے گل و انجم پریشانے بود

تخم اینست گل راز باغ رنگار آوردہ ام | اندریا عشق می آیم دیارین غم است | در دل چند آنکہ خواہی نالہ بیاد آوردہ ام

دادہ ام دل را بدست کافر کیشی لطف | قطرہ خون جگر را یادگار آوردہ ام | اعتماد عشق را نازم کہ بردرگاہ او

بردہ ام بے اعتباری اعتبار آوردہ ام | قطرہ خون جگر جاسے و لیم در سینہ بود | دامن ہم از رہ نظر بہر نثار آوردہ ام

بے عجز سے کردہ قصہ جان دشمنان من ست | تیغ دل را میدان تیر شکار آوردہ ام | سالہا خون خوردہ ام در موجہ طوفان غم

کشتی جانا بکنار آوردہ ام | ہر طرف ہنگامہ گرم است از خونہاے من | فتنہ مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

ابتک کے اشعار درد آمیز رقت خیز جو ملکہ بہار نے پڑھے انیسان و سازندہ مصاحبان ہمراز بے اختیار رونے لگیں بارگاہ بہار میں اسوقت عجیب رنگ تھا کنیزیں ذکر مالک اپنی زندگی سے تنگ تھی ناگاہ ملکہ مخمور بھی بارگاہ سے نکلی ہو چند کنیزیں ہمراہ یہ بھی راز دار ہمراہ تھی ایک لشکر انتہا کی بیقرار ہی ساتھ والیوں سے کہتی چلی آتی ہو صاحبو اسب افراسیاب جادو ملک الموت کے استقبال کو گیا ہے بلکہ زندگی دل سے فوت ہو ہم سبکی جان کو تاریک مشکل کشش ملک الموت ہی ساحرہ نامدار آدم خوار اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے حقیقت میں وہ ملعونہ بلا کے روزگار ہی ہمارے واسطے زیادہ قباحت تھے مشہور ہو کہ مخمور صاحب شوکت ہی ہم ایسے جو دو چار نامی ساحرین دشمن انکو سمجھائینگے سب سے پہلے ہماری ہی فکر ہوگی حیرت ہمارے نام سے جلتی ہے کہ مری مخمور و بہار کا نام لیکر للکارے و پھر غیر ممکن ہو کہ ہمارا نام لے اور ہمارے مقابلہ نہ جائیں کیونکر جان بچائیں یہ باتیں کرتی ہوئی قریب بارگاہ بہار جادو پہونچی رونے کی آواز سنی بیقرار ہو کے اندر بارگاہ بہار کے آئی بہار نے جو مخمور کو آتے دیکھا آنسو پونچھ ڈالے پراے استقبال اٹھی کہا بوا مخمور آؤ مزاج کیسا ہے مخمور نے جو بہار کو دیکھا بے اختیار گلے میں ہاتھ ڈالدیے دونوں رونے لگیں ملکہ بہار کی بیقراری مخمور کی اشکباری بہار کی جلن مخمور کی پھڑکن بہار کا نگاہ حسرت سے مخمور کو دیکھنا مخمور کا بلائیں لینا بہار کا ہاتھ تھامنا اور کہنا اے مخمور اسوقت ہم خاص تمہاری ملاقات کے طالب تھے اے مخمور خدا آپکو خیر و عافیت سے رکھے اگر بعد ہمارے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہ گذر ہو بادشاہ جمشید سے عرض کرنا کنیز آپکی اسد نامدار پر شیدا ہوئی ایسی مجبور و ناچار ہوئی کہ پراے قید ہوئی اے اسکی ایسی بلا میں پھنسی حضور صبر کریں دلپر جبر کریں اے مخمور اگر اس آتش غم کو ضبط نہ کرتی قصر تن پھنک جاتا ہڈیاں تک خاک ہو جاتیں فقط

نکلتا غصے جلا میں نالہ وہ پھر ایسا دھواں ہوتا | کہ چھپے آسمانکے اک نیا اور آسمان ہوتا | ہم ہی ہیں جو دل میں کاٹی ہیں نہ غم کمان ہوتا

کہا ای ملکہ مخمور اپنی تو اب یہ کیفیت ہو اشعار

زہے ستا سبزہ شوق نرخاک ہستی ما	تہ داد تشنہ ذوق شراب مستی ما	بہار غنچہ گرامی بہ تیغ بگذشت
نہ دیدہ او اسن وصل دراز دستی ما	اگر نہ لطف خدا سے گناہ ما بخشد	بہ پر کاہ نسیم زد قسم اسیری ما
اگر بچشم حقیقت نگہ کنی بینی	بہ بام عرش بریں این مقام پستی ما	ز بہر آں ہمہ دو نیسال آمدہ نجا
بہ ہر نگار پیاست شد بنائے ہستی ما		

اشعار عاشقانہ پڑھکر بہار و مخمور اسقدر روئین کہ جل تحمل بھر دیئے کنیزون نے دیکھا ایسا نہوا ان دونون کا دم نکل جائے آہ شرر بار سے ہڑیان نہ جل جائین دونون صاحبون سے کہا ای شاہزادیو تمھاری حسرت و یاس پر کلیجہ پھٹتا ہی جگر تھم و الم سے گلا گھٹتا ہی پراے خدا دونون صاحب بیگانہ آفاق سحر مین مشاق ہو ابھی تاریک کے آنے مین عرصہ ہی ایک دن بھر کے واسطے چلی جاؤ اپنے اپنے معشوق کو دیکھ او حقیقت یہ ہی کہ اب تاریک کے سامنے لینا دشوار ہوگا غدار شکار ہوگا افراسیاب مقدمہ مشغل مین بہت جلا ہوا ہی ستانے مین کمی نکریگا جسوقت تاریک کے سامنے آپ لوگون کے حال کہیگا کہ یہ سب صاحب میرے طلسم کے ستانے مین دریچے ہین لوح کے لیے بڑی کد و کوشش کرچکے سیماب جادو مارا گیا در بند مہر وا ہ فتح ہوا اسی وقت وہ بلا سے سیاہ آپ سے گی سنتے ہین آدمی کو چیر پھاڑ کر کھاتی ہی انسان اس سکارہ کی خوراک ہی ایسے کے سامنے دم بھر مین قصہ پاک ہی کسی حیلے سے دونون صاحب صلاح کرکے چلی جاؤ ہمسے اگر خواجہ پوچھین گے کچھ حیلہ کر دینگے دونون صاحب سحر تیار کرنے گئی ہین اتنا خیال رکھیے ایک شب سے زیادہ نہ گذرے ابھی تو افراسیاب پر اسکا استقبال گیا ہی راہ مین اسکی دعوتین ہوتی ہونگی ابھی اسکو آتے آتے عرصہ چاہیے اگر جلد آئیگی تو بعد دو چار دن کے یہان پہونچی گی اپنے کو سنبھالیے غم و الم کو ٹالیے صاحبون نے جو اسطرح سمجھایا مخمور نے بہار سے کہا چلیے ہم آپ ہمراہ چلین بہار نام کو عشق سنکر شگفتہ ہوگئی یا تو روتی تھی یا ہنس پڑی کہا ای مخمور کوئی راستہ خیال مین ہی کہ یہ تعجیل نکل چلین پہر دو پہر مین پہونچ جائین مخمور نے کہا طلسم ہوشربا طلسم گوہر افراسیابی طلسم ہزار پیچ طلسم آئینہ یہ سب مقام فتح ہوئے ان طلسمات مین ہمارا دم ہی یا حضرت ان سب جگہون مین سمت دربند کا راستہ چھوڑ دینگے ان طلسمات کی راہ سے چلین گے بہت جلد پہونچین گے طلسم ہوشربا سمندر راستہ بہت قریب ہی دونون نے آپس مین صلاح کی بہار عمدہ جوڑے سے پہنا زیور جواہر سے آراستہ کیا بارگاہ سے نکلین اس خیال مین کہ جلدی نکل جائین جیسے دربارگاہ پر آئین دیکھا خواجہ عمرو عیار فرخ [illegible] سے باتین کرتے ہین مخمور و بہار کو دیکھا عمرو نے پوچھا ای

بہار و مخمور اسوقت کیا ارادہ ہی بہار تو گھبرا گئی شرما کے سر جھکا لیا لیکن مخمور نے کہا ای شہنشاہ عیاران ای
افسر خنجر گذاران ہمنے ابھی بہار سے صلاح کی کہ تاریک کے مقابلے مین بڑی قیامتین برپا ہونگی ہم بھی اپنے
کمالات سحر تیار کرلائین صرصر نے تو کہا بہت مناسب ہی مگر خواجہ ہنس پڑے بہار اور زیادہ شرمائی مخمور
نے کہا خواجہ کیا ہنسے آپکی خوشی نہین ہا سحر تیار کرنے جائین عمرو نے کہا ضرور جائیے لیکن آجکل طلسم ہوشربا مین
غدار ہر شاہان ہر شب بھی آتے ہین اگر کوئی مل گیا سب تمہارے نام کے دشمن ہین فوراً گرفتار کرلینگے ہمکو خبر بھی
نہو گی خیال کرو یہ باعث خرابی کا ہو آیندہ جو مناسب وقت ہو مخمور نے کہا شب بھر ہمکو گذر گی سحر تیار کرکے
چلے آئینگے مخمور خواجہ سے یہ باتین کررہی ہو کہ باغبان قدرت بھی آیا رعد و برق و برق لامع چند
سردار نامدار بہار کو دیکھکر آگئے حال پوچھنے لگے یہ تو شرم سے سر نیچے کیے لیکن مخمور نے سبکے سامنے بھی یہی کہا
باغبان نے جواب دیا ای ملکہ بہار و مخمور ہم کیا اور ہمارا سحر کیا تاریک کے سامنے سب بیکار وہ کافر بیکار ہو
اسکی آمد سنکے ہمکو تو بڑا انتشار ہو لشکر سے کہین جانیکا قصد نکرو ایسا نہو کسی کے دام مکر مین پھنسو مخمور نے
کہا نہین ہم شب بھر کے واسطے جائینگے سحر تیار کرکے چلے آئینگے ہمین نہین کوئی روک سکیگا عمرو نے باغبان
کو اشارہ کیا ای باغبان تاویل نکرو جانا مناسب ہی یہ ذکر ہو رہا ہی سب سردار جمع ہین کہ لشکر حیرت
مین نوبت نقارے بجے سننے دیکھا ایسے بڑے سردار نامدار ور وہان عمدہ پہنے ہوئے جاتے ہین حیرت
تخت پر سوار مصاحبان نامور ہین ویسا چرند پرند نے بڑھکر ملکہ صرصر کو خبر دی حضور تاریک آ پہونچی حیرت
براے استقبال جاتی ہی بازار مین آراستہ ہو رہی ہین یہ سنکر سب سردار گھبرا گئے عمرو نے کہا ملکہ مین تو چھپ
جاؤن مجھکو دیکھیگی تو بلا لیگی خواجہ عمرو تو گلیم اوڑھکر کنارے ہو گئے لیکن ملکہ صرصر سے سردارون نے
کہا آدم خوار آتی ہی تو آنے دیجیے آپ تخت پر جلوہ فرما ہون دربار آراستہ رہے یہ سنتے ہی صرصر نے اشارہ
کیا سائبان زرلفتی بیرون بارگاہ کھنچ گیا فرش پاے زرین پر سرداران نامی آکے بیٹھے صرصر نیک اختر
سریر جہانبانی پر ایک دن پیشتر سے صلاح کرکے اسد غازی کو الگ بارگاہ مین مخفی کیا ہو صرصر تمام کو براے
حفاظت قرار دیا چند ساحر بیدار خدمت [illegible] باقی جملہ سرداران صف شکن شور شعاران تیغزن گرد
تخت ملکہ عالم باطنیان تمام آکے بیٹھے بہار و مخمور کے چہرے پہ ہوائیان اڑگئین مخمور نے بہار سے
اشارہ کیا [illegible] دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہی حضور قران و چالاک برق
فرنگی [illegible] تمام عیاران ناموران تبدیل کرکے لشکر سے نکل گئے جا کر [illegible] سامان [illegible]

سواری تاریک شکل کرش دیکھ رہے ہیں ملکہ حیرت جادو تخت پر سوار جاتی ہے عجز و کنیز کی شکل بنا ہوا
پہلوئے تخت ملکہ حیرت میں کنارے لشکر کے آکے حیرت ٹھہری تو عین میں بازار میں آمد اسکے صغیر و کبیر
برنا و پیر خورد و کلاں ادنی اور اعلی ہر پیر و جوان صورت نحس تاریک کے مشتاق ہیں دیکھا تو بستا
نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی ہزارہا علم ہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے سامنے سے گذرے
سامان عظم و شان جلوس شاہی و مراتب ساحران جلیل اہتمام کرتے ہوئے ایک جانب آکے ہوئے خواجہ اکے
تحمل کی آن لگ بیٹھے ہوئے گھوڑے میں یکایک افراسیاب جادو گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے خود اہتمام
کرتا ہوا سامنے سے نمایاں ہوا اول قریب تخت حیرت آیا کہا اے ملکہ عالم ہوشیار خبردار ہو تخت والی آنا
کا آتا ہے یہ کہکر گھوڑے کو چمکا کے پھر نکل گیا بعد تھوڑے عرصہ کے سب کی نگاہ پڑی اک تخت پر ایک دیو ہی سے قامت
جا کے بیٹھا لیے پردہ ظلمات کی نشانی کالونی نانی لنگا بہت بھاری کالی کالی صورت اسیر کا سر کے
داغ صاف ظاہر ہو کالے گوبر اور لیے پڑے میں بال کھلے ہوئے بدن کی تو ڈاڑھی کے مثال آنکھیں نکال
عجیب صورت عجیب و غریب دونوں ہاتھ تخت پر ٹیکے ہوئے تر زبان منہ سے نکلی ہوئی بانچھوں سے
تھوک ٹپکتا رہا ہو دیکھ کر قلب کانپتا ہے خوف سے طائر روح قفس جسم سے نکل جاتا ہے ہو بہو شعر
تو کوئی تا قیامت نشستہ روئی × بر دختم ست بپوشد کہ کوئی × خال ہیرہ شب قدر ملعون تار کا ہر طرف
دل ہیں سنگ سخت دیکھتے جب ڈوکا لیکن سر اٹھایا شور سے دہان نکل کر آسمان تک پہونچا گویا ابر دھواں چھا
گیا ہاتھ اٹھا کر اپنے سینے پر تیس دولی پیالے کرگس سے ان [illegible] کی ہاتھ میں اسکو بیانی ہوئی بانچھوں سے
خون ٹپکتا رہا ہو گئے تھوں کے سینے میں پہنچی ہوئے گویا صفحہ سنگ سیاہ پر سرخی جیا نور [illegible] کی پیدا
کئے پیچک آیا ہوئی اے ملکہ حضور کی بہو نزدیک شہنشاہ نگاہ روبرو تاریک نے سر اٹھایا حیرت کی آنکھ جو
پڑی کہ گر کر بیہوش ہوئی منہ سے آہ نکل گئی رنگ رو متغیر ہوا الیقین تھا حیرت کی روح نکل جاتی
وزیر زادیوں نے دوڑ کر ملکہ حیرت کو گود میں اٹھا لیا پوچھا ہوا ملکہ تاریک شکل کرش نے پوچھا کیا ہوا
[illegible] نے عرض کی حضور کی بہو کو غش آگیا تاریک نے ہی افراسیاب کو قریب بلایا کہا ہماری بہو نادان
کیا گھبرا جاتی ہے اسکا کیا باعث ہے افراسیاب نے کہا حضور وہ بے قدرہ ناتواں ہے بادشاہ ہیں کبھی
[illegible] کا [illegible] اتفاق ہوا نازک مزاج ہے ہوا سے گرم جلی پھول کی طرح کمہلا گئی آنکھ [illegible] غش آگیا ملکہ
[illegible] افراسیاب نے اشارہ کیا طرف لشکر [illegible] کے دوائی امان

ملاحظہ فرمایئے لونڈی غلام نے لشکر جمع کیا ہے تاریک نے سر اٹھا کر دیکھا قہقہا مار کر ہنسی بیچ جادوگر قریب تھے
انکے کلیجے پھٹ گئے معلوم ہوا ہمدگر جادو تک بلکہ تاریک ہنسی کے مارے لوٹ گئی جب ہنسی سے فراغت
ہوئی تخت سے کودی افراسیاب کو گود میں اٹھا لیا مثل اطفال خردسال کاندھے پر سوار کیا کہا صاحب میرے
بچے کو ابھی بالکل کلام کی لیاقت نہیں منہ سے دودھ کی بو آتی ہے ان سب کو دشمن سمجھا ہوا ہے کیا حقیقت ہے ایک دن
کی سب خوراک ہیں شراب اچھی ملے سیر ہو جائے گا کہ ان سب کو کھا جاؤں مرد عورت سب خوبصورت ہیں
خوبصورت کا گوشت بڑی مزے کا ہوتا ہے مجھ سے کسکے مقابلہ میں لایا لیکن بچے کی بات کا کیا اعتبار یہ کہکر افراسیاب
کو کاندھے سے اتار ہاتھ تھام کے افراسیاب کا جھومتی ہوئی چلی معلوم ہوتا ہے کالی آندھی اٹھی ہو سارے سر
سراسر کھلے ہوئے زمین پر لٹکتے ہوئے گرد ہزار ہا ساحران زبردست لیکن خاموش اسطرح جھومتی جھامتی مثل
فیل مست در بارگاہ پر پہونچی حیرت دوسرے خیمے میں جاکر چھپی ہوا ہے جو ہوش آیا کانپ رہی ہے قریب پریزادوں
سے عرض کی حضور رونق کرکے دیکھئے سامنے تمہارے حیرت نے خیمہ میں رونق کیا تاریک بارگاہ پڑی
آکر کے بیٹھ گئی تاریک اندر بارگاہ کے پہونچی افراسیاب نے تخت بچھوایا تھا اُسکے تخت پر بیٹھ گئی
افراسیاب کو قریب اپنے جگہ دی شراب بے حساب چلنے لگی جام پر جام پیے جاتی ہے کہتی ہے افراسیاب
بادولت کو بہت ناگوار ہوا لونڈی غلاموں سے مقابلہ ان میں کوئی اس لائق بھی نہیں کہ سحر کا جواب تو دے
جانوروں میں چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی دو سو برس کے بعد اللہ سے جمشید کے اٹھی گرم و سرد عالم کو دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہوا
ہوا چاہتی ہوں کمال ظاہر کروں اپنے زمانے میں ساحری و جمشید اپنا قوت بازو دنیا تھے کتے اپنے پہلو میں
بٹھاتے تھے جب جمشید لوتیا ہوتا تھا ہم آپس میں شراکت کرتے تھے اب زمانہ ایسا کمال سے خالی ہوا مشغل کو انہیں
سمجھ لی سکتی کیا کہا بھی نہ سمجھ سکا افراسیاب نے کہا دوہائی امان بگوش ہوش سماعت فرمایئے مفصل کیفیت
ظاہر کروں ہرچند لونڈی غلام میرے نہیں ہیں بادشاہ طلسم نور افشاں کوکب روشن ضمیر اسکا استاد ہے جن
روشن تن نور افشان مع دونوں نشکن پر سب میرے دشمن ہوئے جب میرے ملازموں نے وہ سحر کیے کہ جنکو
لونڈی غلام دفع نہ کرسکے کوکب نے اپنے سپہ سالار مثل طور چہار دست وہاتی پریزاد وغیرہ روانہ
کیے اُن سرداروں نے آکر ان سب کو ہلاک کیا ہزار ہا ملازم میرے قتل ہوئے کوکب کو جو صدمہ پہونچا گر کے تھے
ہاں دختر کوکب نے نیزہ ان سے دریاے خون رواں کیا پل پر چڑھا دیا تو ڑا راستہ کھلا صدا شہر میرے
قبضہ سے نکل گیا اب یہ بیگی جب کوئی لڑائی سخت پڑتی ہے کوکب و ہمسر آگئے ہیں نقشہ دکھاتے ہیں

ہیں نے اکثر قصد کیا کہ طلسم نورافشان ستاؤن کوکب کو قتل کردن لیکن نہیں بن پڑا بڑی بڑی لڑائیاں پڑیں اکثر
اسکے ممالک پہ قبضہ بھی کیا کوکب پانچ قابض تھوا اگر کوکب اسکے شریک نہوتا لونڈی غلام باغی ہوکر دو لڑائیاں
لڑتے آخر قدسیوں کی کمک بہ مدد کوکب مغرور ہیں انکی اعتماد پر مشتعل نورافشان نے بڑا شعبدہ دکھایا جنکی روشین
قبض کرلی تھیں انکو بچایا میرے مقابلے کو آیا محفوظ خاطر ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو بصورت چوبدار اک گوشے میں
کھڑے ہوئے یہ سب باتیں سن رہے ہیں جب افراسیاب نے سرکشی کوکب و بہمن سلطنت تاریک کے
کہی وہ ہنسی کہا بیٹا کوکب و بہمن کو بھی یہ حقیقت ہے کہ اہالیان ہوشربا سے مقابلہ کریں تمہارے سامنے
دم جرات کا بھریں کوکب و بہمن جو آج تمہاری اطاعت کریں پھر تو لڑائی کی احتیاط نہیں ہے افراسیاب
نے کہا کوکب و بہمن اگر شریک ہوجائیں مدد مسلمانان سے ہاتھ اٹھائیں ان سکی کیا حقیقت ہے ایک سردار
کو حکم دون سکی مشکیں باندھ کر لے آوے صدہا مرتبہ گرفتار کرلیا کبھی عیارون نے آکر چھڑایا کبھی کوکب
ہمارے مدد آیا تاریک نے کہا عیارون کا نام سنے ان سب کا افسر عمرو گنبد تاریک میں گیا تھا گنبد میں قدم
رکھتے ہی رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا میں نے اٹھا کر چاہا ایک لقمہ کردن قدمون پر گر پڑا التجا میں تمہارے روح قالب
سے نکلیا ہے لیکن نہایت خوش آواز ہے مصاحب و ساقی ہے دو چار جام شراب کے اسنے بادولت کو بھی
پلائے اسوقت تک سرور زبان پر لذت ہے اسنے نسخہ بھی کہا ہے کہ بناؤ نگا اگر بلے تو بلا بھیجو افراسیاب نے کہا
وہ بلا سے روزگار ہے آپکے سامنے کچھ اور نہ بن پڑا گا بچا کے جان بچائی شراب میں بیہوشی ملا کے آپ کو پلائی آپ
فرماتی ہیں کیفیت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی تاریک نے کہا بیہوشی کیسی تھی شراب کا نسخہ ہے تم اسے
گم شدون کے واسطے بیہوشی ہے اچھا تیری خوشی ہے انکی بھی تدبیر کرونگی دیکھو ابھی نقش جمشیدی نکالتی ہون
بہمن و کوکب رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہونگے تسخیر میری نگاہ میں ہے کوکب کی کیا حقیقت ہے اور
بہمن ہمارے گھر کا بچہ کس وقت کیا جانے ساعت بچارتا ہے تو نے اسکو ساحر بنایا عمرو کے ہوش اڑا
رہے ہیں ان باتون کو سنکر حیران پریشان کہ اے پروردگار خیر کیجیو کیا کوکب اور بہمن کو پکڑوا بلائیگی گرفتار
کریگی لیکن خاموش ایک کونے میں کھڑا ہوا سن رہا ہے تاریک باتیں کرتے کرتے افراسیاب کیطرف
متوجہ ہوئی افراسیاب نے خوان منگا کر کباب کے حاضر کیے پورے پورے چار بکرے بھنے ہوئے
تاریک نے ہنسکر کہا اے فرزند اس سے قرار نہیں ملتا تمہاری کس بات سے اسوقت دو آدمی ہوتے شراب
پی ہوکر کھانے کی خواہش ہے افراسیاب نے سر جھکایا پردہ بارگاہ کے اٹھے ہوئے ہیں دوسرے

دیکھا دو مسافر جاتے ہین بس تاریک باتین کرتے کرتے کڑک کر اٹھی اُن دونون بیچارون پر جا کر یون
گری جیسے بجلی گرتی ہے دونون کی گردن پکڑ کے اٹھا لائی عمرو نے دیکھا وہ بیچارے سہم گئے دونون کی ٹانگین
پکڑ کے چیر ڈالا بجاے گزک چبانا شروع کیا یہان تک کھا گئی اہالیان دربار کے قلب کانپ گئے بعض کو غش
آگئے یقین تھا عمرو کی روح نکلجاے تاریک ان دونون کو کھا کر سلطنت ہوئی ڈکار لی جیب سے نقش جمشیدی
نکالا کہا افراسیاب نے دیکھ سحر اسکا نام ہے صاحبان ساحری کا یہ کام ہے یہ کہکر تاریک نے ایک چیخ
ماری یا جمشید یا ساحری بارگاہ ہل گئی تاریک نے اس نقش کو ہاتھ کے نیچے دبایا ہونٹھ ہلے کچھ پڑھنے
لگی یہان تو یہ کیفیت ہے تاریک نے نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا شراب برابر پی رہی ہے مثل فیل مست
جھومتی ہے لیکن کوکب روشن ضمیر قصر جمشیدی مین ذکل زرین پر جلوہ فرما ہے ثریان وغیرہ امورات
مالی و ملکی مین معروف ہین اسوقت صرف وزیران سلطنت شیران ابہت مثل خورشید روشن راے وغیرہ
حاضر ہین خدمت فیضدرجت مین وہان تاریک نے نقش جمشیدی ہاتھ کے نیچے دبایا یہان کوکب
کا عجب نقشہ ہوا خانہ دل مین اضطراب خود بخود پیچ و تاب مثل بید تھرایا بیٹھے بیٹھے گھبرایا رنگ رو متغیر
اُف اُف کرنے لگا خورشید روشن راے نے دست بستہ عرض کی کیون شہنشاہ خیر تو ہے اسوقت آئینہ جبینا
پر گرد ملال ہے شہنشاہ کا کیا حال ہے کوکب نے آہ کر کے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم اے کلید
قفل خزانہ فطرت اے رکن سلطنت خواہش دنیا مین کیا کہ بیٹھا صاحب اہل و عیال حاکم ملک و مال افراسیاب
ایسے بادشاہ سے مین نے بگاڑی ایک عمرو عیار کے واسطے بادشاہ ہوش ربا سے فساد مین نے پیدا کیا
آپ لوگون نے بھی نہ مجھکو سمجھایا دل مین یہ خیال نہ آیا کبھی وہ میرے ملک پر چڑھ آئے تو مین اس بادشاہ
سے لڑ سکون گا ہران و جمشید قتل ہو جائینگے ملک و مال قبضے سے نکل جائیگا عمرو مجھکو بچائیگا ایک
عیار جعلساز مکار لقا کے خوف سے بھاگ کر یہان آیا یہان آکر یہ دام مکر پھیلایا مجھکو میرے بھائی افراسیاب
سے لڑوا دیا ہمیشہ سے ان ملکون مین یہی قاعدہ ہے اگر کوئی رنج و ملال اہالیان ہوشربا کو ہوا ہم جا کر شریک
ہوئے پھر کوئی مصیبت پڑی وہ براے مدد آئے سب آپس مین ساحری پرست عمرو مذہب سے
خلاف ہوئے دو سو خداؤن کو برا کہتا ہے اس فساد مین مذہب جدوا باکی چھوٹا طلسم نور افشان پھینکا
جسدن افراسیاب قصد کریگا پناہ نہ ملیگی کلی آرزو نکلے گی افراسیاب بادشاہ قاہر و جابر ہے
فنون جرأت و لیاقت سے بخوبی ماہر ہے مین اسکا مقابلہ کر سکتا ہون ایک سحر مین طبقہ زمین و آسمان کے ملا دیگا

ہیں اسکا ہم نبرد نہیں ہوں افسوس مہران اور جمشید کی شادی بھی نہ کرنے پایا کہ پیام مرگ آیا یہ کہکر کوکب
رونے لگا کہا اے وزیر با تدبیر کوئی صلاح نیک بتا کہ میری جان و مال بچے اولاد پر زوال نہ آنے پائے خورشید کا چہرہ
زرد ہو گیا جی میں کہا یہ جو ایسا صاحب جرأت و شوکت و لیاقت ہے اسکو یہ ہراس یہ کیا غضب ہو گیا اب کیا
صلاح دوں لیکن نہ جواب بھی دینا خلاف ادب شہنشاہی ہے اس نامردی میں بڑی تباہی ہے اگر دشمن سن پائے
ابھی گھر میں گھس آئے ایسے کلام نامردی کبھی زبان سے اس عالی ہمت کے نہ نکلے تھے سوچ سوچ کے دست بستہ
عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ افراسیاب کی کیا حقیقت ہے آپ اُس سے کیسے کیسے مقابلے کیے آپکا تو بڑا
مرتبہ ہے آپکی دختر بلند اختر مہران نامور نے افراسیاب کو کیسے کیسے رنج و ملال پہونچائے وہ کیا کر سکا اتنی خفت ہونے
جو کچھ کیا وہ کیا عمرو ایسے شخص کا ساتھ دیا ہر چند کہ عمرو عیار ہے اُسکا آقا شہنشاہ عالیوقار ہے صاحبقران نامدار
قاتل دیوان قاف غازی مجاہد صاحب شوکت و حشم مورد فیوض نامتناہی حافظ اسماء الٰہی آپنے انکا ساتھ دیا ہے
اُنکو زمانے میں جہانگیر کہے صاحبقران تشریف لائے جہانگیر کو زیر کرکے لیگئے افراسیاب کیا کرسکا اسطرح جب
آپ پر کوئی رنج و ملال ہوگا پانچ ہزار پانسو تیس سردار کل تاجداران عالیوقار آپکی مدد کو آئینگے افراسیاب
کیا کر سکیگا اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا ہے لوح دستیاب ہوگی اگر شہریار کو کچھ زیادہ تردد ہے چند سے بہ آ
مرو تشریف لیجائیے مگر اسقدر نہ گھبرائیے اسطرح جو خورشید نے کہا کوکب نے بنگاہ قہر طرف خورشید روشن را
کے دیکھا کہا کیوں اے وزیر اعظم ہم تجھسے صلاح نیک کے طالب ہوئے تو نے یہ کہانی طولانی ہمارے سامنے
بیان کی ابھی ذرا سی سختی پڑیگی تو بھاگ کر چلا جائیگا اپنی جان بچائیگا میں عیال کو لیکر کدھر جاؤں سوا اسکے
کہ جان دوں مر جاؤں خورشید روشن رای نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی بہت بجا ارشاد ہوا ہے
امور مملکت خویش خسروان دانند یہ غلام کو کیا دخل ہے جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم خیر خواہان دولت ہیں
جو عقل میں آیا وہ کہا کوکب پریشان ہو کر اُٹھا کہا تم سب چاہتے ہو میرا ملک و مال برباد ہو میں اپنے عاشق
صادق یار موافق صندل چیف شکن پاس بہمن روئین تن کے جاتا ہوں جو وہ کہیگا وہ کرونگا خورشید
روشن رای نے کہا بسم اللہ غلام بھی ساتھ چلیگا کوکب نے کہا تیری ضرورت نہیں ہے ما بدولت یکہ و تنہا جائینگے
یہ کہکر کوکب تخت پر سوار ہوا یکہ و تنہا بدحواس گھبرایا ہوا منہ پر ہوائیاں اُڑتی ہوئیں طرف قصر بہمن کے چلا
احوال بہمن تحریر ہوتا ہے کہ جسطرح بیٹھے بیٹھے کوکب گھبرایا اسی طرح بہمن بھی اپنے قصر میں بیٹھا تھا یکایک
خود بخود گھبرایا بیتاب ہو کے اُٹھا مصاحبوں نے پوچھا کیوں اُستاد خیر تو ہے اسوقت ہم آپکو بہت پریشان

پاتے ہیں غلام بہت گھبرائے ہیں برہمن نے کہا بار دو انجام کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بڑی خرابی درپیش ہے
ہمارے شہنشاہ نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے بادشاہ سے بگاڑ کی انجام نہ سوچا افراسیاب نے بڑی
مہربانی فرمائی بیکے حال پر رحم کیا حیف قصد کرتا ہے اسکے قتل کا کیا مشکل تھا فرد آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہے کوہ آتش
کیا قبول ہے ہم تو یہ بادشاہ زبردست ہے کہا پھر کیا ارادہ ہے برہمن نے کہا حفاظت جان کی واجب لازم
ہے کوکب بہت خفا ہونگے نوکری سے چھوڑا دینگے افراسیاب ملازم کرلیگا اور جس بادشاہ کے یہاں جائینگے
جائینگے عزت اور آبرو پائینگے لیکن بچنا ضرور ہے اگر جان پر کوئی زوال آیا کیا کوکب ہمکو زندہ کرینگے انہیں کی جان
بچنا دشوار ہے اب افراسیاب آمادہ حرب و پیکار ہے صاحبون نے کہا حضور افراسیاب کیا مال ہے وہ تلوار
چلنے کی اسکے دانت کھٹے کر دینگے تلواریں کھینچکر جا پڑینگے وہ نامرد کیا لڑے گا بھاگتا پھرے گا برہمن نے کہا
آپ لوگ اسوقت میرے پاس سے رخصت ہو جائیں ایسے زبان نہ لائیں مجھے بات کرنا اسکا جواب
کیا دیں سب صاحب رنجیدہ ہو کے اپنے گھرون گئے برہمن یکہ و تنہا قصر میں ٹہل رہا ہے دل سے باتیں اطاعت
افراسیاب کی کہاں تک کرتا ہو ویسے آواز آتی ہے او نادان جان کو غنیمت جان افراسیاب سے جاکر
ملیا اپنی کو ذلت و رسوائی سے بچا برہمن کو کچھ بن نہیں پڑتا دلکی یہ حالت ہے افراسیاب سے لڑنا مناسب
نہیں سمجھا یکایک آسمان پر برق چمکی برہمن نے دیکھا کوکب روشن ضمیر عجب حال پر جلال سے آتا ہے تاج ڈھلکا
ہوا سپر بھی پشت پر [illegible] کمر میں لگی ہے خنجر تلوار زیر زہ ترکش خود بخود کشاکش برہمن نے بلند ہو کر پایہ
تخت پر ہاتھ ڈالا کوکب قصر برہمن میں آکر اترا برہمن نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا لپٹ کر رونے لگا کہا
اے شہنشاہ دین خود خدمت میں حاضر ہونے کو تھا اسوقت بیٹھے بیٹھے میں نے انجام سوچا بڑی خرابی درپیش
ہوسکتا ہے افراسیاب سامان لشکر کشی میں مصروف ہے کوکب نے کہا اے برادر لشکر کشی کیسی تاریک
مشکل کشتی آگئی پہلے وہ طلسم نور افشان کا قصد کرے گی پھر اسکو کون روکے گا صاحب ساحری سے مقابلہ
کرنا نہایت دشوار ہے برہمن نے کہا پھر خود سب سے پہلے ہم اور آپ پوچھے جائینگے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر
امان پائینگے عرصہ دراز تک دونوں میں یہی باتیں رہیں ہر بات میں کوکب روشن ضمیر نے کلام برہمن [illegible]
کی تائید کی برہمن نے ہر بات موافق مزاج شہنشاہ کہی دونوں ایک حال میں ہیں ایک کو ایک دوسرے کو
انتشار ایک پیشعلہ دوسرا بیقرار بموجب شعر [illegible] تنگ ہیں اکیلا ہوں مجھے جانے دو ہر خوب لذت [illegible] جو دل اٹھا [illegible]
[illegible] دونوں کی [illegible] ایک طور [illegible] کوکب کہتا ہے افراسیاب [illegible] برہمن کہتا ہے [illegible]

سے بھی سست ہے آخر برہمن نے کہا اے شہنشاہ ہم آپ دونون چلین افراسیاب کے قدمون پر گر پڑین وہ بادشاہ عالیجاہ خطا معاف کردیگا تامل مین خرابی ہے کوکب نے کہا مجھے تم سے زیادہ بیتابی ہے لیکن اس حال سے چلو کہ اسکو رحم آجائے سرکشی ثابت نہو خطا ہائے گذشتہ کا اقرار کرینگے جواب صاف یہی ہے کہ حضور از خردان خطا و از بزرگان عطا اسیر یہ خیال کریگا دونون نے اس صلاح کو پختہ کیا کوکب نے تاج بھی اتار ڈالا کلاہ سر پر نہ پہنی برہمن سر برہنہ لباس میلا کچیلا دونون اس حال پر ملال مین تخت پر سوار ہوئے برہمن نے تخت اڑایا حسرت و یاس کی باتین کرتے ہوئے طرف افراسیاب کے چلے برہمن کہتا ہے اے شہنشاہ افراسیاب مجھکو قتل کرے مگر آپکی جان بچ جائے مین جاتے ہی قدمون پر گر پڑونگا اگر قتل بھی کرے گا تو بھی نجات ہے افسر مذہب لات و منات ہے کوکب نے کہا مجھسے زیادہ عذر نہ کیا جائے گا اتنا کہدونگا کہ اے شہنشاہ لوگون نے ہمکو بہکایا ناحق لڑوا دیا اب ہمسے سرکشی نہ ہوگی خواہ قتل کرو خواہ بخشو بس یہی بہتر ہے برہمن نے کہا اسیقدر کافی ہے یہی صورت معافی ہے یہ باتین کرتے ہوئے دونون تخمیل تمام جاتے ہین اسقدر مبہوت ہین کہ دیر ہونے سے گھبراتے ہین کہ کچھ کوس راستہ طے کیا تھا کہ اک قصر رفیع سامنے سے نمایان ہوا برہمن و کوکب نے دیکھا نورافشان جادو اس قصر پر ٹہل رہا ہے لیکن حیران حیرات انتہا کا پریشان اسی جانب دیکھ رہا ہے جیسے ہی کوکب کی نگاہ نورافشان پر پڑی کہا اے خیرخواہ دولت استاد کھڑے ہین انکو بھی ساتھ لے چلو برہمن نے کہا بہت مناسب ہوگا بڑے خطاوار تو یہی ہین قصر نورافشانی مین عمرو نے جلسہ قرار دیا اور پنڈتون سے مناظرہ کیا پہلے سب سے یہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے یہ کہتے ہوئے کہ مذہب اسلام خوب ہے عمرو کا ساتھ دینگے افراسیاب سے لڑینگے انھین کی رائے پر سب کا مدار ہوا انھین کے اعتقاد سے دردمند ہوئے اگر نجومی نہ چلینگے ہم تم وہین وہ تنہا گردن پکڑ کے لیجائینگے اپنی حفاظت جان واجب و لازم ہے لحاظ و پاس کیسا جان ہے تو جہان ہے بموجب رباعی

نہ صبر و سکون کا گھر میں یارا مجھکو
بیتابی دل سے آہ مارا مجھکو
بیزار ہوا ہون اسقدر دنیا سے
صد برق طپان نہان ہے بیتابی مین
دیگر کیا خوب عذاب مین گرفتار ہوئین
جاتی ہے کہ زندگی سے بیزار ہوئین

شہ کو چاہیے یار مین گذارا مجھکو
دیکر کیا طول اجل نے جان کو شاد کرون
گر ہاتھ لگے تو خوب برباد کرون
اک آن بھی دل کو چین لینے نہ دیا
ہجران و اوج لطافت رشک اغیار ہوئین

سیماب کی طرح ایکدم چین نہین
حسرت سے دل خراب آباد کرون
دیگر آرام و سکون کہان ہے بیتابی مین
تیری ہی تو خیال مین بیتابی مین
جینے سے مرے وہ دشمنی سے خوش ہے

لیکن نورافشان جادو نے جو برہمن و کوکب کو بیتاب دیکھا پکارا کہ

اے شہنشاہ طلسم نور افشان واے برہمن عالیشان ہم عرصہ دراز سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں ہمارے
پاس آیئے کوکب نے کہا حاضر ہوا دونون نے تخت اپنا سامنے نور افشان کے اُتارا نور افشان نے دیکھا
انتہا کے دونون بدحواس ہین چاہتا تھا کچھ کلام کرے کہ کوکب نے کہا اُستاد صاحب کچھ آپکو حال بھی معلوم
ہے تاریکی چہرے سے نکل آئی اب کہیے کہان چھپے افراسیاب برسرآزار ہم مجبور وناچار آپنے مذہب عمرو کا اتفاق
کیا اہالیان طلسم نور افشان کو برباد کیا ہم تو دونون اُستاد شاگرد خدمت میں افراسیاب کی جاتے ہیں خواہ
خطا بخشے یا قتل کرے کوئی چارہ نہین آپکو یہ دن یاد نہ تھا بزرگ ہو کر سب کو بدراہ کیا دین سے بیگانہ کیا تیرا عمل کا
نشانہ کیا نور افشان جادو نے دونون کو گلے سے لگا لیا کہا حقیقت میں میری عقل پر پتھر پڑے لیکن جو تمہاری
رائے ہو مین تمہارے شریک ہون تاریک شکل کشش ہماری ہم صحبت ہے اسکی وجہ سے انتہا کی محبت ہے فوراً اطلاع
کرادیگی ابھی صفائی ہو جائیگی طبیعت تسکین پائیگی ملک ومال پر زوال نہونے دونگا مجھے بھی ساتھ لیجاو جو گذرا وہ گذرا
اُسکی شکایت نہ کرو ابھی چلکر انتظام کرینگے افراسیاب کے شریک ہو کر عمرو اور مہرخ سے لڑینگے افراسیاب
خوش ہو جائیگا نور افشان نے موافق مزاج برہمن وکوکب جو کلام کیا دونون خوش ہو گئے کہا اُستاد جلد
چلیے اب دیر نہ کیجیے نور افشان نے کہا بیٹھ جاؤ ہوش وحواس درست کرو جلدی کیا ضرور ہے تمہاری عقل کا قصور ہے
ہم سب انتظام کرینگے جب میں اسکے دشمنون سے مقابلہ منظور ہے پھر کیا قصور ہے ابھی ہماری خیر خواہی اُسپر
روشن ہو جائیگی دونون کو سمجھا کر نور افشان نے مسند پر بٹھایا مگر دونون گھبراتے ہیں کہتے ہیں اُستاد
دیر نہ کرو جلد چلو ایسا نہو کوئی افتاد پڑ جاے نور افشان اچھا اچھا کہتے ہوے ایک کمرے میں گئے برہمن
وکوکب کو وہان بلایا کمرے مین جو برہمن وکوکب پہونچے دیکھا اگلا سامان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ ہین
کمرہ خوب سجا ہوا ہے ایک گلابی نور افشان نے اٹھائی جام لبریز کیا کوکب سے کہا اے نور نظر اک جام نوش کرو
کوکب نے کہا استاد کیسی شراب کیسا کباب ہوش پراگندہ ہین خوف جان وایمان ہے بقول حضرت ناسخ مرحوم
بیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ٭ دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ٭ نور افشان نے کہا بیٹا کا ہیکا
تردد کیسا انتشار اسقدر بیقرار نہو سمجھا کے زبردستی کوکب کو جام شراب پلایا دوسرا جام برہمن کو دیا یہ بھی
نہ پیتے تھے نور افشان نے بجبر پلایا جیسے ہی دونون نے شراب پی سامنے چھپر کھٹ آراستہ تھے کہا اُستاد
ہم ذرا آرام کرین نور افشان نے کہا تمہارا گھر ہے دونون چھپر کھٹ پر جاکے لیٹے بعد لمحہ نور افشان نے
اُس کمرے مین قفل لگایا دوسرے کمرے سے کوکب وبرہمن نکلے نور افشان نے دونون کو تخت پر سوار کیا

کہا جلد دربار افراسیاب میں جاؤ ہم بھی آئینگے دونوں تخت اڑاتے ہوئے چلے یہاں دربار تاریک شکل کش
میں خواجہ عمرو اک گوشے میں کھڑے دیکھ رہے ہیں تاریک نقش جمشیدی کو ہاتھ سے دبائے ہوئے کہ یہ جاکر
بہمن و کوکب آئے عمرو حیران ہے کہ کیا بہمن و کوکب یہاں چلے آئینگے وہ دونوں ایسے ہوا ان میں
اس سوچ میں کھڑا تھا کہ لشکر افراسیاب میں غل ہوا ہرکاروں نے بڑھکر افراسیاب سے کہا بہمن و کوکب
تخت پر سوار آتے ہیں لیکن بہت بدحواس ہیں عمرو کے ہوش اڑ گئے گھبرا کے باہر آیا دیکھا حقیقت میں بہمن و کوکب
دربارگاہ پر آپہونچے عمرو نے چاہا بصورت سبدل ان سے ملاقات کروں کچھ بات کروں پوچھوں کہ تم کیوں آئے
تاریک ایسی ملعونہ موجود ہے لشکر کشی کرنی سمجھا جاتا کوئی اطلاع دشمن کے گھر میں آتا ہے جبتک عمرو بڑھے
وہ دونوں پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے داخل ہوئے دیکھا تاریک بیٹھی شراب پی رہی ہے دونوں نے
تاریک کو سلام کیا کوکب نے کہا اے تاریک شکل کش اگر تمنے ہمکو غفلت میں بلایا کیا کمال کیا ہاتھ کیسے
نقش جمشیدی کیوں دبا بیٹھی ہے اسکو اٹھا کر ہمسے کلام کرو اگر حقیقت میں خطا ہو سزا دو حال تو سنو افراسیاب
نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہمیں کیا معاملہ مردہ ہوا لیکن آج ہم کلام کا جواب نہ دینگے نقش جمشیدی آگ میں
جلا دو تب ہمسے کلام کرو یہ سنکے تاریک نے غصے میں آکے نقش جمشیدی ہاتھ میں لیکر منقل آتش میں ڈالدیا
نقش جلا دھوان بلند ہوا تاریک نے کہا آؤ بیٹھو کل کیفیت بغاوت و عدم بغاوت سامنے ہمارے ظاہر
کرو ہم تمہیں افراسیاب سے ملوا دینگے یہ سنکر کوکب نے ہنسکر کہا او تاریک تیری کیا مجال ہے کہ کوکب
روشن ضمیر اور بہمن سے دونوں تن کو اپنے دربار میں بلائے کوکب بادشاہ عالیجاہ اور بہمن فلک شرافت کا
ماہ کوکب جری بہادر پہ بہمن پکڑ لیا تمنے کا یہ بہادر اے تیرا شعبدہ چل سکتا ہے ہم غلامان نور افشاں جادو
ان دونوں شہزادوں کو استاد نے روک لیا تیرا منہ سیاہ کرنے کو ہم اپنے تئیں غلاموں کو بھیجا ہے جب اسنے
سر اٹھا کر دیکھا کوکب و بہمن نہیں دو غلامان زنگی کھڑے ہوئے تاریک سے باتیں کر رہے ہیں تاریک
جھلائی قصد کیا تخت سے اٹھوں دونوں غلامان زنگی خیر خواہان کیہ نگی ہنسکر پیچھے ہٹے دونوں نے زمین پر
پاؤں مارے غرق زمین ہو گئے یہ شعبدہ دیکھکر تاریک بہت جھلائی کہا او کیفیت دیکھو نور افشاں نے
میرے ساتھ شعبدہ کیا میرا نقش سٹوا یا اپنا بڑا سحر خاک میں ملا دیا دیکھو تو کیا آفت برپا کرتی ہوں غرض
میں تخت سے اٹھی سب نے دیکھا بیرون بارگاہ چلی افراسیاب بھی حیران تھا خوف کے مارے خاموش
جگہ اسی جادو اندر سے بارگاہ کے دیکھ رہی تھی یہی عمرو بھی گھبرا کے بیرون بارگاہ آیا اور لشکر اسلام میں

گئے کہین سے خروج کیا جا بجا الٹے ہنگامہ عظیم پڑے وہ کبھی سب سے پیشتر مہم دیتے جیا انکا دشمن ہین یا ان
راستون سے گذر کرتا تا یہ ہوش رہا ہو نہایت دشوار ہو گئی تھی کہا فوج تو خوب صبح ہو گئی ہو ساحر
بڑھے زبردستی ہمراہ ان کے صیقل آئینہ دار فرزند بادشاہ طلسم اسکندریہ اُنکے سرداران صیقل نکلین کبھی سب
انکو ہین کے ساتھ ہین کوئی زبردست انداز نہین ہو سکتا تو باتین کرتی ہین کہ چند کنیزین آکر حاضر ہوئین عرض کی
حضور آج خدا نے بڑی خیر کی آپکے والد نامدار وجیہ ہر عالم بیتاب وام شعبدہ تا رایک شکل کش مین چلا گئی
گئے تھے استاد کلان نور افشان اُنکی خدمت مین سرداروں آپکے والد نامدار مہران و پسپایان ہین اُنسے شہر
وہ دشمن کا بنایا ہوا ہے ہین جاکر بیٹھی ہو استاد کلان نے یہ بات کہی کوئی اسکے مقابلہ مین نہیں جا سکتا ملکہ مہران نے
کہا یہ ناممکن ہے اہل اسلام پر مصیبت ہو اور ایسے وقت مین شرکت نہو جانے والے ضرور جائینگے اپنی جان لڑائینگے
کنیزون نے عرض کی واری کہ کب کو تو استاد کلان نے منع کیا آپکا جانا غیر ممکن ہے یہ باتین تھیں کہ خورشید وزیر اعظم
کو کب آکر پہونچا ملکہ کو نذر دی عرض کی حضور مبارک ہو آج حافظ حقیقی نے جان و آبروئے شہنشاہ عالیجاہ کو کب
روشن ضمیر کی بچائی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے تھے مجھسے ایسی باتین کرین ہوا اسکا باعث انجام کار
آپکے والد نامدار نے ارشاد فرمایا ہے کہ آجکل سواے باغ نگار کہین جانیکا ارادہ نکرنا مہران نے سر جھکا
لیا کہا بہت خوب چہ جاے حکم شہنشاہی کیا مجال ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر رکھا یہ کہکر خورشید کو رخصت کیا
وزیر اعظم جا چکے ملکہ مہران نے فرمایا بزرگون کی بات مین دخل دینا سراسر حماقت ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ آپ وہ
لوگ قتل ہون ہم جا کر شریک نہون بزرگ ناراض ہونگے سعادت دارین جا کر البتہ خبر
ہونا ضرور ہے یہ فرما کر چند کنیزون کو حکم دیا کہ جا کر لشکر خروج کی خبر لاؤ کنیزین استفسار کین وہان عمرو سے
جاکر دیکھا افراسیاب بارگاہ مین داخل ہے لشکر خروج مین انتشار ہے خواجہ عمرو نے پوچھا
افراسیاب کا کیا قصد ہے عیاروں نے عرض کی تاریک شکل کش نے کہلا بھیجا ہے فرد اطلاع کی
بیچ گا تاریک میدان کارزار مین آئیگی پروردگار اسکی شر سے بچاوے عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا مفصل
خبرین لاؤ دیکھو افراسیاب کیا کرتا ہے اسکا کیا ارادہ ہے خواجہ عمرو بارگاہ خروج مین تشریف رکھتے ہین ہرکارے
بموجب ارشاد فیض بنیاد واسطے خبر کے سمت بارگاہ افراسیاب جادو جاتے ہین ان سب لوگون کو

اس حال مین چھوڑو وقت پر سب کا ذکر بیان کیا جائیگا

دو کلمہ داستان لشکر امیر حمزہ صاحبقران اور لشکر لقا فروانہ ہونا آہنگ فلک سیر کا

جواب سے بد لقا و دیگر حالات متعلقہ داستان کا بیان ہوتے ہیں ساقی نامہ

ساقیا زہر پلا دے مجھکو
دے وہ مے جیسے کف مار سیاہ
کیا ذرا سودۂ الماس نہیں
اور نہیں پاس تو جا لا جلدی
پھر دے اک جام کہ مرجاؤں ابھی
ایسے جینے سے تو مرنا اچھا
کبتلک نزع کی حالت میں رہوں
ورد لب نعرۂ اللہ رہے
عمر برباد نہ جائے ہے کاش
میں جیوں اور ہر اول مرجائے
جو کسی پر نہیں مرتا ہرگز
رنج سا رنج ہے غم سا غم ہے
درد ہجران سے سبھی کو ہے فراغ
غمزدوں کا ہے کسیکو کیا غم
کون سنتا ہے فغان درویش

شربت مرگ پلا دے مجھکو
تھی پاس عبادت کبتک
سم ہلاہل ترے کیا پاس نہیں
کیسا خستہ ار خفقان ہے ظالم
بھولکر آپ میں آؤں نہ کبھی
کاش مرجاؤں کہیں آنکھیں
کبتلک یوں ستم مرگ سہوں
کبتلک چشم سے خون ہو جاری
دل کی آئی مجھے آئی ہے کاش
ہو وصال اب نہ جدائی مجھکو
جینے سے جی نہیں بھرتا ہرگز
دیکھتا ہوں عجب احوال اپنا
بات پوچھے کوئی یہ کسکو دماغ
کون پوچھے ہے کسی کا احوال
قہر درویش بجان درویش

یاں سے ہستی سے سہریاں بیگانہ
حضرت ذوق شہادت کبتک
گریباں ہے تو اٹھا لا جلدی
بس چلا جی تو گماں ہے ظالم
کاسۂ عمر کا بھرنا اچھا
بیدماغی سے سر زیست نہیں
کبتلک ناک میں دم آ رہے
کبتلک درد کرے دلداری
ایسے یہ ظلم سہا کیونکر جائے
آئی دشمن کی بھی آئی مجھکو
جان ہے رنج دوسرا یا غم ہے
کیا کہوں کس سے کہوں حال اپنا
سب ہیں بیدرد انہیں کسکا غم
جانتے ہم ہیں سبھی کا احوال
حاکمان جفا کا بات نکلیں درادیان

روایات دلنشین راقمان عبارات عشق انگیز و کاتبان کتبہ حیرت خیز کیفیت داستان کو یون تحریر فرماتے ہیں شعر
جو ہیں زبدۂ زمرۂ راستان × وہ لکھتے ہیں اسطرح یہ داستان ×
افراسیاب سامان دعوت ملکہ تاریکی میں مصروف ہے سرماسے برق انداز نے جھکر عرض کی کہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ خداوند لقا کا آیا ہے افراسیاب نے لیکر پڑھا وہی کیفیت مرقوم تھی کہ اے افراسیاب سفر دورہ سے طلسم کو خاک میں ملادونگا عرصہ دراز گذرا قدرت کوہ عقیق پر تشریف لائے تو برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا اسقدر مغرور ہوا یا خود حاضر ہو یا کسی ساحر زبردست کو برائے گذارش روانہ کر افراسیاب نے زانوں پر ہاتھ مارا کہا حیرت سے کہا دیکھو صاحب فتح کی کون صورت ہے قدرت کی یہ کیفیت ہے تقدیر یہ بادی طلسم فرماتے ہیں

آتا ہے گلریز نے کہا کوئی خراج گذار افراسیاب کا جاتا ہے ملکہ نرگس جادو نے کہا سامان لشکرکشی ہے کل خراج
گذاران افراسیاب جائینگے اسوقت میں نہ شریک ہوتا باعث خرابی ہے یہ ذکر تھا کہ وہ ساحر آگے اترا کار گذار
بارگاہ میں استادہ کرنے میں مصروف ہوئے واضح ہو کہ یہ وہی آہنگ فلک سیر جادو ہے جو سمت لشکر افراسیاب
جاتا ہے اسوقت اگر یہاں اترا سر اٹھا کر دیکھا نازنینان مہ جبین پھیر رہی ہیں ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہے ایک تاجدار
دوسری شاہزادی عالی وقار در خیمہ پر استادہ ہیں کسی سے اسنے پوچھا یہ کس کا لشکر ہے ساتھ والوں نے عرض کی
ہمنے دریافت نہیں کیا لیکن ہمارے ہی شہنشاہ کا کوئی ملازم یا خراج گذار ہوگا اس اقلیم میں غیر کا گذر کہاں
آہنگ [illegible] سے اتر کر [illegible] ملاقات کریں معلوم ہو جائے یہ کون لوگ ہیں کس ملک سے
[illegible]
[illegible] افراسیاب کی ملاقات [illegible]
[illegible] ملاقات [illegible] آہنگ [illegible]
ملکہ نرگس پر نگاہ پڑی دیکھا اک نازنین [illegible] پیشانی [illegible]
وزیبائی کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے دیکھتے ہی مرگیا آہ کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نگاہ حسرت دیکھنے لگا شہنشاہ
گلریز نے جو طریقہ کہ شایان عالی وقار کا ہے نام و نسب بھی نہیں پوچھا پہلے ساقی سے کہہ طلب کیا جام مے ارغوانی
پیش کیا اس ملعون نے دو چار جام پیے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور زیادہ مغرور بے شرم ہوا طرف
شہنشاہ گلریز کے متوجہ ہو کر پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیا آپ سرحد کے مالک ہیں یا مثل ہمارے
مسافر ہو اس طرف سے گذر ہوا ہے شہنشاہ گلریز نے بفصاحت و بلاغت فرمایا ہماری ملکہ عالم شیشہ
ملکہ سرخ مو سے کا کل کشتا ہیں لشکر طلسم کشا کی جانب جاتے ہیں آپ کہاں تشریف لیجائینگے اس جیا نے
جواب دیا ہر دولت کا نام نامی اسم گرامی آہنگ فلک سیر ہے قتل مسلمانان بست کو وہ عقیق جادو [illegible]
لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کم زن وشوہر نے شہنشاہ کا خوف نہ کیا باغیوں کا ساتھ دیا خیر جو گذرا وہ
اب سحر کے ساتھ بیٹھے ہیں عدوں پر قدرت کے گرا دونگا قدرت اپنا سفارش ناسر [illegible] فرمائیگے شہنشاہ
کچھ نہیں کہے گلریز نے جواب دیا ہے آہنگ فلک سیر جو تمنے مناسب جانا وہ کیا تمہیں ہمارے معاملات
میں کیا دخل ہے اتفاق سے ملاقات ہوگئی آپنے ہمکو سرفراز کیا ماحضر موجود ہے براہ عنایت تناول فرما
ابھی راستہ طے ہمارے مقدر [illegible] اثر بام افتادہ ہو چکے سالہا سال لشکر میں خواجہ عمرو کے رہے

روز فتح و شکست کا سا سماں تھا نرگس جادو کو نوبت ناگوار ہوا شور برپا کرتے ہو پر بگڑے گا تو ہار اکیا گر گیا یہی جاسوس کنیزیں کافی ہیں ابھی لشکر کو الٹ دے ساحران سے بیہودگی گلریز نے شنیع کیا اشارہ کر دیا میں ابھی سمجھا سکتی ہوں کیا ضرور ہے کہ اس مقام پر فساد ہو آئندہ نہ مانیگا سمجھا جائیگا لیکن آپ گلریز جیسا اٹھے برسر اتر طرف کو تحقیق کے چاہئے دل میں اس بات کے سے ملکہ نرگس جادو پہ قہقہہ ہو کر پایا جاتا ہے تب عورت پہ قہقہہ پر سے کہتا ہے کہ ہوا آہنگ فساد کا قصد نہ کروا اپنے لشکر میں جاؤ اگر ہمارا مشغلہ بطور مہمان آئے ہو یہیں کچھ کہنا مناسب نہیں ہے اور یہ سمجھا کہ مجھے اسے میں حد مثال کو پاؤں میں بٹھاؤں جب اسنے چند کلمات سخت کہے ملکہ نرگس تندی و وحشت سے بگڑی غصے سے چہرہ گلنار ابرو سے خمار ہلنے گویا نیچے سے تلوار پر جانے لگیں غصے میں کرسی سے اٹھیں کہا او ہمارا اپنے دل میں کیا مثل گدہے کے پھول گیا اپنی حقیقت کو بھول گیا جادو رہو لشکر سے نہیں اس مردود کو ہمارے لشکر سے نکال دو دو چار کنیزیں چلیں ایک حبشن نے ہاتھ پر دیکھ حکم شاہنشاہی صادر ہو چکا اب نہیں ٹھہر سکتا اس بیچارے نے حبشن کو ہاتھ ملکہ نرگس نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا برق چمکی شانہ اس ساحر کی توڑا نشانہ ہو ہوا اسنے گلریز پر ہاتھ مارا پکارا اٹھا تجھکو قتل کرتا اس عشوہ گر کو قبضے میں کر دونگا جبھی ہاتھ کیا سینے میں ناسور ہو دل عشق منزل نا صبور ہو تلوار جو اسکی پڑی گلریز کا سر زخمی ہوا ملکہ نرگس ہٹو ساحر لیکے برچھیں نیچے بلالی کھینچکر جا پڑیں جیسے ہی لڑکے سپاہی اٹھا پایا مرد بیچارا اٹھا ایکبار جہاں والا آرام دل مشتاقان سر حاضر ہے کاٹ لو یک نظر سے خوش گذرے عاشق صادق ہوں ہتھیلی پہ رکھا ہے ایک وار لگا ہے تیری تلوار

عشق کی چوٹ کا کچھ دل پہ اثر ہو تو سہی
چھیڑ کچھ اے مژہ دیدۂ تر ہو تو سہی
دیکھتا ہوں کیا دل کی تمنا میں قصاص
دل میں گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
آہ کہتی ہے کیسے ڈھونڈھوں اثر ہو تو سہی
جوشش گریہ بلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمیں کھینچ بلا لیجئے انھیں یا وہ ہمیں

دیکھوں نشتر زن دل اُنکی نظر ہو تو سہی
تلے اپنے تلاشی کو مگر ہو تو سہی
تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
کشتۂ عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی

ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ جادو نے دو نامردوں کی سزا ہوگئی کہ ہزار بھیا مارے گئے ملکہ نرگس نے کہا صاحب سمجھا تھا کہ
عشق ہی کلمات مہملات ماہرون کے سنے افسوس زندہ بچ کر نکل گیا کھلکھلا کر کہا اب لشکر اسلام میں چلتے ہیں وہاں ضرور
آئیگا جادوگر نامی ہی اسکا ذکر خواجہ سے ہوگا ملکہ نے کہا کیا واہیات باتوں کا ذکر کرینگے لیکن انشاءاللہ میدان کارزار
میں سمجھا جائیگا شوہر کو بھی منع کیا کنیزوں بیبیوں کو تاکید کی کہ خبردار لشکر خواجہ میں ذکر نہ کرنا اگر جھونوں کا ذکر آئے ہمشیرہ
پوچھیں کہ دنیا کا ماہرون کچھ ساحروں نے گھیر لیا لڑائی ہوئی لڑ بھڑ کر نکل آئے اس زمانے میں لڑائی کیا مشکل ہے تمام ممالک میں
غدر ہو رہا ہے زنان افراسیاب آمادہ سرکشی ہر جانب سے لشکرکشی سب نے بہلا کر ملکہ نرگس کو پھر کنیزیں بیبیاں بھی نہیں سنچ
شوہر نے بھی زخم کھائے قصد ہوا آج شب کو اسی مقام پر رہنا چاہیے زخم درمیان ہونا واجب و لازم ہے اسی مقام پر خیمہ استادہ
ہوا ملکہ نرگس خیمے میں آئیں پٹیاں مرہم کی چڑھائی گئیں چند کنیزیں برائے حفاظت مقرر ہوئیں ملکہ نے بعد خاصہ نوش فرمانے کے
آرام کیا لیکن یہ سمجھا آہنگ فلک سیر بھاگ کر پانچ کوس پر ٹھہرا سرداروں نے بارگاہ وغیرہ استادہ کی سب کہتے ہیں
کہ کیا زوال دولت افراسیاب کے سامان ہیں عورتوں کے ہاتھ سے شکست کھائی ہمارے شہنشاہ کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا
سوجھی پرائے گھر میں جا کر فساد برپا کیا خوب ذلیل ہوئے بڑی خیر ہوئی کہ وہ سب رک گئے ورنہ اُنکے ہاتھ سے ایک
زندہ نہ بچتا ایک نے کہا ملکہ صرصر موئی خدا نہ دیں ہم افراسیاب سے سیکڑوں مرتبہ لڑائی پڑی ہوگی بھلا انسے وہ
کیا وہی ملازمان صرصر ہی سب بلا کے ہیں جب تو ملازمان بادشاہ ہوشربا سے مقابلہ کرنے میں جان دینے پر مرتے ہیں
پھر مرنے والے سے کون لڑے آخر سنبھل کر چڑھ کر رہا ملکہ نے چھ قصد کر لیا آہنگ معروض ہے یہ باتیں سن رہا ہے سرداروں
نے لاکر بارگاہ میں اتارا زخموں میں ٹانکے دیئے آنکھ کھولی سرداروں نے طعن و تشنیع کیے کہا حضور آپ نے ہم سب کو ناحق
ذلیل کیا دو ہزار بیگناہ مارے گئے بڑی خیر ہوئی ملکہ نرگس خود لپٹ گئیں نگاہ نے انکی ہزاروں کو زخمی کیا ابھی نگاہ
سے چھریاں کٹاریاں چلتی تھیں تیر مژگان نے کلیجے مشبک کر دیئے آہنگ نے کہا ابھی تو کوئی میرے دل سے
پوچھے میری تو جان پہ بنی ہے اگر وصل نرگس جادو نہ حاصل ہوگا ہو دن صحرا سے انس کرونگا جنگلوں میں مارا
مارا پھرونگا سب نے کہا حضور صبر کیجیے ایسی معشوقہ کا نام نہ لیجیے زبان بچنا دشوار ہوگی ابکی مرتبہ قتل ہی کروا لے گی
آہنگ نالے و آہ کرنے لگا کہا صاحبو تم کو میرے دل کی خبر نہیں مگر میری جان پہ بنی ہے سب نے کہا ارشاد
فرمائیے پھر چلیے چلکر لڑیں اب بھی آپکے ساتھ بہت لوگ ہیں آہنگ فلک سیر نے گھبرا کر کہا لڑنے میں جانا بہتر
نہیں ہے کچھ اور تدبیر بتلاؤ وہ بھی مجھ پر مائل ہوئی ہے لیکن میں نے اسکے شوہر کے سامنے جو اشعار عاشقانہ پڑھے اسکو
ناگوار ہوا تم میں سے کوئی ایسا ہو میرا نامہ مشتاقانہ اس محبوب جانی پاس جادو انی تک لیجائے تو یقین ہے نامہ

پڑھتے ہی چلی آئیگی شوہر کو وہ معشوقہ کا دیکھی سرداروں نے کہا بھلا کسکی قضا آئی ہے جو اپنا نام لیکر سامنے اس قتالۂ عالم کے
جاے نہیں معلوم کیا حال کریگی آپ خود تشریف لیجائیں تو بہت بہتر ہے سب سرداروں نے جو یہ کہا بلبلا کے اٹھا کہا
صاحبوں میں کیا تمہارے بھروسے پر آیا ہوں لشکر حمزہ سے مقابلہ کرنے جاتا ہوں اسپر عاشق ہوا ہوں جسکے
زخم کھایا ورنہ کسکی کیا مجال ہے سحر و ساحری میں جو بدولت سے مقابلہ کرے میں ابھی جاتا ہوں اپنی معشوقہ
کو لاتا ہوں رات ہی کو یہ روسیاہ اڑکا طرف لشکر ملکہ نرگس کے چلا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا چند کنیزیں پہرہ
دیتی ہیں [illegible] حاضر باش بلند ناگاہ گلریز جادو بھی خیمے سے نکل آیا کنیزوں کو پکار کر آواز دی ہوشیار رہنا
ملکہ عالم نے آرام فرمایا کچھ رات جب باقی رہے سفر کی تیاری کر دینا قصد کیا ہیں سفر ہے ہر منزل میں خوف و خطر ہے جلد
اپنے کو خدمت خواجہ میں پہونچائیں سنتے ہیں آجکل قیامت کے مقابلے میں لشکر طلسم کشا پر وبال پڑا ہے کوئی ساحر
زبردست آیا ہے یہ بھی سنا تھا کہ تاریک شکل کش آگئی خدا اسکی برکت سے اہل اسلام کو بچائے کنیزوں کو ہوشیار
کر کے گلریز اندر گیا آہنگ ساحر نے یہ سب سحر کو دیکھا خائف ہوا پھر سوچا اگر خالی پھر جاؤنگا سردار ہنسینگے اگر لشکر میں
جاؤں کنیزیں جاگ رہی ہیں اسی تردد میں جب دو پہر شب گذر گئی سوچا کہ اب جا بتازی کر دو دونوں پر مارکر
غرق زمین ہوا نقب سحر دیتا ہوا خیمہ میں ملکہ نرگس کے پہونچا دیکھا شاہزادہ گلریز نے بھی آرام کیا ملکہ نرگس اپنے
چھپر کھٹ پر سو رہی ہے چار کنیزیں چپ چاپ حاضر ہیں اس ملعون نے سحر کیا کنیزیں بیہوش ہو کر گریں ملکہ نرگس پر بھی
سحر کیا سوتی تھی ہاتھ پاؤں سحر سے بیکار ہوئے غفلت کا غلبہ ہوا جب اس بیحیا نے دیکھا سحر نے اثر کیا پلنگ کے قریب
ملکہ نرگس آیا گھر میں [illegible] اسی طرح غرق زمین ہوا پھر راستہ سے اپنے لشکر میں پہونچا زبان میں ملکہ نرگس کے
سوزن دیا خوف ہے اگر بیدار ہوگی قیامت برپا کریگی ساتھ والوں سے کہا دیکھو صاحبوں معشوقہ سحر کش کو گرفتار
کر لایا شوہر کو اسکے زخمی کیا کنیزیں سب بھاگ گئیں لیکن اب یہاں ٹھہرنا کیا ضرور اسی وقت لشکر تیار کرو سمت
خداوند لقا میں جلد پہونچیں اس ملعون نے اس گوہر بے بہاے بحر حسن و خوبی کو اک صندوق میں بند کیا اسیوقت
لشکر تیار کر کے طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوگیا یہاں بوقت سحر گلریز کی آنکھ کھلی خیمہ کھسوٹ ملکہ خالی پایا کنیزیں
بیہوش گھبرا کے آواز دی کنیزیں تیاری کر رہی تھیں گھبرا کے اندر آئیں گلریز نے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم
کہاں واسطے رفع حاجت کے گئی ہیں سنتے کہا حضور ابھی تو باہر بھی نہیں نکلیں کنیزوں کو بیدار کیا کہا ارے ملکہ
عالم کہاں ہیں ان کنیزوں نے کہا حضور بڑی رات گئے خود بخود ہمپر نیند طاری ہوئی نہیں معلوم کیا ہوا
تھوڑا [illegible] کنیزوں نے چہار جانب ڈھونڈا کہیں پتا نہ ملا گلریز گھبرا گیا دیوانہ وار یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

افسوس کہ عیش جہان را قیام نیست
چندے نشان بخاک برابر کہ نام نیست
فرصت روز و شب ہمہ دیدم خموش باش
پرواز نابسوے چمن بے خرام نیست
افتادگی مشاہدۂ بخت سحر بست
در گوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر زاد راہ چہ غافل نشستہ
جامی بہ یاد میدہد این ہم مدام نیست
سودا کجاے نام ہما استخوان برد

از گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفاے وعدہ تو درین صبح و شام نیست
قاضی اگر بنگہ بسوے تو قائم کند
کو آن بشاخ باند کہ خام نیست
سوسن ہو رگو یہ و ترسانہ خستہ رز
این منزل خراب محل قیام نیست
سیخ است تا بخلوت خاص [illegible]
کس را بپیش یار مجال پیام نیست

نام و نشان نخواہ بعالم گذشتہ اند
چہ کاستن بطالع ماہ تمام نیست
تاریخ پیش کہ نگارا بعالم ایم
خون مرا بحکمہ انتقام نیست
آزردگی با من اسیری نمیرسد
مارا و تیغ بخت حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلب می اورد فی
دامن ادب کشید کہ باش اغون کام نیست
اسطرح گلریز نے تڑپایا [illegible] کا کنیزین بھی

سب رونے لگین ایک کنیز نے گھبرا کر کہا دیکھیے حضور قریب چھپر کھٹ کے مہرہ نقب سحر کا معلوم ہوتا ہو فورًا گلریز نقب مین پھاند پڑا ہر چند کنیزون نے کہا حضور نقب مین کوئی بیٹھا ہوگا گلریز نے کلیجے پر چھریان پھیری ہین بیتاب وبیقرار نقب کو طی کرتا ہوا چلا کنیزین بھی عقب مین سر پیٹتی ہوئی صحرا مین آکر گلریز نے کہا نشان نقش پا دیکھتا ہوا اس مقام پر آیا جہان لشکر آہنگ فلک سیر شکست کھا کے اترا تھا یہ آئے [illegible] اسکو کوچ کر کے چلا گیا دو چار ساحر ہوا تھا کے زخمی تھے وہ پڑے ہوئے کراہ رہے ہین آہنگ کا نام لیکر گالیان دیتے ہین کہ وطن سے حرامزادہ ہمکو لایا ناحق کو لڑا زخم کاری مین ہمکو چھوڑ کر چلا گیا گلریز انکے قریب آیا اُنسے سوال پوچھا تمہارا افسر کہان گیا تم لوگ کیون بیقرار ہو ان سب نے کل کیفیت بیان کی کہا آپکے ہاتھ سے زخمی ہو کر یہان اترا نام لیکر ملکہ نرگس کا روتا تھا سب سردارون سے کہا میرا نامہ لیکر پاس معشوق کے جاؤ سمجھا کے اسکو میرے پاس لاؤ ورنہ فراق مین مر جاؤنگا سبنے حضور انکار کیا آخر وہ نابکار خود گیا نہین معلوم ملکہ کو کیونکر لایا کہتا تو تھا کہ مین لڑ بھڑ کر لایا ہون شوہر کو اسکے زخمی کیا کنیزین بھاگ گئین تاکہ وہین سے آیا رات ہی رات اسنے لشکر تیار کیا طرف کوہ عقیق کے گیا گلریز کے ہوش اڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ بیقرار ہو کے پکار اٹھا اے فلک تو نے یہ کیا کیا سنگ تفرقہ پھینکا میری پہلو نشین کو مجھسے جدا کیا ع وائے بر بادگرفتارے ما ہوس انقلاب کا سامنا ہوا انہین معلوم تھا نہ مدت کا قریب ابد الیون فراق نصیب ہوا اشعار

حسن کی بازار مین کیا ہی جنس ہاے فراق
دیکھ تو نقد دل کو نہ شمار سوداے فراق
دوستان نقد کا اپنا فراق اپیل مجھے

یہان سے روانہ ہو گیا مین آپکو نہین روکتی گلریز نے کہا مین موجود ہون یہان بھی لڑنا وہان بھی جانبازی کرنا وہ
سپاہی کا یہی کام ہے جنگ و جدل مین اپنا نام ہے یہ کہتا ہوا ساتھ شمیم کے ہوچکا شمیم دل مین سوچی فی الحقیقت
بڑے قہر و غضب مین جاتا ہے اسکو روکنے مین خرابی ہے پھر دوپہر مین جا کے آہنگ سے بڑھ جائیگا تا بکوہ عقیق
وہ پہونچ سکیگا اس کو بہکا دون بس شمیم نے کہا اے شاہزادہ والاقدر آپ طرف سے طلسم آئے کے تشریف لیجاتے یہ
راستہ سیدھا ہے اسی طرف سے وہ بھی گیا ہے یہ سنکر شاہزادہ گلریز مثل شعلہ جوالہ بھڑک کر چلا چھپٹا ہوا جاتا ہے پیا ہا
ہے راہ مین پکڑ لون تا بہ لشکر صاحبقران نہ پہونچنے دون دل سے کہتا ہے افسوس کس طرح سے براے ملاقات
صاحبقران چلا اس شیر بیشہ جرأت سے جا کر یہ ذکر کرون کہ میری زوجہ کو چھین لایا کاش کے راہ مین پاؤن لڑ کر
چھین لاون نہین معلوم اس محبوب جانی پر بعد دوانی پر کیا گذرتی ہوگی صاحب عصمت و عفت خزانہ میں جرأت
ولیاقت ایسا نہو سر پٹک پٹک کے اپنی جان دے اگر رہائی پائی اسکو بدون میرے کہان قرار تھا فوراً
اپنے کو مجھ تک پہونچائی ابیات

یار بوده جذب عشقم جوش مطلوب مرا	یا لقا قل کشته سر راه محبوب مرا	یوسف گل پیرہن اور چمن پر تن دریده
کو نسیمے تا کشاید چشم یعقوب مرا	شیفته ام قوی در جانفشانیہاے عشق	کرده قانون محبت طرز اسلوب مرا
بس سکندر طالعم با در فزون بے جا خویش	باد اگر خواہد برد سوے تو مکتوب مرا	شسته ام صدره عصیان با اعمال خویش
هاے گر خواهم کشم زشت یا خوب مرا	ہمنشینان ہست کا فرز دلی ہاے درد	پرو محقق اته دل میں صبر ایوب مرا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سردی کر رہا ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے قضا سے کار ملکہ حنظل جادو بادشاہ طلسم
آئینہ فیل بنا کے ہوا سے پر جلوہ فرما ہے سر اٹھا کر دیکھا ایک لکہ ابر کھلکتا ہوا جاتا ہے حنظل کو گمان ہوا شاید کوئی
لازم اقراسیاب اس جانب آتا ہے یکایک سے اپنے گرائی آواز دی کون آتا ہے مقام ادب ہے یہان عملداری
ہے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا وسکہ نام پر شہنشاہ گیتی ستان سعد بن قباد والاشان کے جاری
ہے فتاح اس طلسم کا نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان جو کوئی لقا پرست یا
لات پرست ہو اور بادہ کفر و نخوت سے مست ہو پلٹ جاے ہاتھ سے غلامان صاحبقران کے
اپنی آبرو بچاے گلریز نے جو یہ سنا آواز دی اے ملکہ حنظل شکر ہے ہم بھی اُنہی شیر کے بچے ہین یہ کہکے اشارہ کیا
ابر شق ہوا ملا دس بیس گز زمین پر آیا ملکہ حنظل جادو نے ایک جوان تاجدار صاحب شوکت و شان کو دیکھا
آپس مین بغلگیر ہوئی حال پرسی کی گلریز نے تمام کیفیت آہنگ فلک سیر ظاہر کی یہ سنکر حنظل نے کہا کہ

تشمیم جالندھری نے دھوکا دیا اس راستہ سے کسکی مجال ہے جو گذر کرے عرصہ دراز ہوا کہ طلسم قبضہ مین
صاحبقران کے آیا ملازمان افراسیاب ادھر سے نہین آتے از طلسم آئینہ تا طلسم گوہر افراسیابی ایک ڈانڈ ہے
آپس مین ہم سبھون مین نامہ و پیغام رہتے ہین اگر کوئی ساحری پرست آیا واصل جہنم ہوا ہم لوگ روز و شب اسی فکر
مین رہتے ہین جانتے ہین لڑائی درپیش ہے جسدن طلسم کشا سر دریاے نیل جائیگا ہم لوگ بھی اپنے کو پہونچائینگے
اہالیان دربند سے مقابلہ کرنا نہین چاہتے خود افراسیاب سے جاکر لڑینگے طلسم کشا کے شریک ہونگے ای شاہزادۂ گلریز
ہم بھی تمھارے ساتھ چلین اگر راہ مین ملجاے حرامزادے کو سزاے مقتول دین بڑا کوئی نامرد ہے عجب حرکت ناشائستہ
کی لیکن اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جائیگا ہاتھ سے فرزندان عمرو کے سزاے مقتول پائیگا جا سکتے ہی وہ
گردن لینگے اُستاد والاشان ہمارے ایک لاکھ چوراسی ہزار شاگردان رشید و فرزندان سعید چھوڑ گئے ہین
وہ پہونچتے پہونچتے ساحر کی گردن لیتے ہین گلریز نے کہا اے حنظل بڑے حجاب کی بات ہے کبھی لشکر ظفر اثر مین
مین نہین گیا قدمبوسی سے امیر با توقیر کی شرف نہین ہوا جانے مین نہایت حجاب ہے اس سعد بد عمل کے
ذکر کرنے مین دلکو پیچ و تاب ہے حنظل نے کہا ہم تمھارے ساتھ چلتے ہین گلریز خوش ہوگیا اور حنظل نے یہ بھی کہا
ہمارے آقا کی بارگاہین وہان خالی ہین ہمارے واسطے سامان و غیر سامان کی کیا ضرورت ہے ہمارا شاہزادۂ
والاقدر برائے فتح طلسم اسکندریہ تشریف لیگیا ہے ہماری دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم عقد مین خاور سپاہ کے
ہے اکثر جانیکا اتفاق ہوتا ہے ہرچند گلریز نے منع کیا حنظل نے تخت منگایا اتنے عرصہ مین شربت وغیرہ منگاکر
ہمراہیان شاہزادۂ گلریز کو پلایا تخت پر گلریز کو سوار کرکے اپنے ساتھ چند کنیزین لین طرف لشکر صاحبقران کے
روانہ ہوئی مگر حال خیریت مآل نزد لقا ثانی سلیمانی حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان تحریر ہوتا ہے مقابلہ لشکر
زمرد شاہ باختری مین فروکش ہین لقا کو انتظار ہے کہ کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوشربا کے آئے تو سامان
جنگ و جدل ہو کئی مرتبہ سلیمان عنبرین موے کوہی نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوائیے لقا نے کہا ہمنے
یہی تقدیر کی ہے کہ سلیمان سب مسلمانون کو قتل کریگا بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی تقدیر فرمائیے اندھے کی
ایک ہی لاٹھی ہے اگر سلیمان پہ کوئی زوال آیا کوہ عقیق پر قدم نہ ٹھہریگا تا ہوشربا پہونچنا دشوار ہے حمزہ
راہ مین گردن لیگا کئی مرتبہ قدرت کا پالے پڑے گئے حمزہ نے چھوڑ دیا اس ملک پہ فرزندان حمزہ نے بڑے بڑے
صدمات اُٹھائے ہین ابکی جو کہین قبضہ ہوگیا قدرت کو بھی جان بچانا دشوار ہوگی لقا نے اک وصول ماری
رنجیدہ بختیارک کا زمین پر گرا چیانہ پہونچکا [illegible] کہا خداوند وصول دینے کا آپکو اختیار ہے

سمجھاتا رہتا ہوں ساحر کے آنے سے ذرا چہل پہل ہو جاتی ہے سلیمان کا رونا بہتر نہیں ہے یہاں بارگاہ لقا
میں کو یہ ذکر ہے وہاں صاحبقران زمان کئی دن گذرے طبل جنگی نہیں بجا شاہزادہ داراب کشورکشا فرزند
رشید صاحبقران جو اپنی بارگاہ سے نکلے فتاح کشوری عیار نے عرض کی حضور کل غلام براسپ بالا دوی
گیا تھا صحرا سے پر فضا میں شکار بہت ہے جو آج صاحبقران سے اجازت لیجیے پہر دو پہر شکار کھیلیے داراب
جب دربار میں آئے صاحبقران سے عرض کی اگر حکم ہو غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے فرمایا
اے فرزند ممالک پر آشوب کو بیہودہ نکلا جانا داخل ہے مبادا کوئی مارا جائے اگر شریک ہو تو ایسا نہو کسی سے فساد
برپا ہو عرض کی غلام پہر چار گھڑی دن کوس دو کوس جا کر واپس آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن
شب کو رہنے کا ارادہ نہ کرنا خوب آگاہ ہو ہم واسطے ایرج نوجوان کے بہت بیقرار ہیں ایک تاجر نے خبر دی
تھی کہ طلسم اسکندریہ فتح ہوا لیکن ابتک واپس نہ آئے خدا خیر و عافیت سے انکا جمال ہمکو دکھائے ذکر ایرج
جو آیا قاسم عالیشان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے رستم بیلتن بیقرار ہو گئے صاحبقران نے قاسم
کو گلے سے لگایا رستم کی پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ہم خوب جانتے ہیں واسطے اپنے نور نظر کے مکدر ہو انشاء اللہ
وہ صاحب اقبال بہت جلد فتح و فیروزی آئیگا قاسم دلشاد نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت
رکھے غلام بھی حضور کا آجائیگا افسوس یہ ہے کہ عیار بھی انکا واپس نہ آیا کیفیت مفصل معلوم ہوتی
صاحبقران نے فرمایا جسطرح عمرو ہمارا عاشق ہے اسی طرح فرزند اسکے میرے فرزندوں کے خیر خواہ ہیں وہ کیونکر وہیں
آتا اپنے آقا کے ہمراہ ہوگا دیکھیں ہمارا یار وفادار عمرو نامدار کب سے آتا ہوں طلسم ہوشربا میں گیا ہے
یہ پایان طلسم بہت وسیع ہے ابھی تک اسد غازی نے لوح تک نہیں پائی کوئی تو معرکہ ایسا درپیش ہے کہ ہمارے
یار وفادار نے ہمکو فراموش کیا نہیں معلوم ہمارے نور نظر بدیع الزمان گردن شکن کا بھی کچھ پتہ ملا یا نہیں بلا
اسد نامدار بدون حصول مقصد واپس نہوگا وہ شیر اپنی جان لگا دیگا ذکر بدیع و اسد جو صاحبقران نے کیا
بارگاہ آسمان جاہ میں شور گریہ و زاری بلند ہوا اور خورد و کلان دردمند ہوا بادشاہ حمزہ کے بھی آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے فرمایا ای شہریار رحم دست راست بسبب نہونے عمرو نامدار کے ویران ہے دل پر غم ہے دیکھکر کلیجہ
پھٹتا ہے شیران سلطنت وزیران ایمت نے عرض کی حضور انشاء اللہ بہت جلد ان شاہزادگان والاقدر سے ملاقات
ہوگی سب صاحب فتح و فیروزی آئینگے دیکھا سب نے کہ صاحبقران بہت مضطرب ہیں اور ذکر شروع کر دیے
لیکن داراب اپنی بارگاہ میں آئے چند سپاہی قراول ساتھ لیے مع دو ہزار جوانوں کے براے شکار جانیکا حکم

صاحبقران ہو چکا ہے کہ بہت جلد واپس آنا آتے ہی شکار شروع کر دیا قصد ہے بہت جلد واپس چلیں قتاح نے بھی
یہ انتظام کیا کہ تین کوس سے زیادہ ملازمان سرکاری نہ بڑھنے پائیں اسی مقام پر سب شکار کھیل رہے ہیں داراب نے
ایک آہو کو شکار کیا نہ پر نکل کر کھر سے اپنے ساتھ والے آتے جاتے ہیں قتاح نے عرض کی آپکا وقت وعدے کا
گذر جاتا ہے خاصہ بڑا کی تلاش ہو گی اب واپس ہو جیے اگر آپ آج وقت پر پہونچینگے کل پھر رخصت حاصل ہو جائیگی
جبتک طبل جنگی لشکر لقا میں نہ بجے روز تشریف لائیے اتنے ہی عرصہ تک شکار کھیلیے یہ طبل پلٹ پڑے داراب نے
بھی حکم دیا حقیقت میں واپس ہونا چاہیے شکار اٹھا کر ارادہ پھر لا رہے جاتے ہیں کہ واپس ہوں صحرا سے گرد
اڑتی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا آگے سے علمدار گذرے ایک جوان قوی تن قوی من
گینڈے پر سوار پشت پر پرے فوج کے جمع ہوئے قتاح نے بڑھکر خبر دریافت کی معلوم ہوا سرخاب کوہی بھائی
سلیمان کا شہر ہیں سوسے کوہی کا پرانے مدد لقا جاتا ہے ادھر سرخاب کو دریافت ہوا کہ فرزند حمزہ
داراب کشور کشا برائے شکار آیا ہوا ہے گینڈے کو روک لیا فوج تھمی اک سوار سے اشارہ کیا جا کر پسر حمزہ
سے کہو ہماری خدمت میں اگر حاضر ہو ہم تمکو خدمت خداوندی میں لیجائینگے خطا معاف کرا دینگے بادولت کو ضرورت
ہے کوئی تحفہ مقبول برائے نذر خداوندی چاہیے پس اس سے بہتر کیا تحفہ ہے کہ تجھکو بطور نذر پیش کریں اک
پہلوان اسکے ساتھ کا نہایت زبردست گینڈے کو جھپکا کر پرے سے نکلا کہا حضور میں ابھی لاتا ہوں خوب
بات آپنے تجویز کی نذر خداوندی کے لیے ایسی شے چاہیے لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو جھپکا کر قریب
داراب آیا قد و قامت و جمال دیکھکر اور زیادہ پھولا قریب آکر کہا اے جوان چل ہمارے آقا نے تاجدار
تجھکو بلاتے ہیں برائے نذر خداوند لقا لیجائینگے لیکن ارشاد فرماتے ہیں جان بخشی کرا دینگے داراب نے
فرمایا جا کر اپنے پہلوان سے کہہ اس صحرا میں ایسی باتیں کرتا ہے لشکر لقا میں جا کر طبل جنگی بجوا ہمارا نام لیکر پکار تا ہم
تیرے مقابلے میں آئینگے جرأت گرفتار کرنا اسوقت تجھکو اختیار ہے اس کوہی نے جھلا کر جواب دیا کیوں او پسر حمزہ
میں کیا تیرا مقاصد ہوں مجھے حکم ہے کان پکڑ کے لاؤ چپکے چلے چلو اسی میں خیر ہے ورنہ کھینچتا ہوا لیجاؤنگا یہ کہکر ہاتھ
بڑھایا کہ گردن پکڑ لوں داراب نے الٹا ہاتھ مارا تھپڑے میں آکر فرمایا او جھپا شامت آئی ہے قضا گھیر کر لائی ہے
جب تو اس کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا فتاح نے آواز دی حضور ہوشیار ہو جائیے داراب نے
چوٹ خالی دی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لپٹ پڑا یہ بھی گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی سرخاب نے جو دیکھا سمجھا
پہلوان سے پسر حمزہ لڑنے لگا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی یاد رکھنا دیکھتے ہو سب کی مشکیں باندھ لو لاکھ سوار

لینا لینا کہکر دوڑے فتاح نے آواز دی ای شہریار غضب ہوا کل فوج نے بلوہ کر دیا داراب نے جلادی میں اس
پہلوان کو کولہے پر لادا اگھیر کر اسکو دکر چھاتی پہ لیکن ساتھ والے اسکے چار جانب سے آپڑے نیزہ و تیر و تفنگ
چلنے لگا داراب نے قاعدے کو موقوف کیا یہ فرمایا اور ہم پاک شناخت میں پروردگار کے کیا کرتا ہوا اسنے جواب
ہمت و یاد داراب نے غصہ میں اس کو بھی کو جیر کر پھینکدیا تمام کوہیون نے شاہزادے کو گھیر لیا مگر کسبب ہجوم
سوار نہوسکے کشتی کو ہیون کو مارا کہ سرخاب برابر آگیا للکار کر آواز دی او جوان غضب کیا میرے پہلوان کو مارا
یہ کہکے اس بھیا نے ہاتھ تلوار کا مارا خود و گینڈے پر سوار یہ پیدل دوسری طرف سے ایک بھیا نے تبرہ مارا ہاتھ
دار کا نیزہ خالی دیا گرتے ہی سرخاب کا سر پڑا تا دو ابر شاہزادے کے پونچا اسپر بھی داراب نے تیغ بیداری کر کے
پائے بند کا ہاتھ مارا اور پاؤن اسکے گینڈے کے اڑ گئے کود کر سرخاب الگ ہوا دوسرا ہاتھ مارا شاہزادہ چیخ
کھا کر زمین پر گرا کوہی ٹوٹ پڑے اور دو سے بوسے کے شاہزادے کو زنجاری میں پکڑ لیا ساتھ کے دو ہزار
لڑنے لگے جابجا اگھیر گئے فتاح کشوری نے جو یہ حال دیکھا طرف لشکر اسلام کے بھاگا کنارے پر لشکر کے
رستم سلیمین علمشاہ نوجوان نگاہ بانسٹ میں اپنی فوج کے معروف تھے کہ سامنے سے فتاح نمایان ہوا پکار کر
آواز دی ای شہریار آپ کے بھائی صاحب داراب کو کوہیون نے بلوہ کر کے پکڑ لیا ساتھ والے لڑ رہے ہیں
اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے قوت بازو کو دکھائیے یہ سنتے ہی اسپر مال کبود پر سوار ہوکے طرف صحرا کے چلے حمزہ
سکا سیلمانی نے جو یہ حال دیکھا پچھاڑ قاسم و علمشاہ کو خبر کی قاسم یہ سنتے ہی پشت مرکب شبرنگ
زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوکے چلے ساتھ انکے بہادر سوارون کا تانتا بندھا یہ سے لشکر کفار کے
وسواس وغنا [illegible] خوش آمد ہوا یہ خبر دریافت کر کے بھاگے دربار افراسیاب میں آکر عرض کی حضور سرخاب
برا [illegible] تھا راہ میں داراب کشور کشا سے مقابلہ پڑا تھا داراب کو اسنے پکڑ لیا
علمشاہ و قاسم شاہ دو سپاہ ہمارے سامنے پڑا ہے رہ گئے ہیں فرداً فرداً سوار جاتے ہیں یہ سنکر
سلیمان عنبر موسے کوہی زنگل سے اٹھا یہ کہتا ہوا وہ میرا بچا شجیع ہے جرأت میں اپنے نظیر
صاحب جاہ و تدبیر کل مسلمانون کو قتل کرے گا دیکھیے آتے ہی اسنے قیامت برپا کر دی داراب
ایسے جوان کو پکڑ لیا یہ کہکر باہر آیا فوج کوہیان لیکر چلا اقا نے کہا قدرت نے نو ہزار برس پیشتر یہ لکھا
کی تھی کہ آج مسلمانون کا ہاتھ سے سرخاب کے خاتمہ کرائیگی یہ کہکر تخت پر سوار ہوا تمام فوج لیکر چلا
یہان سرخاب نے داراب کشور کشا کو گرفتار کیا ساتھ والے لڑ رہے ہیں کچھ قتل ہو سکے کچھ

باجے بجے کہ نعرۂ شیر کی صدا آئی ہاشیدا ہی کفار ان سے جیا وہ نابکار ان پر د قاسم رستم پیلتن ہیلکن کشندۂ دویل ہندی و قویل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی سرفتنۂ کل فرنگستان نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب | کیست علمشاہ چو رستم لقب | علمشاہ رومی شہ فیل زور

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | دوسری جانب سے نعرہ ہوا نعرۂ قاسم فرزند نجیب صاحبقران

آفتاب مشرق دین پروری | شہسوار لعل پوش خاوری | ملک قاسم آن شاہ خاور پناہ

زتم تیغ بر ابر پیسندہ سپاہ | ز آب دم تیغ شستہ زمین | ہمہ باختہ شد بزیر نگین

سرداروں کا ہر جانب سے نعرہ ہوا الاکر و فرنگی و مالاکر و فرنگی کبھی ارزال و کبھی زلزال و نہنگ بحیرہ دریائی و ساقط شاہ و در بندی ایک طرف سے قیاس خان خاوری و حسن خان خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جاسہ و تو سن بن ترک و مظفر خان بن بہرام تلوار کھینچ کر آئے ہی شریک جنگ ہوئے علمشاہ و قاسم شاہ نے صف کو ہیاں کو درہم و برہم کر دیا یہاں صاحبقران زمان محل میں دستر خوان پر خاصہ نوش فرماتے کو ہیں لیکن دربار برخاست ہو چکا ہو چاہے پر امیر نے ارشاد فرمایا ابھی تک داراب کشور کشا واپس نہ آئے ملکہ حضور پر خاتون مادر داراب نے عرض کی میں نے بھی دریافت کیا ابھی تک غلام آپ کا شکار سے نہیں پلٹا کسی کو حکم ہو دریافت کرے امیر نے محلدار سے حکم دیا مقبل وفادار سے کہو صحرا میں جا کر داراب کو بلا لائے مقبل جو دولت پر حاضر تھا محلدار نے حکم دیا مقبل شبدیز مرکب پر سوار ہو کے چلے لشکر میں جو دیکھا سرداران قاسم شاہ و علمشاہ مسلح ہو کر چلے جاتے ہیں مقبل نے پوچھا معلوم ہوا صحرا میں لڑائی ہو گئی لندھور و مالک کو خبر پہونچی وہ نامدار بے ساختہ لشکر بیقرار ہوئے پشت مرکب تیز رنگ تازی پر سوار ہو کے طرف صحرا کے روانہ ہوئے مالک کو بھی خبر ملی فوراً مادیان عربی پر سوار ہو کر نیزہ داران عرب کو ہمراہ لیا یہ بھی چلے مقبل نے دیکھا سرداران صاحبقران جاتے ہیں اپنے وقت میں منہ پھیرنا شیوۂ جرأت کے خلاف ہے یہ بھی لندھور کے ہمراہ ہو لیا صاحبقران نے محل میں جب دیکھا مقبل کو عرصہ ہوا سمجھے شکار گاہ میں قرولش ہوئے خاصہ نوش فرما کے آرام کیا یہاں لندھور اسوقت پہونچے قاسم و علمشاہ نے لڑ بھڑ کر داراب کو رہا کیا گھوڑے پر سوار کیا سرخاب لوٹ کر علمشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغ کپتان فرنگی پر تلوار کو اسکی کاٹ ڈالا دوسرے ہاتھ نکال کر وار کیا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے

شب فراق سرخاب کی تیغ خود پر گرا خود دو ٹکڑے کاٹ کر تیغ رستم تا دو ابرو پہونچا دستانہ اُسنے بچایا
تیغ زور میں جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہو گئی سرخاب گرا ساتھ والے اسکے ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ
لے بھاگے کہ لندھور و مالک کا بھی نرغہ ہوا فوج سرخاب نے شکست کھائی قریب تھا کہ بھاگ جائے
کہ سلیمان عنبرین مو سے کوہی فوج بے حساب لیکر پہونچا شکست فوج سرخاب کو اسنے روکا تلوار
چلنے لگی لقا بھی مع فوج سنجان و باختر عین وقت پر پہونچا اب لندھور و مالک و علمشاہ و قاسم و رستم
دریا سے فوج کفار میں شناوری کر رہے ہیں قاسم نے طرف لقا کے رخ کیا چار سو سردار اُنکے قیماس وغیرہ
اٹھتے ہوئے سامنے تخت لقا کے پہونچے تلوار چلنے لگی قاسم نے جو مہلت پائی لقا پر جا پڑا لقا نے آواز دی
او بندہ خوانی قہر و جلال خداوندی سے نہیں ڈرتا ہے شہزادہ کہ تک سیاہ کر دوں بختیارک نے سلیمان کو آواز دی بادشاہ
جلد آکر بچاؤ شہرے اور داماد سے مقابلہ ہے سلیمان نے گینڈا اٹھایا لندھور نے بڑھکر سلیمان کو روکا
یہاں تیغ قاسم سر لقا پر چل گیا فرق قدرت زخمی ہوا لقا نے چیخ ماری اہالیان فوج لقا ٹوٹ پڑے ہزارہا
ہاتھ سے سرداران قاسم کے مارے گئے سلیمان نے لندھور پر ہاتھ مارا لندھور نے روک تیغ سے کیے
دو دو ہندی کا وار کیا سلیمان بھی زخمی ہوا سرخاب و سلیمان و لقا زخمی ہوئے قریب ہے کہ فوج
شکست کھا کے بھاگے لندھور وغیرہ نے خون کے دریا بہا دیے لقا اپنے آنے پر منفعل ہو سر زخمی گینڈے
پر سوار ہو تخت کو ترک کر دیا چاہتا ہے کہ بھاگ کر نکل جاؤں سنجانی باختری تمام اہل اسلام سے بھاگے ہیں دور
سے لیتا لیتا کر رہے ہیں قریب نہیں آتے بعض سردار پکار رہے ہیں یا خداوند تقدیر گر زینے ایستادہ نا بہتر نہیں
ہے لقا کھینچتا ہے قدرت عز جلالہ ور از سے تقدیر گر زیر کر چکے لیکن بندگان خوانی بڑے بے ادب ہیں فرق قدرت
زخمی ہوا قدرت کے چہرہ جبر کو دیکھیے ابھی چاہیں تو بسنگ سیاہ کر دیں لیکن رحم آتا ہے کس ناز و نعم سے انکو پالا عزت اور
آبرو عطا کی خود شکست کھائی انکی آبرو بڑھائی ملک سورہ وقتی اپنا چھوڑ دیا قدرت انکی صورت دیکھنا نہیں
چاہتے یہ سب سرکشی دکھاتے ہیں قدرت انکے ناز اُٹھاتے ہیں قتل ہوا چاہتے پر لقا کے سرداران نامی نہس رہے
ہیں قاسم نے ہاتھ روک لیا رستم نے کبھی اشارہ کیا اسکو نکل جانے دو اجر تو زندہ رہ کو اُسکے قتل کرنے سے
کیا ملیگا قاسم و علمشاہ نے گھوڑے ہٹا لیے لقا بھاگ کر قریب سلیمان آیا کہا اے پہلوان قدرت نکل چلو
اسوقت تقدیر برعکس ہو گئی سر قدرت زخمی ہوا سلیمان غصے میں کانپ رہا ہے کہا یا خداوند آپ کیوں آئے
شہر و سے سرفراز کیا تقدیر برعکس ہی تدوقی ہے ہزارہا بھائی میرے مارے گئے قدرت کو نقال سلیمان بچ

رحم آتا ہی اپنے بندگان خاص کو قتل کرائے ہین بھانجہ بہیرا اسمر خشاب اتنا کا ذمہدار ہی تمام فوج اسکی پامال ہوئی
اسوقت تو کوئی تقدیر پر غضب ہوا کیجیے ان سرکشون کو سزا دیجیے لقا گہبرایا غصہ مین جواب دیا مشیت قدرت مین دخل
دیتے ہو ابہی تمکو سنگ سیاہ کر دونگا سمر خشاب ہمارے حکم کیون لڑا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین
ہی جو مناسب جانینگے وہ کرینگے یہ سب ہمارے بندگان مقبول ہین حمزہ وفرزندان حمزہ ظاہر مین ہمکو برا کہتے
ہین باطن کو توبہ کرتے ہین قدرت انکے گناہ بخشدیتے ہین جسدن توبہ سے غافل ہونگے اسدن سمجہا جائیگا
سلیمان کانپنے لگا کہا یا خداوند معاف فرمائیے خطا ہوئی اب کبہی مشیت قدرت مین دخل نہ دونگا مگر شکست
دیکہنا ناگوار ہی اسوجہ سے خلاف مرضی عرض کیا ہی لقا نے کہا جب قدرت نے فرار پر قرار کیا تب تمکو کیا شرم ہی
قدرت نے آج یہی تقدیر کی ہی دیکہا لگ نے کی تدبیر کی ہی بختیارک ہان مین ہان ملا رہا ہی مسخرا پن کرتا ہی کبہی کہتا
ہی اے سلیمان دیکہو قدرت کیسے تم پر مہربان ہین یہ قد وقامت سلطنت لیاقت مرحمت فرمائی قدرت کے
حکم مین دخل نہ دو ایسا نہو قدرت بگڑ جائین لقا کے کہنے سے سلیمان لڑتا ہوا پیچھے ہٹا الٰہی جی چاہتا ہی
نکل جاؤن کہ آسمان سے ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بختیارک نے کہا یا خداوند آپنے کوئی
تقدیر لڑنے کی آگاہ فرمائیے لقا بسبب زخم کے اپنی جان سے بیزار ہی جواب دیا قدرت جانتے ہین لیکن بتلائینگے
نہ شیطان خاموش رہ گیا ایک دم لگا ابر شق ہوا ایک ساحر کو دیکہا تخت پر سوار پشت پر ساحران نمدار آہنگ
فلک سپر نے سر جہکا کر دیکہا ہزار ہا لاشے تڑپ رہے ہین صدہا جوان زخمی ہین ایک شخص چہرے قد وقامت کا
سر سے خون جاری گینڈے کو بہگائے ہوئے جاتا ہی آہنگ فلک سپر نے ایک ساحر کو حکم دیا دریافت
تو کر یہ کون لوگ مصروف جنگ ہین ساحر قریب بختیارک آیا کہا ہمارے شہنشاہ آہنگ فلک سپر بزرگ
و خداوند لقا جانتے ہین دریافت فرماتے ہین کہ اس جنگ کا کیا باعث ہی بختیارک نے جو یہ سنا اس ساحر
کو لقا کے سامنے لایا ساحر سے کہا قدرت کو سجدہ کر اس ساحر نے جو اس حال زار سے لقا کو دیکہا ریش تمام
خون سے تر ہوگئی برابر قد وقامت نہ سطوت نہ صولت جاہ وگر ہنس پڑا کہا ای شخص مجہکو دہوکا دیتا ہی
یہ خداوند ہی یا غول بیابانی یا عوج بن عنق کا بہائی یا پرانا رچھ ہی یہ سنکر لقا نے کہا اس نمرود بے ادب کو
جوتیان مار دو قدرت پہبتیان کستا ہی جاہ وگر پر مار پڑنے لگی زخمی ہو کر بہاگا آہنگ کے سامنے آکر گر پڑا
کہا ای شہریار عجب طرح کا معرکہ ہی وہ سامنے دیو خصال شکست خوردہ زخمی بیقرار گینڈے پر سوار ہی لوگ
کہتے ہین یہ خداوند لقا ہین سپہر رنگ نے سر نکال کر کہا یہ غول بیابانی سا کہد کا الٹا الو کا پٹہا بیہودہ کیا بکتا ہی

قلم کیا یہ سطوت و صولت آہنگ دیکھکر وجد کرنے لگا رستم آہنگ پر جا پڑے اس بیچیا نے اُٹھا کر اُس کا دانہ
پھینکا رستم گھوڑے سے گرے سرداران رستم آمادہ جانبازی گھوڑون سے کود پڑے کئی سو ساحرون کو اُس
مقام پر مارا خون کا دریا بہ گیا آہنگ کے ہوش اُڑ گئے ساحروالون سے کہا اگر یہ لوگ سحر جانتے ہوتے قیامتین
بپا کرتے نجاننے پر سحر کے گلے اپنے تہ شمشیر رکھتے ہین کیا بہادر ہین خوشی خوشی موت کے مزے چکھتے ہین کھڑے
ہو کر گولے مارنا شروع کیے آخر غش کھا کھا کے گرے آہنگ نے سبکو گرفتار کرا لیا لقا نے اپنے ملازمون
کو حکم دیا آہنگ آئے سب کو مسلسل و مطوق کیا جتنے سردار یہان آئے تھے سب گرفتار ہوئے آہنگ نے
پلٹ کر لقا کی قدمبوسی کی اسی مقام پر بارگاہین استادہ ہوئین لقا آکر تخت نکیت پر بیٹھا تاج نخوت سر پر رکھا
سر مین تانکے چپ گئے آہنگ کی بڑی خاطرداری سب ساحرون کو خلعت ملے لیکن عیاران لشکر مسعود رو
قاسم و علمشاہ یہ حال نادر دیکھکر خاک اُڑاتے ہوئے بھاگے یہان صاحبقران زمان آخر وقت کے دربار
مین بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے بادشاہ جہجاہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور آرام فرماتے تھے وہ شاہ
کشور کشا سے شکارگاہ مین کسی کوہی سے فساد ہوا یہان سے علمشاہ و قاسم دلند مسعود و مالک خبر کو گئے
کوئی ابھی تک واپس نہین آیا نہین معلوم کیا سحر گذرا صاحبقران پریشان ہوئے فرمایا ہم اسیواسطے اجازت
شکار نہ دیتے تھے ممالک پُر آشوب کوہی رہزن یہ سب صاحب آتش خو شعلہ مزاج کیونکر نہ فساد ہو جلد خبر منگواتے
جواہرین عمرو کو حکم ہوا یہ کرسی سے اُٹھا قصد کیا روانہ ہون کہ سیارہ و ترک و الیاس ہندی و
عرب و رازی عیاران سرداران مذکور آکر حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا خیر تو ہے عرض کی اے شہنشاہ
گیتی ستان یہ سبب فساد ہوا سرخاب نے زخمی کرکے داراب کو گرفتار کر لیا ملازمان جانبازان
لڑ رہے تھے یہان سے رستم وغیرہ پہونچے سلیمان واسطے مدد سرخاب کے گیا لقا بھی لشکر گران
لیکر پہونچا آپکے فرزندان عالیمقدار و سرداران نامدار نے سپاہ کو شکست فاش دی قریب تھا کہ لقا بھاگ جاے
ساحر آہنگ فلک سیر نامے فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا چشم زدن مین سبکو گرفتار کر لیا اسی مقام
پر لقا نے بارگاہ استادہ کرائی ہے لقا یہین بیٹھا رہا ہے یہ سنکر صاحبقران نے حکم دیا لشکر تیار کر دین خود
جاؤنگا ایسا نہو کہ تیار ک ساحر دشمن موجود ہے سب سردارون کو قتل کرا ڈالے بادشاہ جہجاہ نے کہا حضور
لشکر لیکر تشریف لیجائے لقا کو خوف تو ہو صاحبقران نے فرمایا جیسا راے اقدس مین آئے سب سردار اپنے
اپنے مقام سے اُٹھنے لگے صاحبقران کا سوار ہونے کا قصد ہے ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ بادشاہ طلسم آئینہ

ملکہ خنطل جادو اور ایک جوان تاجدار مع چند کنیزون کے آکر اترے ہین صاحبقران نے حکم دیا بارگاہ شاہی
مین اُن سب صاحبون کو لیجاؤ واضح رہے ناظرین رہے کہ بارگاہ سلیمانی مین ساحر نہین آسکتا بہراہم وغیرہ
سرداران کو بھیجا چند تاجدار گئے ملکہ خنطل کا استقبال کیا مع شاہزادہ گلریز ساتھ لیکر بارگاہ شاہی مین آئے
کرسیان مکلل بجواہر سبکو ملین صاحبقران تشریف لائے ملکہ خنطل نے اٹھکر قدمون کو بوسہ دیا گلریز جادو
نے بڑھکر نذر دی صاحبقران نے بخلق سر سینے سے لگایا پہلو مین اپنے جگہ دی ملکہ خنطل کی جانب متوجہ ہو
فرمایا انکے اوصاف حمیدہ ظاہر کرو ملکہ خنطل نے تمام کیفیت نامردی آہنگ فلک سیر از اول تا آخر ظاہر
کی شاہزادہ گلریز بے اختیار رونے لگا دامن صاحبقران تھام لیا آنکھون مین آنسو بھر کے عرض کی اے بادشاہ
مہربان داد داد رس بیکسان شہر بکف پیش تو از ظلم آمدہ ایم * سایہ رحمتی و مایہ پناہ آوردہ ایم * اس
ملعون نے ایسا صدمہ عظیم دیا مجھکو حجاب سے بیان نہین کرسکتا عرض کرتے شرم آتی ہے ملعون نے مکاری کی مجھکو
آگ نقب سحر دیکر بکمال الم کو اٹھا لیگیا راستے مین مین نے تلاش کیا تا بہ طلسم آئینہ پہونچا چونکہ کبھی خدمت مین شرف
نہ تھا خنطل کو براے سفارش ہمراہ لایا ہے جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ شہر یاسے کوئی ساحر آیا ہے بادشاہ جمجاہ جملہ
سردار فرزندان عمرو نامدار کر بارگاہ شاہی مین جمع ہوئے ہر ایک چاہتا تھا کہ گلریز سے حال اسد و عمرو
وغیرہ دریافت کرین بادشاہ جمجاہ نے ملکہ بہار کو پوچھا نور الدہر بن بدیع الزمان نے ملکہ مخمور کی کیفیت
پوچھی اور صاحبقران نے فرمایا اے برادر یہ بتلاؤ کہ ہمارے نور نظر بدیع الزمان کا بھی کچھ احوال دریافت
ہوا ہے گلریز نے عرض کی اے شہریار خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو بڑے زور و شور سے گنبد نور سے رہا کیا اور
اسد غازی کو ہمراہ لیکر تلاش لوح مین نکلے تا بہ بلغ سیماب پہونچے بڑے بڑے معرکے پڑے مگر لوح دستیاب نہوئی
پھر خواجہ ملک داؤد مین پہونچے خداوند داؤد کو گرفتار کیا اسکی شکل بنکر افراسیاب سے لوح لی لیکن چند
روز قبضے سے نکل گئی پھر خواجہ اسد کو لیکر طلسم صندل مین پہونچے اسکو بھی فتح کیا عمرو ماہ جادو کو مارا
حضور ان مقامات پر شاہزادہ بدیع الزمان نہین ملے اب افراسیاب نے بڑا دباؤ ڈالا ہے خدا اسکی
جان بچائے جیرہ باسے بلا کھٹے ہین غلام بھی یہی خبر سنکر چلا تھا ایک مجرم بلا دانے کو خواجہ نے ستایا حالا
مشعل جادو جو گلریز نے سامنے سردارون کے بیان کیے سبکے ہوش اُڑ گئے صاحبقران کا چہرہ
سرخ ہوا جاتا ہے جب عیاری عمرو کا ذکر آتا ہے فرماتے ہین پروردگار میرے یار وفادار کو سلامت رکھے طلسم ہوشربا
مین جاکر بڑا نام کیا اصل یہ ہے کہ وہی طلسم کشائی کر رہا ہے مگر حال بدیع الزمان سنکر صاحبقران آبدیدہ

ہوئے بارگاہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا اعمال جرأت اسد سنکر صاحبقران نے سجدۂ شکر پروردگار کیا
سب نے دعا کی یا الٰہی اُن سبکو اپنی حفاظت مین رکھنا حقیقت مین بلائے آسمانی نازل ہوئی ہے تاریکی
کی بدولت سب خدا سبکو بچائے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا جد عالی تبار ہرائے پروردگار لڑتے پھرتے ہوشربا
مین چلے یہ وقت شراکت اسد نامدار ہے صاحبقران نے فرمایا مین مجبور و ناچار ہون لقا شکست کھاکر جائے
مین بھی اپنے کو پہونچاؤن گلریز کے مقدمے مین ارشاد ہوا امیر عیاران نامی داماد فرزندان عمرو گرامی ملکہ
نرگس جادو زوجہ اس شیر بیشہ جرأت کی قید مین آہنگ کی ہے لشکر لیکر تو ہم آتے ہین انشاء اللہ گھسکر
اُس ملعون کو مارا ہے اسے معقول ندی تو نام اپنا صاحبقران زبان نہ پایا لیکن مقام خوف ہے ہینے دباؤ
ڈالا اُس ہیبا نے کسی طرح کا اُسکو آزار پہونچایا یا قتل کر ڈالا یا لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگ گیا تو بڑی مشکل
ہوئی گلریز نے عرض کی مین صرف اُسکی تلاش مین آیا شکر ہے قدمبوسی سے مشرف ہوا آپ حضور تکلیف نفرمائین
یہی چار سو کنیزین کافی ہین جاتے ہی انشاء اللہ آپکے اقبال سے سمجھ لونگا صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا کہ ہم چار
ساتھ جانا ہے تم دخل ندو یہ فرزندان عمرو جاتے ہی تدبیر کرینگے صاحبقران فرماتے ہی رہے جواہر بن عمرو
وشعبان خنجر گذار و مہتر الواثق لقیح اصفہانی و عمران ختلانی وغیرہ نے چار سو ایک بچہ روانہ ہو گیا
صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا جواہر بن عمرو کہان ہے نامیان خیبری وغیرہ نے عرض کی جب حضور نے ذکر
کیا تھا اسی وقت وہ سب گئے کہ گئے ہین کہ جاتے ہی ملکہ نرگس کو رہا کرینگے یا اپنی جان دینگے گلریز نے
ہر چند چاہا کہ مین پیشتر جاؤن صاحبقران نے قبول نفرمایا اسی وقت سوار ہوئے ختطل و گلریز بھی ہمراہ
ہین لیکن گلریز گھبرا رہا ہے کہ مین علیحدہ جاؤن بارگاہ مین اس ملعون کی جا کے گھس پڑون جب لشکر
روا روی کرکے چلا گلریز نگاہ صاحبقران بچا کر پیچھے ہٹا کسی نے پوچھا کہا رفع حاجت کرکے حاضر ہوتا ہون
خادم کو آواز دی آفتابہ لیکر وہ ساتھ ہوا اک گوشے مین آکر بیٹھا جب دیکھا لشکر بڑھ گیا دونون پانو
مارکر غرق زمین ہوا جب عرصہ گذرا اُس نے آکر دیکھا گلریز کو اس مقام پر نپایا بیقرار ہوکر وہ خدمت مین
صاحبقران کی آیا عرض کی اے شہریار گلریز صحرا مین جاکر غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا اس حماقت
پیشہ کو بڑا قلق ہوا ختطل جادو نے کہا حضور وہ مجھسے کہتا تھا کہ مین زیارت سے امیر نامور کی مشرف
ہوا حالی بھی مجھکو معلوم ہوئیگا کہ سرداران سرکار کے ساتھ بھی اسنے بے ادبی کی اب مین جاکر لاؤنگا کہ مرجاؤنگا
یا اپنی زوجہ کو رہا کرونگا معلوم ہوتا ہے وہ وہان گیا حضور مین جاکر اسکی خبر لون صاحبقران نے فرمایا اگر

خشخل اگر ملجاے تو سمجھا کر پھیر لاؤ مین پہونچتے ہی انتظام کرونگا خشخل جادو نے فوراً طاؤس اپنا اڑایا تلاش
مین نکلا پتہ کہین نہ ملا یہان لقا نے جب بارگاہ استادہ کرائی آہنگ کو خلعت ملا یہ ملعون ہاتھ باندھکر سامنے لقا کے
کھڑا ہوا عرض کی یہ بندۂ خاطی آپکا کچھ گذارش کیا چاہتا ہے لقا نے کہا دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہے
جو کہنا ہو کہو عرض کی غلام اک محبوب بے مطلب پر مائل ہے اسکو قید کرکے لایا ہون سامنے حاضر کرون قدرت تدبیر کرین
قلب اسکا الٹ دین کہ وہ مجھکو شوہری قبول کرے زبان سے افراسیاب کی سن چکا ہون کہ قدرت کو غرور
ناپسند ہے عہد کرتا ہون کبھی غرور کا خیال بھی دل مین نہ آئیگا کل ہی قدرت براے مقابلہ مسلمانان جلیل جنگی
میرے نام پر بھجوا دین مین سبکو گرفتار کرکے خدمت قدرت مین حاضر کرونگا تا یہ باختہ پہونچا دونگا بالا سے قیدکے
جاوس خداوندی ہو ہمیشہ خدمت مین حاضر رہون شیر قدرت لقب پاؤن مگر اس نازنین کے دل سے پردہ حجاب
اٹھا دیجیے لقا نشے مین بیٹھا ہی تھا فتح بھی حاصل ہوئی سحرا ان ذکور قید مین بلبلا رہے ہین لقا بول اٹھا جلد لاؤ
ابھی کلام سے قفل کھولدینگے مثل تمہارے سپر عاشق و بطور کنیزان کمترین خدمت مین حاضر رہیگی قدرت
دھوم سے تمہارے ساتھ شادی کرینگے آہنگ فلک سپہر پھول گیا دوڑا ہوا اپنے خیمہ مین آیا ملکہ نرگس
جادو کو صندوق سے نکالا لیکن زبان مین سوزن دیا ہوا تھا کئی دن کے بعد ملعون نے سحر اتارا ملکہ نرگس کو
ہوش آیا گھبرا گئین کہ مین کس مقام پر ہون چہار جانب دیکھنے لگین زبان مین اپنی سوزن پایا آہنگ
نے دست بستہ ہوکر کہا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی مین تابعدار ہون جب عشق سے بیقرار ہوا رات کو
سحر کرکے تمہارے خیمہ مین پہونچا تمکو لے آیا اب چل کے جمال خداوندی دیکھو قدرت ہماری تمہاری شادی
کرینگے ہم تم شیر قدرت کہلائینگے یہ حالات سنکر ملکہ نرگس کی آنکھین ابل آئین زبان مین تو سوزن تھا قریب
تھا کہ روح نکل جاے آنکھون سے آنسو جاری ہوے یہ نگاہ قہر طرف آہنگ کے دیکھا آہنگ
تیور دیکھکر ڈرا اور تین کنیزون سے کہا انکو لیکر دربار خداوندی مین آؤ قدرت فوراً تقدیر فرمائینگے اور یہی صورت
ہو جائیگی خود میرے عشق کا دم بھرینگی یہ کہتا ہوا پہلے دربار لقا مین آیا کہا یا خداوند اسکو تو بڑا غصہ ہے جان
دینے پر آمادہ ہے غصے مین کانپ رہی ہے اگر زبان مین سوزن نہ ہوتا مجھپر آپڑتی یا خداوند ساحرہ بھی زبردست
ہے مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون لقا نے کہا سامنے قدرت کے لاؤ گھبراؤ اب
اسوقت دربار لقا معمور چوبدار یساول حاجب دربان کیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ یہ بارگاہ
کا اٹھا اسکی نگاہ پڑی ایک مہ جبین نہایت حسین بوٹا سا قد آنکھین رشک غزال چہرہ ماہ آسمان کمان ابروے

کھینچے ہوئی تلوار رعنائی و زیبائی لیون مین سہانی غنچہ دہن سیمین رشک چمن کبک رفتار شیرین گفتار لیکن اُداس عالم یاس چہرہ زرد ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس مین ابتری مثل شمع سحری لرزتی ہوئی سر جھکائے ہوئے شرم سے عرق عرق محجوب حیران و پریشان جیسے ہی لقا کی نگاہ جمال بیمثال پر اس حور وش کے پڑی نشہ مین جھومتا بیقرار ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نرگس تو خاموش کھڑی ہو دل سے کہتی ہو مین تمھی ہو مین سجاون ای معبود میری عصمت بچا۔ لیکن لقا نے آہنگ کی طرف دیکھا کہا ای شیر قدرت پانچسو برس کی عمر قدرت تمکو عطا فرماتے ہین پیغمبر صاحب کتاب بناتے ہین لیکن قدرت اس محبوبہ مطلوب پر مائل ہو گئے یہ اس لائق نہین کہ تمھارے پہلو مین بیٹھے زہرہ حوران قدرت مین اسکو درج فرمائینگے اور کسی شاہزادی کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے آہنگ گھبرا گیا تھرتھر کانپنے لگا اور کہا یا خداوند مین تو مر جاونگا لقا نے کہا او بیادب خاموش رہ قدرت کی بات کا جواب دیتا ہو ابھی سنگ سیاہ بنا دون آہنگ ڈرا لیکن دل مین جوش محبت کہا یا خداوند مین تو اسکے واسطے بہت بدنام ہوا زخم کھایا لشکر میرا تباہ ہوا بمشکل یہان تک پہونچا آپ صرف اسکا قالب الٹ دین صدہا حور قدرت مین دین اسکو معاف فرمائیے اپنے بندے کے حال پر رحم کیجئے لقا مست میٹھا ہو اپنی کہے جاتا ہو مجبیار کی بیخبری لیکر سمجھاتا ہو یا خداوند یہ اسکو کیا ہوا ہو اگر بگڑ جائے تو اسکے بار قہر کو کون سنبھالے لقا نے پلٹ کے کہا او شیطان کارخانہ قدرت مین تمکو کیا دخل ہو آہنگ مایوس کھڑا ہو لقا طرف ملکہ نرگس کے متوجہ ہو کہا ای بندی خاص ای معشوقہ باختصاص قدرت تمکو حور بہشت بنائینگے شرف خدمت خداوندی پائیگی سب بندے ہمارے تمکو سجدہ کرینگے خدا کی بچی کہلائیگی یہ کلمات سنکر ملکہ نرگس کانپی زبان مین لکنت تھی بمشکل ضبط کرکے کہا او غول مجہول او بڈھے بیہودہ دل یادہ گو کیا بیہودہ بکتا ہو اگر زبان سے سوزن نکل جائے تو تمکو جواب معقول دون اس ملعون کی بھی بوٹیان کاٹ کر پھینکدون یہ کہکر بے اختیار رونے لگی محبوبہ دنیا چاروطرف دربار کوئی ہنسا کسی نے آواز کسا کسی نے آنکھون کی تعریف کی کسی نے حسن وجمال کی توصیف کی کوئی لقا کی باتون پر ہنستا تھا کوئی آہنگ کو برا کہتا تھا کہ نالائق ہو پرائی زوجہ کو گرفتار کرکے لایا اب قدرت نے پسند فرمایا ہماری محبت مصیبت مین ہاکر دیکھین یہ مہ جبین کسکی قسمت مین ہو بعض نے کہا اب خداوند کی پہلو نشین ہوگی ہم سب اسکو سجدہ کرینگے کسی نے کہا حقیقت مین حسن مین بینظیر چہرہ رشک ماہ منیر صاحب عزت و توقیر خوش مزاج خوش تقریر کیونکر قدرت بیقرار نہون حورا قدرت مین کوئی حسین نہ پری جبین ماہ طلعت صاحب عصمت نہین ہو قدرت نے شاید اپنے ہاتھ سے بنایا ہو فقط

ورنہ ابھی سنگ سیاہ کر دونگا آہنگ نے گھبرا کے پلٹا دیکھا نرگس نے اٹھا کر سنگ ریزے مارے سنگدلوں پر پتھر برسے
عیاروں نے حقہ ہائے آتشبازی مار کر بارگاہ کو دھواں دھار کر دیا لاشہ ہائے ساحران سے بارگاہ کو بھر دیا
نرگس جانتی تھی یہ سب سحر جانتے ہونگے نگاہ اٹھا کے دیکھا جہاں کسی ساحر کا سحر چل گیا عیار لڑکھڑا کے گرا
دوسرے عیار نے تاک کر اسی ساحر کو مارا وہ عیار اٹھا اٹھتے اٹھتے اسنے ایک چالاک کمند کے مارے ہیں وہ
دشمن سے گرا دوسرے نے تیر مارا سب عیار ملکہ نرگس کو گھیرے ہوئے لڑتے بھڑتے باہر نکلے اب لشکر
کو میدان میں قرنا ہوئی آہنگ بھی سنبھلا نرگس نے دیکھا کسی کوہی نے جھپٹ کر نیزہ مارا سینہ لیکن عیار کو
توڑ کر پار کر دیا اسنے اٹھا کر دے مارا استخوان چور چور ہو گئے نرگس نے سنگ ریزہ پھینک مارا اس کوہی کا سر پھٹا
اسنے پکار کر آواز دی اے عیاران نامی تم لوگ نکل جاؤ میں جانتی تھی تم لوگ سحر و ساحری سے واقف ہو لیکن
ماشاء اللہ کیا کلیجے ہیں جواہر بن عمرو نے کہا اے نرگس یہ ہو سکتا ہے کہ تمکو تنہا چھوڑ کر نکل جائیں جان بچائیں ہمارے
قبلہ و کعبہ پیغمبر یا ہیں فرمائینگے کہ ملکہ نرگس کی کسی نے خبر نہ لی ہمارے کیا شاگرد و فرزند مر گئے تھے ہم آپکے
ساتھ ہیں جاتے ہیں لیکن ساتھ نہ چھوڑینگے نرگس حیران کہ میں اپنے کو بچاؤں یا ان عیاروں کی فکر کروں
دیکھوں انجام کیا ہوتا ہے اودھر آہنگ اب سنبھلا ہزار بارہ سو ساحر اسکے مارے گئے سحر کیا ملکہ نرگس
کو زخمی کیا اس ماہ پیکر پر ہر طرف سے بلوہ ہو گیا دوبدو کی صدا بلند عیار و دمندیکا ایک زمین شق ہوئی
نکل پڑی جادو سیاہ ہوا دیکھا ملکہ نرگس زخمی دس بیس عیار لوٹ رہے ہیں دس بیس زخمی پڑے مارے گئے
باقی مردانہ وار لڑ رہے ہیں نرگس کا ساتھ نہیں چھوڑتے جانبازی سے منہ نہیں موڑتے نعرہ کر کے فوج
ساحران پر جا پڑا عیاروں کی کیفیت دیکھکر دنگ سحر کرنے لگا نرگس نے جو شور کر کے دیکھا بیقرار ہو گئی
کہا صاحب تم نکل جاؤ فوج بھی ساحروں کی بہت ہے لشکر کو یہاں بے حد بہت سے شاگردان عمرو مارے
گئے ہیں میرے واسطے بیچارے جان دے رہے ہیں کلر پڑنے پڑھکر عیاروں پر سینہ سپر کر دیا مگر بدحواس
آہنگ کے کل ساحر سحر کر رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ خنطل جادو آکر پہونچی آتے ہی شریک جنگ
ہوئی عیاروں نے جو دیکھا کہ تین ساحر ایک مقام پر ہو گئے ملکہ خنطل نے آتے ہی زمین ہلا دی غول
ساحروں کے جا پڑے جواہر بن عمرو نے زنبیل بجائی عیار منتشر ہو گئے دو چار نکل کر بھاگے کہ جا کر امیر
خبر کریں لیکن جواہر بن عمرو صورت تبدیل کر کے مردان خانہ پر آیا جہاں سردار قید تھے دور سے دیکھا
کئی سو کوہی و چند ساحر نگہبان ہیں کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا صورت وسواس کی صورت

نکل گیا رہا سامنے قید خانے کے آکر آواز دی اے جادو گیجو قدرت بھی سوار ہوئے لڑائی ہو رہی ہے عیار وہاں پہنچے
قیامت برپا کی ہے کیا قیدیوں کو کوئی لیے جاتا ہے قدرت سب کو بلاتے ہیں یہ سنکر کوہی چلے کہا سیاہان وسواس یاد رکھ
لاکر اس مقام پر پہرہ قائم کرو جواہر نے جواب دیا میں تدبیر کرونگا جادوگروں سے کہا ان سردار ان قیدیوں پہ
اپنا سحر اتاروں میں جلادوں کو لاکر ان سبھوں کو قتل کرا ڈالوں جواہر کے دل پر داغ ہوا ساحروں نے سحر اتارا سمجھے
عیار خداوند پر حکم اسکا ول گیا ہوگا جب ساحر ادھر کو ہی جا چکے تب جواہر قید خانے میں آیا اسکی قید خالی علمشاہ
وقاسم و دارا سب ولندھور و مالک و مقبل و ہمہ قید سے رہا ہوئے باہر نکلے کسی نے ستون بارگاہ اٹھایا
لندھور نے دوڑ کر ایک نخل اکھیڑا کاندھے پر رکھا علمشاہ نے دیکھا کہ گھوڑے ہمارے کھڑے ہیں فوراً سوار
ہوئے نعرہ کرکے گرے ساحروں نے دیکھا قیدی چھوٹ گئے صفوں کو درہم برہم کرنے لگے لندھور کو
دیکھا درخت کاندھے پر جب قتل کر کے اٹھا کر مارا چار چار کے سر پھٹ گئے تختہ میں بیچ لپٹے ہوئے ہیں ہنگامہ
ہوا کہ دیو آتا ہے علمشاہ نے آکر نعرہ کیا قریب گلگر کے آکر علمشاہ لڑنے لگے گلگر بدحال ہوگیا دیکھتا ہے کہ
ایک ایک کو یہی فکر ہے گلگر و نرگس کو بچائیں سنان نیزہ سے سینہ بادو دیئے دم شمشیر پہ گلے رکھتے ہیں
بے خوف اڑ رہے ہیں جان دینے کو کھیل جانتے ہیں خوشی خوشی موت کے منہ میں آکھتے ہیں غرض گرمی جنگ
پہنچی ہاں سکندر یہ عجب طرح کا رن ہے تکرار نعرہ صاحبقران کی صدا آئی نعرہ اسیر

اسیر پنجۂ صمصام روز گارم پلنگ تیغ نحوست بیکے زد انجام	بحکم خدا بدست شمشیر چار زمین کا فران از جہان پاک کرو	نہنگ تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرو

دوسری جانب سے نقارۂ سلیمانی بجا بادشاہ جہاد کا نعرہ ہوا نعرہ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	منم صف شکن صاحب عز و جاہ
پلنگ سرکش عالم پناہ	جملہ سردار و نامداران عالیوقار نعرہ شیرانہ کرکے لشکر اٹھا یہ کہہ کر	

صاحبقران نے زبان ڑالے کہہ کے چلا دیکھا ملکہ نرگس و گلگر بدحال ہیں آہنگ کے گھوڑے لڑ رہے
ہیں ملکہ خنطل نے بڑی کدوکاوش کی لیکن دس ہزار ساحروں میں تین کس گھوڑے رہ گئے ہیں
سکتا دشوار ہے آہنگ نے ایک پرساوی برق چمکا کر دریا سحر تیار کیا صدہا بندگان خدا اس میں ڈوب
گئے خنطل کنارے دریا سحر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے لیکن دریا کا جوش و خروش نہیں کم ہوتا ادھر اشقر
نے آئینے سے شاہزادہ گلگر کو منہ لگا لا فرمایا تو پیارا اور ہوشیار ہو جاؤ گلگر نے جو صاحبقران کو دیکھا اشقر قل

قدرت کو یہ پاؤ نام کو یہی اسی مقام پہ آ سکے جب تلوار چلنے لگی زمین و آسمان سے خون برس رہا تھا ہزار ہا لاشہ
اسی مقام پہ تڑپ رہا ہے ابر تیغ سے خون کی بارش ہے تشنگان دریاے حیات کو شناوری کی کوشش
ہے دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات لقا پرستان طوفانی نقیب لشکر ترغیب دے رہے ہیں ان اے مردان
عالم یہ وقت جرات ہے دنیا ناپایدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے لڑ کر مرنے کے نام کرو بزرگون کے نام روشن ہون
وہ کام کرو بس

سپہ نے دیکھا ہے تلوار بیچ مین اکرائل نظر
وہ چھپ گئی یہ خلا ہے تقلا سکے اوپر

ہاتھ رستم کے سکندر نے کٹن سکے باہر
سینہ وہ کتنا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

نہ او دو تیغ ندارم چہ تدبیر نسیم
سفر سے دور و دراز است و پا نہ بسیم

ہنگامہ گیر و دار بلند کوہیان خود پسند مغرور و متکبر لیکن ہیبت شمشیر فرزندان صاحبقران سے متحیر ایک جانب
سے بادشاہ جمباد لڑتے ہوئے قریب تخت لقا پہونچے سرخاب نعرہ کرکے مقابل مین آیا نگاہ پڑی
شاہزادہ داراب کشور کشا کی کہ میرا حریف وہ جاتا ہے تیغ مین مرکب ڈالدیا آواز دی او نامرد تو نے
اسوقت از رہ سے بلوے کے گرفتار کر لیا تھا اب تو مردان عالم سے آنکھ چرا کر ادھر کہان جاتا ہے پھر وار کر
سرخاب نے جو داراب کو خونخوار دیکھا پلٹ پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا داراب نے ہاتھ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زخمی جان سے سرخاب لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے کود کے چار جانب برق
شمشیر چمک رہی ہے بیچ مین یہ کشتی مین مصروف ہوئے لیکن کوہیون نے قصد کیا بلوہ کرکے داراب کو
پھر گرفتار کرلین شاہزادہ صفدر صف شکن ہاشم شیر افگن نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب سرخاب سے
لڑ رہے ہین ہمراہیان سرخاب نے بلوہ کیا ہے نعرہ کرکے قریب آئے ایک جانب سے خورشید بن ہاشم
لگکر کوہیون کو آواز دی او نامرد و غدار قریب تھا تا دو جانب سے دو شیر آکے شمشیر زنی کرنے لگے اتنے مین
حالت داراب نے پائی سرخاب کو لے دوڑے ہرچند سرخاب چاہتا ہے کہ رکون لیکن اب شیر کے
قبضے شکار آگیا زیادہ غصہ یہ کہ جوانان دست چپ میری مدد کو آئے دس قدم تک اسکو لیکے لائے
ایک کمر مارا دونون گھٹنے سرخاب کے آشنا زمین ہوئے اسنے چاہا لنگر قایم کرون پھر بھی زبردست
کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا سرخاب کو اٹھا لیا ہرچند تڑپا لیکن داراب نے

سر سے بلند کیا چاروں جانب سے کوہی ٹوٹ پڑے کئی زخم داراب نے کھائے لیکن سرخاب کو نہ چھوڑا زمین
پر مارا ہاشم وغیرہ گھوڑوں سے کود پڑے وہاں خوب تلوار چلی کئی سو کوہی مارے گئے ہاشم و خورشید
خوب لڑے داراب کے سینے پر چند زخم لگے اس ہنگامہ میں بھی گر پڑا حالانکہ شناختن پروردگار جہ سپاہ کوئی پیشکر
سرخاب نے جواب دیا اے پسر حمزہ سر سپاہان تو نے آبرو لی اب مذہب کا سوال کرتا ہو لاکھ جان میری لات
و مناۃ پر نثار ہو داراب نے سر پکڑ کے سرخاب کا کھینچ لیا ادھر اہلیان سرخاب ٹوٹ پڑے داراب
کی سواران داراب نے بمشکل مرکب پر سوار کر لیا لقا کو معلوم ہوا کہ سرخاب خانہ خراب واصل جہنم ہوا
سلیمان عنبرین مو سے کوہی قریب بیٹھا تھا لقا نے کہا ای بندہ خاص یہ سرخاب بڑا شیر قدم تھا اسکے کتے
ہی کس قدر کشتہ و خون ہوا قدرت نے اسکو سپہ سالار قدرت کے فرزند کے ہاتھ سے قتل کرایا سلیمان
غصہ میں کانپنے لگا مگر ضبط مقدر ہو جھکا لیا کہا یا خداوند آپ سے ڈرنا چاہیے اسی طرح ہمارے مقدمہ میں بھی
تدبیرات برعکس کر دیتے ہیں لقا نے کہا اسوقت تقدیر قدرت نے زبردست کی حمزہ کو قتل کر سلیمان یہ سنکر
خوش ہو گیا گینڈا بڑھا کر جا پڑا آواز دی او حمزہ کہاں جاتا ہو آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہو چکی حیران زبان
فوج کو ہمیاں میں جنگ کر رہے تھے سلیمان نے جو نعرہ کیا پلٹ پڑے آتے ہیں سلیمان سے ملکا ور رن ہوئے
سلیمان جی میں خوش ہو کہ آج قدرت نے حمزہ کے قتل کی تقدیر کی ہو خبردار ہو کے ہاتھ مارا امیر نے سپر پر روکا آواز دی
اے سلیمان ہوشیار تیغ عقرب سلیمانی چمکا کے قریب جا کر ہاتھ مارا اسنے سپر پر روکا تیغ مثل برق گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر سر پر زخم کاری آیا گینڈا بھی اسکا مارا گیا سلیمان کود کر بھاگا لازم اسکے
دوڑ پڑے سلیمان نے کہا یارو یہ فرق خداوند زخمی ہوا ہو میں حمزہ کے مقابلہ میں بچا تھا قدرت نے آکر یہ
کر کے مجھکو زخمی کرایا سرخاب قتل ہوا صاف ظاہر ہوتا ہو کہ قدرت کو بربادی خاندان کو ہمیاں منظور ہو
ہم ہلاک تباہ ہوئے جس دن سے قدرت تشریف لائی سوا شکست کے فتح حاصل نہوئی یہ کہکے ہوادار
سوار ہوا کہا یارو نکل چلو قدرت بھی چلا آئینگی فوج سلیمان بیدل ہو رہی تھی سب بھاگے لقا نے جو پلٹ
کے دیکھا سب کوہی بھاگے جاتے ہیں گھبرایا پکارنے لگا او نامردو قدرت کو تنہا چھوڑ کے بھاگے جاتے
ہو سنکر سیاہ کردونگا کوہی ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ کسی نے جواب بھی نہ دیا کر ستم لڑتے ہوئے قریب
تھا پہونچے نعرہ کیا لقا نے گھبرا کے کہا او عملشاہ اسوقت قدرت سے مقابلہ کرنا قدرت کو بہت غصہ ہو
عملشاہ نے کہا اپنے اوپر غصہ اتار جب مثل قدم وروش پہ جان در دوش لقا نے تیغ جمع کا کر کے تم ہو پاکہ

مارا رستم نے بڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر و بجر میں ہاتھ ڈال کے لقا کو اٹھا لیا لقا نے غل مچایا
اے تیرے بندگان میں قدرت کو اس روگی بچہ سے بچاؤ قدرت گرفتار ہوئے جاتے ہیں اگر قید ہو گئے سبکو سنگ سیاہ کر دینگے
کہیں تو ایسے بیزار تھے کہ انھون نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا لیکن سنجانی باختری شستری حصاری دوڑ پڑے کہ یہ تو سب
جانتے ہیں کہ ہماری زندگی کا سہارا اسی ملک سے ہے بلکہ اسکے ساتھ بھاگتے پھرتے ہیں سب اسکو خداوند جانتے ہیں یہ بزرگی
مانتے ہیں اگر یہ نہ ہوگا ہمکو کون پوچھے گا یہ سمجھکر ٹوٹ پڑے صدہا نے اپنی جان دی آخر رستم اسکو گرفتار نہ کر سکے
ہاتھ سے رستم کے چھوٹا زمین پر گرا باختری لے بھاگے سردار جھلائے ہوئے قتل کرتے ہوئے لشکر لقا کو چلے اسیم
نے جب دیکھا سردار نہیں مانتے تعاقب میں مصروف ہیں صاحبقران نے آواز دی اے غازیان دیندار واپس پھرو
تو شعار بھاگے کا پیچھا نہ کرو وہ شکست خوردہ ہیں نکل جانے دو یہ فرما کر تلوار کو نیام انتقام میں کیا سب سردار
رک گئے صاحبقران نے سبکو ساتھ لیا دیکھا سردار بہت زخمی ہوئے سرداروں کے ہاتھ سے بہت سے کوہی مارے گئے
انتہا کا صدمہ ہوا لیکن ضبط کیا سبکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوئے اول بارگاہ شاہی میں آئے ملکہ
نرگس جادو و شاہزادہ گلرخ و ملکہ خنطل بھی ہاتھ سے اہرکسہ فلاک سپر کے زخمی ہوئے تھے پہلے انکے زخم
دوزی کو حکم دیا ملکہ خنطل تو محلات میں آئی اپنی دختر بلند اختر ملکہ نرگسی چشم سے تو قد خاور سیاہ سے آکر ملی ملکہ
نرگسی چشم نے ماں کو سلام کیا کہا اے مادر مہربان آپکو کچھ احوال شاہزادہ ایرج نوجوان کا بھی معلوم ہے عرصہ دراز
گذرا ایرانسے فتح طلسم اسکندریہ گئے تاجروں کی زبانی خبر ہے بعد فتح طلسم اس شیر دلیر نے طرف ہوشربا کے قصد کیا کوئی
سردار صیقل آئینہ دار انکو ستایا ہے اور اسکی رہبری کی طلسم ہوشربا کی طرف روانہ ہو گئے انکے والد مادر
یاد میں اپنے نور نظر کے بیقرار رہتے ہیں لیکن میری بلا سے زبان سے کچھ نہیں کہتے آپ یہان سے جا کر چند ساحرونکو
روانہ کیجیے کہ وہ خبر مفصل لائیں بلکہ کسی ایسے معتبر آدمی کو روانہ کیجیے کہ انکو سمجھا کر پھیر لائیگا انکے والد بزرگوار سے انکو ملانے آپکا
بڑا احسان ہوگا یہ سنکر ملکہ خنطل گھبرا گئی کہا واری میں ابھی جاتی ہوں کسی ساحر کو روانہ کرتی ہوں بلکہ جب سے
انتظام طلسم آئینہ میں خود جاؤنگی شاہزادہ والا قدر کو یا تو پھیر لاؤنگی یا خود ساتھ رہونگی ہوشربا میں شریک
ہونا مجھے واجب و لازم ہے اکثر ہوش رہا ہیں ہم گئے ہیں وہان کے راستون سے بھی واقف ہیں
یہ کہکر ملکہ کی بلائیں لین رخصت ہو کر باہر آئی صاحبقران کے سامنے آکر کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے
آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا اے خنطل کہا کہیں اس شیر کے ہونے سے بارگاہ میں سناٹا ہو گیا ہے اس شیر کے غم میں
پڑا ہے ہمارا کلیجہ پھٹتا ہے خنطل نے کہا لونڈی جائیگی اسکا انتظام کریگی صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ خنطل

اسیوقت طاؤس پر سوار ہوئی قاسم کلیجہ تھامکر بیرون بارگاہ آئے کہا مختطل میں سامنے جدائی تاب رکھے کچھ بس کا
لیکن واسطے ایرج کے دل بیقرار ہے مختطل نے عرض کی لونڈی آمین فکر معقول کرتی قاسم نے بھی تجویز سمجھا دیا ملکہ
مختطل جادو سامنے قاسم کے طاؤس پر سوار ہوئی طرف طلسم آئینہ کے روانہ ہوئی یہان صاحبقران نے
ملکہ نرگس و شاہزادہ گلگار ترکی کی یہان روز برابر دعوت کی تیسرے دن دونون نے عرض کی لونڈی غلام اب رخصت
ہوتے ہین صاحبقران نے فرمایا اے نرگس ہماری جانب سے ہمارے دوست صادق محبت واثق حمزہ سے
کہنا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لاکر ہمسے ملاؤ اسد نامدار کے دیدار کے سب مشتاق ہین سب سردارون نے حمزہ
کے واسطے نامے لکھے سب نامے ملکہ نرگس نے جھولی مین رکھے صاحبقران سے زن و شوہر رخصت ہوئے
اسوقت لشکر مین اک ہراول تھا ہر شخص نے ملکہ نرگس کے قریب آکر عرض کی خواجہ عمرو کو سلام کہنا ایک سیاشب سے
کرب نامدار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے قریب شاہزادہ گلگار ترکی کے آئے گلگار نے سنا ہے کہ یہ طلسم کشا کے
والد نامدار ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا اے لخت جگر وہ بزرگان جو ارشاد ہو فرمایئے کرب نے کہا اے گلگار نور نظر
کے فراق سے ہمارا یہ حال کیا آنکھون سے نہین سوجھتا تلوار کھینچنے مین خفت کاٹنے مین تلوار کے فرق آگیا وہ شوکت
و جلالت باقی نہ رہی کہنا اے نور نگاہ اے فرزند عالیجاہ اب اپنا روے زیبا ہمکو جلد دکھاؤ تمہاری والدہ ماجدہ ملکہ
ترسیدہ شمشیر گیر آٹھ پہر روتی ہین آنسون سے منہ دھوتی ہین یہان پر کرب کے نرگس و گلگار ترکی سب روئے شور گریہ
وزاری بلند ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج کرب نامدار کو یاد فرزند نے بہت بیقرار کیا ہچکیان لگی ہوئی ہین
ایسا نہو روح قالب سے نکل جاے صاحبقران باہر آئے دیکھا کرب نامدار مثل ابر بہار زار زار رو رہے
ہین ملکہ نرگس و گلگار ترکی رو رہے ہین حضور انشاء اللہ اس سال مین طلسم ضرور فتح ہوگا ان بلاؤن سے خدا بچائے
اب آخر کل مقابلہ ملکہ تاریک مشکل کش شروع ہو گئے ہین اگر خدا نے اس سے بخیر و عافیت بچایا حضور
سب کا قول یہی ہے کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا ہے وہ شیر دلیر ایسا لڑا ساحرون کے دانت کھٹے کر دیے
بڑے بڑے کھیت پڑے زر در وارے گئے یہ ہر مقام پر سرخرو رہے جرأت اپنے فرزند کی سنکر چہرہ کرب
نامدار کا سرخ ہو گیا خوش ہو کر فرمایا ہمنے اسکو پروردگار کے سپرد کیا ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہنا
اے نور نظر تمنے اپنے نانا جان کا نام روشن کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے صاحبقران نے کرب
کو گلے لگایا فرمایا کہ بیٹا دو رکعت نماز شکر بے نیازی کی ادا کرو جس سے تمہارا بیٹا پہونچا اور جس طلسم پر دست انداز
ہوا کبھی ایسا طلسم ہمکو بھی نہ ملا تھا کرب نے سر جھکا لیا کہا سب حضور کا تصدق ہے مشکل ملکہ نرگس و شاہزادہ

راستہ پیشکا یا اپنی کنیزوں سے صلاح کی کہ یہ جوان جاکر لشکر خداوندی میں فرور فساد برپا کرینگا آہنگ گھبرایا ہوا گیا ہوا تھا
میں بھی یقین ہوا ہی غالب آئے یہ ذکر تھا کہ تیسرے دن خبر آئی کہ لاشہ آہنگ اسکے ملازم لیے ہوئے آتے ہیں
اسنے ان سب سے حال پوچھا معلوم ہوا مارا گیا کہا کیوں صاحبو ہزار ہا ساحر لشکر خداوند میں گئے کوئی زندہ نہ آیا
ہوا اب یقین ہو کہ اس طرف سے زن وشوہر بھی واپس نہ آئینگے کنیزوں سے صلاح کرکے بالاے قلعہ آکر ٹھہری دیکھا
زن وشوہر آتے ہیں شمیم نے جھکر سلام کیا کہا ملکہ نرگس صاحب چند ساعت ہمارے قلعہ میں ٹھہر جائیے
جو کچھ ماحضر اس کنیز کو ممکن ہے تناول فرمائیے میں کچھ عرض بھی کرونگی زن وشوہر اسکی چرب زبانی پر اتر آئے
دونوں کو یہ استقبال کرکے دارالامارت شاہی میں لائی عرض کی حضور ہمارے تو اعتقاد میں قصور آگیا ظاہرا
ساحر برائے مدد خداوند لقا اسی جانب سے گئے کوئی زندہ نہ پلٹا ہو شہریار [illegible] طلسم کشا کی ترقی ہو لونڈی
کو اپنے ساتھ لیے چلیے چلکر ملکہ مہرخ سے ملا دیجیے یہ سنکر نرگس جادو خوش ہوگئی گلریز نے کہا ملکہ آنکھوں پر
چلو طلسم کشا جوہر شناس فلک اساس صاحب جوہر جری بہادر صاحب حسب ونسب انکے لشکر سے ہم
آتے ہیں بزرگ انکے سب لئیق حسین فیاض ہم لونڈی غلام کے واسطے ہزار ہا ملازم قتل کرا دیے مگر ہماری
داد کو پہنچے لشکر لقا میں ہلکے ڈالدیے چلیے چلیے کس لطف سے رخصت کیا ہے ایک ایک خلیق وتربیت [illegible] شمیم
نے کہا آپکے سبب سے ہم بھی ان صاحبوں کو دیکھینگے ملاقاتیں ہونگی گلریز ونرگس تعریفیں خلق واخلاق
صاحبقران کی کر رہے ہیں شمیم نے فورا سامان دعوت مہیا کیا طائفے بلائے سامان رقص وسرود آراستہ
ہوا گھڑی دو گھڑی تو اس ملعونہ نے دعوت سادہ کی جب دیکھا یہ سب کھانے پینے میں مصروف ہوئے
کنیزوں کو اشارہ کردیا شراب میں بیہوشی ملائی جام آغشتہ بہ دارو سے بیہوش زن وشوہر کو پلا دیتے ہی بیہوش
ہوئے کنیزوں کو بھی گرفتار کرلیا ان دونوں کی زبان میں سوزن دیا مسلسل ومطوق کیا اب جو زن وشوہر کی
آنکھ کھلی اپنے کو بلا میں مبتلا پایا شمیم نے آواز دی میں نے تمسے لڑنا مناسب نجانا اب تمکو خدمت افراسیاب
میں روانہ کرتی ہوں شہنشاہ قتل کرینگے قلزم جادو اپنے سپہ سالار کو بارہ سو ساحران غدار ہمراہ کرکے حکم دیا
ان گنہگاروں کو خدمت میں شہنشاہ کی لیجاؤ قلزم ملکہ نرگس گوہر دریاے حسن وخوبی وشاہزادہ گلریز
دریاے جواہر کو اسیر کیا لیکر قلعہ سے نکلا کہ جب ملکہ نرگس وگلریز اپنے قلعہ سے چلے تھے ملکہ مہرخ مہ رو کو عرضی لکھ
بھیجی تھی کہ ہم فلان تاریخ اپنے قلعہ سے روانہ ہونگے یہاں لشکر اسلام میں آمد تا آمد [illegible] کا مہلکہ ہر ساعت اپنی
جان کی پڑی ہو ملکہ مہرخ مہ رو نے ایکدن برال شیر افگن سے کہا میں گھبرا کر [illegible] ہماری ملکہ نرگس

اور ہندوئی ہمارے شاہزادہ گلگون تیر اپنے قلعہ سے روانہ ہوئے لیکن یہان تک نہین پہونچے مقام اندیشہ ہے آٹھ پہر انھین کا انتظار ہے ہم چاہتے ہین اسوقت بدین سبب عزیز و اقارب طلسم کشا پر نثار ہون شاید انپر راہ مین کوئی افتاد تو نہین پڑی ملکہ ہلال نے فرمایا اس زمانے مین افتاد پڑنا کیا مشکل ہے کسی ساحر نے روک لیا ہو عجب کیا ہے اچھا ایک کنیز کو روانہ کر دو اپنی آنکھون سے ملکہ نرگس کو دیکھ آوے مفصل خبر لائے ملکہ سرخ مو نے اسی وقت ایک کنیز کو روانہ کیا وہ گئی اور واپس آئی عرض کی اہالیان قلعہ سے ثابت ہوا وہ ہفتے گذرے اپنے قلعہ سے کوچ کیا فلان منزل تک تو نشان معلوم ہوا یہ بھی سنا راہ مین کسی سے مقابلہ پڑا پھر نشان نہین ملتا یہ حال سنکر ملکہ سرخ مو بہت پریشان ہوئین بے اختیار رونے لگین ناگاہ خواجہ عمرو تشریف لائے پوچھا کیون خیر تو ہے پریشان بہت ہو یہ ظاہر ہے کہ آجکل بلائین نازل ہین افراسیاب سامان دعوت تاریک سے مہلت پائیگا تیا سین بر پا کرے گا کوئی نئی تازہ پہونچا سرخ مو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و سپہر فلک گرفتار گردون غدار نئی مصیبت دکھاتا ہے انقلاب نیا سب پہونچاتا ہے

اب تو کیفیت ہے کہ شعر

فی شمع نگت خواہم نو صد چمگنا ترا
خواہم کشم بیک سوا از مردمان عنا ترا
دیگر ہردم از ین باغ بوسے میرسد
تازہ تر از تازہ ترے میرسد

ابھی خبر آئی ہے ملکہ نرگس بین بیری و شاہزادہ گلگون تیر شوہر اسکا اپنے قلعہ سے چلے راہ مین آکر غائب ہو گئے راہ مین کسی نے قید کر لیا افراسیاب آجکل یہان مصروف سامان جنگ و جدل ہے جابجا عملداری مین خلل ہے اب مین کہان تلاش کرون اگر انپر کوئی حادثہ پڑا اور پہنچے خبر نہ لی یہ بھی مشکل ہے کون ٹھہر جیا متزلزل ہے ابھی تو افراسیاب سامان دعوت تاریک مین مصروف ہے لڑائی اس آدم خوار کی خوشی پر موقوف ہے اگر خلاف ہو تو مین جاکر بن بندوئی کو تلاش کرون خواجہ نے کہا مین برق و صبا فسوز کو روانہ کرتا ہون مین خود انکی تلاش مین جاؤن سرخ مو نے کہا اسوقت مین آپکا لشکر سے دم بھر جدا ہونا مناسب نہین ہے یہی جابجا تلاش کرو اگر پتہ لگ گیا تو دوست جلد واپس آؤ نگی یہ ذکر تھا کہ مہتر چالاک بن عمرو آیا کچھ ہنستا ہوا آنکھون مین آنسو بھی بھرے ہوئے عرض کی قبلہ و کعبہ کیا عرض کرون اسوقت غلام آپکا دربار افراسیاب مین گیا تھا کچھ جادوگر شکست خوردہ تحقیق سے آئے انھون نے بیان کیا کوئی آپ کا رفیق اور ایک شاہزادی والاقدر لشکر صاحبقران مین پہونچے وہان بڑی لڑائی پڑی انکا افسر آہنگ فولاد سپر تھا وہ مارا گیا یہ لوگ شکست کھا کے چلے آئے وہ لوگ وہین رہ گئے عمرو نے کہا اے ملکہ سرخ مو معلوم ہوتا ہے کہ وجہ سے ملکہ نرگس و گلگون تیر لشکر صاحبقران مین پہونچے تو دریافت ہوا کہ وہان لڑائی پڑی یہان کا ساحر مارا گیا اب انپر راہ مین کوئی افتاد پڑی بیٹا چالاک

سے اشارہ کیا مٹھی سے نکال کے اشرفیاں دکھائیں محیط سمجھی پودینہ مجھ پر لپٹا ہے اس لنگوٹے کی اشرفیاں
نہیں تو کچھ کام نکلیگا یہ لنگوڑا کیا ہاتھ لگا سکے گا رعب میں رہجائیگا ہاتھ پکڑ کے کہا ارے پودینہ آج شکار کا حال
بیان کر میاں نے کوئی شکار کیا یہ پھبتی ہوئی ساتھ ہولی گوشہ میں آکر پودینہ نے پانچ اشرفیاں نکالیں کہا
بی محیط ہم بھی تمھارے عوض میں نوکر لگائیں گھوڑے کا داتہ کھلا کر یہ مہریں جمع کیں محیط نے اشرفیاں تو
ہاتھ مڑوڑ کر چھین لیں چٹے پکڑ کے دو دہلا تھپڑ مارے کہا کیوں لنگوڑے مالک سے کہدوں پودینہ ہاتھ جوڑنے لگا
کہا صاحب ہماری اشرفیاں دیدو اب ہم کبھی ایسا ارادہ نہ کرینگے محیط نے کہا اچھا جا کل دیدینگے چالاک نے کہا
اچھا صاحب ہماری مہریں دو یا وہ بات مان لو محیط نے کہا جا دور ہو ارے اس دریا میں بہت سے ڈوبے کوئی
نہ ابھرا چلا جا نہیں مالک سے کہکے سزا دلوا دونگی چالاک نے اپنے پاس سے ایک بیڑہ پان کا نکالکر کہا اچھا
بی بی میرے ہاتھ کا بیڑہ تو کھا لو مہریں تمپر صدقے کیں محیط نے بیڑہ کھایا کھاتے ہی لڑکھڑا کے گری اسکو چالاک
نے اٹھا کر ایک صندوق میں بند کیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر محیط کی شکل بنکر باہر نکلا نائکہ نے پوچھا پودینہ
کو کیا کیا چالاک نے کہا امی جان اسکا ذکر ہے کہ اشرفیاں میں نے لے لیں آخر گردن میں ہاتھ دیا اشرفیاں
سبکے سامنے ڈالدیں نائکہ خوش ہوگئی چالاک اسکی شکل بنکر بیٹھا ہے اب فکر ہے کہ کچھ تدبیر کروں آج سبکو قلزم
کو دریا دکھاؤں غرق محیط بلا کروں کتنی ساحران ڈوبے ملکہ نرگس و گلریز کو گرداب آفت سے نکالوں
یکایک ہلڑ ہوا کہ قلزم جادو آتا ہے سنتے کہا آج نئی بات ہے کبھی قلزم نہ آتا تھا اتنا بڑا افسر اعلی کوئی بات
ہے چالاک گھبرایا کہا امی جان میں تو بھول گئی کیا کبھی خیمے میں ہمارے نہیں آیا نائکہ نے کہا بیٹا تم بھول جاتی
ہو جیسے تم نوکر ہوئیں وہ اس خیمے میں کبھی کاہیکو آیا چالاک نے جلدی سے لوٹا اٹھایا کہا میں پیشاب کر آؤں
تم انکو بلا کے بٹھا لو یہ کہکے چالاک بیت الخلا میں گیا قلزم گھبرایا ہوا آتے ہی سب سے پوچھا محیط کہاں
ہیں نائکہ نے کہا میاں خیر تو ہے اسوقت تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو لونڈی تمھاری پیشاب کو گئی ہے کیا
کچھ رات کو لڑ کے آئی تھی جیسے مفصل کہو قلزم نے کہا جلد انکو بلاؤ تم کیا جانو میری جان پر صدمہ ہے دیکھیں جان
کیونکر بچتی ہے چالاک نے یہ سب باتیں سنیں لوٹا پاخانہ میں رکھکر کونے سے نکل گیا دوسری جانب سے [illegible]
کی صورت بنکے آکھڑا ہوا سوال کرکے بیٹھ گیا یہاں جب عرصہ ہوا قلزم نے کہا ارے جلد بلاؤ نائکہ کانپتی
ہوئی دوڑی اور نوجیان ساتھ میں اُنسے کہتی ہے محیط کی بدمزاجی نے مجھکو مار ڈالا رات کو لڑی ہوگی نازک مزاج
ہے وہ نوجوان تنخواہ الگ دیتا ہے گھر کا سارا خرچ اُسکے ذمے عید ہولی دیوالی وغیرہ میں جوڑے بنا دیتا ہے آج

بہتا ہی نشے مین ہوا ہے تم سب ملکر اسکو سمجھانا بصورت ہو تو بلا سے چار پیسے تو دیتا ہے ہم لوگ رنڈیون کو نوکر کرکے
چار پیسے لیتے ہین ایسی صحبت کرتے ہین گھر والون کو بھلا دیتے ہین قلزم نے جو دیکھا نالکہ قریب پاخانے کے کھڑی
کھسر پھسر کر رہی ہے چلا کر اٹھا کہا ارے صاحب جلد محیط کو بلاؤ نالکہ نے کہا کسیان تمہارے آنکی خبر سنکے دلالی
بیتاب کو چلی گئی ابھی آتی ہے قلزم نے کہا تم کیا جانو اپنی کیسے جاتی ہو میری آبرو پر بنی ہے یہ کہکے پاخانے مین خود گھس گیا
دیکھا خالی لوٹا رکھا ہے قلزم سر پیٹنے لگا کہا ارے پی بی تمنے ایسی کھسر پھسر کی وہ سمجھ گیا دیکھے اب میری جان کیونکر
بچتی ہے ہائے میری آشنا کہان ہے نالکہ نے کہا بیٹا صاف صاف کہو قلزم نے کہا مین بارگاہ مین بیٹھا تھا میرے ہی نے مجھکو
خبر دی کہ عیار خیمہ مین محیط کے پہونچا اسکی صورت بنا بیٹھا ہے مین دوڑا کہ جا کے اسکو گرفتار کرلون تمنے غضب کیا وہ بھاگ گیا
اب تو نالکہ بھی پیٹنے لگی نوچیان بچھاڑین کھاتی تھین ہے ہے ہماری باجی اماں کہان گئین آپ کا سائیس پوچھتا
آیا تھا اسی نے اچار بنایا پہلے چاشنی دکھائی طلب کیا پھر الگ بلا کے لیگیا ابھی تو وہ آکے بیٹھی تھین قلزم نے تلاش
کیا دیکھا صندوق مین محیط بیہوش پڑی ہے فوراً ہوشمین سر دار کی قلزم کے آتے سنبھ کہا حضور عیار کو پکڑا اسنے کہا
صاحب وہ بڑا مکار ہے میرے پہونچنے پہونچنے وہ نکل گیا آشنا کو میری صندوق مین بند کر دیا بڑی خیر ہوئی لیکن اب
ہوشیار رہو محیط جو نکلی گھبرائی ہوئی کہا صاحب دیکھو وہ کمبخت پوچھتا مجھکو کیا کیا باتین کہتا تھا قلزم نے کہا ملکہ
تصدق اتارو جان تمہاری بچ گئی اب دیکھیے مین تابہ لشکر افراسیاب کیونکر پہونچتا ہون وہ ابھی اسی لشکر مین
موجود ہے زبردستی تاکید کی خبردار یہان کوئی مجھیر نہ آنے پائے خوب سمجھا کے باہر نکلا چالاک فقیر بنا ہوا یہ سب کیفیت
دیکھ رہا تھا جب قلزم یہ سب انتظام کر کے طرف اپنی بارگاہ کے چلا لیکن ساتھ والون سے کہا میرا سائیس درہ کوہ
مین بیہوش پڑا ہے اسکو جلد ہوشیار کرکے لاؤ چالاک یہ سنتے ہی کہا گا جان پر کھیلے ہوئے دل سے کہتا ہوا کہ یہ
ملعون بڑا ہوشیار ہے یا تو اپنی جان دون یا ملکہ نرگس و نخیرہ کو رہا کرون یہ سوچتا ہوا درہ کوہ مین آیا سائیس کو
کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر اس مقام پر لیٹ رہا قلزم کے لوگ آئے اسکو ہوشیار کیا چالاک اٹھتے ہی رونے لگا
کہتا ہوا چلا حضور مین نے کیا خطا کی تھی جو مجھکو یہان ڈالدیا سنے کہا ارے تو کیا جانے عیار نے آکے تجھکو بیہوش کیا
تیری شکل بنکے ملکہ کی رنڈی کے خیمے مین پہونچا ہمارا آقا بڑا ہوشیار ہے فوراً خبر پاگیا وہ عیار بدمعاش چالاک نے
کہا حضور مین نوکری نہ کرونگا یہ باتین مجھکو نہ سکھاسیے پڑھاسیے یہ دو دست کوئی تھا مین نے ہرن کو گردن پر نہ
لادا اسی شعلہ یہ مجھکو یہان ڈال گئے روتا پیٹتا سامنے قلزم کے آیا وہ کرکے قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور یہ بری
بیباقی کیجیے مین اپنے گھر جاؤن آپ نے مجھکو درہ کوہ مین ڈالدیا کوئی جانور آتا مجھکو کھا لیتا ابھی مین نیا دھوکہ یا

کرکے آیا ہون جورو نوجوان محلے والے بد معاش خوشیان کرتے ہونگے کہ اچھا ہوا لپو و بیٹہ مر گیا ہین گاؤن مین جا
کھیتی کرونگا نوکری مین جان کا خوف ہی قلزم نے کہا ارے سُن تو اسمین میری کیا خطا ہی عیار بیہوش کرکے ڈال
گیا میری ہی جان بچ گئی اگر مین جلدی تدبیر کرتا میری رنڈی کی شکل بن چکا تھا اتفاق سے مین نے بیٹھے بیٹھے
خیال کیا چالاک نے کہا حضور میرا کلیجہ چل رہا ہی جتنی دیر مین سویا بڑے بڑے خواب دیکھے فوج لیکر بڑے بڑے
وزیر آئے مجھکو تخت پر بٹھاتے تھے آپ کے لوگون نے جاکر جگا دیا میری سلطنت ست گئی آپ کنارے چلیے تو مین مفصل
حال آپسے کہدون اب بھی میرے سامنے بڑے بڑے تماشے ہو رہے ہین لوگون نے کہا بیہوشی کا نشہ ہی ایسی
ایسی باتین کرتا ہی حضور ایک پرانا نوکر ہی اسکو تسکین دیجیے قلزم نے ہاتھ پکڑ لیا تنہا خیمے مین لایا کہا بیان کر کیا
تجھکو معلوم ہوتا ہی کہا کسیان سب خداوند آئے ہین مجھکو بلاتے ہین مین کہتا ہون مین نجاونگا میری جورو کو
پکڑ کر لیجاتے ہین کالے کالے آدمی نچتے ڈراتے ہین قلزم ہنستا جاتا ہی اور کہتا ہی گھڑی دو گھڑی مین تیرے
ہوش درست ہو جاینگے کوئی تجھکو گرفتار کرنے نہ آویگا ہم گھر پر تیرے فوج روانہ کر دینگے تیری جورو کی حفاظت
کرینگے کوئی اسکو نہ پکڑ سکیگا چالاک نے کہا نہین صاحب میرے گھر پر نہ کسی کو بھیجیے میری جورو بڑی
بد مزاج ہی سیکڑون گالیان دیگی اسی طرح کی باتین کرتے کرتے چالاک نے باتون مین مصروف کیا یکایک گھبرا کر
کہا وہ دیکھیے کالے آدمی خیمے مین آ گئے قلزم پلٹا چالاک نے حلقہ کمند کا گلے مین ڈالدیا چاہا پکارے قلزم
بیہوش ہوا چالاک نے قلزم کی زبان مین سوزن دیا چٹائی مین لپیٹ کر اسکو گٹھڑا کر دیا اپنے بیہوشی کی دماغ پر
چڑھا دی آپ بشکل قلزم تاج پہنکر باہر آیا سبنے کہا حضور لپو و بیٹہ کو کیا کیا کہا اسکو بیہوشی کا نشہ تھا مین نے
ٹھوکر کے اسے سلا دیا ورنہ سر پٹک کر مر جاتا مین ابھی فیصلہ کیے دیتا ہون قیدیون کو قتل کر ڈالون فساد مٹ جاے
عیار لشکر مین آ گیا ہی کسی اور صورت سے مجھ تک پہونچیگا جلد قیدیون کو لاؤ آپ اچکا کر تخت پر بیٹھا
صاحب گردشمن تا دم دار و قیدخانے کا گیا ملکہ نرگس و شاہزادہ گلگر کو دربار مین لایا اُن و حضور بیقرار
اپنے حال زار پر رو رہے ہین نرگس جادو کہتی ہی دیکھو صاحب کس لیے چلے تھے کیا کیا صدمات اٹھائے لیکن
معلوم ہوتا ہی ہماری خبر لشکر اسلام مین پہونچ گئی کوئی عیار آیا اسنے عیاری کی اسی غصے مین قلزم نے ہمکو
تمھین طلب کیا ہی ارادہ اسکا قتل کا ہی گلگر نے کہا جو مرضی خدا کیا چارہ ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی اشعار

ہر دم دل خونگشتہ مین اک جوش فزون ہی
برگشتہ قسمت ہی سراپا نگون ہی

جو آہ ہی سینے مین وہ فوارہ خون ہی
قائم ہی بنا درد کی فریاد سے اپنی

کچھ باقی ہی سینہ کو مرے آہ کبھی اٹھ
جو نالہ ہی ایوان محبت کا ستون ہی

اپنی حسرت و یاس لائق بیقراری کیفیت اپنی قابل اشکباری بخت رسا نے یہ رسائی کی صاحبقران کی قدمبوسی
نصیب ہوئی لیکن فلک نے اس بلا میں پھنسایا اب قلزم قتل کریگا ہمیں سب سے زیادہ صاحب تمہارا غم ہے
افسوس اس زمانے میں جاکر شہر پناہ لشکر اسلام ہوتے جان اپنی نثار کرتے تقدیر کو نہ منظور ہوا ہمیں معلوم
نہیں کیا قصور ہوا ایسے کلمات حسرت آیات زن و شوہر میں ہوتے ہوئے اپنی مصیبت پر روتے ہوئے
بارگاہ میں سامنے قلزم کے آئے قلزم نقلی نے دیکھتے ہی بقہر و غضب تمام آواز دی کیوں اے نرگس و گلریز
تمہارے ساتھ افراسیاب نے کیا برائی کی کیوں نرگس کبھی تجھکو شہنشاہ نے آنکھ دکھائی یوں یکایک
نگاہ پھیر لی ہے بس بہتر یہ ہے سامری و جمشید کو سجدہ کرو ورنہ ابھی قتل کرونگا گلریز نے کہا او بے حیا مرد سے
کیسا ڈراتا ہے جس دن سے افراسیاب سے بگڑی اُسیدن سے جان اپنی طلسم کشا پر نثار کی تجھسے جو ہو سکے قصور نکر
مجھسے اطاعت کی امید نہ رکھ قلزم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا میں تمکو زندہ تا بہ افراسیاب لیجا سکتا لیکن
فرزند عمرو نے آکر مجھکو ستایا میری آشنا کو بیہوش کیا اب کبھی میری فکر میں ہوگا میرا گھر مجھکو خبر دے رہا ہے میں
تمہارا تو خاتمہ کر دوں یہ کہکے تخت سے اٹھا کہا تمکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سرداروں نے کہا آپ کیوں تکلیف
کرتے ہیں چالاک نے کہا خبردار کوئی صاحب دخل نہ دو اور سر جھکاتا ہوا قریب نرگس آیا اور کہا میں اک بات سمجھاتا ہوں
اگر مانے گی بہت پچتائیگی سر جھکا کے کان میں کہا او ملکہ نرگس میں ہوں چالاک بن عمرو نرگس حیران ہو گئی
کہ کیا کمال کیا چالاک نے گلریز تو حیران ہے کہ میری زوجہ سے کیا چپکے چپکے باتیں کرتا ہے یہ ابھی کیوں کچھ نہ
کرے لیکن اک رفیق قلزم کا کسی کام کو اس خیمہ میں گیا ایک قلزم کا چٹائی سے باہر نکلا ہوا تھا اسنے
گھبرا کے چٹائی کو کھول دیکھا کہ ایک شہنشاہ اندر ایک باہر ایک کے دو کیسے ہو گئے کیا معرکہ ہوا دیکھا دماغ پہ چٹی
بیہوش پڑی ہوئی اور زیادہ گھبرایا کہ یہ کس نے چٹائی ڈرتے ڈرتے پٹی اتاری چھینٹا پانی کا دیا قلزم نے
گھبرا کے آنکھ کھولی رفیق نے کہا حضور یہ کیا معرکہ ہے آپکو کون چٹائی میں لپیٹ گیا آپکی شکل کا دوسرا آدمی تخت
پر بیٹھا عدل کر رہا ہے قیدیوں کو بلا کے قتل کا حکم دیا چاہتا ہے قلزم نے کہا غضب ہوا ارے وہی عیار ہے
جسنے پیالہ دھوکا کھلایا سائیس بنکر وہی آیا تھا غصہ میں اسباب سفر لیکے چلا چالاک نرگس سے باتیں کرتا ہے
گلریز نے بھی اپنا حال ظاہر کیا زن و شوہر کو اپنی عیاری سے ماہر کیا لیکن کہتا ہے شکیب شراب میں بیہوشی
ملا کے بیہوش کروں لشکر بہت ہے نرگس کہتی ہے اچھا ہو جو تم ملا کہ ہم اہالیان فوج سے نہ لڑ سکینگے لشکر بڑے کپڑے
شکست دینگے چالاک کو خیال ہوا ایسا نہو اسپر کوئی زخم پہونچے ملکہ مرغ سودہ پریشان ہو گی یکایک اندر سے

خیمے کے نعرہ ہوا باش او عیارہ بکا یشم قلزم جادو چالاک نے لپٹ کے قلزم کو ولیعہد نرگس و گلریز
زبان سے سوزن لیا اور لپٹ کے دربار والوں سے کہا اسے یاد اسکو لینا اسکا کلیجہ تو دیکھو یا بدولت
شکل بنکر آیا ہو رفیقون نے اسباب بکر ہاتھ میں لیے بیکس قلزم اصلی سمجھے ان سبھون نے گو لیے نارنج و بھال
قلزم جادو پر مارے قلزم پر شعلے آگ کے گرسے بیگالیان دیتا ہوا نامرد کیا کرتے ہو وہ عیار ہوا اسکو
پکڑلو مین تمھارا بادشاہ قلزم جادو وہون چالاک اپنی کیے جاتا ہو ارے یارو اسے مارلو میری شکل بنکر بارگاہ
مین گھس آیا تھے ساحر بارگاہ مین تھے سب قلزم اصلی پر ٹوٹ پڑے کسی نے قریب جاکر ہاتھ تلوار کا مارا
کسی نے دور سے تیر کمان میں پیوست کیا خدا کا کرنا کہ نشانہ خطا ہوا کسی نے ماش کے دانے پھینکے قلزم اگر
ساحر زبردست نہ ہوتا ٹکڑے ٹکڑے اڑجاتا تو دونین کھانے دو چار ساحرون کو مارا ایک جیب سے پھینک یا
مثل برق چمک کر بلند ہوا اس طرف مین نرگس و گلریز بھی اٹھے چپکے چپکے گرنے لگے چالاک
تو خلعت ہوا اب قلزم نے دونین نہ ختم کیا کے وسن صاحب اپنے قتل کیے اور چالاک غائب
بھی ہوا لیکے ساحرون مین مل گیا اب سب نے جانا کہ ہمارا مالک یہی ہوا اتنے عرصے مین نرگس و
گلریز بھی لڑتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکلے ملکہ نرگس نے بڑھکر اپنی کنیزون کو بھی رہا کیا اٹھتے اٹھتے
اُن سب نے بھی سحر کیا اب قلزم نے ساحرون کو آواز دی چہار جانب سے گلریز و نرگس
پر بلوہ ہوا لیکن نرگس نے سیکڑون کو اشارون مین مارا جسپر نگاہ ڈالدی دیوانہ ہو گیا نرگس کا
بیار ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا قلزم

ہم جیان قدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
کیونکر لب قاصد سے پیغام ادا ہوتا
جنت کی ہوس غلط سمجا ہو کہ عاشق ہون
کب ہمکو فلک دیتا گر غم مین مزا ہوتا
ہوتا تمھا وصال اک شب قسمت مین بلاسے گو
جب مین ہوا پیدا وہ کیونکہ میرا ہوتا
اچھی مری بدنامی یا تیری یہ رسوائی
نامحرم جو دیکھا تم تو تعقدہ وا ہوتا

مرنا ہی مقرر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اتنی ہی وفا تجھسے حلقے مین چلین دشمن
ان سے مین جی لگتا گر دل نہ لگا ہوتا
ہو صلح عدو سے تو اتنی جنگ غلط فہمی
تو مجھسے خفا ہوتا مین تجھسے خفا ہوتا
اس بخت سے کوشش سے کیا کے سوا حاصل
گر ڈھونڈتا مین پامال حنا ہوتا
ہم بنگئے بت سے ہو گئے کبھی کافر

ایک ایک ادا سو سو دیتی ہے جواب اسکے
تم آج ہوا سمجھو ہو روز جزا ہوتا
اس تلخی حسرت پہ کیا چاشنی الفت
جیتا ہو تو آفت ہو مرتا تو بلا ہوتا
ہم نہ جو دی ماتم کیا شکوہ قاتل کا
گر چارہ تم کرتا سچ اور حدا ہوتا
دیوانے کے ہاتھ آیا کب بند قبا اسکا
مر جائے گرا سوسن سجود خدا ہوتا

ہوا آوازین مصیبت آتے لگین قلزم کے مرنے سے سیکڑون چشمے خشک ہوگئے پناہ پانی دشوار تھی ہیرون کو جوش و خروش
تمام ساحر جادوش آوازین آئی کشتی مرا نام سن قلزم جادو وبود افسوس مردیم وجان دادیم دمبلبلیت خود سید کے گلگرینہ قلزم کو
مار کر ساحرون پر جا پڑا ہزارون بیچارے مارے گئے ہزارون جان بچا کر بھاگے ہزارون نے چلا کر الامان الامان
کی صدا بلند ہوئی کوئی بیتاب ہو کر پکارا ہم دین طلسم کشتا قبول کرتے ہین سعادت دارین حاصل کرتے ہین گلگرینہ و نرگس
نے ہاتھ روکا کئی ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوئے چالاک بن عمرو کو گلگرینہ نے گلے سے لگایا پوچھا تم ہو سردار الا کہان تھے تو نے
بازو سے خواجہ عمرو آیا کیونکر معلوم ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی لیکن بیتاب ہو کے پوچھا حال صاحبقران نامدار
و سرداران لشکر و کیفیت عیاران نامور جلد بیان فرمائیے ملاقات کا مشتاق ہے ملکہ نرگس نے ہنس کر کہا لشکر اسلام کے عیارون کا کیا پوچھنا
سامنے افراسیاب کے جاکر چھٹپٹا ڈالا قیامت ہے اپنی جان کا بالکل خوف نہیں جرات و جوانمردی یہ ہے کہ ظاہر ہو کر ساحر و غیر ساحر سے لڑتے
خوب معرکہ پڑے خدا سلامت رکھے خود صاحبقران آ کر ستمگر کیا ہو تے کل سردار ہماری مدد کو آئے تھے بڑی کیفیت چھٹے کے
انشاء اللہ ہمارے واسطے جانباز و سرفروش کیا کیا لڑتے دو روز ہم صاحبقران کے مہمان رہتے سب
صاحبون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے و پیام دیئے ہین انشاء اللہ اب جا کر پیش کرینگے واسن مراول آرزو
سے پھر بیتگی چالاک نے کہا آج کل لشکر مین قیامت برپا ہے کچھین تاریک کیا اندھیر کرتی ہے ہم رخصت ہوتے
ہین نرگس و گلگرینہ نے عرض کی انشاء اللہ ہم بھی اب پہنچتے ہین ایک ایک لمحہ ہم کو ناگوار ہے شہنشہ
صاحب کا انتظار ہے غرض اسی وقت لشکر تیار کیا چالاک رخصت ہو کر روانہ ہوگیا ملکہ نرگس جادو و شاہزادی
گلگرینہ خود بھی لشکر ظفر اثر تیار کر کے طرف لشکر ماہرخ کے روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑو

دوکلمہ داستان مصیبت خیز و حسرت انگیز طبل جنگی بجوانا ملکہ تاریک شکل کش کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ہی بادۂ جام نکتہ دانی
دے مستی و نشۂ مہ جوشش
گلشن مین جو انکی عمر بڑھی ہے
بستان زمینہ کا بہ انجمن ہے
ہین شیر زمینہ کی طرح پُرجوش
مستی سے ہین لوٹتے سر خاک

دے جام شراب مہربانی
طفلی کا نگار دبستان ہے
ہنستی ہے کہ کام بھر گھڑی ہے
مشکل انکی ہو سال سے لال
بچون کی طرح ہین ذرا ہوش
باغون مین اچھی ہے بہار طفلی

اے غنچہ عمر پر بہ نوش
ہر بند چہ طفل کا گلستان ہے
سر شیر اور شراب انجمن ہے
چمکی پھڑکی ہے جام پیرال
اطفال کی طرح ہو کے بیباک
نخلون مین پھل ہے بار طفلی

جب وہ کھیل کی پڑی ہو
آنکھیں ہیں لڑی ادنی سبق سے
مفہوم نظم کتاب میں ہیں
پڑھنے لگی حافظے کی طاقت
ہونے لگی بزم جہل برہم
نازل ہوئیں سب بلائیں سر پہ
ہر وقت کے عیش و طیش نے گھیرا
شادی نے لپک کے ہاتھ پکڑا
پھر سنت شکستہ سمجھے
وہ کھیل نہ ہیں نہ وہ کھلونے
ہوش آیا لڑکپن اپنا کھوکر
راحت کا نچوڑ بس یہی ہے
انجام حیات ہے بڑھاپا
وہ موت بشیر حیات یہ ہے
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
اسے رنج و الم کا سامنا ہے
مینا نے میں آج شور و شر ہے
ساقی کی نگاہ پھر گئی ہے
یہ منزل سخت آہ کیونکر طے ہو
اے فکر ہے جوش بر غم ہے

پڑھنے لکھنے کا جب سن آیا
مقصود سے سطور سے ورق سے
ہاتھوں کے سمجھتے ہیں مطالب
ہونے لگے صاحب لیاقت
سب چھوڑ دئے وہ بچپنے کے اشغال
صد حیف ہوا جگر کا جگر ہے
پہچانا شش و پنج دنیوی نے
ماں باپ نے بیڑیوں میں جکڑا
واقف ہوئے درد اہل غم سے
تنگ کیا ایک دل جو شوق نے
پچھتاتے ہیں سب اسے گنواکر
آرام کا توڑ بس یہی ہے
یہ عیش و نشاط کی ہے باقی
وہ عمر کی خوشی کی رات جو ہے
طفلی کی سنا چکے کہانی
کیا رنگ فلک دکھا رہا ہے
بندوں پہ بلائے نو ہے آئی
بیچاروں کی جان پہ بنی ہے
لکھنا ہے قصہ بلا کا مضمون
مضمون مصیبت و الم ہے

آغاز کتاب کا دن آیا
استاد کے رعب و داب میں ہیں
ہے خوف ادب دل پہ غالب
پاتے لگے خلعت مسلم
محنت کا ہوا نصیب جنجال
دل آرزو سے ہوس نے گھیرا
تا کا گردوں کی کجروی نے
دنیا کا بلند و پست سمجھے
آگاہ ہوئے کاہش و الم سے
سب بھول گئے سیانے ہو کر
روتے ہیں سب اسکو پھر پاکر
یہ جامۂ عیش ہے سراپا
بانی فساد ہے جوانی
اے ساقی جم حشم دل آرام
ہے جوش پہ موسم جوانی
ساقی کی نگہ سے آج ڈر ہے
اے پیر مغاں تری دہائی
فکر تاریک وہ سیہ ہے
تاریک ہے صاف قلم مضمون
رہروان جادۂ مصیبت و الم و غم

کشتگان منازل رنج و غم بادیہ پیمایان آبلہ وادی اس صحرائے پر بلا سے مضامین حسرت انگیز کو یوں طے کرتے ہیں شعر

جو ہیں غمستان بلا کشتہ نشاں ‖ وہ لکھتے ہیں اس طرح یہ داستان ‖ ساقیا میں تجھ پہ ہوا کہ تاریک سے

نے بود نقش جمشید ہی کو کب و چہرہ ماں کو بلایا اور افشان سے رد کیا وہ تیلی نہ اک بجھی ہو جو تاریک ہے

گلشن دہر ہوا اس سے اداس	عالم جان اور حسرت و یاس	ہو ہرا کے وحشی و طیر آہ و فغان
دل پہ ہوا ہجر حسرت و حرمان	نخل ماتم کی طرح نخل چمن	غمکدہ ہو گیا ہر ایک گلشن
کف افسوس برگ ملتے ہیں	آتش رنج و غم سے جلتے ہیں	صبا چاک اڑا رہی ہے بگولوں سے

ہوا اسکے رونے کی صدا آرہی ہے سبزہ مائل بپامالی لالہ کے چہرے پہ شگفتہ سے لالی سوسن سنبل پریشان شبنم نرگس اشکباری فشان سروچمن کو سکتا خوف تیرسے لرزان شیشے آبل سہمے ہیں درختوں پہ آرسے غم و الم کے بلبل پہ بیٹھے ہیں عنادلیان تحت زدہ از فرسے سرائی کھو بیٹھے ہیں باد سے گل ترک کیا گریہ و زاری میں مصروف طائر دل بکریے نوحہ کا وقوف فاختہ کی کوکو سے ہوش اڑتے ہیں سرو شمشاد اکڑ نا کھو بیٹھے صحرا اداس پہاڑ تکرار سے ہیں سنگ دل کو بھی غش آرہے ہیں ناگاہ افراسیاب شل فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا پوچھا یا شاہ کر کے اٹھا یا ہوا یا حیرت تخت پر سوار ہوئی لشکر ساحران تیار ہو کر حاضر ہوا نوبت نقارے بجوا تا ہوا افراسیاب طرف میدان کارزار کے چلا یہ تو تحریر کر چکا ہوں کہ لشکر سے الگ ملکہ صورتخ نے ایک خیمے میں اسد و ستمبر کو چھپا دیا تھا ساحر وہاں مقرر کیے قصر عاجم شیر دل کو برائے حفاظت مقرر کیا دردولت ملکہ صورتخ پہ ملکہ بہار و ملکہ فرمان دختر اکو بھری میں انتظار آدم شاہ شہسواری عرصے سے پوچھ رہی ہیں برآمد ہونے میں بہار سے یا وشاہ عالیوقار ملکہ صورتخ نامدار کے کیا عرصہ ہو کنیزیں عرض کرتی ہیں ملکہ عالم برآمد ہوا چاہتی ہیں کہ یکایک پردہ زنبوری کھنچنے کی آواز ہوئی دیکھا سب نے ملکہ صورتخ اداس چہرے پہ ہوائیاں اڑتی ہوئیں نہایت حیران و پریشان ظاہر میں اطمینان سب سے پہلے بڑھ کر ملکہ بہار نے سلام کیا یا غضب ان کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ صورتخ مسند کاکل آکر سامنے آئیں ہلال سحر انگلین بڑھی اسی وقت ملکہ نرگس و شاہزادہ گنگر ہیرا کر پوچھ کے حضرت سے مشرف ہوئے خواجہ عمرو نے دوڑ کر ملکہ نرگس کو گلے لگا یا ملکہ نرگس نے جھولی سے نامہ صاحبقران زمان کا نکالا خواجہ عمرو کے ہاتھ میں دیا سب سردار اسی مقام پر تھم گئے کہا خواجہ نامہ صاحبقران زمان با آواز بلند پڑھیے ہم سب مشتاق ہیں عمرو نے اس مکتوب غم و الم کو کھولا صاحبقران کی طرف سے مرقوم تھا تمام تھا کہ ساحران نامی وا کو سرفروشان گرامی تم سب نے میرے کو ساتھ اسد نامدار و عمرو عیار کا ساتھ دیا ہے تم سب کا ممنون و مشکور ہوں تمہارے پاس آنے میں مجبور ہوں لیکن فرزند نور عین راحت جان شاہزادہ بدیع الزمان نہیں اب بہت بیقرار ہوں جو ساحر بیابان پر آ مرد لقا آئے تھے کہی تریاقی سنا کہ آپ لوگ بڑی بلا میں مبتلا ہیں کوئی ساحرہ نام بریاسہ شکل کش

آئی ہو بلا سے حمزۂ دوم کہلاتی ہو بندگان خدا کو چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہو اُسکی ہیبت سے خدا آپ سب صاحبان کو بچا سے خواجہ عمرو کو لکھا تھا پیارا دربان برابر ای پادشاہ طرار محسب باطن و ظاہر ای افسر عیاران ای معین و مددگار لشکر سلیمان ای تاج سر حمزۂ عرب ای تکیہ وار با وسب ای مونس و غمگسار ای سرفروش و جان نثار حمزہ پر تیری جدائی اب بہت شاق ہو دل ملاقات مسرت آیات کا بہت مشتاق ہو پہنچے سما تمہارے او پر زندہ دل بلا ہو یعنی تار پاسی ملعونہ کوئی بلا ہو خدا اسکی ہیبت سے تم سب کو نجات دیوے اسپا ہم سے بچنے کی تدبیر کرو ہمیں کبھی یہان ہنگامہ ہو کفار کا چار جانب سے بلوہ ہو بڑے بڑے ساحر آتے ہیں اپنے شعبدے دکھاتے ہیں تمہارے فرزندان نے خوب نام کیے بڑے بڑے کام کیے باوجود یکہ چھٹکے ہا سے اگر کل کیفیت لکھیں خط تمام نہو یہ چند اشعار آبدار موافق ہمارے حال مصیبت مآل کے لکھے ہیں نظم

تا ندم کہ بود جلوۂ صیاد در قفس	نے گل بخاطرم نہ چمن یاد در قفس	شادی نہ از بہار و نہ غم از خزان بدل
دیدن ہر دو این اسیر شد آزاد در قفس	گل را نمی شناسم و نی دوستاس گل	ہستم نہ تنہم مرغ قفس زاد در قفس
کا شود کسی بسلسلہ اہم چشم و چمن	از بسکہ بار دلم شدہ افتاد در قفس	باشد نصیب ساعد صید پیشگان
زبلبلان شنیدن فریاد در قفس	تیر است از برائے دل و روح آشنا	ہر نالہ از مرغ چمن زاد در قفس
سود اشنیدہ ام کہ بعہد اسیر	روئے عجیب حادثہ رو داد در قفس	من مردم از تغافل او تند تا بدہ ستم
آزاد گشتہ بلبل و صیاد در قفس	یہ نامہ جو عمرو نے اپنے آقائے نامدار کا پڑھا رو تے رو تے ہچکی لگ گئی	

سرداروں کے رومال پر رومال تر ہو گئے آج سکو معلوم ہوا تھا حیران و خواجہ عمرو میں یہ راز و نیاز ہیں یہ ماجرا دیکھکے انکے مونس و دمساز نہیں عمرو نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا خدا جی چاہتا ہو اسی وقت اپنے کو خدمت میں اپنے آقا کی پہونچاؤن مگر اسد کے پاؤن میں زنجیر ہو نکل جانے کی کیا تدبیر کرو کہے ہوئے سب سردار جادو خانے سے باہر نکلکر شہر کے تخت کو گھیرے ہوئے آیا ایک کے منھ پر ہر دم فی پھیری ہوئی ہر ایک کو گمان ہو کہ ہم بہی میدان کارزار میں جائینگے تار پاسی چیر پھاڑ کر کھا جائیگی افسوس لاشن کو دفن کفن بھی نہ ملیگا اس حسرت و یاس سے میدان کارزار میں آنے دیکھا افراسیاب پر سے فوج کے چار ہاتھ تار پاسی دونون میں ہے سر نکالے بیٹھی ہوا ایک دیو فی ہو کہ جھوم رہی ہو سر کے بال مثل نیزہ کے کھڑے ہوئے دس آدمی کہا چکی ہو گرد و پہ پان پڑی ہیں لختے خون کے سینے پہ چھپے ہوئے دیکھکر دل تھراتا ہو کیا سبب سراپا ہو کلی کر تی

عنایت ہوا یسی کنیزیں بہت نثار ہونگی آپ کس کس کے واسطے بیقرار ہونگی حضور کو یاد ہو کہ مشتعل کے مقابلے میں بھی یہ لونڈی پہلے گئی تھی قاعدے کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتی جان کو عزیز نہیں کرتی کیا میں اسیر تھی کہ ایسے لڑکوں سے لڑیں گے ملکہ صرصر نے کہا اے نافرمان وہ اور صورت تھی یہ اور کیفیت ہے یہ ملعونہ آدم خوار بیلوں ساحری دیکھو خود میدان میں آئی ایسا نہ کچھ چھڑا جانا اپنے غلام کو میدان میں بھیجا نافرمان نے کہا حضور کی جتنی لونڈیاں ہوئی ہیں اگر ملکہ بہار و باغبان و مخمور وغیرہ ہیں تو جان نثار و خدمت گزار ہو لشکر اسلام کے ہیں اسوقت بہار و باغبان و مخمور وغیرہ نافرمان سے لپٹ لپٹ کر خوب روئے ملکہ بہار کا نعرہ کہ سب سے زیادہ پیار تھی کہا اے نافرمان چند ساعت کا جینا رہا ہے اسکو زندگی کی ہوس ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہیں یہ اشعار حسب حال ہیں اشعار نہ باقی بہار

بہار عیش جاتی ہے خزاں پھرتا ہیں آنے کو — چلی ہاں رونقی جاتی ہے کہیں کس سے منانے کو
مری سے چمن نما فی کچھ نہ پوچھو میں وہ بلبل ہوں — جگہ دل میں نگاہوں کے وہ ڈھونڈتا ہوں آشیانے کو
وہ دانہ ہوں کبھی دیکھا نہ جس نے روئے سبزی — وہ خرمن ہوں نہ آئی جسکو بجلی بھی جلانے کو
جنون انجم نشیں ہے خاک اڑاتی پھرتی ہے وحشت — وہ دیوانہ ہوں بیاباں آگیا ہے پاؤں اٹھانے کو
جوانی مرگی نے بندھوایا ہے سر کا لو یہ سہرا — عزیز آئے عروس مرگ کا دولہا بنانے کو
عجب انصاف تیرے دور میں اے آسمان کیا — زمانہ ہے یہ کرنے کو ہے ہم اپنا اٹھانے کو

ان اشعار کو پڑھکر بہار زار زار روئی باغبان پچھاڑیں کھانے لگا نافرمان کے جانے پر راضی نہ ہوتا تھا سب کا یہی قول تھا سب ملکہ ایک جرعہ گریں لشکر اعداء سب پر جا پڑیں ایک کا ایک داغ زخم مرگ زندہ جاوید دارد نافرمان نے سب سے کہا اب رونا موقوف کرو بعد ہمارے رو لینا دریا حیران سے کہنا کہ حضور کے جمال کی مشتاق رہی نافرمان نثار ہو گئی حضور کا داخلہ ہوا مقام قبر تو ہمارا نہ ملیگا قبر ہماری شکم مار کی ہے لیکن اس مقام پر کہ قرب سے اور کر فاتحہ خیر پڑھ دینگے کار و روح کو راحت ہوگی جسم خاکی اگر اس ملعونہ نے کھا لیا کیا نقصان ہے ہماری روح کے رہنے کو بہشت ایسا مقام ہے معتقدان یزدان پاک سے نشان انسان صحیفہ البیان سے ہیں ظاہر خاک سے ہیں روح لطیف نکل جائیگی قفس خاکی سے رہائی پائیگی بڑے بڑے ترقی حاصل کیے لشکر ساحران سے خوب خوب لڑے صاحب بتلاؤ دنیا نے کسکے ساتھ وفا کی خاصان خدا پیغمبر کی بزرگوں نے یہ پسند کیا ہے ایک صاحب جگر کو اسنے دردمند کیا سر اٹھی شب

عمر کے واسطے لیے اپنے مقام اصلی کے جانب چلے مقام خوشی ہے جبتک نشان و نیا مین رہیگا رنج و ملال کا سنا
ہو یا گناہ و بڑھتا جاتا ہے جسم نحیف و ضعیف ہا بغلیم کیونکر اُٹھائیگا منزل عدم وہ دور دراز ہے کوئی مونس نہ کوئی
دمساز اسکی ذات رہبر ہے اسکی قوت پر سفر ہے شعر سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین
ہے وہ سامان ممکن ہوجائینگے گھر سے نکلتے ہی آرام پائینگے ان باتون نے نافرمان کی سب کو بیہوش کر دیا
ہر ایک کے خانہ دلکو غم و رنج سے بھر دیا ایک نے نافرمان کی بلائین لین نافرمان لشکر سے نکلی
گرچہ سے پوشیدہ چھپائی ہوئی دل مین شاد و بشاش جہان کا نام نہین یہ معلوم ہوا اسکو کہ نوجوان کا جنازہ جاتا
ہے کنیزین بیٹھ رہتی اپنی مقام جون نے بال کھولے اپنے پیٹے ہی سامنے چیلے کے نافرمان پہونچی و کھلائی
کو دیکھنے کہ ماتم کا واقعہ سا نافرمان نے وقع بھر کیا چیلے نے اک چیخ ماری زمین تھرا گئی تاریکی سے پکار رہی
ہوا ایسے جلدی لگ کہ کی خواہش ہے ہو کس سے بڑی کاہش ہے یہان میدان مین چیلے نے یا ساحری کو شیشہ
کھینکے نعرہ کیا زمین تھرا گئی سب نے دیکھا نافرمان تھرائی کہ یا شمع کھڑی لرائی بیتاب ہوکر زمین پر گری
بیہوش ہوگئی چیلے نے بیدردی سے ٹانگ پکڑ کے کھینچا وہ جسم پر درد و صد تار و نعم سپر پیہ سپت دام وہ
بیچارہ بد انجام چیلے سے تمام کھینچا ہوا اطراف تاریکی سے لپیٹا تمام یاس خوش ہوکر دھوئین سے نکل آئی
جھپٹتی ہوئی بلا سے صورت شکل عجیب قریب نافرمان پہونچی دونون پانون پکڑ کے سر اٹھا مارا چیر کر چبانے لگی
لشکرین قیامت بپا اقرار سیاہ ہے ہر چند کہ خوش ہوا اگر کانپ گیا حیرت کو غش آیا کچھ استخوان تو
اُس نے چبا نے پھینک دیے باقی چبا گئی ڈکار لیتی ہوئی اسی طرح اُس قصر مین جا بیٹھی منہ طرف آسمان کے
اُٹھا یا منہ سے دھوان نکلنے لگا کلمہ ہے جا کنیزین کہ نافرمان کی فرداً فرداً مقابلے مین اس چیلے کے
کنیزین نافرمان سے تو اک سحر بھی چلا لیکن اسیر ہوئیں جاپڑا جس طرح باز گنجشک کو دبا لیتا ہے گردن پکڑ لی سامنے
تاریکی کے لاکر ڈالدیا اُس بلعونہ نے اسی طرح چیر پھاڑ کر کھا لیا شام کو سر و معین میں کھینچا چیلے کو بلالیا
آواز دی اے مسلمانو ودیعہ جنگ یا بدولت دیکھا کل سب کا تماشہ کرونگی ابھی کئی سو برس سے جو بیاد سے نکلی
ہون حیثیت ساحری میں اللہ چو جمشید کے اوقات بسر کی اب دنیا کی ہوا کھائی اب مجھکو مزا ملا میرے
چیلے پر تم سبھون نے یورش کی اب اسکا بدلا لونگی کون اُس ملعونہ کو جواب دے آپ مصیبت مین مبتلا حیران
و پریشان وہ جو چند استخوان اُن بیچاریون کے پڑے رہ گئے تھے انہین کو جنازہ جا نکر اُٹھا یا مردہ بنایا جا
دفن کیا انشاء اللہ اس عجوبے کی داستانین ایسی تحریر کرونگا ناظرین و مشتاقین نہایت خوش ہو نگے ہ

مجھ کو شاد کر چکا کہ بنا بجیرہ بلا ابن حقیر پُرتقصیر نے خاص کر کے بنائی عیاریان اور لڑائیان تصنیف کر کے درج
کین لیکن مصنف نے یہ داستانین روبرو شاہزادگان والا مقام مجمع عام مین بیان کی ہین جن صاحبون
کو وہ روزی کا مزا ہی انھون نے لوگون سے پتے پوچھ پوچھ کے خود بھی کسی طور سے اس حقیر سے لیکر اس تحفہ نایاب
کو پایا کوس لمن الملکی بجایا اور شہر والے تو یقین ہے کہ یہی جانینگے کہ یہ بجیرہ بلا مصنف سابق کا ہو لیکن یہ حقیر
مکرر عرض کرتا ہے کہ صد ہا داستان حیرت بیان تصنیف کر کے اس طلسم ہوشربا مین لایا ہون اور اول مین جو چار جو
جلدین تحریر ہو کر چھپ گئین انکی صنعت مجھسے ممکن نہین ہے لیکن اگر حیات مستعار باقی ہے اور جناب منشی صاحب
مالک مطبع اودھ اخبار نے قدردانی فرمائی تو انشاء اللہ سب اُن ہر چہار جلد کو اسی طور پر تحریر کرونگا تو ناظرین
پر واضح ہوگا کہ یہ خاکسار مصنف طلسم ہوشربا ہے بہت سی داستانین اُن ہر چہار جلد کی ابھی پردۂ کتمان
مین ہین کہ جو بیان پر اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کے موقوف ہین رئیسان لکھنؤ سن چکے اور اسکی باقی تخلصۃً سلسلہ
غنچۂ آرزو کھلا اب بھی جلسہا سے رئیسان نامدار مین عرض کرتا ہون ہر نوع جب اسی طرح کئی میدان اریان
تاریک شکل کش نے کیئن چالیس پچاس سردار سیار گلشن جہان ہوئے وہ نجم درخشان پردۂ تاریک
عدم مین نہان ہوئے ساتوین دن جو ملکہ مہرخ وغیرہ بیٹھین آکے انجمن شاورت کو منعقد کیا خواجہ سے
کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اسکی کوئی تدبیر کرو رزمیدان داری ہو جسکو گرفتار کر کے قید مین رکھئے جب
ہم سب گرفتار ہو جائینگے اسکو قتل و عدم قتل کا اختیار ہے عمرو بیقرار ہو کے محفل ملکہ مہرخ سے اٹھا اور
قصر نور افشانی کے جلا سیر دی کر کے جب قریب قصر نور افشان پہونچا نور افشان قصر سے اُتر آیا
خواجہ کا استقبال کیا بہ اعزاز و اکرام تمام لاکر قصر نور افشان مین پہونچایا مقام صدر پہ جگہ دی بیٹھے ہی
خواجہ سے نور افشان رونے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و اے حاکم اقلیم طراری سب کیفیت
تجھکو بدعت تاریک کی ظاہر ہے فکر مین مصروف ہون کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا اے برادر مین نے تو
روز اول ہی گنبد تاریک مین جا کے عیاری کی بیہوشی پلائی وہ بیہوشی کو نسخۂ ٹھگی شراب کہتی ہے مین اسکے ان
سے سامنے تھین گیا افراسیاب سے کہتی تھی بیر سے صاحب خاص کو بلاؤ دیہ دیکھو نسخۂ ٹھگی شراب بنواتی ہین
مین کیا کرون اب تو آئی ہوئی عقل جاتی ہے چالیس سردار نامی گرامی سرمیدان کھا گئی ستارہ نے تو کا
نہ لی اب تک وہ خود سے کے مقابلہ مین نہین نکلی حقیر جانتی ہے کہتی ہے مین کس سے مقابلہ کرون ایسی ملعونہ پیدا ہوئی
ہو کہتی ہے میری شراب کی گزک ہے اے نور افشان تمہارا اسکا ساتھ رہا ہے پروردگار نے تمکو شرف اسلام

یادہ شیطان ہے اگر مناسب ہو تو ایک نامہ لکھو کہ اے تاریک یہ مناسب نہیں ہے کہ اُسی وقت گرفتار کیا جیسے ہمارا ایک
کو پکڑ لیا جب کو گرفتار کرو قید میں رکھو جب کل سردار تمہارے قبضے میں آ جائیں جو شاہان جلیل کا دستور ہے اول سوا
ئے سب کو اطاعت کو کہو جو نہ مانیں قتل و قید کا اختیار ہے نور افشاں نے کہا بہت بہتر ہے لیکن میں
نامہ روانہ کروں یا لکھکر آپکو دیدوں آپ بھیجدیجیے گا عمرو نے کہا آپ مجھے مرحمت فرمائیے میں خود لیکر جاؤنگا
نور افشاں نے مضمون مذکور نہایت فراست و لیاقت سے تحریر کیا سرنامے پر مہر کی بہت کچھ عبرت لکھی وہ
نامہ خواجہ کو دیا خواجہ اُس نامے کو لیکر لشکر میں آئے تمام اہالیان لشکر بیقرار و بیتاب حیران و پریشان منتظر
و لڑیش ملکہ نے پوچھا کہو خواجہ کہاں گئے تھے عمرو نے کہا اک نامہ نور افشاں کا لایا ہوں اب پاس
افراسیاب کے جاؤں کسی طرح اس تحریر کو تا بہ تاریک پہونچاؤں ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ تمہارا جانا
مناسب نہیں ہے عمرو نے کہا اور کسکو بھیجوں ایسا چھپتا پھرتا تھا آج تاریک کے سامنے جاؤنگا سوا
میرے کوئی سمجھا نہ سکے گا اگر قضا آئی ہے مجبور و ناچار ہوں اگر حیات ہے تو باقی ہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا یہ کہکر
خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری نے باشان عیاری ذات پر آراستہ کیے بصورت اصلی دربار گاہ افراسیاب
جادو پر آیا افراسیاب کو خبر پہونچی کہا بلاؤ خواجہ عمرو نے آکے سلام کیا افراسیاب نے کہا کہو خواجہ
کیسی گذری عمرو نے کہا الحمدللہ کچھ نہ تردد ہے نہ انتشار ہے یہ حقیر آمادہ تعب و بیکار ہے لیکن یہ تو ہمیشہ سے
ہمیں منظور تھا کہ آپ سے اصلاح کریں لیکن آپ نے کبھی اچھا حسن کلام نکیا ہم بھی آمادہ سرکشی رہے اب
اصلاح کی کون صورت آپ غالب آگئے ہم مغلوب ہیں لیکن بہتر یہ نہیں ہے کہ جیسا دیکھا آگے دائی اماں نے
کہلا لیا ایک نامہ نور افشاں جادو نے لکھا ہے آپ میرے ہمراہ چلیں سامنے ملکہ تاریک کے کشش
کے پیش کرا دیں میں اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا اے خواجہ یہ تو تمہاری بھی منظور ہے کہ
سب سردار گرفتار کیے جائیں میں اُنسے سوال اطاعت کروں جب نمانیں سمجھا جا سکے پھر جلاد ہے دار ہے
با بدولت کو سب طرح کا اختیار ہے با بدولت نے کہا تھا دائی اماں نے نہیں مانا وہ فرماتی ہیں کہ دیوانہ
ہوا ہے ان سب کا مار ڈالنا بہتر ہے کہ یہ سب تیرے دشمن ہیں کبھی اطاعت نکرینگے عمرو نے کہا آپ مجھکو
ہمراہ لیچلیے میں اپنے طور سے کلام کرونگا افراسیاب نے کہا چلو حضرت خشم شمشیر زن بھی خاموش ہو رہی
حیرت نے کہا وہاں جا کر یہ کچھ عیاری کرے عمرو نے کہا دائی اماں کے سامنے اسکی دال نہ گلے گی جب ان
بیہوشی بیکار ہے وہاں عیار مجبور و ناچار ہے کل لشکر کو یہی منظور ہے کہ سب سردار گرفتار ہوں افراسیاب

کی اطاعت کریگا حقیقت مین ایسے سرداران جلیل حسین جمیل نامی نام آور بہتر سے بہتر لاکھون کے افسر شکن ہونگے
جب دباؤ کامل پڑے گا فوراً اطاعت کرینگے صرف اسد غازی جیسا عیار قتل ہو جائین لڑائی کا خاتمہ ہو جانے
سردارین سب ملازم افراسیاب نامدارین سمجھین بھی اچھے اپنے سے جائینگی اسد کی محبت سے
ہاتھ اٹھائینگی ہر چند یہی چرچا ہو رہا تھا لیکن افراسیاب خواجہ کو لیکر دفعتہً تار ریک پر آیا دو چیلے پہرے پر
کھڑے تھے مین افراسیاب نے کہا دائی امان سے عرض کرو کہ ایک فرزند در دولت پر حاضر ہے چیلاؤن نے جا کر
کہا تار ریک نے دھوین سے سر نکالا وہ ان لشکر کے ملکہ مہرخ و باغبان قدرت رستہ وغیرہ دیکھ
رہے کہ عمرو سامنے تار ریک کے ہو گیا افراسیاب نے سلام کیا اسقدر افراسیاب کو شا
ملکہ تار ریک کی منظور ہو فرش خاک پر بیٹھ گیا جیسے ہی تار ریک نے خواجہ عمرو کو دیکھا تو تھا اعز
درازی کت نشستی کہا اے صاحب قدیم کہاں تھا بہت سے نسخہ بنایا عمرو نے کہا تدبیر کر رہا ہون بہت سی
دوائین ایسی ہین کہ مشکل سے ملتی ہین جمع کر رہا ہون تار ریک نے ہاتھ بڑھا کر عمرو کی گردن پکڑ لی کہ
کیون بگڑے میرے سامنے جھوٹ بولتا ہے کہا جاؤن صدقے تار ریک نے منہ پھیلایا عمرو نے کہا
دائی امان مین نے تھوڑا سا نسخہ بنایا ہے کہا لا شیشہ کے شراب پلا تب مین تجھے یاد کرونگی اور ایک غزل سنتا
میرے سامنے کا مین سمجھ گئی ہون جب سے گذرے تو آیا ہے افراسیاب بھی تار ریک کی ان دونا
کو دیکھ کر کانپ جاتا ہے تار ریک نے عمرو کو ہاتھ سے کہہ دیا افراسیاب نے بھی اشارہ کیا ارے
وہ چار جام پلا تو سا دائی امان کا دماغ تر ہو ابھی صرف نہاری کھائی ہے تمھاری باتین منہ چلین کی اٹھا کر
کہا جائینگی عمرو نے جام لبریز کیا پھر بیہوشی کی اپنے پاس سے نکالی کہا اے شہنشاہ دیکھیے میرا سراسر
نقصان ہوتا افراسیاب نے کہا مین تجکو ہم سا پلا دونگا سامنے افراسیاب کے عمرو نے
بیہوشی ملائی جام لبالب کرکے تار ریک کو دیا تار ریک نے اس جام کو خوشی خوشی چڑھا کر لی کہا اے
عمرو میری صورت سے تجھے اچھی معلوم ہوتی ہے تو تو مکوڑے سے جھینکا ہوا ہون مین کھائے جاتا ہے تجھے تیرا گا
بہت لینے ہو ہمارا اسلام گیسو سکین تیرے واسطے کمند ہے عمرو نے دست بستہ عرض کی مدت سے
عشق و عاشقی سے ہاتھ اٹھایا اگر بات شباب کا ہوتا آپ ایسی حسین مہ جبین کی خدمت مین عمر بسر کرتا
یہ کہکر عمرو نے دوسرا جام دیا تار ریک بہت خوش ہوئی افراسیاب کے گلے سے موتیون کا مالا اتار
لیا عمرو کے گلے مین پہنا دیا کہا کہ اے عمرو گا ابھی غزل سنا ہمارے سراپا کی تعریف کر نا صاحب جی

ہم بخت اپنا اوج پہ خالق کا شکر ہے
اس شمع کو نہیں ہے تعلق ہوا کے ساتھ
گھبرا گئے تم ایک ہی عرضی میں آج
کچھ لطف بھی تو ہے کہ ہے طرز جفا کے ساتھ

کرتا ہے مجھ کو یاد وہ مہر و وفا کے ساتھ
گر دل دیا بتوں کو تو کیا اس سے فائدہ
سو حسرتیں ہیں اور مری التجا کے ساتھ
کیا التماس حال کروں آپ سے نسیم

روشن ہیں خود بخود مرے سینے میں استخوان
الفت بشر کو چاہیے اپنے خدا کے ساتھ
عاشق نہیں کہ قتل کا حکم سناتا ہو دلربا
ہم ساتھ ہو گئے ہیں اسی بے وفا کے ساتھ

اہل اسلام اپنی بارگاہ میں حیران و پریشان بیٹھے ہیں یکایک صدائے طبل جنگ لشکر افراسیاب سے بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر فرمایا بسلامت ہے کیسا اتفاق ہے کہ بجا کار گزاروں نے عرض کی سرکار سے گئے ہوئے ہیں حاضر ہوا چاہتے ہیں دیکھا حیرت بہادر و بہادر سرکار لشکر اسلام کے افتان و خیزاں آئے و عاقبتہا سے بادشاہی بجا لائے

گلستاں میں ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو ترسا
نہال تاک میں انگور ہو انگور میں صہبا
نیستان میں ہو نالے اور لے سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا میں ہو اور ہو نغمہ نشاط افزا

تمہارا پیالہ عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

پروردگار آپ کو اپنی امان میں رکھے اس بلا کو رب اکبر جلد دفع کرے ابھی تار ریکھ نے پاس افراسیاب کے کہلا بھیجا افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ پھر میدان کارزار میں نکلے یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے مگر مجبور ہو ناچار حکم دیا یہاں بھی طبل جنگی بجے لشکر اسلام میں صدائے طبل جنگ بلند ہوئی لیکن ایک ایک منتشر حواس کہ دیکھیں اب تقدیر کیا دکھاتی ہے لشکر افراسیاب میں گھما گھم یہاں رنج و الم وہاں صحبتیں آراستہ یہاں بربادی کا سامنا جو جان نثار قربان ہونے کو محبت کی ہیں وہ چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر مر جائیں کیسا رنج و الم ہے دیکھیں چالیس سردار ایسے مارے گئے کہ جنکا مثل نہ ممکن ہوگا مشعل کے زمانے میں یہ رونق تھی باقی تھی کہ لاشے تو سامنے موجود تھے انکو دیکھ کر دل کو تسکین دیتے تھے یہاں آنکھوں کے سامنے وہ علوہ چیر پھاڑ کر کھا گئی بیچاروں کو دفن و کفن بھی نصیب نہ ہوا ہزارہا آدمی بھاگ کر نکل گئے ملکہ مہرخ نے حکم دے دیا ہمارے لشکر میں پکار دو جو صاحب اپنی جان کا خوف کریں ہم خوش ہیں نکل جائیں وقت جنگ دم نہ پھیریں اس شب کو ہمارا بہت بیقرار رحمید کنیزیں ہمراہ زو مسماۃ قتل ہوئیں انکا فراق بہت ناگوار ہے یاد پادشاہ میں دل بیقرار ہے شب بھر فرش خاک پر تڑپی جا رہی رات ابھی تھوڑی ہے باقی کلیوں میں کلی شاخ کھلانے سے گل و غنچہ کو ایک مرتبہ ہوا کے گرنے لگے خزان آمد آمد ہوا دخل کیا مہرو شکر ہوا سے کر مسکے چلے

اہالیان لشکر اسلام بدحواس مضطر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے در بارگاہ مہرخ میں آئے ملکہ مہرخ بھی برآمد
ہوئیں عیاران نیکنام سامنے حاضر ہیں بقدمہ تارہ یک عیاری میں قاصر ہیں سواری باہر نکلی سب سردار
آگے جاتے ہیں پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہمراہ ہولیے کیسا نوبت نقارہ مرثیہ کی نوبت ہے علم بال کھولے ہوئے
پھریرے ہوا میں اُڑتے ہیں صاف ظاہر ہے کہ دامن پھیلا کر رب اکبر سے دعا مانگ رہے ہیں کہ فتح
وظفر نصیب ہو دشمن بدنصیب ہو جھانجھ ماتم والم کی بجا تجھ میں قرنا کا دم پھولا ڈول اپنی ریختانی بھولا
چپ بستہ سر پیٹتا ہے یا تو تاشے بجتے تھے تاس فلک گونج جاتا تھا یہ آوازیں کیسا ناک آتا سپیدۂ صبح میں
ماتم جا بجا ہے ہجوم غم والم شہسوار بہ ہیئت اس کیفیت سے دارو میدان کارزار ہوئے ادھر لشکر افراسیاب بڑے
کروفر جاہ وحشم سے نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین زمان گرجتے ہوئے قضا سے کار ملکہ مہرخ نے طرف ملکہ
بہار گلعذار کے دیکھا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بدھیان پھولوں کی رنگت تبسم کلیوں ہیں دونو شہزادی کا
ہاتھ تھامے بدحواسی میں یہ اشعار آبدار ملکہ بہار پڑھ رہی ہے

نظم

سبک رفتم چو بو ٹکہ وبال صبا رفتم
چہ دانستم کہ در غربت بکام اژدہا رفتم
نجات از غم چہ پنہان ہم کہ ہر دم ہیر دم مخفی

گران بارم چنان از غم کہ گرچہ میر بہ جا مانم
تمام روز تا کامی درین وادی نمی مانم
چو مرغ بے پر و بالم بکام اژدہا رفتم

سفر کردم کہ بکشایم دل از سیر جہان گردم
ضعیفی قوت دل لا مثل کوہ غم کجا رفتم

ملکہ مہرخ نے ملکہ بہار کو اپنے قریب
بلایا گلے لگایا کہا اے بہار دل کو مضبوط کو آج ہم کو بہت حیران و پریشان پاتے ہیں دل بہار کا بھرا ہوا تھا
فوراً آنسو ٹپک پڑے کہا اے شہنشاہ چالیس سرداروں کا مارے جانا باعث حسرت و یاس ہے دل باغ
عالم سے گھبرا جاتے ہیں اب کہاں وہاں اُٹھائیں قدم بڑھائیں داخل باغ ملک عدم ہوں ورد دل
سے رنج وغم ہوں اب صدمات نہیں اُٹھتے جدائی ساتھ والوں کی شاق ہے دل تردد و منزل گلگشت قصبہ کا
مشتاق ہے خارستان دنیا سے دل گھبرایا خوب دنیا کی بہار دیکھی دل بھر گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا اے
ملکہ بہار ایسی باتیں نہ کرو کلیجہ پھٹتا ہے خدا فقط حقیقی بچانے والا ہے ادھر لشکر افراسیاب شاہ فرانیہ
اگرچہ تاریک شکل کش نے دھوئیں سے سر نکالا قریب ہے کہ تاریک پیلے کو حکم دے کہ جاکر تو ملکہ
کہ آسمان پر لکہ ابر مرواریدی پیدا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اس ابر فرحت افزا کو دیکھکر
گل ہنسے غنچے مسکرائے نخل صحرا وجد میں آئے قمریوں نے کو کو کی صدا دی افراسیاب جادو بھی
دیکھنے لگا دو لاکھ ابر شق ہوا سب نے دیکھا تخت پر اک نازنین گلگوں پوش پھولوں کا گہنا پہنے ہوئے

بڑے حسرت کی بات ہے یہ تو نہین کرامات ہے ہمارے سے مین آج ضرور مقابلہ کرونگی کنیز بناکر لیجاؤنگی عہد کرتی
ہون اگر بعد میرا ساتھ چھوڑے تو ارمان جادو نہ فرمائیے گا جب ارمان نے بہت ضد کی افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا کہا دائی امان کے پاس چلو انکا حکم ضرور ہے یہان اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ نقیب
اتنا بکتے کیطرح دیر ہونے کا کیا باعث ہے تیلی پہ سب سر رکھے کھڑے ہین ہرکارون سے کہا خبر لو پڑھکر لوہے کا
چلا افراسیاب ارمان جادو کو لیکر سامنے دمدمہ کے آیا آواز دی دائی امان صاحب دیکھیے کنیز آگئی
کیا کہتی ہے ملکہ تاریک نے دمدمے سے سر نکالا نگاہ جو پڑی بی ارمان کے سب ارمان دل مین رہ گئے
کانپکر گر پڑی جو دیتن ہو گئی افراسیاب نے گود مین اٹھا لیا کہا دائی امان تمہاری صورت کو آگ لگے
دیکھو میری بچہ ابھی زندہ رہتی ہے یا نہین سامری و جمشید نے کیا نقشہ بنایا دیکھکر روح نکلتی ہے چھوکری کی
ایڑیان رگڑ رہی ہے تاریک خوب ٹھٹھا مار کر ہنسی زمین ہل گئی کہا کیون لونڈے یہ سحر کیا کرنگی جو ہماری صورت
دیکھکر بیہوش ہوتی ہین اگر کوئی پیر سامنے آجائے یہ کیا تدبیر کرینگی نہ جینگی نہ مرینگی تڑپ تڑپ کر رہینگی
لیکن بیان کر کہ طلسم کیا ہے اس چھوکری کو کیون لایا ہے افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی کہا اسنے
ٹھانی ہے بہار مین کمال پیدا کیا ہے چاہتی ہے کہ بہار سے مقابلہ کرون لہذا آپ سے پوچھنا واجب و لازم ہوا
تاریک نے کہا بیٹا دن ناحق جائیگا تماشا کون دیکھیگا افراسیاب نے کہا چھوکری کی خاطر منظور
ہے خود جا ضرور کرینگا تاریک نے کہا جانے دے ایسے میرا کیا نقصان ہے ہم بھی دونون کے سحر کا
تماشا دیکھین گے یہ کہکر تاریک تو دمدمہ سے سر نکالکر بیٹھی افراسیاب ارمان کو گود مین
لیکر قریب تخت ملکہ حیرت کے آیا خوب روئے دھوئے سر پیٹ پیٹ کر گلے لگایا دل مین کہتا ہے افراسیاب
کیا شعلہ جوالہ ہے تمام سیارگان کا مندار ہوتا تو طلسم دلی اس سے حاصل کرتا اسکے یہ شعلہ جوالہ قیامت
کا پرکالہ حسین ہے ہاتھ پکر جوڑے طلعت کسی اور کے قبضے مین جائیگی بڑے افسوس کی بات ہے ملکہ
حیرت نے جو دور سے دیکھا کہ افراسیاب ارمان کو گود مین لیے ہوئے آتا ہے لیکن پیار جتاتا ہے
یہ لوا سکے افعال سے خوب آگاہ ہے تخت سے اتر کر ایک دوہتڑ مارا کہا اپنا خدا تجھکو غارت کرے ہٹ گیا
جاتا ہے کس خیال سے گلے لگاتا ہے افراسیاب نے کہا تم کیا جانو گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا ارمان
کو ہوش آیا کہا امون یہ سب ناحق بچاکون تھی قریب تھا میرا کلیجہ پھٹ جائے افراسیاب نے کہا بی بی
یہی ہماری دائی امان ہین انہین کے دودھ کی یہ طاقت ہے کہ کوئی دنیا مین مجھسے مقابلہ نہین کر سکتا

ارمان نے کہا ساحری جمشید اسکو غارت کرین دیکھو ہم اون جان اتنا سہرا کلیجہ دھڑک رہا ہے مہلت
آپ نے جا عمل کی افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ تمہین اختیار ہے لیکن بہار سے سمجھ کے مقابلہ کرنا دیکھو
وہ سامنے پھولون مین لدی کھڑی ہے ارمان بہت اچھا کہکے ہنستی ہوئی طاؤس پر سوار ہوئی میدان مین
آکر سحر پڑھا شب دیزوار شب دکھانے لگی جس نخل کے سائے مین آکر ٹھہری وہ نخل جتنا سب ہو گیا سرسبز و شاداب
ہو گیا جس جانب مسکرا کے دیکھتی ہے مہک پھولون کی آتی ہے طائر پرون کا سر پہ سایہ کیے ہوئے
مثل ستارہ سحری چمک رہی ہے پکار کر آواز دی اے بہار آکے مجھسے مقابلہ کرو مین تمہاری بڑی تعریف
و توصیف سنتی تھی ملکہ بہار نے فورا طاؤس زرین بال کو بڑھایا سب ساحرون نے ملکہ بہار کو گھیر لیا گرد نازنینان
گلعذار بیچ مین ملکہ بہار سب کو یہی خیال ہے تار رگ مشکل کشا نے کوئی دام نہ پھیلایا ہوا جاتا ہے سنتے نہ
ملتی تھی مشکل ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا اے ملکہ بہار چمن ہرا ہے اول کے تمکو سپرد کیا باغبان حقیقی نے بہار سے اس
گل سے چہرے کو دکھانے باغ حسن مین ہمیشہ بہار رہے باغبان قدرت نگہبان ملکہ بہار کو دعا مین دے
رہا ہے گلچین جادو ونزدیہ باغبان آنکی نثار ہوتی تھی کبھی واسطے بہار کے زار زار روتی تھی بہار
نے سب سے اجازت لی میدان کارزار مین پہونچی ارمان نے دیکھتے ہی بہار کو گلدستہ مارا پھولا رنگ
گلدستے کو کانٹا پھول برسنے لگے ہوا نے اپنی ہوا باندھی درختون کو وجد ہوا سرو مچلانے لگا بلبلین
چہچہا زن بہار چمن بہار جادو دیکھی جھوم گئی سب نے دیکھا بہار کی آنکھین سرخ ہوئین گل سا چہرہ کملا گیا
ارمان نے آواز دی اے ملکہ بہار کیا سیر گل و لالہ مین مصروف ہو بہار گلشن جمال کی کیفیت کرو اسقدر خودبینی کرو
مت ملکہ ارمان جادو افراسیاب نے دیکھا بے اختیار ملکہ بہار گلعذار کے منہ سے نکل گیا قطعہ

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری | چٹک کے گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری
ہوئی تاج کی ہے جادو ملک وصال کی ہے | بہار سے دلین اگر ہو تو آرزو تیری

یہ کہتی ہوئی بہار جادو طرف ارمان جادو کے بڑھی لشکر دل
مین غلغلہ ہوا آرمان کا ارمان نکلا بہار کو دام رگ گل مین پھنسایا کیا غضب کا صیاد ہے نہایت صاحب
پیادہ ہے موج گل کی بیڑیان پڑ گئین دیکھو آپس مین نگاہین لڑ گئین لیکن ملکہ بہار گلعذار جھومتی ہوئی چند
قدم بڑھی تھی کہ پہلو سے زمین شق ہوئی اک نازنین مہ جبین سرخ پوش لعبت ہوش خروش نہایت خوبصورت
ماہ طلعت حور جبین چوتھین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوئے زمین سے نکلی ہاتھ مین پچکاری تھی جس مین گلکاری
تھی نمودار ہوکر بہار کے برابر آئی مین ماری اس رنگ کا چھینٹا رو سے بہار شعلہ رخسار پر پڑا چہرہ

گلنار ہوگیا ہوش آیا غنچہ دہن ذاکر کے کماری نکہت لاگلدستہ مجھے دے اُسنے گلدستہ ہاتھ میں بہار کے دیا وہ نازنین تو اسی طرح گلدستہ دیکر غرقِ زمین ہوئی مثل بوے گل آنکھوں سے غیب ہوگئی لیکن بہار نے شگفتہ ہوکر اسم سحر پڑھا کہا او ارمان ہوشیار ہوجا کوئی ارمان باقی نرہجا ہے ہو جیسا شگل کرتا ارمان نکرتا پشیمان کیا نہ ہوتی تو ہمکو تسخیر کرگئی بقول شخصے مان نہ مان میں تیرا مہمان ایسے سبب سے کلام رنگین باغبت آمین بہار نے کہے اور گلدستہ مارا پکار کے آواز دی یہ مطلع مصنف کا پڑھا مطلع

آج پیدا بسٹ رہا ہو خوش ہو بلبل باغ میں	اٹھا جہاسے گل اٹھاتی ہیں ندر گل باغ میں

ہرطرف اٹھ ہوا بہار کا گلدستہ چل گیا وہ دیکھو بہار نے اپنا رنگ جمایا ارمان کا ارمان نہ نکلا ہوا سے سر چلی ہوا اعتدال پر نہ گرمی نہ سردی تھی غنچے چٹکے پھولوں نے اپنا رنگ جمایا ابر سیاہ آسمان پر چھایا بارش پھولوں کی ہونے لگی تمام زمین بوقلموں ہر نخل کا قد موزون سروسا چمن سے نکلا کیا جوانان گلشن نے دل اپنا نثار کیا قصہ یہ ہو دوڑے دوڑے پھرنے خزان کو اس چمن میں باندھتی باغبان و گلچین آپس میں لڑنے تھے صیادان طائران بوسے چمن برباد صحرا سے خارستان پر افتاد دیوانے کانٹوں کو ہٹایا دامن بہار سے کا نشاط انجا ہر سمت جوش بہار سے بہار کی یا خوشنوایان چمن گانے لگے غزل

غزل دیگر

جامِ گل تیرے سے اب بلبل کو مستی ہو بہار
ہمکو آنکھوں سے یہ ذوقِ مے پرستی ہو بہار

خندۂ گل نے کیا ہو بلبلوں کا قتلِ عام
پھیر اب گلشن میں کیا شہر سے لگی ہستی ہو بہار

جوش سے میرے جنون کے کیا خوش آتی ہو بہار
پیرہن میں گل ہیں پھولے سماتی ہو بہار

آشیان باندھے ہو کس امید پر اے عندلیب
آتشِ گل سے کوئی دن میں جلاتی ہو بہار

کس کا گلگشتِ چمن کا ہو دماغ اے باغبان
کھینچ کے میرا گریبان یان سے آتی ہو بہار

دلِ فسردوں کو کہاں خون گرم کرتا ہو جنون
کیوں مجھے ہر سال ایک تو ستاتی ہو بہار

شور سنکر ہم نواؤں کا البتا ہو یہ دل
رخصت یک سالہ اے صیاد آتی ہو بہار

عارضِ گل پر نہیں شبنم عرق ہو شرم کا
دیکھکر میرا جنون یار و کھسیاتی ہو بہار

کسکی آنکھوں سے کہو آئی ہو مستی سیکھکر
اس برس نرگس پہ کیا دھوم مچاتی ہو بہار

خوش رکھو تو عندلیبو اپنے گلشن میں چمن
خانۂ زنجیر کھولا [illegible] بلاتی ہو بہار

اب خدا حافظ ہو سودا کا مجھے آتا ہو جسم
ایک تو تھا ہی میں دیوانہ اُسپر آتی ہو بہار

سب نے دیکھا ارمان کا رنگ متغیر ہوا وہ چہرہ جو رشک گل نیلوفر تھا مثل زعفران زرد ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا
کہ اس مہ جبین کے دل میں درد ہوا ہونٹ خشک ہوئے چہرہ اداس عالم یاس چہرہ فق رنگ زرد سے ظاہر
اشتیاق انتہا کی ساتھ ہوا اپنے کو روکتی ہے بلکہ قصد ہے مثل بوئے گل اڑ جاؤں کسی پھول میں جا کر چھپوں یا ہوا
بنکر گل جاؤں کئی مرتبہ جھولی میں ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوئے نکالے سحر کرنے کی استعداد پھول اپنے کو دکھے
وہ پھول خشک اس گل تر کے ہاتھ سے گر پڑے مثل تصویر تھا ہوش و حواس سے حیرت تھی برتتا کا جوش اودھر
بہار نے سحر کو اور زیادہ زور دیا بدنسیبان پھولوں کی گٹھی آ آ کر ہی طرف ارمان کے اسم سحر پڑھکر پھونکی ہیں
نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے خوشبو سے سیکڑوں داغ سینے ارمان کے گل عارض کملائے ہوئے دیکھکر عندلیبان خوشنوا
آوازے کسے دل اثر ان سحر بہار نے گھیر لیا ایسے اشعار بہار پر گانے ارمان کے ہوش اڑ گئے تصویر تمثل کھڑی ہوئی
دیکھ رہی ہے لیکن موسم بہار کا جوش کبھی ہنستی ہے کبھی مسکراتی ہے کبھی آرسی میں اپنے چہرے کو دیکھکر شرماتی ہے
دیکھتی ہے چاروں جانب جوش بہار ہے گلرو کا نکھار پھول برس رہے ہیں ارمان نے پھول دامن میں لیکر سونگھے ان پھولوں
کی خوشبو نے مست کر دیا گل سا چہرہ کملانے لگا جبین نورانی پر پسینہ آنے لگا بہار نے دیکھا یہ گل لالہ
نے مست تو اسکو کر دیا لیکن اپنے سنبھالتی ہے طائر زیرک ہے یہی چاہتی ہے دام رنگ گل سے نکل جاؤں جال
میں پھنسوں الگی بہار نے دوسرا گلدستہ مارا دوسرا جھونکا ہوا کا چلا بوئے خوش دماغ میں ارمان کے
آئی بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ فوراً دوڑی سامنے ارمان کے آکر اسکے حسن کی تعریف
کرنے لگی یہ اشعار پڑھے

اشعار

پہنے نہیں اے غیرت گل تو نے کرن پھول	تیرے تو چمن حسن میں پیدا ہیں کرن پھول
سب سے تشبیہ ہے اے رشک پری تو ہمہ تن پھول	غنچہ ہے دہن ہونٹ گل برگ و تن پھول
اس گل کے گلے سے ہے عیاں پان کی سرخی	غنچے کی گلابی سے ہے یا گلشن نگن پھول
اللہ رے فیض سحر عارض تابان	مثل گل خورشید ہے تابندہ کرن پھول
ایکی صورت سے بہار آئی ہے جوبن خیز	غنچوں کی طرح کھل گئے ہیں داغ کہن پھول
کیونکر شب زلف میں یہ نور فشانی ہو	ہیں افعی گیسو سے ہے کاہے کرن پھول
عشاق کی قبروں پہ چڑھے پھول اسے جیتے ہانے	مرقد سے بھی گھروں میں گئے بائین کفن پھول
رنگینی میں وہ سادگی کا لب ہے تکلف	الا اس کے کہاں سے ترا ایسا ہے یہی پھول

کہا جادو کی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ آپنے دیکھا عمرو نے کہا تم ان باتوں میں دخل نہ دو عقل مشورہ ہو چکا دیے
جب اسکے ہمر کیوں رو دیجو ساعت ہے غنیمت ہے وہ کھو رب اکبر مالک ہے جو بپردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے
ساعت باسعادت کو کاٹنا چاہیے لشکر پر قران نحس آیا ہوا ہے ستارہ گردش میں ہے فلک مٹانے کی کوشش
میں انشاء اللہ یہ تحقی دفع ہوگی یہ کہکر عمرو نے برق و قران کو آواز دی دس آدمی لاؤ خدمت میں
ملکہ تاریکا کے حاضر کرو قران و برق وچالاک دس آدمی زنجیر میں بندھے ہوئے لائے
تاریکا نے چیلوں کو اشارہ کیا کشاں کشاں انکو دیون کے اندر لے گئے تاریکا نے نیزہ پایا ٹکے
انکو کہا یا شراب خواری میں مصروف ہوئی ملکہ مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیا لشکر سے دس آدمی لیلئے عمرو نے
کہا اک تاجر آیا تھا روپیہ دیکر غلام خرید لیے وہی مسلسل کرکے تاریکا کو دیدیے ہیں اپنے لشکر والوں کو
دونگا اگر کل ہوشربا دو منحس وہ ایک سائس اپنے لشکر کا ندون ان ستہاتیں میں دخل نہ پاکر دو روپیہ
کے زور سے ممکن کرینگے لیکن افراسیاب جو ارمان کو لیکر آیا تھا ستونوں میں اسکے ٹانکے دیے ارمان
کو ہوش آیا کہا اسدن جانے میں کیے بار غم والم اٹھایا بدون سامان چلی آئی بہار کے ہاتھ سے شکست
کہائی اسیلئے اپنے قلعہ میں جاؤنگی یہاں کی آب و ہوا کا اختلاف ہے زخم بگڑ جائینگے وہاں جاکر صحت
پائینگے افراسیاب جادو نے رخصت دی ارمان ٹہلتی ہوئی بارگاہ سے نکلی کنیزوں کو آواز دی
کنیزیں اسکی حاضر ہوئیں کنارے تک لشکر کے آئی ادھر سے مہتر قران اک ساحرنی ہوئے آتے تھے
سامنے میں نخل کے کھڑے کھڑے نگاہ جمال جہان آرا سے ملکہ ارمان پر پڑی بیتاب ہو گئے کلیجے پہ ہاتھ
رکھ لیا قصد ہوا کہ اسکے قدموں پر جاکے گر پڑوں بقیہ عمر اسکے ہوا سے وصل میں صرف کروں لیکن دیکھا
ارمان جادو طاؤس زرین تیار کر سکی کنیزیں گرد آگئیں مہتر قران نے دیکھا یہ جاتی ہے کیونکہ طبیعت
تسکین پائیگی ہر وقت دل گھبرائیگا جلدی میں اسباب تصویر کشی اپنے پاس سے نکالا ارمان جادو
کی تصویر کھینچ لی اس تصویر سے کیفیت حاصل ہوگی آنکھ پھڑکی سامنے سے جمال کھلیگا تھوڑے عرصے میں
ارمان نے طاؤس کو اڑایا کنیزیں گرد آگئیں ارمان مع کنیزوں کے طرف اپنے قلعہ کے روانہ ہوگئی
اور مہتر قران کے پاس رہی اس تصویر کا ذکر وقت پر آئیگا لیکن افراسیاب بعد جانے ارمان
شہر کی سمت ناقش روانہ ہوا یہاں خواجہ عمرو وغیرہ بہار کو ایک دوا عقل لشکر ظفر اثر ہوتے ملکہ بہار کی
زخم ... کی پٹیاں مرہم ... بہار کو ہوش آیا کہا خواجہ آپ چالاکی افراسیاب کی

دیکھی کس طور سے اپنی بھانجی کو لیگیا ہون اپنے سحر مین پھنسا لیگئی تھی اسنے سحر کرکے بچایا سیر اسحر بیٹا یا اسی حباب
مین وہ آپڑی بہت شرمندہ ہوگئی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اس لڑائی مین بھی سحر افراسیاب
شریک تھا ورنہ اُس ملعونہ کے ہاتھ سے مین اسقدر زخمی ہوئی کیا خبر دریافت ہی کہ ارمان جادو کہان
گئی ہرکارون نے خبر پہونچائی ارمان طرف اپنے ملک گیا اثر افراسیاب سے عذر کیا کہ یہان کی آب و ہوا میرے
واسطے نہایت ہی خلاف ہی ملکہ بہار نے فرمایا تیری خیر ہی زندہ ہون اگر بار وہ بیتہ باقی

دو کلمہ داستان حسرت و مصیبت گرفتار ہونا جملہ سرداران ملکہ عروج سحر چشم کا تاریک سے اور عمرو کا ان سکو بچانا خود اک تاریک و کیا اور حال کہنا عیاری عمرو کا اور غصے مین جا پڑنا تاریک کا لشکر عروج پر اور پیٹا ماننا بارگاہ اسد غازی کا عجب داستان رنج و الم ہی ختم

او سنہ و سینے مین غضب لا سیئے گا — تجھ بوشتے سچ اول کے سمجھا سیئے گا
آج تو کہتے ہو کل پا سیئے گا — کل بھی منھ پھیر کے فرما سیئے گا

آج گھر جائیے کل آ سیئے گا

سچ تو اغیار سے فرما سیئے گا — حیلہ و فقرہ سے ٹہلا سیئے گا
مین سمجھتا ہون جہان جا سیئے گا — میرے گھر کا نہیکوا ب آ سیئے گا

خیر سے کیونکہ بہلا سیئے گا

تخفہ اتنے کا تو تم کہلا سیئے گا — رنج تنہائی سے گھبرا سیئے گا
آپ تو کیا ہاتھ مین آ سیئے گا — میرا دل ہاتھ سے کے پچھتا سیئے گا

ایسا جا نہ کہ ان پا سیئے گا

مرگون لشکہ ہزارون دے کیئے — اپنے ہزار تر سکتے وہ سینے
آپ تو گھر کے ہین بیان تک سہی — وصل مین کتے ہین جیتے جیتے

آپ سایہ مین لپٹا جا سیئے گا

چند ساعت مین وہی ہو سامان — سب کا تھا اور مین تھا سے ارمان
پوچھئے کیا ہو یہ ای جان جہان — اس طرح ہم مین جانی ہو جہان

کو یاد کر دیا و رنج پایان و داد رس بیکسان سے فریاد کرو وہی بچائیگا سحر و دلیرانہ وار وحشی مثال فکر دور کی
تار یک شکل کشش مین مارا مارا پھرتا ہے قران و برق و شہرہ بھی اسی تدبیر مین مصروف ہین تنہا
انہین کی راے پر موقوف ہین سحر و کبھی مغرب کبھی مشرق کبھی جنوب کبھی شمال وہ شب تیرہ و تاریک
خوف و دہشت تاریک مین کٹی حیران ہے کیا کردن زمین سخت آسمان دور انسان مصیبۃ البیان ناچار دیکھو
اسی ہنگامہ مین چار پہر رات بسر ہوئی جلاد مہر تابان نے لباس خونی زیب جسم کیا خنجر شعاع ہاتھ مین لیا میدان
چرخ نیلی مین مصروف جنگ ہوا لشکر جانبین میدان کارزار مین آئے افراسیاب ایران لب عظیم نشان
میدان کارزار مین آیا لشکر جانبین کے جب صفین آراستہ ہوئین تاریک طلسم نے سر دشتون سے
نکالا تیلہ دونون میدان مین ڈہل رہتے ہین ناگاہ تیلہ تاریک کا میدان مین آیا نعرہ کوہ شگاف کیا
ای ملکہ عروج بھیج کیا ابتک تم سب نے طور مصالحہ کا نکیا اب آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو جیسے ہی تیلہ
نے نعرہ کیا ملکہ مخمور رنجور نے طاؤس اپنا بڑھایا مخمور کا نکلنا لشکر مین ہنگامہ ہوا اوصاحبو ملکہ مخمور
جاتی ہین مہار و باغبان و رعد و برق و غیرہ دوڑے کہا ای مخمور ہم تم ساتھ چلینگے مرگ انبوہ
جشنے دارد اسوقت مصیبت مین ساتھ نہ چھوڑو ہماری محبت سے منہ نہ موڑو ہم سب آمادہ مرگ و مہیا
قضا ہین کیسا زندگی درکار نہین ہے اگر تمہاری خوشی ہے ہم سب ملکر ابھی جا پڑین لڑ بھڑ کر جان دین ملکہ مخمور
نے کہا آپ سب صاحبون کو خدا سلامت رکھے آپ سب صاحب جانباز و سرفروش ہین اب اس کنیز کو
رو کیجیے جانے دیجیے سحر و نے جو سنا کہ مخمور جاتی ہے بیقرار ہو کر اپنے کو ظاہر کیا آگے مخمور کے لپٹ
گیا کہا ای مخمور کیا غضب کرتی ہے مین تدبیرین کر رہا ہون خدا چاہے تو کوئی سامان پیدا ہوگا اور سردار
ہین وہ مقابلہ کرینگے حیرت پیارے کے کہا جائیگا تاریک سے عہد کر چکا ہون تین دن سے دس آدمی روز
اس مردانہ ذات کو پہونچتے ہین مشرق و مغرب مین اپنے کو پہونچایا ہون آخر ڈہونڈ نکلتے ہر روز کے فریاد سے
امید واسطے کہ جو سردار ہمارا گرفتار ہوا اسکو وہ قید کرے قتل کرے مخمور نے کہا خواجہ قید کیا تو کیا
حیرت پیارے کھا گئی تو کیا اب موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے فراق مین نور الدہر کے زندگی
سے بیزار ہون موت کی امیدوار ہون بموجب مضمون ان اشعار عبرت آثار کے اکثر پڑہی ورد
ہر مطلب پر یہ مضمون مرقوم ہے جان اسکے ہاتھ سے نہ بچیگی خوبی معلوم ہوا سحر غالب آنا
مخمور نے رو رو کر ملکہ مخمور نے یہ اشعار پڑہے نظم

بایم دگر بگریہ طوفان مصاحب است
دست الم بچاک گریبان مصاحب است
خواہی حریر بستر و یا خواہ بوریا
عاشق ہمیشہ بیسر و سامان مصاحب است
مخفی زسوز آتش عشق تو ساہا ست

مژگان و دیدہ کہ بہجران مصاحب است
بلبل ہزار بنالہ و زاری کہ سبے نوا
پہلو سے بخت باتبیلان مصاحب است
تا زہم بہجر و حوصلہ دل کہ ہمرہ است
باتن ہائی وجود دیدہ گریان مصاحب است

تخمین وقت زدوری دل و دو رئیست
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است
زادرہی بہ بار نہ بباید براہ عشق
در تنگنائے سینہ بافغان مصاحب است
خواہم بگو وچہ باتین سنکے مخمور کی

بے اختیار رونے لگے ہرچند سب نے سمجھایا مخمور نے نہ مانا جسوقت مخمور لشکر سے نکل کر چلی صاف ثابت تھا کہ جوان کا جنازہ جاتا ہے ہر سمت شور گریہ و زاری بلند ہر زن و مرد ورد مند مخمور جھومتی ہوئی طرف میدان کارزار کے چلی بہار کا نگاہ یاس سے دیکھتا دوڑ دوڑ کر لپٹ جاتی ہے مخمور نے کہا اے بہار اب صبر کرو انشاءاللہ اگر زندہ ہیں تو ملینگے ورنہ عدم میں ملاقات ہوگی بہار نے آہ کھینچی کہا ہم اسکے حال میں نظم

کاش جائے کسی کوچے میں ہم قرقت نصیب
تھا بہت مشتاق لیکن جانکا اک قت نصیب
شکر ایدل کسے ملتا ہے داغ عشق و دست
دل ملا حرمان نصیب آنکھیں ملیں حسرت نصیب
تو قد پرواز ہونکی داد دینے کو تجھے
فخر کیا ہے کسے ہوتی ہے یہ دولت نصیب
پوچھتے کیا نام ہو سودائی گیسو کا تم
یہ بھی دور افتادہ ہمیں یارسا قرقت نصیب

یاد کوئی کرتا کوئی کہکہ کبھی حسرت نصیب
داد ری تقدیر اسکی یار جسکو رنج دے
خوش نصیبون کو ہوا کرتی ہے یہ دولت نصیب
تیری باتین ان سے دل کہتا ہے یارب چیر دو
اے فلک کیا رنگ تھے اک ہم ہین قرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار
تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب

شوق سے باکرین فتنے تری انکھیان
عاشقون میں بھی نکل آئینگے کچھ آفت نصیب
وا ہے ناکامی یہ کیسے عاشق ناکام کی
وصل میں بھی کچھ نہ آفت لائے یا قت نصیب
سامنے تو ہین کھڑے ہیں ہم مگر پاس سے دور
اور تو دیکھا کیا دیدہ حسرت نصیب
نقش پاے یار مخمر راہ کیا ہو گا جلال

مخمور و بہار خوب ملکر روئین دونون کو ہچکی لگ گئی اسوقت زمین کانپتی تھی کل اہل لشکر میں سکتہ کا عالم مخمور نے کہا اے بہار زیادہ نہ رلاؤ بس اب ہمکو رخصت کرو یہ کہکر مخمور حیران و پریشان میدان کارزار میں آئی بہار روتی ہوئی پلٹ گئی جیسے ہی تیلے نے مخمور کو دیکھا تڑپ کر چلا اسوقت افراسیاب بھی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان بیصبر ہو سکا تڑپکر پکار اٹھا اے مخمور بھاگ یہ ظالم آتا ہے مخمور نے کچھ جواب نہ دیا شیرانہ سینہ سپر کیا جیسے ہی تیلے نے گولہ مارا مخمور نے برق چمکائی گولہ کا تار تار پارہ پارہ دھوئیں سے سر نکالے دیکھ رہی ہے مخمور نے تیغ کھینچکر مثل برق جہندہ تیلے پر جا پڑی ہر چند اسنے چاہا سنبھلوں مخمور نے سنبھلنے دیا قریب جاکر تیغ مارا تیلے کے دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا خون کا فوارہ جسم سے نکلا آواز آئی کشتی

مرا نام حسن غلام ملکہ تاریک ہے شکل کشش ہو دتاریک نے یہ جو دیکھا غصے میں کانپ گئی دوسرے تیلے
کو اشارہ کیا وہ بھی مثل شعلہ جوالہ بھڑکا اس پر اور وہ ستیرے سے عمرو پر جا پڑا عمرو کی آنکھ بند ہو گئی وار
نہ کر سکی چھرا ہاتھ سے چھوٹ گیا بیہوش ہو کر گری تیلے نے اٹھا لیا ایک طرف تاریک کے چلا عمرو کا
کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہو کے دوڑا ساتھ تاریک کے آ کر کہا ادعونی ان الکریم اذا وعد وفا جو فرمایا ہے
اسیر کا نہیں ہو جیسے ملکہ عمرو کا قید کرنا مناسب ہے ہر روز دس آدمی نوجوان لا تا ہوں تاریک نے کہا اچھا جب
لا نے ہم اسکو قید کرتے ہیں عمرو نے کہا ابھی حاضر کرتا ہوں یہ کہکر مہتر قرآن کو آواز دی قرآن دس آدمی پکڑ دلی
میں بند کئے ہوئے لایا تاریک کے حوالہ کر دیئے تاریک نے خوشی خوشی سر زنجیر کو تھام لیا عمرو کو
اٹھا کر کسی مکان ویران میں ایک جا پر پھینکا یا وہ جو آدمی پائے انکو لیکر کھانے لگی راہ گیروں کی جا اخیر
منا تی تھی جب ہی جا اٹھے جسے جا پڑی راہگیروں کو اٹھا لائی چھڑ کیا ڈر کر کھا گئی شراب کے مشکے بھرے ہوئے
رکھے ہیں پی رہی ہے میخانے کے میخانے خالی کر دیئے بعد گرفتاری عمرو کی کنیزیں اسکی کمین وہ بھی اسی
طرح گرفتار ہوئیں تاریک نے انکو کے وہ سوئی میں پھینکیا شام کو اہل اسلام نا کام غم سرداران میں
مرے خاک اڑاتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب نے لیا آ کر تخت پر بیٹھا ظاہر میں تو خوش ہو کر
باطن میں گرفتاری عمرو کا نہایت قلق خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کسی وقت ضرر کے پہنچنے میں تامل ہوا اس عمیدہ سے
مطلوب کو کہنا جانتے ہیں اسکا کیا کہو نگا سر پیٹ پیٹ کے خاموش ہو جاؤنگا نہایت مشکل ہے اگر کچھ زبان ہلاؤں
اہلیان طلسم بدنام کریں نہیں بولتا کلیجہ پر چھریاں پھرتی ہیں غم عمرو میں سینے کو ہلکی لگی سا غم چشم پر آب
ڈبڈبا جانے سوختہ شراب کے خنجر چل رہے ہیں میخانے میں ٹھہرون کے شیشے سے شعلہ غم کے نکل رہے ہیں کیا
ماتم کدہ ساقی پیچھے پڑا اوس پیر مغان کو عالم یاس ہے بلبلیں سرنگوں بیٹھی ہیں درخت زرد بیتاب اہل میکدہ بیخواب
ہر مرتبہ افراسیاب قصد کرتا ہے تاریک سے عمرو کو مانگ لوں کسی خیمے میں قید کر دوں لیکن ڈرتا ہے
کہ انکے مزاج کے خلاف نہ ہوا کبھی عذر کر دے طلسم نور افشان کو سنا تا ہے راوی یہ مقرر ہے کہ عمرو دس
آدمی روز لا کر تاریک کو دیتا ہے بلا ناغہ آدم آدم خوار خوشی خوشی لیکر کھاتی ہے مزے اڑاتی ہے لیکن تمنا نے انداز یا
تاریک نے اسطور سے کئی چالیس سرداران نامی وگرامی گرفتار ہوئے یا ترسند کا بیان میں بھی دستور
یہی ہے کہ مضامین مکرر کو بیان کرنا اچھا نہیں جانتا ہے وہ ناظرین پر آگندہ نہ ہوں وہی صورت تحریر میں کم
تاریک مذکور نے چالیس سردار گرفتار کیے عمرو نے ہر ایک کے بدلے دس آدمی دیئے تاریک نے

انکو قید کیا ساتوین دن لشکر مین افراسیاب کے ابتر ہوا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہو کیسا ان
رسالدار اور بہت سے سپاہی کچھ سوار کچھ پیدل روتے پیٹتے سامنے افراسیاب کے آکے عرض کی اے شہنشاہ
ہوشربا عجب طرح کا معرکہ ہو کسی نے کہا میرا بھائی کسی نے کہا بیٹا کسی نے کہا غلام کسی نے کہا میرا سائیس سودا
لینے کو بازار گئے اب انکا پتا نہین ملتا ہر طرف تلاش کرتے پھرتے ہین حیران ہین کہ کیا کرین کہان تلاش
کرین کہان جائین کس سے پوچھین بازار تک جانیکا پتا ملتا ہو نہین معلوم زمین کھا گئی یا آسمان سے
برق گری اب تو افراسیاب خائف ہوا کہ کہین والی امان نے نہ کہا لیا ہو اُن سب کو تسکین دی کہا اپنے
اپنے مقام پر پہنچو باد دولت تدبیر کرتے ہین شکار وغیرہ کھیلنے چلے گئے ہونگے مین بلوا دونگا یہ کہکے اُن سب کو
رخصت کیا حیرت نے پوچھا اے شہنشاہ مین نے شمار کیا کئی سَو آدمیون کا پتا نہین ملتا یہ کیا غضب ہو گیا
ہو افراسیاب نے کہا اے حیرت مین اپنی زبان سے کیا کہون والی امان کے پیچھا مین آگ لگے مشعل کی
تقدیر مین بدنام ہو چکا ہون یہ اب دوسری آفت ہو اگر کہین ظاہر ہو جاے سارا لشکر مجھے گالیان دیگا نوکری
چھوڑ دینگے لاکھ مین عاقل و کامل ہون لیکن تنہا کیسے سلطنت کرون جماعت کی کراست ہو والی امان کی
شامت ہو جاسکے پوچھتا ہون عرض کرونگا یہ ایسے ساحری دس آدمی روز مکر و دیتا ہو اسپر اکتفا کرو
اودھر کے آدمی نہ کھاؤ میرے لشکر کے کئی سَو آدمی کم ہو گئے تمنے تو نہین کہا لیے حیرت نے کہا اے شہنشاہ
جلد جانیے اگر یہ برس دو برس ہینگی تو کیا غضب ہوگا آدمی کہین نام کو نہ باقی رہینگے تیغ و شکست دونون
برابر ہو یہ خبر سنکر دل بیقرار و مضطر ہوا افراسیاب اٹھکر دروازے پر تاریک کے آیا دیکھا دو پتلے ڈھال
رہتے ہین ایک پتلہ تہمور نے مارا تھا دوسرا اُسے پھر بنالیا افراسیاب نے عرض کرائی تاریک نے بلا لیا
افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی کہ والی امان ای بیٹے عشرے مین کئی سَو آدمی میرے لشکر کے
غائب ہو گئے تم رات کو جاکر تو نہین پکڑ لاتی ہو تاریک نے کہا افراسیاب تیرے سر کی قسم مین بوڑھی
میلی بیٹھی ہون جپا ستی ہون تیرے لشکر مین آج تک نہین گئی اسلیئے مین نے اپنے رہنے کا مکان الگ
بنالیا راہ گیر کوئی بھٹکا ہوا نکل آتا ہو تو دل نہین مانتا جا پڑتی ہون علاوہ ازین تمہاری میری عمر دیکھی
مقرر ہو کیا تو جوان آدمی لاتا ہو دل مرے اٹھاتا ہو بلکہ تو جو بچتا تھا حلیم ضعیف ڈانگر سا لاغر سب بدن سے
عمرو سے سامنا ہو گیا عزیز یسے گذرتی ہو افراسیاب نے کہا والی امان پھر میرے کئی سَو جوان کیا ہوئے
تاریک نے کہا میری بلا پوچھ جانے کیا مین تمام دنیا کی وقائع نگار ہون تو بادشاہ ہو دریافت کرا لیجیے

لشکر کی خبر لے مین گوشہ نشین ہون ان باتون سے کیا کام ابھی سالہا سال مقابلے پڑینگے طلسم نور افشان
مین جاکر قیامتین برپا کرونگی بتان جمشید کو کہاون گی پھر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاؤنگی فرزند حمزہ پروردۂ
مہر بانو نعم اسیر یتیم پڑینگے اور ملک وہان بہت ہین باختر ایسا شہر ہین جسکے حساب آدمی بستے ہین یا ملک
ترکستان مین بڑے بڑے قد کے جوان ہوتے ہین سفر مین جنگلی آدمی بہت ملینگے اسمین تجھکو تکلیف دونگی شفقت
کرکے کہا ؤنگی افراسیاب نے سر جھکا لیا لشکر مین آیا بوقت سحر تخت پر بیٹھا ایک سپاہی روتا پیٹتا سامنے آیا
کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا دہائی ہے میرا جوان بیٹا کیا عمدہ سپاہی تھا جب لڑائی پڑی مسلمانون کو قتل کیا
گروہ جیلے مین طاق عالم افسون مین شہرہ آفاق لشکر مسلمانان پر جا پڑتا تھا جھپکے اُسنے سیکڑون کو مارا
رات سے غائب ہوگیا نہین معلوم اسیر کیا سحر کہ گذرا رات سے غلام سویا نہین آب و دانہ حرام ہے اپنے غلام
کے لیے فکر کیجیے لشکر مین کوئی اسکا دشمن نہ تھا ماہ مین کوئی رہزن نہ تھا کون مار آستین گرگ بغل آیا میرے
فرزند کو اٹھا لیگیا مجھے داغ دے گیا ایک صراف دوکاندار دوڑا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ میرا سولہ برس کا
میرا لڑکا جاتا تھا راہ سے غائب ہو گیا رات سے اسکی ماں روتی پھرتی ہے کہان جاکے تلاش کرون اپنی
مصیبت کس سے کہون ایک اور بقال آیا اسنے کہا بھائی میرا غائب ہوا آب و دانہ سے غلام تائب ہوا
چند افسر بھی اُٹھے روتے پیٹتے سامنے افراسیاب کے سر دے مارے سب نے کہا شہنشاہ ہمارے عزیزون
کا پتا نہ ملیگا تو ہم نوکری چھوڑ دینگے گلے کاٹ کے مرجائینگے مشتعل شاہزادہ آیا اسنے سیاہ کیا کیا غل دیے ہوئے
پڑا ہمیون کے دھبا لگا یا دائی اماں صاحب آپکی یہ قیامت برپا کررہی ہین اپنا زور دکھاتی ہین رات کو آکر
کہا جاتی ہین افراسیاب نے کہا مین نے دائی امان سے پوچھا تھا وہ قسمین کھاتی ہین کہ عمرو دس
آدمی دیتا ہے انھین پر اکتفا کرتی ہون بلکہ کبھو کون مرتی ہون صرصر بھی اسوقت حاضر ہے کہا بات نہین پڑی
کہا کیون نہوا افراسیاب نے کہا کیون صرصر کیا تجھے ان لوگون کا حال معلوم ہے صرصر نے کہا شہنشاہ
ایک بات میری سمجھ مین آئی ہے ساحری وجمشید محبوبہ بلائین کیا عجب ہے کہ یہی بات ہوا افراسیاب
نے کہا کیا بات ہے صرصر نے کہا جلدی کہنا مناسب نہین ہے مین کان مین عرض کرونگی افراسیاب نے کان
جھکایا صرصر نے کہا اے شہنشاہ مین بہت حیران تھی کہ عمرو نے دس آدمی روز دینے کو کہے ہین اہل اسلام
مین یہ دستور نہین ہے کہ کسیکو حقیر و ذلیل جانین سبکا مرتبہ برابر ہے ایک اپنے خدمتگار کو بھی آزار پہنچانا
نہین چاہتے ہین یہی باعث ہے کہ اُنکے نام پر جان دیتے ہین کیا عجب ہے کہ عیار آکر آپ کے لشکر سے دس

آدمی روز پکڑ لیجاتے ہون انکی صورت بدل کے پاس ملکہ تاریک لیجاتے ہون افراسیاب بھی سنکے
گھبراگیا کہا کیونکر امتحان کرون کہا ابھی ستر قیدی ان رسیون مین باندھکر دس آدمی لایا تھا دائی امان نے انکی
کھالیے ہونگے افراسیاب اٹھا صرصر بھی چلی سب سردار افراسیاب کے حیران کہ صرصر افراسیاب
کو کہان لیے جاتی ہے افراسیاب غصے مین بھرا ہوا صرصر سرگوشی کرتی ہے جتنے عزیز و اقارب غائب ہوئے
ہین وہ روتے پیٹتے ہمراہ ہین ہرچند افراسیاب کہتا ہے تم لوگ ٹھہرو مین دریافت کرنے جاتا ہون ابھی
واپس آتا ہون وہ لوگ نہین مانتے افراسیاب تنگ غصے مین آمادہ جنگ کسیکو جھڑکتا کسیکو گھرکتا
قریب قصر تاریک پہونچا اسوقت تاریک وہ دیوین سے سر نکالے شراب پی رہی ہے دس آدمی جو
ابھی آئے تھے انہین سے چار کو چیر پھاڑ کر کھا چکی ہے باقی جو بیٹھے ہین تحیر کر رہے ہین منہ سے بول نہین
سکتے منہ کھول کے رہجاتے ہین کبھی گھبراتے ہین صرصر نے کہا دیکھیے شہنشاہ علامت ظاہر ہے باقی مانند
بول نہین سکتے دیکھیے گلے انکے پھولے ہوئے ہین عیارون نے شاید گلون مین گیند ٹھونس دیے ہین آپ
دائی امان کو منع کیجیے پیچھے آکر انکے گلون سے گیند نکالیے منہ دھلوائیے اپنا حال مفصل کہین ابھی کھایا انکا
افراسیاب دوڑ کے قریب آیا ایک کے گلے سے گیند نکالا جیسے ہی اسکے گلے سے گیند نکلا اسنے پکار کر آواز دی
ای شہنشاہ دہائی ہے یہ غلام آپ کے کیدان کا بھائی ہے وہ کیدان بیقرار ہو کے دوڑا بھائی بھائی کہکے
لپٹ گیا لیکن کہتا تھا ای میرے بھائی تو تو گورا تھا کالا کیونکر ہو گیا صرصر نے کہا اسکے منہ دھلا کے دیکھیے تاکہ
منہ دھلا یا دیکھا حقیقت مین لشکر کا رنگ چڑھا ڈالا کسیکا بہنوئی کسیکا سالا ان پانچون کے بھی منہ دھلائے
اب تو ہاہا کار ہوا کسیکا بھائی کسیکا بیٹا سب پیٹنے لگے غل ہوا دہائی ہے ساحری ہے جمشید کی سب بادشاہ ہمارا
ہمکو قتل کرتا ہے تو کون بچائے ہوا دیکھی بی دائی امان ہین خاک انکے منہ مین ہمارے بال بچون کو کھا گئین اب
اس طلسم مین بڑی بدعت شروع ہوئی نوکریاں چھوڑ دینگے ہم یک بانگ کہا جائینگے ایسے ظالم کے دروازے
پر نہ آئینگے یہ بدعت سحر کی صحبت و لیاقت دیکھو خوب گوشت خور زنان سے کر گیا اسکا قول ہے جس طرح ساحر
سلطان کو ماردیتی ہی اسنے خوب تدبیر کی اپنے سردار بچانے ساحرون کو کھلا دیا کھانے والی بھوت کہا گئین
ڈکار بھی نہ لی افراسیاب بھی گھبراگیا سارے لشکر مین غل ہوا تاریک نے کہا اسے مجھکو تو سمجھا
یہ کیا معرکہ ہے میری تمہاری مین خلل ڈالا ہے ہاری مانو گی ہمبھی میرا کچھ نہین بگڑا ہے جو سامنے کھڑے
ہین انکو چیر پھاڑ کر کھاؤنگی افراسیاب نے ڈپٹکر کہا ستیاناس کے بدلے مجھکو کھا جائیے آپ تو ہر وقت نشہ

گلے کے پاس منھ لگا کے خون پی گئی جب ڈکار لیتی ہی دسوان منھ سے نکلتا ہی خون کا دریا بہہ رہا ہی لاشین بہتا
پھرتی رہی ہین صرصر پہ چونکا وہ چڑیل پکار کر آواز دی او صرصر بہتر یہ ہی کہ عمرو کو پکڑ کر میرے حوالے کر اُسنے
میرے ساتھ عیاری کی ہی مین اہالیان لشکر سے شرمندہ ہون ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سارا بان فدا وہ لجاے
تو مین پلٹ جاؤن ہر چند کہ پیٹ نہین بھرا صرف کلہ گرم ہوا ہی صرصر نے پکار کر جواب دیا اے ملکہ تار پاسہ ہمارا
عمرو پر کیا اختیار ہی آپکو آتے دیکھا وہ بھاگ گیا خدمت مین اپنے آقا کی چلا گیا ہوگا آپ کے نام سے بہت
ڈرتا ہی اسکو تلاش کیجیے وار پیچھے کیجیے ہمین کیا عذر ہی ہمیشہ ناحق غصہ کیا اسطرح میدان کارزار مین ستایا کیجیے
تار پاسہ نے کہا او چھوکری میرے ساتھ فقرہ کرتی ہی بات بنانے پر مرتی ہی نگوڑے عمرو کو مین نے
سرفراز کیا اپنا مصاحب بنایا اسنے میرے اوپر عیاری کی یہ کلمہ کہکر گرج کر دو چار سو کو پامال کیا بارگاہ ملکہ
صرصر کو پھونک دیا جسکے منھ سے اُف کرتی ہی شعلہ آتش نکلتے ہین مثل شمع کافوری جلتے ہین آ ذرا ملکہ
صرصر کا پانوں اُٹھا ساحرون نے خوب خوب سحر کیے جب دیکھا سحر تاثیر نہین کرتا بھاگے آخر کو یہ راے ہوئی
کہ نکل بھاگو اس بلاے روزگار سے جان بچاؤ کسی درہ کوہ مین جاکر چھپ رہین اب قدم نہین جمتا لشکر نہین
تھمتا پروردگار کوئی سامان غیب سے ظاہر کرے گا چھپتے چھپتے سب بھاگے جاتے ہین لیکن تار پاسہ پیچھا
نہین چھوڑتی افراسیاب قریب تخت حیرت کھڑا ہوا تباہی لشکر مسلمانان پہ ہنس رہا ہی کہتا ہی اب
کوئی دانی امان سے مقابلہ نہین کرتا میان باغبان باغی ہوئے تھے اس وقت بھاگے جاتے ہین پہلے
کیا سمجھ کے کانٹون مین الجھے کل لشکر ذلیل و خوار ہوا دانی امان کے سامنے سب کا سحر بیکار ہوا اب آج
کوئی زندہ نہ بچیگا کیونکہ ملکہ حیرت تھنکے آج سحر دانی امان کا دیکھا کوئی جواب نہین دے سکتا یہ طریقہ ہم
ساحری کا جمشید کے ہین دانی امان سب پر فائق ہین جال فنون سحر پاسے کلان اُنپر ظاہر ہین القاب
ساحری کی جاتے بندگان جمشید کی حماقت لیکن کیا باغ بیگزان پامال ہوا جسمین بیا ہٹا اسطرح تباہ
کردیا قصد تھا ان سبکو قید کرون میرے مطیع ہون اسطرح طلسم کی جان بین عمرو نے عیاری کرکے غضب کیا
افراسیاب یہ باتین کر رہا تھا حیرت کہتی افسوس مل رہی ہی کہ صرصر سامنے سے دوڑتی ہوئی آئی کہا
اے شہنشاہ اک خوشخبری آپکو سناؤن صرصر و صبار کے مرنے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگا طلسم کشا اور لشکر تمہ
کرکے ڈالے گا مین نے جو دیکھا مسلمانون نے آمد تار پاسہ سنکر اک انتظام کیا ہی اسد غازی کو بلاکر
لشکر سے الگ کردیا ہی لشکر سے دوکوس الگ اسکا بارگاہ استادہ کرائی اسد اپنی بارگاہ مین رہتا ہی چشمہ

صاحب تحریر کردیے وہ خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اسکو تیار دیا دو تین ہفتے کے بعد جستجو سے اوج کرنے آئے
میں نے دریافت کیا وہ سامنے دو کوس پر خیمہ استادہ ہوا ہی میں اسد نامدار مصروف محو کشتی ہوا اسکو تباہی
کی اپنی خبر نہیں کی ورنہ وہ صاحب جرأت و شوکت تلوار کھینچکر مقابلے میں تاریاک کے نکل آتا سب
سردار کیا یا شیخ الاعتقاد ہیں ان سب فنون خیرخواہی یاد ہیں اپنی جان دیتے ہیں لیکن طلسم کشا کو بچایا
ملا تاریاک سے اتنا خبر کر دیجیے کہ صرصر و عیار کو بلا کر اس خیمے پر جا پڑیں خیمے میں گھس کر اسد نامدار کو
کھا جائیں شیر کو کھائینگی پیٹ بھی بھر جائیگا آپکا بھی قلب تسکین پائیگا یہ سنکر افراسیاب خوش ہو گیا
ایک پرچے پر یہ سب مضمون لکھا ہوا پر اڑا دیا تاریاک جس مقام پر لڑ رہی تھی وہ بھیڑ ... کی جاتی
تھی اہل اسلام میں صدائے فریاد و الغیاث بلند ہر چند جانتے ہیں کہ سحر تاثیر نہیں کرتا لیکن جانبازی سے
ہاتھ نہیں اٹھاتے دس قدم بھاگکے پھر پلٹ پڑے تاریاک سے جھکر لڑے ہزار دو ہزار قتل ہوئے پھر بھاگے
اسطرح پر آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہیں سب جانباز و سرفروش جرأت کے جوش میں یہی چاہتے ہیں میدان کارزار
سے نہ ہٹیں جان دیدیں شرف آخرت حاصل کریں مگر تاریاک پر زور نہیں چلتا ناچار ہو جاتے ہیں اپنی
بیکسی پر روتے ہیں ناگاہ گود میں تاریاک کے آکر وہ پرچہ گرا تاریاک نے وہ پرچہ پڑھا افراسیاب
نے لکھا تھا دائی امان لشکر اسلام سے نکل کر فلان جنگل میں چھپ رہا ہی میں وہ طلسم کشا صاحب پیدا
ہو یہ سنکر تاریاک خوش ہو گئی خوب قہقہہ مار کر ہنسی لوگ حیران کہ خدا خیر کرے لڑائی میں ہنسنا کیسا اگر
تاریاک نعرہ کرکے بڑھی دو تین سحر کیے کچھ سنکر پڑھے پتلے سحر کے وہان چھوڑا تمام سحر تاریاک
ہوا تاریاک تو اسطرح بھاگی جاتی تھی یا واقعہ خیمہ اسد کے متوجہ ہوئی صرصر و عیار وغیرہ پاؤں جا گئے
جاتے تھے یا بیٹھے غل مچانے لگے او مکارہ ادھر کہاں جاتی ہی شاہزادہ شکیل وغیرہ دو تین ساحر نامی
ہمراہ گاہ اسد موجود تھے تاریاک کو جو آتے دیکھا ہوش اڑ گئے ادھر سے صرصر وغیرہ نے بڑھکر سحر
شکیل وغیرہ تلواریں کھینچکر دوڑے لیکن یہ ملعونہ ہی کہ جسپر تیر آتا نہ تلوار کچھ تاثیر نہیں کرتا کوئی جوان
جیسا ... کر لیے جا پر پہونچے تلوار کا ہاتھ مارا اسنے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی ایک طمانچہ مارا سر اڑ گیا یا
ناگہان پلٹ کے پیر ڈالا ہڈیاں چبا گئی دو چار کو کھا گئی بڑھکے وہان منہ سے چھوڑا آگ برسائی کئی ہزار
نابینا ہو لیے ... خیمے کے دروازے پر کوئی باقی نہ رہا خادم خدمتگار جو بار لیا دل بیقرار ہو گئے
... کوئی ... گرا کوئی پتھروں سے سر ٹکرانے لگا ہر طرف سے غلغلہ ہوا ہے کہاں جاتی ہی

ہم لوگوں پر آ دھمکا لیکن وہ کب سماعت کرتی تھی خیمہ پر سناٹا پایا سرداروں نے خبر پہونچائی کے بہت سحر کیے بعض بیٹھ رہے ہیں بانے غضب ہوا ہمارا اسد نامدار خیمہ میں بیٹھا ہے اب یہ معلوم ہوا کہ کہا جاینگی بانسے ہم کیا کرینگے ہم لوگ کا ٹھکانہ مرجانے پہ مصیبت بلا خبر نہ دیکھے اور تاریک سکار و نمدار وان شیر نے تیر اکیلا لیا ہے اسی مضمون کو سمجھ لے بقول شاعر نظم

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اُس کو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر ہو جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کی
تری زلفوں نے مشکیں باندھ کر مارا تو کیا مارا

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی اس نے دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یاں روتا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بے خبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہیں برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب میں تو نے گہر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی ضرب کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سے کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے میں
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ میں تھا مارنا یا چشم بدبین میں
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہزار ہا لوگ پیچھے پیچھے غدر بھی کیا ڈرایا دھمکایا جھپٹ جھپٹ کے جاتے دیں تاریک رو سیاہ نے ایک فریاد نہ سنی پردہ اٹھا کر اندر خیمے کے گھسی دیکھا ناگاہ کہ اسد نامدار بیٹھا ہے چہرہ آفتاب عالمتاب خود زرین سر پر سپر تلوار آگے رکھی ہوئی ہزاروں پہلے ہی بھاگ گئے دو چار مصاحب بیٹھے تھے اسد نے جمال جہتاب کو دیکھ کر تاریک نے اکر قہقہہ مارا منہ سے دھواں چھوڑا جو لوگ گرد بیٹھے تھے نابینا ہو گئے کرو سعد نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قصد کیا اٹھے تاریک نے اک چیخ ماری کہا او ظالم تو نے میرے بچے کو بڑے آزار پہونچائے طلسم کشا بنکر بیٹھا ہے میرے نام سے آگاہ نہ تھا اس زور سے چیخ ماری کہ اسد نامدار بھی اٹھتے اٹھتے گرا تاریک نے کمرین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا خیمہ پر منہ سے انگارا چھوڑا خیمہ جلنے لگا ایا جو دور سے سرداروں نے دیکھا اسد نامدار کو لیکر تاریک نکل پکارتی ہوئی اور اوڑا سیاہ سب کچھ بھی

طلسم گشتہ ہوئین اسکی کیا فتنہ جاتی ہون کیا خوبصورت جوان ہے نہایت مزا ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا شیرکو
لوا جاؤن بڑا مزا اٹھاؤن سب سردارون نے جو دیکھا کہ اسد کو لیے جاتی ہے چیختے پیٹتے دوڑے لیکن
تاریکی اسد کو لیکر کسی جانب تو نہ ہوئی دشنامگین لگاتی ہوئی طرف اپنے قصر کے چلی عقب مین سردار سر پیٹتے
ہوئے دوڑے دوڑتے گو لیے ہی یاس نہ تھے انکار کرتے ہین اور کہا ہمکو کہا جا اس شیر کو چھوڑ دے تاریکی
قریب دو ستونون کے پہونچی دونون ستونین پکڑ کے اسد کی ہیر ڈالین کر بڑیان چبانے لگی یا تو کچھ دور درہ کوہ مین
کھڑا تھا بیتاب ہوسکے درہ کوہ سے نکل آیا عیار قران چلا الک یا تو کہی جاتی ہین سجا سجا کر چھپے تھے یا بیقرار
ہوکر دوڑے گھر والے پکار کر آواز دی او یارو وقت مرگ ہمارا آگیا اب یارو مین تامل نکرونگا جو نا تاب ہو سکیگا
عذر ڈال دونگا اسے سیر شیر کو حیران [illegible] کہا کیا اپنے آقا سے امداد کو کیا منہ دکھاؤنگا افسوس صد ہزار افسوس نظم

کاروان عمر رفت و نقش پائے برنخاست	از درای ناقہ آتی صدائے برنخاست	فتنہ تنہا دپا یہ خوش پائے بر زمین
کو بیابان و رو شہادت الٰہی برنخاست	روزگار رفت [illegible] گمراہی گذشت	در بیابان تمنا رہنمائے برنخاست
شد جہان کو بزبان [illegible] اہل کرم	بر سر خوان مروت [illegible] صلائے برنخاست	شد خزان فصل بہار عمر در شاخ گلے
یکشب از صبح نشاط من نوائے برنخاست	تیشہ بر سنگی نزد فرہاد برکوہ عشق	کو میان سنگ آہ مبتلائے برنخاست
آہ [illegible] سوخت عالم یاد لیکن آشکار	وجہان انگرانی [illegible] برنخاست	اسوقت لشکر اسلام مین ہاہاکار ہے

شور گریہ و زاری بلند ہے صدہا نامور ایسے ہین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بعض کا قول ہے کہ اسکا نہ رہے پیر چاہکر سب
توٹ پڑو ہمکو کیا سوجھا ہے شل نقش قدم ہم جائینگے نظم

جو کہا سے ہو وہ شعلہ کیا خاک جیسے	جو زیست سے جاتا ہو ملا خاک جیسے	ہو گئے جاتے ہین خاک اجزائے وجود
کچھ چولون [illegible] کیا خاک جیسے	تب دون عیار ہمراہ [illegible] خاک اڑاتے بلبلاتے ہوئے ہر شخص یہی چاہتا ہے	

کہ یہ شکار [illegible] وے لیکن تاریکی ان دونون [illegible] کو کہا کر ستونون کے اندر داخل ہوگئی پیچھے تہ اسنے
دیکھا کہ یہ لوگ کیون چیختے پیٹتے ہین وہ ستونون واسطے پہرے کے دروازے پہ کھڑے کر دیے کہدیا خبردار یہان کوئی
تم آنے دو دونون ستون چیختے ہوئے غل مچاتے ہین آواز دی خبردار ادہر کوئی آئیگا قصد نکرے تمام سردار
عیار بیقرار کھڑے سوچتے ہین کہ نہ کیا ہوا اتنا شہزادیان نامور اسد نامدار نکل آئین آگے آگے
[illegible] پشت پر ہزارہا شہزادیان وزیرزادیان دو سیر لٹکتا ہوا موسے مشکین زلف عنبرین کھولے ہوئے
[illegible] کے حیان پیٹتے کہتی ہین پکار کر ہائے یارو میرا وارث کہان ہے ہائے خداوندا تک پہونچادو

صورت زیبا اس شہریار کی مجھے دکھاد و جسمین صبر ہوگا مین تو کرون وارث کی لاش تو دیکھون نظم

مدفن بنے زمین چمن واصیبتا
جو جور سے کرے نہ سخن واصیبتا
دیتے تھے جو روش کبھی جسکو آرام دل جہان
ہے اسکی خاک وقف محن واصیبتا
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ

سعد دم ہو وہ نکہت دہن واصیبتا
جو عرض جوہر تازہ سے ہو سرنگون
اسکا غم ہلاک شدن واصیبتا
وہ خانہ باغ عیش محل جسکا نام تھا
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ

وسے منکر و نکیر کو تاب رد جواب
اسپر جفا سے چرخ کہن واصیبتا
پھولون کو جسکی بو نے ملا یا تھا خاک مین
کہتے ہین اسکو بیت حزن واصیبتا
شاہزادیون نے مہ جبین کو سنبھالا

دوسری جانب سے وہ صدا ے دردناک آئی کہ زمین تھرائی لالالان جو تھا یا دختر خداوند واو دیتی ہوئی بارگاہ سے نکل آئی کہا اے فلک اعل تو نے مجھکو یتیم کیا چاہنے والا باپ سر سے اٹھ گیا اب وارث سے جدائی ہوئی مجھ کمبخت کو موت نہ آئی اپنی بدنصیبی سے حیران ہون میرا وارث کہان ہے مجھکو قریب اسکے پہونچاؤ سلطنت خاک مین ملی اب کون ہے شاہزادی کہیگا کوئی حال نہ پوچھیگا نظم

کیا میرا سر راہ ہے سنگ مزار حیف
دیکھا کیے وہ میری طرف بار بار حیف
جو گل جو کلی قبر پہ جاتا نہ تھا کبھی
مایوس ہو گیا دل امیدوار حیف
یہ نیمیان بھی کاش اجل کی پسند ہو

تنہائی کا تیر آئی ہوا انتظار حیف
دم کی لگی نہ آتش یاقوت کو ہوا
چڑھتے ہین اسکی گور پہ گل ہزار حیف
زندہ رہو نہین اور وہ مر جا ہم نفس
شیون کا غلغلہ مرے گھر سے بلند ہو

اے مرگ شرم لطف کہ حسرت سے مرتے دم
کیا خاک ہو گیا گہر آبدار حیف
اللہ مرگ کی بھی نہ بر آئی آرزو
کیا اعتبار ہستی بے اعتبار حیف
چہار جانب قیامت برپا ہے ہر فرد

گلان اونی واتعی اس مصیبت مین مبتلا ہے ہر شخص چاہتا ہے ہم اپنی جان دے عدم مین جا کر آقا سے ملین تھر دونے گھبرا کر آواز دی یارو دیکھو تو یہ جوان مرگ قمر غاشم کہان ہے یہ قیامت برپا ہوئی اسکے کاتیر جودن بھی نہین رنگی کیا میری جانثاری بقدر سد آقا سے نادار اس ہمدیا نے نہین سنی تمام عالم مین مشہور ہے کہ میرے آقا ملک مصر مین قید ہوئے مین مردہ نیکے کنوئین سے نکلا وہان اک نجومی قیامت کا تھا اسنے یہ کلمہ کہا کہ یہ شخص مرا نہین ہے خانہ حیات اسکا باقی ہے لوگ اٹھا کر جیسے مردے کو دریا مین پھینکتے ہین ویسے رکھ کے لیکے وہ روغن مین ملے لگا یا تھا کہ جیسے غسل مردے کی ہو مگر اس ستارہ شناس نے یہی کہا یہ سبب کیا ہے اور میرے قریب آ کر اسنے کہا خواجہ تم واٹھو کہ مین تمہاری لاش کے ٹکڑے کر کے دفن کراؤنگا زندہ کو مردہ بناؤنگا دل سے جینے کہا اٹھنا کیسا مردے کہین اٹھتے ہین اگر اٹھین تو قیامت برپا کر دین اس ملعون نجومی نے کہا اپنے فن مین

کامل تھا اوسے کی کیلین منگوائیں پکار کر کہا خواجہ اب وہ تدبیر کرتا ہوں کہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھو گے میں نے
دلسے کہا دیکھا کیا ہو مروان عالم نے جو کیا وہ کیا اُس ملعون نے دسون انگلیون میں میری دس کیلین آہنی
ٹھکوائیں میں نے سانس نہ لی تمام اہالیان دربار اس نجومی سے بگڑے کہ تو مردے پر بدعت کرتا ہے حسید مرد
غیر مذہب ہو مگر جیا ہے اوب ہو مردے پر کوئی بدعت نہیں کرتا تمام حمید ارکیدان بگڑے کہا لیجا کر اسے دفن
کراؤ بادشاہ نے کہا او ظالم یہ مردہ ہے اسنے نقشہ دیکھکر کہا ہرگز میں نہ مانونگا خانہ حیات اسکا معمور ہے اور ایک
فعل کرونگا تابہ آہنی منگاؤ وہ نجومی بادشاہ کا وزیر اعظم تھا فوراً اسباب سامان مہیا ہو گیا ایک سیخ کو لے میں اسکو
گرم کیا اُس سیخ کو نے جب دیکھا کہ مثل آتش ہو گیا سنسی سے اٹھا کر میرے سینے پر رکھ یا مگر اس حقیر کا دل نہ آہ
قدم رہا آہ کی خاموش پڑے رہے ... سوال تھا ادنا نہ خراب کیوں تڑپتا ہے جو مروان عالم نے کیا وہ
کیا اس حرکت پر ستارہ شناس کی پگڑی بادشاہ نے پھاڑ ڈالی کہا او کمبخت مردے پر یہ بدعت کرتا ہے دم ستارہ شناسی
کا بھرتا ہے [illegible] عظیم اسکی مجال ہو کر اٹھا سکے اگر زندہ ہوتا چیخ مار کر اٹھ بیٹھتا نجومی نے شرمندہ اپنا سا منہ لیا کہا اے
بادشاہ آپ نے نقشہ کیوں چاک کر ڈالا اب بھی میرے دل کو یقین ہے بطور اسکے مذہب کے میں اسکو دفن کراؤنگا
قبر پر اسکی پہرہ مقرر کرونگا میری نجوم بھی خبر دیتی ہے کہ یہ زندہ ہے بادشاہ نے کہا اسکو لیجا نجومی نے چارپائی
اٹھوائی کنارے دریا کے قنات استادہ کرائی مردہ لاکر تختے پر رکھا گیا چیرا مردہ شو واسطے نہلانے کے آیا یہ
میں نے تنہائی پائی اٹھ بیٹھا لیکن آنکھوں سے نکالیں چپکا ہو کے لیٹ رہا جب میاں چیرا لے آکر نہلانے کا
ارادہ کیا میں اٹھ بیٹھا اور کہا بھائی ذرا اچھی طرح نہلاؤ میں پھر اکس ہوں سارے گھر بھر کو تمہارے کھا جاؤنگا
آہ کر کے چیرا بیہوش ہو گیا اسکو میں نے اپنی صورت بنایا میں اسکی صورت بنکر باہر نکلا وزیر صاحب سے کہا
اس مردے کا نہلانا بہت دشوار ہے ہزار روپیہ منگوا لیجئے تو نہلاؤں وہ خوشامد اسنے ہزار روپیہ منگوا دیئے اور
کہا پھر اس مردے کی ہڈیاں توڑ دینا میں نے عرض کی خداوند ایسی ایسی ہڈیاں بہت نہلائی ہیں یہ کہکے اندر گیا
اسکو نہلایا گفنایا چارپائی پر لادکے چلا جہاں قبر اچیرا نے کروٹ لی اور میں نے پکار کر کہا کہ میں تیرے ساتھ
ہوں جب وہ آنکھیں کھولے تجھکو اپنی صورت پر دیکھتا تھا آنکھیں بند کر لیتا تھا جب تکیے پر پہونچے قبر کھدی
ہوئی تیار تھی وزیر نے کہا پھر آنکھیں قبر میں بھی اس مردے کو اتار دو جب میں نے قبر میں اتارا تب اُسنے کہا
پیر مرد اکس صاحب کیا مجھکو اب دفن کر دو گے میں نے کہا نہیں تم خدا سب اہل و عیال [illegible] تکیے پر لینا لازما
کا ہا [illegible] تو سب تم قبر سے نکلکر اپنے گھر کی طرف چلے جانا میں نے تختہ قبر سے لگا دیے باہر نکلکر کہا وزیر صاحب میری

دو باتیں سن لیجیے کنارے چلیے مردہ کچھ کہتا ہے میں آپ کے کانوں کو لگا جب وہ کنارے آیا سر جھکایا میں نے
ایک دھول اُسکے سر پر دی سندل اتاری وہ منہ کے بل گرا میں نعرہ کر کے بھاگا لینا لینا کا غل ہوا سپاہی
پہرا بھی قبر سے نکلے کفن پہنے ہوئے اُسکو دیکھ کر لوگ بھاگے غل ہوا مردہ آتا ہے پہرا پہ چاروں طرف سے ڈھیلے پڑتے
تھے شہر کے دروازے بند ہو گئے پہرا اپنے محلے میں پہونچا سب نے دروازے بند کر لیے کوٹھوں پر سے لینا لینا
کرتے تھے پہرا کے چار بیٹے تھے جوان جوان بڑے بہادر جوہرو بھی نوجوان دروازے بند کر کے اپنے کوٹھے
پر سے پکارتے تھے ابے مردے ادھر نہ آنا یہ بیچارہ کبھی جوہرو کو پکارتا تھا کبھی بیٹوں سے کہتا تھا میں پہرا
شہدا تمہارا باپ ہوں وہ جواب دیتے تھے ہم تمہارے باپ کے باپ ہیں کہاں کا مردہ ہمارے گھر آیا ہے
جب اسنے بہت منتیں کیں اور بیٹے بتائے یہی کہا کہ عمرو مجھکو مردہ بنا کر چلا گیا اُس محلے کے جو بڑے لکھے تھے
وہ دعائیں پڑھتے نکلے تلواریں کھینچے ہوئے اسکے چاروں بیٹوں اور زوجہ کو سمجھایا بڑی مشکل میں پہرا کو
گھر میں جانا ملا جوہرو کے پاس نہ سونے پایا پاس ہیں باندھکے کھانا دیا جاتا تھا کوٹھے میں بیٹھا رہتا تھا
بیٹوں کا حکم تھا باہر نہ جانا جوہرو کبھی تکتی تو مجھکو ہاتھ نہ لگانا غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آقا سے نابکار کو
اتنی بڑی سختی اٹھا کر بچایا تفصیل اس عیاری کی نوشیروان نامہ میں موجود ہے اگر حیات مستعار باقی ہے ان
دفتروں کو تحریر کیا اور نوبت طبع آئی تو ناظرین ملاحظہ فرمائینگے عمرو نے پکار کر کہا اس نامرد کو بلا خواسے
آقا کو سُوا دیا اس بچاؤ میں اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اسے مار ڈالا ہے سیار کا [illegible] ہمارے لشکر میں لڑائی ہے عمرو
نے خنجر کھینچا قیران سے کہا او کالے کھڑا دیکھ رہا ہے ضرغام کی مشکیں باندھکر لا اسکو قتل کروں تو خود بھی جا
جہاں وہاں سب آمادہ مرگ و میا سے تھا میں تاریکسا تو بند روحوں کے چلی گئی ہے ہم لوگ جانا مست لشکر
افراسیاب پر گریں ہر چند کہ افراسیاب سے ہمارے قتل کرنے سے مریگا حیرت تو مارے جائے لشکر کی پامالی
پر تو قادر ہیں ایک ہم میں کا مریگا دس کو قتل کریگا اکیلا افراسیاب عملداری کریگا قیران و برق ضرغام کو
ڈھونڈنے گئے کل لشکر لپٹے [illegible] دیکھا ضرغام صحرا کیطرف سے بھاگا ہوا آتا ہے جیسے ہی عمرو نے
ضرغام کو دیکھا کہا او بچہ تو کہاں تھا تیرے آقا کو تاریکسا جیسر پہاڑ کر کھا گئی تجھکو کچھ افسوس نہیں ہوا اسے میر
فرزند اسد شیر دل کو دفن و کفن بھی نصیب نہ ہوا میں تجھکو بھی قتل کرونگا یا مشکیں باندھکر پاس تاریکسا کے
پہونچاؤنگا وہ جیسر پہاڑ کر کھا جاے میرا قلب تسکین پانے [illegible] سے تو زندہ پھرتا ہے مجھے آنکھوں میں خون اتر آیا ہے کہکر
عمرو نے چاہا ضرغام کو خنجر مارے یا مشکیں باندھے ضرغام نے پکار کر کہا قبلہ و کعبہ میری کیا خطا ہے میں [illegible]

شکار کے جنگل مین گیا اگر مین یہان ہوتا اپنی جان دیتا اُنکو کھا گئی مین کیا کرون صبر کیا اختیار ہجر مین نے اس سے
کہا تھا کہ میرے آقا کو تو کھا لے جسطرح اُنکی سوت تھی وہ ہوا عمرو اور زیادہ جھلا یا کہا بیہودہ باتین بنا تا ہی خضر نے
تب خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا قبلہ میری بات تو سنیے آپ تو میرے قتل پر آمادہ ہین میرے مرنے سے اسد
زندہ ہو جائینگے یہ کہکر عمرو کے کان مین کچھ کہدیا سُنتے دیکھا یا تو عمرو روتا تھا یا خاموش ہوا مگر پکار کے کہا
صاحبو حقیقت مین سچ کہتا ہی مرضی پروردگار کی با غبان وغیرہ سُنیے اسطرح کی باتین کین خبر اگر آقا ہمارا مارا گیا
زندگی برباد لینگے ہمو منظور پروردگار کو یہ داغ بھی دلپر اُٹھانا تھا خضر نے سب باغبان وغیرہ کو کچھ چپکے سے سمجھا یا وہ
بھی کنیزون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئین مگر عمرو نے ایک نامہ مندرج جملہ حالات طرف کوکب کے روانہ
کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو واایان لشکر اسد غم اسد مین ہیں ادھر افراسیاب نے سامان جشن کیا معلوم ہو کہ اسد مارا
گیا افراسیاب کو یہ بھی گمان ہو کہ میرے سردار آکر اطاعت کرینگے تاریک سے کہلا بھیجا دائی امان آپکو
خوراک مین روز مرہ پہونچیا ڈنگا میخانہ عمدہ تیار ہو شراب بھی حاضر ہوگی ایک ہفتے کی مسلمانون کو مہلت دیجیے
وہ بیٹھا کر حاضر ہونگے اگر شرارت کرینگے تاریک نے اہل اسلام سے کہلا بھیجا کہ اب غم میں اسد کے رو رو بیٹھو
پھر سمجھا جائیگا ایک ہفتے کی مہلت دی

دو کلمہ داستان لشکر کشی کرنا بہمن کا برائے مقابلہ ملکہ تاریک اور خبر پہونچنا
افراسیاب کو اور نامہ لکھنا بہوبان کو واسطے روکنے بہمن کے راہ مین عیاری
صرصر و آمد کوکب اور زمین سے برآمد ہونا ملک اطلس گلگون پوش کا و دیگر حالات
متعلق داستان ہذا

تم تو کہہ دیکھا تا ہی مجھکو یہ چمن ان روز دن جیسا سی کچھ لگ گئی ہی اہل وطن ان روز دن		مثل آئینہ ہون ششدر بہت ہی ان روز دن خامشی مجھکو ہوئی قفل دہن ان روز دن
	چھپٹ گیا مشغلہ شعر و سخن ان روز دن	
چہچہے سنکے جو سے ہوتی تھی خاموش ہزار ہان مگر اب تو نیا مجھکو ہوا یہ آزار		زمزمے میرے تھے مرغان چمن کو دشوار گم ہوئی ہی مری گلبانگ سے راہ منقار
	کیون نہون گرم فغان زاغ و زغن ان روز دن	
ایسے جینے سے ہی انسان کو مرنیکی خوشی		میرے دشمن سے کبھی حالت نہین دیکھی جاتی

پاؤن لٹکائے ہوئے قبر مین بیٹھا ہون ابھی | ناتوانی نے کیا مردہ مجھے جیتے جی

پیرہن تن پہ ہی مانند کفن ان روزون

تیرے عاشق کو بھی ویسے ہی مرغوب حرین | اور شہ لولو ہی ہو بہر اسلوب حرین
واسطے اپنے رہے بس غم مین بھی خوب حرین | ولیست مین نگ دل لیے مین کیا اچھا حرین

نظر آئے جو کوئی جاہ دفن ان روزون

دل مین حسرت تو بہت اپنے بکھری تھی ناسخ | گھر سے جانے کو نہین چاہتا ہی تھا ناسخ
پر مجھے چپکے سے حیدر نے خبر دی ناسخ | ہین جفائین جو بھی اہل وطن کی ناسخ

مجھے جنگل نظر آتا ہے وطن ان روزون

کوکب قصر جمشیدی مین داخل ہو مگر نہایت پریشان ہرکارون سے خبرین سنین کہ تاریک نے قیامتین برپا کین چند سردار مارے گئے چند قید ہین اس تردد مین تھا کہ آسمان سے برق چمکی صرصر کی کنیز نے نامہ ہاتھ مین کوکب کے دیا دیکھا سر نامے پہ مہر صرصر کی نامہ کھولا اول القاب تھا بعد اسکے کل کیفیت مرقوم تھی کہ اسقدر سردار مارے گئے اسقدر قید ہوئے اب ہم سب آفت بجان و کار و بار تخوان ہین فی الحال بڑی قیامت ہوئی تاریک بارگاہ اسد نامدار پہ جا پڑی تھی خدا نے خیر کی ضرغام نے پہلے سے عیاری کی اسد کو درہ کوہ مین چھپا دیا ایک شخص کو اسکی صورت بنا کے بٹھا دیا تھا تاریک اسکو پکڑ کے کھا گئی یہ سمجھ کر راز دنیا ہو کھلنے نہین پایا افراسیاب بھی جانتا ہو کہ طلسم کشا مارا گیا تمکو بھی یہ حال تحریر کیا ایک ہفتہ کی تاریک نے مہلت دی آیندہ جو مرضی پروردگار باور تم آنیکا قصد کرو تا بر ان کو چھپانا جو کچھ ہم پر گذرتی ہے جھیلینگے یہ مضمون پڑھکر بیقرار ہو گیا سر پیٹنے لگا فوراً اسلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے حکم ہوا مرکب باد رفتار ہمارا تیار رہے ہم برائے مقابلہ تاریک جائینگے یہ سنکر قصر جمشیدی مین تلاطم ہوا بلور جیار دوست لشکر تیار کرنے لگا قرنا ہوئی ساحرون مین کمربندی ہونے لگی کوکب [illegible] قصر جمشیدی سے اترا چاہتا تھا کہ [illegible] مرکب پہ سوار ہون کہ آسمان پر برق چمکی کوکب نے دیکھا کہ بہمن مع جوانان صف شکن آکر پہنچا کوکب کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان کیونکر ہو سکتا ہے غلام موجود ہو اور آپ برائے مقابلہ تاریک جائین یہ نہ ہو سکیگا گھوڑے سے آپ اتر لیجیے آرام کیجیے غلام جائیگا مین اس سے مقابلہ کرونگا اقبال شہنشاہی و تائید فوج ناشناسی اس ملعونہ کو ضرب تیغ سے مقتول کرونگا ہزارہا بندگان خدا کا خون اسکی گردن پر ہے

سعادت مقتول ہوگا یا قضا لیے جاتی ہے آپ کو نہ جانے دونگا ہر چند کوکب نے کہا مگر برہمن تنہا نا کوکب
نے کہا اے برادر ہم تم ساتھ چلیں برہمن نے کہا قاعدے کے خلاف ہے مالک اپنے مقام پر سے جان نثار جا کر
مصروف جنگ ہوں جب کچھ ضرورت ہو یہاں سے مدد روانہ کیجیے راہ میں بھی غلام سے مقابلہ پڑیگا خراج
گذاران افراسیاب رہینگے منزل بمنزل کا حال تحریر کرونگا کوکب نے برہمن کو خلعت عنایت
فرمایا اور اپنی فوج کو حکم دیا ہمارے استاد کے ہمراہ جائیں جانبازی و سرفروشی کریں برہمن بصد شوکت
و جرأت پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوا جمشید بن کوکب کو تخت نشین کیا بطور ریعہ سپہ سالاری آگے
بڑھا علم ہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے نوبت نقارے سے بجتے ہوئے طرف تاریکی کے روانہ ہوئے لیکن
بطور چہار دست کا یہ طریقہ تھا کہ دس کوس آگے بڑھتا تھا جو دیہات و قصبات ملے وہاں کے رئیس کو
پیغام بھیجا کہ شہنشاہ کی اطاعت کرو جسنے اطاعت کی اسکو پناہ دی ورنہ لوٹ کر کے قصبات کو پھونکدیا
رئیس کو قتل کیا گرد و نواح پر کوکب کے جاری کرتا ہوا چلا جاتا ہے جب برہمن اس مقام پر آئے ہیں
پاک و صاف پائے ہیں خار ہائے کفر ہٹا دیئے گل اسلام کی خوشبو ہے جب دس پانچ مقام پر بادشاہوں نے
نے عرضی خدمت میں افراسیاب کے روانہ کی افراسیاب بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ عرضی ان شہروں کی پہونچی
افراسیاب بہت بگڑا کہا اس برہمن سپاہی کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادولت کے مقابلے میں آتا ہے پھر کہا کیسے
تباہ کر دیئے وزرا امرائے دامن قیام ایسا عرض کی اگر حضور ادھر جائینگے یہاں مقابلے میں کمی ہوگی صبح کی بارگاہ
میں حضور نام اسد بھیجا ہے صبح و شام میں وہ لڑکے پیغام صلح دیا چاہتے ہیں یہاں کسکو یہ اختیار ہے کہ جواب
و سوال کرے بدون حضور کے بیگار رہا پھیگا مقدمہ فیصل نہ ہوئیگا کسی اور حاکم زبردست کو تحریر فرمائیے وہ
برہمن کو زیر کر لیگا افراسیاب کو یہ بات بہت پسند آئی راہ میں ایک ملک ہے ابلق نگار قطع جمشیدی
اسکا لقب ہے اس ملک کے لوگ عبادت گذار ساحری کہلاتے ہیں جب شوہر مرا عورتیں جوان تھی یا بوڑھی
جو عبادت کرنے والے بوڑھے ہوئے انھوں نے اپنے کو زندہ دفن کرایا اکثر نوجوان بھی دفن ہوئے بالنشین
ساحری نے تمام اہالیان طلسم ہوشربا باشندگان قطع جمشیدی کو معزز و مکرم جانتے ہیں اطاعت گذاران
جمشیدان سبکے لقب میں بہت مشہور ان سبکے مذہب میں وہاں کا بادشاہ بھی نہایت ساحر زبردست
سحر و ساحری میں مشہور عالم مکار و غدار پہلوان ابلق سوار افراسیاب نے ایک نامہ پہلوان کے
ہومان تحریر کیا لکھا تھا اے پیشوائے مذہب ساحری اے شہنشاہ اقلیم فسونگری اے مقبول بارگاہ

ساحری وجمشیدیا کو گلزار باغ امید برہمن کو سودا ہوا ہی ہمارے مقابلے کو آتا ہی اے خیر خواہ دولت الٰہی حشمۃ
شوکت یہان والی امان تذ لائی کو فتح کیا طلسم کشا کو دبا لیا امروز فردا مین لونڈی غلام خدمت مین حاضر ہوا
چاہتے ہین لہذا با دولت کا تشریف لانا مناسب وقت نہین ہو اس فائدے سے برہمن آگے نہ بڑھنے پائے
اور بہت کچھ تحریر کرکے ایک ساحر تیز رو کو دیا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا بعد جانے نامے کے ہمرہی کو حکم ہوا کہ
جاؤ تم بھی اس معرکے کو دیکھو موقع ملے تو ہمارے خراج گذاروں کی شراکت کرو ہمرہی بآہستہ تیاری سے
آراستہ ہو کر روانہ ہوئی یہان نامہ برنے نامہ جو وہان کو دیا سنتے ہی تھوڑا مان بہت بلبلایا اسیوقت لشکر
تیار کیا سات لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل لیکر قلعہ سے باہر نکلا وزیروں سے کہا کہ یہ مشتاق ہو کہ اس
سرحد مین خونریزی ہو ہمارے بزرگ جا بجا دفن ہین عورتین ستی ہوئین اسوجہ سے اس سرحد کا **قطع جمشیدی**
لقب ہوا اس سرحد مین بے ادبی واجب ولازم نہین قلعہ سے دس کوس آگے بڑھ چلو آگے چلکر اسکو روکو ٹوک کر
برہمن کو مار ڈالونگا قوم کا برہمن لیجہ ہو گیا یہ بڑی بات ہوئی کہ طلسم کشا قتل ہوا ہالیان طلسم ہوشربا
کو اسکا بڑا خوف تھا ہر کتاب مین یہی مرقوم ہی اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا قاتل افراسیاب
تا ریاست کو یہ شرف حاصل ہوا کہ احکام ساحری وجمشید مین خلل ڈالدیا انکے مرتبے کو بڑی ترقی ہوئی
عبادت سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے کہ خداوند کے احکام مٹ گئے اسطرح کے حکم دیکر فورا سوار ہوا دس کوس
آگے بڑھکے لشکر کا ناسا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ بلور بیج شاہزادہ جمشید والا قدر آسمان کوکب روشن ضمیر کا یہ کر
پہونچے بلور کو معلوم ہوا کہ کیوان آکر سد راہ ہوا ہی یہ خوف لشکر اتارا بارگاہ مین استاد کر انہین ساتھ والون
کہا بھی کہ استاد کو نامہ لکھیے وہ آجائین بلور نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی ہر مقام پر لڑنے معرکہ ہائے عظیم
پڑے ایک بادشاہ آکر سد راہ ہوا اسلیے واسطے برہمن کو تکلیف دین اپنے وقت پر وہ آئینگے یہ کہکر بلور نے شور
ہو رہا تھا وہان نے بلور سے کہلا بھیجا یہ سرحد قطع جمشیدی ہی ادھر سے کبھی کسی غیر کا گذر نہین ہوا لشکر کو ہٹالو
اور طرف سے جاؤ بلور نے کہلا بھیجا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہی جس راہ سے قصد کیا اسی راہ سے جائینگے تم
خود لشکر ہٹا لو لشکر قہار کوکب روشن ضمیر سے جان بچاؤ یہ جواب سنکر ہو وہان جل گیا طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے
آکر سامنے جمشید کے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے مسند سے

رہیں ناکام دنیاداروں کو احکام شریعت سے
رہے نا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے

خوشی نا حاجیوں کو ہو سفر کعبے کی زیارت سے
نماز اہل سنت تا ہو مسجد مین جماعت سے

رہتے ہیں تہہ تیغ کیا جاتے ہیں مچھلیاں تڑپ رہی ہیں جسکے سینے پر پڑیں توڑ کے پشت کے پار نکلیں جمشید
بھی پشت ہر کہ حقہ پھاندا کنارے دریا کے آکر جوش میں نعرہ کیا بلور بھی ابل اپنا منتقا نہ دریا میں پھاندا نہنگوں کو
چیر کر پھینکدیا مچھلیوں کو جلایا ہدو مان نے اشارہ کیا ہزار دن جادوگر دام سحر لیکر دوڑے کہ اس شناور دریا
جرات کو پکڑ لیں صد جال کیے ہر دام کو اس خوش انجام نے توڑا اندر دریا کے اس ساحر دن کو ڈبو یا جسپر ٹوٹ پڑے
گرا اسکو چیر کر پھینکدیا ہزار دن کو قتل کر ڈالا دریا سے سحر ہدو مان کو مٹا یا خاک اڑنے لگی نعرہ کر کے بلور نکلا
ہدو مان نے جو یہ دریا دلی بلور کی دیکھی پناہ پانی مشکل ہوئی للکارا او بلور کہاں جاتا ہے بلور اور ہدو مان
کا سامنا ہوا ہدو مان نے طرف اپنے قلعہ کے دیکھکر دستک دی سو جوان سیاہ چہرہ دروں بصورت سیمون
ترسول ہاتھ میں اچھالتے کودتے نمایاں ہوئے ہدو مان نے آواز دی ان بلور کو پکڑ لو یہ جوان ہمانے نپا کے
یہ دیکھکر بلور نے مٹھیاں کھولیں پانچ پتلے سنہرے آڑی تیغیں باندھے ہوئے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ میں
ظاہر ہوئے بلور نے اشارہ کیا اے جانبازو سرفروش داد سرفروشان دیو ان سپاہ دیو ان کو لینا یہ پانچ
پتلے سپاہی وضع نیچے کھینچکر ان چالیسوں پر جا پڑے وہ چالیسوں بندروں کی طرح ترسول لیے ہوئے اچکتے
تھے جا بیٹھے انکو لپٹ جاتے ہیں یہ پھٹکی سے پیر سے بڑھتے ہوئے سر پر جا پہنچے تیغ مارا دو ٹکڑے ہوئے شمشیر
آبدار سے ان جوانان عالیوقار کے زمین کانپی ایک چشم زدن میں یہ پانچ پتلے پانچ تھے چالیس کو نابکار کیا ان
سب کو شش و پنج جان جانے کا ہیچ پر پانچ شش جہت میں یکتا ایک کے دو بنا تے تھے تیغ کھینچکر غول میں گھس
جاتے تھے چشم زدن میں پانچ نے چالیس کو مارا ہدو مان گھبرایا کہ سپر دریا سے سحر بھی مٹا سیموں ساحری
بھی مارے گئے پانچوں پتلے بلور کے مثل برق چمکتے رہتے ہیں اب غول میں گھسا جاتے ہیں غصے میں بڑھا خنجر سے
ران کو چاک کیا اونے چلو میں خون لیا ان پانچوں پتلوں پر پھینکدیا قطرات خون اس ردّ سیاہ کے مانند آتش
تنگ پانچوں پتلے جلنے لگے وہی چند قطرے خون کے ہدو مان نے بلور پر پھینکے بلور کی مٹھیاں بند ہوں ورد منہ
پر سنسے پر یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نشے میں ہوتا ہے سست ہو کر بلور جھومنے لگا اس حال پر ملال میں
ہدو مان نے قریب آکر تیغ سحر مارا سر بلور زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لوں ہمراہیان بلور ٹوٹ پڑے
کئی ہزار اس مقام پر مارے گئے سحر کا دنگا تماشا تھا ہدو مان شل رہ گیا رہا ہوا مہر خونی برس رہا ہے جیسے
فوارۂ خون پڑا چل گیا ران اپنی کاٹ کر اٹھالیاں لشکر بلور کو اسنے حیران کر دیا خون برسا کر ہزاروں کو مارا
جمشید نے جو دیکھا کہ بلور کا عجب حال ہے کئی زخم کھا چکا مگر مقام سے نہیں ہٹنا چاہتا ہے کہ ...

سر سبز ہو کر مردن جمشید تیغ پکڑ کے کود پڑا اگنشتر پھینکنا شروع کیں جب اگنیہ پھینکا چار چار دس دس جل گئے
گھسا ہوا لڑ رہا ہے اپنے سپہ سالار کے لیے سینہ سپر کو دیا بلور کو بچایا مگر بلور کا یہ حال ہے جیسے اسپر قطرات
خون پڑے ہیں مبہوت لب پر مہر سکوت حیران حیران چار جانب دیکھتا ہے جمشید سے کہا اے شاہزادہ
والا قدر مجھکو سحر فراموش ہے بیہوشی کا ہوش ہے جرأت سے لڑ رہا ہوں قدم نہیں ہٹتے قالب تھرا رہا ہے
غش آیا چاہتا ہے حضور مرکب پر سوار ہو کر نکل جائیں یہ خیر خواہی اسی مقام پر جان دیگا لڑ بھڑ کر مر جائیگا
جمشید نے مصاحبوں سے اشارہ کیا کہ بلور کو ہٹا دو ایسا نہو ہمارا سپہ سالار مارا جائے ہومان کا خون بلور
پر پڑ گیا اسکے سحر نے مبہوت کر دیا قریب تھا کہ لشکر کے پاؤں اٹھیں ہومان نے ابر خونی کو حکم دیا اس سے
خون برسنے لگا ہزارہا ملازمان بلور و جمشید جلکر خاک ہوئے اب جمشید کو کئی طرح کی فکر ہے بلور کو بچانے
کی فوج کو روکے ترغیب جنگ کرے خود بھی سحر میں مصروف ہے ہومان نے دیکھا کہ جمشید نے لڑائی کو روکا ابر کو
اشارہ کیا ابر سے اک برق گری پھر جمشید بھی زخمی ہوا اب فوج میں تلاطم ہوا قدم جوانان ثابت قدم کے اٹھے
ہومان قتل کرتا ہوا بڑھا جمشید نے بیقرار ہو کے دعا کی اے مالک بے نیاز خدائے رب کارساز بجست سے
اس بیچارگی بچالے بندہ تیرے مجبور دنا چار ہیں آہ دو بدبخت ساحران غدار ہیں تو ولیسے ہی اس شاہزادے نے
دعا کی دیکھا سینے کے صحرا سے گرد اڑی برہمن روئین تن مع چند جوانان صف شکن تیغ آبدار کھینچا ہوا آکر
پہونچا بلور و جمشید کو زخمدار پایا وہیں سے نعرہ کیا او ہیبا ہومان پیشیلان تجھکو بھی یہ دن میسر ہوا کہ فرزند
ارجمند کو کب پر دست انداز ہو پہونچتے ہی پیچ گولہ کمر سے نکال کے اس ابر خونی پر مارا دیکھا سینے پاتو وہ ابر لشکر
جمشید پر برس رہا تھا وہ ابر پلٹا لشکر ہومان پر برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل گیا بلکہ ابر نے اور نئی صورت
پیدا کی برق کی چشمک زنی شروع ہوئی رعد گرجا برق چمکی بوندیاں پڑیں جس ناری پر قطرہ پڑا آہ کر کے جل گیا خاک
کا ڈھیر تھا ہومان کی تقدیر کا پھیر تھا دو تین گولے اور برہمن نے مارے جب گولہ پھٹا آسمان سے گولیان کہلدیا
چھریاں سن سن نکلیں جسکے سینے پر پڑیں پشت کو توڑ کر پار گذر گئیں ہر گولے میں دو سو گرسے چار سو کے سر پھٹے
فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ساحری و جمشید کا نام لیتے تھے بھاگ کر جان دیتے تھے نامردوں کو
بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا تھا ہومان ہر چند چاہتا ہے ابر سحر کو پلٹا دوں وہ ابر فوج پر آکے جم گیا دمبدم زیادہ
ہوتا جاتا ہے ہومان گھبرا گیا اتنے عرصے میں برہمن نے جمشید کو تخت پر سوار کیا بلور کا آب و دیدہ سحر سے
منہ دھلایا زخم سر بلور پر باندھا پٹی بجراحت شیشہ مرکب پہ سوار ہوا برہمن آگے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے منہ

ہاں رونمیں تن غلام کو کب صف شکن او نامرد و تجھکو دور جانتے تھے آ پہونچا اب کہاں بھاگا جاتا ہے گو دستا کہ
قطع جمشیدی ہے ارے تجھکو ناز ہے شیدائیان تیرا او ساز ہے اپنے بزرگوں کو بلا امردوں سے اپنے کو زندہ دفن کرا یا کچھ نہ
نہ حاصل ہوا فی الحقیقت شیدائیوں میں ٹل گئے تیرے کام نہ آئے عورتوں نے اپنے کو ستی بنایا کیا پھل پایا جو کچھ اشارا ابھی
اب قطع جمشیدی زمین جاکر یہ سب یزدان پرست اتر ینگے سب نیا ملیں بھاگ جائینگے ہوماں یہ کلمات کو سنکر غصہ
میں آیا کہا جاکر ابھی بہت اچھا برہمن کو مارتا ہوں بزرگوں کا نام لیتا ہے تشنیع دیتا ہے تیغ کھینچکر چلا اودھر سے برہمن نے
گھوڑا اڑھایا سینہ دیکھا برہمن شیر ادھر جا پڑا ہمیں نگاہ درزن ہو سے سیروں سے شعلہ ظاہر ہوکے ملا سے پیل گل آتشبار ہوئی
شرر افشاں جسد ہاناری شعلوں سے پیلے خاک کے ڈہیر ہو کر رہ گئے ہوماں نے اک تیغ نکالا خون سے اسکو رنگین کرنے
لگا برہمن نے کہا او ملعون اس خواب میں اب تاثیر نہ رہی اب تیرا خون رنگ لائیگا دیکھا ابھی سے رنگ رخ متغیر ہے گرگٹ
کی طرح رنگ بدلتا ہے وکیہ دم بھر میں اپنی آگ میں آپ جاتا ہے ہوماں نے وہ تیغ خون سے تر کیا غصہ میں برہمن پہ
پھینکا ویا اس تیر پر اسکو پڑا ناز ہے اپنے نزدیک خاتمے کا ہے کرنے لگا جب وہ تیغ قریب برہمن کے پہونچا برہمن
نے انگلی سے اشارہ کیا تیغ پھینکا اسی کے لشکر پر گرا کئی ہزار کے سر کٹ گئے لشکر میں شور ہوا کہ بادشاہ کیا کرتا خود اپنی
اپنی فوج کو تباہ کرتا ہے سحر کرنے پہ مرتا ہے ایک طرف سے بلور نے دباؤ ڈالا جمشیدی تیغہ پکڑ کے جا پڑا فوج ہوماں
کی ٹل ہو رو باغ کے بلوہ کرکے آئی تھی اب متفرق ہوکے بھاگنے لگی برہمن نے زمین کو ہلا دیا [illegible] بھر سے ہوماں
نے برہمن پر کئی منتر کیے لیکن وہ سحر الٹے پلٹے اسی کے ساتھ والے مارے گئے تحمل دشوار ہے یہیں برہمن نے شکست
دی ہوا سے گرم جلی جیسے اٹھ لینے لگے بھاگے والے امین گرتے ہیں سنتے تیروں سے سر ٹکرا [illegible] ہیں بلور نے جمشید
سے کہا کیوں اے شہریار شعور تھا برہمن حرف ستارہ شناس ہے کبھی کسی میدان میں نہیں لڑا سا عقل [illegible] دیتا آج
آج جرأت برہمن کی دیکھی لشکر ہمارا بیکار ہو چکا تھا دیکھو سات لاکھ میں کس زور شور سے لڑ رہا ہے جمشید نے جواب
دیا کہ سپہ سالار یہ جوان سا لطف و صفا بدا ہے بہت کم لڑتا ہے ورنہ شاگرد رشید نورافشاں جادو ہے جوان خوشخو ہے
صاحب شوکت و لیاقت جرأت اسکی گھٹی میں پڑی ہے دیکھو حریف سے نگاہ کیسی لڑی ہے ہوماں سے اب مقابلہ ہے تا
ہے جب تو ایسا نورافشاں کو اطمینان ہوا کہ برہمن کی رائے پر کل امورات طلسم نورافشاں کو چھوڑا کہ اب
کا نگہبان کیا نہایت جوان لئیق ہے ہمارا اتالیق ہے وہاں برہمن نے تیغ کھینچکر ہوماں پر جا پڑا آواز دی او مردود دور
کیا چھپ چھپ کے کرتا ہے آنکھ چار کر قریب آکر تلوار کا وار کر سحر کے ہنر سے اٹھا چکا فوج کو اپنے جلا دیکا [illegible] لائق میں جوہر اسکا
دیتے ہیں وہ بات سے نوکر رکھا کہ لا یا یہاں بیچاروں کو جلا کر خاک کیا ایسے کلمات جو برہمن نے کہے ہوماں جل

واہ ناظم باتوقیر واضح رہے مجھکو خفیا ہوکہ آپکے اقبال سے یہ جنگ سر ہوئی بڑی فتح میسر ہوئی لیکن شاہ
جمشید اس جنگ مین بہت زخمی ہوا شیر ذلیل انکا معرکہ پڑا ہو ہان ابلق وارث جوانان نا
واصل جہنم ہوا کل آپکے اقبال سے بیشمار مند سے فتح ظفر سج داخل قلعہ قطع جمشیدی ہوگا اطلاعاً گذارش
کی جان نثارون نے اس لڑائی مین بڑی کوشش کی نمکخواران قدیم کا خیال واجب ولازم ہے نامہ ایک ساحر کو
دیا وہ نامہ لیکر طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوا جبکہ یہین آفتاب تابان دیر مشرق سے زنار شعاع زیب گلو
کرکے پوتھی ضیا کی ہاتھ مین لیکر صبح تجلی پر برآمد ہوا شاہزادہ جمشید بن کوکب نے حکم دیا لشکر تیار ہو آج اندر
قلعہ قطع جمشیدی کے مقام کیا جاے لہذا بتسخیر قلعہ طرف لشکر خواجہ عمرو کے کوچ کیا جاے بہت جلدی ہو بلور نے
عرض بھی کی آپکے لشکر والے زخمدار ہین دو مقام اس جگہ پر کرنا واجب ولازم ہے آیندہ جو حکم شہنشاہی ہو کہن
روشن تن نے بھی کہا اے سپہ سالار اے بلور جہار دست نامدار حقیقت مین شاہزادہ جمشید نے بہت بجا
ارشاد فرمایا ایک ایک دم ہمکو برپر دم شمشیر گذرتا ہے تاریک شکل کش نہیں معلوم لشکر کا مع خواجہ عمرو حشم پر
کیا قیامتین برپا کی ہونگی ہر ایک مقام پر رکنا بہت شاق ہے دل مقابلے تاریک شکل کش کا بہت
مشتاق ہے یا تو ہمکو قصد لیے جاتی ہے یا اقبال شاہنشاہی اُس ملعونہ کو جاکہ مارا حقیقت مین راہ مین بھی
معرکہ ہائے عظیم پڑینگے یقین ہے وہان تک پہونچتے پہونچتے اکثر ناظمان افراسیاب روکین اُسکے بھی نامے پہونچین
کیا عجب ہے کہ خود افراسیاب آکے ہمکو روکے لیکن جوانان صف شکن کب رکتے ہین ایسے سرکش سے کب جھکتے
ہین یہ بھی یقین کامل ہے خود بخود ترقی پر بیتابی دل ہے قطع جمشیدی بہت قلعہ وسیع ہے جیسا ساحر تقریر
کرتے ہین مین اپنے بزرگون سے سن چکا ہون کہ قلعہ مین اگر خود جمشید بسا دعوی یکتائی بیکر کو کسا جا بجا بیٹھکر
سحر تیار کیے بہت اُسکے مصاحب میمون خصلت شیاطین سیرت ہمر کہ قصے مین شراب بیکر مرے مرتے ہی شریک
لشکر شیاطین ہوئے بعض مرد وعورت سے انکی عورات پر شیاطین نے قبضہ کیا جا بجا اُنکے عزیزون نے بتکدہ بنادیے
ہر سال وہان میلہ ہوتا ہے تمام دنیا کے ساحر اپنا شرف جانکر آتے ہین بتکدون پر زر جواہر چڑھاتے ہین اسی
وجہ سے اہالیان قلعہ قطع جمشیدی کو اپنے سحر پر ناز ہے ہمکو ضرور روکین گے قلعہ مین نہ آنے دینگے
ضرور لڑائی پڑیگی بلور نے اسیوقت لشکر تیار کیا یہ کہکے تیار مند عین در قلعہ پر جاکر بارگاہ استادہ کرونگا
پر ہمت روشن تن نے کہا اب تجھ سے جدا ہونا مناسب نہین ہے بارگاہ ہمراہ ہے ایسا نہو کوئی افتاد
پڑے بلور جہار دست نے تنہا دو کوس آگے بڑھ گیا ورالشہ ہو ہان ابلق سوار لیکر اہالیان فوج

بھاگ گئے تھے لیکر قلعہ مین پہونچے کیوان ابلق سوار بھائی ہومان کا سنکر بھائی کے ماتم پر بیٹھا ہوا تھا ذکر
درپیش ہے کہ تنہا صاحب نے جا کر کوکب کو شکست دی ہو گی لڑائی فتح کر کے آئینگے سردار کہہ رہے ہین حضور
آپکے بھائی صاحب جو کہہ گئے ہین وہی کرینگے ایسا نہو لٹتے پھرتے آبطلسم نور افشان چلے جائین کوکب
بہ جا پڑین اسکا غصہ بڑے غضب کا ہے قبول بارگاہ سامری ہین اسکے منہ کون چڑھیگا کون انکے سامنے
لڑائی کو بڑھیگا آپکی قوم سے کون مقابلہ کر سکتا ہے افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا کا بھی
قول ہے کہ قطع جمشیدی کے باعث سے طلسم ہوشربا مین برکت ہے ہوشے بڑے بڑے بیٹھتے ہو جاتا ہے کہ جو آ
اس قلعہ مین رہتے ہین کبھی اس بلا سے ہر کوئی چڑھکر نہین آیا سب بادشاہون کو یہان کا پاس ہے کوکب نے اس
بدعت کا قصد کیا انکا زوال دولت قریب آیا اب طلسم نور افشان تباہ ہو جائیگا یہ ہم لوگون کی بددعا
غضب سامری و جمشید ہے یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا بلند ہوئی کیوان نے کہا خیر تو ہے لاشہ ہومان
لاکر لازمون نے سامنے پہونچایا کیوان نے اپنے کو تخت سے گرا دیا تاج دے مارا کہا میرے بھائی کو کسنے قتل
کیا سب نے عرض کی حضور لڑائی فتح کر چکے تھے وقت پر یہ بہمن آگیا اُسنے فوج کو تباہ کیا آخر شکست کھا کے گئے
خزانہ و مال لٹ گیا ہمارا افسر چھٹ گیا عرصہ دراز تک شور گریہ و زاری بلند رہا کیوان نے کہا ہمارے
بزرگون کی عبادت کا سرکار سامری و جمشید سے کیا خوب صلہ ملا ایک حقیر بہمن کے ہاتھ سے اتنے بڑے بزرگ
کو قتل کرایا اب جلد ارتھی بنا کر لاشہ انکا جلاؤ ہم کہ جو کرم بھی نہ کرینگے بھائی کے خون کا بدلہ ابھی لینگے بڑا ہی
غضب ہو گیا افراسیاب ہم لوگون کی طرف سے بڑا غافل ہے افسوس کہ ہمنے کیون ایسے کا ساتھ دیا پہلے ہی
سے یہ اندیشہ کیا صاحب کتاب سامری و جمشید ہے کیا اُسنے کتاب نہ دیکھی ہو گی معلوم ہوا ہوگا کہ بھائی سے
امداد برادر نیک نہاد وہ بانی فساد نہ آیا ہمارا گھر برباد کرایا خیر سمجھا جائیگا معلوم ہوا ہے افراسیاب کو
بڑا غرور ہو گیا ہے پہلے تو بہمن کی فکر کر لین بعد اُسکے شاہنشاہ سے کلام ہو گا دیکھیے اسکا کیا انجام ہو گا
ایسا کامل و اکمل مارا گیا اب ہوگی تاب کمال

قطعہ

تسلی دم دا نہیں ہو چکی
امید اجل آفرین ہو چکی
یہان دم نہیں شوق سے قتل کر
کہ اُس سے زیادہ نہیں ہو چکی

نہین ہو چکے جب نہین ہو چکی
بلا اس سے بڑھ کر جو بزم مین
ہر اک خون سے تر آستین ہو چکی
خیالِ اجل سے تسلی کرین

فلک کشتہ نہ تھت جانی ہے کیسے
شب عیش اک سر شبین ہو چکی
کرو جنگ سے ہان نوازش کرے
وہ لذت کبھی جان حزین ہو چکی

موج کیوان ابلق سوار ہر جا پڑی خوب جم کر لڑائی ہوئی بلور چیار دست کبھی انتہا کا زخمی ہوا لیکن کھیت نہ چھوڑا سرخرو نیک خو لشکر تلوار خونچکان ہاتھ میں جرأت و ہمت بات بات میں جس غول پر جا پڑا صفوں کو درہم و برہم کر دیا بارگاہ کے قریب جا نکلا چاقلو ہر چند کلیجہ شق ہے قریب ہے کہ فوج بلور شکست کھائے بلور نے پلٹ کر دیکھا قلعہ سے ہزارہا ساحر چلے آتے ہیں جو آیا ملازمان کوکب کے قتل کرنے کی فکر کرنے لگا اب بلور چیار دست نے کہا کس آفت میں پڑے یہاں سے بچکے جانا دشوار ہے اب کد و کاوش بالکل بیکار ہے فلک کو گرفتار دیکھا آتا ہے موافق مضمون اشعار

سپاہ کا ہم اگر چمن میں پرندہ ہو ہر سو
سایہ کو احتیاج نہیں نردبان تلک
سپر بلند سے منحرف ہو سوا پناہ ہو
شمشیر نا اصیل کے جو کہیں ساں تلک
پاپوش بڑی ہے کہ پیدا کریں غرور
پھرتی ہے دیکھتا ہوں صد آسمان تلک
سختی سے گذری اپنی اہل سعادت کی یہاں ہر دم
ہوتے سے نرمی کسو کو نہ سود و زیان تلک

ہر کسوت کبود گل زعفران تلک
گرداب کا سا پیچ کے تنا ور ہوتے ہیں زرق
جھٹکا ہو اپنی سے گیا زہر زبان تلک
لاف سپہ گری نہ یکسر و راست باند
پہنچا دے سے یہ سخن کوئی گردن کشان تلک
گر بن گئی ہو اپنی دنیا میں تیری وقت
ہر منعم نمد لت ہما استخوان تلک

افتادگان نہ لیں بخیر ہر افق
لٹکا دے اپنے سر کو میں گستگان تلک
کیا اس کی قدر ہو جو سپاہی نہ ہو
پاوے نہ راہ حرف زبان شنان تلک
راحت انہیں کہاں ہے جہاں دولت و شکوہ
وابستہ ہو نہ تیر کا چلنا کمان تلک
آتش بلند ہو تو بخیر از تلاش آب

الغرض وہ یہ باتیں کرتے کے بلور آمادۂ مرگ و مہیا سے قضا ہوا ادھر عالم یاس میں بحضور رب العلا بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز بکسے لے گیا الحاح و زاری سے گڑگڑا کر کہا اے خالق لیل و نہار و اے مالک و مختار حقیقت میں اس حقیر سراپا تقصیر نے غرور کیا تھا کہ قلعہ قطع جمشیدی میں جاتے ہی داخل ہو جاؤں انشاء اللہ زبان سے نہ کہا تھا واسطہ اپنی کبریائی کا معاف کر کہ معبود بے نیاز خالق کارساز ہے اب کبھی غرور نہ کروں گا آرزو یہ ہے کہ جا کر اس مصیبت میں شریک لشکر اسلام ہوں جا کر ملکہ تاریک شکل کشی سے لڑوں اور خواہ مخواہ ہر تا مدار کے سامنے جان دوں یہ وقت دعا ہے سب نے دیکھا کہ بلور دعا میں مصروف ہے سب نے آمین کہی یکایک آسمان سے لکہ ابر نمایاں ہوا لیکن وہ ابر آتش فشاں بصد عزم و شان مع زور و شور سے آتا ہے قریب میدان حرب آکر وہ ابر شق ہوا آگے تخت پر شاہزادہ جمشید بن منشا کوکب روشن ضمیر بصد عزت و توقیر مرکب باد رفتار پر سوار سر جھکا ہے ہمہ تن روشن تن آگے پہونچا جمشید نے دیکھا کہ وہ اسی قلعہ جمشیدی میں بیٹھے نہ در وشتر سے تلوار چل رہی ہے بلور انتہا کا زخمدار و بیقرار ہے

گرد لاشون کا انبار ہو ہر چند کہ ہماہیان بلور نے یہ کیفیت دیکھتے ہی بڑھ کر قتل کرنا شروع کیا مقدمہ ساحران سے
کہ دریائے خون جاری ہو اگر ا تھا جاؤ برچھا ہی جاتا ہو اندر سے قلعہ کے چلے ہی آتے ہین اور کیوان ابلق سوار
بیباک و سفاک لڑا ہر ہزارون کو آتش ہر سے جلایا غول کے غول پامال کر دیے فوڑا بہمن کی نظرون زمانہ
تیرہ و تاریک ہوگیا آخر کو صبر نہ کر سکا نعرہ مردانہ کر کے جا پڑا للکارا کہ او بھیا خبردار کیا کرتا ہے ستم رسیدگان
نحر یا پر کیا دست تعدی دراز کرتا ہو آتے ہی اسپر بہمن نے پہلے تو بلور چہار دست کو اٹھا یا بمشکل پشت مرکب
پر سوار کیا تیغہ برق تاب کھینچ کر جا پڑا جمشید نے کل فوج کو اشارہ کیا ان جوانان شیر دل نے جا پہنچے سا تھ
والون کو تیلا سے بلا دکھایا ہر کرتے ہوئے بڑھے شیرانہ لشکر کیوان پر جا پڑے چشم زدن مین طبقہ زمین کے ہلا دیے
ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شاہزادہ جمشید بن کو کسیا بھی مرکب بڑھا کر لڑنے لگا ہر سکو ا تلوار مارا کشتون کے ڈھیر کر دیے
ہوئے کیوان ابلق سوار نے جو بہمن رویین تن کو آتے ہوئے دیکھا چلگیا یا خدا یا کہ یہ میرے بھائی کا
قاتل ہے اہالیان فوج کو اشارہ کیا او صاحبو وہ شخص آیا جس سے بدلا لینا منظور ہے اس ظالم نے بانڈ دہا سا
ڈرا اسیوقت سے بھائی صاحب مارے گئے کمر مین درد ہر رنگت زرد ہوا ایک حربہ بیچ مین گرد بستہ ہوا اسپیر
ہاتھ سے بچکر یہ ظالم کہان جاتا ہو دیکھ سرکشی کی سزا پاتا ہو دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون تجھکو بھی قتل ہوا
کیے سمجھا ہو یہ کہتا ہوا اہالیان فوج کو ترغیب دیکے وہ فوج تو حقیقت مین خستہ و شکستہ ہو گیا بہمن نے بڑھکر
نعرہ کیا کہا او کیوان بے ایمان تیرے بھائی نے بھی جو جان دی کیون تیری شامت آئی ہو پلٹ جا اطاعت
ہمارے شاہنشاہ کو کسیا کی قبول کر خطا تیری معاف کرا دینگے ورنہ تیرے بھی قتل ہونے کے وصول ختم
کرونگا نعرہ بہمن سنکر کیوان اور زیادہ بھولا نقیبون کو آواز دی کہ نوبت جنگ کے آواز بن لگانے لگے پیرو
لوگ ہین کہ نامرد کو مرد بنا دیتی اپنے سخنان عبرت آمیز جرات خیز سے غیرت مین لا کر بو دلا دیتی بیگو ون
مین جوش جرأت ہوا ہر ایک جوان بادہ شجاعت سے مست ہوا اب مقدمہ جنگ سخت ہوا جمکر لڑائی ہونے لگی
بہادر دریا سے غیرت مین شناوری کرنے لگے آبرو کا خیال ہوا جان دینے پر تلے دونون لشکر مثل شیر
لگے سپر بن بلا جو اٹھین گھنگھور گھٹا چھائی تلوارون کی چمک بجلی کی کڑک سر پر سے لگے یہ سنتون سے جاری
ہونے مردان دریادل نے برسات کی کیفیت دکھائی رنگ موسم یہ سماں جو نظر آیا کہ دلکشی دل سے شعر کی

جنون خیز وحشت انگیز شعر دیکی غزل

گھٹا چھائی ہو اور ساقی عجب عالم ہو گلشن پہ | یہ گلگون کی بارش [illegible]

قیامت ہے کہ بعد دفن کوئی بھی نہ یاں ٹھہرا ہمارے رونے والوں میں فقط ہے شمع مدفن پہ
کبھی بار ندامت سے نہ ہرگز سر اٹھائیگا رہیگا بوجھ میرے خون کا قاتل کی گردن پہ
نہیں معلوم کن کن آفتوں کا سامنا ہوگا قیامت ہے دل اپنا آگیا ہے ایک پرفن پہ
بناتا ہے نشانہ چرخ گردان روز و شب ہمکو کہ مہر و ماہ کو ترجیح ہے سنگ فلاخن پہ
ترے مجبور سے کتنے ہیں جو زخمی ہیں شستگری سے تبسم ہے طلائی خود ان کا زخم سر آہن پہ
تمہاری سرو قد کا ہے ہوا اتنا اثر مجھ میں ابھی تو سرو ہو جائے جو بیٹھوں جا کے گلشن پہ
ٹھکانا جب نہ رہنے کا کسی کے دل میں پائیگی ہمیشہ آرزو دورہ کریگی میرے مدفن پہ
جوان مرد وجود دنیا سامنے جن نیک آتی ہے نہ عاشق ہو زن دنیا کے عریانی کے جوبن پہ
نہیں رومال یا نہ عارشی سرخ اس ستمگر سے شہید ناز کا یہ خون ہے قاتل کی گردن پہ
عوض میں طلسم کرینگا جو الکن پر اترا آہن نکیرین خنجر پہ بلبل کے صیادون کی گردن پہ

یہ غزل گویوں کے لڑکوں سے اس مجلس میں گائی سننے والوں کی طبیعت چڑائی ہوئی انکو جان دینے پر مستعد ہوئے سنان نیزہ سے سینے ملا دیئے طبقے زمین کے ہلا دیئے دم شمشیر پر گلے رکھ دیئے جہل ہشیار ہوئی موت کے منہ سے نکلے لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا اور تا بجنگ تا طرف کیوان کے چلا یا کیوان بھی آمادہ ہوا تھا لیکن وہ بہت دیکھا برہمن نے حملے شیرانہ کیے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیئے کیوان گھبرایا دیکھا ایک اکیلا ہزاروں کو جواب دے رہا ہے جسپر پڑا اوبی لیا مثل شاہباز اجل طائران روح سا حران پر وقت پر جا پڑتا ہے سیکڑوں کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا غلغلہ برپا ہے آب کیوان پیچھے ہٹا لیے اختیار شدت سے لگا کیا پارہ پڑ چکے شیر نر کا سامنا ہے اسکو دیکھکر دل کانپتا ہے جب برہمن روئین تن قریب آیا کیوان ابلق سوار سامنے سے بھاگا برہمن روئین تن نے تعاقب کیا پھر دیکھا فلک کج رفتار شعبدہ باز ظاہر رہا ہے ہر ایک اسکی بدولت سے بار ہو لشکر اسلام نے اب فتح پائی بڑھتے ہوئے چلے جاتے تھے ساکنان قلعہ قلع جمشیدی کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا تھا بھٹکتے پھرتے تھے ملازمان کوکب ترقی و بڑھتے ہوئے جاتے تھے ناگاہ ملکہ مہر جمشیر تن کا اسکو افراسیاب جادو نے بھیجا تھا راہ میں اسنے خبر پائی کہ وہاں ابلق سوار مارا گیا گھبرا گئی کہ افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ خبر پہونچا میں وقت پر نہ پہونچی شہنشاہ بہت آزردہ ہونگے پھر راہ میں خبر کی کہ کیوان ابلق سوار اسکا

بھائی مصروف جنگ ہے برہمن رعد تن آپڑا سبکے ہوش اڑا دیے مین صورت تبدیل کرکے آئی دیکھا لڑائی
بڑے زور شور سے ہو رہی ہے برہمن نے ہزارون کو پامال کر ڈالا ہے کیوان بھاگا ہوا جاتا ہے برہمن
تعاقب مین کیوان کے ہے صرصر شمشیرزن ایک گوشہ مین آکھڑی تماشا دیکھنے لگی کہ شاہزادہ جمشید
و بلور فوج پر گرے ہین لیکن برہمن نے کیوان کو تاکا ہے وہ منہ پر نہین چڑھتا جیسے تیغ کا سامنا ہوا یہ
بھاگ کر قریب درہ کوہ پہونچا برہمن نے وہان بھی جاکر للکارا او نامرد کہان جاتا ہے کیواسطے اسی
گوشہ مین چھپا ہے صرصر نے جو یہ معرکہ دیکھا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر بصورت عمرو عیار ہوکے درہ کوہ
مین در آئی برہمن گھبرایا ہوا ڈھونڈھ رہا ہے کہ کیوان کدھر گیا کبھی آواز دیتا ہے او نامرد یا تو مجھ کو
خدا کو قتل کرتا پھرتا تھا اب سامنے نہین آتا گوشہ مین چھپا ہے باشرم نہین آتی معلوم ہوا کہ تو بڑا بے شرم ہے
یکایک پانوؤن کے آہٹ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین خوش ہو کے پوچھا
اے شہنشاہ اوج عیاری اسوقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عمرو نقلی نے کہا اے برہمن ملکہ تاربات
شمشیرکش نے قیامت برپا کردی ہے سیکڑون کو چیر پھاڑکر کھا گئی لشکر کو کھڑے کھڑے شکست دیگی
اس گلزار پر بہار پر خزان آئی ہم یہان کاٹون مین گھسیٹے رہتے ہو کس سے لڑائی پڑی ہے برہمن نے
کہا خواجہ مجھکو بھی بڑی تعجیل ہے مگر کیا کرون کیوان ابلق سوار بڑا چھل ہے لڑتے لڑتے میرے سامنے
سے بھاگا اس درہ کوہ مین کہین آکر چھپ رہا ہے کیا اس سختی سے ڈرونگا پہاڑ کو ستر کرکے ڈھونڈونگا
اس نامرد کو سزا دونگا خواجہ عمرو یعنے صرصر نے کہا جلدی چلکر ڈھونڈو اس لڑائی کو سر کرکے
چلو حصہ کرو ملکہ صرصر تیغ انتظار مین ہین بیکلا صرصر پیچھے آئی برہمن بہت خوش ہوکے آگے بڑھا صرصر
نے حلقہ کمند کے گلے مین برہمن کے ڈال دیے برہمن ارسکے پلٹا صرصر نے چہرہ کا مارا اگرتے گرتے
دونون جا بپا مارسے برہمن بیہوش ہوگئے گرا اب صرصر نے آواز دی اے کیوان ابلق سوار
کیون چھپا ہے مین نے برہمن کو پکڑ لیا کیوان صرصر کی آواز سنکر سامنے آیا برہمن کو بیہوش پڑا
دیکھا خوش ہوگیا تربان مین برہمن کی سوزن دیا تالیان فوج کو آواز دی وہان پانچ سات سوار
آئے برہمن کو اٹھاکے تخت پر ڈالا صرصر کنارے ہوئی بلور و جمشید کی نگاہ پڑی ہرکارے نے
بھی خبر دی اے شہریار غضب ہوگیا نہین معلوم کسطرح برہمن کو گرفتار کرلیا تخت پر ڈالکے لیے نکلے
مین اب کیوان آتا ہے صرصر شمشیرزن کے ہاتھ ہے دونون جوانمرد زخمی ہوچکے تھے پھر فرشتہ آیا

اصلاح کا پیغام دے کہ فتح ساحری کے کرم سے آپ کے نام مقرر ہوگی صرصر و بہار پر تو لکرتا ہے ایک
غالب آئین اسد نامدار کو جیسے بچھاڑ کر کھا گئیں وہ سب تو بیدل ہو چکے ہیں صرف کوکب و نورافشاں و بہمن
روئین تن کی قوت پہ لڑ رہے ہیں ادھر بہمن روئین تن قتل ہوا ادھر کوکب نے فرار پر قرار کیا جڑا
ابو کیوان پھول گیا اپنے کو بھول گیا ایک ایک سے کہتا ہے دیکھو صاحبو بڑے بڑے سحر کے پتلے
ہمارے شاہنشاہ کہاں کہاں جا کر لڑے مگر یہ لڑائی ہمارے ہی ذات بابرکات سے فتح ہوئی اگر
شاہنشاہ انصاف کریں تو انتظام سلطنت ہوشربا کو ہمارے پاس نامزد کریں ہم خوب انتظام کریں
کہ کبھی انقلاب نہ ہوگا شہنشاہ بیٹھ کر چین کریں ہم سب ملک دیکھ لینگے کیا مجال ہے کہ کوئی سرکشی کر سکے اگر
پیشتر ہم سے انتظام ہوتا یہ ساریاں اندرادہ طلسم میں کیونکر آ سکتا چند عیاروں نے آکر ہنگامہ ڈال دیا ہے صرف
غفلت شہنشاہ کی حمایت کا باعث تھا اب سب کو معلوم ہوگا بدولت فوج گران ہمراہ لیا کہ جو فتح لیا
ہاں لو تحقیق جانیگے صاحبقران واولاد حمزہ کو ایک دن میں گرفتار کر لائینگے خداوند لقا کو بالاے
قبلہ دل پہونچا دینگے بشیر قدرت کہلائینگے صرصر نے بھی بڑی خوشامد کی کہا آپ نے بہت بجا ارشاد فرمایا
رات ہی تلمیش سے صبح کو بہمن روئین تن کو قتل کیے ہیں جنکی قتل ہوئے ہیں دیکھ کر خدمت شاہنشاہ میں
جا ونگی مفصل خبر پہونچا ونگی کیوان صرصر کی باتوں پہ پھسلا دیتا ہے کبھی اکڑتا یا کبھی اصرار کبھی
بالادیا مراد کیوان کی یہ ہے کہ صرصر کو خوب راضی کروں یہ جا کر شاہنشاہ سے یہ نہ کہیں کہ میں نے
عیاری سے گرفتار کیا جب یہ عرض جا سے صرصر خود کہے کہ کیوان نے سحر کرکے بہمن کو پکڑ لیا ہے
صرصر سمجھی خوشامد سے ہنسکر جواب دیا ہم شاہنشاہ سمجھے کبھی ایسی خطا نہ ہوگی آپ کے حکم کی پابند رہونگی
جو آپ فرمائینگے وہی کہونگی کیوان نے صرصر کو بڑا بھاری خلعت دیا اب سامان عیش و نشاط مہیا ہوا
جام مے ارغوانی گردش میں آیا کیوان نشے میں جھوم رہا ہے وطالع آپ سے ہیں بلبلا کر کہا ہے بھائی
صاحب کو کیا لیاقت تھی بہمن روئین تن سے لڑ سکے ہمنے سرسیدان گرفتار کیا کیونکہ جو صرصر کہے
اس خود سر کو سرسیدان لوکا صرصر کہہ رہی ہے حضور سچ تو یہ ہے کہ ایسے سحر تیغ کبھی کا چکا ہے کسی نے دیکھے
تھے کیا کیا سحر آپ نے کیے ہیں صرصر نے بھی دو جام سے لال دوڑے نشہ وحشت کے آنکھوں میں چھانے
کیوان کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا کیسی کیسی نازنینان خوش گلو کشیدہ ابرو تند خوا میں مہبر دلشکر
کھل ملکے خوش فعلیاں کر رہی ہیں قہقہے پڑ رہے ہیں گلے مل رہی ہیں تانیں اڑ رہی ہیں ایک معشوق

کرشمہ ساز بادۂ حسن سے مست نئے انداز سے یہ غزل گا رہی ہے کیوان گوش بر آواز مبہوت بنا ہوا بیٹھا ہے وجد کر رہا ہے

غزل

پاؤں کہتے ہیں کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
وحشت دل لیے جاتی ہے بیابان کی طرف

پڑ گئی جسکی نظر عارض جانان کی طرف
اُسنے بھولے سے نہ دیکھا مہ تابان کی طرف

گل عارض پہ نہ عاشق کہیں بلبل ہو جائے
بے نقاب آپ چلے کیوں ہیں گلستان کی طرف

پیچ قسمت میں ہے شاید کہ پریشان ہونگا
دل اُلجھکر ہے چلا کاکل جانان کی طرف

روح خوش ہو کے مری گرد پھر گی اُسکے
آئینگے وہ جو کبھی گور غریبان کی طرف

کر چکا چاک گریبان جب اپنا مجنون
ہاتھ دوڑا نے لگا دشت کے دامان کی طرف

اے جنون کیا چمنستان میں بہار آئی ہے
ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی طرف

رحم دل میں مجھے فورًا وہ رہا کر دینگے
میری قسمت سے جو جائینگے وہ زندان کی طرف

غیر کو بوسۂ عارض کی اجازت جو ملی
یاس سے میں نے نگہ کی رخ جانان کی طرف

دیکھیں گر ایک نظر کوچۂ جانان کی بہار
بلبلیں بھول کے جائیں نہ گلستان کی طرف

یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے
آج پھر جاتا ہے صیاد گلستان کی طرف

زلف جانان لب رنگین کے قرین ہے دیکھو
کیا دھوان دھار گھٹا آئی بدخشان کی طرف

چلنے دیتی نہیں یہ آبلہ پائی سطوت
یاس سے دیکھتا ہوں خار بیابان کی طرف

کیوان جادو نے اُنکا جمال بیمثال صرصر دیکھکر دست درازی کا قصد کیا صرصر اپنے کو بچانے لگی سمجھی بچیا ہوا پر ہے اسکی نیت کو بربادی منظور ہے ہماری جانبازی کو خاک نہ سمجھا تیور بدل کے کہا دیکھو دیوثو ذرا ہوش میں آؤ دست درازی نہ فرمائیے آپ خوب آگاہ ہیں اٹھارہ سو لاکھ میں یہ کنیز پھرتی ہے بڑے بڑے تاجدار صاحب اقتدار دامان ہوس سے یہ کنیز محفوظ رہی شہنشاہ افراسیاب میری عصمت پر گواہ ہیں کیوان ڈر گیا ایسا نہو کہ بگڑ جائے اور افراسیاب سے کہدے کہ برہمن روئین تن کو میں نے گرفتار کیا تھا بڑی خرابی ہوا تبو میں سب میں مشہور کر چکا کہ میں نے بزور سحر گرفتار کیا ہے تو انتظار میں بیٹھا ہوا مجبور رہا ہے رات بھر صرف اسواسطے جاگا کہ شاید پہنچ کر اسکو کوئی رہائی کی تدبیر کرے آج کی شب جاگ کر بسر کرنا چاہیے حفاظت واجب و لازم ہے

تمام ساحر جانگ سے ہین لیکن وہ آفت نصیب مصیبت زدہ خستہ و شکستہ زخمدار و بیقرار و رنجور یعنی
سپہ سالار بلور و شاہزادہ جمشید ہین کو کہ اک دشت ہولناک مین آکر فروکش ہوئے خیمہ و خرگاہ
ندارد لازمون نے آکر اُسی خارستان مین اپنے سردارون کو اُتارا صدا سے گریہ بلند ہوئی ایک آدھ قالین
تلاش کر کے زمین پر بچھایا جمشید و بلور چہار دست کو یہ سب بند و بست کر کے اتارا آپ بھی بیٹھکر
بیچارون نے زخمدوزی کی مرہم کیسا علاج کسکا حیران و پریشان گریان و نالان اس حال پُر ملال مین
اپنی حسرت و یاس پر خود بہ رو دئے سردارون نے عرض کی حضور یہان بالکل بے سروسامانی ہے طرف
قصر جمشیدی کے تشریف لیچلیے ایسا نہو دشمن کو خبر ہو یہان بھی آپڑے ہمنے بالکل آپکے زخم دھوئے
مرہم ناممکن آب و آذوقہ کی مشکل ہلاک ہے بیگانہ مین بے آب و دانہ پڑے رہنا اندیشے سے خالی
نہین ہے لہذا اگر حکم ہو تو طرف قصر جمشیدی کے چلین بلور نے کچھ جواب نہ دیا شرم کے سر جھکا لیا
مگر شاہزادہ جمشید نے کہا اے سرداران تہمتن و اے صف شکنان تیغ زن بڑے افسوس کی بات
ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس حالت زخمداری و بیقراری مین جاکر باپ کو صورت دکھائین اپنی زبان سے
بیان کرین کہ آپ کے قوت بازو استاد خوشنو کو گرفتار کرا کے آئے ہین کیا شہنشاہ ہمسے خوش ہونگے
یقین ہے کہ صورت سے نفرت کرین خدا کی عنایت سے بادشاہ با وقار صاحب جرأت و ہمت آتشکار صاحب
اقتدار ہم سب کے مالک و مختار ہین آپ لوگون کو یاد ہوگا زمانے مین جہانگیر کے کسی مقام پر
منہ نہین پھیرا لوح طلسمی سب قبضے سے نکلگئی اُسی رنگ سے لڑتے رہے گل حیات کو کسب
اُنسے پایا اب نگ گلشن آرزو مین جدا سے فرار کا نام نہ تھا ستون طلسم نور افشان مین وہ
کہہ جاتے ہین کہ منہ کی شکست کہاکر بھاگ آئے وہین مرتے یا تو ہم کیوان کو قتل کرتے یا بسمل کی طرح
آپ اپنے خون مین تڑپتے

اشعار

ای برزدہ دامن بلا را	سر در پئے خویش دادہ ما را	چون ذرّہ مردہ مہی یا سے
از کوچہ ما طلب وفا را	یادم نہ کنی و ما بہیچ گرمن	بی مژدہ نہ دیدہ ام صبا را
دیوان گری محبت تو	کز در سلم است ما را	بیگانہ ز تاج کرد تارک
آوارہ ز کفش کردہ پا را	جان و دل من بیاد غم تست	بسمر تو نمی کنم جفا را
آزادہ [illegible]	تاکردہ تمام یکسر آن را	صد جا کہ سپردہ ام بہ دست

ناکردہ بدوش یک قبا را
با دست جفای چرخ بربند
آفات نجوم فتنہ زا را

ای بخت چنان مکن کہ آخر
با خیل عطای مدعا را
یا رب چہ عداوت است با من

ممنون اثر کنم دعا را
تا کی بہ شکیب در بدیہم
این کار کنان کبود یا را

ان اشعار عبرت آثار کو پڑھکر شاہزادہ جمشید نے کوکب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا صاحبو میں اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا اس حال پر ملال میں قباد کو کیسے کو صورت نہ دکھاؤنگا بلور نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شیر بیشہ جرأت و ای نہنگ بحر ہمت غلام خود اس امر کو قبول نہ کریگا یا تو اپنی جان دیگا یا استاد والا نژاد کو جاکر رہا کریگا بقول شخصے مصرع ع دست برد اگر فتاری ما سپاہی کے واسطے جان دینا اپنا خون اپنی گردن پر لینا جوہر جرأت ہے یہ کیا حماقت ہے کہ روسیاہ ہوجائیں آپ شاہنشاہ آسمان جاہ کو دکھائیں خبر وحشت اثر سنائیں آپکی رائے سے غلام کی رائے مطابق ہے پہلے تمکو اخوار صادق ہے ہرکارے روانہ کیجیے معلوم ہو کہ اس ہمیانے کیا کیا چند ساحر حاضر تھے انہوں نے عرض کی بعد شکست حضور ہم ٹھیر گئے تھے دریافت ہوا کہ صرصر نے برہمن روئین تن کو گرفتار کرلیا اس ملعون کی کیا لیاقت تھی کہ برہمن روئین تن پر دست انداز ہوتا اسوقت جمشید نے آنکھوں میں آنسو بھرکے کہا بڑے افسوس کی بات ہے خواجہ نے ہماری خبر نہ لی صرصر کی تو یوں ہوا بندھے اور وہ سرو بوستان عیاری گل گلشن طراری سرفراز نہ کرین معلوم ہوتا ہے کہ انکو ہماری خبر نہیں پہونچی بلور نے کہا راہ سے تو عرضیان لکھیں فتح کی خبریں انکو بھی اس مصیبت کا حال ضرور دریافت ہوا ہوگا ورنہ ضرور تشریف لاتے ساحروں نے عرض کی اگر اجازت ہو ابھی جاکر خبر کریں جمشید و بلور نے کہا اتنا زمانہ کہاں باقی ہے رات تھوڑی سی سوانگ بہتا آپ یہی دریافت کرو کہ اگر وہ ملعون برہمن روئین تن کو قید کرکے طرف افراسیاب جادو کے روانہ کرے تو راہ میں چلکے گھیریں اگر اسکا قصد ہو کہ قتل کریں تو عین وقت پر اسکے پہونچیں اس رائے کو سب نے پسند کیا جمشید و بلور نے ہرکارے روانہ کیے خبردار تو اس جانب جاتے ہیں لیکن کیوان نے بھی نامہ وار خدمت میں افراسیاب کی روانہ کیا ہے اس نامہ بر نے جاکر افراسیاب کو نامہ دیا افراسیاب نے تحریر صحیفہ کتاب فتنے میں شراب کیسے بلبلاتا ہے ابلا ہوا اٹھتا ہے ایک ایک سے کہتا ہے کیوں صاحبو تحریر سامری نامہ کی سراسر غلط ٹھیری بلکہ انشا غلط املا غلط خداوندوں نے نہیں لکھا ہے تناسہ شناس اپنا اور طبیعت دکھا کر ایسی ایسی باتیں لکھا کرتے ہیں جس جگہ یہی تحریر ہے سراسر غلط تقریر ہے کہ اسد غازی بادشاہ

طلسم ہوشربا کا تمام کرنے والا بالکل جاہل ہوا سمجھا گیا وہ انی آنان کہا گئیں اب جو کچھ ہزار برس نہیں کوئی سنتا
سکتا اب خروج کروں گا سب ملکوں پہ قبضہ کرونگا کوئی صاحب تاج و تخت باقی نہ رہے سب ابر دولت کو صلاح دین
کل کی علی بخشی کرونگا سب سے خراج لونگا سب سرداری تمھی خوش ہیں حیرت البتہ واسطے ملکہ بہار کے رنجیدہ
کبیدہ بات کا افراسیاب کی جواب نہیں دیتی اس حال میں نامہ دار نے آکر نامہ دیا افراسیاب
پڑھنے لگا ماں کون کی کیا بے اختیار خندہ سے نکل گیا وہ مارا حیرت نے پوچھا کیوں شہنشاہ کیا خوشی کی خبر آئی افراسیاب
نے کان میں کہا ہوا آن ابلق سوار تو مارا گیا مگر کیوان نے بڑا کار نمایاں کیا مجھے دریافت ہوا ہے کہ برہمن
کو زندہ لاؤں یا قتل کروں میں جواب لکھے دیتا ہوں فوراً قتل کرنا اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرنا دفتر سے
لکھ کر نامہ دار کو نامہ دیا کہا جلد اسپہ کو پہونچا لیکن برق بصورت مہلی دربار میں افراسیاب کے
حاضر تھا حیران ہوا نامہ دار کہاں سے آیا افراسیاب نے بہت خوش ہو کر جواب لکھا ہے سو جگہ اسکا
پہونچا کیا جب وہ کنارہ لشکر پر پہونچا برق نے نکل ساحر آواز دی میاں جانے والے کہاں جاتے ہو
وہ ساحر ٹھہرا برق قریب آیا کہا بھائی کون ہو کہاں سے آتے ہو اسنے کہا قلعہ جمشیدی سے آتے ہیں
برہمن کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا شہنشاہ کو لاکر نامہ دیا جواب مل گیا اب وہیں جاتے ہیں برق گھبرا گیا
کہا بھائی بہت کیا کہ تم پہ دل جانے مولیا نہ عیار آکر مار ڈالے بہر پروانہ چھپا کر ڈالو کہ نکل جاؤ کہیں دشمنان
اور عیار بڑے صیاد ہیں صاحب طلسم و بیابان میں ہر وقت فکر میں رہتے ہیں ساحر نے کہا بھائی تمنے بڑا
احسان کیا ہمکو آگاہ کیا برق باتیں کرتا ہوا ساتھ ہولیا جب تنہائی میں پہونچا باتیں بیہوشی کر چکا
تھا ہاتھ ماسے منہ پر مارے بیہوش کیا زبان میں سوزن دیکر اسکو کنارے سے ڈال دیا نامہ لیکر شہر سے باہر نکلا
کی آیا خواجہ کنارے اسکے بیٹھ خاموش کھڑے ہو سکتے برق نے لاکر وہ نامہ دیا کہا استاد بڑا غضب
ہوا کوئی مقام قلعہ قلعہ جمشیدی ہے وہاں برہمن پکڑا گیا افراسیاب نے کچھ جواب لکھا ہے
ساحر کو بیہوش کر کے ڈال آیا نامہ حاضر ہے عمرو نے برق کو گلے لگا لیا کہا بیٹا بڑا کام کیا میرے آنکل
ہوش و حواس درست نہیں ہیں تاریکی کی فکر میں کچھ تا ہوں کوئی بات عقل میں نہیں آتی مگر اب لشکر
سے ہوشیار رہنا میں برائے رہائی برہمن جاتا ہوں اگر وہ جوان قتل ہو گیا کو لشکر کا بازو ٹوٹ جائیگا برق
بلا عمرو نے اسیوقت اپنے کو باسباب عیاری سے آراستہ کیا سمت قلعہ قلعہ جمشید کی روانہ ہوا مگر
ان کو کیوان تو مصروف عیش و نشاط ہوا یہ رات باقی تھی بلور جمشید کو آکر ساحروں نے خبر دی

آگ سے دریائے غضب ہوا وہاں میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے ارادہ ہے بوقت سحر جمیع گرفتاروں کو قتل کریں
صرصر بھی دربار میں حاضر ہو لشکر بیلا اتنا جمع ہوا ہے میں ذکر نہیں کر سکتی تمام شہر کا بچہ بچہ بھی وہان خونریزی
ہوگی تھی اب کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا جو ہر طرف جس بادشاہ کی فوج قید ہے بارہ ہزار ساحر مقرر کیے ہیں
وہ سب حفاظت میں مصروف ہیں کیونکہ ان میں جانبازی نہ آپ سے باہر نکل خود جا سے عدالت قریب
قید خانہ آن پہنچا گرفتاروں کو جگایا اور یہ کہا شاہزادہ جمشید و بلور جہانگیر دست اپنے تمام سے اُٹھ کے
سلاح جنگ سے واسطے پیرآستہ کیے مشت خاک اُٹھا کر گریبان میں ڈالی اور سر پیٹا کہا اے خاک تو بھی
اب جان دینے کی بیدو لد ہے اور نے تاج سر پر جمشید کے رکھا جمشید نے کہا اے افسر والا ما ہرا ہا تاج و
تخت کیا افلاک نے گردش دکھائی ہے کہ جان دیتے ہیں کہ و سبب صدمہ ہے نیست شاہ و گدا زیر زمین یکسان
وقت مرنیکا قریب آیا اب رعنائی زیبائی کی کیا ضرورت ہے اب بڑی رعنائی زیبائی یہ ہو کہ میدان سے
قدم نہ ہٹے غیرت ہمراہ رہے ہوس دنیا دامن نہ تھامے لڑ بھڑ کر مارے جائیں یا استاد کو مار کر تن قبلہ و کعبہ
اگر دیکھیں کہ ہمارے فرزند نے رفیق جانثار کو پایا طلسم نور افشان میں سب تعریف جرأت
کریں نامردی مشہور نہ ہو بلور نے کہا تاج و تخت کی برکت ہے غلام حضور سے آگے بڑھ کر مرے گا حضور ترغیب
و تسلی ہونے والے بڑھیا ہے جمشید نے سب کو آمادہ پایا ہر چند کہ بیدو کے باعث خستہ و شکستہ زخمدار
بیقرار تھے مگر حکم ملتے ہی تیار ہوے مسلح ہو کر مانند جانبازی حاضر ہوے پیوستہ تھم گئے جمشید نے
سب کو آفرین کی کہا یارو اگر حیات باقی ہے کوئی ایسا کرے کہ پامال کرے گا یہ وعدہ ہے اقبال نیک نے
عرض کی حضور کو پروردگار سلامت رکھے سب کچھ پایا عزت آبرو طلسم نور افشان میں نامور
اب جان دینے میں نیک انجام ہے یہ تقدیر کی بات باقی ہے یہ دونوں جوانمرد نیشت اسے مرکب پر سوار
ہو سے فوج ظفر موج لیکر چلے لیکن جوان ابلق سوار تیرہ روز کا زخم خوردہ تھا ہی میدان خونی کی تیاری
ہو چکی ہر طرف قید خانے میں تمام جسم پر قید سحر زبان لانا دشوار ہے نہایت مجبور و ناچار ہے وہ شب
مصیبت سے تڑپ تڑپ کے کاٹی سب کو دیکھتا ہے دشمن جان تشنہ خون میں ایک ایک کا یہی قول ہے کہ اس
جوان کو قتل کریں اسی تاریکی کے شونہ چلانے لگے انہی چراغ تھا ماہ قطع جمشید کی گل کردیا تھا کو غم و الم سے
بھر دیا ناگاہ مشعل ماہ گل ہوئی شمع نہ سے سیارگان لرزاں آفتاب عالمتاب نے بعد قہر و عتاب تیغ مہر کو حمائل
کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا ہے کہاں نامدار کو گرفتاروں نے زنجیر تھام کر کھینچا کشان کشان تا میدان

خوبی لیاقت کیوان شاہ مرکب پر سوار ہا سات لاکھ فوج رنگیان شہر ہمراہ رکاب ہر ایک کو پہنچی وتاب صحرا صحرا کنارے
کھڑی ہو کر تماشا دیکھنے لگی مشتاق ہو کہ برہمن قتل ہوئے تو جبر لیکر [illegible] میں افراسیاب کے پاؤں جاکر
یہ خبری سناؤں یہ جو کنارے آنکے کھڑی ہے برہمن کو کشان کشان لیکر آئے سب نے دیکھا برہمن صف شکن
سلاسل و طوق زبان میں دونان ہمراہ ساحران رہنمون قتل بار آتشین دہن پر چلا ہوا آگے ہیں یاران سیاہ
پیٹے ہوئے کیوان کو بڑا خوف ہے کہ ذرا بھی غفلت ہوئی یہ ظالم رہا ہو جائیگا اسکا چھوٹنا قیامت برپا ہوگی اسے
کو زندہ چھوڑنا نہ چاہئے صاحب کیوان سے کہ رستہ میں جلدی کیجیے ایسا نہو کوکب کو خبر ہو پہنچے اس سے
کون بچا سکیگا وہ بادشاہ جلیل اس جوان کا کفیل ہے اسکو کون جواب دیگا کیوان بھی سمجھا سچ کہتے ہیں
فوراً جلادون کو حکم دیا اس کو قتل کر دو جلادون نے سرزنجیر برہمن کی تمام کر کھینچا چو ترہ بیت کا بنایا اسپر برہمن
کو بٹھایا اسوقت سب طرح کے لوگ وہان جمع ہیں شوکت و لیاقت برہمن کو خوب جانتے ہیں اس جوان رعنا
کو نگر نیرے طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا کے بخوبی پہچانتے ہیں مشہور ہے یہ جوان خیرخواہ
دولت شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر ساعت نیک و بد ہر وقت کوکب کو بتاتا ہے
ستارہ شناس فلک اساس صاحب حسب و نسب شریر با ادب اسکی یہ خرابی در پیش ہے مقام بیس و پیش ہے
سب کہتے ہیں حقیقت میں دنیا مقام عبرت ہے نہ جانے عشرت ایک لمحہ بھر میں کیا کا کیا ہوتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے
دنیا میں اگر آسائش غیر ممکن ہے دو چیزیں ہر شخص کے ساتھ ہیں از فقیر تا شاہ یعنی ہوس و بیہودی خواہش کا ہش
اگر بادشاہ ہفت اقلیم ہو قصد رکھتا ہے تو یہی کہ ایک اور اقلیم پیدا ہو اسپر بھی قبضہ کر دن درویش جگر ریش
ترک دنیا کر چکا لیکن فکر آب و نان میں مصروف ہے کل امورات دنیا خواہش و کاہش پر موقوف ہے آرام ملنا دشوار
کوئی ہنر کوئی بہتر ابقول شاعر نامدار اشعار

ہر کہ در دنیا سامان ندارد
ہر دو مفلسی در سامان ندارد
چنان عام ست بلے آب و درین عہد
کہ یکی نان فلک در خوان ندارد
مدتیم از زبان دیگران ست
کہ چو دل بشکند تاوان ندارد

کسے گر آب دارد نان ندارد
بشہرت سخاوت جان بود لیکن
کہ بہرام آب در پیکان ندارد
مجو لولو کہ از لب تشنہ دستی
سخن این گفتگو اسکان ندارد
چہ یادر شو کام وزرا شو سب

شادی بیم زر و زر خش [illegible] یا سرس
کسے کو زر ندارد جان ندارد
[illegible] نان بہائی [illegible]
خرف ہم در صدف عمان ندارد
[illegible] نگہ دار دو زمانہ
جہان یک قطرہ بے طوفان ندارد

بیابان طی کن کش ہرین خانہ
کہ اسے شیر غولستان ندارد
لب در شکر صنبہا ند پدانہ
زہر دیمیبہ خوہ نیبان ندارد
کسے کو راند وہ ترکش تواند
دگر کافر بہت ایمان ندارد
کسے کو ترک گیر دگر بداند
نکو بشنو کہ گوش آن ندارد

کہ از صد غول سرگردان ندارد
زنافرمانی و ناشکری حق
کہ منعم نعمت ارزان ندارد
کہ دشمن چون طعنش لب کشاید
ولے آہنگ ترک آن ندارد
کسے کو لے بداند سے توانا
ہمانا ان اندوہش حیران ندارد

بیابان ہیبت آن محمد دگر بود
ہزاران عید پایہ قربان ندارد
کسے کو واند و مغلوب نفس است
ہمان نفسش زکبر انسان ندارد
اگر مومن بود زنجیر تالہ سبب
بعشق ازل پیمان ندارد
تاین گفتن نکو آید زسر فی

اسوقت ایک ہنگامہ ہوگا کوئی عشرت مین کوئی عشرت مین کوئی
کہتا ہے بڑا اجلیل قتل ہوتا ہے کوئی کہتا ہے ایسے کا قتل ہونا بہتر ہے سامری پرستون کا قاتل ہے قوم کا بہی
مگر بالکل جاہل ہے اسکو مناسب تہا کہ کوکب کو سمجہاتا کہ بہو کا ساتھ نہ دو افراسیاب سے دشمنی پیدا
کرو یہ دون یاد نہ تہا اب کیا بدحواس ہے حیران حیران چپ چاپ رہا نہیں دیکہہ رہا ہے اب جان کا خوف ہوا اگر اسوقت
شہنشاہ سامنے ہوسکے آسکے قدمون پہ گرتا خطا معاف کراتا بعض نے کہا واہ بہادر ایسا نہین کرتے ہین مرد سپاہی
ہے افراسیاب کے سامنے کبہی سر نہ جہکائیگا صاحب غیرت و لیاقت جرأت و سخاوت اسکا شیوہ ہے بڑے بڑے
مقامات پر لڑا ہے کبہی منہ نہین پہیرا فوج مین تو یہ ہنگامہ تہا لیکن جلاد صاحب بیداد نے برہمن کو کہینچکر
آواز دی اے بادشاہ جمجاہ اے عالم پناہ حکم اول ہمکو دیجیے گا بڑا شخص جلیل ہے اسکے خون کے دعوے دار
بہت ہین سارہان زادہ مین رو سپید کا پیادہ بڑی فکر کرے گا اسکے واسطے جان لڑا دیگا کوکب روشن ضمیر
و نور افشان اسکے نام کے عاشق ہین وہ بہی آئینگے اپنی جان لڑائینگے کیوان نے جواب دیا ادہ بہا کیا
کہتا ہے ہمنے ایسے ہزارون قتل کیے کوکب و نور افشان کیا کرسکتے ہین ہم خود لشکر کشی کرکے بے سمر
طلسم نور افشان جائینگے اسطرح میان کوکب کو بہی پکڑ لائینگے یہی انکا بہی حال ہوگا اتنبو مابدو
نے لڑائی پہ کمر باندہی ہے بہائی کے خون کا معاوضہ لینا واجب و لازم ہے اب جلاد نے شانہ پکڑ کے برہمن
کا ہلا یا کہا اے جوان جو کہنا ہو کہہ لے جو پانی کی ہوس ہو دریا دلی دکہائین آب شمشیر پلائین اگر کسیکے دیکہنے
کی ہوس ہو اسکو بلادین جو دلمین اشتیاق ہو ظاہر کر یہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوا یہ سنکر برہمن
نے سر ہلا دیا کلام کی طاقت نہ تہی زبان مین سوزن دہن پہ قفل بلا نشین نہایت اندوہگین لیکن استا سے

مراد یہ تھی کہ اوناھر وکھانیکے واسطے لخت دل بجاے آب خون جگر اسوقت کچھ ہوش نہین ہے آرزو سے دیدار اپنے آقاے نامدار کی دنیا سے لیچلے یہ اشارہ کرکے برہمن کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے چار جانب حیران حیران دیکھتا تھا کوئی دوست مونس غمگسار نظر نہ آیا اس بیکسی مین اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کیا دل رجوع ہوگیا عرض کرتا تھا اے معبود تو ہر مقام پر موجود ہے دشمنون سے کیا ڈر ہے بموجب مضمون اس مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ٭ بطن مادر مین جگہ دی ایک قطرۂ نجس کو یہ مرتبہ عنایت ہوا صاحب شوکت ولیاقت ہوا اسوقت بھی تو معین ومددگار ہے اپنے ناخداے حقیقی کو یاد کیا اسکا بیڑا پار ہے برہمن نے پلک کردعا کی کیوان نے تیسرا حکم دیا جلاد نے تیغہ بیداد کھینچا چاہتا تھا ہاتھ مارا سب نے دیکھا برق چمک کر گری جلاد ملعون کے دو ٹکڑے ہوے صدا اسے نعرۂ شیرانی زمین تھرائی نعرۂ کوکب

ستم مالک ملک افسونگری
دلیر قوی ہیبت انجم سپاہ
شہنشاہ کوکب شہ بیتعظیم
قوی دست وبازو ورستم شکیم

ستم بادشہ سکۂ ساحری
ستم گوہر کسب جاہ وجلال
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

ستم صاحب شوکت وعزوجاہ
ستم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار وفریدون حشم

سب نے دیکھا اس برق خندہ سے کوکب ظاہر ہوا تاج تہ بالا

ہر زرہ یاقوتی وریہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے غصے سے چہرہ گلنار ابرو سے خمدار سامنے ہوے تیغۂ برق تاب لعبد قہر وعتاب ہاتھ مین غصہ بات بات مین آتے ہی برہمن کی زبان سے سوزن نکالا کچھ خاک اٹھاکر اڑادی خاک اڑتے ہی ان بیچارون کے دلپر غبار الم چھا گیا ہزارون نے جھوم کر آواز دی ستم غلام شہنشاہ کوکب روشن ضمیر یہ کہکر آپس مین لڑنے لگے کوکب نے اک دو سر تیز زمین تھرائی فوج کیوان ابلق سوار گھبرائی کیا گو بہائی نے مارا باپ کو بیٹے نے للکارا کوکب نے ٹوپیون فوج کفار کو ستانا شروع کیا لیکن برہمن تکلیف اٹھانے ہوے غصے مین اٹھا بہ قہر وغضب تمام جاپڑا کسیکو چیر کر پھینک دیا کہین چھپٹ کر گولہ مارا آگ برسائی کبھی دریا سے سحر نے جوش مارا بڑے بڑے پہلوانون کو پچھاڑ کر برہمن نے للکارا کوکب کبھی لڑتا ہوا طرف کیوان ابلق سوار کے جاتا ہے نامردی اسکی ناگوار جام بادۂ شجاعت سے سرشار دس بارہ ہزار کے قلب الٹ دیے بارہ ہزار ساحت لاکھ پر جاپڑے جان جانیکا خوف نہ تھا واہ ستمگر کوکب مین کیفیت ہوے ایک ایک کو بھی اشقیا

کو جیسا جاتا ہو اگر دریاے آب ملاحوش قہر و غضب میں چھا ندپڑا چند ساعت میں دریا کو خشک کیا آگ کے
بڑھا آگ کا دریا ال گیا گرم مزاج صاحب تخت و تاج وہان کھڑے ہو کر پانی برسایا اس دریاے آتش
کو بھی ہٹایا خود شعلہ نما ہوا جسم تیرون سے ترکے چھنا ہو تاج کو سنبھالتا جاتا ہو فوجون کو شکست دی یہ
فکر ہای کیوان کو نہ جانے دون اس تیجا نے میرے قوت بازو کو بڑی تکلیف پہونچائی اب کیوان بچ جا کا دبا گا
پھرتا ہو کبھی نعرہ کیا او غول صحرا سے نامردی بٹھر رہا تھا لیکر تو نے بہرام کو گرفتار کیا تھا مجھے بھی تو آنکھ
چار کر لینے کہ کوئی وار کر کیوان کو آئینہ شمشیر کوکب میں جلوہ عروس مرگ دکھائی دیتا ہو سوا سے بھاگنے
کے کچھ نہیں بن پڑتا اس گنبد کلان کی جانب جاتا ہو برہمن نے دور سے دیکھا میرے شاہ نے بڑی شقت
کی فوجین بیچ میں حائل ہین میرے شہنشاہ گھائل ہین یہ سوچکر تیغہ ٹیک کر حسبت کی ہر غول میں لڑا
افسران نامی کو ٹوک کر مارا ستھر بھی کرتا ہو شمشیر زنی بھی صف شکنی بھی کیوان نے دیکھا نبیہ دشمن میرے تعاقب
مین آتے ہین کہان بچ کر جاؤن کیونکر بچاؤن برہمن برابر پہونچ گیا کوکب نے بھی دور سے دیکھا کہ
برہمن نے کئی افسر مارے قریب کیوان ایلچی سوار کے پہونچ گیا کیوان نے وار کیا برہمن نے
روکا جلاد کا وار کیا کیوان نے سپر تیر کو پناہ کیا تیغہ برہمن تڑپ کر گرا سرا سکا سراسر زخمی ہوا اب نادم سر کو سوا
ہوا آگے کوئی راستہ ملا تھ کرکے اس گنبد کلان میں پہونچا قطع اسکی یہ ہو کہ چہار جانب سے دروازے
کھلا ہوا ہے بیچ میں چند سنگ زیرے رکھے ہین اسپر کچھ ہار پھول پڑے ہین ذہن میں نہیں آتا کہ یہ کیا مقام ہو جب
کیوان اندر گنبد کے پہونچا پیچھے سے برہمن آتا تھا ادھر کا دروازہ اسنے بند کیا برہمن نے ایک
لات ماری کہ وہ در کفر و نفاق گرا برہمن بھی اندر آیا اسوقت کیوان نے ایک چیخ ماری اور پیر آواز دی کہ
دادا جان مجھکو بچاؤ جیسے ہی آتے یہ صدا دی زمین سے آواز ہیبت ناک آئی قریب تھا کہ کان کے پردے
شق ہون مگر برہمن نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا چاہا کیوان پر ہاتھ مارے کہ زمین سے دھوان نکلا شعلہ آتش
برہمن کے گرد ہو گئے آہ آہ کی آواز دینے لگا تلوار چھوٹ پڑی سپر سے پشتی باقی نہ رہی کمان میں خم آیا
خنجر میں دم نہ تھا مثل تصویر تصور برہمن خاموش ہو کے کھڑا ہو گیا کیوان نے جو برہمن کا یہ حال
پر ملال میں دیکھا تیغہ کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹ لون کوکب نے جو یہ سحر دیکھا کہ برہمن اندر جا کے بیہوش
ہو گیا کیوان سر کاٹنا چاہتا ہو تاب باقی نہ رہی آواز دی او قابو پرست بہت کیا کرتا ہو دست نہ بڑھا گرد ہاں
ایک سیم استلج کا نعرہ کوہ شکاف کیا کیوان اندر گنبد کے تھرا گیا ہاتھ روکا کوکب بھی اندر گنبد کے

پہونچا برہمن کو پشت پر لیا کئی مرتبہ آواز دی اے یار وفادار ہوشیار ہو جاؤ پر برہمن نے کچھ جواب نہ دیا آنکھیں
پتھرائی ہوئیں ہاتھ پاؤں بیکار صاف ظاہر ہے کہ کوئی اعضاے جسمی برہمن کا قابو میں نہیں ہے کوکب نے
کیوان کو ڈانٹا کئی شعلہ ہاے آتش بھڑک کر کوکب پر آئے کوکب بادشاہ طلسم نور افشان اُس آگ کو کب
مانتا ہے ہاتھ سے اشارہ کیا چند قطرات آب پیدا ہوے شعلے بجھ گئے کیوان نے اُنکی حمایت پائی یہ بھی دیکھا
کہ کوکب برا سے برہمن سینہ سپر ہے ہاتھ تلوار کا بر سر کوکب لگایا کوکب کو نہایت غصہ تھا بڑھ کر بیا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالا یا جھٹکا مار کر تلوار چھین لی وہ ملعون بیباک پلٹ پڑا مگر پکارتا جاتا ہے دادا جان دوڑو
مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ جب وہ آواز دیتا ہے شعلہ ہاے آتش کوکب کو گھیرتے ہیں اکثر کئی آبلے
پڑے کڑیاں زرہ کی جلیں لیکن کوکب نے کچھ خیال بھی نہ کیا جیسے ہی وہ لپٹ پڑا غصے میں گردن پر ہاتھ
ڈالکر کہ مارا وہ بیباک منہ کے بل زمین پر آیا کوکب نے کمر میں ہاتھ ڈالکے کیوان کو اٹھالیا سر سے بلند
کیا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکے سر کھینچ لیا اُدھر تو کیوان مارا گیا لاشہ زمین پر تڑپا صداے ہا ہو کان میں
آئی کوکب نے چاہا مار کر اسکو گنبد سے نکلوں آواز آئی او شخص تو کون ہے روح ساحری کو ستایا بے ادبی
کرتے ہوے کچھ خوف نہ آیا کوکب نے چار جانب دیکھا کوئی کہنے والا معلوم نہوا پھر برہمن اسیطرح بلاے آتش
میں پھنسا ہے آہ آہ کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے جل جائیگا استخوان تک خاک ہو جائینگے آنکھیں پتھرائی ہوئیں چہرہ
اُداس عالم یاس پھر زمین شق ہوئی ایک زنگی نکلا تیغہ برہنہ ہاتھ میں کوکب کو اُس زنگی نے ڈانٹا کوکب پر
چار پڑا ہاتھ تلوار کا مارا کوکب نے دیکھا میرے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے ہاتھ نہیں اُٹھتا زنگی کا تیغہ پڑیگا
دو ٹکڑے ہو جاؤنگا بمشکل تلوار کا ہاتھ اُٹھایا تیغہ اسکا کاٹا کوکب نے اُنکا قبضہ کیا زنگی پر تیغہ قابض
نہوتا تھا بمشکل سحر یاد کیا اپنے کو بچایا اسپر وار کیا سر پر اسکے تلوار پڑی دو ٹکڑے تو نہوے مختصر سا ایک روزن
پیدا ہوا اسمین سے دھواں نکلا اس دھوین سے کوکب کی بھی آنکھیں پتھرائیں بادشاہ طلسم نور افشان
ہے ہر چند اپنے کو سنبھالتا ہے نہیں سنبھل سکتا غش آنے لگا صرف اتنا ہوا کہ کوکب نے کوئی اسم سحر پڑھا
گلے میں جو گنڈا یاقوت احمر کا تھا دو دانے شکست ہوے دو طائر کلان [illegible] ہوے
ایک طائر نے جھپٹکر زنگی کو روکا ایک سر پر کوکب کے سایہ فگن ہوا اسطرح کا انتظام کیا یہ باعث سلطنت طلسم نور افشان
تھا وہ دونوں طائر غل مچاتے ہیں جب زنگی چاہتا ہے کوکب کو قتل کرے وہ طائر اپنا گلا رکھتے ہیں پر دون
سر پیٹتے ہیں جیسے کوئی عاشق صادق معشوق کو بچاتا ہے زنگی جھوم جھوم جاتا ہے کوکب کو ہاتھ نہیں

مار سکتا یکایک زمین سے آواز آئی او غلام بے ادب اس گنہگار کو سزا دے یہ جو آواز آئی یاقوت زنگی نے اُن طائروں کو دیکھکر ہوش اڑ گئے تھے سست ہو رہا تھا اس صدا سے قوت آگئی دونوں طائروں کو پکڑ کے چیر ڈالا تیغ کھینچکر کوکب کی طرف چلا یہ سمجھ کر کہ باہر جمشید ہیں کوکب نے دیکھا اس نے قبلہ و کعبہ کہکے دوڑا زور و شور سے گولہ مارا جب وہ گولہ قریب زنگی کے پہونچا گولے پر آہستہ سے ہاتھ مارا اور آواز دی کہ تم سب جمشید ساحری و جمشید ہیں مبتلا نہیں ہوتے ہو یہ بے ادبی و سرکشی کرتے ہو وہ گولہ الٹا پلٹا بیرون در گنبد آکر پھٹا اسقدر دھواں نکلا کہ بلور و جمشید غش کھا کے گرے تمام افسر لے نے لگے دھواں جسکی آنکھ تک پہونچا وہ نابینا ہوا الغرض قریب جمشید کے گرا صدائے آہ آہ زبان سے بلند ہر کس و ناکس دردمندان سبکا جب اس زنگی نے یہ حال کیا پھر قصد ہوا کوکب پر جا پڑوں کوکب اسی طرح سکوت میں کھڑا ہے ایسا بد حواس ہو گیا کہ ہو نہ زنگی پر وار کرتا ہے چہرہ فق مار رہا ہے آنکھیں ٹکر ٹکر گا رہی ہیں جیسے کوئی کئی دن کا پیاسا ہو چہرہ پر ہوائیاں تمام جسم میں رعشہ ہے یہ ہمیں اس حال میں کوکب اس ملال میں دونوں بلائے آسمانی میں مبتلا ہے جمشید و بلور پر یہ صدمہ گذرا کہ بد حواس ہو کر زمین پر گرے دھوئیں کو دمبدم ترقی ہے زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کو تول رہا ہے کہ کوکب کا سر کاٹ لوں ہرنین کو پامال کروں لیکن نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ وہ بھی ہمہ دم رہا ہے قریب کوکب نہیں آتا اور کوکب کی بھی یہ کیفیت نہ روئے رفتن نہ راہ ماندن سامنے زنگی راہزن باہر سے صدائے واویلا آتی ہے ملازم پلک پلک کے پکارتے ہیں خداوندا ہمارے آقا کو بچا لے ہم سب کو پناہ دے چند ساعت یہی معاملہ رہا زنگی پھر تیز ہوا تیغ تولا چاہا کہ سر کوکب پر ماروں کہ آسمان سے ایک برق چمکی صدائے مہیب ناک آئی اس برق سے تڑاقا ہوا گنبد مثل پانی کے گرے پہلے جمشید کو ہوش آیا بلور بھی اپنے مقام سے اٹھا چاہا دوڑ کر اندر گنبد کے جائیں کوکب کو سمجھیں کو بچائیں لیکن قدم نہ اٹھا گنبد میں نہ جا سکے ہر چند ہلا سکے یکایک وہ برق شق ہوئی سیمبر دیکھا نور افشاں بصد شوکت و شان تاج سر پر چمک کر زمین پر گرا جو باہر گنبد کے تھے انہیں تو باران سحر برسا یا گنبد کے اندر تڑپ سے کے پہونچا زنگی سیاہ رو کو قہر و غضب للکار آواز دی او نامرد خبردار ہاتھ اٹھانا یہ شہنشاہ طلسم کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر ہے تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہ عالیجاہ پر وار کرے ہٹ سامنے سے گنبد سے نکل جا ورنہ سزائے کار پائیگا ہمارے دوستان صادق محبان واثق کا مقام ہے تجھکو کیا لیاقت ہے اسے کلمات کہکر نور افشاں قریب کوکب آیا سینہ اپنا سپر کر دیا کوکب کے جانب پلٹکر کہا یہ کیا غضب کیا کہ

ہین کیون پھنس آئے آج تک بھی نہ سمجھے کہ طلسم ہوشربا مین کیا کیا بلائین ہین خدا انجام بخیر کرے یہ کہکے
نورافشان کی مٹھی مین ایک طائر ہفت رنگ تھا اسکو چھوڑا وہ زقند مار کے گرد سر کوکب و بہمن
پھرا آہ کا نعرہ کیا طائر کے منقار سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک سر کوکب و بہمن پر گری دونون
کو ہوش آیا دیکھا ان سب طرف ہوا زنگی نے نعرہ کیا او شخص تونے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا
یہ دونون بڑے گنہگار ہین قاتل کیوان ابلق سوار ہین یہ کہکے تبر مارا نورافشان نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا تاب نہ باقی رہی ایک طمانچہ مارا تڑاخے کی آواز آئی سر زنگی کا اڑگیا لاشہ زمین پر تڑپا ملحوظ
خاطر ناظرین ہو عجیب طرح کا مقام ہو کمبخت قلم بگڈھریان کر رہا ہو طرار سے پھر رہا ہو چاہتا ہو کہ مثل صبا سے
آگے بڑھ جاؤن سمند فلک کو پامال کردون باگ کو روکے رہا ہون شدیز فکر جولان گری کا مشتاق ہوا ایسے
مقام دلفریب کا آجانا یہ بھی ایک اتفاق ہو جب نورافشان نے زنگی کو مارا ہر چند کہ رازدار تھا لیکن
غصہ مین تاب نہ رہی کوکب و بہمن نے دیکھا جس مقام پر شگوفہ رہے بہار پھول پٹے تھے اتنا طبقہ تو
اترگیا ایک روشنی معلوم ہوئی آنکھین ملکر دیکھا ایک تخت یاقوت نگار اسپر ایک بادشاہ با وقار تاج سر پر
قبا سے قلمکار در بر شمشیر سامنے رکھی ہوئی آنکھین غصے سے سرخ آواز دی یہ کون بے ادب ہو یہ کیا
غضب ہو کہ ہمارے ملازم جانباز کو مارا بدولت کے مسکن مین بے ادبانہ قدم رکھا ہو شیر نیزہ کہ
آتش قہر و غضب مین پھونک دون اپنے مقام سے اٹھنے کی بدولت کو تکلیف پہنچائی
جیسے ہی نورافشان نے اس بادشاہ کو دیکھا کوکب و بہمن کو اشارہ کیا یہ تو سر جھکا کر کھڑے
ہوے نورافشان نے پکار کر آواز دی ای بادشاہ عالیجاہ ای معین و مددگار دین ساحری ای شہسوار
ہوش افسونگری ای قدردان ہمت ای تاجدار اقلیم سخاوت کیا ساعت نیک ہو کہ آج بعد مدت دراز
جمال جہان آرا دیکھا ملاقات سے مشرف ہوئے شعر بیا کہ تیرا آشنا در کنار کشم چہ بہ تنگ آمدہ ام چند
انتظار کشم ای شہنشاہ ملک اطلس گلگون پوش اٹھو آپ برآمد ہوئے باہر تشریف لائیے بندون
کو سرفراز فرمائیے یہ کہکے ملک اطلس کا ہاتھ تھام لیا ملک اطلس نے پوچھا ای برادر نورافشان
یہ کس بے ادبی کی اندر گھسکے قدم رکھا ہمارے غلام خاص کو مارا کیوان کو لائے نورافشان نے
کہا باہر تشریف لائیے سب کیفیت عرض کرونگا یہ چند سے پردۂ دنیا کی ہوا کھائیے یہ کہکر بلند آواز دی
ای سپہ سالار جلد بارگاہ مین استادہ کرو ہمارے دوست صادق کے واسطے سامان عیش و عشرت مہیا ہو

بہمن و کوکب حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ اے پروردگار یہ کیا معرکہ ہے یہ کون شخص ہے کہ جو زمین
کے اندر سے اسطرح لپیٹ کر وفرکلاہ جاہ وجلال کو اسکے دیکھکر ہوش اڑے جاتے ہین لیکن نورافشان
اس جوان کو لیکر باہر نکلے چند کس سے اشارہ کیا شہنشاہ کا تخت اٹھالو ملازمون نے تخت کاندھے پر
اٹھایا جب ملک اطلس ساتھ نورافشان کے بیرون گنبد آیا پوچھا اے برادر بتاؤ یہ دونون
جوان کون ہین نورافشان نے اشارہ کیا یہ جوان بہمن وہ جوان شہنشاہ کوکب صف شکن
بادشاہ طلسم نورافشان دونون ہیرے شاگرد رشید آپکی ملاقات کے جویا تھے افراسیاب
نے بڑی بدعت پیدا کر باندھی ہے آسی بدعت کا یہ بھی اک نمونہ ہے کہ سرحد قطع جمشیدی مین خونریزی
ہوئی آپکے گنبد کے اندر یہ آئین زمانہ کی انقلاب ہوا الیان ہوش ربا و نورافشان کو اضطراب ہے
ملک اطلس نے کہا اے برادر مفصل حال بیان کرو یہ کیا ہنگامہ ہوا ساحری پرست اسمین کیون
لڑے قطع جمشیدی مین کیون معرکے پڑے اس زمین بزرگ پر ہمارے عزیز و اقارب مارے
گئے نورافشان نے کہا چلکر سریر جہانبانی پر متمکن ہوجیے کل کیفیت عرض کرونگا اتنے عرصے مین
بلور نے پڑھکر بارگاہ زربفتی استادہ کرائی طائفہ طلب کیے شراب و کباب حاضر کیا جملہ سرداران سکے
آکر حاضر ہوے تمام لشکر مین غل ہے شہنشاہ عالیجاہ ملک اطلس گلگون پوش آفتاب قطع جمشیدی
دو سو برس کے بعد زمین سے نکلے دیکھو کیا حسن ہے کیا جمال ہے کیا جاہ ہے کیا جلال ہے مقبول بارگاہ
ساحری و جمشید ہین نہین معلوم برآمد ہوتے ہین کیا سبب ہے اور سرداران قطع جمشیدی نے
ملک اطلس کے ہاتھ چومے گرد پھرے تصدق نثار ہوے نورافشان نے فراست جوانی کو کیا
و بہمن جمشید و بلور سے اشارہ کیا خبردار خبردار کوئی دین اسلام کا نام نہ لے اگر اسکو ثابت
ہو جائیگا کہ اہل اسلام نے آکر کیوان کو مارا ہے تو ظاہر ہوا کہ یہ لوگ طرفداران اہل اسلام ہین ابھی غضب
ہو جائیگا اب مین اسکو دام کلام مین پھنساتا ہون دیکھو تو یہ کیا دکھاتے ایک امر کا اور خیال کرنا
اگر شاید کسیو جس سے تنہا جہہ یہان آلیے ہون تو آن سے کہہ دو ہمارے خدا آپ چلے جائیے اسکے سامنے آئیے
ورنہ ابھی پردہ اٹھ جائیگا کوکب نے قریب آکر پوچھا استاد آپکے ارشاد کے تو ہم پابند ہین مگر یہ کون ہے
نورافشان نے کہا اے فرزند مرکی سو برس اسنے لوجا پاٹ کیا جب تصنیف ہوگیا امید حصول شباب
مین اپنے کو دفن کرایا دیکھو جوان ہوکے نکلا سر پیا سکے تمنے کیوان کو مارا وہ جوان زنگی لاکھ پیجاری

تھا جو میرے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا اب ان باتون کو چھپاؤن گا ایک بات سوچا ہون چلکر بیٹھیے تو وہ تمسے اٹھاؤن دام کر
مین پھنساؤن لیکن یہ سب خیال خام و تصور ناتمام ہین افراسیاب اسکی خبر سنکر خود دوڑا آئیگا اگر کہین خدا نخواستہ یہ جا
شریک افراسیاب ہوا اور مدد بہت ماریاش کل کش اور اگر یہ پہونچ گیا کیون یہاؤن بار اٹھا سکیگا جواب دینا دشوار ہوگا
تمہارا اہل اسلام کو اسکی بدعت سے بچائے آئندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اسوقت تو مین جاکر فقرہ دیتا ہون اگر نکلے ہی جنگ برپا
ہوتا سراسر تباہی تھی اسوقت تو مین نے فقرہ دیا ہے آئندہ دیکھا جائیگا کوکب وہیہن تمام ذکر یہہ سے نور افشان
ملکہ اطلس کو ہمراہ لیے ہوے داخل بارگاہ زرنگار ہوا تخت پر ملکہ اطلس کو جگہ دی قریب تخت ذیل نور افشان
ایک جانب کوکب ایک جانب بیٹھے اور تمام سردار اپنے اپنے مقام پر آ کر بیٹھے نور افشان نے حکم دیا ساغر طلائی
لاؤ ملکہ اطلس نے کہا اے برادر نور افشان مین اس معرکے کے سننے کا بہت مشتاق ہون نور افشان نے
کہا اے شہنشاہ ساحری پرستان وای قافلہ سالار زیرو ستان آپکے زمانے مین کون بادشاہ طلسم ہوشربا کا تھا
ملکہ اطلس نے جواب دیا شہنشاہ لاجین صاحب تاج و نگین بادشاہ خوش آئین عادل باذل فیاض سخی عدالت گستر
رعیت پرور اسکے زمانے مین شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے خاص ہوشربا مین گداگری صدا نکلی چور کا کوئی نام نہ جانتا تھا
معشوق عاشقون سے آنکھ نہ چراتے تھے دلکی چوری سے بھی باز آئے تھے شمع کے چور کا سر کٹتا تھا غربا کو انعام و اکرام ملتا تھا
کوئی ظلم و بدعت کا نام نہ جانتا تھا شہر شہر کو کون پہچانتا تھا تا گاہ اس افراسیاب جادو پر خوش نصیبی نے کمر باندھی
وزیرون کو بلایا نیلم لعون نے جسکا اب نیلم شاہ لقب ہوا ہے خزانہ کا تالا توڑا اور ہر جادو نے تحفہ جات طلسمی
چرانے افراسیاب اسقدر مغرور ہوا آخر لاجین خوش آئین سے مقابلہ کیا وزیران مذکور نے اس بادشاہ
عالیجاہ کو سوتے ہین گرفتار کیا افراسیاب بادشاہ بن بیٹھا اول شاہان نے کہا اسکے خبر نہ کی کہ افراسیاب
نے شہنشاہ لاجین کو قید کر لیا اس بیچارے نے لشکرکشی کی اپنا ملک و مال تباہ کیا اس ستمگر ادام پر غالب
نہو سکا افراسیاب چڑھ دوڑ گیا بنگالہ پر اپنا قبضہ کر لیا ہم لوگون نے اس بات کو سنا نامے پیام لکھے اے
افراسیاب تو نے برا کیا اس بیچارے کو قید سے چھوڑ دے اسطرح دنیا رست کردہ مغرور کب تا ہرائی
مین فساد بڑھتے شاہزادہ بدیع الزمان کوئی جوان ہوا انکے والد نامدار بڑے صاحب لیاقت شمشیر زن
صف شکن کیوجہ سے انکو پکڑ کر قید کیا حضور جسکا عزیز قید ہوگا وہ کیونکر فکر نکرے ملکہ حیرت ان نے اپنے
نواسے کو بدرستے طلسم کشائی روانہ کیا صاف تو یون ہے کہ ہم لوگون کو بھی بیاد لاجین منظور ہوا کہ سلطنت اسکی
ستائین کہلا بھیجا کہ اے افراسیاب تو شہنشاہ لاجین کو قید سے چھوڑ دے سے اپ بالکل عہدہ وزارت کا

غنیمت جان ورنہ ہم اُن لوگون کے شریک ہوجائینگے اُس مغرور نے خیال بھی کیا لڑائیان بگڑ گئین چونکہ بد انتظام
بدنام بدانجام بکرام ملعون خاص و عام ہی اسیکے سردار اُسکے دشمن ہوے غیرون کے شریک ہونے لگے اب
وہ سب اُسکے مقابلے مین اترے ہوے ہین ایسا گھبرایا اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا خون اسکا لیکر
مشتعل جادو کو پلایا وہ اکڑا بڑے بڑے شعبدے دکھائے اسطرف جو لوگ آکر شریک ہوے ہین فہین
بڑے بڑے عیار ہین عیارون کے سردار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار عقیل فہیم لبیق اسنے تدبیر کرکے مشتعل کو
مارا اب اپنی والی امان ملکہ تاریک مشکل کش کو لایا ہی وہ ایسی ظالم ہی بندگان سامری کو چیر پھاڑ کر
کھاتی ہی اتنا نہ درد کھاتی ہی یہ سنکر ہم کو بھی ناگوار ہوا یہ ہمین روشن تن کو روانہ کیا کہ جاکر تاریک کو
سمجھاؤ بیگناہ لوگون کو قتل نہ کرے سامری پرستون کے خون سے ہاتھ نہ بھرے غرور افراسیاب کے
مزاج مین بھرا ہی ناسزا سنے حاکمان قطع جمشیدی کو لکھ بھیجا کہ فوج کوکب اسطرف نہ آنے پائے ای
بادشاہ عالیجاہ وای سامری پرستون کے پشت پناہ کیوان ابلق سوار بھاگ کر آپکے گنبد مین پہونچا
لڑائی میری سکو غصہ ہوتا ہی کوکب و بہمن جا پڑے حریف کو اپنے جیسا مارا یہ ہمارے نوجوان
ان باتون کی کیا خبر رکھتے تھے مین خبر سنکر دوڑا آیا ای برادر غلام کو ہمارے سامنے مین نے مارا اسکو قتل کرتا تھا
اسنے مد مانا چاہا مجھے ذلیل کرے پھر سنے تو تمہاری آنکھین دیکھی تھین تاب نہ آئی اک طمانچہ مار دیا پھر
ہمارا وار تو قہر و غضب سامری و جمشید ہی اگر بادشاہ عالیجاہ اس لڑائی مین جو کبیدہ ہوا ہے آپ تشریف
لائے بہت مناسب ہوا افراسیاب کو اسی طرح ورنہ بنا شہنشاہ لاچین کو قید سے چھڑا کر کے سلطنت
دیکھیے وہ جوان بدیع الزمان جو قید ہی قید مین اسکا حال تباہ ہو آپکے سر کی قسم وہ بھی سزا سر بیگناہ ہی
اس قیدی کو بھی قید خانے سے آزاد کیجیے طلسم ہوش ربا سے غدر مٹ جائے قوم سامری پرست
تباہی سے امان پائے اب آپ بھی چندے دنیا کی ہوا کھائیے پھر ہیبار اسکے اقدس مین آئے کیجیے ہوشربا
مین بھی آپکی عملداری طلسم نور افشان بھی آپ کا پایہ تخت جہان چاہیے تشریف رکھیے ایک سال
ہوشربا مین سامان و عشرت موجود دوسرے سال طلسم نور افشان مین کیفیت ہو بندگان سامری
آپکی زیارت سے مشرف ہون گویا بعد مدت دیدۂ جمال باکمال سامری و جمشید دیکھا زیادہ آپکے
شرف ہم کیا بیان کرین آپکے ان عزیزون کا خون بھی افراسیاب کی گردن پر ہی بڑا ظالم ہے مغرور ہی
سلطنت طلسم ہوشربا لیکر کیسا پھولا شاہزادیون پر نگاہ ڈالتا ہی ظلم و بدبختی سے کام نکالتا ہی ایسے

کسکے ہاتھوں سے ہر دم ذکر چاک نا کہیں ہو	نالے کرتے ہیں کبھو آہ کبھو کرتے ہیں	حالت نزع ہے جیتے ہیں تمہارے ہجر میں خاک
دن جو کچھ عمر کے ہیں آئینہ رو بھرتے ہیں	اشک دیتے ہیں سکتے نالۂ موزونکا صلہ	سوتیوں سے وہیں زخم لگا و بھرتے ہیں
فخر کرتے ہیں جو بھی مہ گل کی خیالی	ساغر چشم میں ہم دلکا لہو بھرتے ہیں	اس رنگ میں یہ غزل گائی ملک اطلس

کی طبیعت بھرائی اور افشان کی جانب متوجہ ہوا کہا تم تو ہمارے دوست صادق ہو اس ظالم پر طبیعت مائل ہوئی ہوش نہیں درست ہیں اسکو ہمارے وصل پر آمادہ کرو کیا معشوق خوبرو ہے کیا حسین خوشنما ہے ادھر کوکب برہمن سے کہہ رہے ہیں کہ اے یار وفادار اے مونس و غمگسار میرا جلد علاج کرو دل گھبراتا ہے اسکو سحر کرکے اٹھا لیچلو اسکے ساتھ شادی کرونگا برہمن نے کہا آپ ملاحظہ فرمائیے ملک اطلس تو ذبح ہو گیا اب تو سرا افشان سے کچھ کہہ رہا ہے چیدہ پیارا اسکی نائکہ کے پاس گیا توڑا اشرفیوں کا دے آیا وہ نازنین ناچتی ہوئی قریب ملک اطلس کے آئی دامن اُسکا تھام لیا یہ مطلع پڑھا مطلع چمن سے پایا تنگ باغبان نے خون بلبل سے + کہ آخر رنگ ہو کر پھوٹ نکلا عارض گل سے + دامن ملک اطلس کا اس مہ جبین کے ہاتھ میں صاف ظاہر ہے کہ انکا چولی دامن کا ساتھ ہے عشق دامنگیر ہوتا ہے یہاں نئی تدبیر ہے معشوق دامنگیر ہے گریبان وہ دامن کیونکر بچے ولولہ جنون کا جوش ملک اطلس گلگون پوش مثل تصویر خاموش مثل شعلہ جوالہ مچل رہا ہے کس طرح سے اس مطلع کو بتایا رنگ ہوکر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے اپنے پھول سے گالونکا نشان دیا بتاتی جاتی ہے کبھی مسکرانا کبھی مسکرا کے شرمانا کوکب پہ چھریاں پڑ رہی ہیں برہمن سے کہتا ہے استاد اب دامن بدرست استقلال سے چھوٹا میں سحر کرکے اڑا لیجاؤنگا برہمن ہاتھ باندھ رہا ہے کہ حضور یہ سحر کا پتلہ بنا ہوا ہے آگاہ ہو جائیگا نہیں معلوم کیا رنگ لائیگا استاد نے دام کلام میں پھنسایا ہے دیکھا آپ نے کیا رنگ جمایا ہے دشمن افراسیاب کا بنایا ہے اگر یہ بات بن پڑی افراسیاب سے فساد عظیم ہوگا مگر افسوس اس جلسہ میں خواجہ نہو نے اسکے سامنے اُنکی نوازی کراتے وہ بھی اسکا دل لبھاتے کوکب نے کہا اے برہمن تمہین علم موسیقی میں کیا دخل ہے ظاہر میں غزل ٹھمری گاتی ہے راگ کی صورت دکھاتی ہے نوا... تمہ... وہ اسکے سامنے کیا گا سکتے تمہیں سوجھتا نہیں ہے کلیجہ نکال لیا دل و جگر کو بیتاب کر دیا غنچۂ دل غم و الم سے بھر دیا میں تو سحر کرتا ہوں برہمن نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ خدا کے واسطے صبر و جبر کو کام فرمائیے اسکو تبدیل ہونے دیجیے جب اور کوئی طائفہ آئیگا میں جاکر اسکو راضی کرلونگا جتنا ہو سکیگا اسی وقت طرف قصر جمشیدی کے روانہ کرونگا مگر محفل سحر کیجیے وہ فوراً یہاں جائیگا ابھی فساد ہو جائیگا لیکن وہ ماہ پارہ ملک اطلس کا دامن چھوڑ کر

اٹھنے لگی اسنے موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر اس نازنین کو پہنا دیا موتیوں کا مالا زیب گلو ہوا رد برد سے گلو سے انور موتیوں کی رنگت پھیکی معلوم ہوتی تھی موتی بھی بے آبرو ہوئے لیکن وہ نازنین سوتیوں کا مالا پہنکر مثل برق جہندہ اٹھی تھی پیت پر کچھوری ہوئی گندھی ہوئی پڑی تھی اسپر آب رواں کا دوپٹہ صاف ظاہر تھا ارسیاہ کیچلی میں ہر عجیب لپٹ کا عالم ملک اطلس بیدم ہو گیا آیکی وہ نازنین اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی طرف کوکب کے متوجہ ہوئی کوکب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا جیسے ہی اُسنے نگاہ ڈالی مسکرائی خرمن صبر و ہوش کوکب پر بجلی گرائی کوکب نے پہلے ہی سے بالا تار اشارہ کیا کہ قریب آؤ تو یہ دین اسنے کوکب کو انگوٹھا دکھایا کوکب بیقرار ہو گیا کوکب نے اشاروں میں بلائیں لین تب وہ مہ جبین کوکب سے آنکھ ملا کر ان اشعار مین راز دل سنانے لگی

غزل

انقلاب ایسا کبھی اے دل بدخو نہ ہوا
دل میں ارمان بنا آنکھ میں آنسو نہ ہوا
باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
ہم جو بیدل تھے ہمارا کوئی دلجو نہ ہوا
تکتک کے ہم کو جو محبوب مین بیٹھے کبھی
کوئی پروانہ چمک کر کبھی جگنو نہ ہوا
جب جدا ہونیکا اقرار خود اُس نے کیا
سامنے کا کبھی پھر کے آپ سے پہلو نہ ہوا
جسکو پتیاں وحشت مین رہی مجبور نہ تھا
قاصد اپنا کوئی جاتا ہوا جادو نہ ہوا

ہائے میں تیری جگہ میری جگہ تو نہ ہوا
ہمنے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
خون مرغان چمن سے رنگ ہوا بو نہ ہوا
اسکے ملنے کی خبر مجھکو کھٹک کر دیتا
پاؤن توڑا کبھی مقدر نے توڑا تو نہ ہوا
کم نصیبی کی شکایت نہیں مجھکو اے دوست
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو نہ ہوا
ساتھ کسکا کوئی دیتا ہے پریشانی مین
اپنی شوخی پہ تمہارا کبھی تو قابو نہ ہوا
جس تمنا کا ہوا خون مرے دل مین چلا

حوصلے مجھکو نکال آئے نہ اے شوق اپنے
سو کے فتنہ نہ بنا جاگ کے جادو نہ ہوا
تو بہ دونوں کبھی پوچھے گئے تو دل دا
ہاتھ ملتا ہون کہ ایسا کوئی باتدو نہ ہوا
سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
شکر کرتا ہون کہ دشمن سا تو کم رو نہ ہوا
عکس نے آئنہ کے دل مین جگہ پیدا کی
رنگ گلشن میں کبھی ہمسفر بو نہ ہوا
نامہ شوق کو سہتے وہ بنا کر تعویذ
نجم دلدار کے عارض کا وہ گلگو نہ ہوا

اس غزل نے کوکب کو ذبح کیا کہا اے مہ جبین تم سمجھے اس محبوب مطلوب نے ان اشعاروں مین اپنا دلی مطلب سمجھایا وہ خود مجھپر مائل ہوئی تیور تو دیکھو سنان مژگان دل کے پار ہوتی ہین مگر وہ مہ جبین یہ اشعار سنا کر قریب کوکب نہ آئی دور سے پلٹی کوکب کو بہت شاق ہوا اول اور زیادہ مشتاق ہوا ملک اطلس نے اپنی حیاست پا اشارہ کیا اُس شوخ سنگ نے منہ چڑھا دیا سب عاشق مزاجون کو دیوانہ بنا دیا چونکہ یہ نازنین بڑے زور شور مین گا رہی ہے دو دور شراب موقوف کر دیا لیکن ملک اطلس سے اشارہ کیا صحبت سے

ہوگئے ہر ایک کو یہی ہوس ہے یہ ساقی آفتاب جمال جام لاکر ہمکو پلائے کوکب کا ابھی جانب اشارہ نور افشان
حجاب مین پھر اسکے ملکہ اطلس تو آبلا ہوا بیٹھا ہے بیخود ہوکے دست تمنا بڑھا دیتا ہے اشارہ ہے کہ ہمارا
خون پیے جو یہ جام ہمکو نہ دے اب تو اس نازنین نے بیخوف و خطر بصد ناز و کرشمہ ہاتھ بڑھا دیا ملکہ
اطلس نے جام ہاتھ مین لیا اس انجام سے کوئی واقف نہ تھا کون روح کرنے والا ہے سب خاموش
کوکب کو انتہا کا ناگوار ہے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای استاد بہزمن اسوقت اس ظالم نے غضب کیا جام لیکر
میرے قریب نہ آئی اس بیجا کو دیکھا ہے مجھسے صبر نہوگا ملکہ اطلس جام پیے گا مین چھاتی پر چڑھکر
اسکا خون پی جاؤنگا ملک و مال برباد ہوگا از صدقہ پاپوش استاد نور افشان ناحق کو خوشامد
کر رہے ہین کیا کر سکیگا اب مجھسے صبر نہوگا یہ کہکے کوکب نے قصد کیا تلوار کھینچکر ملکہ اطلس پر جا پڑون
بہزمن نے ہاتھ تھام لیا کہا ہے اے خدا آپ تو بادشاہ طلسم نور افشان ہین لڑ کے بگڑ کے نکل جائینگے
مگر کل اہل اسلام کی جان جائینگی ایک بازاری کبھی اسکا رشک کیا آپ سے کچھ واسطہ نہ تھا کبھی دیکھا
بھی نہین کوکب نے کہا ای استاد یہ نامردی کی باتین مجھکو نہ سمجھاؤ مین خوب سمجھ چکا ہون زیادہ نہ سمجھاؤ
مین نہ مانونگا اسوقت میرا دل جل گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے مجھسے صبر و جبر نہین ہو سکتا آپ لڑائی مین
میرے نہ شریک ہوجیے گا مین رہا چاہے پروردگار کی چاہتا ہون یہ بیجا کون ہے کیا افراسیاب
سے زیادہ ہے جو ٹھہر الٹے ہی کہا جائیگا اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا معشوقہ کو اٹھا لیجاؤنگا اسکی تا
شہر دیا گیر مین دیدونگا خراج بھی نہ لونگا یہ بیجا کیا دے سکیگا علاوہ ازین وہ بھی کچھ مائل ہے تم
شراب و یا تمنہ دیکھا نہین مجھسے اشارے کر رہی تھی چپکے چپکے اشارہ کیا کہ میری تلک کو
کرنا کیا جو مانگے گی وہی دونگا بہزمن نے کہا ای شہنشاہ آپ اپنے اہل و عیال پر رحم کیجیے یہ کہا مین
قبضہ پکڑ لیا کہا مین آپکو اٹھنے نہ دونگا پہلے مجھکو قتل کیجیے پھر جمشید کو تو زحمت کرو ان وہ صاحبزادہ کفر
جائیگا مہراج طلسم نور افشان آپ قتل کرتے ہین ایک زن بازاری کے واسطے یہ آفت سہنا عقل
کا کام نہین ہے کوکب نے کہا استاد تم ان باتون کو کیا جانو یہ صورتین کبھی دیکھی نہین میری معشوقہ
جتا سے گاگاون پوش اسکی کنیز معلوم ہوتی ہے وہ ذرہ یہ آفتاب عالمتاب ہاے ظالم کیونکر صبر
کرون سراپا نور کے سانچے مین ڈھلا ہے علاوہ حسن و جمال یہ کمال باتون مین مسیحائی اشارون مین دلبر
میرا دل نہین مانتا کوکب و بہزمن مین یہ رد و قدح ہو رہے ہین لیکن اس نازنین نے جام ملکہ اطلس

دیا نگاہ ملا کر لڑی ہوئی تابین مار رہی ہے ملک اطلس نے قصد کیا شراب کو پی جاے شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام بلور ٹکڑے ٹکڑے اس جام سے اک شعلہ بھڑک کر اس مہجبین پر گرا آہ کا نعرہ کیا آواز دی مین جلی کوکب گھبرا کر کھڑا ہو گیا نور افشان کے ہوش و حواس باختہ ملک اطلس نے کہا ارے یہ کون ہے بدولت کے ساتھ بے ادبی کی اسکا جو سب نے دیکھا رنگ روغن چہرے سے اُڑ گیا خواجہ عمرو بصورت اصلی سامنے کھڑے ہوے ہین پانون زمین نے تمام لیے چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین عمرو چیخا کہ دہائی ملک اطلس گلگون پوش کی مین پھنکا جاتا ہون نور افشان گھبرا کر کھڑا ہو گیا کوکب نے ہاتو قبضہ پر ہاتھ ڈالا تھا برہمن روئین تن منتین کر رہا تھا سب کے ہوش اُڑ گئے کہ بڑا غضب ہوا اتنا تو نور افشان جادو نے کہا ہی شہنشاہ خواجہ عمرو عیار ہین معاف فرمائیے یہ کہکے نور افشان نے اک چھینٹا پانی کا اپنے ہاتھ سے مارا چنگاریان آگ کی موقوف ہوئین پانون بھی زمین سے چھوڑ دیے اشارہ کیا کہ خواجہ بھاگ جاؤ عمرو نے اشارہ کیا کہ واہ اُستاد عیاری کرنا اور بھاگنا یہ ہمارا شیوہ نہین ہے ملک اطلس تو حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ عمرو کے جیسے جی پر چھوٹے دوڑ کر ملک اطلس کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عالیجاہ واہ کیا خوب قدردانی فرمائی ہم تو جان توڑ کر کام لیے اُسکا یہ بدلا ملا ہزارون روپے کا لباس جلا دیا اور نور افشان سے عمرو نے جھڑک کر کہا صاحب آپ لوگ چپ ہو جائیے ہم اپنے مالک سے کلام کرینگے آپ کیا جانین آج ہمارے آقا قدردان ملنے آئینگے بلکہ ہنگے مکر و حیلہ بھی کرینگے سلام بنے گا لینگے نور افشان وغیرہ بیٹھ گئے کہ دل ٹھہرا یہی خیال ہے کہ عمرو نے سب کام بنا ہوا بگاڑ دیا اسکو درہم و برہم کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کل اہالیان دربار حیران و پریشان ہین کوکب اپنی حرکت پر منفعل ہو کر برہمن سے کہتا ہے اُستاد غضب ہی ہوا تھا اگر مین اسکی جدائی پر جاپڑتا غضب ہو جاتا لیکن بخدائے عزوجل وہ صورت زیبا آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے دل اسی صورت طلعت کا مشتاق ہے اگر خواجہ عمرو نے ملک اطلس گلگون پوش کے سامنے وہ قبل جیانے خنجر کھینچا کہا شہنشاہ مین اپنا گلا کاٹ لونگا مین امتحان کرتا تھا کہ دیکھون بیہوشی کی شراب پیتے ہین یا نہین جب آپ ہونٹھون سے جام لگاتے ہین آپ منع کر دیتا کیا مین نادان ہون خوب جانتا ہون کہ آپ سرگروہ ساحری پرستان سرتاج ساحران ہمہ دان ہمہ گیر صاحب تدبیر و تقریر مین نے بھی تمام عالم کو دیکھا لیکن تجھ ایسا جلیل نگاہ سے نہین گذرا اسو مرتبہ افراسیاب کو بیہوش کیا آپ اُس سے بھی عجائب و غرائب ہین زیادہ ہین یہی تو مین ہوش ربا مین تلاش کرتا تھا کہ کوئی مالک معقول ملے اسکی خدمت مین رہون اپنے کمال دکھاؤن ملک اطلس نے جب دیکھا یہ شخص اپنا گلا کاٹے

فرمانا ہو کہا اے عمرو بخدا چاہیں اس سے بہتر لباس دونگا لیکن واسطے ساحری و جمشید کا میرے دل
کو دو منزل کو تسکین دے یہ چہرہ صورت ابھی تو نے بنائی تھی یہ صورت خیالی ہے یا صاحب تصویر بھی کہیں موجود
ہے صاف صاف بتلا کا نا بھی تیرا مجھکو نہایت پسند آیا تیری خطا میں نے معاف کر دی لیکن مجھسے صاف صاف
بیان کر میرا دل بہت بیقرار ہوا اسی صورت زیبا کا مشتاق ہوں اگر تصویر خیالی تھی تصویر بنا کر مجھکو دیدے اگر اصل میں ایسی
صورت کی محبوبہ کہیں ہو مجھسے لا کر ملا جو کہیگا وہ دونگا یہ سنکر عمرو قہقہہ مار کر ہنسا کہا واہ شہنشاہ بڑی بات
پوچھی سب کچھ کہونگا یہ نہیں بتلاؤنگا میرے فرزند بیچارے سب قتل ہو جائینگے وہ ظالم اظلم حاکم با اختیار
سے کیونکر پر تیغ دیگا دو برس سے جو اس سودے میں مبتلا ہوں بڑی مشکل میں پتا ملا ہے وہ کیونکر میر کر گیا ملک اطلس
نے کہا وہ کون شخص ہے کیا یا بد طینت نہ زیادہ ہے خواجہ صاف صاف کہو کوئی راز دلی مجھسے نہ چھپاؤ سب
حال مفصل پوچھونگا ہمارے ساحری انتا پہلا کہدے کہ یہ معشوق پردہ دنیا میں ہے عمرو نے کہا اپنے
دل کو کیونکر تسکین دوں ایسا نہ ہو میرا کیا پیش جائے قلب الٹ جائے ملک اطلس نے کہا کچھ نہ گھبراؤ
اگر میرا ہم قالب تمہارے ساتھ دشمنی کرے تو اسکی بھی آنکھیں نکال لوں عمرو نے کہا میرا ہاتھ پکڑ لیجیے تب
مفصل عرض کروں ملک اطلس گلگون پوش نے خواجہ عمرو کو گلے لگا لیا کہا خواجہ میں ساحری
و جمشید کی قسم کھاتا ہوں کسی حال میں تمہاری شراکت سے روگردانی نکرونگا قول مردان جان دارد
سخن مردان اعتبار جو مرد کہتے ہیں وہی کرتے ہیں شاہان جبری بات پر مرتے ہیں عمرو نے کہا حضور پھر اب مفصل
سنیے گوش ہوش سے متوجہ ہو جائیے میں بھی آپکی محبت میں جان دیتا ہوں اپنے اہل و عیال کو بھی نثار کیا
ملک اطلس نے کہا خواجہ کچھ نہ گھبراؤ صاف صاف بتاؤ کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا عمرو سنبھل بیٹھا
کہا حضور یہ آپکو معلوم ہے کہ میں کون ہوں ملک اطلس نے کہا نام تمہارا ہم نے ساحری نامے
میں لکھا دیکھا ہے بزرگ کہتے ہیں کہ عمرو کشندہ ساحران بلا ہے یہ درمان ہے عمرو نے کہا آپ کو بھولی
دنیا دیکھتا نہیں اے شہنشاہ عالیجاہ جسکا لقب ہے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر تازی
[illegible] حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف میں بچپن سے
اسکا [illegible] برس کے سن سے خروج کیا نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی
[illegible] پہلوانوں کو للکارا ساحر بھی لاکھوں قتل ہوئے جس مقام پر
[illegible] کر کے اسکے دشمن کو قتل کیا قیصر سے اسکو بچایا بادشاہان جہان ساحران

فی ملک دس آنے پانے ملکہ اطلس نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین عمر بھر ہزار روپیہ مہینا دونگا ایک
ملک کی سلطنت عطا فرماؤنگا لیکن اُس مہ شوقرا آفتاب جمال کو لاکر مجھسے ملاؤ اُسکے در دولت کا تمکو داروغہ
کرونگا دامن مدعا گل مراد سے بھرونگا یہ سنکر عمرو نے حیران ہوکر روے اطلس کو دیکھا پریشان ہوکر
کہا کیون حضور یہ رقم جو مجھکو ملیگی مین اسکے صرف کرنے کا مجاز ہون تخت پر بھی خود بیٹھونگا دو خدمتگار بھی نوکر
رکھ سکونگا ملکہ اطلس نے کہا خواجہ جو دیا اُسکا تمہین اختیار ہی خواہ صرف کرو خواہ جمع رکھو
جب سلطنت ہوگی دو خدمتگار کیسے دس ہزار بیس ہزار تمھارے ملازم ہونگے در دولت پر ملکہ عالم کے
جلوہ فرما ہوتا حکم تمھاری معرفت جاری ہونگے یہ مژدہ جان بخش سنکر عمرو اسقدر ہنسا کہ بیہوش ہوگیا دانت بیٹھ
گئے منہ کا ڈھکل گیا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دم نکل گیا ملکہ اطلس نے کہا ای نورافشان یہ شخص تو
شادی مرگ ہوگیا حقیقت مین اسنے کبھی ہزار دو ہزار روپیہ نہ دیکھے تھے مین اسکو نہال کردونگا قابل
رفاقت ہی نورافشان وغیرہ دل مین خوشیان کر رہے ہین کہ خواجہ نے خوب دام تزویر پھیلایا اس مرغ
زیرک کو پھنسایا گلاب کیوڑا چھڑک کر عمرو کو ہوشیار کیا ملکہ اطلس نے ہزار اشرفیان منگوا کر کہا
لو خواجہ یہ زاد راہ ہی لیکن یہ تو بتلاؤ دیار محبوب کا کیا نام ہی جبتک تم نہ آؤگے مین بیقرار رہونگا خرد و
فرحت سناؤ کتنے عرصے مین لیکر آؤگے عمرو نے کہا دیار محبوب کا کوہ بوقلمون نام ہی بادشاہ عالیجاہ وہانکا
فلک رفعت خود پسند ملکہ عالم کا نام لیتا ہون کلیجہ تھام لیجیے محبوب خوش انجام حسن آرا شیرین کلام
نام نامی معشوق سنکر ملکہ اطلس کا گلگون پوش بیتاب ہوگیا کہا خواجہ یہی چاہتا ہی کہ گریبان چاک
کردن پکڑ ا پاک کردن یا خار ہاے صحراے اشتیاق تلووں سے لون خار خار ہون اُس صحراے وحشتناک کا سرگرم
رفتار ہون جستجو کرتا ہوا آپکو سے محبوب تک پہونچون غزل

ہم کرین نالے اگر چاک گریبان کیسے دوست
استخوان سینے مین کیا تیر سگان کیسے دوست
نالہ یاسے ماشقانہ اسقدر ہوتا ہی غل
دیکھکر باغ بنا ازہر کا گمان کیسے دوست
سجدہ نمین کرہو باغ جنان کا عاشق
واہ کیا بیدین تجھے ایسے رہبر دان کیسے دوست

تنگ اپنی زیست سے ہون الکمان کیسے دوست
گر ہوتی [illegible] وحشت گرد مین پیہم
حشر تک یار بتر رہتا ہی بیان کیسے دوست
بلبل نغمہ سرا کیسے ہوش فورا اُڑ گئے
واعظو دل کی بھی باہر یہ بیان کیسے دوست

لکھی فرقت کا عمر کبھی یہ باقی ہی اثر
اشک کی جا ہی کہ خون ہی یہان کیسے دوست
حشر کے دن عاشقو کو جبکہ بخشیگا خدا
گر کسیکے منہ سے سُن لی داستان کیسے دوست
ہوگیا پامال میرا دل نصیب مطلق نہین

یہ اشعار پڑھکر ملکہ اطلس کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہو

عمرو نے کہا کہ منظور ہے گھبرائیں نہ آپ انتظام طلسم ہوشربا کریں میں جاکر اُسکے باپ کو راضی کرکے ملکہ عالم کو
لاتا ہوں لیکن تاریک کی بدعہدی سے ڈرتا ہوں سے الیاس لشکر کو بچائیے ملک اطلس نے کہا خواجہ مجھکو
ایک لمحہ چین نہیں ہے آپ مت گھبرائیے میں طرف کوہ ہفت رنگ کے کوچ کرتا ہوں صرف
ہفت رنگ سے ملاقات کرکے مقام قید الیاس دریافت کرونگا اسکو رہا کرکے لاؤنگا افراسیاب
سے مقابلہ کرنے کے لائق ہونگا آپکے آزاد کرنے کی بھی رہائی کی فکر ہوگی سب امورات ایک دن میں فیصل
ہو جائینگے الیاس ہوشربا سے پائینگے میں بخوبی سمجھ گیا کہ ہوشربا میں قدر ہے سب انتظام جاکر کرونگا
عمرو نے کہا خوب مجھے پچاس برس کی ملازمت آپکی محبت میں ترک کرتا ہوں ایسا نہو کہ آپ ان امورات
کو پیچھے بعد فراموش کریں جس وقت حمزہ سے ملیں پائیگا کہ میں جسپر عاشق تھا اسکو عمرو نے لیجا کر کسی شخص سے
ملا دیا فرمائیے پھر وہ میرا منہ دیکھیگا مگر میں صاف صاف کہونگا کہ آپکے فرزند کو رہا کرکے روانہ کرتا ہوں وہ
میں نے اور ایک بادشاہ عالیجاہ کی نوکری کرلی جو کچھ ہو وہ صحیح ہوگی حضور سے عرض کرونگا ملک اطلس نے
کہا خواجہ ایسا مرتبہ تمہارا بڑھا دونگا کہ تمام عالم تماشہ کرے شاہان جاہل تمکو خراج دینگے رئیسان ہوشربا
تمہاری خدمت میں حاضر رہینگے جب سپہ سالار صاحب میں سرفراز ہوگے ہرکس و ناکس اپنا سر پیٹ جائیگا
عمرو نے ملک اطلس سے بخوبی عہد لیکے کہا حضور اب میں رخصت ہوتا ہوں زادراہ مرحمت ہو ملک
اطلس نے کہا خواجہ یہ توڑا اشرفیوں کا جو دیا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا ہوشربا میں سبکا قرضدار تھا
پیسہ تو نہیں ملتا قرض لیکر کھانا یا ساتھ میں خرچ نہ آیا کوئی ڈیڑھ آنہ بچا ہے آپکا قاصد ہوں بھیک مانگتا ہوا چلا
جاؤنگا دس ہزار روپیہ اور منگا کر ملک اطلس نے بطور زادراہ خواجہ کو دیئے خواجہ نے اسیوقت
سامنے ملک اطلس کے سامان سفر تیار کیا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملک اطلس نے گلے سے لگا لیا خواجہ روتے پیٹتے کہا مرتا
کہ غلام طرف کوہ کو قلموں بھیجے جاتا ہے ملک اطلس نے کہا آپکو پہلے دو سو خداوندوں کے سپرد کیا ملک اطلس نے
اسیوقت حکم دیا لشکر ہمارا تیار ہو امابدولت براستہ کار ضروری داخل طلسم ہوشربا سمت کوہ ہفت رنگ سے
فرمائینگے ساٹھ لاکھ فوج جمع ہوئی اٹھالا بارگاہ زربفتی کا لدا ملک اطلس کا گلگون پوش بصد جوش و خروش
طرف کوہ ہفت رنگ کے چلے یہ تمام معرکہ حیرت افزا صرصر شمشیر زن نے اپنی آنکھوں سے
دیکھا کہ عمرو نے عجب طرح کا دام مکر پھیلایا ملک اطلس ایسے کو پھنسایا نور افشاں و کوکب
خوشی خوشی ملک اطلس سے رخصت ہوکر طرف طلسم نور افشاں کے روانہ ہوئے صرصر یہ خبر

ایون ہم میں نہ ہرگز کبھی گوارا ہو جنھین
اور ہیں وہ لوگ جنہیں اپنا پیارا ہے جنھین
جان دیتے ہیں تماشوق نظارا ہے جنھین
سبزۂ خط کو دکھا کر تونے مارا ہے جنھین
حشر ان لوگوں کا ہوگا خضر و عیسیٰ کے ساتھ

قند شیرین بوسۂ لب سے سوا ہوتا نہیں
بند ہو جاتے ہیں لب سے لب جدا ہوتا نہیں
شہد کیا مصری میں بھی ایسا مزا ہوتا نہیں
اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہیں
شیر دایہ نے پلایا ہے تجھے شکر کے ساتھ

کیا رہائی کی نکالے بلبل بیکس طرح
قفل کر اسپہ منظور نظر ہو جس طرح
ناتوان سفاک کے پنجے سے چھوٹے کسطرح
پر کترتا ہے اگر صیاد تو کاٹے اس طرح
جسم تیرا پرواز بھی اڑ جائے بال و پر کے ساتھ

خود میں نکلوں قفس کا تو اگر در کھول دے
ہاں مرے دل کی گرہ کو اے ستمگر کھول دے
کون کہتا ہے کہ تو ناز سے ہو کے پر کھول دے
یہ ہے اپنے ایکدن صیاد اسیر کھول دے
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

سر میں ہے سودا اسیر حلقۂ گیسو ہوں میں
مر رہا ہوں جان بلب ہوں طالب دارو ہوں میں
عاشق رخ ہوں شکار نرگس جادو ہوں میں
سیاہ شو عاشق مزاج اے ساقی مہرو ہوں میں
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

زرد و اعضا دونوں ہیں تیری محبت میں خراب
اک زمانے سے میں تیری گیسوں سے دل کباب
عشق یہ کا ہے کو ٹھہرا جان کا ٹھہرا عذاب
مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کے ساتھ

خاک ہے انکی نظر میں مال و زر قانع ہیں جو
فقر کی دولت پہ مرتا ہوں سنو اے دوستو
کچھ نہیں پروا موافق ہو سے دنیا یا نہو
جسقدر نفرت ہے اس سے مجھ توکل پیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کے ساتھ

خون عاشق کو رلانا عادت اس بدخو کی ہے
اس ادا کو خوب ہم سمجھے جس پہلو کی ہے
چشم کی گردش سے پیدا شوخی ہم آہو کی ہے
پیدا اشارت خنجر مژگان سے اس ابرو کی ہے

دم نکلتا ہے سودائی کا اس نشتر کے ساتھ

عشق کی سختی اٹھانا دل پہ کچھ آسان نہیں　　نامور کیا تھا کہ وہ ہوگا جو سرگردان نہیں
شان عاشق میں نہیں جبتک کہ بیابان نہیں　　قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ زندان نہیں

جا پہنچے سالار لشکر کو رسد لشکر کے ساتھ

عشق دنیا میں بشر کے واسطے ہو یا نہو　　پر کسی رشک پری کا یہ شیدا سودا نہو
عقل کو ضائع نکر وحشی نہو رسوا نہو　　صورت آباد جہاں کے حسن کا شیدا نہو

صندل اس سینے میں ملتا ہے درد سر کے ساتھ

یاد آجاتا ہے وہ ہنستا ترا کیا کیا مجھے　　دیدۂ گریان سے ملتے ہیں دُر یکتا مجھے
نور کا بہتا نظر آتا ہے اک دریا مجھے　　جبکہ ہوتا ہے تصور تیرے دانتوں کا مجھے

تولتا ہوں اشک کے قطرے نگہ میں گوہر کے ساتھ

سر میں ہے شور محبت دل میں جوش اشتیاق　　طے نہیں ہونیکا ہے یون اکیلی دشت فراق
وہ کرے سیری رفاقت زندگی ہو جسپہ شاق　　پھر یہی گا کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق

خنجر چمکا کر پھرتا ہے مرا افسر کے ساتھ

توسن کلک اس میدان وسیع بیان میں یوں طرارے بھرتا ہے کہ جب صرصر شمشیر زن نے دربار ملکہ اطلس میں یہ ہنگامہ عظیم دیکھا کہ خواجہ عمرو اور نور افشاں نے باتوں میں اسکو تسخیر کیا اور ملکہ اطلس طرف کوہ ہفت رنگ کے روانہ ہوگیا بدحواس ہوکے طرف افراسیاب کے چلی ویسے کہتی ہے خوب اس مرغ زیرک کو دام تدبیر میں پھنسایا بڑا غضب ہوا طرف کوہ ہفت رنگ کے جاتا ہے بدحواس ہو کر طرف افراسیاب کے چلی افراسیاب بارگاہ میں موجود ہے دماغ تر خوشی میں بلبلا رہا ہے کہتا ہے طلسم کشا قتل ہوا ایک مرتبہ جو طبل جنگی بجے گا کل مسلمانوں کا خاتمہ ہے ملکہ حیرت جادو تخت پر بصد کر و فر ادھم یہی قول ہے ملکہ بہار کو تیر کیا کہ دن ایسا سودائی اماں قتل کر ڈالیں کسکو بھیجوں کون جا کر اس بدنصیب کو سمجھا دے کہ اری آ کر قدموں پر افراسیاب کے گر میں خطا معاف کرادونگی وزیر زادیاں عرض کرتی ہیں حضور وہ کبھی نہ قبول کریگی مسلمانوں کے ساتھ جان دیگی بادشاہ جہاں پھرتی ہیں انکو یہ گوارا نہوگا کہ اسوقت ساتھ چھوڑیں حیرت کہتی ہے بڑا غضب کیا اگر بہار قتل ہوگئی

مین اپنے والد نامدار حیات تاجدار کو کیا جواب دونگی وہ ارشاد فرمائینگے تونے بہن کا پاس نہ کیا میری پندرہ برس
کی کمائی کا خیال نہ آیا بیچارہ ایسی مہ جبین کو مٹایا مگر وہ بدنصیب میرا کہنا نہین مانتی افراسیاب کو بھی ایسی
باتونکا خیال ہے بربادی مین ان نازنینان مہ جبین کی تردد لاحق حال ہے یکایک صرصر شمشیر زن آکے دیکھا لیکن
بدحواس پریشان خاطر افراسیاب نے کہا اے صرصر خیر تو ہے صرصر نے کہا اے شہنشاہ پنبہ غفلت گوش ہوش
سے نکال لیجے اب بڑے غضب کی لڑائی پڑگئی زمین طلسم ہوش ربا تھرا جائیگی عمرو اور نور افشان نے
ملکر بڑا غضب کیا بڑے ساحر جلیل کو شریک کرلیا افراسیاب نے کہا مفصل حال تو بیان کر مین نے تجھکو
کہان بھیجا تھا کیا اطلاع خبر لائی صرصر نے عرض کی کنیز کو حضور نے براے خبر قلعہ قطع جمشیدی روانہ کیا تھا
وہان ابلق سوار کو تو برہمن نے مار ڈالا اسکا کیوان ابلق سوار شکست کھا چکا تھا اسی عین
وقت پر پہونچی برہمن کو عیاری کرکے پکڑلیا کیوان نے چاہا برہمن کو قتل کرے عین وقت پر کوکب آیا
برہمن کو رہا کرلیا ہو وہان بیچارہ رہ گیا مگر ایک گنبد مین چھپا حضور وہان بھی پیچھا نچھوڑا عیاران کو مارا
یکایک زمین تھرائی وہ آواز آئی کہ جس سے گمان ہوا کلیجے پھٹ جائینگے ایک زنگی پیدا ہوا اسنے کوکب و
برہمن کو مسحور کرلیا انکے بڑے استاد صاحب میان نور افشان اس زور و شور سے آئے گویا بلا نازل
ہوئی زمین متزلزل و متحرک ہوئی زنگی سیاہ رو کو چیر کر پھینکدیا یکایک زمین کا طبقہ الٹا تخت یاقوت احمر پر
بصد کروفر میان اطلس گلگون پوش ظاہر ہوے اتنے تو افراسیاب جو اسوقت بیٹھا تھا نام ملکہ
اطلس سنکر کھڑا ہوا کہا اے صرصر تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملکہ اطلس ہین کہا لوگون کے کہنے سے ثابت
ہوا انکے عزیز و اقارب جمع ہوگئے غلغلہ ہوا ملکہ اطلس برآمد ہوے افراسیاب نے کہا پھر کیا
ہوا کہا حضور ملکہ اطلس کو نور افشان نے دام تزویر مین لیا حضور حضور کرتے ہوے بارگاہ
مین لیگئے کوکب و برہمن کو کچھ بھی سزا نہ ملی نور افشان نے تمام مقدمہ لاچین بیان کرکے
اسقدر اسکو درہم و برہم کیا کہ وہ آپکے مقابلے پر آمادہ ہوا اور عمرو نے تو آج حضور وہ کام کیا
وہ عیاری پھیلائی ایک نازنین کی شکل بنکر آیا گانا تو اسنے گوڑیے کا سحر ہے اسکو شراب بیہوشی ملا کر پلائی
شراب اڑگئی جام شکست ہوا انکے دلیر کا بندوبست ہوا چاہیے تھا عمرو کو سزا ملتی اسنے وہ کہانی نکالی
کہا تمکو معرض کردن ملکہ اطلس سے وعدہ کیا ہے کہ آپکی معشوقہ کو لینے جاتا ہون مگر آپ بھی مع
لشکر کے چلے آئیے ملکہ اطلس نے بات لا کہہ پیچ لیکر سمت کوہ ہفت رنگ روانہ ہوا اسو

کہ حصار طلسم ہفت رنگ سے مقام قید لاچین دریافت کرکے رہا کردون افراسیاب سے میل کراؤن حیرت جادوگر گھبرا گئی عیارون کو کوسنے لگی کہ نگوڑا عمرو مر جائے کیا فریب بنایا ہے افراسیاب نے آوازہ دی اے نگار عالم وہ بیچارہ ملک اطلس کیا ہے یہ سارا فریب مسلمانون کا ظاہر کراسکے دیتا ہون وہ نور افشان وغیرہ کا دشمن ہو جائیگا دست بستہ خدمت مین بادولت کی آئیگا وہان کوئی موجود نہ تھا جو جا کر بیان کیا تنہا پیش قاضی سردی راضی آئی کا مضمون ہے یہ بات آئی فکر مشغول کرتا ہون علاوہ ساحر زبردست ہونیکے مذہب ساحری مین وہ بزرگ ہے بڑی جفا عبادت خدا وند کی اٹھائی کتابون مین سیری اسکا کیا حال لکھا ہے مین سب باتین جانتا ہون ابھی بلواتا ہون شہنشاہ لاچین کی قید تک کیا جاسکتا ہے اسوقت افراسیاب نے قلم اٹھایا یہ القاب لکھا

نامہ از طرف افراسیاب بخدمت ملک اطلس گردون پوش آتشبار

اے شہنشاہ ساحران جہان
شہسوار مراکب جرأت
اختر برج حشمت و اجلال
آسمان کمال کے خورشید
دشمنون نے بڑا فریب کیا
سب بسبب عشق مین ہوئے مجبور

گوہر بحر بخشش و احسان
آبرو بخش ہر صغیر و کبیر
مہر تابان آسمان کمال
شکر ہے آپ کا ظہور ہوا
قلب اقدس کو ناشکیب کیا
قتل احباب و اقربا بھی ہوئے

تاج دار [illegible]
فلک ساحری کے ماہ منیر
بندۂ خاص ساحری جمشید
دل کو مشتاقون کے سرور ہوا
دام تزویر مین پھنسے ہین حضور
مورد آفت و بلا بھی ہوئے

اے شہنشاہ گردون پناہ اے زبدۂ ساحری پیشگان خاصۂ زبردستان مقام افسوس ہے کہ دشمنون نے آپ کو اتنا بڑا فریب دیا اس خیرخواہ کو آپکا دشمن بنایا لیکن اسکی کیا شکایت جو سناسب تھا وہ ہوا آپ کو کوئی آگاہ کرنیوالا نہ تھا ان سب نے پنا رنگ آپ پر جمایا عمرو نے صورت اک عورت کی بنائی وہ صورت حضور کو پسند آئی اس صورت سے بہتر شاہزادی حسین جمیل آپکی خدمت مین حاضر ہوگی نور افشان دکوکب و برہمن نے سراسر خلاف آپکے سامنے بیان کیا شہنشاہ لاچین نے جب انتقال کیا یہ احقر بادشاہ ہوا اس عدل و انصاف سے بسر کی اہالیان طلسم ہوشربا بخوبی جانتے ہین اہالیان طلسم نور افشان کی ذات سے غدر ہوا دشمنون کا ساتھ دیا بڑے بڑے سردار بادولت کے مارے گئے ناچار مجبور ہوکر دائی امان سے لڑا یا دشمنون کے مقابلے کو وہ ہین

آتا تھا حضور نے ان سب کو پناہ دی ورنہ اسی معرکے مین انکا خاتمہ تھا اتنا ہی ذکر سرگذشت دیکھتے ہی اس محبت
نامہ کے بادولت کے پاس تشریف لائیے تمام حال ظاہر ہو جائیگا وزیر اعظم میرا سرما سے بیرون اندازہ
نامہ ہذا الیکر آتا ہی تمام کیفیت فساد و عدم فساد و بربادی مذہب سامری پرستان زبانی ظاہر کریگا یقین ہی
کہ آپ کے دلکو تسکین ہو سامان زاد سفر بہت بڑا ہو کا دیا تا ہے بزاستام والسلام والاکرام نامہ کو
افراسیاب نے ملفوف کیا سرنامے پر اپنی مہر کی بہت سے تحفہ ہائے قیمتی جواہرات کشتیان لباس و اشیا
نفیس کی سرما کے ہمراہ کین چار سو سوار ہے چار سو جوان اکثر معقول اپنے ہمراہ لیکے سرما روانہ ہوا بعد
جانے سرما کے افراسیاب نے اکہ اور اہتمام کیا چند نامہ بنام تمام تاجگزاران تحریر کیا کہ انمین
یہ تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش بزرگ مذہب سامری پرستان بعد دو سو برس کے زمین سے
برآمد ہوا ہے براہ سیر و شکار جاتا ہے جس جانب سے گذرے ہر ایک بادشاہ استقبال کرکے اسکو باعزت
و آبرو فرودکش کرے جسقدر ہو سکے ترقی سامان دعوت و ضیافت مہیا ہو جسنے اسکو آزردہ کیا اسنے
بادولت کو تکلیف دی یہ نامے معرفت طائران سحر روانہ کیے لیکن خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملک
اطلس سے رخصت ہوکر اشرفیون کا حساب کرتے ہوئے شبکو اپنے لشکر مین آئے تمام کیفیت ملکہ
مہرخ سے بیان کی ملکہ مہرخ رونے لگین کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپ نے بڑا کار نمایان
کیا لیکن میدان تاریک کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے ایک ہفتے سے اسنے طبل جنگی نہین بجوایا جب
بیٹھے بیٹھے بگڑتی ہے لشکر پر ہمارے آپڑتی ہے شعبدہ بازی دکھاتی ہے دس پانچ غربا کو پکڑ لیجاتی ہے
اسکے ظلم و بدعت سے زمین تھراتی ہے چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہے عمرو نے کہا انشاء اللہ اسکا بھی سامان پیدا
کریگا اب بنتا ہے تو مین جاکر ملک اطلس کو لاتا ہون یہ فرماکر برق فرنگی کو ساتھ لیا چالاک کو کنارے
لایا کان مین اسکے بہت کچھ سمجھایا چالاک نے پکارکر کہا انشاء اللہ تعالے آپکی عنایت سے یہی ہوگا
مین تدبیر کرلونگا یہ سامان کرکے عمرو اپنے سردارون سے ملا ایک ایک کو تسکین دی یہی فرمایا انشاء اللہ
پھر بخیر و عافیت ملینگے یا ہمسے تمسے ملاقات بروز حشر ہوگی اس کلام حسرت انجام پر خواجہ کے قیامت
برپا ہوئی رات ہی کو برق کو ساتھ لیکر لشکر سے نکل گئے لیکن ملک اطلس منزل بمنزل جاتا ہے
ہزارہا آدمی راہ مین اسکی زیارت کے مشتاق ہین الک نوجوان تاج شہریاری بر سر فوج دریا موج
ساتھ لیکر بصد کرّ و فر جاتا ہے لوگ دیکھکر حیران ہوتے ہین کہ کیا کمال ہے دو سو سال زیر زمین رہا

سنتے ہین ضعیف تھا نوجوان ہو کے نکلا مذہب ساحری مین بڑی کرامات ہے سحر و ساحری کی کیا بات ہے
جب کامل ہو تب یہ شرف حاصل ہوا ہو جب بحکم افراسیاب جس سرحد پر پہونچتا ہے وہانکا بادشاہ حاضر ہو
سبکو سامان دعوت و ضیافت مہیا ہوا سبکو پھر روانہ ہوتا ہے پانچوین منزل مین قریب صنوبر کوہ پہونچا الملکہ
صنوبر جادو خبر سن چکی تھی اپنے کوہ سے اتری ملک اطلس کے پایہ تخت کو بوسہ دیا تخت سے
ملک اطلس اترا ہرچند کہ عشق مین اس نازنین کے مبہوت ہے ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے مگر جمال ملکہ
صنوبر دیکھکر بہت خوش ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا یا تو خاموش تھا بے اختیار یہ اشعار پڑھنے لگا قطعہ

بلبل چمن ہے گل و گلزار کا عاشق
تو سبحہ کا عاشق ہون زنار کا عاشق
بیکرہ مینخانے سے اے شیخ نکلنا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

جو گل ہے سو تیرے گل رخسار کا عاشق
باتین مجھے بھاتی ہین بدآمیز و دشنام
ہر رند ہے وان جبہ و دستار کا عاشق

نشتر کو محبت کہ جگہ دیتے ہین دل مین
ہون اسلیے اس شوخ کی گفتار کا عاشق
کیا قدر رکھے نفس و الی اس شخص کی سودا

صنوبر نے شرماکر سر جھکا لیا عرض کی اے شہنشاہ تمام اہالیان ہوشربا
آپکے جمال جہان آرا کے خواہان ہین لیکن آپکو عجب حال پرملال مین پایا متردد مشوش رنگ روے مبارک
متغیر آپکو کس بات کا خیال ہے کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہے ملک اطلس نے کہا اے شہنشاہ حسینان
جہان اے سردار تاجدار خوبان کیا کہون ایسی اک صورت زیبا دیکھی دام بلاے عشق مین پھنسا ہون مثل
طائران نوگرفتار تڑپتا ہون راتین ہجر کی پہاڑ ہو جاتی ہین جب دم لبون پر آتا ہے تب روے سحر فرقت کی
زیارت ہوتی ہے دن بھی شب غم سے زیادہ تاریک ہے غذا اپنی خون جگر اصل یہ کیفیت ہے اشعار

ہر کہ خواہان دل از عشق بتان میشود
آنکہ از عکس رخش آئینہ بستان میشود
ہمچو ملک عشق را نازم کہ در حق مریض
من اگر کافر شود هم آن [illegible] مسلمان میشود
یار با گفتم نمی آید [illegible] باشد
سرو [illegible] میشود

تا بدست آورد ظالم [illegible] جان میشود
ہر شبے مانند دیوان فانوس خیال
از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود
از پریشانی [illegible] ولا [illegible] میشود
تا صبح از [illegible] پشیمان میشود

کہ کند از بد دماغی صبح گلگشت چمن
گرد آن شمع شبستان [illegible] قربان میشود
ہمچو مجلس [illegible] علی الرغم [illegible]
غنچہ گل بیگرد [illegible] پریشان میشود
[illegible] آخر [illegible] از این [illegible]

اس مضمون کے یہ اشعار ملک اطلس گلگون پوش نے پڑھے
[illegible] آپکی مشوق [illegible] مہربان کس مقام پر ہے جلد حکم ہو تو جو کرین جا کر آپکا پیغام پہونچائین
ملک اطلس نے کہا میرا [illegible] خوش [illegible] انجام کیا ہے [illegible] سے لائے [illegible]

کیسا سعید ہوگا میرا نامہ بر پلٹے خبر آمد محبوب پہونچائے ہی ملکہ صنوبر جان اپنی نامہ بر پر نثار کرونگا کیا کہوں کس قدر
اشتیاق ہے دل ترود منزل مثل ماہی بے آب بیقرار ہے لیکن اسوقت تمہارے آنے سے غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا دو چار
روز اسی مقام فرحت انجام میں پایۂ دولت قیام کرینگے صنوبر بہ اعزاز و اکرام لیکر بالاے کوہ آئی بارگاہ استاد
کرائی سامان عیش و عشرت مہیا ہوا بڑی دھوم سے ملکہ صنوبر نے دعوت کی ملک اطلس خدمتگزاری
سے صنوبر کی نہال ہوا کسیقدر رفع ملال ہوا لیکن شب کو جب تنہائی میں جاتا ہے تصویر دلپذیر جو خواجہ عمرو
نے براے تسکین دیدی ہے تنہائی میں اُس تصویر کو نکالتا ہے کبھی نثار ہوتا ہے کبھی بلائیں لیتا ہے کبھی جذب محبت
میں درد دل سناتا ہے یاد میں اُس رشک زیبا کی دن رات گھبراتا ہے دوسرے دن تخت پر ملک اطلس
بیٹھا ہے ملکہ صنوبر مصروف خدمتگزاری ہے کہ ہرکاروں نے آکر خبر پہونچائی کہ سرما وزیر اعظم افراسیاب
نامہ لیے ہوے آتا ہے صنوبر نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کا وزیر براے زیارت سرکار حاضر ہوا ہے اگر
حکم ہو استقبال کرکے لاؤں ملک اطلس نے کہا افراسیاب بڑا مغرور ہے نشۂ بادۂ کبر و نخوت
سے چور ہے اسکے پاؤں میں مہندی لگی تھی خود نہ آیا اپنے وزیر کو بھیجا کچھ ہمارے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہے
بادشاہ اصلی کو ہم جاکر رہا کرینگے اس نمکحرام کی آنکھ کھلیگی جب ملک اطلس بہت بگڑا صنوبر نے آب کلام
سے ٹھنڈا کیا کہا اے شہنشاہ افراسیاب جادو بڑی آفت میں مبتلا ہے ایک سرہزار رسدوست حسب
نامہ حضور پڑھینگے سب کیفیت ظاہر ہو جائیگی یقین ہے باعث عدم حضوری بھی ضرور تحریر کیا ہوگا آپ کے
نیازمند ہیں آپ سے کیا سرکشی کرینگے جب ملکہ صنوبر نے اسطرح سمجھایا تب ملک اطلس نے حکم دیا
اچھا خوشی تمہاری تمہاری خاطر سے حکم دیتے ہیں ورنہ بادولت کو کچھ ملاقات کی ضرورت نہ تھی کیا ہم اسکے
تحفہ جات کے محتاج ہیں ہمارے تمام سے قواعد میں ساحری کے رواج ہیں ملکہ صنوبر خوشامد بیجا
کرکے اپنی کنیزوں کو براے خدمتگزاری ملک اطلس کا گاؤں لوش چھوڑکر سرما کے استقبال کو
چلی زیر کوہ ٹھہری سرما سے برق انداز نے صراحیں لاکر بارگاہ استاد کرائی صندوق تحفہ جات
کے ایک گوشہ میں رکھے انتظار ہے کہ ملکہ صنوبر آئے کل حال اُس سے دریافت کرلوں پھر جاکر ملک
اطلس سے ملوں کہ ہرکاروں نے خبر دی ملکہ صنوبر تشریف لایا چاہتی ہیں سرما کے برق انداز جاکر
بارگاہ میں ٹھہرا انتظار ملکہ صنوبر جادوگر رہا ہے لیکن ملکہ صنوبر مع چند کنیزان ہمراز و مصاحبان
دمساز کوہ سے اترکر خراماں خراماں جاتی ہے ایک جانب سے دیکھا ایک ہرکارہ گولے دار پگڑی سر پہ ہونے

کی چھیڑی زنبیل کھر اسپر مہر افرا سیاب پکارتا ہوا ای ملکہ صنوبر ٹھہرو واہ تمنے بڑا غضب کیا پرچہ لکھونگا
ملک وہاں چھین جائیگا شہنشاہ کا عتاب آئیگا ملکہ صنوبر ہرکارے کو دیکھکر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے
صاحب مین نے کیا خطا کی ہرکارے نے کہا خطا کا حال کھلجائیگا جب دوسرا ناظم آکر فرد واصلات
طلب کریگا تب آنکھین کھلین گی خزانے مین روپیہ تیار رکھیے زر خراج کی یہ تباہی شہنشاہ پر دشمنون کی لشکر کشی
آپکو خبر بھی نہین دن عید رات شب برات کبھی اگر آپ باغیون سے لڑین دس بیس ہزار ملازم قتل کرا لئے دو چار زخم
بھی کھا لئے صنوبر گھبرا گئی کہا میاں ہرکارے مفصل کہو مجھکو شہنشاہ نے کب طلب فرمایا کہ مین نہ حاضر ہوئی
کیا کسی در اندازی کی غمازون نے غمازی کی ہرکارے نے کہا مجھکو آپکے حال پر رحم آگیا
ورنہ سپیدون کا رسالہ آپکی گرفتاری کو چل چکا ہو ذرا کنارے آئیے مین سمجھا دون ابھی خیر ہو صنوبر تھرتھر
کانپتی ہوئی ہرکارے کے ساتھ آئی کنیزون کو اُسی مقام پر چھوڑا ہرکارہ ملکہ صنوبر کو ایک درہ کوہ مین
لیگیا کہا ای ملکہ صنوبر ملکہ حیرت جادو تمہاری دشمن ہو گئین چاہتی ہین ملک وہاں اپنے قبضے مین کرین
جلد اپنا کارندہ روانہ کیجیے جاکر شہنشاہ کو عرضی دے دوسرا ناظم نہ آنے پائے یہ باتین کرتے کرتے حباب
مارا صنوبر بیہوش ہوگئی آواز آئی اسنم مہر سپہر عیاری ایک طرف سے برق فرنگی بھی آیا عمرو نے کہا
بیٹا اسکی صورت تو بنکر تیار ہو خواجہ عمرو نے ملکہ صنوبر کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا برق فرنگی ملکہ صنوبر
کی صورت بنکر آراستہ ہوا عمرو نے سمجھا دیا جاکر صنم سے برق انداز سے ملاقات کرو ایسا رنگ
جما کہ شب کو بارگاہ مین رہنا مین بھی وقت پر آجاؤنگا برق بہت خوب کہکر بشکل صنوبر مسکراتا ہوا
بیرون بارگاہ آیا کنیزون نے پوچھا حضور ہرکارہ کہان گیا ملکہ نے کہا چپ رہو اس نگوڑے کا نام بھی
نہ لو مین نے سمجھا دیا وہ چلا گیا مین کیا کسی کا دیا چاہتی ہون ملک موروثی پر کون دست انداز ہو سکتا ہو
اب اسکا ذکر میرے سامنے نہ کرنا یہ کہکے طرف بارگاہ صنم سے برق انداز کے ناز و کرشمہ دکھاتا ہوا انگلیان
چمکاتا ہوا چلا صنم سے برق انداز نے سنا ملکہ صنوبر جادو آپہونچی جانتا ہو کہ ناظم ملک
صنوبر کو وہ ہو بے اختیار باہر نکل آیا ملکہ صنوبر نے جھک کر سلام کیا مسکرا کر کہا میاں وزیر اعظم
بڑے بے مروت ہو تم لوگون سے کسی بات کی امید نہ رکھے کبھی ایک پرچہ بھی لکھنا نہین نصیب ہوتا
نامہ لکھتے ہاتھ ٹوٹتے ہین یہان ناحق کو ورد کرتی ہون نام پر صدقے اتارتی ہون دشمنون کے
ہاتھ سے میان صنم ابھین عیار تمہید صانہ کرین آپکی آنکھ نہین ملتی یہ کہکر ہاتھ مین چٹکی لی قہقہہ مار کر ہنسی کہا

کیون جی وزیر اعظم ان باتون سے تم یہ سمجھے ہوگے کہ ملکہ صنوبر میرے اوپر عاشق ہو در گور مین ایسون کی
لوٹا بھی نہ اٹھواؤن لیکن ناحق مین براے استقبال دوڑی آئی میرے پیر بھی تھک گئے سختی اٹھائی
پہاڑ کا راستہ طے کیا جنکے واسطے آئی وہ پہودے کھڑے ہین سرما سے برف انداز بیقرار ہو گیا
کہا ملکہ صنوبر مین تو غلام ہون صنوبر نے کہا غلام اپنی جورو کے ہو مجھ کمبخت سے کیا کام دوسرے
صاحب سلامت ہو چکی بس مین جاتی ہون ملاقات کو وہان ملک اطلس کی تشریف لائیے گا مین
کچھ رات کو رہنے نہین آئی ہون سرما نے دانت نکال دیے ہین ہین کرنے لگا رال ٹپک پڑی ہاتھ تھام لیا
کہا ملکہ صنوبر بارگاہ مین چلیے اسوقت چڑھائی پر پہاڑ کی نہ جا سکینگے بوقت سحر ملک اطلس گلگون
پوش سے ملاقات کیجیئے آج رات کو یہان ناچ گانا ہوگا دور شراب ہو صنوبر نے کہا تو دیر سے کی
صفائی مین رات کو انکی بارگاہ مین رہون شراب پیون تنہا پاکر مجھسے مذاق کرو تو مین کیا کرون اقرار
کرو تو مین چلتی ہون ورنہ ابھی چلتی ہون مجھکو ہاتھ نہ لگانا شراب نہ پلانا مین شہنشاہ سے کہلا بھیجونگی
سرما سے برف انداز نے کہا اے ملکہ صنوبر ہم تو تمہارے مہمان ہین دلشکنی کرنا مناسب نہین آیندہ
آپکو اختیار ہے یہ نیاز مند آپکا مجبور و ناچار ہے خوشامد کرتا ہوا بمشکل بارگاہ مین لایا مقام صدر پر ملکہ صنوبر
کو بٹھایا ساتھ والون سے کہا شراب وکباب حاضر کرو ساتھ والون سے کہتا ہے صنوبر مجھپر مرتی ہے مجھے
معلوم نہ تھا آج اسکی باتون سے معلوم ہوا مدت سے عاشق ہے آجکی شب بڑی راحت سے گذریگی صبحکو
ملک اطلس سے ملاقات کرینگے کیا جلدی ہے ملاقات کرتے ہی بخوبی سمجھا دونگا پیچھا کرلیا تو نگا تا ہے
مین تو چند فقرات شہنشاہ نے لکھے ہین مجھے زبانی عرض کرنا ہے ابتداے جنگ اسد و عمرو چند باتون
مین سمجھا دونگا ایک شب مین کیا نقصان ہے سب نے عرض کی حضور بہت بہتر ہے ایسی معشوقہ عاشق خصال
کسے ملتی ہے عاشق نہوتی تو واسطے استقبال کے کیون آتی چلیے مین استقبال کے بیقرار ہوکر آئی ہے مدت
سے بیقرار نہوتی تو یہ جوش وخروش نہوتا سرما پھول گئے کہا ہمنے سیکڑون مجھپر مرتی ہین مین نے قصد
نہین کیا منگلو کی نوچی تین لاکھ روپیہ کا مال لیکر بیٹھی جاتی تھی مین نے قبول نہین کیا ملکہ صنوبر نے فوراً
سامان عیش وعشرت مہیا کیا سرما بیٹھا دیکھ رہا ہے صندوقون کو دیکھکر صنوبر جادو نے پوچھا
وزیر اعظم صاحب اسمین کیا ہے کہین کوئی تمہاری خالہ امان آشنا ہونگی اسکے لیے تحفہ لیچلے ہو سرما نے کہا
اے ملکہ عالم اسمین جواہرات تحفہ عجائبات گلدستہ ہاے بے نظیر گوہر ہاے آبدار بے تنویر افراسیاب نے

براے ملکہ اطلس گلگون پوش روانہ فرماتے ہین شب کو یہان رہگئے ورنہ اسیوقت جاکر شرفیاب
ہوتے سار بان تراد سے تم نے بڑا مکر کیا شہنشاہ کے لیے مشورہ لینے گیا ہے دیکھیے اب حال کھلجائیگا کیسی
جوتیان پڑینگی اب لشکر مسلمانان بہت جلد تباہ ہوجائیگا اپنے نزدیک میان نور افشان عمرو نے
بڑا کام کیا ایسے بزرگ کو دھوکا دیا ایسا اسکا بدلا ہوگا افراسیاب تو خطا معاف بھی کردیتا لیکن یہ بزرگان
دین خوش آئین کسکا پاس کرتے ہین صنوبر جادو نے کہا ہوگا تمھین تو قصے کہانی بہت یاد ہین جو نگوڑا جیسا
کریگا ویسا پائیگا ہم تمھین راضی کرنے آئے ہین سرما سے برف انداز خوشی مین مست بیٹھا ہے جب
جلسہ آراستہ ہوچکا گائین آئین سرما نے اپنے لشکر کے طائفے بلا لیے ملکہ صنوبر نے کہا یہ گانا ہمین پسند
نہین آتا کسبیان دیہاتن ہین چار چیزین سیکھ لین ایک بولی لیکر نکل پڑین کوئی گویا عمدہ ہوتا گانا گاتے تو دلکو
پسند آتے یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کی حضور دروازے پر ایک گویا حاضر ہے کہتا ہے مین ہمیشہ خدمت
ساحری و جمشیدی مین رہا جبسے ملک ساحری پرستان برباد ہوئے مارا مارا پھرتا ہون سرما نے کہا بلا لو
دیکھا گویا نوجوان نکھرا ہوا گھٹی مین ستھراپن بات بات مین بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی گنگناتا ہوا سامنے آیا دعا سلام
بجالایا دراز دستی ملکہ صنوبر نے کہا میان تمھارا کیا نام ہے کہا بی بی صاحبہ ہمکو استاد مہر رنگ کہتے ہین باپ
ہمارے تان توڑ خان تمام دنیا مین مشہور ہین آجکل پریشان ہوگئے جوہر و نے کہا کیا جشن کی خبر سنی چلے
آئے سرما سے برف انداز نے کہا اللہ کو علم موسیقی مین بہت دخل ہے پکا گانا گاؤ مہر رنگ نے عرض کی
حضور کیا کہنا دونون چار گز کی تان پانچ گز کی تان جہانتک کہیے بڑھتا جاؤن تان توڑ خان کا بیٹا
سنا توڑ خان کا پوتا تانسین کا سرتا ہے زیادہ کون گائیگا سبکو راضی کرکے جائینگے لیکن حضور ایک خیال
رہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ہم گا رہے ہین ساحری جمشید نے فرشتہ کو بھیجا ہمکو بلوالیا پھر ہم نہ رکسکین گے اگر
چلے جائین تو شکایت نہ کیجیے گا ملکہ صنوبر نے کہا نگوڑے گویون کو باتین بہت آتی ہین کچھ سنا دو اچھی اچھی خبرین
گاؤ مہر رنگ نے کہا ابھی ابھی سناتا ہون سب صاحب خوش ہوجائین حضور ہم لوگ ڈیہاری سہاری
بات کا برا نہ مانیے [illegible] کے روپیے پہلے دیجیے صنوبر نے کہا زیادہ باتین نہ بناؤ وزیر اعظم سامنے
موجود ہین نہال کردینگے یہ دیکھو پڑے ہوے صندوقون مین مال بھرا ہے صنوبر نے اشارہ کرکے سب
صندوق بتادیے سرما نے کہا صاحب صندوقونکا ذکر نہ کرو مین اپنے ساتھ بہت کچھ لایا ہون کیا پرایا
مال کیے بھروسے پر آیا ہون مہر رنگ نے بیٹھکر پہلے دو چار خیال گائے تانین آئین بائین شائین

بیہوشی کا اثر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے دل بیٹھ گیا دھم سے گرا ساتھ والے اُٹھے سب بیہوش ہوئے برق فرنگی
نے پیچ کی کمند ڈالا خواجہ عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او نالایق کیا کرتا ہے قتل کرنا منظور نہیں ہے عمرو نے کیسہ کا
لیا ہوا بچہ اتارا صندوق تحفہ جات کے کھولے اسکا انتظام بوجہ احسن کر دیا جو منظور تھا وہ مطلب ہوا
تھا مہر حمن قفل کی کوئی چیز نہ لی برق کو کچھ سمجھایا کہا میں الگ ہو جاؤں تو بشکل صنوبر آرام کر بوقت سحر
سرپا کو اپنے ساتھ لیجانا ہم بھی کسی صورت پر آئینگے جو کچھ ہمنے سکھا دیا سلیقے سے انتظام کرنا برق بہت خوب
کہکے گوشہ بارگاہ میں جا کے سو رہا خواجہ عمرو سراپردہ چاک کر کے نکل گئے چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری چمکا نسیم
سحری چلی سرپا سے برف انداز کی آنکھ کھلی گھبرا کے اُٹھا اپنی حرکت پر منفعل ہوا کہ ملکہ صنوبر سے کیا وعدہ تھا
نشہ شراب کا برا چیز ہے ناحق شرمندہ ہوا ملکہ صنوبر کو جگایا صنوبر نقلی آنکھ ملتی ہوئی اٹھی کہا صاحب
جلدی چلیے شہنشاہ گھبراتے ہونگے سرپا نے تحفہ جات لدوائے صندوقوں میں اُسی طرح قفل لگے ہوئے غلاف
چڑھے ہوئے طرف پہاڑ کے چلے صنوبر راہ میں سرپا کو خوب سمجھاتی ہوئی چلی کہ اے وزیر اعظم بادشاہ
عالیجاہ کا سامنا ہے بہت سلیقے سے کلام کرنا جھک کے ملنا سرپا نے کہا میں بخوبی سمجھا دونگا سامری
جمشید کے حکم سے مسلمانوں کے نام کا دشمن ہو جائیگا ابتدا سے انتہا تک سب بیان کرونگا کوکب نے
سراسر ہمت کی ہزاروں سردار طلسم ہوشربا کے انکے ہاتھ سے مارے گئے آج ہی میں انکو طرف طلسم
نور افشاں کے بھیجدونگا پہلے طلسم نور افشاں کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ تاریک شکل کوشش کر
عمرو کا خاتمہ کرونگی یہ جاکر طلسم نور افشاں کو فتح کرینگے اب مسلمانوں کا نام بھی نہ باقی رہیگا ملکہ
صنوبر نے کہا میں نے سمجھا دیا آیندہ تمھیں اختیار ہے صنوبر جادو یہ کہکے پہاڑ پہونچی جاکر ملکہ
اطلس کو سلام کیا ملکہ اطلس نے پوچھا ملکہ صنوبر شب کو تمنے وہاں کیوں بسر کی عرض کی
وزیر اعظم سرپا سے برف انداز نہ آسکے کنیز رات بھر حضور کے انتظار میں رہی صفا سے شب فراق کی
حضور وزیر اعظم آئے نہ ان طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ افراسیاب کو آپ کا تشریف لانا ناگوار معلوم ہوا
رات کو کوئی آدمی اکیلا نامہ سرپا کے پاس آیا سرپا پڑھکر دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا میں نے جو پوچھا کہ کیا مضمون
ہے تو نہ بتایا لیکن کاغذ کو جیب میں رکھ لیا اگر مناسب ہوگا تو ارشاد فرمائیے گا کہ جو شب کو نامہ آیا ہے
وہ بھی ہمکو دکھاؤ آپ سے وہ ضرور عرض کرینگے جو مناسب وقت ہوا انتظام کیجیے گا اپنی جان کا خیال
رکھنا واجب و لازم ہے ملکہ اطلس نے کہا اے خیرخواہ دولت مجھپر کوئی اگر دست انداز ہو دریا

خوں بہا دوں یہ باتیں تھیں کہ سرما برف انداز حاضر ہوا آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر
سامنے کھڑا ہوا عرض کی شہنشاہ نے حضور کے واسطے تحفہ جات روانہ فرمائے ہیں پہلے وہ پیش کروں
حکم دیا لاؤ صندوق آکر رکھے گئے جیسے ہی وہ صندوق بارگاہ میں آئے ایک بو سے بدآئی کہ دماغ سب کے
الٹ گئے ملکہ اطلس نے کہا یہ بو کہاں سے آئی ملکہ صنوبر نے عرض کی حضور انکو کھلوائیے حال
کھلجائیگا سرما نے بڑھکر صندوق اول کھولا ملکہ اطلس بھی کھڑا ہو گیا اس خیال سے کہ بادشاہ
ہوشربا نے تحفہ جات بھیجے ہیں جیسے ہی پڑا اٹھا تمام بارگاہ کے لوگوں نے ناک بند کرلی ملکہ اطلس نے
دیکھا کہ بھرا ہوا گوہ خانہ اول میں رکھا ہے سرما کا دم نکل گیا ملکہ اطلس نے کہا کیوں بیٹا افراسیاب
نے یہی کیا بھیجا ہے گو کہ تحفے پر اسی گوہ کو سوار کرائے دیجیا دوسرا صندوق تو کھول دوسرا صندوق جو کھولا
اسمیں کٹے ہوئے کالے اعضا نکلے ہوئے کیڑے پڑ گئے ہیں لیکن کام کرنے والے نے وزن میں فرق نہیں
ڈالا اب تیسرا صندوق جو کھولا اسمیں کتے کی کھال اسمیں لکھا ہوا ہے یہ ملکہ اطلس سرما
برف انداز کے ہاتھ پانوں ٹھنڈے ہو گئے ملکہ اطلس افراسیاب کو گالیاں دینے لگا
کہا یہ نمک حرام بہت مغرور ہوا ہے تحفہ ہمارے واسطے بھیجے ہیں اور یہ وہ جو پاس جنگ ہو جوانی کی امنگ ہے ملکہ
صنوبر نے بڑھکر عرض کی حضور جو کچھ کیا وہ افراسیاب نے کیا بیچارے وزیر کی کیا خطا انکی جیب
میں اک نامہ ہے اسکو ملاحظہ فرمائیے انکو رخصت کر دیجیے سرما نے کہا شب کو تو کوئی نامہ نہیں آیا صنوبر
نقلی نے بڑھکر کہا اے وزیر اعظم اپنی آبرو بچاؤ جو کچھ ہو صاف صاف کہدو سرما برف انداز
نے کہا میں ان خبروں سے بالکل واقف نہیں ہوں شہنشاہ نے اشیائے نادرہ روانہ کیے تھے ملکہ صنوبر
نے غصے میں کہا کیوں اپنی خرابی کرتے ہو یہ کہکے جیب سے نامہ نکال لیا ملکہ اطلس گنگوں پوش سے
کہا پڑھیے حضور پڑھیے افراسیاب نے آپ کو لکھا یا اپنے وزیر کو ملکہ اطلس نے جو اس نامے
کو کھولا افراسیاب نے سرما برف انداز کو لکھا ہے اے وزیر اعظم اے خیر خواہ دولت تم ہم
سے وعدہ کر کے گئے تھے ملکہ اطلس کا سر کاٹ لاؤ گے سو وہ الماس خزانے سے لیا گیا یا مفت ہوا کہ اب تک
سر اس خود سر کا نہیں روانہ کیا کیا تم جا کر اس باغی سے مل گئے اگر یہ کام تم سے نہ ہو سکتا تھا تو بیڑا کیوں اٹھایا
تم نے قسم کا بیڑہ دھوکہ دیا تھا وہ رقم الگ جمع کرادی تمہاری جورو صاحب نے اسپر قبضہ بھی کر لیا روز
باتو تمہارے خط دکھاتی ہیں کہ شوہر نے ہمارے تدبیر کیا ہوا امروز فردا میں سر ملکہ اطلس کا حاضر ہو گا

ایک تمھارے خط سے یہ معلوم ہوا تمنے تحریر کیا ہے کہ دن کو اسپر دست انداز ہو سکونگا شب کو سوتے مین بیہوش کر دونگا
جس طرح ہو سکے جلدی کرو ملک اطلس گلگون پوش پڑھتا جاتا ہے چہرہ سرخ ہے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالتا ہے کبھی
اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے ملکہ صنوبر نے بڑھکر کہا کیون شہنشاہ اسمین کچھ اچھا اچھا لکھا معلوم ہوتا ہے
یہ سنکر ملک اطلس نے کہا اس ملعون سمرہ کی مشکین باندھو جوتیان مارو ہمارا سر لینے آیا ہے سمرہ
پر مار پڑنے لگی اگر کسی نے تلوار کھینچی ملکہ صنوبر نے منع کیا کہا ارے یارو یہ کیا کرتے ہو ہان جوتیان مارلو
ڈاڑھی اسکی نوچ ڈالو جان نہ لو سمرہ بھی گھبرا کر کہتا ہے ملکہ صنوبر میری جان بچاؤ مین اس نامے سے
آگاہ نہین صنوبر نے ڈاڑھی پکڑ ملکر ایک جوتی ماری کہا او کمبخت انکار کرنے سے وہ اور زیادہ خفا ہونگے
دار پر کھنچوا دینگے یہ کہکر اپنی جان بچا کہ حضور مین اسکا نمکخوار ہون جو اسنے حکم دیا مین نے قبول کر لیا
انکار مین جان نہ بچیگی اقرار کا اقرار کر یہ کہکر ملکہ صنوبر نے پکار کر کہا اے شہنشاہ عالیجاہ مین نے دریافت
کیا اس بیچارے کی کچھ خطا نہین ہے جو اسکے بادشاہ نے کہا وہ اسنے کیا دیکھیے تو بیچارا منتین کرتا ہے
یہ کہکے آواز دی صاحبو ذرا ہاتھ روکو بیگناہ کو نہ مارو دیکھو وہ کیا کہتا ہے جب لوگ رکے ملکہ صنوبر
نے کہا اے وزیر اعظم [illegible] کہو تمھاری جان بخشی ہو جائیگی سمرہ برف انداز نے ہاتھ باندھکر
کہا حضور حقیقت مین جو میرے بادشاہ نے کہا وہ مین نے قبول کیا ملکہ صنوبر نے کہا حضور سچ کہتا ہے
اب اسکو معاف کیجیے صرف منھ کالا کرکے نکلوا دیجیے اور کان مین سمرہ کے چپکے سے کہا تمھاری جان بچی
[illegible] منھ کالا ہوگا بلا سے ڈاڑھی منڈ گی پاپوش سے کھوپڑی گنجی ہو جائیگی نکل آئیگی منھ دھو ڈالنا
جان تو بچی سمرہ نے کہا اے ملکہ صنوبر جو مناسب جانیے وہ کیجیے میری جان بچا دیجیے صنوبر نے حکم دیا
ڈاڑھی انکی مونڈ کے منھ کالا کرکے گلے مین جوتیون کا ہار ڈالدو ننگے گدھے پر سوار کرکے اس نالائق کو نکالو
سمرہ کے برف انداز [illegible] نکال لے گئے ملکہ صنوبر نے کان مین [illegible] کہا شہنشاہ
اب آپ کچھ کیجیے فوج لشکر لیکر حاضر ہوتی ہے مقام قید لاچین دریافت کرکے [illegible] اس ملعون کو
قتل کرنا مناسب ہے اور اسباب سلطنت [illegible] سمرہ پاکر بڑا مغرور ہوا ہے دیکھیے حضور کب قتل کی فکر کی
ہے ملک اطلس گلگون پوش نے اسیوقت افسران فوج کو حکم دیا بجیل تمام لشکر ظفر اثر تیار ہو
بطرف کوہ ہفت رنگ کے چلو کوہ صنوبر سے [illegible] کا بیٹا ہوا آتش [illegible] سب پر سوار ہوا اور
سمت [illegible] کرتا ہوا چلا ملکہ صنوبر [illegible] اتر کر [illegible] ہو گئین یہان کنیزین انہین جا بیٹھین

پھرتی ہین کہ ہماری ملکہ عالم کیا ہوگئین بعض نے کہا شاید ملک اطلس کے ہمراہ گئین یہ تو سب اس تردد مین
رہین اور خواجہ عمرو و برق بصورت سپہدار لشکر کے ہمراہ چلے جاتے ہین خوشیان کرتے ہوے فرماتے
ہین اے برق کیا کہنا چالاکی الگ اسطرح سحر چشم کو ان کل امورات کی خبر دو جہانتک ہوسکا اپنے کو بچت سے
کاربکے کی بچاؤ انشاء اللہ تعالے ملک اطلس کوہ ہفت رنگ کو فتح کیا چاہتا ہے اگر لاچین
کا پتا ملا تو اسکو لیکر آتا ہون برق فرنگی طرف لشکر کے چلا خواجہ لشکر ملک اطلس کے ہمراہ ہین لیکن
ملک اطلس گلگون پوش بصد جوش و خروش قریب کوہ ہفت رنگ پہونچا صراط ہفت رنگ
کوہ ہفت رنگ پر جو حجرہ بنا ہے اسمین تخت پر بیٹھا ہے سات پتلیان سنہری پشت پر مگس رانی کر رہی ہین سات
خدمتگار دست بستہ سامنے حاضر ہین اسنے دیکھا کہ گرد اڑی ایک تاجدار پشت پر سات لاکھ ساحران غدار لشکر
کو ساتھ لیکر کوہ ہفت رنگ سے ٹھہرا صراط ہفت رنگ نے خدمتگار کو حکم دیا کہ اس تاجدار سے
کہو یہ مقام کوہ ہفت رنگ گذرگاہ ساحری جمشید ہے یہان بے ادبی جائز نہین ہے لشکر کو ہٹا لیجاؤ
ورنہ سزا سے معقول دیجائیگی شہنشاہ طلسم ہوش ربا جب قریب کوہ آتا ہے پیادہ ہو کر طواف کوہ
ہفت رنگ کرتا ہے تم لشکر اتارتا سراسر بے ادبی ہے یہان ملک اطلس نے لشکر کو اتارا بارگاہ مین
آکر بیٹھا ارادہ ہے کہ صراط ہفت رنگ کو بلواؤن یا خود جا کے ملاقات جاؤن کہ چوبدار نے عرض کی
خدمتگار در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملک اطلس نے حکم دیا بلالو خدمتگار سامنے آیا رعب و
دبدبہ دیکھکر گھبرا گیا پایہ تخت کو بوسہ دیا صراط ہفت رنگ کا پیغام عرض کیا یہ سنکر ملک اطلس جوش
مین آیا کہا جاکر اس نامرد سے کہنا کہ بادولت کی خبر آمد سنی ہم دو سو برس کے بعد پردہ دنیا مین آئے تو برای
قدمبوسی حاضر نہوا ایک خدمتگار کو بھیجا اب ہمکو خود یہ ثابت ہوا تم سب نمکحرام ہو ملکر افراسیاب
کو بادشاہ بنایا سلطنت لاچین کو مٹایا بہتر یہی ہے کہ خدمت مین بادولت کی حاضر ہو مقام قید لاچین
بتاؤ اسکو چلکر رہا کرین افراسیاب نالائق لائق سلطنت کے نہین ہے اگر اسکے خلاف ہوا صبحکو اس پہاڑ کو آسمان
پر اڑا دونگا آگ لگا دونگا خدمتگار کانپتا ہوا پلٹا خدمت صراط مین آیا تمام کیفیت بیان کی صراط نے
کہا جھک مارتا ہے سمجھا کی شامت آئی ہے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے جو مناسب
جانتا ہے وہ کرتا ہے کیا مجال اسکی کہ کوہ ہفت رنگ کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ سکے اٹھارہ سو قریہ اس
کوہ کے متعلق ہے وہ گرد راہ کو بھی نہ پاسکے گا لیکن افراسیاب کو اطلاع دینا ضرور ہے اسیوقت

ایک نامہ لکھا حالات آمد ملک اطلس لفظاً لفظاً درج کیے باتش کے آتش کا ایک طائر بنایا نامہ اسکے نگین باندھکر
طرف افراسیاب کے روانہ کردیا افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا ریکاب نے اس ہجست پہ کمر باندھی
ہے طبل جنگی تو نہین بجوائی لیکن جب گھبرائی لشکر خرخ پر جا پڑی دو چار کو چیر پھاڑ کر کھا گئی دو چار آدمی پکڑ
لائی سرداران سحر و نوبت بجان وکار و بر استخوان ہین افراسیاب خبر سنکر خوش ہوتا ہے حیرت
کہ ابھی تک حضور وزیر اعظم واپس نہ آئے نا ہ لیکہ بہ ہیئت ملک اطلس گلگون پوش گئے تھے یکایک
ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور آج نئی طرح کا سامان ہے بارہ سو کالے منہ داڑھی موچھین منڈائے
جوتیون کے ہار گلے مین اُلٹے گھوڑون پر سوار لشکر مین سرکار کے آئے ہین نہین معلوم وہ کون ہین غلامون
نے دریافت بھی کیا وہ نام و نشان نہین بتاتے بارگاہ مین حضور کی آتے ہین افراسیاب نے کہا پردہ
بارگاہ کا اٹھا دو اور سپاہیون کو حکم دیا تلوارین کھینچکر کھڑے ہو قریب بارگاہ ان کلموہون کو نہ آنے دو
سپاہی تلوارین کھینچکر آگے بڑھے افراسیاب نے دیکھا بارہ سو جوان منہ کالے ننگ خاندان بالکل بد
حواس دہائی دیتے ہوے نام سامری جمشید لیتے ہوے آتے ہین سپاہی نکل جاتے ہوے آگے بڑھے کہ خبردار
حکم شہنشاہ ہے سوانگ خوب بنا کر ہولی مین آنا خوب ہے لیکن یہ مقام میدان قتال و جدال ہے یہ مسخرا
کرنا تمہارا کمال ہے جب تو سرماسے برق انداز گھوڑے پہ سے کود پڑا اور آواز دی کہ سوانگ کی
ایسی تیسی اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ستم وزیر اعظم سرماسے برق انداز سپاہی کا سینہ لگے
بڑھکر آواز دی اے شہنشاہ عالیجاہ وزیر اعظم صاحب آپ کے قدیم مصاحب ہین افراسیاب گھبرا کر
کھڑا ہو گیا کہا یا رب یہ کیا آفت آئی ہے نوکرون کی یہ صورت کسنے بنائی ملکہ حیرت روتی پیٹتی دوڑی وہ سب
اسی حال پر ملال ہین اسی بارگاہ مین گھس آئے بہت سے لوگ تو ڈر کے مارے بھاگنے لگے بعض کو انکی ہیئت
دیکھکر غش آ گئے بعض کہتے تھے یا رب یہ کیا قہر سامری و جمشید ہے بعض کہتے تھے اس کالا منہ ہونے
مین بھی کچھ بھید ہے قدرت کے یہی کارخانے ہین کوئی سیاہ رو کوئی سرخ رو فلک کج مدار کیسے رنگ بدلتا ہے
ہمارے وزیر نے بھی رنگ بدلا ہے لیکن افراسیاب نے پکار کر کہا اے وزیر اعظم یہ کیا ستم ہوا سرماسے نے
کہا حضور ستم کیا ہوا بلکہ یہ کہیے کہ جان بچ گئی آپکے زندہ ہو بچ گئی بات ہوئی ملک اطلس نے یہ حال
کیا افراسیاب غصے مین کانپنے لگا کہا اسکی کچھ شامت آئی ہے اپنے دل مین سمجھا کیا ہے آخر کیا باعث ہوا کہ
وزیر صاحب کا منہ کالا ہو لیا اسکو ابھی مین حال پر ملال پوچھون اس ذکر مین مصر تھی آگئی ملکہ حیرت شہزادی

دیکھتے ہی ہنسی کہا ساربان زادے کے فقرے ہیں سونڈی کا ملا آٹھ پہر اسی فکر میں رہتا ہے یہ کہکر اندر بارگاہ کے آکر
بیٹھی میاں سرما نے قصہ صنوبر کوہ شروع کیا صرصر ہنستی جاتی ہوا افراسیاب نے کہا تو کیا ہنستی ہے کیا تجھے
کچھ احوال معلوم ہے صرصر نے کہا حضور کھلی ہوئی عیاری ہے صنوبر کی باتیں جو حضور نے بیان کیں یہ صاف
عیاروں کی باتیں ہیں سراسر مکر کی گھاتیں ہیں عورت ایسی بدلحاظ ہو گئی اپنا عشق جتانے لگی وزیر اپنے آپ
سے باہر ہو رہے پھر فرمائیے کیا ہوا سرما نے کہا رات کو پھر ایک گویا آیا لیکن اسنے کہدیا تھا کہ مجھکو سامری جمشید
بلا بھیجیں گے تو چلا جاؤنگا صرصر نے کہا بشکل صنوبر نگوڑا عیار ہوگا گویا جو بنکر آیا ساربان زادے نے اپنا
رنگ جمایا ہوگا یہ کہتے ہیں سب سو گئے میں کتنی ہی دن بیہوش ہوئے پھر مجھکو کیا ہوا سرما نے کہا بالائے کوہ
پہونچے حضور بڑا غضب ہوا جب صندوق کھولے گئے تو ایک گدھا نکلا خانہ اول لاش سے معمور تھا بڑی
خیر ہوئی حضور ملک اطلس نے کچھ اور قصد کیا تھا اگر فرصت ہوتی تو میں جان دیدیتا یا آبرو آپ تک پہونچ
گیا اب حضور جلد کوئی تدبیر معقول نکالیے سخت باغی پیدا ہوا اخار ویگا پڑا اسکو اپنے سحر پر ناز ہو گیا ہے شہنشاہ
اول کو رہا کرکے لاؤنگا ساربان زادے نے ایسا دام مکر میں پھنسایا ہے یا دلیں اسی معشوقہ کی آنکھ پھیر رہا
کرتا ہے تصویر یا تحریر پہ شعر ورد زبان شہر رہتی ہے سینے پہ تصویر یار ہر دل نے جب جیا یا اٹھائی دیکھ لی
سامری ملکہ صنوبر جادو کا بلاکریں اسنے بچا لیا سب صندوقوں میں ایسی ہی واہیات چیزیں نکلیں
کسی میں بلی کا لاشہ کسی میں کنگ پھر یہاں تک تو حضور خیر تھی جیب میں سے میرے نامہ نکلا حضور آپکی صاحبی
تھی اہل ضابطہ کی نشانیاں اسمیں یہ مضمون تھا کہ ملک اطلس گلگون پوش کا سر کاٹ لاؤ پھر حضور
کیا کہوں لات جوتی کا ساتھ تھا ڈاڑھی نوچی گئی لیکن حضور با آبرو گھر پہونچ گئے بیچاری صنوبر نے قتل نہونے
دیا ہر مرتبہ وہی منع کردیتی تھی ملک اطلس تو اپنے آپ سے باہر ہو گیا قتل کا حکم دیدیا تھا وہ بیچاری
قدموں پر گر پڑی ساری بلا اسنے اپنے سر لی جھڑکیاں کھائیں غلام کو بچایا اب وہ ہمارے سامنے طرف
کوہ ہفت رنگ کے یہ کہکر گیا کہ جاکر شہنشاہ لاجین کو رہا کرکے لاتا ہوں اور حضور کو نیچا معلوم کیا
گیا کہا میں اپنی زبان سے کیا عرض کروں افراسیاب نے کہا اس بلا کی شامتیں آگئی ہیں یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر برق چمکی ایک طائر ظاہر ہوا گلے میں اسکے نامہ بندھا ہوا طائر کو دیکھکر سب کے ہوش
اڑ گئے طائر نے منقار کھولکر آواز دی نامہ فرستادہ صراط ہفت رنگ کا ہے یہ افراسیاب
لیکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا افراسیاب نے نامہ کھول لیا اب جو پڑھا صراط ہفت رنگ

پڑھے صرصر اطا ہفت رنگ حیران ہوگیا کہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کیونکر سمجھوں قلم یا تقدیر نے کچھ
لکھ نہ سکا عرض کی اے رازدار ان طلسم یہ کیا ارشاد ہوا یہ آپکا دستخط کو کچھ نہ سمجھا سرون نے جواب دیا کچھ نہ سمجھا ہو نہ
سمجھے گا میں نے سب کہدیا اگر اشعار لکھ لیا اسے مقام پر پہنچکر سمجھتا یہ پردہ ہائے راز ہین خدایان آغاز ہین انجام
کا ایک طور غور کرنا بیکار جو کچھ ساحری جمشید نے لکھا ہو ان کتابون کو ملاحظہ کر جفاے فلک کج رفتار سے
ڈرا ابھی رہائی شہنشاہ لاچین ناممکن ہے افراسیاب غافل مطمئن ہے صرصر اطا نے ان الفاظ کو لکھا چاہتا تھا
کچھ اور پوچھے مگر خاموش ہوئے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صرصر اطا ہفت رنگ گھبرا گیا کہتا تھا اسکا آغاز
و انجام نہ سمجھ پایا غضب ہوا آج ہوگئی جیسے الفاظ آج ان سرون نے کبھی نہ سنے تھے سرون کو دامن میں
لیکر چلا گا قریب دریائے نیل پہونچا سرون کو دریا میں پھینکا وہان سے بھاگا پسینے پسینے بدحواس ہانپتا کانپتا
جست و خیز کرتے بالاے کوہ ہفت رنگ پہونچا تخت پر آکے گر پڑا ساتون چیلیون نے سر اٹھا کر
زانو پر رکھ لیا کہا کیون مرشدزادے آج آپکو بہت بیقرار پایا خیر تو ہے سرہزادان نے کیا کہدیا جو آپ اسقدر
متفکر ہین صرصر اطا نے کہا اے کنیزان ساحری ہوائی محافظان مابدولت جیسے کلام آج سرون نے کیے ایسے
الفاظ کبھی نہ سنے تھے اسی مین تردد و تذبذب گیا دوڑتے دوڑتے دم چڑھ گیا کہ کنارہ دریاے نیل کہا قصہ
ہفت رنگ شب بھر اسی تلاطم مین بسر ہوئی چیلیون نے عرض کی اے مرشدزادے زمانہ انقلاب ہے
سرون کو بھی مثل زلف پیچ و تاب ہے آپ سب کچھ جانتے ہین حافظ کتب ساحری وارث وراثت جمشید
لیکن پہلے دوسو خداوندون سے رجوع کیجیے انجام بخیر ہوگا کنیزین آپپر نثار ہو جائینگی صرصر اطا ہفت رنگ
نے کہا اے شہزادیو تم ویسے کلام نکرو تمھارے سبب سے قلب کو قوت ہے قوت بازو دو زیست پہلو تھا اسے
سبب سے کوہ ہفت رنگ بیرونق ہے حالت انقلاب دیکھکر کلیجہ شق ہے افراسیاب بیدار نہین ہوتا
کہ خدمتگارون نے بڑھکر عرض کی حضور دیکھیے ملک اطلس گلگون پوش سوار ہوا فوج لیکر آتا
ہے صرصر اطا ہفت رنگ تخت سے اٹھا چیلیان پشت پر آئین خدمتگار حاضر ہوئے سر کوہ پر
آکر ٹھہرا دیکھا ملک اطلس مرکب پر سوار بڑے قہر و غضب سے راہ کو طے کرتا ہوا طرف کوہ کے
آتا ہے صرصر اطا ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی اے ملک اطلس گلگون پوش
تو تاجدار ساحری پرستان ہے بادشین ساحری ہے الفت اس مرتبے پر ایسا بے ادب ہے مقام بزرگ
ہے خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا یہین رہ جایا کوہ ہفت رنگ کو طلب کرتا ہون اگر فوج عالم کو

لیکر آئیگا فتح نہ پائیگا محجوب و شرمسار ہو کر واپس جائیگا عمر بھر کف افسوس ملا کریگا انصاف کر بابدولت سے
لڑے گا بہتر یہی ہے کہ پلٹ جا افراسیاب سے جا کر ملاقات کر وہ بخوبی سمجھا دیگا ملکہ اطلس
گلگون پوش نے آواز دی او نہایت مغرور عقل و فراست سے دور اُس تکبر اِس کا بابدولت کے سامنے لیتا ہے
شہنشاہ لاچین عادل باذل فیاض سخی بردبار سامری پرستوں کا تاجدار تم سب نے ملکر اسکو قید کرایا
خود سامری جمشید کی عدالت سے آیا بابدولت کے واسطے گرستے نے تحفہ روانہ کیا کدون کیا کیا
اشیا تھے گرستے کی کوئی چیز تھی پھر الٹا مجھکو سمجھاتا ہے سلطنت کو وہ ہفت رنگ پر تجھکو وہ بڑا ناز ہے
ظہور بابدولت کرامات و اعجاز ہے دو سو سال کس حال میں زیر زمین بسر کی کس جاہ و جلال سے برآمد ہوئے
ر وہاں سے ہاتھ باندھکر خدمت میں بابدولت کی چلا آ قید لاچین شاد سے بابدولت کے ہمراہ جاکر پا کر لا انکو
تخت پر بٹھا میں روح سامری و جمشید شاد ہو طلسم ہوش ربا نئے سر سے آباد ہو صراط نے
جواب دیا افراسیاب کو سامری و جمشید نے اُستاد بنایا ہم معزول کرنے والے کون ہیں اب
آگے قدم بڑھاتا ملکہ اطلس نے آواز دی او نہیا بابدولت آتی ہیں کیسی زمین بزرگ یہ کہکر مرکب بڑھایا
صراط ہفت رنگ نے ساتوں پتلیوں کو اشارہ کیا ساتوں پتلیاں مثل شعلہ جوالہ یا بصورت برق
جہندہ چرخ مارکر بلند ہوئیں پکار کر آواز دی ای رعایا ئے کوہ ہفت رنگ اپنے اپنے قریے سے آمادہ
جنگ ہوکر نکل آؤ دشمن کو سزا دو لشکر اس مغرور کا ہٹا دو پتلیاں یہ کہکر زمین پر آئیں پشت پر صراط کے
کھڑی ہوکر رقص رانی کرنے لگیں پائے تہ چھپکے پانی نکلی چہار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی اٹھارہ سو قریہ
کی گنوار نکلے آگے زمیندار ٹٹوؤں پر سوار ڈھال پیٹھ کا باندھے ہوئے لنگوٹیا سر پر دھوتی لمبی باندھے
ہوئے پشت پر ہزار یا سی تیر کنٹھے لیے ہوئے ایک جانب گنوار دل ٹڈی سے لشکر کا زور دون پر پانچ
پانچ سیر لوہا کسیں لگا ہوا لپٹا لپٹا کی صدائیں بھیانک آوازیں سب خرد و کلاں از پیر تا جوان جس حال میں جو
بیٹھا تھا نکل پڑا یا تو لشکر ملکہ اطلس گلگون پوش کا ہجو الذیت تھا یہ سے کھینچ ہو کے زمین و آسمان
کو کھینچے ہوئے یہ انتظام تمام جاتا تھا گنوار جو آکر گرے ساحر و غیر ساحر لشکر سے مل گئے وہ یار بنائے تو گنواروں کے
لیے کیسی نا کمر کو مارا قریب تھا کہ فوج کے پاؤں اکھڑ جائیں بڑے بڑے ساحر ہمراہیان ملکہ
اطلس گلگون پوش بیقرار ہیں گھبرا اٹھے الامان الامان چلاتے تھے کوئی پکارتا تھا یا خدا
سامری کوئی جمشید کو پکارتا تھا کوئی نام لات و منات لبیکا لبیکا رتا تھا دریا سے خون جاری

ہزار ہا سر شل کاسۂ گدائی ادھر اُدھر گر رہے تھے شہر کا سمٹینی ہوا ای منعم نادان اتنا غرور نہ ہو جسے دیکھا
ٹھوکرین کہاتے سر فغفور کو جس سر مین غرور تھا ٹھکرادن سے سم مراکب کے چور چور تھا ہاتھ کٹا کٹا جو دریا
خون مین گرے معلوم ہوتا تھا مچھلیان تڑپ رہی ہین اصل ماہیت سے کوئی آگاہ نہ تھا مگر مالک
اطلس گلگون پوش سنبھالا اسباب سحر ہاتھ مین لیکے گنوارون پر جا پڑا دو چار کے سر کاٹ لیے دس پانچ ہزار
لاشے گرے گنوارون مین بھی تہلکہ ہوا لیکن حاکم صرصراط ہفت رنگ سے جان دیے دیتے ہین قدم
نہین ہٹاتے مالک اطلس کے ساتھ سب طرح کا سامان خیمے بارگاہین خزانہ اسباب فوج کا انتظام جب
اسنے دیکھا فوج کے پاؤن اکھڑے جاتے ہین حقیقت مین گنوارون کی گھار کا بار کنا نہایت دشوار ہو تو یہ دون
کی جانب اشارہ کیا پڑھکر اشعار عبرت آثار پڑھو جوانون کو در دکو ایک ایک کو نہال کردونگا
اُسوقت مغنیان خوش آواز نے بصد سوز و گداز یہ چند اشعار عبرت آثار پڑھنا شروع کیے اشعار

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہ گیا
ذبح کے لائق نہین نکلے قابل رہ گیا
واے قسمت قتل قاتل سے نہ برآئی مراد
آئنہ کی طرح اسکے مقابل رہ گیا
زمزمہ سنجی بھلا دی نعرۂ صیاد نے
ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہ گیا
سر جدا تن سے کیا آنکھو نہ پٹی باندھکر

اگر پڑا افسوس کیسی جا پہ کیسین دل رہ گیا
اے اجل فرصت نہ دی افسوس ہم اور سوے ذبح
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہ گیا
سخت جانی نے مزہ کیا دکھائے وقت ذبح
[illegible] کا تماشہ دیکھنا دل رہ گیا
دی نہ فرصت ہجر کی اضطراب روح نے
ای [illegible] افسوس ہو دیدار قاتل رہ گیا

صید لاغر کردیا تا ذبح قاتل نے مجھے
آرزو مند جفا احسان قاتل رہ گیا
جوش جرات نے نہ دی فرصت کچھ باتین کرسکا
گرگیا خنجر کبھی بازو سے قاتل رہ گیا
سایہ افگن کاکل پیچان ہو جیسے ماہ پر
دل مین پروانے کے سوز شمع محفل رہ گیا
کبھی آواز دی ای حروان حالتم

کیفیت سے رہتے دنیا مقام عبرت ہے نہ جانے عشرت بڑے بڑے شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل دست
پاس لیکر پردۂ دنیا سے اٹھے نامورون کی قبر کے نشان بھی نہین ملتے سپاہی کا یہی دھرم ہے کہ اپنے بزرگون
کا نام روشن کرنا جرأت پر جان دینا مرنا فوج کو کسی قدر رکی لوگ گنوارون پر جا پڑے لیکن مالک اطلس
گلگون پوش نے طبقۂ زمین کے ہلا دیے جب اسنے سحر کیا دو دو ہزار کا سر کٹ گیا کبھی پا سامری
کا گرد ہتھوڑا مارا اژدر پیدا ہوے ہزارون کو نگل گئے کبھی آگ برسائی ہزارون ناری جل گئے اب
مالک اطلس یہ چاہتا ہے کہ مین لڑتا کٹتا تابہ کوہ ہفت رنگ ہو پہنچون صرصراط کو جا گرفتار کرو
صرصراط کھڑا اتنا شاد کھڑا ہے کبھی گنوارون کو ترغیب دیتا ہے کہ ای [illegible] وقہرمان کوہ ہفت رنگ

اُن نالائقوں سے جنگ کرو گہوڑے دوڑاؤ ان نامردوں کو تنگ کرو کوئی زندہ نہ بچنے پائے لیکن ملک اطلس
نے دو چار حملے ایسے کیے کہ گنواروں کے پیر نہ تھم سکے اٹھارہ سو قریب کی کہار ہیچ کچھ لوگ بھاگ کر نکل گئے کچھ الجھے ہوئے ہیں
لیکن فوج ملک اطلس کی غالب آئی ہے گنوار گھبرا گئے ہیں اسوقت ملک اطلس نے سحر کرکے اپنے گرد
سے گنواروں کو ہٹایا آپ طرف کوہ ہفت رنگ کے سحر کرتا ہوا چلا دو چار گولے پہاڑ پر ایسے مارے صدہا
پتھر ٹوٹے پہاڑ تھرایا اب صراط ہفت رنگ گھبرایا کہ ملک اطلس زیر کوہ پہونچ گیا اور نعرہ کیا کہ او
ہیما میں آپہونچا یہ کہکے گہوڑے سے کودا اسوقت صراط نے اک تیلی کو اشارہ کیا وہ سر پر ملک اطلس کے
آکر لہرائی یعنے اپنا سایہ ڈالا اس سایہ پڑنے سے ملک اطلس کے پاؤں زمین نے تھامے رنگ رو متغیر
ہوا اور حواس عالم یاس گھبراکر طرف آسمان کے دیکھا تیلی نے آواز دی او بے ادب بیٹھا ساحری جمشید
کے پوچھے پاٹ کا یہ مقام ہے یہاں کبھی کسی نے خونریزی نہیں کی تو نے بڑی بے ادبی کی روح ساحری
جمشید کو صدمہ دیا ملک اطلس نے اک دستک دی نام ساحری جمشید لیکر چیخا آسمان سے
اک عقاب اُترتا ہوا آیا سر پر ملک اطلس کے آکر سایہ اپنا ڈالا آواز آئی اے شہنشاہ ہوشیار باش
یہ نعرہ کرکے عقاب غائب ہوا ملک اطلس کے ہوش درست ہوئے پاؤں زمین نے چھوڑے
سنگریزہ اٹھاکر تیلی پر مارا سنگریزہ تیلی کے سینے پر پڑا مثل رعد کے آواز آئی تیلی نے تیغ کھینچکر ملک
اطلس پر جا پڑی تیغ کا وار کیا ملک اطلس نے ہاتھ بڑھا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سب نے
دیکھا وہ تیلی نحیف و ضعیف مثل انسان کے ملک اطلس سے لپٹ گئی کشتی ہونے لگی ملک
اطلس تکلون پوش نے دے مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچکر پھینکدیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی
مرا نام مین کنیز ساحری تھی نازدار افسونگری ہو ہائے وقت زوال طلسم ہوش ربا آپہونچا آئین مین
ساحری پرست بڑے بزرگ یہی لکھ گئے تھے کہ طلسم ہوش ربا میں ایسا غدر ہوگا ایک مذہب والے
ایسے لڑینگے ساحری پرستوں پر وقت سخت پڑیگا سب نے دیکھا وہ تیلی جلکر خاک ہوگئی مگر اسکے
بعد شیشہ پر صراط کے جا کے ظاہر ہوئی دست بستہ پشت پر صراط کے کھڑی ہے شکایت کر رہی ہے سیاکھ
والیاں کہتی تھیں ہو آج تمنے بڑی مصیبت اٹھائی گھوڑے سے بدن دے پالا پڑا ہے تو تمہاری چھاتی
پر چڑھا گھوڑے کے ہاتھ ٹوٹیں آنکھیں پھوٹیں ہر دو بار مارا پھیرے ہوئے کو کبک مانگے تو ملے
لیکن اطلس اپنے نزدیک تیلی کو مارکر قریب دروازہ اول کوہ ہفت رنگ آیا تیغہ برق مثال کھینچ

ہوے اسباب سحر ہاتھ مین دریاے خون مین نہایا ہوا درجۂ اول کو وہ ہفت رنگ نشان کا ہے جیسے ہی ملک
اطلس نے درجۂ اول پر پاؤن رکھا اتراتا ہوا پتھر پھٹ گیا اک فیل مست نکلا ملک اطلس پر حملہ کیا
ملک اطلس سحر کر کے فیل کے سونڈے سے لپٹ گیا گردن اُسکی مع خنجر سے کھینچ لی ہاتھی گرتے گرتے جل گیا زمین سے شعلے
نکلنے لگے ملک اطلس اپنے تئین شعلہ ہاے آتش سے بچاتا ہے باران سحر برساتا ہے جب شعلے بجھ جاتے
ہین چاہتا ہے جست کر کے درجۂ دوم پر جاؤن وہ جو پتھر پھٹ گیا ہے اُسمین سے کبھی شیر ببر ڈکار مار کر نکلا
ملک اطلس پر حملہ کیا ملک اطلس نے گھونسا مارا شیر کا سر ٹوٹا کر گدن پیدا ہوا اُسکو بھی اسنے مارا
اُسی درجہ سے صدہا جانوران گزند نکل رہے ہین ملک اطلس اُن جانورون سے لڑ رہا ہے مگر راہ
اُن سبھون نے روک لی دوسرے درجہ تک جانے نہین دیتے ملک اطلس بڑے زور و شور سے
لڑ رہا ہے صراط خاموش کھڑا دیکھ رہا ہے جب ملک اطلس نے دیکھا جانور نہین موقوف ہوتے
پکار کر آواز دی او صراط لیے بساط یہ کوہ ہفت رنگ ہمارے سامنے بنایا گیا دیکھ ابھی آتا ہون
ان شعبدون کو مٹاتا ہون ما بدولت کے سامنے یہ بے ادبی یہ کہکر اپنی ران پر خنجر مارا خون لیکر اُس
پتھر پر چھینٹے دیے یا تو درہ کھلا ہوا تھا جانوران مذکور نکل رہے تھے وہ درہ بند ہو گیا جانورونکا نکلنا
موقوف ہوا ملک اطلس سحر خوانی مین مصروف ہوا چاہا جست کرون درجۂ دوم پر جا پڑون یکایک
آسمان پر کلہ ابر ہفت رنگ نمایان ہوا دیکھا افراسیاب بہ قہر و غضب تمام ہوا پہ آتا ہے جیسے شناور و ملاحی
کاٹتا ہے اُسیطرح بجوش و خروش ہوا کو کاٹتا ہوا اُڑا ہوا وہین سے پکارا او ملک اطلس خبردار کہان
جاتا ہے درجۂ ثانی کا ارادہ کر نہایت ذلیل کرونگا اور صراط کو آواز دی واہ مرشدزادے آپ سے کچھ
نہوسکا کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہو یہ کنیزان سامری کس دن کے واسطے ہین ساتون کو حکم دیا
بوٹیان کاٹکر اس بھیا کی پھینک دیتین صراط ہفت رنگ نے غصے مین جواب دیا او افراسیاب
تجھے کیا معلوم بیان کیا گذری ایک کنیز سامری نے جان دی یہ میری کرامت ہے کہ میری پشت پر آکے
موجود ہوگئی تجھے عیش و راحت سے کہان فرصت آج اس مقام پر بزرگ مین خونریزی ہوئی درجۂ اول
فتح ہوا یہ بھیا غضب کر رہا ہے علوم سحر و ساحری جمع ہے پھر ان سب معاملات مین سراسر تیرا قصور ہے
افراسیاب ہوا سے اترا ملک اطلس کے سامنے آیا جیسے ہی افراسیاب نے درجۂ اول
پر قدم دبائے ملک اطلس نے ہاتھ مارا افراسیاب کے شانے پر تلوار پڑی اچٹ گئی افراسیاب

نے روکا ہزارہا شعلہ ہائے آتش نکلکر کوہ ہفت رنگ پر گرے تھے مین پہاڑ سے آواز آئی ہوا افراسیاب
ہا بچا افراسیاب پلٹ کے باران سحر برساتا ہو شعلہ ہائے آتش کو بجھاتا ہے تب افراسیاب نے ہاتھ مارا ملک اطلس نے
گانٹھا شعلے تلوار سے نکلے وہ جاکر لشکر صرصر پر گرے ہزارون جلے اب سب گنوار گھبرا رہے اور جاکر
کھڑے ہوے لڑائی کا تماشا دیکھ رہے ہین ایکجانب لشکر ملک اطلس جما ہوا کھڑا ہے دونون لشکرون
کی لڑائی پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ جب چار پانچ حربے افراسیاب و ملک اطلس مین رد و قدح
کے ہوے ہزارہا ساحری پرست جانبین کے جلے افراسیاب نے تھپکی ہٹکا ایک دو ہتڑ مارا آسمان
سے ایک سیخ آتشین پیدا ہوا ملک اطلس پر گرا ملک اطلس اُس آگ مین نہید ہو گیا لمحہ بھر کے بعد
شل شعلہ جوالہ اُس آتش سحر کو بجھاتا ہوا نکلا نعرہ کیا او نالائق یہ کیا بیہودہ سحر کرتا ہے یہ کہکے سحر کیا
افراسیاب پر کئی لکہ ابر گرے افراسیاب آستین سے جھاکر مثل آفتاب نکلا کڑکا کر جا ملک
اطلس کی طرف چلا ملک اطلس نے اپنا خون اپنی تلوار پر ملا وہ تیغہ خون آلود افراسیاب
پر لگایا افراسیاب نے چاہا روکون وہ تیغہ تہ رکا سر پر افراسیاب کے پڑا افراسیاب
کا تاج لنگر زمین پر گرا سر پر زخم آیا بس افراسیاب نے غصہ مین طرف آسمان کے دیکھا لکہ ابر ہفت
رنگ لہرا رہا ہے آگے سب کے لکہ ابر گلنار صاف ظاہر ہے کہ دریا ے خون جوش مار رہا ہے اُس ابر کی جانب
افراسیاب نے اشارہ کیا قہر و غضب تمام آواز دی اس بے ادب کو لینا کیا ہوش ربا فتح کیا ہے
ہمارے نگہبان ایسے بیخبر ہین بدولت سرداران ہوش ربا کے افسر ہین خبردار اب یہ نہ سمجھے سرکشی
دکھاؤ اسکو پکڑ لو وہ لکہ ابر گلنار کڑک کر گرا لیکن ملک اطلس نے ابر کو دیکھا خون کے قطرے ٹپکنے
تیغہ بھی چمکایا سحر بھی بہت سے پڑھے اسطور سے وہ ابر گرا افراسیاب بھی اور ملک اطلس بھی
اُس ابر مین مخفی ہوے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ افراسیاب نے تو وہ ابر ملک اطلس
پر گرایا تھا لیکن اسنے بھی ایسا سحر کیا کہ افراسیاب بھی اُس مین چھپا اور ملک اطلس
بھی اس لکہ ابر گلنار مین مخفی ہوا دیکھنے والون نے یہ دیکھا کہ جب ابر شق ہوتا ہے تو افراسیاب و
ملک اطلس ظاہر ہو جاتے ہین اندر اُس ابر کے دونون سے لڑائی مچی ہے چھینا جھپٹی کی صدا بلند
ابر چھپتا ہوا آسمان پر جاتا ہے خون ابر سے برس رہا ہے کبھی دونون ظاہر کبھی مخفی جس راہ سے وہ ابر نکلا
زمین پر خون گرا قریب تھا کہ چل رہے ہین تحمل ہزارہا بھاگ گئے یہ ابر انتہا کا بلند ہوا فوج ملک اطلس باقی ماند

اُسی ابر کو دیکھتی ہوئی چلی گنوار اپنے اپنے قریبون کو لپٹ گئے صراحا ہفت رنگ نے مہلت پائی
سمجھا کہ افراسیاب ملک اطلس کو لپیٹ کر لاکر اپنے ساتھ لے گیا یہ روتا پیٹتا اپنے حجرے میں داخل
ہوا یہی سات کنیزیں سات خدمتگار رنجیدہ کبیدہ کنیزون سے کہہ رہا ہے اسی مضمون کے اشعار سرایت
ہمزادون نے پڑھے تھے جو مضمون میری سمجھ میں نہ آیا اب اُس مضمون کا ظہور ہوا کنیزون نے رو کر جواب دیا
حضور ہمیشہ زبان ساحر جمشید سے یہ سنا تھا کہ زیر کوہ ہفت رنگ ساحری پرست آپس میں
لڑینگے بڑے معرکے پڑینگے اُس ارشاد کا آج ظہور ہوا صاف عرض کرتی ہیں عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی
افراسیاب کی غفلت نے سبکی جان لی افسوس افسوس صد ہزار افسوس صراحا نے چلا کر کہا بیہودہ
بیہودہ نہ بکو طلسم ہوش ربا کی ہزار برس کی عمر ہے اُسے نہیں کوئی فتح کر سکتا اِس لڑائی ہونے سے
کیا ہوتا ہے پتلیان تھا موش ہو رہیں گروہ ایرانیان ہوا اُسی طور سے جاتا ہے اب ذکر کرنا لشکر اسلام کا واجب
و لازم ہوا

اشعار

مغنی فغانی کہ آمد بیان | درین زیر نہ پردۂ آسمان | درین پردہ آواز نالم چو نی
بہ احوال جسم یا احوال کو

قضا سے کار اتفاقات روزگار ملکہ حیرت بیرون بارگاہ کرسی پر
بیٹھی ہے گرد شاہزادیان مصاحبان خاص ہمدم باختصاص اپنے اپنے عہدہ پر حاضر ہیں شمشیر زن ملکہ
حیرت کے سامنے آئی عرض کی حضور ابھی پرچہ اخبار گذرا کہ ملک اطلس تا بہ کوہ ہفت رنگ
پہونچا صراحا کو برائے قدمبوسی بلاتا تھا یہ شہزادے ہیں کب اس بات کو مانتے تشریف لے گئے پرچے میں
تحریر ہے کہ اُسنے طبل جنگی بجوا دیا لڑائی بہت سخت پڑی رعایائے کوہ ہفت رنگ قتل ہو گئی یہی خبر ملی
کہ شہنشاہ ہمارے عین وقت پر پہونچے لیکن اخبار نویس نے یہ نہیں لکھا کہ شہنشاہ نے ملک اطلس کو
قتل کیا انجام نہیں معلوم کیا ہوا اور ہرکارے کنیز نے روانہ کیے ہیں یقین ہے خبر لیکر آئیں یہ خبر وحشت اثر سنکر
ملکہ حیرت گھبرا گئی کنارے پر تخت کے ٹہلنے لگی حکم قطعی دیا خبریں مفصل دریافت کر کے لاؤ جو خبر مفصل لائیگا
اُسکو دولت دنیا سے نہال کر دونگی عجب طرح کی خبر وحشت اثر آئی جس سے طبیعت بہت گھبرا گئی ہے ساحر روانہ
ہو رہے ہیں ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو خبر سنی ہے چنانچہ لشکر اُنکا تباہ و برباد ہے ایک گوشہ صحرا میں بارگاہ
استادہ ہے خوف تا بہ پاس سے سردار چھپتے پھرتے ہیں ہر وقت خوف ہے جب اس طرف نے قصد کیا آ پڑی چار و نا چار
کو اٹھا لیگئی جبر بھاگ کر کھا لیا مگر یہ ثابت ہوا کہ اُسوقت حیرت حجاب و کچھ اشارہ ہے یا کسی کے انتظار میں

دیکھ رہی ہیں ایک سے ایک کہتا ہے کیوں صاحبو اس ملعونہ کے ہاتھ سے کہاں جاکر چھپیں کیونکر جان بچائیں
کہاں نکل جائیں کس گوشہ میں جاکر چھپیں کہاں تک بار غم و الم اٹھائیں ہمچشموں سے کیونکر آنکھ ملائیں شرم
و حجاب دامنگیر ہو گیا بدتقدیری ہے قضا سے کار آسمان پر ایک وقتا فوقتا ہوا کہ زمین کانپنے لگی سب نے سر اٹھا کر دیکھا
اک لکۂ ابر خوفناک جس میں رعد کی گرج برق کی چمک اندر سے ابر کے صدائے نعرۂ افراسیاب بصد قہر و
عتاب آئی کہ منم شہنشاہ طلسم ہوشربا صاحب جلیل و کیتا دوسری آواز آئی کہ بصد جوش و خروش
او کہا منم ملکہ اطلس نگلگون پوش ملکہ حیرت دیکھ کر گھبرا گئی کبھی آج تک تاریک کے سامنے
نکلی تھی لیکن اس وقت سنتی ہوئی دوڑی غصہ میں پکارا او کافر بلا صاحبی چشمہ تجھکو غارت کریں
سوائے آدمیوں کے کہا نیکی تجھکو کچھ اور بھی کام ہے شراب اسقدر پی میخانے خالی ہو گئے اب تجھکو
سنکھیا ہر کھلا دوں گی منہ میں تیرے آگ لگا دوں گی تاریک نے جو حیرت کو اس طرح بل کھاتے ہوئے دیکھا
قہقہہ مار کر ہنسی پکار اٹھی کیوں بہو کیا ہے میرے بلانے سے کچھ من آزردہ کیا کوئی محل تیار کر لیا پھر وہ تو میرا
فرزند ہے اس مقدمہ میں رشک نکر جسقدر محل کریگا سب کو راضی رکھیگا تجھکو ہم بیاہ کے لائے ہیں تیرے
برابر کسیکا مرتبہ نہو گا حیرت نے کہا ارے کمبخت اپنے نور نظر کی خبر لے دیکھ تو ادھر کیا آفت بپا ہے ابر خوفناک
آتا ہے کسی سے شاید لڑائی پڑی وہ صدا آئی تاریک نے سر اٹھایا لکۂ ابر گلنار کو دیکھا میدان میں آکر لکۂ
ابر چرخ کھانے لگا اس سے صدائے ہاہو بلند جیسے ہی تاریک کی نگاہ پڑی لرز گیا جھاڑ کے اٹھی آواز دی
ارے کون ہے او ہے ہے میرے بچے سے لڑتا ہے یہ کہکر کڑک کے ابر پر جا پڑی گویا بلا سے سیاہ لپٹی جاتی ہے
اس ابر کے ٹکڑے اڑا دیے اب سب نے دیکھا ابر تو لخت لخت ہو گیا افراسیاب سے سردار ایک جوان قد آور
لخت لخت خون زرہ پہنے ہوئے افراسیاب سے مصروف کارزار ہے لیکن تاریک جو جا کر گری لکۂ ابر
گلنار میں اک نقابدار گلگون پوش تھا تاریک نے اسپر ایک طمانچہ مار دیا اسکا سر اڑ گیا افراسیاب نے کہا
دائی اماں یہ کیا کیا اتنی جو افراسیاب کی پلک جھپکی وہ نقابدار مع ابر بھی زمین پر گرا ملکہ اطلس
الگ ہوا افراسیاب کو تاریک نے اپنی پشت پر لیا ملکہ اطلس پر چلی تھی وہ تڑپ کر زمین پر آیا کہ
صحرا سے گرد اڑی لشکر ملکہ اطلس بھی آکے پہونچا سنبھلنے اپنی ملکہ کو گوشہ صحرا میں دیکھا دوڑ پڑے
لیکن تاریک جو تڑپ کے گری آواز دی او اطلس میں نے تجھکو بہانا ملکہ اطلس نے آواز دی
او ملعون تو ہی نے غدر طلسم ہوشربا میں ڈالا ہے یہ کہکر تاریک پر گولہ کھینچ مارا تاریک کی

پیشانی پر پڑا ہین چیخ کھانے جھپٹا مارکر جا پڑی ملک اطلس نے نیچہ مارا تاریک کے سر پر تاثیر ہوولی
اسنے کئی سنگریزے مارے ملک اطلس زخمی ہو چکا تھا زخم زیادہ کھل گئے غشے مین کئی گولے مارے
آخر کا گولہ اپنے خون مین رنگین کرکے مارا تاریک نے تھپکی ماری گولہ پھٹا اسمین سے برق چمکی اسمین
تاریک زخمی ہوا لڑکھڑائی جاتا جھپٹ کر جا پڑے افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا دائی امان مین تمنے
اس ہیپا کو مسل کردیا ہے خود تڑپ کے مرجائیگا ایسے ساحری پرست کا خون گردن پر لینا باعث خرابی ہے آپ تڑپ
تڑپ کے مرجائیگا جانے دیجیے لیکن آپ نے غضب کیا تھا خطا ابر نگہبان زیار کو مار ڈالا اسنے بڑی بڑی بلائین
نازل کین بیغیرت ہے دو تیان کھا چکا ناحق کو بلاتا ہے اس ہنگامے مین جو ایمان ملک اطلس بھی بیہوش
زخمداری مین بیدم رہا تھا سردارون نے ہوادار پر سوار کر لیا ایک گوشے کی جانب لیکر آئے بارگاہ زر نفتی
استاد کی لشکر جا بجا اترا ملک اطلس نہ مانتا تھا سردارون سے کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین ابھی جا کر اس
ستارہ کو مارتا ہون افراسیاب نے بد دولت کا کیا کر لیا یہ باعث تھا کہ وہ بادشاہ طلسم ہوشربا
ہے بدون لوح قتل ہوگا یہی چاہا کہ شہنشاہ لاچین کو لاؤنگا اسکی سلطنت مٹاؤنگا سب نے غرض کی دیکھیے
اسکو بھی افراسیاب پھیر لیگیا صفدر بھی فروکش ہون زخم دوزی کیا سے آیندہ جیسا ارادہ سرکار
مین ہوگا خیرخواہان دولت بجا لائینگے یہ بھی دریافت کرینگے کہ شہنشاہ لاچین کہان قید ہے ہمراہ ہفت رنگ
سے پہنچنے کی حاجت نہ ہوگی اسطرح سمجھاتے ہوے بارگاہ مین لیکر آئے زخم دوزی ہونے لگی یہان
افراسیاب نے بمشکل تاریک کو سمجھایا کہا دائی امان تامل فرمائیے مین اسکو سمجھا دونگا تاریک نے
پوچھا آخر اس ہیپا کو ساحرون سے کیا کام ہے تجھے کیون ہر سر فساد ہوا افراسیاب نے کہا نہین معلوم
دشمنون نے کیا سمجھا دیا ہے میرے جانب پلٹ پڑا کہتا ہے معزول کرونگا لاچین کو رہا کرکے لاؤنگا اسکی کیا
مجال ہے تا بقیہ شہنشاہ لاچین پہونچ سکے ایسے مقام پر وہ قید ہے جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا
یہ بیچارہ رہ وا نتسے کیا جائیگا راہ مین ہزارون ٹھوکرین کھائیگا تاریک کہنے سے افراسیاب
کے شیشی شراب کی لیکر اندر وہ دین کے داخل ہوئی افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا اسنے کئی زخم دوزی
کرائی ملکہ صرصر و صبا رفتار اپنی بارگاہ مین آئین جب تنہا ہوا عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا صرصر و صبا رفتار لپٹ کر
رونے لگین کہا خواجہ بدبخت تاریک نے پامال کر ڈالا لشکر تمام منتشر کوئی کہین کوئی کسی جگہ افسردہ ہو
ہر ایک کو عالم یاس عمرو نے ایک ایک کو گلے لگا لیا کہا اے صرصر ایک ہوس دل مین باقی ہے اس عیاری کی

فکر کر رہا ہون اگرچہ مین بڑی تو مین نے اسکو مارا یا اپنی جان دیدی یہ ہمن رو گئین تن کی بھی آمد قریب
ہے وہ بھی بڑے کروفر سے مقابلہ کریگا خدا چاہیگا تو تاریک کے بھی چھوٹ جائینگے ملک اطلس
کو بھی باغی کرادیا انشاء اللہ یہ بھی لڑایگا صاحبقران نے کہا ایسا نہو اطلس یہان آگیا ہو اگر اسباب
جا کر صفائی کرلے سب کیفیت ظاہر ہوجائے پھر کوئی بار نہ اٹھا سکیگا ایک جانب اطلس ایک
جانب تاریک عمرو نے کہا مین نے اپنے کو اسواسطے مخفی کیا ہے میرا حال نہ کھلنے پاے مین نے اسسے
وعدہ کیا ہے کہ سمت کوہ لوقلمون تمھاری معشوقہ کو لیتے جاتا ہون میرا ارادہ ہونا مناسب نہین
ہے لیکن اب کوکب کے پاس جاؤنگا جو تدبیر سوچی ہے اسکا انتظام کرونگا یہ فرما کر چالاک کو بلایا وہ بھی
روتا ہوا آیا عرض کی خلیفہ صاحب آپکی ملاقات کے مشتاق ہین عمرو نے چند پند و نصائح کو تسلیم دیا
قران کو تلاش کرکے لاؤ قران بھی حاضر ہوے دیکھا گرد سردار بیچ مین خواجہ نامدار چالاک کو
کچھ سمجھا رہے ہین چالاک دست بستہ عرض کرتا ہے جسطرح ارشاد ہوا آپکے فیض تعلیم سے اسیطرح ہوگا
صاحبقران نے پھر اکر کہا برا سخت اپنے کو بچانا ایسا نہو دشمن گرفتار ہوجائین پھر لشکر کا قدم نہ ٹھہر سکیگا
عمرو نے کہا اب ناکہ کچھ چارہ نہین ہے آج ہمکو خوبی ثابت ہوا کہ تاریک ساحرہ زبردست ہے
مثل مشعل کے نہین ہے وہ صرف ایک فعل جانتا تھا دھوکا کھایا اور اسیر دام عیاری ہوا دشوار
ہے لیکن اگر پروردگار نے فضل کیا اور جو اشیا تیار کر رہا ہون وہ اسیطرح بن گئے تو تاریک بھی یاد
کریگی انشاء اللہ طلسم ہوشربا مین چرچے ہونگے کہ عمرو نے یہ کار نمایان کیا یقین تو یہی ہے کہ خیر اسکے حق
مین چلے اور اگر یہ انجام بخیر نہو اگر ہماری قضا اسکے ہاتھ سے ہے جہانتک ہوسکے اسمین نامدار کو اپنے
ہمراہ لیکر طرف کوہ شفیق مگر از سلیمانی کے جانا ہو شہر بائین قدم نہ ٹھہر سکیگا آقا کے نامدار
مولا سے خود شناس زلزلۂ آفاق ثانی سلیمان حضرت صاحبقران امیر عالیشان سے جاکر عرض
کرنا وہ اپنے غلام کا حال سنکر آئینگے مقابلے عظیم پڑینگے سب سردار میرے واسطے جانبازی
کرینگے سب سردارون کو عمرو نے اسطرح سمجھایا تسکین بھی ہوئی شور گریہ وزاری بلند ہوا صاحبقران
کا بلک بلک کر رونا بہار کا اشکون سے منہ دھونا ہنگامہ عظیم برپا ہوا خواجہ سب کو سمجھا کر کہیں جا
روانہ ہوے انکا ذکر تحریر ہوگا

ذکر داستان صاحبقران و لشکر اقبال بیان کیے جاتیں ہم

اب بلا سکتے نہیں ہم بھی نگاہ یار سے
نیچے دیکھے نہیں اس بار ہم کیا اس بتار سے
مسطح قدرت سے کھائیں تاکل رستے کردار سے
تیغ میں ناچو ہر کہاں اس ابرو سے خدار سے

زخم کھاتی نہیں دیتے ہیں کس تلوار سے

پھول ہوں کیونکر عزیز ایسے کسی گلزار سے
وصل کی شب میں ضربے ہیں پہر کی بازار سے
تار گیسو سے لگائے ہیں شب تا تار سے
ڈال دیتا ہوں جو نیت انکو گلے میں یار سے

بوسہ یوسف آلے لگتی ہو گالون سے یار سے

دھیان میں کھلتا ہوں انکے پانسے رخسار سے
رات کٹتی ہو تری مشکل میں اس بار سے
چاندنی سے پھول ہیں یا زخم جسم زار سے
دن بسر ہوتا ہے اون دو سے بیں لیف یار سے

وصف سے انکے تو بیچے آئے ہیں دیوار سے

قد ہے تا حشر بالا زلف شب گون ہو دراز
اس حضور سے عاشقوں سے دیکھیے انداز و ناز
اک جہان ہے آپکا شیدا ہے حسن سحر ساز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز

گل بھی سبزے کی طرح پامال ہوں رفتار سے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہیں
نونہالان چمن میں رنگ یہ دیکھا نہیں
یار کو دعوی گل اندامی کا بھی بیجا نہیں
لالہ ہے داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہیں

سرو بھی ہیں بندہ آزاد قد یار سے

ہے خزاں ساری بہار گردش لیل و نہار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
عیش میں بھی سوچتا ہوں ہر گھڑی انجام کار
چھوڑ کر گوشہ اسیری کی فقیری اختیار

بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھوکر مار سے

مال کو پامال کرتے ہیں جو ہیں مستان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہیں تابع فرمان عشق
جسم بے زیبا ہے سیرے خلعت سامان عشق
دیکھیے کس سمت کھنچوائے ہمیں سلطان عشق

کوہ و صحرا دو علاقے ہیں اسی سرکار سے

راحت روح و جگر ہو بوسہ زلف تابدار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہو تا گوار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ سحر نگار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبز یار

سنگ اسود کی طرح اپنا سیہ دل خود ہے صاف		کعبۂ مقصود کا کس دن نہیں کرتا طواف	

گرد پھرتا ہوں میں آتش زدن کوسے یار کے

چہرہ محرران حکایت دلنشین و راقمان داستان فصاحت آئین نے صفائی میں جلالت قرین شوکت صاحبقران عالیشان کو یون مرقوم فرمایا ہے نظم

نہنگان دریا ہے جرأت نشان	بلنگان صحرائے شوکت بیان
سر افسر لشکر عقل و ہوش	
چنین می نگارد بجوش و خروش	زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان مقابلۂ لشکر

زمرد شاہ باختری میں فرکش ہیں مگر واسطے ایرج نوجوان کے بہت مشوش ہیں جب قاسم نوجوان کو دیکھتے ہیں کہ اپنے فرزند کے واسطے مترود و مشوش ہو دم بدم ذکر ایرج کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ایرج جوہر تیغے اکثر ہرکارے بھیجے لیکن ہمارے فرزند کی خبر نہ معلوم ہوئی جوا ہر عرض کرتا ہے سو کوس تک کی خبر حقیر نے منگوائی مگر مفصل حال نہ دریافت ہوا اتنی تو خبر ملی کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کیا معرکہ عظیم پڑا لیکن وہ خبر بڑی شوکت و شان سے لڑا کچھ ساحران طلسم نور افشان بھی آئے کوکب کو آپکے فرزندوں کا بڑا خیال رہتا ہے یہ بھی ہرکاروں نے بیان کیا کہ شہنشاہ کوکب بالکل بریان صاحب تو خیر براسکے مدد کی خبر ہے آمین اور بعد فتح طلسم کے کیفیت نہ ثابت ہوئی یہ ذکر تھا کہ ایک تاجر جلیل حاضر بارگاہ ہوا کچھ زرہ خود وغیرہ لایا تھا صاحبقران نے سب اشیا خریدے اور اسکے انعام و اکرام بھی مرحمت ہوا تاجر نے چاہا رخصت ہوں صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ بازرگان دو روز ہماری دعوت قبول کرو تاجر خلق صاحبقران سے مالامال ہو گیا اُس شب کو سامان دعوت مہیا ہوا آج شکوہ تاجر سے چھا ہوا دربار دیکھا پادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر تمام سردار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہیں چند دنگلوں پر غاشیے دیکھا صاحبقران سے پوچھا ان دنگلوں پر غاشیے کیوں پڑا ہے اس مقام کے بیٹھنے والے کیا دربار میں تشریف لائے امیر کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا ہی یہ اور ایک دنگل جو بسمت دست راست خالی ہے امیر کا بیٹھنے والا ہمارا نور نظر پارۂ جگر سرفتنۂ ملک سخاوان و باختر بدیع نامور ہے کہ طلسم ہوشربا میں قید ہوا اسکے برابر جو دنگل خالی ہے شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کریب غازی کا ہے جو اپنے ماموں کی رہائی کے واسطے گیا ہے وہ دنگل جو بسمت دست چپ خالی ہے ہمارا نور نگاہ صاحب شوکت و جاہ تقدیر روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان ہے جو طلسم اسکندریہ کیا ہے خبر پائی کہ طلسم نور

فتح ہوا لیکن کیفیت مفصل نہ ثابت ہوئی کہ بعد فتح طلسم اُس شہر نے کیون اُس اہل دریا کو کسی جزیرہ سے
روک لیا مقابلہ پڑا کسی قلعہ پر توجہ فرمائی یا خدانخواستہ کوئی افتاد پڑی ایک سنہ دریافت ہوا آخر پھر اُس
شہر کا انتظار ہے صف دست حبیب کا وہ سردار ہے یہ سنکر تاجر نے کہا اے شہریار مین بڑی دور سے آتا ہون
نام لشکر حضور پرنور سے سنا تھا یہ اشیاے نادرہ کئی سال مین تیار کرا کے سفر کیا راہ مین اول اُسی شہر کا
لشکر ملا ہرچند کہ مین نہ ٹھہرتا تھا لیکن مجھکو بخلق و عزت اپنے دربار مین طلب فرمایا بہت تھوڑا مال مین نے
پیش کیا براہ عنایت بہت کچھ اس حقیر کو دیا اور فرمایا کہ اے تاجر اب تمھارا کس طرف کا قصد ہے مین نے یہان کا
نام لیا اس شہر نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اگر تمھارا گذر خدمت صاحبقران مین ہو اس نیازمند کی
جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا بیان کر دینا کہ آپکے اقبال سے طلسم مذکور فتح ہوا ایک سپر مجھکو شاہزادہ
صیقل آئینہ دار ملگیا اُسکی رہبری سے طرف ہوشربا کے جاتا ہون ہرچند کہ راہ دور و دراز ہے مگر عنایت
ربّ اکبر پر ناز ہے جسطرح ہوسکیگا اپنے کو تا بہ ہوشربا پہونچاؤنگا حضور لشکر اُس شہر کا جس مقام پر فروکش
ہوتا ہے آب و آذوقے کا ملنا دشوار ہوجاتا ہے ساحر و غیر ساحر ہمراہ ہین مگر راستہ بہت خراب ہے پانچ کوس
سے زیادہ رہروی نہین کرسکتے لیکن قطع منازل و طے مراحل مین بڑے جوش و خروش ہین یقین ہے وہ
شہر بیشہ حضور تا بہ منزل مقصد پہونچے یہ سنکر دربار مین غریو بلند ہوا صاحبقران نے سب کو تسکین دی فاتح
و علمشاہ کو گلے لگایا بہ شفقت فرمایا وہ نام اسد نامدار کا عاشق ہے ضرور جا کر اسد کو قرا سعد سے
ملیگا عنقریب آرزو دکھائیگا پہنچتے انکو خدا کے سپرد کیا تاجر کی زبانی سردارون کو یہ حال اسطرح دریافت
ہوا حال انکا مفصل مقام مناسب پر تحریر ہوگا ناظرین کو نشان دونگا اس خوشخبری پہونچانے پہ
سرداران دست حبیب نے اُس تاجر کو سرفراز کردیا اسقدر مال ملا غنی ہوگیا دعائین دیتا ہوا طرف اپنے
وطن کے چلا بوقت شام صاحبقران خوش انجام دنگل آصفی پہ جلوہ فرماتے کہ پہلوان عادی حاضر
ہوا لال فرد ہاتھ مین صاحبقران کے دی صاحبقران نے اپنے نام پر صاد کیا مراد یہ تھی کہ آج
صاحبقران لشکر ظفر اثر کا ملاحظہ فرمائینگے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار نے عرض کی کہ حضور اپنی
ذات کو تکلیف نہ دین غلام خدمت ملاحظہ بجا لائینگے صاحبقران نے فرمایا شکر خدا کرتا ہون بعد سال
بھر کے یہ دن آتا ہے کہ مین اپنے سرداران صف شکن کی خدمت مین مصروف ہوتا ہون سرور تازہ فرحت
بے اندازہ اس خدمت سے حاصل ہوتی ہے یہ فرما کر مقبل کو حکم دیا مرکب ہمارا تیار ہو چند ہمراہیان ہمراہ

مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر دفعتاً لشکر مین آئے جابجا سوار پیدل براے حفاظت مقرر کیے جب دو پہر سے شب گذر
گئی پہلو سے لشکر پر اک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے مراد یہ ہے کہ لشکر حریف پیش نگاہ رہے کہ لشکر دشمن اگر قصد
شبخون کرے میر طلایہ بڑھکر فوج کو روکے سردارون کو خبر کرے امیر نے ایکجانب مقبل کو بھیجا خود ادہر سے فرمایا
بڑھکر لشکر لقا کی خبر لو جب یہ دونون جاچکے صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہو کر طرف صحرا کے بڑھے یکایک گوشۂ
صحرا سے اک صداے دردناک آئی کوئی بندۂ خدا بیقرارانہ زار زار رو رہا ہے صاحبقران صداے گریہ و زاری سنکر
اوسی جانب متوجہ ہوئے اشقر کو بڑھایا کوس دو کوس راستہ طے کیا تھا دیکھا زیر سایۂ نخل اک جوان خوشرو تاج
شہریاری بر سر گرد ڈھلکا ہوا شاخ نخل پر ہاتھ گریبان چاک چہرے پر خاک بیقراری مین پکارتا ہے اے فلک کجرفتار کبتک
میرے ساتھ کجرفتاری کریگا کیونکر کوے محبوب تک پہونچون جاکر اپنا روے سیاہ دکھاؤن تڑپ تڑپ کر مر جاؤن
حسرتین دل مین بھری ہین کیونکر نکلین گی اشعار

کچھ تو دل شکستہ ہجران نے رکھ لیے
دل سے کے بزم بادہ پرستان نے رکھ لیے
آخر جو نکلے آئے میرے گلے تک جو وصل مین
ذوق خلش نے دیدۂ گریان نے رکھ لیے

باقی جو نقش غم تھے رگ جان نے رکھ لیے
سنا کہ اب تجھے تیرے پیکان نکل سکے
چھوٹے جو تیر دل نے گریبان نے رکھ لیے

ساغر کو دھر کر دیکھ نہ مجھ کو چشم یار کا
دل نے کیا حسرت و ارمان نے رکھ لیے
کچھ اشک لے آنکھ سے آئے تھے ہوا حلال

اس درد سے ان اشعار عاشقانہ کو وہ جوان پڑھ رہا ہے کہ صاحبقران
کا قلب بھر آگیا کلیجہ منہ کو آگیا قریب آکر فرمایا اے جوان آنکھ کھول یہ کیا حال ہے اسنے گھبرا کر آنکھ کھولی کہا اے شخص تو
کون ہے جو مجھ حیران دیدہ آفت کشیدہ کا حال پوچھتا ہے ہر ایک رفیق نے اس مصیبت مین ساتھ چھوڑا درد میرا
لاعلاج ہے کیا بیان کرون اول آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی کو ظاہر کیجیے صاحبقران نے نام اصلی اپنا بتایا
اُس جوان نے بیقرار ہو کر دامن تھام لیا کہا اے شہریار مین نے سنا ہے کہ آپ نے اکثر اپنے تئین مشکلات بندۂ خدا اپنے کو
مصیبت مین پہنچایا فیض دیا آپکا تمام عالم مین مشہور ہے صاحبقران نے فرمایا اے برادر بیان کر اگر کسی
طرح میرا تیرے کام آئے ابھی حاضر ہے جستجو مین تساہل نکرونگا مگر جلد بیان کر حال زار تیرا دیکھا نہین جاتا اُس جوان
نے کہا اس حقیر کو شاہزادہ جمشید نوجوان کہتے ہین قریب یہان سے اک قلعہ ہے اسکا لقب گلزار کوہستان ہے
صحرا ہاے سبزہ و ہر باغ جابجا پر بہار اسی وجہ سے گلزار کوہستان نام رکھا گیا شاہان جلیل اس حوالی
مین براے شکار آتے ہین ایک پہلوان ہے کہ اسکو ارکان کوہی کہتے ہین کاشانہ مین ایک گوہر بے بہا
رکھتا ہے یعنے دختر بلند اختر مسماۃ سمن عذار ایک دن وہ قتالۂ عالم براے شکار صحرا مین آئی آپکا یہ غلام بھی

ملاقات کی نکالو اور شہریار اُس نامے کو پڑھکر اسقدر بیتاب ہوا کہ ضبط نہ ہو سکا سب اہل دربار سے تاول خیر بین نکل آیا
ارکین سلطنت و مشیران ابتک تلاش کرتے ہونگے آج تین دن سے بے آب و دانہ تیر الم کا نشانہ ہوں صاحبقران
نے یہ حال پر ملال سنکر حمید نوجوان کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا اے فرزند میں اسیوقت چلتا ہوں اُس مغرور سے
مقابلہ کرکے یا جان دونگا یا تیری معشوقہ کو اُس سے دونگا یہ ذکر تھا کہ ملازمان حمید نوجوان تلاش کرتے
ہوئے آکر پہونچے وزیر و امیر قدموں سے اپنے آقا کے لپٹ گئے حمید نے عرض کی حضور میرے قلعہ میں
تشریف لے چلیں حضور کے جمال باکمال کو دیکھکر تسکین ہوتی ہے صاحبقران نے حمید کو تخت پر سوار کیا یہ تو آتا
تھا امیر نے فرمایا اے برادر اپنے قلعے میں اس حال سے جانا مناسب نہیں ہے بمشکل حمید تخت پر سوار ہوا امیر
کو ہمراہ لیکر چلا جب در قلعہ پر پہونچا تخت سے اترا چوب چیاق ہاتھ میں لیکر کا یا صاحبقران پر ہاتھ رکھا
اہتمام کرتا ہوا قلعہ میں آیا ہر طرف غل ہوا کہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان تشریف لائے ہیں تمام
اہالیان شہر بام پر آکر کھڑے ہیں جسکی نگاہ روے زیبا پر صاحبقران پر پڑی بیخود ہوگیا زنڈیاں گھروں سے جھانکر
بلائیں لیتی ہیں ہر قسم کی دعائیں دیتی ہیں حمید دامن گردانے ہوئے اہتمام سواری کرتا ہوا امیر کو
لیکر بارگاہ میں آیا امیر نے بمشکل حمید کو تخت پر بٹھایا آپ ڈنگل پر جلوہ فرما ہوئے تمام پہلوان امیر وزیر
اپنے اپنے مقام پر بیٹھے جو ڈنگل کے قریب تخت تھا امیر صاحبقران بیٹھے حمید کا ایک پہلوان ہے موسوم بہ
سالوک مشت زن یہ ڈنگل اُسکا ہے وہ اکڑتا ہوا دربار میں آیا صاحبقران کو اپنے ڈنگل پر بیٹھے
دیکھکر جل گیا قریب امیر کے آکر کہا او جوان یہ مقام شہنشاہ بدولت کا ہے تجکو کیا لیاقت ہے کہ اس مقام پر بیٹھے
اٹھ اس مقام سے ورنہ ہاتھ پکڑ کے اٹھا دونگا امیر نے ہنسکر فرمایا اے تم خوشحال ہم تمہارے مہمان ہیں ہماری
گستاخی کو معاف کرو اتنے میں حمید نے بھی کہا اے سالوک یہ کیا بے ادبی ہے اور مقام پر بیٹھو یہ کو اپنے
دربار میں اختیار ہے کیسی بیہودہ باتیں کرتا ہے دیکھو تو حضور نے کس فصاحت سے جواب دیا سالوک نے کہا آپ
بھی خطا ہے قاتل کو اپنے قلعہ میں دشمن خداوند لقا کو لیکر آئے بدولت برائے شکار تشریف لیگئے تھے آپ جاکر
ارکان سے لڑنے میں جاکر اسکو زیر کر دونگا اُنکی معشوقہ کو لے آؤنگا لیکن دشمن خداوند کو بارگاہ سے نکالیے ورنہ
قیامت برپا کر دونگا حمید تو حیران ہیں ادھر سالوک [illegible] لیکن سالوک نے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو ڈنگل
سے اٹھادے امیر نے فرمایا او مغرور کیا کہتا ہے [illegible] کا الم [illegible] سالوک نے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا سب [illegible] کرتے ہیں گرنے [illegible] امیر نے [illegible] سالوک نے

چیا ہالیپٹ پہ دن کشتی لڑون امیر نے غصے مین ایک طمانچہ مارا سالوک چیخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا زمین
پر ایڑیان رگڑنے لگا امیر لاحول پڑھکے دنگل پر بیٹھ گئے تمام اہالیان دربار تھرا گئے جمشید اٹھکر کھڑا ہوا کہا
اس بیحیا کو دربار سے نکالدو یہ حکم جمشید لوگ اٹھے کہ اسکو ٹانگ پکڑکر کھینچین باہر پھینکدین امیر نے منع کیا
اور فرمایا کہ اے سالوک اٹھ بیٹھ میری خطا کو معاف کر مجھسے جہالت ہوئی لوگ زور و خلق صاحبقرانی پر
وجد کرنے لگے آپس مین کہتے ہین سبحان اللہ اس اختیار پر یہ جبر اس زور پر یہ صبر جبھی انکا یہ مرتبہ ہے کہ دن بدن
سعادا ری ترقی ہوتی جاتی ہے خلق خدا زیر سایۂ دولت امان پاتی ہے صاحبقران خود اپنے مقام سے اُٹھے
سالوک کو اٹھایا گلے سے لگا لیا سالوک پکارنے کہا میری خطا معاف کیجیے گرہکار دلمین جل رہا ہے کہ اس ظالم
نے مجھکو ذلیل کیا اور اب گلے لگا کر عذر کرتا ہے کہا حضور مجھسے خطا ہوئی آپ تشریف رکھین برابر اپنے امیر نے سالوک
کو جگہ دی جب جمشید نے ساقی مجبین کو اشارہ کیا امیر نے فرمایا اے برادر ہم چلا ارکان سے لڑینگے پیشکاہ اپنی
جان دینگے یا کمین عدار کو اس سے لینگے لیکن ہمارے تمہارے مذہب مین فرق ہے یہ جملہ بیچ سے نکلجائے تو
بہتر ہے جمشید نے عرض کی مین تو بندۂ بے زر ہون سینہ ہی جوابدیا ہم کلمہ پڑھنے کو بدل حاضر ہین بصدق دل سینے
پالا مشتاق ہے لیکن سالوک کینہ دلمین رکھکے مطیع ہوا سر جھکائے بیٹھا ہے امیر اسکو ہر طرح شگفتہ کرتے ہین لیکن
بقول شاعر شعر گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ * بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * یہ بیحیا اسی خیال مین ہے کہ حمزہ
کو کسی طرح قتل کرون زور کا تو اپنے امتحان کر چکا مکر کرنیکا مشتاق ہے یہان سے رہروان منازل عنا و ذکر ہرات
اتفاق ہے کیا یاس یہ سوچا کہ اسکا یہان رہنا مناسب نہین ہے آبرو جا چکی حمزہ پر تیغ قابو نہوگا لیکن ارکان سے
مخبر کرون وہ آکے ان سبکو بستر اسے مقتول دیگا مشکین باندھکر کشتان کشان لیجائیگا یہ سوچکر کسی حیلے سے باہر نکلا
اور اپنے [illegible] سوار ہوکر طرف قلعہ ارکانیہ کے چلا یہان صاحبقران شب بھر مصروف عیش و نشاط رہے
وقت صبح [illegible] فرمایا اے جمشید لشکر تیار کر دیجیے اُس سے قبل کرین ہم اپنے لشکر سے بدون اطلاع چلے آئے سبکو پریشانی ہوگا
[illegible] وہانکے لشکر یہان چلے آئے سب گھبرائے ہونگے حقیقت مین اُسوقت عمر بتفصیل وجدا ہم
رہے [illegible] بادشاہ کے آگے عرض کی صاحبقران نہ تکو غائب ہو گئے کوئی ساحر یا غیر ساحر
سمجھکر لے گیا یا خود کہین تشریف لیگئے لشکر مین غلغلہ برپا ہوا بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا جلد ہرکارے جائین
لشکر کفار مین تلاش کرین لقا نے تو کوئی فتور کیا ہو لشکر لقا کی خبر دریافت ہوئی کہ وہان کسی نے ایسا نہین
کیا تھا یا کسی نے ذکر کرتا تھا کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو سبب یا بادشاہ کو اور زیادہ انتشار ہوا

ہوا ہر نے چند ہرکارے عیار برائے خبر صاحبقران نامدار روانہ کیے سب سے زیادہ تر تشویش سلطان یعنی
علمشاہ کو قلق ہوا جب دربار سے اٹھے کسی سے کچھ نہ کہا یکہ و تنہا پشت مرکب پہ سوار ہوکر برائے تلاش پدر نامدار
طرف صحرا کے چلے سماک سیاہ علاقی عیار نزدیک وہاں ہوا سنے بڑھکر رکاب پیر تھام رکھا فرمایا کہ اے برادر میں تھوڑے
عرصے میں واپس آؤنگا برائے شکار جاتا ہوں سماک نے عرض کی غلام کا ہونا ضرور ہے علمشاہ خاموش
ہوئے سماک ہمراہ ہو لیا سردار و عیار چلے لیکن بوقت تحریر صاحبقران نے حمید سے فرمایا کہ لشکر تیار کرو حمید
نے عرض کی آج کا دن توقف فرمائیے لیکن سرداروں سے کہا سالوک نہیں معلوم ہوتا تلاش کرو دیکھا کہاں گیا
سب تلاش کرنے لگے حمید نے صاحبقران کو روکا کہ سالوک کے غائب ہونے سے نہایت انتشار ہوگا یہ کہاں کا
کہاں گیا القصہ میں سالوک باوجود پاس نگاہ فولاد ارکان کا شہر میں داخل ہوا ارکان کو خبر ہوئی سالوک
پہلوان بہتر حالا قلعہ کا ہرا رکو ہستان کا آتا ہے بہتا اپنے بادشاہ کے واسطے سفارش کریگا چند پہلوان بہر
استقبال بھیجے سالوک دربار میں ارکان کے آیا بطور فدا پرستوں کے صاحب سلامت کی ارکان نے
سالوک کو دنگل دیا جاکر بیٹھا ساقی نے شراب پلائی جب دو تین جام بادہ ناب سے گرم ہوا طرف
ارکان کے متوجہ ہوکر بلبلایا کہا اے پہلوان دوران اے گردشاہ جہان آپکو معلوم ہے کہ حمید نوجوان کا ملازم
ہوں وہ آپ سے لڑنے آیا بادولت نے دخل نہیں دیا آپنے گوشمالی کردی قتل کیوں نہ کرڈالا اب وہ جاکر حمزہ عرب
کو لایا مذہب اسکا اختیار کیا حمزہ نے چند نام آپکی دختر بلند اختر کا لیا بادولت کو بہت ناگوار ہوا کہا تو درتا ہوں
کہ بادشاہان اولوالعزم کی دختر کا نام لیا دل سے لیکن بہت گڑا سب نامرد جمع تھے مذہب کا کبھی پاس
نہ کیا میرے قتل پر آمادہ ہوئے حضور میں بھاگ کر چلا آیا میں سوچا کہ جاکر آپکو خبر کروں سب ترتیب کی ہیں نے
اسکا ساتھ چھوڑا حضور جلد لشکر تیار کریں میں حمید کا سر کاٹکر آپکو دونگا حمزہ کو اب قتل کیجیا یہ حال سنکر دیکھیے
یہ سنکر ارکان کو بھی بہت خوش ہوا کہا اے جوان تو نے خوب کیا چنانچہ یہ مکافات ہے میں نے دس ہزار فوج
کا تمکو افسر کیا لشکر و فوج لو بادولت چلتے ہیں حمزہ کے مقابلے کا مدت سے بدیہہ اشتیاق ہے اکثر خطوط سلطان
عنبر میں ہوسکے کو بھی نے لکھے برائے مدد خداوند لقا آؤ لیکن ہمت نہوئی اب میں سر کاٹکر اسکا خدمت
میں خداوندی کی روانہ کردونگا کہہ بیٹھے مراد دلی خداوند لقا نے تقدیر سے بیت مقبول کی اسوقت سالوک کو دس
ہزار جوانوں کی افسری کا حکم ملا ارکان بلبلاتا ہوا اپنے محل میں آیا ملکہ حسن عذار دختر بلند اختر اسکی
عشق میں حمید کے بیقرار رہتی تھی چپ ہوگئی ہر روحہ ارکان برائے استقبال اٹھی بیٹی نے سلام کیا اس

مغرور نے زوجہ سے متوجہ ہو کر کہا صاحب تمنے کچھ اور بھی سنا جمشید نوجوان بادشاہزادہ گلزار
کوہستان میری بیٹی کا نام لیتا تھا برائے مقابلہ آیا مین نے اسکو زیر کیا چاہا قتل کرون مگر رحم آگیا مین نے
چھوڑ دیا وہ جاکر حمزۂ عرب کو لایا ہے اور مسلمان بھی ہو گیا حمزہ نے وعدہ کیا ہے کہ مین لڑ بھڑ کے ارکان
کی دختر دلوا دونگا اس مسلمان کے بھروسے پر بدبخت نے مذہب جدوآبا کھویا اسکے قلعہ کا پہلوان جو بہت
ہی زبردست ہے سالوک نام ہے وہ بیچارہ میرے پاس چلا آیا بمقدمہ مذہب اسکو بڑا قلق ہوا اب مین
لشکر کشی کرکے جاتا ہون جمشید کو تو یون قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال زار پر گریہ و زاری کرین
قلعہ کو کھدوا کر تالاب بنوا دونگا حمزہ کی مشکین باندھکر پاس اپنے بھائی سلیمان عنبرین مو کے
کوہی کے لیجاؤنگا وہان جاگتی جوت کے خداوند مغرور خود پسند موجود ہین [illegible] عطا فرمائینگے
مشیر قدرت لقب ملیگا اب قلعہ ارکانیہ مین ملک باختر سے بھی خراج آیا کریگا بھائی سلیمان بھی مابدولت
کی تلوار کو مان جائینگے زوجہ نے کہا صاحب مین نے سنا ہے حمزہ بڑا زبردست ہے صد ہا کوہی اسکے بیٹون نے
قتل کیے تمام کوہستان مین عمل اپنا کر لیا قدرت بھی تو حمزہ کے نام سے بھاگتے ہین ارکان نے کہا تم ان
باتون کو نہین جانتی ہو قدرت کی مشیت مین کسکو دخل ہے مین نے کتاب مین لکھا دیکھا قدرت نے نسخے مین
ان لوگون کو خلق کیا اسوجہ سے انسے خلق زیادہ ہے یکایک برباد نہین کرتے رحم آجاتا ہے اور کوہستان
کا حال نہ کہو مابدولت کے برابر کون پہلوان گیا ایسے ویسے گئے قتل بھی ہوئے بعض نے خوف جان سے
مذہب بھی ترک کیا مین جاتے ہی حمزہ کی گردن توڑ ڈالونگا مہلت کاہیکو دونگا جاتے ہی مشکین باندھ لونگا
زوجہ نے ہر چند کہا صاحب تم نجاؤ اسنے نہ مانا باہر آیا فوج کی تیاری کا حکم دیا دس ہزار فوج سالوک
کو دی کہا انکا تمکو افسر کیا غلے کی فکر کرکے عقب مین لشکر کے آؤ مابدولت آگے بڑھتے ہین ستر ہزار فوج لیکر
ارکان کوہی سوار ہوا طرف قلعہ گلزار کوہستان کے چلا سالوک نے غلہ کے چھکڑے لدوائے
دس ہزار فوج لیکر یہ ملعون قلعہ سے باہر نکلا چاہتا ہے عرصہ کرکے جاؤن میرے سامنے لڑائی نہو ورنہ حمزہ یا
روزگار ہے کہین انسے مقابلہ پڑ گیا تو مفت جان جائیگی اس خیال مین دو کوس آگے بڑھکر اترا لیکن ملکہ
سمن عذار عاشق زار ہجران دیدہ تمام حال سنکر روتی ہوئی ماں کے سامنے آئی کہا اے مادر مہربان مجھ
بدنصیب کے واسطے یہ فساد برپا ہین کہ والد نامدار کو روز لڑائی درپیش ہے ہر شخص دعوی عشق کرکے آتا ہے
اسکے ہاتھ سے مارا جاتا ہے یہ ناحق مجھ کمبخت کی ہوتی ہے اب میرا سے مقابلہ صاحبقران تشریف لیگئے ہین خداوند

لقا کی جان بچائیں آپ میرا سر کاٹکر باپ کے پاس بھیجدیجیے کہلا بھیجیے کہ ہمنے جھگڑا مٹا دیا یہ کہکر بے اختیار
رونے لگی ماں نے سر سینے سے لگا لیا کہا اے نور نظر باپ تمھارے یہ چاہتے ہین کہ ایسے شخص کے ساتھ شادی
کرون جو مثل میرے صاحب زور و طاقت ہو حاکم با جرأت ہو اور حمزہ کا قتل کرنا واجب و لازم ہے کہ خداوند
لقا سے لڑتا ہے تم جاکر بیٹھو کھیلو کودو ان معاملات مین تمکو کیا دخل ہے اب تمھارے باپ شیر قدرت ہو جائینگے
پیغمبر زور خداوند کہلائینگے ملکہ نے عرض کی میرا دل باپ کے واسطے گھبراتا ہے اگر حکم ہو تو مین اپنے باغ مین جاؤن و
وہان دو چار دن دل بہلاؤن ماں نے بلائین لیکر کہا اچھا بی بی جاکر دو چار دن سیر کرو لیکن جلد چلی آنا ہم پریشان ہونگے
ملکہ اسیوقت مرکب بادرفتار پر سوار ہوئی تاج مرصع سر پر ڈالی چار سو کنیزین ہمراہ لین قلعے سے باہر نکلی باغ قلعہ سے
تین کوس پر ہے گھوڑا اڑاتی ہوئی جاتی ہے مگر سالوک سے جس مقام پر اترا تھا وہین فروکش ہے لیکن کنارے
پر لشکر کے شغل رہا ہے ساتھ والے کہتے ہین افسر صاحب اب چلیے بادشاہ انتظار کرتے ہونگے بلکہ قریب گلزار
کوہستان پہونچ گئے ہون تو عجب نہین لڑائی مین چلکر شریک ہوجیے وہ آتش خو شعلہ مزاج ہوا سے لڑتے
ہین جاتے ہی قلعہ مین گھس پڑینگے اس قلعہ مین مال بہت ہے ہم لوگ لوٹ سے محروم رہجائینگے یہان پڑے رہنے
سے کیا فائدہ اسنے کہا انتظام غلہ بہت واجب و لازم ہے جسقدر جمع ہو چکا ہے تم دو ہزار جوان لیکر آگے بڑھو ہم
دو دن مین اور سامان کرکے ایک دن مین آجائینگے خاص وقت جنگ پر اپنے کو پہونچائینگے ہمین وہان کا حال کچھ
دریافت ہے لڑائی نہ ہوگی حمید نوجوان رومال سے ہاتھ باندھکے چلا آئیگا حمزہ انکا نام سنکر بھاگ جائیگا ایسی
باتین کرکے غلہ اسنے روانہ کیا دو ہزار جوانون کو حکم دیا تھا پانچ ہزار روانہ ہو گئے پانچ ہزار اسکے ہمراہ رہے دو جو
بہادر تھے جنگ کے خواہان وہ تو سب چلے گئے اب اسکے ساتھ وہ رہگئے کہ جنکو نام جنگ سننے سے بخار چڑھ آتا ہے
کنارے پر لشکر کے کھڑا ہے یہ جو فروش گندم نما غلہ روانہ کر چکا ہے کہ طرف سے قلعہ ارکا تیہ کے گرد اڑتی اسنے پلٹ کے
دیکھا آگے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر چار سو جوان سبکے چہرے پر نقاب مرکب بادرفتار پر وہ ان اسنے
ساتھ والون سے پوچھا یہ نقابدار کون ہے جو ادہر وارد ہے انھون نے کہا ملکہ سمن عذار دختر بلند اختر ہمارے
بادشاہ کی فنون سپاہگری مین طاق حسن مین شہرہ آفاق ہے خود بادشاہ نے نیزہ بازی اسپ تازی جوہر تیغ
کا اسکو تعلیم فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے اپنے باغ مین جاتی ہین یہ جیا نام سنکر بیقرار ہو گیا شاہراہ پر آکر کھڑا ہوا ملکہ
سمن عذار نے اس سے صرف حیا کیا ہے دل یا دین حمید نوجوان کے پھڑک رہا ہے خاموش سر جھکائے ہوئے
طرف باغ کے جاتی ہے ہر چند کنیزون نے دل بہلانے کو بازو وغیرہ چھیڑے ہوتے لیکن یہ کسی جانب متوجہ نہین

ہوئی نسیم وزیرزادی ہوا کو پھاندتی ہوئی جب آگرا سنے ملکہ شمسن عذار کے باز بلند پرواز چھوڑا کہ اڑ کر دیکھے
باز نے جاتے ہی تیہو کو گھیر لیا اضطراب فرمایا ملکہ نے سر اٹھایا نسیم نے کہا دیکھیے حضور یہ باز خراب ہو جائے آپکی
ادیان تیز رو بھی بڑھا دیجئے جب جانور گرے باز کو الگ کیجیے ملکہ شمسن عذار بھی جاتی تھی نسیم ہوا خواہ بھی
ادیان کو اڑایا آئے ہو جا کر قریب سالوک کے گرا الکری ادیان تیر کپ پہونچی باز کنے با زور کر شکار پکڑا نیچے
سے نوچنے لگی ملکہ شمسن عذار رکاب سے پاؤں نکال کر دوڑی تکان جو پہونچی گوشہ نقاب چہرہ زیبا سے
ہٹ گیا سالوک نے دیکھا کہ ابر سے ماہ تاباں نکل آیا یہ تو بیقرار ہو کر تھرایا ملکہ شمسن عذار کا جو گوشہ
نقاب ہٹا پلٹا کہ نامحرم کو موجود دیکھا چہرے پر عتاب زلفوں کو پیچ و تاب بند نقاب آراستہ کرکے تعجیل باز کو جو پکڑا
کہ اٹھا لیا قرولی سے سینہ تیہو کا چاک کیا جگر نکال کر ہاتھ میں لیا باز کو کھلاتی ہوئی جست کر کے پشت ادیان
پر آئی لیکن بمزاج ساتھ والیوں سے پوچھا یہ کون ہے جیا تھا کہ ہم کو دیکھ کر راہ میں کھڑا رہا کنیزوں نے کہا
حضور یہ وہی نمک حرام بد انجام قلعہ گلزار کوہستان سے بھاگ کر آیا ہے اس لعین نے آگ لگائی کہ ہم
کو رنج و ملال پہونچا والد صاحب آپکے لشکر کشی کر کے گئے ہیں ملکہ کو اور زیادہ غصہ آیا مگر ادیان کو بڑھا دیا
پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی کہتی ہے کہ نسیم کیا کہوں جی چاہتا ہے اس ملعون کا سر کاٹ لوں والد نامدار یہ
نہ سمجھے کہ جسکا سالہا سال نمک کھایا وقت جنگ اسکو چھوڑ کر چلا آیا ہمارے ساتھ کیا خیرخواہی کریگا نسیم
نے کہا حضور چلیے جب آپکے والد نامدار لڑائی فتح کر کے آئینگے اسوقت آگاہ کیا جائیگا نسیم نے جو کہا لڑائی فتح کر
آئینگے ملکہ شمسن عذار بیقرار ہو گئی کہا ہوا نسیم تمکو کیا فائدہ کسیکی برائی چاہتی ہو والد کبھی بچپن وہ بیچارہ غریب
حمید نوجوان اگر قتل ہوگا تمکو کیا فائدہ نسیم خاموش ہو رہی ولیکن سمجھی کہ ملکہ شمسن عذار کو بھی محبت
حمید نوجوان سے ہے اسوقت تو ٹال گئی دل میں کہتی ہے بڑا غضب ہوا اگر حمید مارا گیا ملکہ کو صدمہ عظیم
ہوگا اسی فکر و تردد میں ہمراہ ملکہ کے آکر داخل باغ ہوئی ملکہ شمسن عذار جیسے ہی باغ میں اتریں نقاب
اتار کر پھینکی باغ میں آکر اور رولاغ ہوا سرو گلزار کو دیکھ کر قد معشوق یاد آیا پھولوں کو دیکھ کر نقشہ عارض
دلدار آنکھوں کے نیچے پھر گیا عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سے سر پھیرنے لگا قمری کی کوکو ناگوار ہے چشمہ
چشمہ پر آب معلوم ہوا پیچ و تاب سنبل دیکھ کر دل الجھنے لگا دیکھا کہ نرگس بھی آنکھیں نکالتی ہے کڑی نگاہ
ڈالتی ہے غنچے دہن نہیں کھولتے شمشاد سے نہیں بولتے سوسن آمادہ بزبانی ہے بابکی آنکھیں نکالتے ہیں
صبا فتنہ اٹھاتی ہے کہ نہر حسن کسی کے عشق میں محبت میں اُبل رہی ہے یہ سب جیسا آپ کی تلواریں کلیجے پہ چل رہی ہیں

سارا باغ سنسان ویران نظر آیا بیقرار ہو کر صحن باغ مین بیٹھ گئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے چار جانب گھبرا کر دیکھنے لگی بے اختیاری مین شکایت دل سرد ومنزل سے کرنے لگی غصہ مین ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی یہ اشعار پڑھے

اشعار

ہمیشہ پیچ دیے اپنے پیچ و تاب دیا
زبان نے بھی عجب وقت مین جواب دیا
ستم کیا کہ ہنسا دیکھکر ادھر ساقی
قرار دیگا وہی جسنے اضطراب دیا
جگر ہوا تیری محفل مین خون دل بریان
کہ آنکھ دی مجھے آوارہ دل خراب دیا
ہمارے بخت سیہ پر مہربان فلک شب ہجر
دوبارہ ولولۂ عشق نے شباب دیا

خدا نے دل نہ دیا جان کا عذاب دیا
حساب کا ہمکو مانگیگا مجھسے داور حشر
نگاہ پھیر کے مجھے ساغر شراب دیا
جلا دیے آہ نے گلہائے باغ نکہت نسیم
شراب طرفہ پلائی عجیب کباب دیا
پکارتے ہین ہین کیسے جان نثار اپنا
کہ چشم تر کے بھی جسمے کا اسکو خواب دیا
سبب جو باغ مین پوچھا فغان بلبل کا

دم لبون پہ ہے پریشان حال مین چپ ہون
وہ کونسا مجھے سامان بے حساب دیا
علاج میرے قلق کا ہے اک نگاہ اسکی
نہال غم کو مری چشم تر نے آب دیا
خدا کو آہ مین ہمری بہتری تھی کیا منظور
زہے نصیب کہ اتنا بڑا خطاب دیا
جوان ہو گئے عاشق مزاج پیری مین
سنا گلون نے غنچون نے کچھ جواب دیا

یہ اشعار جو ملکہ نے بیقرار ہو کر پڑھے نرگسی آنکھون سے اشک بھی جاری ہوے ٹھنڈی سانس کھینچی آہ کی نسیم قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا داری مین راہ مین بھی کسیقدر سمجھی تھی لیکن بسبب رعب و داب شاہنشاہی عرض نہ کر سکی اب دل نہین مانتا لونڈی سے مفصل حال کہیے سب کنیزین محبت سے گرد آ بیٹھین کوئی تلوے سہلاتی ہے کوئی باتون مین بہلاتی ہے کوئی تصدق کوئی نثار ہوئی نسیم سب سے زیادہ بیقرار ہوئی کہا حضور سبب تو بتائیے ہمارا عیش و آرام حضور کے متعلق ہے اگر خدا نخواستہ دشمنون کے لیے کچھ ہے تو مگر ہوا تو کون پوچھیگا یہ بھی حضور جانتی ہین کنیز کا نام نسیم ہے نمک خوار قدیم ہے ہوا تو کیا ابھی جا کے انکو تلاش کر کے لاؤنگی جب نسیم نے بہت دلدہی کی جانتی ہین کہ اپنے ساتھ پرورش پائی ہے ہماری خیرخواہ ہو راز کو چھپائیگی دل بھی بھرا ہوا تھا جیسے پھوڑے مین کسی نے نشتر مارا دل نہ چھپا سکی بے اختیار آہ کی یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

جاسے اٹھو کہ عشق نے یہان جان نثار کیا
تمھین زیادہ ... کوئی بیقرار کیا
ہمیشہ بھی پہنچ گئی نظر ... یار کی

منظور ہے تجھے مرے پردہ کا رکیا
برباد زیر چرخ رہی تو بھی اے صبا
اس جلتی پھرتی چھاؤنکا ہو اعتبار کیا

سیلاب ہو کے اٹھا نہ ابر ہو کے برق
حاصل ہوا اڑا کے ہمارا غبار کیا
[illegible]

کیا فراق رنج و نشاط بسیار کیا
یاد آگئی کبھی زلف پریشان کبھی نزع مین
آنکھون لطف اٹھائیگا رہ رہ کر شمار کیا
آنکھون کی روشنی کو تو کمبخت کھو چکے
گردش کبھی اب کرینگے لیل و نہار کیا
افواج حسرتین کبھی نہین جدید کے جلال

دشمن ہے چشم تر بھی دل زار اک طرف
اس وقت میری روح کو ہے انتشار کیا
خود دیکھتے ہین کج حیف جانان ہے سفر
اندھیر اب کریگی شب انتظار کیا
مین نے اٹھائے جبر تیرے منہ سے اُف نکی
مایوس ہی پھر بنگے سب امیدوار کیا

رکھتا ہے آبلہ بھی خلش مجھسے خار کیا
ناخوش سرو نشہ چلا جیب باغ سے
رستہ بتائے خضر غریب الدیار کیا
آئینگے بھی یہ آٹھ پہر غم کے پاس مین
خود گر پڑے فلک تو مرا اعتبار کیا
نسیم ان اشعار کو سنکر گھبرا گئی باغ

عشق کی صاف ہوا آگئی کہا حضور بس اب قلب مین کثیر کی طاقت نہین ہے ایک ایک فقرہ ناوک دل دوز ہے کلام شعلہ شمع محفل افروز ہے حضور اصل حال فرمائیے اگر حضور کا معشوق آسمان پر ہو گا مثل تیر دعا اپنے کو پہونچائینگے اگر تحت الثری مین ہو گا خواص آپ پیدا کرینگے جذب ہو کر خبر معقول پہونچائینگے تو ملکہ سفر سبط ہو کر کہا اے نسیم شاہزادہ جمشید نوجوان میری محبت مین بیقرار ہے اسکی تاثیر جذب نے میرا یہ حال کیا اور ابتو نہایت پریشانی ہے کہ سالوک نکھرام نے آکر آتش افروزی کی آنکی سلامتی کی دعا مانگتی ہون صاف یہ ہے کہ تباہی اسکی بھی ناگوار ہے اس مصیبت کو عرصہ دراز گذرا آتش عشق کا دن سینہ مین چھپایا قلب و جگر کو جلنے دیا دھوان نہ نکلنے دیا اب آج بہت مضطر و بیقرار ہون کیونکر اپنے کو اُس شہریار تک پہونچاؤن کیونکر اُسکی خبر صحت منگاؤن انی وحشت مین باغ مین آئی آتش گل نے اور زیادہ آگ لگائی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا ہر ایک گل بوٹا آنکھون مین کانٹا ہو کر کھٹکا نسیم نے یہ حال پر ملال سنکر سر جھکا لیا عرض کی واقعی حقیقت مین لڑائی غضب کی ہے ہر چند کہ والد نامدار آپ کے بہت زبردست ہین لیکن جمشید نوجوان کی مدد کو صاحبقران آگئے انکے مقابلہ سے آپ کے والد نامدار بھی گھبرا اٹھینگے تمام کوہستان انکے فرزندون نے ویران کر دیا ہزارہا کو ہی مار گیا وہ اپنے لشکر کے افسر علی ہین اگر انسے مقابلہ پڑا خداوند لقا انکی جان کو بچا نہین سکتے کو تو خداوند ہین صاحبقران کے ہاتھ سے خود دردمند ہین لیکن حضور نہ گھبرائین مین خبر منگواتی ہون باغ مین تو یہ باتین ہو رہی ہین نسیم نے باتون کی ہوا باندھی ملکہ کو تسکین دے رہی ہے لیکن سالوک نکھرام دیکھکے سدا رام ہوا تھا کہ شہ لقا بے چہرہ سے ملکہ کے ہٹ گیا دیکھتے ہی بیقرار ہوا ساتھ والون نے نام بھی پوچھ لیا یہ بھی دریافت ہوا کہ ملکہ اپنے باغ مین جاتی ہے جب ملکہ نظرون سے اس بیچارے کے مخفی ہوئی ہائے وائے کرنے لگا ساتھ والون سے کہا صاحبو مین اپنی سلطنت چھوڑ کر آیا ارکان کے

شریک ہوا ہین انکو بھی مناسب ہے کہ مجھ بیچارہ کو پرورش کرین اپنی فرزندی مین قبول فرمائین مین جاکر انسے
ملاقات کرتا ہون حمید نوجوان کو اب مارا جائیگا آخر کسی کے ساتھ شادی ضرور کرینگے مجھ ایسا پہلوان خوبرو
کہان ملیگا آپ لوگون نے خیال نہین کیا ملکہ بھی مجھکو دیکھکر مائل ہوئی پلٹ پلٹ کے دیکھتی تھی اشارون سے
کئی مرتبہ بلایا اور عورت کیا کرتی ہے ہمیشہ خدمت مین حاضر رہونگا بہت سے خزانے قلعہ جات کوہستان
مین مخفی ہین وہ سب بتادونگا میری وجہ سے دور تک عملداری ہوگی سب نے سر جھکا لیا دل مین تو کہتے
ہین کیا تمکو اے ہمجوان سے یہ فتور سر پا کر کے آیا یہان یہ گل کھلایا لیکن ظاہر مین کہا ہم آپ کے ساتھ
ہین ہمین بادشاہ نے حکم دیا ہے آپکے ہمراہ رہین جو مناسب وقت ہو وہ کیجئے آپکی وجہ سے لڑائی ہو جائیگی
ساتھ والے جاکر شریک ہونگے لڑینگے مال لوٹینگے ایک ایک محتاج غنی ہو جائیگا سالوک نے کہا مین وہان
بھی چلتا ہون مگر وہ باتین ملکہ سے کرون یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا پانچ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر
طرف باغ ملکہ کے چلا جب قریب باغ کے آیا دروازے پر چوبدار بیٹھی تھی گھوڑے سے کود پڑا کہا چوبدار
صاحب آداب و تسلیمات عرض ہے ملکہ باغ مین کیا کر رہی ہین جاکر عرض کرو کہ آپکا غلام سالوک تعظیم کو
حاضر ہے جسکو ابھی آپ نے دیکھا تھا وہ حاضر ہوا ہے چاہتا ہے سامنے آئے کچھ عرض کرے بی چوبدار صاحب
آپکو بھی بہت سرفراز کرونگا کل کنیزون کو مژدہ پہونچا دو ایک ایک کو عمدہ خلعت دونگا ملکہ کو سمجھا
دینا کہ مجھ ایسا پہلوان یہان سے تا بہ گلزار کوہستان نہین ہے حمید تو میرے شاگردون مین تھا کبھی مجھسے جیتا
ہے چونکہ وہ سب مسلمان ہو گئے اسوجہ سے مین چلا آیا چوبدار یہ سنکر حیران ہوئی جھک چلی کہ کبھی شاید ملکہ
نے بلایا ہوگا ملکہ یہان نسیم سے باتین کر رہی ہے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور سالوک پہلوان
در باغ پر حاضر ہے ایسی ایسی باتین عرض کرتا ہے یہ سنکر ملکہ کو غصہ آیا کہا یہ ملعون اپنے دل مین کیا سمجھا ہے مجھکو کیا
کہکے بہت مغرور ہوا مجھے ویسا ہی ذلیل ہے نسیم نے کہا مین جاکر سمجھائے دیتی ہون ملکہ نے کہا مین اس
نامرد کو خود قتل کرونگی بھاگ کر کہان بچیگا جب تک نسیم نے کہا ملکہ نے تو ناپشت مرکب پر سوار ہوئی تمام کنیزون
نے ہتھیار سنبھالے دیر جو ہوئی سالوک نے چاہا باغ مین جاؤن چوبدارنیان قلماقنیان تماشا
کرتی ہوئی کہتی ہوئین کہ او نگوڑے ہماری ملکہ کو ایسے کلمات کہتا ہے تلوار کھینچکر چلا کہا شاید تم
سبھون نے بھڑکا دیا اندر سے ملکہ مثل شعلۂ جوالہ مع کنیزون نکلی بلا تکلف تلوار کھینچکر لشکر پر جا پڑی
پکار کر آواز دی او نگوڑے ہمو تم اس نامرد کے ساتھ کیون آئے ان سب نے کہا حضور ہم ...

مجال جو ہم دست انداز ہون یہ ہمکو کہکر لایا کہ ملکہ نے مجھکو بلایا ہے ملکہ مجھپر عاشق ہوئین اشارے کرتی
تھین ملکہ نے کہا تو تم سب ملکر مار دو اس نامرد بیحیا کو ہمکو زن بازاری سمجھا ہے وہ دس تلوار پا کر پلٹ پڑے
لیکن پانچ سَو جوان اسکے ہمراہ وہ لنسے آئے تھے اُنھون نے مجبوری ساتھ دیا تلوار چلنے لگی بیان تو یہ
کیفیت ہے کہ ملکہ غصہ مین جا پڑی سالوک بیباوان زبردست تیغہ کھینچکر جو گرا پانچ سَو جوانون نے ساتھ
بھی دیا دس پانچ کو جو اسنے قتل کیا وہ سب گھبرا گئے ملکہ بھی زخمی ہوئی چند کنیزین قتل ہوگئین لاشے پڑے
رہے ہین یہ چاہتا ہے ملکہ کو گرفتار کرلون بیان تو یہ رنگ ہے لیکن ارکان کوہی ستر ہزار فوج جو لیکر
چلا یہ کہتا ہوا کہ یارو مین لشکر کے مقابلے مین جاتا ہونگا سر سواری قلعہ لونگا چاشت جاکر قلعہ مین نوش
فرماؤنگا لیکن صاحبقران زمان قلعہ گلزار کوہستان مین جلوہ فرما ہین حمید سے کہتے ہین لشکر
تیار کر دیگا ایک ہرکارے نے خبر دی حضور ستر ہزار فوج سے ارکان کوہی آتا ہے سالوک یہان سے جو
شکست کھا کر گیا ارکان کو خبر پہونچا نے وہ چڑھ دوڑا چاہتا ہے قلعہ مین گھس آؤن حمید گھبرا گیا
صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اے حمید کیون گھبراتا ہے تو قلعہ سے خبردار رہ مین یکہ و تنہا جاکر
جواب دونگا حمید کی غیرت نے تقاضا کیا یہ بھی گھوڑا سوار ہوا البیان فوج دس بارہ ہزار جوان ساتھ
ہوے لیکن خائف ترسان لرزان لیکن جرأت صاحبقران کو دیکھکر شرمندہ ہین کہ یکہ و تنہا جاتے
ہین وہ بھی سب ساتھ چلے آتے ہین صاحبقران گھوڑے کو بڑھا کے قلعہ کے باہر نکلے دیکھا
فوج آگئی ہے آگے سب کے ارکان کوہی ہے امیر نے نعرہ کیا یا خبردار ارکان خبردار آگئے
سر پڑھنا ہین آپہونچا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بست شمشیر چار	یکی تیغ صمصام و قمقام نام
بکف تیغ عقرب سیہ زود انجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے ارکان تلوار کھینچکر سامنے آیا حمید نوجوان کبھی فوج کو لیکر
شریک ہوا لیکن ارکان نے ہاتھ مارا امیر نے تیغ عقرب سلیمانی پر رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا
الجھا دے سکے ہاتھ نکالکر نعرۂ شیرانہ کیا فرمایا او ارکان کوہی شمشیر تو ضرب یہ نہ دی ضرب من نوش
کن جو ہمہ شادی از دل فراموش کن ہواس رو سیاہ نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا امیر نے نعرہ کرکے ہاتھ
تیغ عقرب سلیمانی کا مارا تیغہ برق مثال تڑپکر گرا اور سپر کے ٹکڑے اڑادیے خود کو کاٹ کر تا دوابرو تیغ

پہونچا ارکان نے دستانہ مارا تیغہ اس زور میں جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے لیے گرا ساتھ والے
ٹوٹ پڑے بہت سے گر کر اس مقام پر مارے گئے لیکن ارکان کو اٹھایا اسکو غش آگیا افسر کئی زخمی ہوتے ہی
فوج کے پیر اکھڑ گئے وہ تو بھاگے مگر صاحبقران قتل کرتے ہوئے چلے حمید سے فرمایا اے بہادر چلے آؤ چلکر
قادر کا شہر پر قبضہ کریں معشوق کو تمھاری سوار کرالائیں حمید خوش ہو ساتھ والوں سے کہتا ہے یارو دیکھو
صاحبقران جنگ شیرانہ کرتے ہوئے جاتے ہیں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا وہ دیکھو پلٹن کو ٹکڑا دیا وہ رسالہ وہ
مار گیا وہ زمین تھرائی وہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی یارو کہ روکا دشمن کو لڑائی میں کوشش کرو
اپنے مہمان کے ساتھ جان لڑا دو لشکر شکست خوردہ اب ٹھہر نہ سکیگا صاحبقران سب سے آگے بڑھتے
ہوئے لڑتے ہوئے جاتے ہیں علم فوج قلم کیا ارکان کو بھی ہوا اور پڑا ہوا جیسا آنکھ کھلتی ہے کہتا ہے
یارو حمزہ کو روکو ستم بہت ہوا اسکے ساتھ والے کم ہیں تم سارے خراج ناحق برہم ہیں گھیر کر حمزہ کو مار لو
ساتھ والے شمشیر کھینچ لیتے ہیں ایک سے ایک کہتا ہے ایک وار میں میان سے بھی چھوٹ گئے ہم لڑنے والے
ہیں آپ بھاگے جاتے ہیں ہماری جان مفت کی نہیں ہے چلو بھاگ کر قلعہ میں چھپیں بعض کہتے ہیں یہ شیر
دلیر پیچھا نہ چھوڑیگا قلعہ تک آئیگا خداوندا جان بچائیگا بعض کہتے ہیں اس بھگوڑے کا نام نہ لو
وہ خود انکے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے جو خداوند سے نہیں ڈرتا وہ ہمارے روکے سے کیا رکیگا دفعتہً
تو بھاگے ہوئے جاتے ہیں وہاں ملکہ ہاتھ سے سالوک کے زخمدار بیقرار فوج والے ڈر سے
سالوک کے بھاگ گئے اسکے ساتھ والے لڑائی میں مصروف ہیں ملکہ زخمی ہو کر مع کنیزوں کے ایک
گوشے میں ٹھہری ہے سب کنیزیں تیر مار رہی ہیں یہ ہر مرتبہ چاہتا ہے حملہ کر کے جا بیٹھے دن لیکن وہ تیروں
کی بوچھار ہو رہی ہے بزدلے سہم کے بھاگتے ہیں تیر کھاکے چلاتے ہیں کشتوں میں چھپے پھرتے ہیں
کبھی منہ کے بل گرتے ہیں لیکن سالوک ملعون مثل فیل مست جھوم رہا ہے عورتوں سے لڑائی دو چار
تیر کھائے ان زخموں کو کب مانتا ہے ہر مرتبہ قصد ہے کہ ملکہ کو پکڑ لوں ملکہ بیقرار دعا مانگ رہی ہے پکار رہی ہے
اے خداے نادیدہ اگر تیری خدائی برحق ہے میری آبرو اس دشمن کے ہاتھ سے بچا لے دعا تمام ہوئی تھی
کہ ہاہو کی صدا بلند ہوئی ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا ہزاروں لوگ بھاگے چلے آتے ہیں اک شیر دلیر کے نعرہ کی
صدا بلند ہاشمی ابی کفاران بھیا واعرنا بکاران پیر دعا منقم ترلہ الاقاف تاقی سلیمان حمزہ صاحبقران
امیر گیتی ستان ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا باپ زنہار ہوا اور بیرونوار ہاسے ہو کر تا ہوا الہا ہوا دار کہ کیے

ارکان کوہی زخم دوزی کراکے جاکر دامن صحرا مین اترا سلیمان عنبرین موسے کوہی اصلاح
بختیارک تین لاکھ فوج لیکر عقب مین چلا خداوند نے حکم دیدیا ہے کہ ای سلیمان جیسا حمزہ گرفتار
ہوا اسکو تم لے لینا قدرت کے سامنے لانا حمید کو قتل کرکے عملداری ارکان کی کرا دینا دختر کو اُسکی
براے قدرت لاؤ قدرت کو نام سُنکر محبت پیدا ہوئی ہے حوران قدرت مین شامل کرینگے
سلیمان عنبرین موسے کوہی بھی چلا اُسکے عقب مین شیشم خون آشام کو روانہ کیا بارہ لاکھ
فوج فرداً فرداً گئی بختیارک نے انتظام کیا کہ لشکر صاحبقران کو خبر نہونے پاوے لیکن ہوشک
عیار حالات قلعہ ارکانیہ سے بخوبی ماہر تھا صورت تبدیل کرکے داخل قلعہ ہوا اُسوقت آیا کہ حمید کی برات
جاتی تھی صاحبقران برات کے ساتھ جوڑا گلنار زیب بر حمید کو تخت پر سوار کیا ہے تمام جوانان جیش شکن
ہمراہ ہوشک بھی ساتھ رہا جب صاحبقران جاکر مکان پر دلھن کے پہونچے رسوم عقد وغیرہ ادا
ہوکے ملکہ کو محافے مین سوار کیا قصر عالی مین آکر حمید نے ملکہ کو اُتارا حجلۂ عروسی آراستہ تھا کئی
دن سے سب جاگ رہے ہین حمید جاکر داخل حجلۂ عروسی ہوا گوہر مراد حاصل کیا زن و شوہر
صاحبقران کو دعائین دیتے ہین کہ اُنکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا لیکن صاحبقران نے بھی
جاکر بعد کئی دن کے آرام فرمایا ہوشک بشکل خدمتگار پہونچا صاحبقران غافل پڑے سو رہے تھے
صاحب دربان بھی کئی دن کے جاگے سو گئے یہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا صاحبقران کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھکے لے نکلا ارکان کوہی تین کوس پر اترا ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے بارگاہ مین ارکان
کی پہونچا جیسے ہی ارکان نے صاحبقران کو دیکھا خوشی سے اپنے پیراہن مین نہ سماتا تھا امیر کو
مسلسل و مطوق کرکے ساتھ والون کے سپرد کیا آپ گینڈے پر سوار ہوکر قلعہ کیجانب چڑھ دوڑا سلیمان
عنبرین موسے کوہی بھی آکر پہونچا بارہ لاکھ فوج نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف قلعہ کے چلی
صاحبقران کو اسپ پر سوار کرلیا اب جو امیر کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پر ملال مین پایا نہایت
پریشان ہوکے فوج لقا کو دیکھا خوشی خوشی طرف قلعہ کے جاتے ہین یہان حمید نوجوان بوقت
سحر حجلۂ عروسی سے باہر آیا غسل کرکے خدمت مین صاحبقران کی چلا تھا کہ خدمتگار وغیرہ روتے
ہوئے آئے عرض کی اے شہریار صاحبقران کو کوئی چرالیگیا عیار کے ہتر سے کا نشان ظاہر ہے بلکہ
واقف کارون نے کہا یہ ہوشک عیار کا معلوم ہوتا ہے حمید گھبرا گیا حیران تھا کہ کیا کرون

یکایک نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکر خبر دی عرض کی اے شہریار بارہ لاکھ فوج
لقا کی ساتھ لیکر ارکان قلعہ پر آتا ہے صاحبقران کو قید کر لیا ہے حمید نے گھبرا کر حکم دیا قلعہ کا
پھاٹک بند ہوا خندق کو پرآب کیا توپین عمدہ آراستہ کین بالاے قلعہ آیا دیکھا فوج مثل مور و ملخ کے
آتی ہے صداے نوبت نقارون کی زمین تھراتی ہے آگے سب کے ارکان کوہی سلیمان عنبرین
ہوے و ضیغم خون آشام وغیرہ سردار آگے بڑھتے ہوے پشت پر بارہ لاکھ فوج کا حملہ کرتے
ہوے اے حمید رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر ہو خطا تیری معاف کرینگے دیکھ تیرے مددگار کو قید کر لیا
قدرت نے تقدیر معقول کی قلعہ کا فتح ہونا کتنی بڑی بات ہے اس مقدمہ مین قدرت کی کرامات ہے
سمن عذار کو قدرت نے پسند فرمایا ہے اسکو بھی مژدہ خوشخبری دو اب حوران قدرت مین شریک
ہو گی حمید کے ہوش اڑ گئے اہالیان قلعہ گھبرانے لگے حمید نے سمجھایا کہ یارو ہم اصلاح نکرینگے لڑینگے
مرینگے توپین مارو جب نہ کچھ ہو سکیگا تلوارین کھینچکر نکل پڑینگے ان نامردون سے لڑینگے ہمارا آقا گرفتار ہے
افسوس یہ ہے چہار جانب سے قلعہ گھر گیا ورنہ بادشاہ اسلام کو خبر ہوتی فوراً مدد آتی سب نے کہا
حضور صاحبقران کے وہ احسان ہین کہ نام پر انکے جان دینا مناسب ہے یہ خبر ملکہ سمن عذار
کو ہوئی نقاب ڈالکر باہر نکل آئی نقاب چہرے پر ڈالے ہوے بالاے قلعہ پہونچی موشکاف تیر ان
یعنی ہوائی اپنے ہاتھ مین لی کہا حمید تو گھبراتے ہو قریب قلعہ نہ آنے دو جب یہ قلعہ مین آ جائینگے
ہم سب سے پہلے بڑھکر جان دینگے یہ کہکر توپ پر بتی رکھدی اتنے مین سب بہادرون کو غیرت آئی کہ عورت
ہوکر ایسا کام کرے فوراً گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا انہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا
کہ لگین گرتے ہی آگ اُگلنے لگین جیسے لوکا فر بڑھتے ہوے آتے تھے کئی ہزار اڑ گئے جیسے دھنیا روئی
کو دھنکتا ہے فوج لقا کے وہ لوگ ہین بتا کھڑکا تبدہ سرکا وبائی دیتے ہوے نکلے بھاگے غل نالہ کرتے
ہوے یارو گوشت منی کی لڑائی ہے ہمارا اجرہ نہین پہونچتا پھر لیا کرتے ہٹ چلو لیکن ارکان کوہی
و سلیمان عنبرین موسے کوہی تیس سردار عجوبہ و شہر سار گزرگران سنگ آسمان زنگ شتہ پیل
وہ سب بدخو ہاتھ مین لیکر بڑھے اہالیان فوج سے کہا جب ہم بچا لیکر توڑینگے تم بھی آجانا اسوقت امیر قید ہے
حمزہ قید ہے حمید کے ہاتھ سے بچا اگر قدرت کو کیا نہ در کھا دیکھو گے سب کو شکار سیاہ کرینگے حمزہ کو لیا
معشوقہ تو انکی لیا قدرت بہت خفا ہونگے یہ کہتے ہوے طرف قلعہ کے چلے تیروان نے دیکھا نیچے کو گئی

لیکن تینوں سردار بڑے زور شور سے آتے ہیں گھوڑوں کو دامن ایٹرن پر لگائے ہوئے گولوں سے اپنے
کو بچاتے ہوئے دوسرے اہالیان فوج بھی غلغلہ کر رہے ہیں حمید نوجوان و ملکہ سمن عذار گولہ اندازوں کو
شاباش دیتے جاتے ہیں کہ ہاں یارو گولے مارو شاید کوئی گولہ قضا کا ان کافروں پر پڑ جائے سب کے
پیر اکھڑ جائینگے سب سپاہ کو شکست کھانا ہوگی پھر توپ پڑنے لگی قضا کے کار پرستم پلٹن و پل کن کشتہ ہوئے
قوپل ہندی علم شاہ نوجوان مع سماک پہلوان اپنے قبلہ و کعبہ کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے
ناگاہ توپ کی آواز کان میں آئی سماک سے کہا دریافت کرو کہ یہ توپ کہاں چل رہی ہے سماک
چھپتا چھپاتا جا کر دیکھا ایک قلعہ گھرا ہوا ہے تینوں سردار لڑ بھڑ کر قریب خندق پہونچ چکے ہیں بارہ لاکھ فوج اپنے مقام
سے چلی ہے ایک ایک اراسیہ پر صاحبقران کو قید دیکھا سماک بصورت تبدیل لشکر میں آیا مفصل حال دریافت
کرکے بھاگا علمشاہ سے آکر کہا اے شہریار غضب ہوا آپ کے قبلہ و کعبہ قید ہیں حمید تو سلیم قلعہ میں ہو
پھنسا ہے سرداران لقا پھاٹک توڑا چاہتے ہیں علمشاہ نے بیقرار ہو کر استر بالائی و فرنگی کو کوڑا
کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا آتے ہی علم شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ علم شاہ

ارشد اولاد سپہر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب ولد علمشاہ رومی شہ قبیل زور
کو بہ تخت مرزوق افگندہ شور — باشید اے کفاران بیحیا اب آگئے تم پر ملک الموت تمہارا آپہونچا حمید

نے قلعہ سے دیکھا ایک جوان ہم شبیہ صاحبقران صاحب شوکت و شان یکہ و تنہا بارہ لاکھ کو ہیو پر جا پہونچا
پلٹ کر سلیمان وغیرہ نے دیکھا یہی لپٹے حمید کو ہرکاروں نے خبر دی فرزند رشید صاحبقران علمشاہ
نوجوان اپنے والد کا حال سنکر آ پہونچے یہ سنکر حمید نے حکم دیا دروازہ کھولو و سمن عذار کے قدموں پر گر پڑا
کہا ملکہ تم محل میں جاؤ سمن عذار نے کہا صاحب میں تو واپس نہونگی ساتھ صاحبقران کے جان
دونگی حمید نے کہا ملکہ اس ننگ کو صاحبقران کبھی گوارا نکرینگے انکے مذہب میں عورت پر جہاد واجب
نہیں ہے تم جا کر دعا کرو پروردگار فضل اپنا شریک کرے بمشکل سمن عذار محل میں گئی حمید پھاٹک
کھلوا کر مع فوج باہر نکلا یہاں علم شاہ گھرے ہوئے ہیں چہار طرف سے تلوار پڑ رہی ہے ہمہ تن چشم
سینہ ہو رہے ہیں جب حمید بھی قلعہ سے نکل آیا تب ارکان کوہی نے فوج کو حکم دیا حمزہ کا سر کاٹ
لو سوار گھوڑا کڑکا کر آئے یہاں گرد صاحبقران کے چند نگہبان تلواریں کھینچے ہوئے کھڑے ہیں اس سوار
نے آواز دی حمزہ کا سر کاٹ لو شہنشاہ نے حکم دیا ہے جو سر نجیب تھا سو کھڑا تھا اسنے جلدی میں ہاتھ تلوار

کا مارا صاحبقران نے ہتھکڑیاں اُٹھادین دونون ہتھکڑیان کٹ گئین صاحبقران نے وہی ہتھکڑی
اس جوان پر کھینچ ماری اسکا تو سر پھٹا اسیر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا ایک جوان کو مار کر تلوار لی نعرہ کیا زمین
تھرائی حمید نے صاحبقران کا مرکب مشکل پہونچایا سلاح نہ پہونچ سکا اسیر پشت اشقر پر سوار ہوکے
خیال کرکے دیکھا فوج بے انتہا ہی علمشاہ گھرے ہوئے ہین حمید نوجوان بھی آتے ہی گھر گیا بارہ چودہ ہزار
فوج لیکر آیا تھا بارہ لاکھ کو ہیولت مین گویا دال مین نمک تھا بجا دین دس بیس بیس گھرے ہوئے ہین تلوار چل رہی
ہی ارکان کوہی چاہتا ہی جاکر علمشاہ کو مارون صاحبقران کے منہ پر تو نہین چڑھتا لیکن علمشاہ
کیجانب چلا رستم ہند گاندہ پلنگا تہ جنگ کر رہے ہین صدہا کو ہون کو مار کر ڈالدیا زخم کھائے سماک بطلاقی
عیار نیچہ ہاتھ مین اپنے آقا کی پشت پر موجود ہی لیکن کس کس کو روکے چار جانب سے نیزہ و تیر و شمشیر رستم
پر پڑ رہا ہی لیکن یہ شیر یا جو اس لڑ رہا ہی کہ ارکان قریب آیا اس ملعون نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا سماک
نے آواز دی آقا ہوشیار ہو جائیے علمشاہ پلٹ پڑے چھیلتا سر پر پڑا زخم کھاکے ہاتھ مارا ارکان کوہی
نے گینڈا ہٹالیا اور بیچ مین سوار گیا وہ قتیل ماش ہوا ارکان کوہی پیادہ رہ گیا اسیر کی نگاہ پڑی
کہ علمشاہ نے کئی زخم کھائے اب حال ابتر ہی اشقر دیوزاد کو بڑھایا قریب آکر گرد علمشاہ کے پھرنے
لگے جسطرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا لیکن چہار جانب سے تیرون کی بوچھار
نے جسم اقدس مشبک کردیا افسرون تک صاحبقران نہین پہونچ سکتے اس ہنگامے مین کئی زخم صاحبقران
نے بھی کھائے حمید بھی مجمع فوج مین پھنسا فوج بھی متفرق سلیمان عنبرین ہوکے کوہی
نے ارکان کوہی سے کہا حمزہ کا گرفتار ہونا دشوار ہی کمندانداز ون کو حکم ہوے کہ وہ یلد وکر کے
اس نوجوان کو گرفتار کرلین بیٹے نے کئی زخم کھائے ہین تنہا پیاسست ہی حمزہ زخمی ہوا لیکن چالاک
زیست ہی ارکان نے بلاکر سوشک سے کہا سوشک نے کمندانداز ون کو جمع کیا چار سو کمندانداز
عیار دغا باز طرف صاحبقران کے چلے سماک بطلاقی نے یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا صاحبقران سے
بڑھکر عرض کی اے شہریار غضب ہوا یہ کوہی بڑے نامرد ہین دیکھیے کمندانداز آتے ہین اب صاحبقران
کو بھی انتشار ہوا دور سے دیکھا حقیقت مین ارکان کوہی کمندانداز ون کو لیے آتا ہی اور سوشک نے
رخ پھیرا طرف علمشاہ کے کیا ہی تاب باقی نہ رہی ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے پکار اٹھے اے پروردگار عرش برین

نظم
منگر بکرم خویش نگر چہ ہماری حقیقت یہ ہی

ای مرا با زشتی اعمال تو سیہ گواہ
بسکہ میگردد ز شرم رعشہ در او ز نگاہ
سیل فعل زشت را با طبع شس ست
چون مصیبت خانہ عاشق بود دور دل سیاہ
در نگاہ شاہد معنی عسالم غوطہ زن
گر نگیرمی کہ شوید تیرگی را از گناہ

دور دم از حسن عمل بودی سپیدرو گناہ
گر بصورت کاہ را گویم کہ ہمرنگ منست
ور بتشبیہ رہا کفر است مسکافات الالہ
چہرہ را از آب یاقوت ندامت برفروز
تا بجولانگاہ صورت بستہ دام نگاہ

صورت امید منعم چو آب سبزہ زن
کہ با چون مردم چشم بتان گردد سیاہ
ای کہ داری نامہ اعمال را از فعل زشت
چون گل رعنے دل آرایان ز تاثیر نگاہ
مرحبا بینا کہ آمدی ای ماس تا بیرون [illegible]

تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہے سامنے المعصوں کے نور نظر فضل ہوتا ہے کیونکر

دل کو تاب ہو سیلا بد کہ صاحبقران نے بیقرار ہوکے جو دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا کشتی نومیدی کنارۂ امید پر پہونچی قضاے کار نقابدار زرین پوش صحرا میں ادہر شکار کھیلتا صداے آہ کان میں پہونچی عیار سے اشارہ کیا دیکھو تو یہ کہاں لڑائی ہو رہی ہے عیار جھپٹا صاحبقران کو اس حال میں دیکھکر پلٹا عرض کی ای شہریار صاحبقران اعظم بارہ لاکھ کوہیوں میں گھرے ہیں اس بات کو سنکر فی الفور نقابدار زرین پوش نے باگ کو منعطف کیا بارہ ہزار جوان شیر صولت ہمراہ باز سپید سر پر سایہ فگن خود صف شکن تیغ زن چشم زدن میں آکر پہونچا عیار نقابدار نے کھینچکر کمند انداز دو نیر جا پڑا موشک کو للکارا موشک بلبلا گیا سوراخ موردار تلاش کرنے لگا یا یہ کہیے کہ دم دبا کے بھاگا چوہیا کا بل ڈھونڈھتا تھا مگر عیار شل بلاے ناگہانی قریب موشک پہونچا للکارا کہاں بھاگ کر جاتا ہے موشک نے پلٹ کر وار کیا عیار نے خالی دیکے ہاتھ مارا شل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے کمند اندازوں پر جا گرا چار سو کمند اندازوں کو چشم زدن میں منتشر کردیا دس پانچ مارے گئے باقی کمندیں پھینک کر بھاگے نقابدار گر فوج پر گرا صاحبقران نے دیکھا یہی نقابدار نامدار بصد کر و فر مثل شیر نر جنگ ستانہ کرتا ہوا آتا ہے سب سے زیادہ نئی بات یہ ہے مثل بہار کے ابر سعادت بصد صولت و شوکت باز سفید سر پر سایہ فگن جس مقام پر نقابدار ٹھہر جاتا ہے ٹھیر جاتا ہے جب نقابدار آگے بڑھتا ہے باز بھی سر پر بصد کر و فر سایہ فگن ہوتا ہے صاحبقران حیران شوکت نقابدار عالیمقدار دیکھکر اٹھنے ہوے بڑھے نقابدار سلیمان عنبرین مو کو بھی کیا سب چلا آتا ہے اور کمان کو ہی کوتا کا چاہیے ہی نقابدار قریب سلیمان عنبرین مو کو ہی پہونچا بارہ ہزار جوانوں نے نقابدار کے بارہ لاکھ کو تہلکہ ڈالدیا ہے فوجیں تہ و بالا ہیں رسالے اتر سوار پیدل بھاگے چلے جاتے ہیں یہ بارہ ہزار تیغ ہاے برق مثال کھینچے ہوے جس غول پر جا پڑتے اسکو پامال کیا کوہیونکو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا لیکن سلیمان نے

لقا بیدار پر وار کیا لقا بیدار نے دستانہ مارا تیغہ اسکا پھٹ پڑا لقا بیدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اور تلوار
اسکی چھین کر پھینک دی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکے سلیمان عنبرین موسے کوہی اپنے جوان کو دست حق
پرست پر بلند کیا کل کوہستان کا افسر ہے سب بلوہ کرکے لقا بیدار پر ٹوٹ پڑے سنبھلتے تھے کہ ہاتھ کمر زنجیر کی
سلیمان زمین پر گرا کولا اتر گیا کوہی اسکو لیکر بھاگے صاحبقران زمان ارکان کوہی کے قریب پہونچے
جیسے ہی دیکھا لقا بیدار نے سلیمان کو اٹھایا امیر ارکان سے لپٹ پڑے اسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا
گھوڑے سے کود کے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکے اٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا ارکان کوہی کے
استخوان چور ہوے لقا بیدار کی اچھل پڑا پکار اٹھا یہ شیر بیشہ شیرستان ہیں انکا کون دنیا میں نظیر ہے
ماشاء اللہ کس زور و شور سے ارکان کوہی کو مار کر فوج گرادیا قیصر کفر و بدعت کا لگا اب تمام کوہی کھتا
ضیغم خون آشام ہمیشہ کا شکست خوردہ ہے یہ دور ہی سے لینا لینا کرتا فوج سے پہلے ہی بھاگا
سلیمان عنبرین موسے کوہی کو ہوادار پر ڈالکے لیے بھاگے لقا بیدار نے عیاروں سے اشارہ کیا عیار دوڑے
نقل بجالائے شتر لاکھ نزہ ہاسے دیو بارگاہ زرنفتی لیے ہوے آئے کل اسباب جاہ و جلال موجود ہو گیا بارگاہ استادہ
ہوئی لقا بیدار گھوڑے سے کود ار کاب سعادت انتساب صاحبقران پر ہاتھ رکھدیا صاحبقران
مرکب سے اترے علم شاہ انتہا کے زخمدار تھے ملازمان لقا بیدار نے انکی بغلوں میں ہاتھ دیالا کر پہونچایا
بارگاہ میں صاحبقران تشریف لائے اپنے دنگل زرین پر لقا بیدار نے صاحبقران کو جگہ دی اپنے
دست حق پرست سے علم شاہ کے زخموں میں ٹانکے دیے ڈبیا مرہم سلیمانی کی نکالی ٹکیاں مرہم سلیمانی
کی زخموں پر چڑھائیں وہ باز سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا ہے جمال باکمال لقا بیدار پر نگاہ ڈال رہا ہے
صاحبقران حیران شوکت و شان لقا بیدار خلق مجسم لائق جری بہادر بحر جرأت کا ہے بہادر امیر نے
فرمایا اے لقا بیدار بہادر آؤ ہمارے پاس بیٹھو عرض کی پہلے سب صاحبوں کی خدمتگزاری کرلوں تو حاضر
خدمت ہوں جمشید نوجوان کو بھی بلایا اسکی بھی زخم دوزی کی امیر دیکھتے ہیں سرداران لقا بیدار
ملازمان جمشید کی خدمت میں مصروف ہیں ایک ایک پیادے کی زخمدوزی ہورہی ہے شام تک لقا بیدار
انکی کاروبار میں مصروف رہا شام کو قریب صاحبقران آکر ایک جانب بیٹھا تخت یاقوت اٹھ کھڑا تھا
اسپر تماشہ ڈالدیا ایک طرف آپ آکر بیٹھا جملہ سرداران بھی حاضر ہوے سرقمرو بار تصویر سرداران سے معمور
اسباب عیش و سرور عیاروں نے لاکر حاضر کیا اب رقص و سرود کو حکم ہوا پریزادان سرو رگوش مرصع پوش حاضر

ہوئیں ناز و کرشمہ و ادا نے لگیں غمزے عاشقانہ کا نے لگیں جیب و باغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے پردہ ہائے
شرم و حجاب اٹھے لقا بدا طرف صاحبقران عالیوقار کے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان اگر
والی قاف و دنیا اصل یہ ہے کہ حضور نے مذہب حق پرستی کو رواج دیا ہے آپکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا
تا بہ قاف پہونچا کس جرأت و ہمت سے حضور نے شمشیر زنی کی فوجوں میں صف شکنی کی کسکی مجال ہے کہ بندگان
عالی کی ہمسری کرے حضور کے چاکران کمترین سے آنکھ ملا سکے لیکن یہ حقیر کئی مرتبہ حاضر خدمت فیضدرجت ہوا
اول ملک سلیمانیہ پر گذر ہوا حقیر نے طلسم کو فتح کیا یہ تو میری کیا مجال ہے کہ میں حضور کے سامنے لاف جرأت
دوں یا گستاخی کروں لیکن یہ قصد شمشیر زنی ہے آرزو ہے ملک گیری میں شاہان عالیجاہ نے کد و کوشش کی
غلام بھی از پردۂ قاف تا پردۂ دنیا لڑتا ہوا آیا حضور کو ہمیشہ دربار گذر رہا لڑائی لقا کی سرزمین ہوتی امیدوار
ہوں کہ بانہائے صاحبقرانی اس حقیر کو مرحمت ہوں اقرار کرتا ہوں کہ ایک ہفتے عشرے میں اگر لقا کو
شکست فاش نہ دوں گستاخی کی سزا پاؤں حضور اب جا کر خانۂ کعبہ میں عبادت پروردگار کریں اور امورات
جو حضور کی ذات سے متعلق ہیں انکا انتظام واجب و لازم ہے جواب باصواب سے فیضیاب ہوں
حضور کے تصدق سے کامیاب ہوں یہ سنکر صاحبقران نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے لقا بدا
عالیمقدار حقیقت میں تمنے اسباب شوکت ملیا مہیا کیا کسی کا ایسا جاہ و جلال نہیں دیکھا لیکن
بانہائے صاحبقرانی میرے مقابلے پر موقوف ہیں میرے میدان مجھکو زیر کرو تب یہ اشیا ملیں میں نے
تمام عالم کی گردش کی انتہا کی کوشش کی سر کو پاؤں بنایا دنیا سے تا بہ پردۂ قاف پہونچا جب یہ اشیائے
نادرہ ممکن ہوئیں حمزہ انکو با آسانی دیدے اپنا آپ تشریف رکھیں میں لشکر حمزہ کو لیکر جدا ہوتا ہوں
طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار میں آئیے کل ہی ہار سے آپکے فیصلہ ہو جائے بانہائے صاحبقرانی
لیکر جائیے یہ کہکر صاحبقران اٹھے زانوئے تھا بلی کھانے لگیں چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا جب صاحبقران
اٹھکر کھڑے ہوئے لقا بدا قدموں سے لپٹ گیا عرض کی میرا عرض کرنا خلاف مزاج صاحبقرانی
ہوا صاحبقران نے فرمایا اے شیر بیشۂ ہمت خلاف نہیں گذرا تمہارے سوال کا جواب ہے کہ بانہائے صاحبقرانی
بدون مقابلہ کے نہ دونگا لقا بدا نے عرض کی میں یہ چاہتا ہوں میرے آپکے مقابلہ نہو کوئی امتحان قرار
پائے کسی طلسم کو حکم دیجیے امتحان لیجیے اسپر شرط قرار پا جائے بعد امتحان یہ اشیائے نادرہ مجھکو مرحمت ہوں
صاحبقران نے فرمایا اے بہادر یہ غیر ممکن ہے بدون مقابلہ یہ اشیا ہرگز نہ دونگا لقا بدا نے سمجھا لیا صاحبقران

کر گلے مین ہاتھ ڈالدیے صاحبقران نے سینے سے لپٹا لیا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی خون عروقون مین جوش مارتا تھا جی چاہتا تھا سینے سے اسکو جدا نکرون کلیجے مین اٹھا کر رکھ
لون آخر مین لقا بدار نے عرض کی جو حضور کی مرضی یہی ہے تو مین اسوقت ضروری سے فراغ حاصل
کر کے حاضر خدمت ہونگا صبح عام مین مقابلہ ہو صاحبقران نے فرمایا مین ہر مقام پر موجود ہون
لقا بدار نے سر جھکا لیا کچھ جواب ندیا شب بخیر جلسہ برخاست ہوا وقت سحر لقا بدار نامور صاحبقران زمان سے
رخصت ہوا بخلق و محبت علم شاہ سے ملا بھائی صاحب کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے علم شاہ بھی طیب اللسان
تعریف کرتے ہین بیرون بارگاہ صاحبقران تشریف لائے لقا بدار نے عرض کی پہلے حضور سوار ہون
امیر نے فرمایا مین تمہاری سواری کی شوکت و شان دیکھنے کا مشتاق ہون لقا بدار تخت یاقوتی پر سوار
ہوا سترہ لاکھ تیرہ ہاسے دیو پرے باندھکر حاضر ہوے سائبان زربفتی کا سر پر سایہ کیا بارہ ہزار جوانون
کو دیوزادون نے گردن پر سوار کیا مرکبہاے باد رفتار بغل مین دبالیے ستر سو نقارہ ہاے طلائی و
نقرئی بجے مرکب حبشی کو لقا بدار کے ایک تخت پر سوار کر لیا اس شوکت و شان سے لقا بدار صاحبقران
عالیوقار سے رخصت ہوا مسافت تا بہت تھا کہ طرف پردۂ قاف کیجاتا ہے سمت جبل الطی رجوع کیا جبل الطی
وہ مقام ہے سرحد دنیا و قاف کے مقام پر واقع ہوا اسی جانب لقا بدار گیا بعد جانے لقا بدار کے
صاحبقران نے حمید نوجوان کو رخصت کیا چند سوار ہمراہ لیلیے حمید نے چاہا مین بھی ساتھ چلون
صاحبقران نے فرمایا اب تم دونون قلعون پر حکمرانی کرو ہمین لقا سے مقابلہ درپیش ہے انشاء اللہ
بشرط حیات کسیوجہ سے ملاقات ہوگی حمید نے وعدہ کیا کہ مین انتظام کر کے فوراً حاضر ہونگا صاحبقران
زمان طرف لشکر کے چلے یہان جب سلیمان عنبرین مو سے کوہ ہی شکست کھاکر آیا پادشاہ اسلام کو
خبر ہوئی کہ لقا نے برائے صاحبقران لشکر بھیجا تھا بیقرار ہو کر خود سوار ہونے کا قصد تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی صاحبقران زمان بدولت و اقبال تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے چلے
امیر کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے پادشاہ ذیجاہ نے ہاتھ گلے مین صاحبقران کے ڈالدیے پوچھا بعد غائب
ہونے حضور کو کہان عرصہ ہوا صاحبقران نے کل کیفیت بیان کی جب ذکر لقا بدار آیا صاحبقران
نے فرمایا ای شہریار کیا گذارش کرون بڑے بڑے زور و شور سے لقا بدار آیا شاہزادۂ ملک قیام
ستم لقا بدار گنگلوت پوش بنکر آیا پندرہ دن تعاقب کر کے ترک پوشن بلدالی برادر خان اعظم

کو بارگاہ جمشیدی میں سامنے سپر عنبر و قراقرز کے مع ستون بارگاہ جمشیدی ترک کو قلم کیا تو دستہ قلم اٹھارہ برس کا
نقابدار مہدی پوش نے بہت کیسے کیسے کارہاے نمایاں کیے لشکر گہنا سب سے لڑے باختر میں گیا
کیا سحر کے پڑھے اور اکثر فرزند میرے نقابدار بنکر آئے لیکن اس نقابدار زرین پوش نے جو سامان
شوکت ولیاقت مہیا کیا ہے آج تک میری نگاہ سے نہیں گذرا سلاست ولیاقت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت
سب اوصاف اُس بہادر کی ذات میں جمع ہیں مرکب سرخشمی بارگاہ زرلفتی عیار بے نظیر خود صاحب توقیر
بارہ ہزار سردار ایک ایک پہلوان زبردست یہ ظاہر ہے کہ پردۂ قاف کو بھی تسخیر کیا ہے سترہ لاکھ نرہ ہاے
دیو شل چالاکان کشتریں ہمراہ ہیں ہر وقت جنگ دیوزادوں کو شریک جنگ نہیں ہونے دیتا لشکر حریف
کے سامنے کبھی نہیں آتے کہ فوج انسان دیوان قاف کو دیکھکر گھبرا اٹھینگی بے لڑے بھڑے بھاگ جائینگی
سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے بے زبان تسخیر ہوا ہے تمام اہالیان
دربار حال نقابدار عالیوقار سنکر دنگ ہوے صاحبقران زمان نے فرمایا اے شہریارا ابکی مرتبہ آکے
تو دیکھیے کیا رنگ کرتے ہیں کیا شتاب میں تنگ کرتے ہیں واپس نجانے دینگے جو اسباب جمع کیا ہے سب
چھین لینگے صاحبقران نے کسی کو جواب ندیا بادشاہ جہجاہ نے براے رفع ملال صاحبقران زمان
جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ادھر لقا نے بقہر و غضب تمام اور ایک نامہ افراسیاب کو لکھا یہ دونوں
لشکر اپنے اپنے مقام پر فروکش ہیں ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر خواجہ عمرو و لشکر افراسیاب و آمد شہرہ فیلسر برادر قہقہ فیلسر باغی ہوکر آنا براے مقابلہ افراسیاب و مقابلہ بہمن از تاریکی و عیاری عمرو و دقران و حالات جنگ مغلوبہ و جنگ اطلس گلگون پوش بیان ہوتے ہیں ساقی نامہ

ساقی ہے بہار فصل سرما | بھٹی سے نکل سبو کو گرما | بانگ قلقل کی برق کڑکے
شعلہ سے آتشیں کا بھڑکے | دلکو ہے شراب تاب کی چاہ | جاڑے میں ہے آفتاب کی چاہ
دے آتش تر بدن کو سینکوں | دندان ولب و دہن کو سینکوں | یوں نکلے شراب ظرف مے سے
نکلے شیشے سے آگ جیسے | ہیں آتش مے کی تاک میں جام | آتش پہ کباب کو ہے آرام
جاڑے سے جلے کہ پڑ رہے ہیں | سردی سے ٹھٹھر اکڑ رہے ہیں | جملہ وہ ٹھٹھرے بدن ہیں

کشمیر پہ باغ طعنہ زن ہین
خورشید فلک قمر بنا ہی
گرتی ہی زمین پہ برف سینکے
باقی نہین آگ مین حرارت
خامے کا بدن اکڑ رہا ہی
اشجار کے جسم کانپتے ہین
پتون سے ہین نخل باغ چھپٹے
ہر آنکھ لحاف مین چھپی ہی
تھر تھر سردی سے کانپتے ہین
خوشبو ہی چھپی ہوئی کلی مین
پتھر مین شرار چھپ رہے ہین
نافے مین نہان ہی مشک آہو
چادر مین لحد نے جسم ڈھانپا
سردی سے حفاظت جو چاہی
رہنے لگا آگ مین سمند
پارے کو ہی اضطراب سے کام
تکیہ کو غلاف مین ملا چین
ہی چین ہمارے ہمسنون کو
کیسا جاڑا کہانکی سردی
پانی کا نہ ڈر برف کا غم
جو بن کو نہ ایک دم امان دی

یخ سب کے خدا نے دلون مین بھر دی
گل برف کی ابر تر بنا ہی
بولو تو منہ سے حرف نکلے
شعلے کی ہوا ہوئی شرارت
ٹھٹھر سے جاتے ہین گل چمن مین
پتون سے تنون کو ڈھانکتے ہین
روئی مین چھپے ہوئے ہین انگور
ہر سیف غلاف مین چھپی ہی
لرزان تن مار عنبری ہی
کالون کا بدن ہی کیچلی مین
محرم مین چُھپین کچین حسین کے
سینے پہ ہی لباس گل تن پر
سر کو کوئی فلک پہ جاسے
جسم آگ پہ سینکتی ہی ماری
جم جاتا ہی برف کی طرح قند
ملتا نہین آگ پہ بھی آرام
سردی کی جہان مین دہ نیر جھی دھما
لپٹائے ہوئے ہین کمسنون کو
بوتل کا جہان اڑا دیا کاگ
ہاتھون کو بتا رہے ہین محرم

ہی دھوپ مین چاندنی کی سردی
صافی ہوا مین اوس چھنکے
نکلے بھی سینکے برف نکلے
سرو ایسے جو پالا پڑ رہا ہی
رعشہ ہی نہال کے بدن مین
غنچون کے ہین ہاتھ پاؤن سمٹے
اٹھ آگ پہ تاپتا ہی کافور
شہر خاک سے پیہ ڈھانپتے ہین
پانی کے جگر مین تھرتھری ہی
تھیلی مین انار چھپ رہے ہین
دوباف ہین جسم نازنین کے
سردی سے دل ہزار کانپا
کوٹھے پہ چڑھا ہی دھوپ کھانے
آتش نے بنایا خاک مین گھر
بیٹھی ہی آگ پہ بھی اسپند
روئی کو لحاف مین ملا چین
آتش بھی نہان ہوئی تہ خاک
جب گرم بغل حسین نے کر دی
صہبا نے بدن مین پھونک دی آگ
دست گستاخ کی ہی چاندی

چہرہ غواصان دریاے رخسار سخنوری و شناوران بحر بیکنار ہم وردی

کشتی کلک جواہر سلک کو نہر مضامین آبدار سخن مین بصد آب و تاب یون روان کرتے ہین طلسم ہوشربا

تشنگان دریاے جرأت نشان | پلنگان صحراے شوکت بیان | سرافسر لشکر عقل و ہوش

چنین بہ نگار و بجوش و خروش | واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ لشکر ملکہ اطلس گلگون پوش

برائے مقابلہ تاریک مشکل کش ایک جانب آکر فروکش ہوا ایک جانب لشکر افراسیاب جادو ایک سمت
لشکر مہرخ وغیرہ خواجہ عمرو معروف فکر عیاری ہیں کہ کسی طور سے تاریک پر پنجہ قابض ہو آخر
بحر دریائے فکر میں بجستجوئے گوہر مراد عیاری غوطہ زن ہیں ایک جانب مہتر قران اسی فکر میں مصروف
کہ کوئی تدبیر کروں ادھر نور افشان جادو تھا ہمیشہ ہزار طائران سحر دمبدم خبریں پہونچاتے ہیں کہ تاریک
مشکل کش لشکر مسلمانان کو پامال کر رہی ہے یہ بھی خبر پہونچی کہ ملکہ اطلس پر خواجہ کا دام مکر و کید
ایسا پڑا کہ وہ طائر زیرک پھنسا بیشک تاریک سے مقابلہ کریگا لیکن زخموں کا اُسکے علاج ہو رہا ہے تاریک
بھی زخم کھا گئی زخم میں ٹانکے دیئے افراسیاب نے آکر بٹی مرہم جمشیدی کی چڑھائی تاریک
نے وعدہ کیا کہ اے افراسیاب مشتہر کر دو کہ بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجیگا ملکہ عالم ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی
اس میعاد کے اندر جسکو اصلاح منظور ہو حاضر خدمت ہو کر عذر انکسار کرے کیا عجب ہے کہ دریائے رحمت
جوش میں آئے خطا دشمنوں کی معاف کی جائے بعد بجنے طبل جنگی کے کوئی عذر سماعت نہوگا افراسیاب نے
آکر اسی مضمون کا ڈھنڈھورا پٹوا دیا اشتہار جا بجا چسپان ہوئے اہل اسلام اس مضمون کو سنکر آمادہ
مرگ و مہیائے قضا ہوئے ہزارہا بندگان خدا قتل ہو چکے ہیں خود خواہش رکھتے ہیں لڑ بھڑ کر مر جائیں
یہ خبر ملکہ اطلس گلگون پوش کو بھی پہونچی اسنے کہا مشہور کر دو کہ با بدولت زخمی ہیں خود ایک
ہفتے کی مہلت دیتے ہیں اس عرصے میں اگر افراسیاب نے آکر قیدیوں کی شہنشاہ لاچین کو
رہا کر دیا یا بادشاہ جانا قدموں پر آکے ہمارے گرا فبہا ورنہ اس نمکحرام کو زندہ نہ چھوڑونگا تاریک
حرامزادی کی ٹانگیں چیر کر پھینک دونگا یہ بھی خبر افراسیاب نے سنی جاکر تاریک سے بیان کیا
تاریک نے کہا اے نور نظر اسوقت میں بھوکی بیٹھی تھی شراب چکھی نہ پی تھی اسوجہ سے وہ نگوڑا میرے
ہاتھ سے بچ گیا اگلی مرتبہ سب سے پہلے اُسی کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگی سحر و ساحری کیسا زبان تو ہلانے
نہ دونگی نہیں معلوم یہ بچہ کیا سمجھا ہے قضا اُسکی لیکر آئی ہے گوشۂ عافیت میں بیٹھے بیٹھے نکل آیا تو جاکر
اپنے مقام پر بیٹھ میں ایسوں سے کب خائف ہوتی ہوں افراسیاب اپنے مقام پر آکر مصروف
عیش و نشاط ہوا ایک ذکر کرنا مصنف کو اور منظور ہے اکثر جا بجا تحریر ہوا ہے کہ زمانے میں شہنشاہ
لاچین کے قصہ طلسم لوح دار تھا جب افراسیاب نے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اُسکو بلا بھیجا

وہ نہ آیا جانتا تھا کہ افراسیاب سحر کیا کر سکتا ہے دریائے نیل میں کسی کا سحر کام نہ آئیگا لیکن افراسیاب
بعلم سحر تیغ وشمشیر دریائے نیل پر پہونچا قہقہہ فیلسر کو دریا سے نکالا چیر کر پھینک دیا لوح جس مقام
پر منظور ہوا حفاظت سے رکھی لیکن بھائی قہقہہ فیلسر کا شہرہ فیلسر ملک کوہستان ہوشربا کا ناظم ہے وہاں سے
خبر بہت کم آتی ہے جب شہرہ نے سنا کہ افراسیاب بادشاہ ہوا اپنے ذہن میں سمجھا لاچین نے انتقال کیا
ہوگا چونکہ کوئی اولاد نہ رکھتا تھا افراسیاب کو بادشاہ کیا ہوگا اس دھوکے میں رہا ایک روز ایک
تاجر جلیل آیا اس سے کچھ مال واسباب خریدا کیفیت ہوشربا دریافت کی وہ تاجر بخوبی حالات ہوشربا
سے ماہر تھا اسنے تمام کیفیت بدعت افراسیاب ظاہر کی یہ بھی بیان کیا کہ قہقہہ فیلسر کو بڑی بدعت
سے افراسیاب جادو نے مارا شہنشاہ لاچین کو مکر سے پکڑ لیا یوں طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا مشہور
ہے کہ شہنشاہ لاچین بیچارہ کسی مقام سخت وصعب میں قید ہے بدعت افراسیاب نے ہوشربا کو
برباد کیا اس زمانے میں قیامتیں برپا ہیں کچھ اہل اسلام آئے ہیں کچھ سرداران افراسیاب کے بگڑ گئے
ہیں والیان طلسم نور افشاں کو بھی بادشاہ ہونا افراسیاب کا ناگوار ہے انہیں بھی افراسیاب سے
فساد درپیش ہے کئی اسو ملک قبضے سے افراسیاب کے نکل گئے یہ جملہ حالات سنکر شہرہ فیلسر نے سر پیٹ لیا اپنے
رفقا کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو تم نے سنا اس بے حیا نمک حرام افراسیاب نے کیا ستم برپا کیا بھائی کو میرے
کس حسرت و یاس سے مارا جس شہنشاہ کے خرد و بزرگ نمکخوار رہے اسکو مکر سے پکڑ لیا ہم آج تک آگاہ نہ تھے
ورنہ اپنے شاہ کو رہا کرتے صاف ثابت ہے کہ والیان طلسم نور افشاں بھی اسی واسطے بگڑے ہونگے کہ
بادشاہ قدیم کا رہا ہونا مناسب ہے افسوس ہے کہ جان نثاران خاص خراج گزاران با اختصاص ایسی
مصیبت میں اپنے ولی نعمت کے شریک نہ ہوں اسیوقت شہرہ فیلسر نے قرنا کرائی بارہ لاکھ کا لشکر تیار کیا
افسروں کی بھی یہی رائے ہوئی چلکر اپنے بادشاہ کو رہا کیجئے افراسیاب خانہ خراب کو سزا سے
معقول دیجئے وہ نمک حرام کیا لڑ سکیگا نام نامی آپکا سنکر فرار پر قرار کریگا لیکن مقام قید شہنشاہ لاچین
دریافت ہونا واجب و لازم ہے ہر ایک نمکخوار اپنی غفلت پر نادم ہے شہرہ نے کہا جب اس نگارستان ولایت
کی سرحد سے نکلینگے سب حال دریافت ہو جائیگا یہ کہکر تخت پر سوار ہوا چار سو سرداران زبردست فوج بیشمار
کئی ہزار نوبت نقارہ بجتا ہوا قطع منازل وطے مراحل کرتا ہوا چلا جو قاصد راہ میں لا لشکر فراوان اس مقام
پر اتارا اس مقام کے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ برائے رہائی شہنشاہ لاچین جاتے ہیں اس خیر خواہی میں آکر

شہر ایک ہوا اگر وہ بادشاہ بخوشی چلا آیا شمہرہ نے سمجھا کر اسکو بھی ساتھ لیا اگر اسنے عذر کیا شمہرہ فیلسر بعد کر و فر
طبل جنگی بجوا کر اُس قلعہ پر چڑھا پڑا ایسے گولوں سے قلعہ کو پامال کر دیا ہر کوچہ شہر لاشوں سے بھر دیا اس بادشاہ
کو گھس کر مارا قلعہ پر اپنا قبضہ کیا اسطرح ویران کرتا ہوا دم سحر و ساحری کا بھرتا ہوا قریب قلعہ اشرار پہونچا
اشرار خوک پیکر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہے ہرکاروں نے آکر کل خبرین پہونچائین کہ شمہرہ فیلسر بارادۂ رہائی
شہنشاہ لاچین جاتا ہے افراسیاب کے قتل کی فکر مین راہ مین جس بادشاہ نے اُسکے خلاف کیا
شمہرہ نے اُس قلعہ کو پامال کر ڈالا چوتھے دن یہان بھی آکر پہونچیگا اشرار خوک پیکر گھبرایا ساتھ والونسے
کہا یارو مین اُسکے مقابلے کے لائق نہین ہون جن جن قلعہ جات کو اُسنے لوٹ لیا اور بادشاہونکو وہانکے مارا ہین
اُن سب سے سحر مین فوج مین بہت کم ہون سب نے کہا ایک عرضی خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے روانہ کیجیے
اشرار نے فورًا ایک عرضی تمام حالات کی لکھی ساحر تیز رو کو دی وہ ساحر بارگاہ افراسیاب مین آکر پہونچا
افراسیاب کو عرضی دی افراسیاب نے حکم دیا پڑھو البیان دربار جمع ہین وزیر نے باواز بلند عرضی
کو پڑھا افراسیاب کو سنکر سناٹا آگیا تپنچے پر ہاتھ ڈالا بلبلانے لگا کہا مکاروں نے سر اُٹھایا ہے شمہرہ فیلسر
کی شہرت سنکر بابدولت ڈر جائینگے قہقہہ کیا سمجھا تھا بابدولت نے ہنس ہنس کے اسکو مارا اس ملعون کی بھی
قضا لیکر آئی ہے نامہ دار نے عرض کی کہ حضور تو بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن وہ جس قلعہ پر آتا ہے آگ لگا دیتا ہے کئی
بادشاہ مارے گئے حضور کو خبر بھی نہین ہوئی ہمارے بادشاہ نے زبانی بھی عرض کیا ہے اگر حضور کسی ساحر بہادر
کو نہ روانہ کرینگے قلعہ چھوڑ کر وہ چلے آئینگے افراسیاب نے کہا بابدولت ابھی تدبیر کرتے ہین قلم اُٹھا کر ایک
نامہ لکھا اسی نامہ دار کو دیا اور کہا قریب کوہ بلور ایک نخل چنار ہے اُسکے قریب جا کر آواز دینا اے کیہان اژدر
سوار جلد ہمارے پاس آ طبقہ زمین کا شق ہوگا ایک اژدر زمین سے سر بدر کریگا یہ نامہ اسکے دہن مین ڈال کر
الگ ہو جانا پھر تماشا قدرت ساحری کا دیکھ لینا کہ چشم زدن مین کیا ہوتا ہے وہ نامہ دار بموجب حکم افراسیاب
تا ہنجار قریب نخل چنار آیا کیہان اژدر سوار کہکر آواز دی حقیقت مین اک برق چمکی صحرا تاریک ہو گیا معلوم
ہوتا تھا کل نخل کی شاخون مین ہزارہا ماران سیاہ لپٹے ہین کنپھون کو بلند کر رہے ہین جب وہ زہر اُگلتے ہین
نخل صحرا مثل ہیمہ جلتے ہین یکایک ایک اژدر نے بیخ چنار سے سر نکالا یہ بیچارہ نامہ دار تھرا رہا ہے جیسے ہی
اژدر نے منہ مثل غار کھولا گھبرا کر اسنے نامہ دہن اژدر مین ڈالدیا وہ اژدر غائب ہوا بعد تھوڑے
عرصے کے طبقہ زمین کا تھرایا صدا سے ہاہو بلند ہوئی ہزارہا اژدران آتش فشان گوشہ صحرا سے ظاہر ہوئے

ایک اژدر کلان پر ایک ساحر مہیب بشکل عجیب سیاہ فام بدانجام تاج سر پر تاج سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہوئے
پشت پر دو لاکھ اژدر سوار ایک ایک بلائے روزگار بارگاہ میں بھی اژدر آتش فشان پہرے ہوئین آن تا جدا کر
نے نامہ دار سے کہا تم ڈھونڈھ کے بھائی اشرار کو خبر پہنچاؤ کہ ہم آتے ہی شہرہ فیلسر کی شکست دینگے تم لشکر
قلعہ سے نکالو بدولت وقت پر آجائینگے نامہ دار مثل تیر کا چھٹا ہوا یہ عجائب و غرائب دیکھتا ہوا خدمت میں
اشرار خوک سپیکر کے آیا مژدہ آمد کیہان اژدر سوار سنایا اور یہ بھی خبر اسی وقت آئی کہ وقت آخر لشکر
شہرہ فیلسر قریب قلعہ اشرار پہ آجائیگا وہ آتے ہی بلغار کرتا ہے اشرار خوک سپیکر نے لشکر اپنا تیار
کیا بیرون قلعہ آیا کوس بجا آگے بڑھکر فرو کش ہوا بارگاہ میں استادہ ہوئیں بیرون کھیلا باقی تھا کہ صحرا سے
گرد اڑی شہرہ فیلسر پڑے گرد فرسے لشکر بشمار خود پشت مرکب پر سوار سامنے قلعہ کے جو لشکر فرو کش دیکھا
آگ ہوگیا کہا یہ کس بے ادب کا لشکر ہے اس قلعہ میں بھی کوئی نمک حرام رہتا ہے جا کر کہو کہ ادھر شہنشاہ
شہرہ فیلسر ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہ لاچین کو ہم چھڑانے جاتے ہیں تجھے ناگوار ہو خدمت
میں ہماری آکر حاضر ہو ورنہ قلعہ کو پھونک دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملازم نے جا کر اشرار خوک سپیکر
سے کہا اُسنے جواب دیا کہ جا کر کہدو جو تجھسے ہوسکے قصور نکر ہم ملازم شہنشاہ افراسیاب ہیں یہانسے
پلٹ جاؤ ورنہ شہنشاہ نے فوج روانہ کی ہوگی وہ زمین بار نہ سنبھال سکیگی یہ جو جہان تماشا دیکھنے والے جمع کیے
ہیں یہ سب جان بچا کر بھاگینگے تمہاری جان پر بنیگی جو الیسون کے رہا کرنے سے لاچین رہا ہو سکے تو
سلطنت افراسیاب کا ایک رونگٹا بھی ٹیڑھا نہ ہو وغیرہ سترہ سو سردار عیاران طرار ادھر اُدھر میں
کچھ بھی نہیں کر سکتے افراسیاب نے سب کے تئیں چھوڑ دیا ہے اپنی دائی اماں کو بلا لائے وہ سبکو
کھائے لیتی ہیں تم کس شمار میں کس قطار میں ہو بہتر یہی ہے کہ ہٹ کے چلے جاؤ یہ پیام نامہ بر سے جو شہرہ فیلسر
نے سنا بہت تاؤ کھاکر کہا صبح کو سزا اسکی دونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا اشرار نے بھی جواب میں نقارہ رزمی بجانے
کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جب پہر رات گذری ستارہ سحری آسمان پر چمکا اشرار
خوک سپیکر اپنے لشکر کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آیا ادھر سے شہرہ فیلسر لیکر فوج بیشمار
میدان کارزار میں پہونچا دونوں لشکر آراستہ ہونے لگے لیکن اشرار خوک سپیکر گھبرایا ہوا تھا اس ساحر
نامہ دار سے کہتا ہے ارے سچ بتلا سیاہ اس سے کون مقابلہ کرے تیرے ساتھ فوج چلی تھی کہا حضور
کیہان اژدر سوار آئیگا ایک اژدہا اُنکا سبکو کھا جائیگا آپ تو ناحق گھبراتے ہیں اشرار نے کہا یہاں تو

جا نہیں بنی ہو تو پہلے سے ہمسے مفصل کہدیتا ہم بھی شہرہ کے پاس چلے جاتے لڑائی بھڑائی سے بچتے ناحق جلال کہلاتا
سردار بھی سب گھبرائے ہوئے ہیں کہتے ہیں حضور بڑے ظالم سے مقابلہ ہے اسکے تیور تو دیکھیے شہنشاہ
لاچین کا ساختہ پرداختہ ہے بھائی اسکا شہرہ قبلسمر ایسا معزز و مکرم تھا کہ لوح طلسم ہوشربا
اسکے سپرد تھی خود افراسیاب نے اسکو مارا اسپر بھی دست انداز ہونا دشوار ہے اس عرصہ میں لشکر
جانبین کے آراستہ ہوئے شہرہ قبلسمر کہ رہا ہے کہ میں ایسے قادر تا سپاہ گردہ دیتا ہے چار روز لڑونگا
تا بہ افراسیاب کیونکر پہونچونگا یہ کہکے مرکب اپنا اڑایا تو سمیدان کارزار میں آیا للکار کے آواز دی او
اشہرار نمکحرام بد دولت کے مقابلے میں آ ہم بھی ایسے گھوڑے ہیں تیرا افراسیاب خانہ خراب کہ بادشاہ بنا
شہنشاہ عالی کی سلطنت کو مٹایا اب آ اور ساتھ آ جنگ لڑائی معلوم ہو گی اس پر سے کبھی تجھکو لڑونگا
اشہرار نے کہ پیکر لعلین جہانکنے لگا سرداروں کی جانب دیکھا ہر ایک نے سر جھکا لیا بعض نے جواب دیا
ہم حضور شہرہ قبلسمر کے مقابلے میں نجائینگے انصاف کیا شہرہ ہرکس ہر کسے کا کام کیا ہے جو بادشاہ
اصلی ہے اسکے رہا کرنیکی فکر ہے اس سے ہم کیا شمشیر لیکے لڑیں اتنے میں بھی شہدا اور ساحر کئی تنبیہ کرنے لگی
ناگوار ہو شہرہ للکار رہا ہے کیوں نمکحرام ہمارے مقابلے میں نہیں آتے میں خود آتا ہوں اتنے میں
اشہرار نے اپنا گھوڑا پھیر لیا اور دنیا کو ساحر کی کے سپرد کیا ہم نے مقابلہ میں نہیں جاتا لیکن
کہے جاتا ہوں اگر میں مارا جاؤں میرے بال بچوں کا خیال کیجیو یہ خدمت میں افراسیاب کی بجا لاتا ہوں
حضور کی خیر خواہی میں اشہرار جنگ کے پیکار گیا افسوس افراسیاب نے کچھ نہ کیا یہاں بیٹھا
بیٹھا رہا میں جانتا تو قلعہ کو خالی کر کے چلا جاتا کوئی بادشاہ ایسا ساتھ میں کس کس سے مقابلہ کرونگا آج
کی باتیں لوگوں سے کر رہا ہے میدان میں نہیں جاتا شہرہ للکار رہا ہے ادھر ہمرا آتا نہیں تمام فوج اسی پر آ
ہے کہ چہار جانب سے گھیر لیں قلعہ کو لوٹیں ہزار ہا ساحر سوا شہرہ کے ساتھ آئے ہیں سب نے
صلاح کر لی ہے کہ جب تک یہ غالب آئے ساتھ دو دشمنوں کو مار و حرصہ اتارا ہے جب یہ شکست کھائیگا نکل جائینگا
جو اسطرح کے ساتھ میں وہ چاہتے ہیں جنگ مغلوبہ ہو ہمارا مطلب ہو تو یا گھر چلے سہارک وہ گھر چلے
سلامت یکایک آسمان پر لکہ ابر سیاہ اٹھا تمام صحرا تاریک ہو گیا اس ابر سے شعلے نکل رہے ہیں جل جل کے
صحرا جل رہے ہیں پہاڑ تھرا اٹھے بعضوں کو اس ابر کے دیکھنے سے غش آ گئے بعضوں نے کہا لو بار ہو بلا
عظیم نازل ہوئی شاید افراسیاب کو کچھ غصہ آیا اسنے کسی ساحر زبردست کو بھیجا اللہ بچائے یہ ورد

بادشاہ عالیجاہ ہو جب اُسنے لاچین ایسے کو پکڑ لیا اسیان شہرہ کی کیا حقیقت ہے انکو آتش قہر و غضب
مین جلا دیگا اپنی والی امان سے کہیگا وہ جہیر پہاڑ کر کہا جائینگی ابرشق ہوا دیکھا کیہان اژدر سوار
مع دوالکہر ساحران غدار ہر ایک اژدر آتش فشان پر سوار اژدرون کے منہہ سے شعلہ ہائے آتش نکل
رہے ہین جب دم کہینچتے ہین نخل اُکہڑ کر منہہ مین چلے جاتے ہین زمین تہرانے لگی اتہوا شرار خوک پیکر
پہول گیا کہا لو مددگار ہمارا آپہونچا کیہان کا اژدر بازمین پر آکر اترا ساتہہ والے بہی زمین پر آلیے تمام
صحرا اژدران سیاہ سے معمور ہو گیا زمین سے چنگاریان نکلتی تہین اژدرونکی پہنکار سے صحرا کرۂ نار ہو رہا
تہا اشرار نے بڑہکر کیہان کو سلام کیا کہا حضور کے انتظار مین ہین میدان کارزار مین نہین گیا دیکہیے
شہرۂ قبلہ سرکشی دکہا رہا ہے میدان کارزار مین بلبلا رہا ہے یہ سنکر کیہان نے اپنے اژدر کو بڑہایا اور
کو نشگاف کیا او شہرۂ قبلہ غضب افراسیاب سے ڈر ساحری و جمشید تو اسکے مقدمہ مین دخل
نہین دیتے ہین خداوند لقا جاگتی جوت کا خداوند ہر یزدان شہنشاہ آیا ہے اسکی خلافت مین سالہا سال
سے فروکش ہوا نیردہ توجہ بہی نہین فرماتے اب تک ہمارے ملاقات کبہی نہ کئے تیری کیا حقیقت ہے ناحق
کی شہرت ہے پس پلٹ جا ملک مین جاکر بیٹہ عمدہ سلطنت کو غنیمت جان والی امان شہنشاہ کی اسا
نماروی طلسم کشا کو چیر پہاڑ کر کہا گئین ہرچ و مرج و بہار سر پیٹ رہی ہین توت کہان کا رد ہو استخوان
کو کب جاکر طلسم نور افشان مین چہپے ہین بڑے بڑے ساحران جلیل نام سے افراسیاب کے
کانپتے ہین تیری کیا لیاقت ہے یہ سنکر شہرۂ قبلہ گالیان دیتا ہوا چلا جا نہین سے کو لے چلنے لگے
زمین کانپنے لگی ہاسے ابر سیاہ ظاہر ہوئے وہ گہڑی کا ل دونون مین ستیزہ جاری غالب و مغلوب ثابت ہوتا
ایک مقام پر کیہان نے اژدر پر تازیانہ مارا اژدر نے اک چیخ ماری پہاڑ ہل گئے اژدر نے سانس لیکر دم
کہینچا سب نے دیکہا کہ شہرہ زمین پر گرا کہینچتا ہوا چلا جاتا ہوا دیکہو کیہان اژدر سوار نے زہر
اُگلا ہمیان شہرہ کا بل نکل گیا لیکن شہرہ کہینچتا ہوا تا بہ دہن اژدر پہونچا قریب تہا کہ اژدر نگلجاوے
لیکن شہرہ بنام سامری کہکر اُٹہا دونون ہاتہہ کلہ اژدر مین ڈالدیے اژدر کے جبڑے کو چیر کر پہینکدیا کیہان
کو دکر الگ ہوا شہرہ نے کہا اب بہاگ کہان جائیگا ہمین سمجہہ لیا تہا کہ تجہکو سحر اژدر پر بڑا ناز ہے اب میرے
ہاتہہ سے بچکر کہان جاتا ہے تیغ کہینچ لی کیہان نے بہی تیغ ہاتہہ مین لی وار کے مارے اُدہر کی نظر نے دیکہا کہ ہوا سا
الگ اٹہتا چلا آتا ہے جو اربعا شب سے بلو کرتا ہے جو تار ہے جلنے لگے سامری و جمشید کی صدائین

بلند ہے جواس کل خود لپیٹا اشرار جوک پیکر نے جو دیکھا کیمان اژدر سوار ہٹتا چلا آتا ہے شمشیرہ فیلسم بخوف
سحر ہر وکر دیتا ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہے کہ کیمان کی گردن پر ہاتھ ڈالدون مشکین باندھلون اشرار
نے شیشہ پر سے آگ کے گولہ مار کر کئی سوار شمشیرہ فیلسم کے مارے گئے شمشیرہ نے پلٹ کر کہا او نامرد میرے لشکر کا
کو بچا دیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا جا پاتا تھا اشرار نے ٹکڑ کھا کر کہا کہ شمشیرہ بیترا یدالکہ قریب آیا
اشرار کی گردن لی ہے چند اشتہ سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی شمشیرہ فیلسم نے اشرار جوک پیکر کو چیر کر پھینک دیا
ساحران قلعہ اشرار کے بیہوش اڑ گئے غل ہوا کہ آقا ہمارا مارا گیا تمام میدان تیرہ و تار ہوا صدا سے فریاد
فریاد بلند ہوئی یہ غل مچا تھے کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر آواز آئی کشتی مرا نامم من اشرار جوک پیکر بود افسوس
ہر دو یکم و جان دادیم و بطلب خونم رسید کیمان اژدر سوار نے جو پلٹ کر یہ معاملہ دیکھا کلیجے پر چوٹ لگی
گھبرا کر کہا یارو یہ ملعون فیلسم بڑا زبردست ہے حقیقت میں قبل سنت ہے اسکی ہیبت سے ساحری و تشنید
بچائیں دیکھو ہزار ہا اژدر سوار مارے گئے بعض نے کہا حضور ایسا نہوتا یہ شمشیر دست کا ہیکل ہوتا برا سے
مقابلہ افراسیاب ہوتا ہے ہمیں ہم ایسون کا مقابلہ کرنا بالکل بیکار ہے نکل چلو بھاگ جائیں بجا ڈالئیے کو پاس
افراسیاب کے ہو بچا ڈ اس خباثت کو وہی رو کیگا مرا پایا اسکا سحر سے معمور ہوا ایسے سے مقابلہ کرنا
سراسر عقل کا قصور ہے البیان قاعدہ قلعہ کیمانہ بھاگے ملازم کیمان اژدر سوار نے صحرا کا راستہ
لیا کیمان ایک ایک کو پکارتا ہے ارے یارو لاڈان اشرار جو بھاگے کیا انکا افسر مارا گیا ہیں تمہارا سر ہیت
ہون شمشیرہ فیلسم سے زبردست ہون جمع ہو کے لڑو افراسیاب بہت آزردہ ہوگا ہر چند چیختا ہے کوئی
نہیں سنتا شمشیرہ فیلسم نے بڑھ کر علم فوج بھی قلم کیا نشان کا گرنا تھا نشان شکست تھا علم ہاتھ نامردوں
گرادو سے شمشیرہ فیلسم نے سحر کیا برق چمک کر گری کیمان اژدر سوار کا سر بھی زخمی ہوا یا آواز آئی
فوج کو ترغیب دیتا تھا خود ہی بھاگا کا چاہتا ہے پاؤن سرپر رکھون مگر اس زبردست سے مقابلہ نکرون شمشیرہ فیلسم
بڑا دیا آ پڑا ان سب نامردوں کو بڑا لوٹ لیے اوپر سے اسکے ساتھ بہت آگئے ہیں سرداروں نے کہا قلعہ
اشرار پر قبضہ کیجیے اسنے کہا اب عرصہ ہوتا ہے دل پر اسے شہنشاہ لاچین روتا ہے حسد ان
افراسیاب مارا جائیگا کل خسما جنگ زار خدمت میں آکر حاضر ہونگے اب اس قلعہ پر توجہ کرو کیمان
کے تعاقب میں چلو چلو اب تو حفاظت ناظرین ہو کہ کیمان اژدر سوار زخمدار بھاگا گا ہوا جاتا ہے فوج
بھی ہمراہ ہے افسر کو عالم یاس جہاں بیٹا کھڑا کا گھبرا کر کہتے ہیں حریف آگیا اس گھبراہٹ میں بھاگے

ناز تو تم پر قلم کا سر بھی خم ہو جائیگا ‏ جب میان یار کا مضمون رقم ہو جائیگا

خط مسطر جادۂ راہ عدم ہو جائیگا

دور دے سے دورۂ رنج و الم ہو جائیگا ‏ عیش کیا سامان جنت کا بہم ہو جائیگا

مرتبہ کیا سیر کوثر کی قسم ہو جائیگا ‏ سیکڑوں جس وقت ساقی کا کرم ہو جائیگا

پورا جام گدائی جام جم ہو جائیگا

جائیگا گلگشت کو جس دم مرا غنچہ دہان ‏ چاہ سے اسکی دل بلبل لپیٹیگا بیکران

بوسے لیگا نقش پا کے ہر درخت باغبان ‏ جب چلیگا باغ مین تن تن کے وہ سرو روان

طوق قمری کی روش شمشاد خم ہو جائیگا

مسند سلطان بنیگا تجھ گدا کا بوریا ‏ جا سے نالہ نکلیگا بہتو سے ہر دم قہقہا

غم ہمارا عیش سے ہوگا سبدل دیکھنا ‏ پھیر دیگا دن ہمارے جب مقلب دہر کا

داغ افلاس اپنے سینے مین درم ہو جائیگا

سیر کرنے چلتے ہو ہر دوست کرتا ہے سوال ‏ کچھ نہین نازک مزاجی کا مرے معلوم حال

مجھکو فرقت مین خوشی ہونے سے ہوتا ہے ملال ‏ جاؤن کیا لیے یار ہوگا باغ میدان قتال

سرو آگے لشکر گل کے علم ہو جائیگا

بل نہ دے ہر دم ذرا مار سیاہ زلف کو ‏ زہر ہے اچھا نہ لا مار سیاہ زلف کو

اب ہٹا بہر خدا مار سیاہ زلف کو ‏ یون نہ ہونٹھون مین دبا مار سیاہ زلف کو

اے پری چشمۂ حیوان مین سم ہو جائیگا

آنکھ بدلی قدر سے دیکھا مین رو کر جب ہوا ‏ اب چھڑی اشکون کی بندھنے کی نہین یہ کھلگیا

سرخ ہے قوس قزح کیطرح ابرو یار کا ‏ سینہ کے پھٹنے کی علامت ہے شفق کا پھولنا

لال وہ تجھپر پوار ونا بھی کم ہو جائیگا

دیکھ پائیگا کف رنگین اگر وقت سحر ‏ پھر خورشید چھپ جائیگا اور شک قمر

چال مین ہنسکر کہا سنگ رہ دن کو گہر ‏ ہے یہی رنگت حنا سے پاے جانان کی اگر

پنجۂ مرجان ہر اک نقش قدم ہو جائیگا

حال رنگ باغ کا فرقت مین سب جائیگا کھل
عندلیب و سرو و قمری کا تو ہو جاویگا قتل
باغبان کا سر پھرا دیگا گلو نکا شور و غل
تو نجائیگا اگر گلگشت کو اے رشک گل

داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہو جائیگا

عکس صورت کا غضب چھپا ہوا ہے مہ جبین
جھوٹ مین کہتا نہین یہ بات کر اسکا یقین
ہر چند لیکن شاد تھا ہر عالم مین حسین
بیر سے دل سے تیری صورت جدا کیا ہوتی نہین

آئینہ بھی صاف پر لے سے مجسم ہو جائیگا

مشک نافے تیرے لکھنے ہین قرطاس پر
مشک عنبر ہو گی حرفون کی سیاہی سر بسر
تا سنبل سان خط سطر بھی آئینہ نظر
گیسو سے جانا نکے لکھونگا تو نہین مضمون اگر

خامہ میرا رشتہ مو قلم ہو جائیگا

دشمنی کی تجھ مین عادت ہے ہر اک سے ہوشیار
تو ہے حاسد کچھ نہین در کار تجکو زینہار
پھول ہو جائیگا تجھسے ہے یقین پانوکا خار
رشتۂ دست اے آسمان تو نہین مجھے زار و نزار

فربہی جب تجھسے جدا ہو نکا ورم ہو جائیگا

موت ہر اک دہر مین پا سکے گا تلخ ہے یہی
خوش نہین کہنا تیرا آسکے گا تلخ ہے یہی
صورت آباد غم کھا سکے گا تلخ ہے یہی
شکر و شکوہ ہو سو جائیگا تلخ ہے یہی

دوست دشمن کا وجود اکدن عدم ہو جائیگا

شعر مرصع خیال سخن آفرین و سخن رابکری نشانہ آجنین ید کو ہر آبدار سخن کو نسب گوش سامعان مدہوش
کرتے ہین افراسیاب جادو حال شہر ظلمستنکر بہت جھنجلایا فوج ذکو روانہ کی حیرت جادو نے کہا اے
شہنشاہ سب ہمارے دشمن ہو کے جاتے ہین یہ ملک اطلس گلگون پوش شل مار سیاہ زمین سے
بلبلا کے نکلا ناحق ہمارا دشمن ہوا شہرۂ فلسطین کو بھی جوش آیا افراسیاب نے کہا ان سب کو سزا سے
معقول دونگا اب اسد نابکار ایسا جوان مارا گیا ساحر بھی و جمشید چھوٹے ہوئے سب ہی لکھدئے گئے
تھے اسد غازی باید دولت کا قاتل ہے سب نے جھوٹ لکھا واقعی امان چیر پھاڑ کر کھا گئین بڑا خوف
تھا جو طلسم کشا کا تھا اور مین کسی سے خائف نہین ہوتا ان سب کو ایک دم مین مٹا سکتا ہون اتنا کہہ رسید اور
روانہ کیا تو دیہی اسکے واسطے کافی ہے جسدن ملک اطلس میدان مین نکلیگا واقعی امان چیر پھاڑ کے

کہا جائیگی یہ کہکر افراسیاب برائے ملاقات تاریک شکل کش آیا چالیس سرداران لشکر مہرخ اسکے جو مین
کے قصر مین قید ہین بیہوش مدہوش پڑے ہین سحر تاریک شکل کش مین مبتلا افراسیاب نے آکر
تاریک کو سلام کیا تاریک نے گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا کچھ حال شہرۂ فیلسر بھی دریافت
ہوا افراسیاب نے کہا گیہان اژدر سوار کو با دولت نے روانہ کیا ہے سر لیکر آتا ہوگا تاریک
نے کہا اچھا افراسیاب گیہان شہرۂ فیلسر پر غالب آئیگا طریقہ سے معلوم ہوتا ہے شکست فاش
کھائیگا افراسیاب نے کہا نہین دائی امان وہ ایسا نہین ہے تاریک نے کہا تیرا غرور نہین
جاتا افراسیاب نے کہا مین کیا کسی سے یا یہ کمی کا رکھتا ہون اگر شہرہ یہان آئیگا تو بڑی جوتیان
کھائیگا تاریک نے کہا اچھا افراسیاب زمانہ انقلاب ہے دل کو پیچ و تاب ہے تیری خاطر سے
مین نے کمر باندھی طلسم کشا کو دم مٹا چکی لیکن جب خیال کرتی ہون ستارہ گردش مین ہے فلک کجرفتار
گردون غدار طلسم ہوشربا کے مٹانے کی کوشش مین ہے افراسیاب نے کہا دائی امان فال
بد منہ سے نہ نکالو تاریک نے کہا تیری خاطر مجھے منظور ہے جا کر طبل جنگی بجوادے کل خاتمہ کر دونگی
سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگی افراسیاب بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا خوشی مین طبل جنگی بجوایا
جواسیسان لشکر اسلام خبرین لیکر چلے گئے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر تمام سرداران نامدار غازیان
شہور شعار اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین خدا جانے ایک فکر مین گئے ہوئے ہین حضرت قران نے برق
کو ساتھ لیا صحرا مین کچھ صلاح کر رہے ہین چالاک بن عمرو ملکہ مہرخ سے کچھ صلاح کرکے الگ گیا ہے
دربار عیارون سے خالی بارگاہ مین سناٹا ہر خورد و کلان خاموش خوف جان رقت کا جوش ملکہ
مہرخ فرما رہی ہین ہفتہ کا وعدہ گذر گیا یقین ہے طبل جنگی بجے بہار و غمخواران عرض کر رہی ہین
حضور لا الہ کہو بلا کے مرجائینگے کہا تک صبر و جبر کرین طلسم ہوشربا فتح ہوگا ہم بہت عیش و آرام
اب ندیکھینگے باتون پر بہار کے حضور کو ہچکی لگی ہے کوئی سرد و کوئی مدہوش کوئی رنجیدہ کوئی غمگین کوئی
ملول کوئی حزین ہجوم غم و یاس ہر گلعذار اداس آواز نوبت و نقارہ کی کان مین آئی ملکہ مہرخ نے
اٹھا کر یا عیاران سے فرمایا دریافت کرو کیسا نقارہ بجا ہے یا عیاران نے عرض کیا ہرکارے وہان
حاضر ہین خبر لیکر آئینگے یہ ذکر تھا کہ جواسیسان لشکر اسلام غمزدہ دل دردمند دونون بھائی جہرند و مہرند
سامنے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے نظم

صاحبا عید بر تو میمون باد | عید نیز از رخت ہمایون باد | ہر ثنائے کہ لائق تہنیت است
ہر روز و شب تو مرہون باد | آستانت پناہ دوران است | آستینت کلاہ گردون باد
امتناع حصول شوکت تو | نشتر سینۂ فریدون باد | انقطاع حیات دشمن تو
جوہر دشنۂ شب خون باد

عرض کی حضور افراسیاب نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو پھر غصہ آیا تاریک سے کہلا بھیجا اس ملعونہ کو اب تاب نہیں ہے ملکہ مہرخ نے حکم دیا طبل جنگی بجے انشاءاللہ مقابلہ کرینگے طبل جنگی تو بجا مگر ملکہ مہرخ نے طرف آسمان کے دیکھکر عرض کی اے رحیم کریم نظم

اے تو قائم بوجود اصل ہر موجود ما | وی ز نور روشن چراغ گوہر مقصود ما | چون ضمیر طینت ما تاب حسرت کردہ
ہم بلطف خویش گردان عاقبت محمود ما | خواہ از لطف و کرم خواہی بر ہمہ بانگ | ہر کجا سجدہ کنی آنجا توئی معبود ما
نالہ ہا سے دل سحرگاہے کہ بیحد و دو آہ | نیست ممکن صیقل آئینۂ مقصود ما | نیستے تحقیقی ز سیل اشک کز سوز جگر
شعلہ سر میزند در راہ دردآلود ما

اے کریم کارساز اے مالک بے نیاز مشکل کو ہماری آسان کر اب تاب صبر و جبر نہیں باقی ہے ملکہ مہرخ نے دعا کی سرداروں نے آمین کہی اسوقت دربار میں عجب کیفیت تھی ہر سردار کی آنکھوں کے نیچے موت پھر گئی ہر کسی کو یہی یقین تھا کہ اب زندہ نہ بچینگے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا فرمایا اے سرداران نامی بجز اول یہ جا ہتا ہے کہ آخر پر آپ لوگوں کی صورت دیکھیں لیکن دربار اسواسطے برخاست کیا کہ آپ لوگ جاکر اپنے اپنے سحر تیار کریں حوصلہ دل میں باقی نہ رہا ہے میں نے بھی ہوم خانے کو حکم دیا ہے ملکہ بہار سرخ مو کا ہاتھ تھام کر اٹھیں سب سردار بارگاہ سے نکلے ملکہ مہرخ نے سبکو رخصت کیا ملکہ بہار جب اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچیں سرخ مو نے کہا لو اب بہار رخصت ہوتی ہیں بہار نے محبت سے گلے میں ہاتھ ڈالدیا کہا اے سرخ مو ہم تم سے زیادہ پریشان ہیں آؤ ملکہ پھر ہماری بارگاہ میں ٹھہر جاؤ پھوا شعر تہنیت تبان اس دل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہو سرخ مو نے ملکہ بہار کی بلائیں لیں کہا حضور آپ دربار میں تھیں ہم آپکے ملازم تھے یہاں بھی تابعدار ہیں ہر چند کہ اپنے ملک کے تاجدار ہیں آپکے خدمتگزار ہیں ملکہ بہار سرخ مو کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئیں سرخ مو نے دیکھا بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہے لیکن بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے گلدستے چنے ہوئے ہیں خوشبو آ رہی ہے سرخ مو نے دیکھا ایک کاغذ لپٹا ہوا رکھا ہے بہار اور بہار نے بہت چھپایا لیکن سرخ مو نے وہ کاغذ اٹھا لیا

اسکو کھولا دیکھا ایک تاجدار کی تصویر کھنچی ہوئی ہے چہرہ آفتاب عالمتاب زلفین خلیلی مین پیچ و تاب آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی چہرہ پہ بحالی شوکت و شان سطوت و صولت مثل چاکران کمر بستہ ہمراہ سراپا مین جلالت لیاقت قد سرو باغ جنت سینہ تختۂ نور پیشانی لوح بلور سلاح تمام ذات پہ آراستہ تیغہ برق تاب زیب کمر پشت پر مثل قرص قمر ڈھال پہ کمان کیانی کی عجب شوکت و شان ترکش کہکشان نشان مین تیر دلدوز مرکب صبا و دم پیران صاف ظاہر ہے کہ طارہ کھیرا جاتا ہے سرخ مو نے تصویر کو دیکھکر کہا ملکہ بہار جادو یہ کس شہنشاہ عالیجاہ کی تصویر دلپذیر ہے ملکہ بہار نے تصویر سرخ مو کے ہاتھ مین سے لیلی کہا ای سرخ مو شعر نیست کہ خون کردہ و دل بردہ نیست را بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسرا در یہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ سعد بن قباد والا نژاد کی تصویر ہے ہماری بربادی کی تدبیر ہے کیفیت دگرگون ہو چکی اب کون زندگی کی صورت ہے

نظم

مژدہ رخصت سنا دل کھل گیا آزار کا
لے گیا ساغر ہزار شیشہ جیکر دلدار کا
دیکھ کر سودا بار کھر آئین ہے پیہ شوق سے
تھم نہین سکتا ہے آنسو روزن دیوار کا
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو انکی زلف پر
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
ایک عالم ہو دل دیوانہ کا اپنے کھیم

آ گیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا
چھا گئی ہین آرزو مین میری تجھکو یار کا
اتنے میں ایسا ہوا عالم مزاج یار کا
تجکو ای واعظ سبا رکھ ہو یہ ایسا غرور
پہنیر ہے ہو گیا چھالا زبان یار کا
کارہا سے قلب سوزان آگ کھائی تو سہی
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

ایدل مشتاق شوق بوسہ لب یار کا
کیا شگاف سینہ روزن ہے ترے دیوار کا
بار غم پہ ہے میری آنکھ پہ نوبت ہوئی
مین نہین کہتا ہون سودا جبہ و دستار کا
آنکھ مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
دیکھ لینگے جو صاحب ہم سرخ آتش خوار کا
اس سوز و گداز سے ملکہ بہار نے ان

اشعار کو پڑھا سرخ مو سے کاکل لیتا آنکھوں مین آنسو بھر لائی کہا ای ملکہ بہار حقیقت مین تمنے صدمہ عظیم اٹھائے مگر افسوس ہے بادشاہ جمجاہ کو کچھ تمہارا خیال نہین کبھی کوئی نامہ و پیام نہین آتا وہ تو بادشاہ لشکر اسلام صاحب اختیار ہین کیا تمہاری طرح مجبور و ناچار ہین بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای سرخ مو خدا اس تاجدار کو سلامت رکھے پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردارون کے افسر جرأت مین سب سے بہتر مقابلہ لقا لعین سے اکثر ہے جا نثاری سرفروشی یہانتک ساحر بڑے بڑے جاتے ہین انکا اتفاق عیارون سے کام لینا بڑے بڑے پہلوانون کو شکست دینا تم بھی بخوبی جانتی ہو کہ راہ طلسم ہوشربا بند ہے اس تیر شمشیر جرأت کو ربط و ضبط نہین ہے جبیرۂ صاحبقران رشتہ دار نوشیروان صاحب

ونسب سعد بن قبا د لقب وہ کسکو سمجھین ذکر نہین کرسکتی راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین تشریف لائے وختر شکایت وحکایت کھلا ای صبح سو اس شب کو یہی جی چاہتا تھا کہ جا کر قدمبوسی کرا قدر لیتی عرض کردون کہ اب ہماری حاضری غیر ممکن ہی لیکن خوف آتا ہی اگر راہ مین کسی بلا مین پھنسی یہان بدنامی ہوگی دشمن کہینگے بہار نے جان بچائی اس باغ پُر بہار سے نکل بھاگی نہین جا سکتی اُس بلا مین پھنسی ہین کہ ہرگز نہین ہلا سکتی جو لطف محبت دل مین بھرے ہین ای صبح سو کس زبان سے کہین نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر کرون منت عشق
لیگئی جب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
کسطرف جائین کہان اُٹھکے بیٹھین عاجز ہین
ایسا تھا مجھ مین کہان دم یہ ہی طاقت عشق
حسن کی دید کرون مین نہ کبھی آنکھ کو بند
رہ نہین آپ مین طاری ہی بہت غفلت عشق
خوبصورت جو زمانہ مین ہین برباد ہون
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق
خوب ہی روز ازل قطع ہوا تھا یہ لباس
دھون اب لیکے کہان جائے مجھے شدت عشق
کیا مزا اسمین ہی ذلت کے سوا ای مطلوب

دیکھا جسمین نظر آئے مجھے حضرت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
جس جگہ ہم گئے موجود ہوئے حضرت عشق
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہے
مجھکو آئینہ بنا دیگی اگر ای حیرت عشق
تلخ کامی کا فراقسکے مقدر مین ہوا
یا خدا اُنکو دکھا نہ کبھی صورت عشق
ٹکڑے کرین خوب ہی کھلوائین مجھے کلیون کی
جسم خاکی پہ مرے ٹھیک سا ہوا خلعت عشق
بڑھ گیا ہی خفقان مین نہین قابل اسکے
خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

فخر سے سر کے قدم جو مرے مجنون آیا
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی شہرت عشق
ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھائے صدمے
دل غنی ہو مرا ہی پاس مرے دولت عشق
کیون پلاتا ہی مجھے جام شراب ای ساقی
بس انھین تحفون کو اللہ نے دی نعمت عشق
رات دن مین جو جنون مین رہا کرتا ہون
داد تھی آپسے امید یہ ای حضرت عشق
مدتون لے کے پھرایا ہی بیابانون مین
مجھپہ احباب لگاتے ہین عبث تہمت عشق
اسقدر یار رہی اشکون کا تار

بند ہوگیا ہچکی لگ گئی صبح سو سے کا کل کشا نے بلائین لین کہا ای ملکہ بہار تمھارا جوش دیکھکر کلیجہ الٹ گیا لیکن تم چلی جاؤ جا کے ملاقات کر آؤ ایسا نہو کہ دشمنون کی روح جسم سے نکل جاسے یہ لڑائی تو اسی طرح سے رہیگی یہ نہین ممکن ہو کہ کل آ جاؤ خیر ہم شہنشاہ سے کچھ حیلہ کرینگی کہدینگے ملکہ بہار کوئی سحر تیار کرنے گئی ہین ملکہ صبح کے مزاج مین یہ بات نہین ہی کہ ہم مرتے ہین تم بھی ہمارے ساتھ مین مرو انھون نے اکثر یہی فرمایا صاحبو اپنی جان بچاؤ طرف لشکر صاحبقران کے نکل جاؤ دیر تو ایک دن ضرور ہوتا ہی کہ صاحبقران زمان طلسم ہوشربا مین تشریف لائین ہم سب کیخون کا سعادتمند لین ہمارا خون بالا بالا نیچا ئیگا ایک دن رنگ لائیگا بہار صبح سو مین عرصۂ دراز تک یہی باتین رہین صبح سو نے بہت بہت کہا ای ملکہ بہار تم جا کر بادشاہ

جمپاہ کو دیکھو آؤ بہار نے قبول نکیا مگر سرخ مو نے یہ دیکھا کہ آج رنگ روے بہار بہت متغیر ہو صاف
ظاہر ہوا اس باغ مین خزان آنے کو ہی غنچۂ خاطر ناشگفتہ گل عارض مرجھائے ہوئے سرخ مو کا دل نہ چاہتا
تھا کہ پہلو سے بہار کے اُٹھے لیکن دیکھا کہ بہار اب تنہائی چاہتی ہی دریاے عشق موج زن ہی ہجوم رنج
ومحن ہی اب یہ تنہائی مین دلکو غمسے خالی کریگی تنہا بیٹھکر ٹھنڈی سانسین بھریگی سرخ مو سے کاگل کشتہ
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی ملکہ ہلال سحر افگن ہمشیرہ سرخ مو برا سے ملاقات آئین ہلال نے دیکھا
سرخ مو رو رہی ہی نہایت بیقرار اشکبار گھبراکر ملکہ ہلال سحر افگن نے پوچھا کیون ہمشیرہ خیر تو ہی سرخ مو
نے کہا بوا یہ تو ظاہر ہی کہ ہم تم سب گور مین پانؤن لٹکائے بیٹھے ہین جلاد فلک درپے آزار ہی تقدیر کے
سامنے تدبیر بالکل بیکار ہی لیکن آج بہار گلعذار کا عجیب حال دیکھا گرفتار دام محبت عاشق جمال
بادشاہ باشوکت اسطرح کے اشعار اسوقت اُسنے پڑھے اور کلام دردآمیز زبان سے کہے ایک ایک فقرہ
تیر دلدوز تھا جگر کو مشبک کر دیا خانۂ دلکو غم والم سے بھر دیا چہرے کو اُسکے اسقدر اُداس پایا خدا
کل اُسکی جان بچائے آمادہ ہی کہ تاریک شکل کش سے مقابلہ کرون دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی فراق
بہار سہے نہ اُٹھیگا گلزار لشکر مین سناٹا ہوجائیگا رعنائی زیبائی لشکر مین نہ باقی رہیگی یہ خیال کرکے
دیکھا اُس سے اب صدمہ عشق نہین اُٹھتا اتنی محبت سالہا سال کی فرقت کہانتک ضبط کرے کوئی صورت
ملاقات نہین یہان سر پر آکے چل رہے ہین روز بلا سے توکا سامنا تاریک شکل کش ایسی سے مقابلہ
چالیس سردار قید ہوچکے کاروائی سے خواجہ عمرو کی بچے سیکڑون کافر بکٹکر کھلادیے اسد غازی کے
مقدمے مین وعدہ کا ہی تاریک و افراسیاب کی آنکھون مین پروردگار نے پردے ڈالدیے اپنے مقام
پر یہی ذکر کرتے ہین طلسم کشا کا کام تمام کیا حقیقت مین ضرغام شیردل نے بڑا نام کیا قبل سے
اُس بیچارے نے تدبیر کر رکھی تھی حقیقت مین فرزندان خواجہ عمرو ارسطو و فطرت و لقمان حکمت ہین اگر
ایسا اُسنے نکیا ہوتا قیامت آگئی تھی ہم لوگ لڑائی کے قابل رہتے میدان کارزار مین قدم جمتا امید قوی
دل مین باقی ہی کہ وہ شیر بندہ ہی شل مردکشتہ ضرغام نے چھپا رکھا ہی لیکن بوا ہلال صبح کو ایسی تدبیر ہو
ہم جاکر مقابلہ کرین اچھا جان دین بہار میدان کارزار مین نجائے اُسکی ذات سے گلشن فوج مین بہار ہی
سرخ بھی اُسکی جدائی گوارا نکریگی ہلال سحر افگن ملکہ سرخ مو سے لپٹ کر بہت روئی کہا ہمشیرہ ہما
کس کسکا ملال کرین کیا کیا خیال کرین اجل سر پر کھڑی ہی اپنے نزدیک بہت کدو کاوش کرینگے اُسکے بچانے

ہین کوشش کرینگے آیندہ باغبان قضا و قدر بہار کی حفاظت کرے یہ کہکے دونون بہنین سحر تیار کرنے مین
مصروف ہوئین ہر خیمے مین یہی فکر تھی ہر کسی کو جان و تن کی فکر ہے وہ شب تیرہ و تار لیلی شب نے غم مین اہل
اسلام کے موے سر کھول دیے مین شہنشاہ ظلمات کا انتظام ہے ضیا رہا نہ تابان مفقود تاریکی کی گھٹا
تا زمین تا فلک پر چھا گئی لاکھون صحرا سے صدائے مہیب کا آنا مصیبت و بلا کا سامنا نشان اسے لشکر سرنگون
سحر طلایہ پریشان ہر کس و ناکس کو سکتے کا عالم ضیا سے ماہ تابان کالعدم لشکر افراسیاب مین کمر بندی
ہو رہی ہے ہر طرف سے غول کے غول چلے آتے ہین ہر مقام پر یہی ذکر ہے افراسیاب بادشاہ عالیجاہ
ہو ہمنون کا حال تباہ ہے کل فتحیاب ہونگے بارگاہین خیمے لوٹ لینگے جا بجا آتشبازی چھوٹ رہی ہے ہوائیان
سر کی جل رہی ہین ہر مقام پر صدا ہے یا سامری و جمشید آئی ہے سرما و ابرق طلایہ سے رہتے مین
بالو [illegible] آج شب کو ہر بیچ چاہتے ہین سر طلایہ سے لشکر صحرخ نکلے تو جا پڑین سر طلایہ کو گرفتار
کرین تاریک شکل کش نے جو دھوین کا مکان بنایا ہے اس قصر سیاہ مین تلملی پھرتی ہے جس طرف کسی کو جا
دیکھا نکر جا گرے اٹھا لائی چیر پھاڑ کر کھا گئی اکثر ملازمان افراسیاب کو لگئی وزیر پیچھے بیٹھے و طرف سے
دانی امان صاحب آپکے فرزند کا یہ نمک خوار ہے چھوڑ دیجیے تاریکی نے قہقہہ [illegible]
جہان ہلکو اچھا معلوم ہوا تو پنجہ شاہباز اجل مین اگیا رہائی اسکی دشوار ہے یہ لوگ [illegible]
کرکے انکی لشکرون مین ہنگامہ ہے دوست و دشمن سب ڈر رہے ہین ایک ایک کو یہی خیال ہے ہلکو پکڑا [illegible]
لیجاے اسکا کوئی کیا کریگا مثل مشہور ہے اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مار بیٹھیگا شہنشاہ کی دانی امان
ہین کس سے انکی فریاد کرین اسی تلاطم مین وہ شب تیرہ و تار بسر ہوئی یا پاسبان لرزان و ترسان [illegible]
دسیارگان قمر مغرب مین داخل ہوا کاشانہ مشرق سے شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تیغ ضیا
و شعاع ہاتھ مین لیکر میدان چرخ نیلی مین برآمد ہوا لیکن صاف ثابت ہے کہ لشکر صحرخ زرین خون چہرے سے بہ
ٹے ہوے شعاع سے گریبان تا بدامن چاک نہ چستی نہ چالاک حیران حیران عالم افراسیاب کے [illegible]
مین مصروف حسرت و شدت بالکل موقوف لشکرون مین ہنگامہ ہوا صبح [illegible]
لشکر صحرخ نے دیکھا شب تحم [illegible] صبح مصیبت کا سامنا ہوا رات کو آفت [illegible] قیامت [illegible]
گھبرا کر جوانان شیر دل اٹھے سرداران نامی و ردولت ملکہ صحرخ پر حاضر ہو [illegible]
ل رہا ہے بھائی سے بھائی کہتا ہے آؤ گلے مل لین اب انہی بلا سے سیاہ کا سامنا ہے آج [illegible]

واپس ہونا دشوار افراسیاب جادو وعدہ کر چکا ہے کہ آج کل کا خاتمہ کر دونگا یہ ذکر تھا کہ آمد ملکہ مہرخ
سحر چشم ہوئی حرف ہے نقیب نے بڑھکر آواز دی ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مہرخ تشریف لاتی ہیں اولاً اول چند بلقمان
ماہ طلعت خوش صورت نخاشے کے لوٹے ہاتھوں میں لیے ہوئے اشعار حمد الٰہی زبان پر سامنے سے گذرے ہزارہا کہاریاں
ترکنین و حبشنین تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوئے تخت پر ملکہ مہرخ لیکن اداس پہلے سب سے بڑھکر ملکہ
بہار نے مجرا کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مہرخ نے بہار کو گلے سے لگا لیا معلوم ہوتا ہے جسم میں خون نہیں ہے
چہرہ سفید دل ناامید نرگسی آنکھوں میں آنسو بھرے جیسے ہی ملکہ مہرخ نے گلے لگایا دل بھرا ہوا تھا اشک
حسرت ٹپک پڑے ساتھ چشم چھلک پڑے فرمایا اے بہار کیوں مزاج کیسا ہے آج تمکو بہت اداس پایا بہار نے
سر جھکا لیا جواب نہ دیا ملکہ سرخ سود ملال ہٹ میں دونوں نے عرض کی حضور خدا انجام بخیر کرے شب سے
ملکہ بہار بہت بیقرار ہیں دو پہر رات گئے تک ہمنے سمجھایا اور تصور کیا لیکن سمجھا نہیں سمجھا ایک حال خدا اپنا
فضل شریک کرے ملکہ مہرخ نے سرداروں سے پوچھا کسی صاحب نے خواجہ عمرو کو بھی دیکھا ہے چیزیں دو
پرندے نے بڑھکر عرض کی حضور کوئی عیار لشکر میں نہیں ہے کسی وقت آ گئے گھڑی دو گھڑی ٹھہر کے پھر چلے گئے
ایسا بیقرار انکو کبھی نہ پایا تھا جب انکو دیکھا سر بزانوے تفکر سے آشنا ہے کف افسوس ملتے پایا آج شبکو
بھی برائے چند ساعت تشریف لائے روتے ہوئے کسی جانب چلے گئے نہیں معلوم کس مقام پر ہیں ملکہ
مہرخ نے فرمایا ہم بخوبی آگاہ ہیں کسی تدبیر میں پھرتے ہیں چالاک کوئی مجھا کہیں بیٹھا ہے حسن قران
و برق بھی گھبرا کر لشکر سے نکل گئے واسطے بحال عیاران طرار سحر سے بالکل ناواقف تمارب آہی بیٹھا
سامنا آخر کیا کریں لیکن فکر سے غافل نہونگے یہ فرما ہی ہوئی سواری جلو خانے سے نکلی سردار فرداً فرداً آنے
لگے تخت ملکہ مہرخ کو بیچ میں لیا میدان تک نہیں پہونچی ہیں کہ آمد آمد لشکر افراسیاب شروع ہوئی ناظران
در شہر طلسم ہوش ربا فوجیں ساتھ لیے ہوئے پھریرے جھلے ہوئے نوبت نقارے بجاتے ہوئے آتے ہیں
در بارگاہ افراسیاب بڑے بڑے بادشاہ ہونگا جادو ہر طرف ہے کہ شہنشاہ برآمد ہوا چاہتے ہیں صرصر
صبا رفتار باہر آئی ہیں آمد حیرت وا افراسیاب کی خبر پہونچاتی ہیں فوجوں کے دل کے دل بادل
کے بادل میدان جنگ میں چلے آتے ہیں ساحران افراسیاب اپنی اپنی شوکت و شان دکھاتے ہیں
پردۂ بارگاہ افراسیاب جادو ولعب کرو فراٹھا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگا تمام افسران فوج نے
پرے باندھے افراسیاب آگے آگے حیرت جادو والی مہ جبین نازک اندام گلفام آراستہ و پیراستہ

پہلو میں تخت کول کماریاں ماہ پیکر کاندھے پر اٹھائے ہوئے بڑھوا شہنشاہ برآمد ہوا افراسیاب نے
ہاتھ تھام کر حیرت جادو کو تخت پر سوار کیا سب سردار واسطے تسلیم کے خم ہوئے ماہی مراتب کو جلوہ
ملا کوس سپہ ترق زنجیر سب سامان مہیا ہیں افراسیاب جادو نے اپنی زوجہ کی شوکت بڑھانے کو ہاتھ
پایۂ تخت پر رکھدیا مرکب شبگیں پرند پر سوار خراماں خراماں سواری مثل باد بہاری کے چلی روشن چوکی
بجتی ہوئی پھیروں میں کے شمر کھنچے ہوے چونکہ افراسیاب گل چینی گلشن جمال حیرت میں مصروف
ہوا شہنشا نوازوں نے بڑھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

میری طرح ہیں وہ بھی کسی پر مرے ہوے
سوتے ہیں خشت خم کو سر تلے دھرے ہوے
وہ رند بادہ کش ہیں کہ ہمیشہ برابری
گھونٹوں سے اتنے وہ نہ کسی دن کھرے ہوے
سب سر کف ہیں تیغ کھینچے ہو کون سرخرو
کیا یہ ہرن ہیں سبزۂ مینا چرے ہوے
ڈالی ہوا نے جادے پہ آنکھ اُسسے بارہا
وہ گھونٹیاں ستائیں جو ایسے کھرے ہوے
گرمی عشق دیکھو ہوے تر بغیر غسل
داماں کوہ میں تیغ ہیں بتیمر بھرے ہوے
زیر زمیں بھی کشتۂ جور بتاں قلق

بیٹھے ہیں سر کو زانوئے غم پر دھرے ہوے
خوف خزاں سے سوکھ گئے خار کی طرح
خالی کیے ہیں خم کے خم اکثر بھرے ہوے
سینہ سپر وہ ہم ہیں کہ قاتل نے بارہا
قبضے پہ ہاتھ ہو وہ بتنگر دھرے ہوے
لایا کہے جو اب پیام اور پیامبر
ہیں چاندنی کے کھیت یہ آنکھ چرے ہوے
بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
حمام دل کے ایسے ابتدا بھرے ہوے
فیض قدم سے یار کے ہنگام سیر گل
سوتے ہیں دونوں ہاتھ جگر پر دھرے ہوے

کس حسن سے گذرتی ہے زندان مست کی
جب موسم بہار میں کچھ ہم ہرے ہوے
ٹھنٹے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہیں
نالی کیے ہیں آہ پہ تیغ کھرے ہوے
چشمان یار جو ہیں مستی ہیں کسقدر
کیا گنگنا رہا ہیں تشنہ ہیں اپنے بھرے ہوے
تیغ پھیر کر سر بازار ہم اُٹھے ہیں
دو چار کلیاں ہوئیں کچھ خوش ترے ہوے
خالی ہوے ہیں وہ ہیں اوّل ان جو آہ جنون
سو کھنے ہوے درخت چمن کے ہرے ہوے
افراسیاب جادو دماغ تر تخت پر

معشوقہ نامور نوجوان کو دیکھکر موحیہ و نیز تاؤ دیکھیر تا ہر تاج و ثروت کو ہیچ لیے کہتا ہو اگر ساحری و شمشیر ہوئے
مابدولت کا رعب و دبدبہ دیکھکر روتے یہ دن کسکو نصیب ہوا ہیں حسد او نارو سے زمین صاحب تاج و نگین
گر میں بے نظیر خزانوں میں مال کثیر وزیر با تدبیر سردار صاحب توقیر کیا کیا جاہ و جلال مابدولت لے پائے
بعض صاحبان دل ان کلمات غرور آیات کو افراسیاب کے سنکر کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں آپس میں اشارے
کر رہے ہیں کہ دیکھو یارو کبر و نخوت افراسیاب کا حد سے بڑھ گیا اگر اس نے اس لڑائی کو فتح کر لیا بیشک
یہ دعوی خدائی کریگا ایک تواریخ دان بول اٹھا ای کیا کہیو واہ من قدرت رب اکبر وراہ بزرگی و بزرگی بالذات

تاجوں کا ناز ہے ضحاک ماران ایسا جابر جسنے جمشید جم کو شکست دی ہزار سال سلطنت کی وہ کیا ہوا
کہاں گیا ضحاک ماران کو اژدرِ دنیا نے کھا لیا قبر کہاں ہے نہ نام ہے نہ نشان ہے نوشیروان ایسا بادشاہ
عادل باذل سخی فیاض کیا ہوا لیکن نام نامی اسکا روشن ہے جسنے ظلم کیا بدنام ہوا آخر کیا انجام ہوا دنیا سے
دو قسمے ناکام اٹھا بدعت کا انجام بد ہے ہر بار دیکھا یہی واقعات ان پر بیتے جو کچھ لیے ہیں انکی تدبیر ہو رہی
عمرو بلا کا عیار ہے اطلس گلگون پوش کو لایا ابھی وہ زخمی اسیر ہے جسدن بارگاہ سے نکلیگا نہ ہر بلا دیکھیگا
لی تاریک کو احوال معلوم ہوگا زخمی ہوکر انکو زخمی تو کرچکا ہے جسکو قتل ہی انکے تا دم ہیں ہے اور شاید
اگر ہے چلا گیا لی تاریک کے برابر کوئی دنیا میں نہیں ہے ایک ہے ایک غالب ہے حصول کمال کا ہر
شخص طالب ہے مگر طلسم ہوشربا تمام ہو چکی سب کچھ ہوں تمکن لگا دیا انکے احکام کے خلاف
نہ کا سوال کہا جائیگا افراسیاب کو ایکدن بھاگتے راستہ نہ ملیگا باغ عالم میں اسکا تخم آرزو کھلیگا
غرور کی انتہا ہو گئی دماغ میں اسکے سودا ہے یہ سر ہی نہ رہیگا جسمیں غرور سمایا ہے زمین ذلت میں گاڑ دونگی
کھائیگا ایک جانب ساحران غدار غلغلہ کرتے ہوئے حقیقت میں ہمارا شہنشاہ خدائی کا دعوی کرنے
کے لائق ہے سحر و ساحری میں ساحری جمشید بھی نائق ہے یہ صدائیں سنکر افراسیاب خوش
ہوتا ہے خوشامد کرنے والے قریب صاف کہنے والے بے نصیب اس نعرہ و شور سے لشکر افراسیاب
میدان کارزار میں آیا مقابلے میں ملکہ مہر رخ نے جرے کو جا بالکل سرداران مہر رخ نگاہ پاس سے
آئے لشکر افراسیاب کو دیکھ رہے ہیں حقیقت میں باغ پر بہار نازنینان گلعذار حسین جمیل ملکہ مہر رخ
کی کفیل سحر و ساحری میں بے عدیل اس حال پر ملال میں بھی لشکر افراسیاب کو ذلیل جانتی ہیں
خوشی میں جان دینے کے جیرے کا نشان آمادہ حرب و پیکار ہے سے مقتضی لگے صفیں آراستہ ہوئیں
ایک ساحر ہوادار افراسیاب بڑھا سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے خس و خاشاک
کو میدان سے اڑا دیا ایک نے بڑھکر دریا دلی دکھائی لکہ ابر سیاہ ہو گیا برستا ہوا نکلا سیا چھڑکاؤ
ہو گیا ایک نے تیر برسا کے تخل جو حائل نذر نتیجہ ظلم ہوے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی میدان کارزار
مثل آئینہ کے آراستہ ہوا نقیبوں کو اشارہ ہوا میدان کارزار میں آکے یہ اشعار ناپائداری عالم
خیال کرکے پڑھے اشعار عبرت آمیز

ہرگز بجہان ما نگیم وستا رندار یم	چون جمع زر بہر یاری سر نازندار یم		چون گوہر ناسفتہ از اسباب بیغشت

کھو رہنا تمھین خمار ہے آج	یہ اشعار پڑھتے افراسیاب نے کہا یاد رہے اسکا خیال رکھنا ایسا نہو

والی امان اسکو چیر پھاڑ کر کھا جائین پڑھکر بجانا تھا کہ اُسکے منہ میں کہ بہار ایسی معشوقہ کو کھا جائین قید
رہنے کا بھی تو اقرار کر چکی ہین چالیس سردار قید ہین بعد اختتام جنگ چھوڑا جائیگا سب اطاعت کرینگی بہار
رشک چمن تھوڑی مدت ہی اسکے گرفتار ہوتے ہی اصلاح کا پیام آئیگا اسی نے سب کو روکا ہے یہ کہتا ہوا
افراسیاب آگے بڑھا بہار قریب اُس زنگی سیاہ رو کے پہونچی زنگی نے گولہ مارا بہار مسکرائی
گولہ جھٹکار اُلٹا پلٹا قریب تھا سینہ پُر کینہ اُس زنگی پہ پڑے وہ بیچا جست کرکے بلند ہوا گولہ خالی
گیا دور جا کر گرا اور کئی ساحران افراسیاب کے سر پھٹے تاریک نے زنگی کو للکارا دیکھیا
غلام بد انجام جلد اسکو گرفتار کرکے لا کہ گرم کرون زنگی جھپٹا بہار نے چھو کر گلدستہ ہلا
غبار زر دبلند ہوا پھول برسنے لگے ہوا سرد چلی غنچے مسکرا کے سیتے تالیان بجانے لگے
شاخون کو وجد ہوا غبار نے گل صحرا کو گھیر لیا کچھ معلوم ہوتا تھا لیکن تاریک مشکل کش باتوہر
بہار کا تماشا دیکھ رہی تھی افراسیاب نے طعن کرکے کہا کیون جھو کرے محبت میں اسکی گلعذار
ملکہ بہار کو یہ سحر ہاے رنگین تعلیم کیے ہی باعث زوال بوستان طلسم ہوش ربا ہوا افراسیاب
نے کہا اے مادر مہربان کیا کہون اسکی جدائی بہت شاق ہے اس بو سے خوش کا دل تردد منزل
مشتاق ہے میدان کارزار میں ہوا سے سرو سحر بہار سے چل رہی ہے وہ جوان زنگی جھوم رہا ہے زمین
سے پھول اُٹھا کر سونگھ رہا ہے لیکن حیران و پریشان سمت بہار نگران بہار جاتی ہے یہ معلون
بخوبی مبہوت ہو سے تو اسی کو اشارہ کرون کہ جا کر تاریک سے مقابلہ میں مصروف ہو وہ تاریک
پر جا کے مین جان بچا کر میدان سے مثل بو سے گل نکل جاؤن لیکن تاریک افراسیاب سے
بات کرکے شراب پینے لگی ایک قرابہ اُٹھا کر دہن سے لگایا غٹ غٹ پی گئی ڈکار لی منہ سے
دھوان نکلا غصہ میں پکار اُٹھی ارے کچھ گزک بھی حاضر ہے دوسرا غلام زنگی کہ سر پہ تاریک کا
کے مگس پرانی کر رہا تھا دست بستہ عرض کی اے سردار ساحری پرستان اے فخر ساحران جہان
صبح کو دس آدمی نہاری کے حاضر ہوئے تھے حضور نوش فرما چکین اب کوئی پارچہ گوشت حاضر
نہین ہے یہ سنتے ہی تاریک کی آنکھون مین اندھیرا آگیا مثل ابر گرجی طرف جنگل کے دیکھنے لگی آوارن
وحشت ادبار و مسافر آفت کے مارے مصیبت مین گرفتار بیچارے کہین جاتے تھے تاریک

بحر و بر مرقوم آمد فوج ساحران کی دھوم جب علمدار سامنے سے گذر گئے تو چہار دستہ بادہ جرا
سے بیست مرکب باد رفتار پر سوار سرداران صف شکن ہیں و لباس سلاح جنگ سے آراستہ قلب فوج
میں تخت یاقوت نگار اسپر جمشید بن کوکب نامدار پہلو کے تخت میں صفدر و صف شکن برہمن
رو دہن تن صاحب جاہ و توقیر قوت بازو کے کوکب روشن ضمیر پشت پر فوج ظفر موج برہمن
نے لشکر کو ایک جانب روکا مرکب باد رفتار کو صف سے نکالا دیکھا لشکر مہرخ میں ہنگامہ
ہے کچھ لوگ بھاگے جاتے ہیں ملکہ مہرخ سر برہنہ واہ کرتی ہیں میدان کارزار میں تاریک مشعل کشا
کھڑی ہوئی اُس سے کہہ رہی ہے بہار کا نام لیکر پکار رہی ہے کبھی کہتی ہے او بہار تو نے غضب کیا مجھے گرگ
باران دیدہ کو شہید کر کے دکھایا میرے غلام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب جا کر باغ لشکر میں چھپی ہوئی ہے
وہیں آتی ہوں میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے فریاد و الغیاث پکار رہی ہے برہمن نے جو یہ کلمات حسرت آیات
سُنے تاب باقی نہ رہی مرکب باد رفتار سے کود پڑا قریب تخت ملکہ مہرخ آیا پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی اے
شہنشاہ گیتی ستان اجازت میدان کارزار مرحمت ہو اُس ملعونہ کو جا کر جواب دوں یا سر اپنا قدم پر
حضور کے نثار کروں آپکی بدعت سے کلیجہ ہلا دیا کیسے کیسے نامور شہسواروں کو خاک میں ملا دیا ملعونہ
آدم خوار مکار غدار ملکہ مہرخ نے سر سینے سے لگایا فرمایا اے برہمن صف شکن یہ بلائے روزگار ہے سحر و
ساحری میں بہت ہوشیار ہے اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہے ملک طلسم نگاموں پوش اتنا بڑا
ساحر نامی و نامدار اگر اس مکارہ سے لڑا اسی طرح سے کیا آخر کچھ نہ کر سکا زخمی ہو کر پلٹ گیا سامنے
ابتک اسکا فرو کش ہے اگلوں کو اُسکے خیمہ سے کراہنے کی آواز آتی ہے مشہور ہے تاریک نے ایسا سحر کیا
کہ کلیجہ اسکا پھٹ گیا ایسا ہی کال و الماس بچا کر جان بچا کر ٹل گیا خواجہ نے اپنے دام مکر میں گرفتار رکھا ہے کہتا ہے
بعد صحت تاریک سے لڑونگا ابتک اُٹھنے کے لائق نہیں ہے بس مراد اس تقریر سے یہ ہے کہ تم جمشید کو
کیوں ساتھ لائے ایسا نہ ہو اسکی صورت زیبا کو دیکھ کر یہ سمجھا چاہے جمشید پر دست انداز ہو بڑی بڑی
بدعتیں کرتی ہے جوان کے گوشت کھانے پر مرتی ہے کیسے کیسے جوانان شیر دل کو کھا گئی ہے دو تین انکی [illegible]
کے نیچے پھرتی ہیں تم لشکر کو لیکر پلٹ جاؤ جا کر ڈانڈے پر طلسم نور افشاں کے فرو کش ہو کوکب سے
بھی اطلاع کر دو جب ہم یہاں سے شکست کھائینگے تب تو کوہ عقیق جانا دشوار ہوگا ہمارے ہاتھ میں جہاں اسکے
ہر چند کہ یہ ملعونہ سمجھا مچھو [illegible] اور اسباب اُسکو لیکر وہاں کبھی آسکیگا خبر جمشید کی جان بچے غنیمت ہوا [illegible]

زنگی نے چاہا لپٹ پڑے دن برہمن نے ایک طمانچہ مارا زنگی زمین پر گرا برہمن نے چھاتی پر چڑھ کے سر اس کا خود
کھینچ کر سامنے تاریک کے پھینک دیا استادان سخنور نے داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ تاریک
جب دونوں کیجانب دیکھا ایک غلام زنگی حاضر تھا کہتا ہوا سامنے تاریک کے آیا تاریک نے برہمن کیطرف اشارہ
کر دیا جس زنگی نے برہمن پر حملہ کیا برہمن نے کسی کو تلوار سے مارا کسیکو آتش قہر و غضب میں جلا دیا کسی پر چیز کے
پھینکدیا اسیطرح سات غلام مارے گئے تاریک کی آنکھوں میں خون اتر آیا غصہ میں آ گیا چیخ ماری زمین تھرائی
غبار زرد بلند ہوا نخل تھرا کر زمین پر گرے حیرت جادو نے افراسیاب سے کہا شہنشاہ غضب ہوا دائی اماں
کو غصہ آیا افراسیاب کبھی مثل بید کے کانپنے لگا کہا ای ملکہ ساحری جمشید خبر کریں اب برہمن کو قضا آئی ہے جو زور ہوا
دائی اماں کے مقابلہ کو آیا مثل مشہور ہے جب چیونٹی کی قضا آتی ہے پر پیدا کرتی ہے بقول شاعر مصرع صید را چون
اجل آید بسوے صیاد رود ہوتا ہے طلسم نور افشاں صفائی ہو کوکب کو در بدر خاک بسر کر دونگا قصر جمشیدی
ایشوں سے چھڑ دونگا تبھی استاد جی نور افشاں کہاں گئے سبب مشعل نور افشاں نے بڑی مدد کی جس دم قسمت پھیر
ملکہ مہرخ کی مدد کی بدولت خاموش ہو سبے ہی یقین تھا کہ دائی اماں آکر سبکو کھا لینگی کسی کو انکے دست
ظلم سے امان نملیگی خود ہم دائی اماں کو لیکر آتا ہے قصر نور افشاں جا چھپینگے اب میں کسی کا پاس نکرونگا لشکروں میں
بھی غل بلند ہوا خرد و کلاں از پیر تا جواں صدائے مہیب تاریک سنکر تھرا رہا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب
قیامت آئی لیکن تاریک اور برہمن میں بڑے زور شور سے سحر ہونے لگے جو سحر تاریک نے کیا برہمن نے رد کیا
بڑھکر سحر کرنے لگا چاہتا ہے تاریک شکل کشتی بن جاؤں اس بلائے مہیب سے لپٹ جاؤں تاریک جو برہمن
کو اپنے قریب دیکھتا ہے آنے دیتی آتش کو شعلہ فرازیہ جب چیخ مارتی ہے خبردار کہکر الکارتی ہے منہ سے شعلے آگ کے
نکلتے ہیں نخل صحرا مثل شجر چنار جلتے ہیں منہ سے جو لعوبہ کے دھوان نکلا ایک آسمان کو تیرہ کرتا ہوا برہمن پر
آگ برسنے لگی برہمن دریاؤں منظر و کا ل باران سحر پیدا کر شعلہ ہائے آتش بجھاتا ہے ابر دھوان کو
میں ہے قوت چمکتا ہے ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا دریا سے آتش کو ٹھنڈا کیا لیکن تاریک نے دم اپنا منتقل کر دیا دم بدم
تازہ کرتی ہے برہمن ہر مرتبہ آواز دیتا ہے او تاریک قریب آکر وار کر مردان عالم سے آنکھیں چار کر تاریک
نے غصے میں چادر سر سے اتاری نام ساحری جمشید کا لیکر برہمن پر پھینکی سب نے دیکھا وہ چادر خونی بنکر
برہمن پر گری برہمن چھپ گیا بہت سے غل ہوا ملکہ تاریک برہمن پر غالب آئیں لو صاحبو برہمن کا خاتمہ ہوا
لیکن بعد تھوڑی دیر کے اس ابر آتش فشاں سے مثل آفتاب یا مہتاب چمک کر نکلا تاریک پر گولہ نور کا دے مارا

اسے بہمن پر دباؤ ڈالا بہمن انتہا کا زخمی ہوا قوت سلب ہو گئی ضعف نے زور ڈالا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا
قلب تھرایا دکھیا سنسنے بہمن چیخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہوتے ہوتے یہ شعر اس مصیبت آثار زبان سے نکلا نظم

گذرا ہی تھا نالۂ دل چرخ کہن سے
افشاں خزیں چھوٹ گئی برج و محن سے
تھا روح کا ہمدم تو ہوا جا کے وطن سے
پرواز ہوا طائر جاں کر گیا آخر
کمبخت کھٹکتا تھا جو پہلو میں دم نکلا ہی تن سے
جھونکا جو ہوا صرصر اندوہ کا سن سے

تاریک نے پاؤں بہمن کا تھام کر کھینچا طرف تھم آتش سے لیچلی اسوقت لشکر دلکا گھبرایا جمشید و بلور شکر
طرف صحرا کے بھاگے جان بچا کر نکل گئے لشکر میں قیامت برپا ہوئی طرف بارگاہ کے خاک اڑاتی ہوئی بلقیس
ہر ایک یہی چاہتا تھا سو اپنے مورچار میں جا کر چھپیں کسطرح اس طوفان سے جان بچائیں مگر تاریک بہمن کو کھینچتی ہوئی
مقام پر لائی خستہ و شکستہ ہو چکی بہمن کا طمانچہ جو گال پر پڑا ہو سو ہوا عارض پر چار شاخ غصہ میں دونوں پاؤں
بہمن کے تھام کر چیر ڈالا یہ کوئی خبر نہ تھی سر پر ضرب مارا ایک دانت تاریک کا ٹوٹ گیا اسے جو دیکھا سب کا آدمی ہے شہر کا
ہو چکے اسکا دانت ٹوٹا چیخنے لگی حیرت جادو تو بھاگ کر بارگاہ میں چلی آئی خوف سے کانپتی ہی وزیر اور کو
بے کسی پر سامری جمشید کی بدولت یہ برج ... صاحب جشن ہوا بہمن کو پھاڑ کر کھا رہی ہے ابلیس
افراسیاب چیخا وہ بیرون بارگاہ کھڑا ہوا خوشیاں کر رہا تھا سرداروں سے کہا لو صاحبو آج طلسم نور افشاں کا خاتمہ ہوا
بہمن ایسا شخص مارا گیا لو کہ یہ سنکر ... تاریک کے چیخنے کی آواز آئی افراسیاب دوڑا لپکا کر پوچھا دائی
اماں خیر تو ہے دیکھا تاریک کے منہ سے خون بہا چیخیں مار رہی ہے افراسیاب نے جو پوچھا تاریک نے تو کچھ جواب نہ دیا
لیکن آسمان پر سے بجلی کی آواز آئی ہمشہ شاہ نور افشاں او تاریک تیری ہی مجال تھی کہ ہمارے فرزند کا گوشت کھائے
کچھ پر اٹھایا گوشت کے بدلے تیر چبایا ... سامری کا مجھ سے واسطہ دلا یاد کیا بہمن کو لیجاتا ہوں خبردار
سمجھ لگا وہ ... نامراد ہوئی تاریک نے قصد کیا تھا کہ نور افشاں پر جا پڑوں افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا
دائی اماں جانے دیجیے اس بڈھے کا لحاظ کیجیے تاریک نے کہا لوگو یہ بڈھے کی ... پکڑ کر کھا جاؤنگی ...
کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تاریک نے کہا لوگو سے میں بھوکی رہی جاتی ہوں اتنی دیر تک پیٹ میں خاک اڑ رہی ہے صبح کی بہار
... ہو گئی نور افشاں سمندر عظیم پیچھا کر کے بہمن کو لیگیا اسکے پیٹ میں ... تا کہ کل ملا اس طلسم نور افشاں
کو شکست کیا تو صاحب خاص سامری کا گنتا اسوقت بہت بیقرار ہوں منہ سے خون جاری ہے گال پر ایسا طمانچہ
بہمن نے مارا کہ خاصہ پر صدمہ عظیم ہوا افراسیاب اگر یہی جگہ پر دوسرا ہوتا سر اڑ جاتا شعلہ سے
میں نے اپنے کو بچایا لیکن جلد مجھکو شراب پلا کر کے ... اسوقت غصہ میں مجھکو کھا جاؤنگی پیٹ میں آگ لگی ہے

کئی دن سے انکا پتا نہیں شاید معرکہ بہمن سے وہ آگاہ نہیں ہوئے یا مخفی ہو کر ملاحظہ فرمایا ہو اس ہنگامہ
میں ہر ایک خرد و کلاں حیران و پریشان ہے فلک دو پیکر آزار ساحرہ مکار غدار جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ
لیکن اب تساہل و تامل مناسب نہیں ہے جو کچھ ہو سکے فوراً تدبیر ہو قران و برق عرصہ دراز تک ایسی ایسی صلاح
میں کلام کیا کیے جب کوئی بات قرار نہ پائی مجبور ہو کر قران نے برق سے کہا اے برق حقیقت میں عیاری کی تو اب
نہ چلیگی اب باغ عالم میں شاخ تمنا نہ پھولیگی نہ پھلیگی لیکن بہر جرأت و ہمت کر ہو بس جان دینے کی یہ معقول
تدبیر ہے کہ شاید تمکو کبھی یاد ہو گا ملکہ ایران جادو نازنین محبوبہ افراسیاب کی بھانجی اسی زمانے میں سیر
مقابلہ کا دیکھا آئی تھی دونوں گلعذاروں میں خوب خوب سحر ہوئے کیسے کیسے باغ سحر و ساحری بنائے مجھکو اسکی
صورت زیبا بہا نہایت پسند آئی دل میں جو آیا تو اسکی تصویر کھینچا اسکو بنا ہے تار یا اسکی شکل کبھی بہت عزیز
رکھتی ہے بس یہ ارادہ ہے کہ تمکو اسکی شکل بنا کر لے چلیں ہم ایک غلام ترکی صورت بنیں سامنے تاریک شکل لیکن
کے ہو بہو نہیں تمکو سکھلایا کیا ہو خود طرار و فرار ہو مکار و غدار ہو باز ناز کی باتیں کریگا ایک بندہ میں بار دنگا اگر
پورا اتر گیا تو خاتمہ ہے جو ستے ہو سکے حلقہ اسے کمند یا واژیچ کا گریا اگر نہ ہو سکے تو خنجر دیکھنا اس دغا باز کی چھاتی
پر چڑھ بیٹھونگا سلیمان تو رخ لولگا اگر لیکن ... تانیر سلیمان تو ظاہر ہے کہ دہن اژدر میں جاتے ہیں ہر روز
افراسیاب و حیرت بھی اسکی خوشامد میں مصروف رہتے ہیں اگر تجھ قابض ہوا ایک وار تا ... یہ
بھی کر لینگے ایک ہلکی سی ٹھوکر حیرت پر بھی پڑے شاید کوئی ... شکل آئے ورنہ اپنی جان و تن اپنی
باغ پر بہار نہ دیکھیں برق بھی تڑپ گیا کہا خلیفہ بات تو خوب ہے یہ عیاری دلکو مرغوب ہے لیکن تار یا
وہ آفت زمانہ ہے کہ یہ شکل ممکن نہیں ہے ... جانبازی کا ... جس طرح ... میں آئے ... غور ...
دلپذیر ایران جادو اپنے پاس سے نکالی برق نے ذرا گرد عیاری کا نکالا زمانہ جو زنبیل سے ہم لیا لقو لکو
بیچ ڈالیے دیا صورت ایران جادو کی بنائی چھتر قران نے دیکھا حقیقت میں ایسی صورت برق نے بنائی ہے
کہ اگر ایران کے ماں باپ بھی آئیں اور بہ نگاہ غور دیکھیں کسی طرح نہ پہچانیں چھتر قران ایک غلام ترکی
کی صورت بنا کر تیار ہوئے سپاہی وضع زخم کھائے ہوئے ... نشان جرأت و شوکت کی آن بان
شعبہ برق تاب کا دستہ بریدہ کمر سپر پشت پر ... قصد ہوا کہ برق کو ساتھ لیکر قصر تاریک
کے اندر چلیں جا کر اس سیاہ رو کو ماریں یا اپنی جان دیں چند قدم چلے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ برادر
ٹھہر جاؤ قدم آگے نہ بڑھاؤ ہم بھی آ پہونچے یہ آواز سنکر چھتر قران و برق گھبرا گئے کہ خداوند یہ کیا معرکہ ہے

صورت میں ہے کیونکر پہچانا کوئی شعبدہ افراسیاب نہ ہو قصد ہوا نکلجائیں لیکن نور افشان قریب آگئے
تھے یہ صحبت آواز دی اے قران و برق نہ گھبراؤ جو ظاہر میں صورت ہے وہی سیرت ہے جان نثاران لشکر اسلام
سے ہیں جو تمہارا قصد ہے وہ ہمارا ابھی ارادہ ہے یہ خیر خواہ جان سے تیار اور ہے مگر نہ جانا اپنے دوست صادق کو پہچانا
یہ کہکر نور افشان قریب آیا مہتر قران کا ہاتھ تھام لیا برق سے چشمک کرکے کہا اے شاگرد رشید مہتر [illegible]
ماشاء اللہ کیا کہنا اگر میں نہ آجاتا تم دونوں جاکر مارے جاتے ہر چند کہ بڑے جانباز انتہا کے سرفروش ہو لیکن
قفل تاریک بہت مشکل ہے ساحر و عاقل و کامل ہے اب مہتر قران کو یقین کامل ہوا کہ نور افشان ہمارا ہواخواہ ہے
لپٹ کے خوب روئے نور افشان کے بھی اشک حسرت جاری ہوئے کہا اے عیاران نامی و اے جان نثاران
گرامی اس درہ کوہ میں چلو ہم تم بیٹھکر صلاح کریں شاید کوئی صورت معقول نکل آئے دل نزد و منزل لیکن
پاسے مہتر قران و برق فرنگی و نور افشان جادو ایک درہ کوہ میں آکر بیٹھے انہیں بیٹھا دیکھ وہ رات کو مشورہ کیا کلام
ہونے لگے شمع اسے روشن کی لیکن چراغ عقل گل ہیں صرصر ہوا لگی ہے شمع حیات جھلملا رہی ہے برق کا
برا حال ہے مہتر قران کا یہ کہنا نور افشان کا تسکین دینا اور کہنا کہ اے عیاران نامدار و اے طراران عالی وقار
نہ گھبراؤ پروردگار رحیم و کریم ہے سمیع و علیم ہے بقول شاعر شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ
ہراساں نشود برق نے ہنسکر کہا استاد قفل تاریک نا ممکن ہے ہم و خلیفہ جان دینے جاتے ہیں تمہیں ہم کو
ناحق روکا مرنے والوں کو کیوں ٹوکا جو کچھ خلیفہ نے سوچا ہے وہی بہتر ہے بصورت ارباں جادو ہم جاتے
ہیں تاریک ضرور بلا لیگی اندر پہونچتے ہی سمجھ اپنا کام کرینگے انشاء اللہ اسکو مار کر اپنے سرداروں کی
وہ مصیبت دیکھی ہے کہ روح قالب میں تڑپتی ہے اپنے پروردگار سے کہتے ہیں کاش بطن مادر سے نہ پیدا
ہوتے ہر وقت حیران و پریشان ہیں یہ اشعار رعنا ورد زبان ہیں نظم

دل کو میرے صنم خانہ بنایا ہوتا
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان حشم مجھکو دیا تھا تو نے
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی قسمت تھی
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتیں صد درمری چشم گریاں
خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت میں لکھا تھا سودا
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا
غم و درلیسی ہی انگشت بدندان غم تھا

ہوں فقط عقل کی انداز پریشانی بار
دانۂ اشک کو دردانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر تھا کہ اے رب جہاں
غم زدہ تھا حال جو ستانہ بنایا ہوتا

کھینچوں چمک کر صف دشمن سے نکلا وہ لعین نظم

تیغ تو بیا لیسے لے شکل قضا سے بہرم | فتح کی نام سے جس تیغ سے پائی صفائی | صف اعدا پہ گرے آکے وہ مانند قضا
پھر کے برق نکلجاتی ہے جیسے بادل | جا بہ جسم کی گر تیغ کرے قطع و برید | تن ہو بے نقطہ جان ہو شرح و فصل

اس شان و شوکت آن بان سے کوکب روشن ضمیر والا تدبیر قریب لشکر فرخ آ کے ہو پہنچا لشکروں میں جو ہنگامہ بپا تھا
فرخ کو پکار کر آواز دی اے شہنشاہ لشکر آپ گھبرائیں نہیں آیا ہوں کہ جا کر ملکہ تاریک سے مناظرہ کروں
اگر صلح ہو خیر ورنہ آج ہی فیصلہ ہے آپ لوگ کنارے ہو جائیں اسقدر گھبرائیں نہیں ہم سمجھ لینگے جیسا مناسب
ہوگا ویسا کلام کرینگے یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ جو سردار ساحر مارے گئے انکے غم و الم نے بہت پریشان
کیا چراغ محفل طلسم نورافشان گل ہو گیا آپکے صدہا سردار مارے گئے انکا بھی دل پر داغ ہے آج اس غم
سے فارغ ہے ملکہ فرخ و بہار نے چاہا کہ کوکب کو اپنے پاس بلائیں یا خود قریب جائیں کوکب نے
اشارے سے ہاتھ کے منع کیا کہ اسوقت دور ہی رہنا مناسب ہے نہیں معلوم یہ حقیر کس بات کا طالب ہو آخر
معلوم ہو جائیگا یہ کہکر مرکب باد رفتار صف سے بڑھایا سواران زرین پوش کو دامن صحرا میں ٹھہرایا طرف
قصر تاریک کے چلا لشکروں میں غلغلہ ہے کہ کوکب روشن ضمیر تنہا تاریک سے کلام کرنے جاتا ہے ہمیں
معلوم کیا مراد ہے یہاں افراسیاب جادو سامنے تاریک کے بیٹھا ہے گھبرا کے اٹھ کر کہا کوکب سواران میں تو
کیسا اگر مرکب سے اترا ہے ہی جانب آتا ہے تاریک نے عرض کی داتا ایمان ہے میں کہ ادب سے جانے سے
کوکب گھبرا گیا اکیلا آپ کے دولت پر آتا ہے اصلاح کو نا سمجھے گا جو کچھ ہونا ہو ہو جائے وہ بڑا اسکا
سرپرست تھا سحر و ساحری میں بھی زبردست تھا استطاعت نہایت دیدہ کبھی مبتلا تھا آفت سے بچاتا تھا آ
اسکا کوئی معین مددگار نہ تھا اسوجہ سے مجبور ہو کر آیا ہے تاریک نے کہا ادھر کہ مجھکو سکھلاتا ہے ہمت
خوب سمجھ چکی ہوں سب کا بچا لینے کا ارادہ ہے کوکب بیچارے کی کیا حقیقت ہے ہم اب کسی کو
امان نہ دینگی تو میری بات میں فرق نہ دینا بزرگوں کے سامنے بچوں کو کیا دخل ہے ابھی منہ سے دودھ کی بو بھی نہیں
گئی اگر تو صاحب فہم و فراست ہوتا طلسم ہوشربا کے بڑے بڑے شرفا میں آئی اقلیم میں ساحری و شعبدہ
پیدا ہو کے ہمارے سامنے دعوی خدائی کیا ہم لوگ معین و مددگار تھے خدائی کو رواج دیا ہوش ربا
آراستہ و پیراستہ ہوا یہ مقام جلوس سامری و جمشید ہے تمام ممالک کے لوگ ہماری زیارت آستانہ
سے مراد و مندرائے بیٹھے وہ زنگ دیست ہو گئے بادشاہ ہوشربا جسپر نگاہ ڈالتا تھا

ساربان زادے کو سمجھا دون حقیقت مین ہمارا مصاحب ہے اگر یہ ہمراہ رہیگا ہمارا دل بہلیگا گانا خوب ہے افراسیاب
نے کہا داؤدی امان اسکی باتون پر نہ جا یہ مکار غدار ہے اسے روزگار ہے لاکھ اسے پرورش کیجیے گا جب یہ پہلو پائیگا
دامن جھٹک لیگا گر اسکا نام ہی سر بندہ ساحران تاریک نے کہا چھوکرے یہ تجھے ان باتون مین کیا
دخل ہے مین سمجھ لونگی میرے ساتھ کیا مکر کریگا جسدن ذرا بھی خطا ہو گی اُٹھا کر کہا جاؤنگی لیکن اسکا گانا
مجھکو بہت پسند ہے افراسیاب و تاریک سے یہ باتین ہو رہی تھین جسوقت تیغ کھینچے ہوئے سر پر کھڑے
کھڑا ہو کہ دربان نے آکر عرض کی اے ملکہ عالم وای شہنشاہ گیتی ستان ملکہ اریان جادو صندل کی آتی ہی
برائے زیارت ملکہ عالم کے ایک غلام ترکی کے تشریف لاتی ہین سابق مین اکر ملکہ بہار تیغ کی لڑی مین
زخمی ہوکر چلی گئی تھین شاید پھر اسی خیال سے آئی ہین امیدوار باریابی ہین افراسیاب نے کہا بالو
داؤدی امان پھر اپنا بیٹا لو اسکے مزاج مین ابھی بچپن ہے ایسا نہو دھوکین پر سحر کرے اسکو صدمہ پہونچے لیکن
تاریک نے کہا اے افراسیاب اریان جادو کے ساتھ غلام ترکی کون ہے فکر سے میرا دل دھڑکتا ہے
کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہے افراسیاب نے کہا داؤدی امان کوئی خانہ زاد قدیم ہمراہ آیا ہوگا اسکی خبر کے
نہایت احتیاط کرتے ہین اکیلی گھر سے نہین نکلنے پاتی تاریک نے کہا خیر بلالو پھر دیکھی جائیگی یہ کہتے لگا سب
دیکھا آس دربین سے ایک آفتاب جمال تاباں بسان طلوع و لامع ہوا ملکہ اریان جادو آراستہ پیراستہ دریاے
جواہر مین غوطہ زن رشک چمن حسن مہ جبین زلفین عنبرین کو پیچ و تاب جبین انور رشک ماہتاب غنچہ دہن
یاسمین بدن نو خیز ہلال ابرو سرو قد چال مین اٹکھیلیان کرتی مسکراتی ہوئی سامنے آئی عقب مین ایک
جوان جری بہادر تیغہ کمر سے لگائے ہوئے سپر ہاتھ مین اسکے سایہ مین اریان جادو کو لیے ہوئے چھپا ہوا
ہوا برائے تسلیم ملکہ تاریک خم ہوا جیسے ہی نگاہ تاریک کی اس جوان پر پڑی کانپنے لگی افراسیاب نے
بھی گھبرا کر پوچھا کیون بی بی یہ جوان کون ہے جسے کبھی سکو تمھارے ہمراہ نہین دیکھا چاہتی تھی اریان لفظ کچھ
جواب دے کہ تاریک نے ایک وحشت ہی زمین پر مارا کہا ارے لینا یہ جوان صاحبقران ہے اریان جادو بن کر
فرنگی بنکر آیا ہے صاحبقران تو آمادہ ہو کر آیا تھا جیسے ہی تاریک کے منہ سے یہ کلمہ نکلا صاحبقران نے تیغ

تیغ نور افشانی پر ہاتھ ڈالا انگشتانہ لگا نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ ور خنجر گذاری	بمیدان اژدر آتش فشانم
منم صاحبقران شیر یزدانم	او تاریک ترے پہچاننے سے	کیا خوف از سنان تیغ شکن تو

صاحبقران نامور قاتل ساحران غلام صاحبقران نعرہ کرکے صاحبقران تاریک پر جا پڑا ہاتھ تیغہ نورافشانی
کا سر تاریک پر لگایا تاریک نے ایک چیخ ماری کہ اے افراسیاب اپنے کو بچا پھر پکاری یا سامری
و دمڈکی سپر ہاسے آہنی سر پر تاریک کے اڑگئیں لیکن صاحبقران نے جو ہاتھ مارا سپر میں ٹکڑے ٹکڑے
ہوگئیں قریب تھا کہ تیغہ سر پر تاریک کے پہونچے صرف سپیلا پڑا اور چھپا سا زخم آیا لوٹ مار کر الگ ہوئی
لیکن وہ جوان زنگی جلاد جو سر پر عمرو کے کھڑا تھا جستہ بہ تعجیل کمر میں عمرو کے پنجہ ڈالکر لیکے سو گز
بلند ہوا افراسیاب نے تبر مکرر صاحبقران پر ہاتھ مارا قران نے تیغہ نورافشانی پر کاٹ اٹھالیا دو سے
سے ہاتھ نکال کر سر افراسیاب پر وار کیا اس خود سر کا بھی سر زخمی ہوا اب تو افراسیاب بھی پیچھے ہٹا
حیرت نے بڑھکر گولہ مارا عکس تیغہ نورافشانی پڑا گولہ الٹا پلٹ کر قریب حیرت کے گرا حیرت نے گھبرا کر
آواز دی اے شہنشاہ یہ کیا غضب ہوا قران تو بڑا جادوگر نکل آیا ہے کسی نے اسکو سحر سکھا دیا پڑا کوئی کامل
واکمل ملگیا افراسیاب نے سنگ ریزہ اٹھا کر قران پر مارا پتھر پہ سے قران پر چاک نامی تھوڑی تاریک نے تو بڑھکر
قصر و خانہ سے باہر آئی افراسیاب نے ہالیان فوج کو آواز دی کہ اے یارو قران سحر سیکھ آیا ہے اسکو مار لو صد ہزار
لاکھ فوج افراسیاب کی چلی محفوظ خاطر ناظرین ہو کہ جتنے سردار صرصر کے قصر آتش میں قید تھے بسبب عکس تیغہ
نورافشانی پڑا قید سحر دور ہوگئی رہا ہو کر گئے ادھر سے صرصر کو ہرکاروں نے خبر دی کہ اے ملکہ عالم جلد چلیے صاحبقران
قران سحر سیکھ آیا ہے تاریک وافراسیاب وحیرت کو زخمی کیا تمام فوج کا اس بیچارے پر جلوہ ہے
برق بھی تڑپ تڑپ کر لڑ رہا ہے لیکن جو زنگی غلام تاریک کا عمرو کو لیکر بلند ہوگیا ہے ہر چند خواجہ تڑپتے
ہیں اسکے پنجہ بدبخت سے نہیں چھوٹتے صرصر ہوسکے کا کل کشا نے جو دور سے دیکھا کہ ایک زنگی عمرو
کی کمر میں پنجہ دئے ہوئے بالائے آسمان ٹھہرا ہے صرصر سوا اس زنگی پر جا پڑی کہ تھکے عمرو کو چھین لوں
اس زنگی نے اشارہ کیا قہقہہ مار کر شیدا ایک برق تڑپ کر سر صرصر سو پر گری سر زخمی ہوا پیچھے ہٹی جو ساحر
جانتا ہے کہ جا کر عمرو کو چھوڑا وں کوئی زخمی ہو کر ہاتھ سے زنگی کے پیچھے ہٹا کوئی مارا گیا اسپر کوئی غالب نہیں
آتا تاریک تڑپ تڑپ کر سامنے سے صاحبقران کے بھاگتی ہر گرا دونوں کو قران قتل کرتا ہے ادھر سے ملکہ
صرصر بھی مع تمام لشکر آپڑی لیکن قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ اطلس گلگون پوش کہ اسکا لشکر
بھی اسی مقام پر کوس کوس بھر میں فروکش ہے لیکن ملکہ اطلس گلگون پوش یاد میں عمرو و اور اپنی معشوقہ کے
نہایت مشغوف ہے ہاتھ سے تاریک کے جو زخمی ہوا تھا اسوقت زخموں کی ایذا ان تادین کی تھی قلیل قلیل زخم باقی ہیں

چشم زخمی سے ہوا آہوے چین کے بسمل
چشم نرگس سے مری ہو گئے بادام خجل

فکر واوہام پہ بیجا تھے خیالات فضول
لاؤ پالی یہاں فرمائشیں کب ہیں مقبول

مختصر وصف سراپا کا ہے لاطائل طول
ایسی تشبیہوں سے ہے ذہن رسا سخت ملول

اُسکا وہ حسن خداداد ہے ماشاء اللہ
ہیں مہ و مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

آفتاب فلک حسن ہے وہ ماہ لقا
مطلع حسن ہے یا جلوہ طور سینا

ماہ کامل ہے کہ ہے برج شرف کا تارا
الغرض نور کا عالم ہے عجب صل علی

خوبی و شوخی و حسن رخ زیبا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن دلپذیر دیکھکر ملک اطلس گلگون پوش محو مطلق ہوکر قریب آیا چاہا کہ ہاتھ تھام لون اُس ماہ پیکر نے غنچہ دہن سے گل کلام پیش کیا مسکراکر کہا ہان ہان صاحب بیقدر نہ گھبرائیے قریب آتی ہون خدا کے واسطے شکار کے لئے نکلی تھی صاحبو کس مقام پر لائیں آپ کون صاحب ہیں نام تو بتائیے ملک اطلس گلگون پوش نے ہاتھ باندھکر جواب دیا اے آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال اے بدر کامل چرخ کمال اس حقیر کو ملک اطلس گلگون پوش کہتے ہیں خداوند طلسم ہوش ربا کہلاتا ہون عزیزدار سامری و جمشید تمام ساحران جہان قدمبوسی کی ہوس رکھتے ہیں خواجہ عمرو عیار نے تمھاری تصویر دکھا کر دیوانہ بنایا ہے انھے بطور قاصد اُنکو روانہ کیا کیا خوش نصیب ہون کہ اپنی معشوق باوفا سے قریب ہون اسوقت کلاہ فخر چرخ بریں پر پہونچاتا ہون آنکھیں فرش کرون پلکون سے جاروب کشی ہو بارگاہ میں تشریف لیچلیے مدت مدید سے مشتاق ہون اُس نازنین نے مسکراکر کہا ہمارے دوست صادق محبت لائق خواجہ عمرو نامدار کہان ہین نام کو تو آپ کے سمجھی بدون خواجہ عمرو یہان سے قدم نہ بڑھاؤنگی لیکن او ظالم یہ تو بتلا تصویر مین کیا سحر کر دیا تھا جسسے قلب انکا آوارہ دشت ادبار مجنون وار صحراے پر ہول کو طے کرکے یہانتک پہونچی لشکر سامری و جمشید کو تمھاری صورت کسی نے دکھائی سپہ سالار صاحب خاص کو بلاؤ عمرو کی صورت دکھا دو سابق مین اسنے جا کر کو لا صاحبقران مین انکا پیغام دیا وہ ہمکو منظور تھا اس پر کمبخت نے تمھاری تصویر دکھا دی اپنے ہوش مین نہ

کمبخت عشق سے ظالم سے ایسی فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹیں تمکو کیونکر اپنا عاشق صادق جانوں اپنی بارگاہ میں بیٹھے چین کر رہے ہو شراب و کباب کا چرچا ہے بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے دو چار معشوق حسین بھی اس خیمے میں ضرور ہونگی میں وہاں نجاؤنگی خواجہ عمرو کو جلد بلاؤ وہ میرے حسین و مددگار ہیں اپنے دلکا حال انھیں سے میں کہونگی غرض اس مقدمہ میں کیا فریب ہے وہ کیوں نہیں تشریف لاتے اطلس گلگون پوش نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ اقلیم حسن و خوبی ای سرو خرامان باغ محبوبی آپ چلکر بارگاہ میں تشریف رکھیے سوا سے کنیزوں کے وہاں کوئی نہیں عمرو میرا ملازم خاص اطاعت گذار باختصاص عیار عالیہ وفا سرشت نامدار ہے وہ ضرور آئیگا حقیقت میں اسلیے ہونے سے محفل روشن ہوتی ہے بلاؤ ہونا روانہ کرونگا وہ نازنین مہ جبین کی باتیں ناز و کرشمہ سے معمور کبھی ہنستی ہے کبھی مسکرا دیتی ہے کبھی قتل کیا کبھی جلایا ابروؤں میں جلادی ہونٹھوں میں مسیحائی رعنائی زیبائی ملک اطلس بیقرار ہے نادیدہ عشق ایک درجہ تھا اب ہزار درجہ بڑھ گیا ہے چاہتا ہے کہ قدموں پر سر رکھوں جان نثار کروں دل سے کہتا ہے کیا معشوق عاشق خصال دستیاب ہوئی کس مزے سے شب و روز گذرینگے یکایک ہاہا ہوا صدا ے گیر و دار کان میں آئی سحر ساحروں سے زمین تھرائی ملک اطلس گلگوں نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کیا ہنگامہ ہے حسن نازنین نے ڈر کر ملک اطلس گلگون پوش سے کلام کیا تھا وہ لیکا یک دوڑی یہ کہکر حضور میں خبر لاتی ہوں تھوڑی دور گئی روتی ہوئی پلٹی کہا ارے غضب ہوا خواجہ عمرو نامدار عیار طرار نے شاید تاریک پر عیاری کی تھی یا راہ میں آتے تھے تاریک نے گرفتار کیا ارادہ تھا قتل کرے سرداران مہرخ بلوہ کر کے جا پڑے ہیں لڑ رہے ہیں چاہتے ہیں عمرو کو چھڑا لیں لیکن ممکن نہیں ہے وہ دیکھیے ایک غلام زنگی فیل جثہ عمرو کو بغل میں دابے ہوئے بالا ے آسمان ٹھہرا ہے جان نثاران لشکر مہرخ اسپر جا پڑے ہیں لیکن وہ غلام تاریک مشکل کشا ہے کسی کی چوٹ نہیں کھاتا بہت سے آدمی مار ڈالے چاہتا ہے عمرو کو لیکر بھاگ جاؤں کسی ویرانے میں لیجا کر قتل کروں اس نازنین نے جو سر اٹھا کر یہ حال پر ملال دیکھا بال کھولدیے پیٹنے لگی کہا او عاشق کاذب دیکھ تو میرے دوست پر کیا آفت پڑی ہے وہ بیچارہ اگلے وقت کا آدمی عیاری کرتا کیا جانے ہمارے مالک سے ملتا ہوا آتا تھا اس حرامزادی نے گرفتار کر لیا ہوگا تو تو اپنے کو بڑا ساحر جانتا ہے تو تو کہتا تھا میں بادشاہ طلسم ہوشربا ہوں عمرو نے بھی یہی بیان کیا تھا انکا کوئی ہمسر نہیں ہے پھر یہ کون ہیں کہ جو سر کشتہ سے لڑ رہے ہیں تو کیسا مرد ہے نہیں ہو سکتا کہ جا کر عمرو کو چھڑا لاے اگر تجھسے نہو سکیگا میں آپ

جاؤنگی واسطے عمرو کے جان دونگی اگر عمرو کو تشفی نہ کرا دیں ہوا نشان کیونکر پہونچتی ہم احسان فراموش
نہیں ہیں تو مجھکو بالکل نامرد معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ باندھے ہوئے روتا ہے یہ کہکر اس نازنین نے بال اپنے
نوچ ڈالے خنجر جو پٹکا ہوا سینے کے نیچے چھپا رکھا تھا وہ اٹھا کر گلے پر رکھ لیا کہا اپنا گلا کاٹے ڈالتی ہوں
اطلس گلگون پوش نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ عالم کسکی مجال ہے جو عمرو کو قتل کرے میں ابھی رہا کرکے
لاتا ہوں حقیقت میں میں بادشاہ طلسم ہوشربا ہوں میری حکومت ابھی دیکھ کوئی میرا یہاں ہمنشین ہے
افراسیاب ہمارے بزرگوں کو سجدہ کرتا ہے نانا دادا کا چیلا ہے تھوڑے دنوں سے باغی ہو گیا ہے خود
اسکی فکر میں تھا اس شاہزادی نے کہا میں جب تمھارے پہلو میں بیٹھونگی کہ عمرو کو رہا کرکے لاؤ سر نابکار
شقی کش کا کاٹو شہنشاہ حمزہ کے دشمنوں کو پامال کرو یہاں کی حکومت عمرو کو دو تب میں راضی ہونگی نہیں تو
خود جا کے لڑونگی جو ہو سو ہو اطلاع مگر عمرو کو پاس نہیں ہے وہ غلام زنگی ہے یا ہر دکھا کیا یہ بیٹھیں کرتا ہے اگر اسکا
اسنے مار ڈالا میں اپنے کو ہلاک کر دونگی اطلس گلگون پوش نے فورا کمر باندھی تاج سر پر رکھا اسباب سحر
ذات پر آراستہ کیا اور میں سے آنسو اس نازنین کے پونچھے کہا اے جان جہان اے گلشن حسن کی سرو روان
سیر کا تماشا کرو ابھی دیکھے جاتی ہو اس غلام زنگی کو سزا معقول دونگا اور افراسیاب کا بھی سر لاتا ہوں
آج ہی افراسیاب کو بھی سزا دونگا اس نازنین نے محبت سے گلے میں ہاتھ ڈالے پیشتر کہا
اے میرے وارث ذرا سمجھکر لڑنا ایسا نہ ہو وہ اسلاؤں لیکن قدم بھی لگا ہے نہ ہٹانا مجھکو عورتیں تشنیع دینگی
چاہے میں بیٹھکر کہونگی اسکا شوہر لڑائی میں سے بھاگ آیا پرانا مرد ہے سب میں شرماؤنگی اطلس گلگون پوش
نے کہا ملکہ دیکھو تو کیا تماشا ہے ابھی سر افراسیاب لاتا ہوں میں اپنے نانا دادا
کے بیٹوں سے سمجھونگا یہ کہکر چاہا اسے اس شوخ و شنگ نے اپنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا
کہا او دیوانی بیہودہ میں تو روٹھی ہوں تجھکو یہ باتیں سوجھی ہیں اچھا جا ایسا نہو عمرو قتل ہو جائے پھر مجھکو
اپنی زوجہ سمجھنا اطلس گلگون پوش نے باہر آ کر فوج کو آواز دی حملہ تیار ہو فورا لشکر بندی ہو فوج قزلباش
کو دیکھ بھال لو بادولت چلو صاحب دیکھو ہم جاتا ہوں یہ کہکر اطلس گلگون پوش نے پرواز کیا
کہ چھچھے ہی بلند ہوا اس سے لے کر ہاتھ طرف یہاں سے اٹھا دیکھا کہ آتشی
جھپٹی میرے وارث چاہتے والے ملکہ اطلس گلگون پوش کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچانا
مجھکو بیوہ نہ بنانا ملکہ اطلس گلگون پوش کو اور محبت کا جوش ہوا ہوتے پلٹ کر آواز دی خدا

جاتا تھا قصد کرتا ملک اطلس کو ہی کہ کبھی کہ بتعجیل تمام تاریاب بدانجام کا سر کاٹوں سامنے جا کر سوختہ و
کے پیش کروں وصل سے ملکہ عالم کے مستفیض ہوں تاریاب شکل کش کا یہ حال ہے کہ بخوف صمصام قہرمان
تا مدار کبھی زمین پر کبھی بالائے آسمان حیران پریشان ہر چند کہ لڑائی میں اسکو بڑی کد ہے اس حال پرملال میں
بھی لشکر شہنشاہ کو پامال کرتی ہے جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی اس ہنگامہ میں بھی پیٹ کی فکر ہے شراب کباب کا
ذکر ہے لیکن افراسیاب خانہ خراب لپیٹ پیچ و تاب صفوں کو درہم و برہم کرتا ہوا سامنے ملک اطلس
گلگون پوش کے پہونچا ملک اطلس نے قصد کیا تھا کہ پرواز پیدا کر کے بالائے آسمان جا کر
تاریاب کے مقابل ہوں لیکن افراسیاب نے اٹھا کر سنگ ریزہ مارا ملک اطلس پر پتھر برسنے لگے
کئی سو ملازم اسکے مارے گئے نفس پڑا کہا او سنگدل بیہودہ جاہل کیا سحر کرتا ہے دیکھ کیا ہوا یہ کہکر زمین
سے مٹھی میں تھوڑی خاک اٹھائی یا سامری جمشید کہکر اڑائی اسکے اڑتے ہی ملک اطلس کے سر سے
پتھر پیدا ہوئے اسمیں پتھر لڑ لڑ کر لشکر افراسیاب پر گرنے لگے کئی ہزار کے سر پھٹے لشکر افراسیاب میں شور
بلند ہوا حیرت جادو نے مضطر ہو کر آواز دی ای شہنشاہ پتھر پیدا ہونے سے خاک مزاحم دیکھو تمام لشکر پر
غبار چھا گیا آپکا لشکر پامال ہوا افراسیاب نے افسوں پڑھ کر سحر کیا وہ پتھر غائب ہو گئے دامن اپنا پھاڑ کر
سحر کیا ملک اطلس گلگون پوش پر ایک چادر زلالی گری قریب تھا کہ اسمیں بند ہو جاوے
قہقہہ مار کر آواز دی او افراسیاب کیوں جامے سے باہر ہو ہمارے بند و بست میں باہر آکر
تو جانتا ہے ہمارا تیرا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن اب بیزار گریبان جاتا ہاتھ ہے یہ کہکر سنگ ریزہ
اٹھا کر مارا وہ چادر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر لشکر افراسیاب پر گری آنسو سب نے گریبان پھاڑ ڈالے
دیوانہ وار مجنون مثال طرف صحرا کے بھاگے جب دو بار چیرا افراسیاب و ملک اطلس میں ہو چکا
چلی اسوقت افراسیاب نے غصہ میں ہاتھ اٹھایا آواز دی کیا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا اور مگر اب
اب تو طلسم کشا کا بھی خاتمہ ہوا چاہیے حاضر ہو اے نگہبان بادولت جلد آ یہ سنتے ہی ۔۔۔ مال سے گنا طرہ
فوراً ایک پریزاد پیدا ہوئی ایک گولہ طلائی لا کر ہاتھ میں افراسیاب کے دیا وہ شہنشاہ
عرض کی ای شہنشاہ نمک خواران قدیم پر اعتراض نہیں کچھ حاضر ہے اسکو کھینچ کر مار میں
کامل و اکمل خالی جائیگا آسمان ٹھہرا نہیں آپکے دشمنوں کو غش آ جائیگا مگر افسوس یہ ہو کہ
ملک اطلس گلگون پوش سامری پرست بادہ خدمتگاری جمشید سے ۔۔۔ کا قتل کی

چھوڑتا کسی صحرا میں امان نہ پائی تقدیر یہاں لائی اب مجکو جلد آکر بچا یہ وہ آیا چاہتا ہی بڑا ساحر زبردست
ہی ایسا بڑا ساحر میری نگاہ سے نہیں گذرا اپنے بھائی کے غم میں گھبرایا ہوا ہی کہتا تھا میرے بھائی
شہرہ فیلسمر کو افراسیاب نے مارا شہنشاہ لاچین کو قید کر لیا بھائی کے خون کا بدلا لونگا
شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑا دونگا افراسیاب تو حیران حیران اسطرف متوجہ ہوا کہ گیہان پکارتا
ہوا چلا آتا ہی ساتھ والے بھی افراسیاب کو دیکھکر فریاد و بکا کرنے لگے کسیکا قول ہی میرا بڑا بھائی برباد
ہوا او جوان بیٹا خاک میں ملگیا اسقدر شور ہوا کہ بات سمجھ میں نہیں آتی آخر افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا
ارے تحمل کرو مجکو سمجھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ اتنی مہلت ہو ملکہ اطلس گلگون پوش نے پانی جھولی سے
کاڑھ نکالکر ان پر لگائی خون اپنا چلو میں لیکر چہرے پر ملا سرخ رو ہوا کچھ خون باقی ماندہ اس گنبد پر
چھڑکا مارا ابر خونی برسنے لگا گنبد شکست ہوا لیکن کئی ہزار ہمراہیان اطلس گلگون پوش بھی
جل گئے لیکن باعث اطلس نے اسقدر گنبد خالی کے اندر صدمے اٹھائے کئی زخم کھائے چند ساعت
میں اپنے کو درست کیا چالاک و چست ہو کر مصروف جنگ ہوا لیکن گیہان اژدر سوار اژدر سے کود
ساتھ والوں کو منع کیا ارے یارو ہشیار ہو میں قریب شہنشاہ کے جاؤں مفصل حال کہہ آؤں چاہتا
تھا کہ چلے کہ دوسرا ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ابر جیسے برق چمکتی ہو ولی شعلہ ہاے آتش ابر سے نمایاں وہ
ابر کہ جسکا آواز پیدا ہوئی یا شیدا ہی جلد ہاں افراسیاب خانہ خراب ستم ساحر نامی و نامور ہلاک شہرہ فیلسمر
و گیہان بھاگ کر کہان جاتا ہی ابکی گنبد سے کو بڑھا کر قریب گیہان اژدر سوار آیا کئی لاکھ ساحر ابر سے
پیدا ہو گئے انکو آواز دی ان سب نے مکر مونکو مارا لاون مگیاڑن کو مہلت نہ دو البیان فوج لشکر
گیہان بیگ پر سے گیہان نے جو یا لنگر شہرہ فیلسمر کو دیکھا اسی کے ہاتھ سے شکست کھا کر آیا ہی بیہوش
ہو گیا سحر یاد کرتا ہی کبھی کہتا ہی یا سامری کبھی کہتا ہی یا جمشید کبھی پکارتا ہی یا لات اعلی منات سعلی
کبھی گھبرا کر پکارا ہی لوگو ساتھ لوٹا جھوٹا اسوقت گھبرا جاؤ اسے کوئی سحر یاد ہو نہیں آتا ارے یارو
مجکو تو کتاب بھی کی نہ تاب یاد تھی سب حرف حرف دفتر قلب سے اڑگئے شہرہ فیلسمر برابر پہنچ چکا تھا کہا او
نامرد کیا پکارتا ہی کہاں ہیں سامری و جمشید بکار امی کے وقت یاد نہ آیا ایسے بادشاہ عالیجاہ کو بلا
پھنسایا اگر تم سب مکر جاتے تو افراسیاب جادو کی مجال تھی جو شہنشاہ لاچین کو قید کرتا سلطنت
غصب ہوتا اسوقت گیہان نے گھبرا کر تلوار اٹھانی چاہی جو ہاتھ سے تھا سیخ نام سر پر شہرہ فیلسمر کے لگائی اک

ہاتھ سے سپر ہلاتا جاتا ہی منہ سے کہتا ہی ارے سحر پڑھون ای شہرہ فیلسم تجھکو جلادون کبھی کہتا ہی ای
بھائی میرے پاس نہ آؤ کبھی کہتا ہی ای شہنشاہ آکر بچاؤ یہ جلاد صاحب بہادر نہین مانتا شہرہ فیلسم اتنا
کہ غصہ مین تھا کہ شنبہ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے تلوار چھوڑکر کہا او بھائی تلوار لے لو کہ جب ان
تو چھوڑو شہرہ فیلسم نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اپنی جانب کھینچا یہ خود قریب آگیا کہا او بھائی مین تو
سرکشی نہین کرتا تمہارا تابعدار ہون ہر چند کہ اہالیان فوج گیہان عاجز مجبور ناچار ہین ہاتھون پر
گیہان اژدر سوار کے بیاختیار ہنسے لگتے تھے لوٹ جاتے وہ قتل پر آمادہ ہی یہ بھائی بھائی کہتے ہین
ایک نے کہا نامرد گھبرا گیا یہان شہرہ نے طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام مین گیہان اژدر سوار لو شہرہ فیلسم گیہان کو مار کر گردن مست سحر پڑا آ
ہوا لشکر افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب نے جو یہ معرکہ دیکھا غصے مین سرہا و ابرق کو آواز دی
تو بارہا و برق نازل ہوئی بڑھکر اس نمکحرام کو روکو یہان شہرہ نے و شہرہ فیلسم کے جو کان مین پیچ
آواز آئی وہین سے نعرہ کیا او افراسیاب میرے بھائی قہقہہ کو مار انہیں سمجھا کہتا نمکحرام کون ہی اپنے
ولی نعمت کے ساتھ یہ بے اعتدالی کر کے اسکو گرفتار کیا اب بہتر یہ ہی کہ قدمون کو ہمارے بوسہ دو
توبہ کر شہنشاہ کو لاکر تخت نشین کرو کیا طلسم ہوشربا مین کیا غدر پڑ گیا نمکحرامی نے یہ مزا چکھایا یہ
کہتا ہوا فوج افراسیاب پر جا پڑا اب یہ سب لشکر آپس مین لگے قیامت کے سحر ہونے لگے کشت
جبل تک اسکے لکھا ہی کہ ابر کی رنگ رہے ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین

نظم مصنف

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
فسون سازیون مین بھی بیباک ہی
ہوا ہر طرف سے جو آغاز سحر
لیے ہاتھ مین شیشۂ برق تاب
اٹھے نعرہ ہاے مہ جبینان
گری برق تیغ جلالت شعار
جبل خوف و دہشت سے ہلنے لگے
چھپا پردۂ ابر مین آفتاب

چلے گرز و نیزہ چلے خنجر و تیر
اڑا اسقدر دشت کین مین غبار
اٹھا پردۂ ہیبت راز سحر
ہلاک اطلس نامور بیگمان
ہنر ور وفادار مہتر قمران
ہوا حملہ ور رستم روزگار
گل باغ جرات بھی کملانے لگے
کیا سحر اطلس نے باشدومد

قمر توسن فلک چالاک ہی
سرخ مہر گردون چھپا ایکبار
بڑھا جب ہوکر صف سے افراسیاب
ہوا اثر سے کے فوجون پہ حملہ کنان
جلالت قرین نامور نامدار
صفون مین تھا ہنگامۂ گیرودار
ہوا ایک جا ایک ہر مین انقلاب
ہوا قتل کہ یا سامری کر مدد

چھوڑتا کسی صحرا میں امان نہ پاتی لیکن تقدیر یہاں لائی اب مجھ کو جلد آکر بچا بیسے وہ آیا چاہتا ہے بڑا ساحر زبردست
ہے افراسیاب ساحر میری نگاہ سے نہیں گذرا اپنے بھائی کے غم میں گھبرایا ہوا ہے کہتا تھا میرے بھائی
شہرہ فیلسم کو افراسیاب نے مارا شہنشاہ لاچین کو قید کر لیا بھائی کے خون کا بدلا لونگا
شہنشاہ لاچین کو قید سے چھوڑا دونگا افراسیاب تو حیران حیران ہر طرف متوجہ ہوا کہ گہیان پکارتا
ہوا چلا آتا ہے ساتھ والے بھی افراسیاب کو دیکھکر فریاد و بکا کرنے لگے کسیکا قول ہے میرا بڑا مارا گیا یاد
ہو الوجوان بیٹا خاک میں ملگیا اسقدر شور ہوا کہ بات سمجھ میں نہیں آتی آخر افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا
ارے قتل کرو مجھکو سمجھا دو اسقدر نہ گھبراؤ اتنی مہلت ہو ملک اطلس گلگون پوش نے پانی جھولی سے
گار و نکال کر ان پر لگائی خون اپنا چلو میں لیکر چہرہ پر ملا سرخ رو ہوا کچھ خون باقی ماندہ اس گنبد پر
چھڑکا ابر خونی برسنے لگا گنبد شکست ہوا لیکن کئی ہزار ہمراہیان اطلس گلگون پوش بھی
قتل ہوگئے لیکن ملک اطلس نے اسقدر گنبد خاکی کے اندر صدمے اٹھائے کئی زخم کھائے چند ساعت
میں چشمہ کو درست کیا چالاک و چست ہوکر مصروف جنگ ہوا لیکن گہیان اژدر سوار اژدر سے کودا
ساتھ والوں کو منع کیا ارے یارو چپ رہو میں قریب شہنشاہ کے جاؤں مفصل حال کہہ دوں چاہتا
تھا کہ چلے کہ دوسرا ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ابر میں سے برق چمکتی ہوئی شعلہ ہائے آتش ابر سے نمایاں وہ
ابر کھٹا آواز پیدا ہوئی یا شہ امیر ظہیر بادشاہ افراسیاب خانہ خراب ہم ساحر نامی و نامور ملک شہرہ فیلسم
و گہیان بھاگ کر کہاں جاتا ہے اسکی گردن سے کون بڑھا کر قریب گہیان اژدر سوار آیا کئی لاکھ ساحر ابر
پیدا ہوئے انکو آواز دی ان سب کو مارا پکڑ لو ان کو مہلت نہ دو اسی بات پر فوج لشکر
گہیان پر گرے گہیان نے جو لشکر شہرہ فیلسم کو دیکھا اسی کے ہاتھ سے شکست کھا کر آیا ہے بدحواس
ہوگیا سحر یاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے یا سامری کبھی کہتا ہے یا جمشید کبھی پکارتا ہے یا لات اعلی منات معلی
کبھی گھبرا کر پکارا ہے لو بس لوٹا کچھو بس چھوٹا اسوقت آکر بچاؤ ہاے کوئی سحر یاد نہیں آتا ارے یارو
مجھکو تو کتاب کی کتاب یاد تھی سب حرف صفحہ قلب سے اڑ گئے شہرہ فیلسم برابر پہونچ چکا تھا کہا او
نامرد کسکو پکارتا ہے کہاں ہیں سامری و جمشید تجکو اسی کے وقت یاد نہ آیا ایسے بادشاہ عالیجاہ کو بلا میں
پھنسایا اگر تم سب کو گرجانا تھا افراسیاب جادو کی مجال تھی جو شہنشاہ لاچین کو قید کرتا سلطنت کا
فیصلہ ہوتا اسوقت گہیان نے گھبرا کر تلوار اٹھانی الیبا ہے جو اس کے ہاتھ میں تھا سر پر شہرہ فیلسم کے لگائی

ہاتھ سے سپر ہلاتا جاتا ہے منھ سے کہتا ہے ارے سحر پڑھوں اے شہرہ فیلسم تجکو جلادوں کبھی کہتا ہے اے بھائی میرے پاس نہ آؤ کبھی کہتا ہے اے شہنشاہ آکر بچاؤ یہ جلا دو صاحب ہیں اور میں مانتا شہرہ فیلسم اپنا کے غصے میں تھا گھس پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے تلوار چھوڑ کر کہا لو بھائی تلوار لے لو مگر جان تو چھوڑو شہرہ فیلسم نے کلائی پر ہاتھ ڈالا اپنی جانب کھینچا یہ خود قریب آگیا کہا لو بھائی میں تو سرکشی نہیں کرتا تمہارا تابعدار ہوں ہر چند کہ اہالیان فوج گیہان عاجز مجبور و ناچار ہیں باتوں پر گیہان اژدر سوار کے بے اختیار ہنسے کہتے تھے لو صاحب وہ قتل پر آمادہ ہے یہ بھائی بھائی کہتے ہیں ایک نے کہا نامرد گھبرا گیا یہاں شہرہ نے طمانچہ مارا سر اسکا جنبر گردن سے اڑ گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن گیہان اژدر سوار لو شہرہ فیلسم گیہان کو مار کر گردن ست سحر سوار ہوا لشکر افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب نے جو یہ سحر کہ دیکھا غصے میں بھر یا و ابرق کو آواز دی تو بارہا و بلا نازل ہوئی بڑھکر اس نمکحرام کو روکو یہاں تو آئے وہ شہرہ فیلسم کے جو کان میں پیچ آواز آئی وہیں سے نعرہ کیا اور افراسیاب سے بھائی قہقہہ کو مار انہیں سمجھا تھا نمکحرام کون ہے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ بے اعتدالی مگر سے اسکو گرفتار کیا بس بہتر ہے کہ قدموں کو ہمارے بوسہ دو تو بہ کر شہنشاہ کو لاکر تخت نشین کرو دیکھ طلسم ہوش ربا میں کیا غدر پڑ گیا نمکحرامی سے یہ مزا چکھایا یہ کہتا ہوا فوج افراسیاب پر جا پڑا اب یہ سب لشکر آپس میں لگے قیامت کے سحر ہونے لگے دشت جبل تھرائے لگے اور سے ابر کڑک رہے ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہیں نظم مصنف

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
فسوں سازیوں میں بھی بیباک ہیں
ہوا ہر طرف سے ہو آغاز سحر
لیے ہاتھ میں تیغہ برق تاب
ادھر نعرہ مہتر مہتران
گری برق تیغ جلالت شعار
جبل خوف و دہشت سے ہلنے لگے
چھپا پردۂ ابر میں آفتاب

لگے خود و نیزہ لگے خود و تیر
اڑا اسعد روشنت گیں ہیں جہاں
اٹھا ہے دل ہیبت رازسحر
ملک اطلس نامور بیگمان
ہر بروفا دار مہتر قمران
ہوا حملہ ور رستم روزگار
گل باغ جرأت بھی کھلنے لگے
کیا سحر اطلس نے باشد و مد

قمر توسن کا کاسا چالاک ہے
سخ مہر گردون چھپا ایکبار
بڑھا جھوکر صف سے افراسیاب
ہوا بڑھ کے فوجوں پہ حملہ کنان
جلالت قرین نامور نامدار
صفوں میں تھا ہنگامہ گیرودار
ہوا ایسے بیباک ہر میں انقلاب
ہوا غل کہ یا سامری کر مدد

صدہا کو دیوانہ کر دیا بڑھکر سحر کیا سحر نگین بہار کو ستایا لیکن شہرہ فیلسمر بعبد کروفر فوج افراسیاب
پر گراہی لیکن بدبخت تاریک دیکھ کر گھبرا رہی جس جانب جاپڑتی ہے سیکڑون کو چیر پھاڑ ڈالتی ہے سواسے
مہتر قران کے کسی سے خائف و ترسان نہین ایک مقام پر تاریک نے افراسیاب کو دیکھا سواسے
فوج مہرخ کے ایک لشکر پر سحر کر رہا ہے تاریک گھبرائی قریب افراسیاب کے آئی کہا او افراسیاب
تو نے کیا کیا بدبختین کین مین خیال کرکے رکھتی ہون تمام عالم تیرا دشمن ہے یہ کمبخت شہرہ فیلسمر کون شخص
ہے جسنے آتے ہی لاکھون کو مارا اسی کی آمد کی وجہ سے یہ اطلس گلگون پوش تیرے گنبد خاکی کے
سر سے نکل گیا حقیقت مین کیا سحر معقول تھا مالک طلسم بہت ملول تھا مہلت پاتے ہی اُسنے اپنے کو
بچایا گنبد خاکی توڑا افراسیاب نے کہا دائی امان یہ شہرہ فیلسمر بڑا افسر ہے اور قمقمہ فیلسمر آہی
سابق مین لوح دار طلسم ہوشربا تھا دریاے نیل پر سیر اقبنہ مگن ہوا مین نے کئی مرتبہ کہلا بھیجا
لوح طلسمی لیکر حاضر ہو وہ مغرور نہ آیا تب مین نے جاکر اُسکو مارا یہ خبر اسکو نہ ملی تھی اب مفصل حال
دریافت ہوا باغی ہوکر آیا کئی قلعون کو ویران کر دیا تاریک نے کہا جہانتک ہو سکے فوجون کو حکم
دے مہتر قران کو گھیرین نہین معلوم تیغہ نورافشانی کہان سے لایا کیونکر اس تلوار پر قبضہ ہوا افراسیاب
نے کہا مین بھی حیران ہون نابدولت کا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا انتہا کا بہادر ہے ہزارون کو سینہ مار بڑے
بڑے افسرون کو للکار اسامری و جمشید اسکے ہاتھ سے بچائین مہتر قران نے جو دور سے دیکھا کہ
تاریک شکل کش افراسیاب جادو سے باتین کر رہی ہے لڑتا بھڑتا چلا جس افسر نے روکا ہاتھ تیغہ
نورافشانی کا مارا دو ٹکڑے ہوئے دوسرے کو قبضہ مارا کسی کی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا زمین پر مارا
استخوان بے ایمان کے چور چور ہوئے ہزار ہا بسنہ سرشل کاسہ گدائی ٹھوکرین کھا رہے ہین سوار پیدلون
مین بھگدر صفین درہم و برہم نشانہائے لشکر پر الم ماتم نیزے کانپ رہے ہین تلوارین مڑی جاتی ہین
بقول شخصے نیام مین منہ چھپاتی ہین سپرین روسیاہ برباد و تباہ مہتر قران کا جو نعرہ ہوا افراسیاب نے گھبرا کر کہا
دائی امان بھاگو وہ شمشیر جرأت آپہونچا دیکھے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین افراسیاب ایک جانب
بھاگا تاریک شکل کش بیتاب مشوش مثل برق گرگ کے بالاے آسمان پہونچی مہتر قران نے اسکو
ہٹایا اور ساحرون پر جا پڑا لڑنے لگا لیکن تاریک کڑک کر فوج شہرہ فیلسمر پر گری ہرچند کہ شہرہ فیلسمر
بڑا بہادر ہے سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر صاحب لیاقت و خوش تقریر لیکن صورت ہیبت ناک

تاریک کی دیکھکر گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو یہ دیوی کہان سے آئی اہالیان فوج شہرہ فیلسم بھی
تاریک سنگل کش کو دیکھ ہاہا کا نعرہ کرکے بھاگنے لگے چاہتے تھے پاؤن سر پر رکھین لیکن اسکے سامنے
نجا بین لخت خون کے تمام اسکے سینے پر چپے ہوئے بال سر پر گرد پڑے جا بجا لین چھوٹی ہوئی کئی تھان کا لہنگا
خون مین ڈوبا ہوا جسکو پایا چیر پھاڑ کر کھا گئی جب منہ کھولکر چیخ ماری دہن سے اس آتشخوار کے دھوان
نکلتا ہی شعلہ آتش انگاری کے نام سے جلتا ہو بعضون نے آنکھین بند کرلین منہ کے بل زمین پر گرے
ایڑیان رگڑنے لگے بعض نہر مین کبھانڈ پچکے آبرو بھی ڈبوئی جان مفت مین کھوئی تہلکہ لشکر شہرہ فیلسم
مین پڑ گیا شہرہ فیلسم ایسا ساحر گھبرا رہا ہی لیکن واقفکاران طلسم نے آواز دی ای شہنشاہ یہ گمراہ بلا
چیرہ دودم ہی تاریک سنگل کش اسی کا نام ہی انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جانا اسکا کام ہی یہ سنکر شہرہ
فیلسم کسیقدر مطمئن ہوا سنتے ہی کہا قدم مردی کا میدان کارزار سے ہٹانا بڑی ذلت ہی اسی مین جرأت
ہی کہ اس سے بڑھکر مقابلہ کرون اس سیاہ رو کے خون سے ہاتھ بھرون ہر وقت خروج خیرخواہون
نے کہا تھا کہ افراسیاب کا مارنا دشوار ہی بڑی بڑی بلائین نازل کریگا بڑے بڑے اسکے خراج گذار
ہین رہائی شہنشاہ لاچین آسان نہین ای شہرہ فیلسم کسیکا کہنا نہ مانا اس امر دشوار کو آسان
جانا اب سنا کیا اس سے مقابلہ کرو دل کو چیر کرکے سحر کرتا ہوا بڑھا تاریک سنگل کش نے آواز دی
او شہرہ فیلسم کیون اپنی جان دیتا ہی افراسیاب کے قدمون پر سر رکھدے مین کہتی ہون خطا
معاف کرادونگی اگر میرے کہنے کے خلاف کیا ٹھوکرین کھائیگا بذلت مارا جائیگا شہرہ فیلسم کو جوش
جرأت تھا کچھ خیال نہ کیا کئی گولے مارے تاریک نے ہاتھ مارا الٹے پلٹ کر اسی کے فوج پر گرے کئی ہزار
آدمی بے گناہ جلکر رہ گئے شہرہ فیلسم نے دیکھا سحر کو میرے قریب نہین آنے دیتی تیغہ برق مثال کھینچکر
جا پڑا سر سے کہین تاریک پر وار کیا تاریک نے سر بڑھا دیا تلوار نے تا فرق اسکی چھین سے اڑ گئی گویا گھڑیال پر
موگری پڑی استادان سخنور نے اس داستان عبرت بیان کو بطور مختصر تحریر فرمایا ہی کہ شہرہ فیلسم انتہا کا
زبردست ہو لیکن تیغ سے بدل کے تاریک پر بس پڑا تاریک زخمی ہوئی دم بدم وہ ضرر سے بکر
رہی ہی کہتی جاتی ہی او شہرہ دیکھ اپنی جان بچا ہوش مین آ سرکشی کو موقوف کر اپنی حقیقت کا وقوف کے
ورنہ تیرا اسکا حال ہوگی لڑائی مین بڑی شفقت کی دیکھو کبھی ہو رہی ہون تجکو کیا جاؤنگی شہرہ فیلسم نے
خیال بھی نہ کیا تاریک سنگل کش [illegible] چھیدے دکھائی [illegible] ایک چیخ ماری کہ زمین [illegible]

شہرہ بھی بشکل برگ بید کانپا جیداری کرکے بڑھا تاریاب نے بارہ بجا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا گیا تھا
مروڑ کر تلوار چھین لی شہرہ فیلسمر بڑے قد کا جوان ہے اسکے سر وار دیو سے مثال دیتے ہیں جب تاریاب
نے تلوار چھین کر پھینکدی شہرہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا اسکے بال پکڑوں سرنگون کروں جرأت میں فرق
نہ آنے دوں چند موسے سیاہ تاریاب ہاتھ میں شہرہ فیلسمر کے آگئے چاہا پکڑ کر کھینچوں تاریاب نے سر کو
گردش دی وہ بال اس چنڈال کے مار سیاہ بنکے ہاتھ میں شہرہ فیلسمر کے لپٹے آہ کرکے چھوڑ دیا
لیکن غصے میں لپٹ گیا دونوں میں چلپت چلنے لگی شہرہ فیلسمر نے تاریاب کا گال کاٹ کھایا تاریاب
نے اسکے شانہ پر منہ مارا بوٹی کا بوٹا کاٹ کر چبا گئی شہرہ نے ایک چیخ ماری تاریاب بھی چلائی لوگوں
نے پلٹ کر دیکھا گوشت خروندان ساکت ہو رہا ہے تاریاب نے کچھ پڑھ کر پھونکا منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا
پالو شہرہ فیلسمر ہر مرتبہ بالو پر ہاتھ بڑھاتا تھا شعلہ بڑھ کر کاٹ کھا لیتا تھا پھر وہ شعلہ جو پھیکا آہ کی آواز
دی سنکر ڈھال لیں تاریاب نے دوڑی جسطرح باز کنجشک کو دبوچتا ہے اسطرح لپٹی گردن شہرہ
کی کھینچ لی ناخن بکڑکے چیر ڈالا ماجر چبانے لگی گوشت اسکا فرسے کھانے لگی اندھیرا تاریکی سنگ باری
برف باری ہونے لگی صدا آئے حیف آئین بیرغل مچانے لگے اکہ پیر آپکے تھے کچھ نہ پڑا تھا صدا
آخر صدا دی کشتی مرا نام میں شہرہ فیلسمر بود دو سے دیکھنے والوں نے دیکھا زور سے تاریاب کے
ہوش اڑ گئے اہالیان لشکر شہرہ فیلسمر لرزاں و پریشان لاشہ بھی اسکا نہ اٹھا سکے ایک جانب
بھاگ کے فرار پر قرار کیا جبر اختیار کیا وہاں سے تاریاب جھومتی ہوئی پلٹی حضرت قران حیرت ہے کہ تاریاب
پر سیر ایسے کیونکر قابض ہو تاریاب سنگل کش کرلک کر آسمان پر جاتی ہے دور دور لڑ رہی ہے فوج کا ہر سمت
سے بلوہ ہے کس کس کو مارے کس کس سے لڑے کیونکہ تاریاب سنگل کش پہونچے جمع و بہار خود
مجبور و ناچار ہیں ملکہ طلس گلگون پوش بھی سطوت و صولت سے اڑ رہی ہے تاریاب سنگل کش کا
جو یار معشوق کو دیکھ و برہم کرتا ہے یاد میں اس معشوقہ محبوبہ کے بہت بیقرار ہے چاہا کہ عشق واقع ہو
چاہتا ہے تاریاب سنگل کش کا سر کاٹوں معشوقہ کے پاس لیجاؤں وصل سے شاد ہوں لیکن چونکہ
تاریاب سنگل کش تک نہیں پہونچتا ہوس وصل دل میں کھیری ہے ہوا اس میں پا بشر کہ اس [illegible]
میں یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل گیا	نالہ فراز عرش سے آگے نکل گیا	[illegible]	[illegible]

جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نہ جائے
شام فراق ہے وہ اندھیری کہ خوف آئے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے
سینا سپر حباب قضا کا دہل نہ جائے

ٹھنڈی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نہ جائے
کس آب و تاب پر رخ شفاف ہے نسیم

ہائے نظر ہزار جگہ کیوں پھسل نہ جائے

او کسکے لئے مارتا ہے کہتا ہے ہائے تقدیر ایسے وقت پر ملکہ عالم کا آنا ہوا اچھی طرح چار باتیں بھی کرنے نہ پایا اچھی طرح جمال جہان آرا بھی نہ دیکھا معشوق عاشق خصال صاحب جاہ و جلال فراق دیدہ ہجران کشیدہ خود طالب وصل مطلوب مہ جبین نازنین حسین اسکے پہلو میں بیٹھکر لطف زندگی اٹھاتا او اسے تقدیر اسی وقت یہ فساد برپا ہوتا تھا تصویر خیالی اسکی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے اس تصویر خیالی سے بیقراری میں یوں کلام کرتا ہے

نظم

منم کہ بر تو جہان جان من ست
صفیر شکوۂ عشق از فغان من ست
ز ہجر نام چہ جدور اے ناشگ چہ بلد
کہ مہر لا و لعم زینت مکان من است
ز تیغ واجی و خلس کساد بازاری
ز رو ے درد و الم صبح از فغان من ست

بجاے شور محبت ازو ستخوان من است
سپہر نجیم حقارت مرا کہ وقت سخن
چو عنصرے نام ہست نی نشان من ست
زبان شکوہ کشودن ز غیر بے ہنر است
کہ نقد کون و مکان رائج دکان من ست

ہما سے ہست شوقم چو بال مابتا ید
حدیث کون و مکان رائج از دکان نیست
درون خانۂ ہستی چو نقش دیوارم
مرا کہ دشمن جانی ہمین بان من ست
فغان بلبل شوریدہ در چمن نخنی

اے فلک مصیبت میں ہون حکم محبوب مطلوب کیونکر پورا کرون مجھکو

تو میں نے چھوڑ دیا لیکن افسوس ہے کہ ابتک تاریک شکل کش کا سر نہ پایا و لولہ جنون میں لڑتا ہوا چلا صد ہا کو مار اکثر پہلوانان زبردست کو للکارا تاریک شکل کش لعب بشدید مدشہرہ فیلسم کو مار کر کھڑی ہوئی ہجوم رہی ہے لیکن جستر قران پر نگاہ ہے کبھی آہ کبھی واہ کہ پہلو سے نعرہ ہوا سنو ملکہ اطلس گلگون پوش کہاں جاتی ہو میں آ پہونچا لیس اب آگے نہ بڑھنا میری معشوقہ نے حکم قطعی دیا ہے کہ تاریک شکل کش کا سر لاؤ مجھے سر پر نہ لیتو لگا تاریک شکل کش نے جو دیکھا کہ ملکہ اطلس نے فوج افراسیاب کو درہم و برہم کیا نشان ہائے فوج کو قتل کیا تجھسے جنگ کا طالب ہو کر لیکر چلی گولہ اٹھا کر مارا ملکہ اطلس گلگون پوش و تاریک شکل کش سے بلا کے سحر چلنے لگے زمین و آسمان سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے اہلیان فوج کو جان بچانا دشوار تھا ہر سمت صداے الامان الامان بلند ہر خورد و کلان ورد سنے لیکن ملکہ اطلس گلگون پوش نے اپنا خون کاٹ کاٹکر تاریک شکل کش پر پھینکا اس خون سے جسم پر تاریک شکل کش کے آبلے پڑ گئے ابر خونی اس ور شور سے برسا کہ تاب ہر مرتبہ

مثل برق ہمکت کرتی ابر مین چھپ جاتی تھی پھر کڑک کر زمین پر آتی تھی جب ملک اطلس پر جا پڑی
ابر خونی کو تو ہوا اسپر برق چمکانی ملک اطلس کی آنکھون مین اندھیرا آجاتا تھا لیکن لڑائی سے منھ نہ
پھیرتا تھا جب ٹکڑے ٹکڑے ہوش عشق مین اتنی بڑی ساحرہ کو گھیر لیتا تھی ہر مرتبہ لپٹ کر تلوار چلی خون
نے سر اسکے آپستے ان قطرات خون سے جا بجا پھر کے ہزارون ساحر جیسے اشجار ارن پر الیقین ہوائش صحرا
کبھی سبزہ پیدا ہونگا دور تک لاشون کے انبار تل جا بجا جھلے ہوئے ابرہا سے آتش فشان کا لہرکر
آنا پہاڑون کا ٹھہرانا عجب قیامت آشکار تھی لشکرون مین فریاد والغیاث کی پکار تھی بھائی کو بھائی
نہ پہچانتا تھا ہزارون مرکب کوتل پھر رہے تھے پیدل لڑکھڑا کر گر رہے تھے دور سے افراسیاب نے
رشتہ تیرے دیکھا کہ تاریک دو ملک اطلس سے بھی ساتھ پڑ گیا حقیقت مین اطلس نے تار یاب
کو حیران کر دیا ہی مگر ایسی بلا سے مبرم ہے کہ جھوم جھوم کر لڑ رہی ہے دوسرا نہ ٹھہر سکتا لب افراسیاب تلوار
پکڑ کر دوڑ پڑا الیشت پر ملک اطلس کے پہونچا جب تلوار ہاکر چکا تب آواز دی او اطلس خبردار ہشیار
ہو ہما یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا ملک اطلس آواز افراسیاب سنکر پلٹ پڑا دیکھا تیغ قریب آ پہونچا ہے
سپر بچانی گوشہ سپر کو کاٹ کر تیغ افراسیاب تا دو ابرو پہونچا اسپر بھی اسنے جیداری کی دوستانہ
مارا تیغ چھپا کر نکلا چادر خون چہرے پر آتی جاتا افراسیاب سے لپٹ پڑون اور مر سکتا ہ کیسے
نے سحر کیا اطلس گلگون پوش گھبرا گیا سحر تاریک سے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا یاد مین محبوب
کی پکار اٹھا ای جان جہان افسوس وصل سے تمھارے کامیاب نہ ہوئے حسرت و یاس لیکر ہم دو
دنیا سے چلے تم ہمارا سوگ رکھنا افسوس نکرنا تمھارا جان نثار تصدق ہوا عدم مین بھی روح پھیگی
پشت قبر سے نہ لگیگی نظم

ہم ہو عشق مین مختلط مراد دل نہوا
کون ہو جو تری رفتار پہ بسمل نہوا
جان جان سے کبھی شاد مراد دل نہوا
لیکن اسیر کبھی تری یاد سے غافل نہوا
ہاے عشاق مین تا زیست اگر کھانہ شاد
لیکن ایسے کبھی آزردہ مراد دل نہوا

واے تقدیر مراد وصل کا حاصل نہوا
مہربان مجھپہ کبھی وہ مہ کامل نہوا
کاہش جان کے سوا کچھ مجھے حاصل نہوا
انکے دیوانونکو اسطرح رہا انکا لحاظ
جو کہ قتل انکے شہیدون مین کبھی داخل نہوا
مرغ دل کیون نہ سینہ مین تڑپتا جائے

یار دل لیکا ترے حسن پہ مایل نہوا
چاندنی رات گئی شاد مراد دل نہوا
صدمہ مجھ سے جان لبون پر آئی
قید خانے مین کبھی شور سلاسل نہوا
سختیان ہجر کی کیا کیا نہ اٹھائین ہم نے
آنکھ جو نظر سے کبھی بسمل نہوا

میں جس میں چور تھا وہ پری پیکر سبب
مجھکو معلوم تھی اس خنجر قاتل ہوا
مجھ پہ میرا رشک یہ کہتا تھا غبار مجنون
دل دیوانہ ہمارا کسی قاتل ہوا

سیر کے شوق سے پر کوئی مقابل نہوا
تھی جوانی کی جو طاقت مگر و لیکن نا قبیح
ہائے میں تنکے بگولا لیس محمل ہوا

سخت جانی سے جو صد ہا ہوا ہمکو وہ رنج
عشق کا بار اٹھانا مجھے مشکل ہوا
رات دن پھر پہ حسینونکے تھیں باخبر

ملک اطلس گلگون پوش نے زخمی ہوکر یہ اشعار پڑھے افراسیاب

عشق تاریک نے ہنسا کہا اے وہ سحر کسکو یاد کرتا ہے معلوم ہوتا ہے عمرو سے تیرے سر پہ نوم لگا یا کسی کا دیوانہ بنا یا
تھا ہاروں سے کہ میں پھنسکر تو نے مفت میں جان دی اور مجکو بدنام کیا آخر یہ انجام ہوا زخم کھا کر اطلس نے
تھرتھرا کے ایک دیا افراسیاب کے ہاتھ کا زخم کاری تھا لیس نار بیت جا پڑی ایسا سحر کیا شعلہ بھڑک کر
اطلس گلگون پوش کی آنکھوں کے سامنے آیا اندھا ہوگیا شور سننے لگا لیس نار یک وہیں پیچ بیچ اسطرح
شمشیر سحرانی نشکار کو نوچتا ہی اسی طرح اسنے نوچ نوچ کر گوشت کھانا شروع کیا میدان کارزار میں اسقدر
اندھیرا ہوا کہ ہزار ہا ساحر نکرانے لگے ایک ابر سیاہ مثل کوہ فلک شکوہ کے اٹھا آگ برسی طائران
خوشنما پیدا ہوئے کبھی نغمہ سرائی کرتے تھے کبھی ٹھنڈی سانسیں بھرتے تھے پروں سے سر پیٹنے لگے
اسی ابر تیرہ و تار سے آواز آئی کشتی مرا نام سن ملک اطلس گلگون پوش ہو دیکھی طائر کڑک کر
سر پر تار یک مشکل کش کے لہرائے اور زمین وہیں ای تاریک مشکل کش شام عبرت ہو تونے بڑے
صاحب ساحری کو مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا بہت دور تک سر کھینچیگا بقول شاعر شعر
امروز است بر جنازہ دشمن چو نگذری بر شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود یہ صاف صاف ساحری
تا عمین تجھ پر ہی لیکن چند روز تو بھی قاتل ملک اطلس گلگون پوش پہر مجہ سے زیادہ زندہ نہ رہیگا چھتا
سہیگا وقت مرگ تیرا اے تاریک قریب آگیا روح ساحری و جمشید کو صدمہ دیا ہے جس شخص کا خون بہا
لیا تیری قضا بہت قریب ہے لیجیے کام و اکل کا قاتل بدنصیب ہو یا تو تاریک چیر پھاڑ کر اطلس گلگون
پوش کو کھا رہی تھی یا گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا مثل انسانوں کے طائر صدائیں دے رہے ہیں تاریک
نے افراسیاب جادو کو پکارا افراسیاب چپ ہو رہا تھا قیصر شمشیر چوم رہا تھا پکارتا تھا اے قیصر و نہیا
و غیرہ دونوں دشمنان سخت کو میں نے مارا اطلس گلگون پوش کسقدر ناز کرتا تھا اوئی ان چیر پھاڑ کر
کھا گئیں کچھ اسکے کیسے ہونگا استخوان صحرا میں پڑے ہیں کوئی اسکی لاش پر رونیوالا نہ اما پر دولت کی ٹوپی
پر فلسہا آج ہم سے یہ ناوکہی کہا جائیگی ایک کو زندہ چھوڑینگی قزاق پر نازہ کرو ملکہ تاریک مشکل کش کے

تاثیر نہیں کرتا چہار جانب سے نیزہ و تیر و تفنگ سے پڑ رہے ہیں عمرو قران نے زخم بھی کھائے مگر کمی زخمی ہوا لیکن جرأت میں فرق نہیں آیا نہنگانہ پلنگانہ رستمانہ اڑ رہا ہے بڑھ بڑھ کے ساحران ناری ہاتھ سے عمرو قران کے واصل جہنم ہوتے ساحروں کی صدا سے فریاد و الغیاث بلند عمرو قران صفوں کو درہم و برہم کرتا ہوا طرف تاریک شکل کشش کے چلا و ر ہے جو تاریک ہے نے عمرو قران کو آتے دیکھا قلب تھرایا اسطرح پر پرواز پیدا کر کے آسمان پر چلی بلندی سے سحر کرنے لگی جس پر اس ملعونہ نے سحر کیا کوئی جل گیا کوئی پتھر کا کوئی شجر کوئی دیوانہ وار پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا اب عمرو قران گھبرایا کہ میں کیا کروں کیونکر تاریک پہونچوں مہرخ و بہار و شیرو بھی فریاد کرنے لگیں ایک سمت سے آواز آیا آتا ہے آسمان سے تاریک سے سحر کی بوچھار ابر تیرہ و تار سے برستا ہے جس پر قطرہ پڑا کھنڈا ہوا قریب تھا کہ مہرخ مہرخ کے پاؤں اٹھیں پھر وہ ایک سایہ سحر میں گھرا ہوا ہے اعلیٰ حیرت افزا دیکھ رہا ہے بے قرار ہو گیا دعائیں مانگنے لگا اے رب کریم لشکر ظفر اثر کو اس بلائے سیاہ سے بچا لے دیکھیے آج ان نازنینان مہ جبین کی کیونکر جان بچتی ہے حقیقت میں جیسی جنگ آج پڑی ہے ایسا کبھی ہمرکاب نہیں ہوا لشکر عمرو دلاور نے چہار جانب سے گھیر انحجر سے بیت گردش فلک نے سیکے گلو پر کھینچا القلم

خمیازۂ عشق کا مرا دل کھینچتا ہے آج
کیسا وفور شیون و جوش بکا ہے آج
پانی سے کبریٰ کے سینہ میں بھرا آئے ہے
گردون طلسم گنبد ماتم سرا ہے آج
اے دل خبر لے نغمہ شادی کو کیا ہوا
دل آہ زندگانی سے کتنا خفا ہے آج

آغوش رنگ سے حلقہ ہائے فنا ہے آج
جیتے رہنے تو لال ہائے خون سے منہ کیا
لب کا تشنہ ہائے کہاں دم مرا ہے آج
اتنے کمان ہوئی کہ تاثیر ہر رگ ہو
لب پہ ہار سے نالہ و آہ جگر کا ہے آج

برباد مقدور عدو ہوا آب اشناس ہے
تغیر رنگ شام و صبح البتہ فنا ہے آج
آواز ہائے ہائے کی آتی ہے متصل
اپنی خبر نہیں کچھ کیا جانے کیا ہے آج
اتر ہے گلے سے گھونٹ آب حیات کے

اسوقت ٹھہر ولی بے قراری سرداروں کی آہ و زاری ہر ایک کو یقین ہے

کہ اب قتل ہوئے عمرو قران موج میں پھنسا ہے تاریک شکل کشش کو نظر پہونچے اگر ساحر ہو تا یہ بھی پر پرواز پیدا کر کے تا آسمان جا اسر وار پیچھے بیٹھنے لگے لیکن بلاسے اس کے جو دعائی القدرت خالق بے نیاز نہایت رب کارساز دیکھا سبھی آسمان پر برق چمکی ایک ابر فیروزی لیکن نہایت تکلف سے آہستہ طرف سے طلسم نور افشان کے پیدا ہوا اس سے شعلہ ہائے آتش بھڑکتے ہوئے ہزار ہا طائر نغمہ ساز زمزمہ سنج میں ہیکل قریب آ کر وہ ابر شق ہوا ایک جانب سے شہنشاہ نور افشان لعبت ظلم نشان ایک جانب سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نمایاں

جو لشکر اسلام میں دیکھا کوکب نے نورافشاں سے کہا استاد بڑا غضب ہوا ہمیشہ اسقدر آنے میں دیر کی
مالک اطلس گلگون پوش مارا گیا فوج اسکی پامال ہوئی تاریک شکل کش بخوف صاحبقران آسمان
پر گرگ رہی ہے زمین پر نہیں جاتی وہ ملعونہ بہت دانا ہے کیا خوب تدبیر کی ہے کہ صاحبقران آسمان پر
کیونکر آئیگا دیکھیے کس قیامت کے سحر کرتی ہے ہزار ہا نامداران صاحبقران پامال ہوئے کچھ نہیں ہو سکتا
قصد ہوا نورافشاں کا اسکو کہ کچھ جواب دوے لیکن کوکب روشن ضمیر خیر خواہ لشکر ظفر اثر نامی و نامور
نورافشاں پر غصہ کرکے بڑھا شیرانہ نعرہ کیا نعرہ کوکب تصنیف مصنف

سنم مالک ملک افسونگری — سنم رائج سکۂ ساحری — سنم صاحب شوکت و عز و جاہ
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ — سنم گوہر بحر جاہ و جلال — سنم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار و فریدون حشم — قوی دست و بازو و رستم شیم — شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

ہر چند نورافشاں نے آواز دی ای کوکب خبردار قریب تار پاس
مت جانا بلا سے حجرہ وہ وہم ہی تھے اپنا ایک تامل بلا وجہ نہیں کیا صرف سنا ہے کہ ملاحظہ میں مصروف
کیا ایسے بیوقوف تھے ہم بھی آگاہ تھے کہ تار پاس بلا سے روزگار ہے صاحبقران کے سامنے تاکہ اسکی راہ
کو آسمان پر جاکر بچایا اسکی کوکب نے کچھ جواب نہ دیا تار پاس شکل کش آسمان پر گرگ رہی تھی جیسے ہی کوکب
آگے ہوئے دیکھا للکار کر آواز دی او کوکب تیرا بھی ستارہ گردش میں آیا مالک اطلس گلگون پوش
ایسے ساحر زبردست کو میں نے مارا ابھی ابھی جیسے بھاڑ کر کھا گئی بڑی کبھی قضا دستگیر ہے جلد سب وہ جری
ہاری جاگیر ہے کوکب نے للکارا او بیحیا وہ اطلس گلگون پوش کیا تھا ایک مرد گوشہ نشین عاجز ہو کر زمین
میں چھپا تھا خدا خواجہ کو سلامت رکھے اس مرتد کے ہاتھ سے لاکھوں لاکھ ساحر قتل کرا دیے اگر وہ پیچ
اسلام ہوتا ضرور ہم اسکی مدد کرتے جب اپنی جان دے لیتے تب ہم پر کوئی بلا نازل ہوتی تار پاس نے
کوکب پر گولہ مارا کوکب پر تلواریں برسنے لگیں صدہا خنجر گرز ہائے آتشیں گرنے لگے کوکب مثل ماہ تابان
بادشاہ درخشاں اسلحہ سے جا بجا کر نکالتا ہے تلوار پر تلوار تو گولوں خنجروں سے اپنے کو بچا لگا وہ صید ہم
ستم زیادہ ہوتی جاتی ہیں کئی زخم کوکب نے کھائے ہزارہا تیر صدہا تلواریں کہاں تک اپنے کو بچاتے
نورافشاں جادو بیقرار ہو کر چیخا آواز دی کیوں کوکب ہمارا کہنا نہ مانا اے کو خوار ش جانا ہے کہکر نورافشاں
نے گولہ مارا پتھر سے ان پتھروں نے تلوار خنجر توڑے اور کہا ای کوکب ہماری راے کو حقیر سمجھا تو

ہاتھ کوکب سے سحر میں مصروف تھا طرف تار یاب کے لپٹا دیکھا دہائی امان بر قیامت بپا ہو آواز آئی
دی نہ گھبرایا میں آپہونچا کوکب تیغ کھینچکر جھپٹا کہا او مردود ہمیشہ آنکھیں چار کر ہمروان عالم برداگر یہ کہکر
کولہ سحر کا مارا افراسیاب سحر کوکب کو دفع کرنے لگا لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہو رہے تھے اب جو دیکھا کہ کوکب دو ضمیر
افراسیاب سے لڑ رہا ہے نور افشان وتار یاب میں چھپ پڑے ہیں لیکن فوج افراسیاب بحد و
بیحساب بڑھے جاتے ہوئے سحر کر رہی ہے خواجہ نے بھی پنجے پر ہاتھ ڈالا آگے بڑھ کے نعرہ کیا
جنگی باجہ داغ کر طرف فوج افراسیاب کے پہونکا گئی ہو گئے منہ چلے کہ آسمان سے دو ہزار ابر پیدا ہوئی
پیدا ہوا دیکھا ملکہ ہران شمشیرزن پشت پر چار سو شاہزادیان ساتھ ہزار نازنینان زرین پوش
دریا سے جواہر میں غرق دلربا سے ہوئے لباس زیب و رعنائی حد سے سر کیا ہاتھ میں آئی ہے فوج افراسیاب
پر گری اختر مروارید جوڑے سے نکالا نعرہ کیا نعرہ ہران شمشیرزن آفت مصنف

سنو وخنجر کوکب و لو تار	ستم ہمت شکن و تحتشم نامدار
لقب گشته ہران شمشیرزن	ہشال جوانمرد لشکر شکن

ایک جانب سے تمام اس جادو کرگرگی کھلونے چلنے لگے
کوڑیاں نکلیں لڑکیاں ساتھ کی چاؤن چاؤن کرنے لگیں ایک جانب سے ملکہ اختر میں سہیلان شمشیرزن
لشکر بلور جہار دست و شاہزادہ جمشید میں کوکب جو جا کر وہ ہاتھ کو میں مخفی ہو لے تھے نعرہ مارے
کوکب و نورافشان و ہران سنگ غیرت آئی درہ کوہ سے نکلے ہر کاروں نے بڑھکر خبر دی اے شہریار
حلیہ چلیں اب ہنگامہ عظیم برپا ہے تاریاب کوکب نے اکھاڑ لیا بلور نے جمشید کو تخت پر سوار کیا آپ
مرکب کو اٹھا اس وقت پہونچا لشکر آلمین ملے ہوئے وہ سحر چل رہے ہیں کہ آسمان کو جنبش جانباز
سر فروشوں کو فتح کی کوشش کوکب افراسیاب سے مقابلہ ہران کا حیرت سے سامنا مجلس نے
صدہا کو مار لیکی کو اختر نے للکارا شگوفہ سحر ساز و ہزار دی کے سحر سے گل کھلا بہار کا گلدستہ
مجموعہ دار نے ہاتھ وقت اجمل کے نار سے سرخ ہوئے کالا کلشا نے سوئے شکین زلفین عنبرین کھولے
میں سیکڑوں کو ہلاک شاہزادہ شکیل بے عدیل اپنی مادر مہربان کے پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے مصروف
شمشیر زنی ملکہ اسطرح جادو کے سحر میں بڑا عجیب دشمن پرستاران سامری و جمشید ہو ملکہ مارا ان میں
سے اثر ور سحر بنا کے کبھی سانپ برسا کے اثر و رمیدان میں دوڑے پھرتے ہیں سیکڑوں کو نگل گئے ہزار دل

آتش سحر سے جل گئے خورشید زرین تیر نے گرمی دکھائی آفتاب عالمتاب کی حدت بڑھائی زمین تپ رہی ہے ادھر
ملکہ ہلال سحر افگن کی ہلال زرین چلی لرزاں و لرزاں و شور سے زمین کو جنبش دی قتل فوج افراسیاب
کی کوشش کی اب افراسیاب جادو کبھی مدد حیرت کو جاتا ہے کبھی ان ساحروں کے سحر مٹاتا ہے لیکن سحر
کوکب سے مہلت نہیں ملتی اگر بادشاہ طلسم ہوشربا نہوتا جان بچانا دشوار تھی البتہ یہی کامل و اکمل ہے کہ
سب کو جواب دے رہا ہے کئی زخم کھا چکا حیرت جادو بدحواس ہراساں کے سامنے سے جانا چاہتی ہے ہٹوں آپ
کو تا بہ افراسیاب جادو پہنچاؤں ہمراہیان ملکہ بہار شمشیر زن مہلت نہیں دیتیں کبھی ادھر جاکر سامنے
آتی کبھی محلسرا کی سیر کیا کبھی شگوفہ سحر ساز نے اپنا رنگ کیا یا استو خواجہ عمرو کی خوب بن پڑی جادوگر کی
شکل بنا کھڑے ہیں جو ساحر صف سے بھاگ کر نکلا للکارا خبردار کہاں جاتا ہے حکم افراسیاب نہیں ہے پلٹ کر
اسنے دانت نکالدیئے عمرو نے کہا کپڑے اتار دو چلے جاؤ جو کچھ نقد و جنس اسکے پاس تھا بخوف جان اسنے
دیدیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہ اب تو جانے کی اجازت دیجیے قریب آ کے فرمایا دیکھو وہ سامنے باغ ہے
اسطرف بچانا وہاں ایک میرا بھائی کھڑا ہے ضرور روکیگا اسنے منہ پھیرا کہ باغ کہاں ہے آپ نے استرا
نکالکر پھنگی ناک کی کاٹ لی اسنے ایک چیخ ماری فرمایا چپکے چلے جاؤ غل نہ مچاؤ افراسیاب نے سر کاٹنے کا
حکم دیا تھا میں نے صرف ناک ذراسی کاٹ لی ہے پر روتے ہو ابھی تمکو کشاں کشاں سامنے افراسیاب
کے لیجاؤنگا وہ سوچا بلا سے ناک گئی جان تو بچی آبرو سے نکل بطور و تا پیٹتا طرف صحرا کے چلا گیا دس بیس کو
تو یوں لوٹا جب دیکھا اب لشکر آپس میں ملگئے ہیں بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا باپ کو بیٹے کی فکر نہیں
اصلاح کا ذکر نہیں گلیم اوڑھکر میدان کارزار میں آئے لاکھوں لاشے پڑے تھے کمریں انکی ٹٹولنے لگے
جسکی کمر میں ہمیانی نکلی کاٹ لی لاش سے تعرض نہ کیا جسکی کمر میں کچھ نہ نکلا پولا لیکر اسکا منہ کچوک یا فرمایا
او نالائق عمر بھر نوکری کی دس و پیہم مرنے جینے کو کمر میں نہ باندھے جابر ساحروں کا زیادہ مجمع ہے گلیم اوڑھے
خالی دو ہاتھ دو ورتے پھرتے ہیں کمریں ٹٹول رہے ہیں اگر کسی نے دور سے دیکھا گھبرا گیا لڑتے لڑتے
ان ہاتھوں کو دیکھکر بھاگا کبھی اگر دل چاہا گلیم سر سے اتاری ساحر کی شکل بنکر ایک تیغ ہاتھ میں لیا کسی
بڑے جادوگر کو تاکا سمجھ لیا کہ لباس بہت بھاری پہنے ہے اسکو ڈپٹکر للکارا اسنے پلٹ کر دیکھا اپنا جادوگر
بلا کا قتلہ ہے سے مقابلے کو آتا ہے وہ بھی آمادہ ہو کر چلا جب قریب پہونچا عیار آپ نے کچھ پڑھکر وہ تیغ پھینکا
وہ سمجھا کہ تیغ ہی کیا جانتا تھا سر سے کچھ ہی ہاتھ مارا تیغ بیٹا اسکی چھینٹیں سینہ پر پڑیں پانی کے قطرے تھے

تاریک سنگل کش کی ماتحتی مین ہر نوع شائقان نکتہ سنج و ناظران والا مقام ضرور قدردانی فرماینگے و دیگر
تجربہائے بلا اشاراللہ سے ہی شرح و بسط سے تحریر ہونگے اور حیرت پنجم حسبکی حاکم ملکہ لعل سخندان ہی یاقوت
سخندان دختران ملکہ اخضر گوہر پوش ہین انکے خروج ہین اور عیاریون پر خواجہ عمرو کی ناظرین
عش عش کرینگے عمرو خلعت تحسین و آفرین مرحمت ہوگا اس سواد کو تین شبانہ روز گذر چکے ہین دونون
لشکر اسیطرح ملے ہوئے ہین سحر و ساحری کا ہنگامہ رعد کی گرج برق کی تڑپ بارش ابر سحر و ساحری آتش
افشانگری ہر ایک مقام پر نور افشان خستہ و شکستہ ہے لیکن تاریک کو بھی نیم بسمل کر دیا ظاہر مین پیر
زمین گیر لیکن استاد افراسیاب و کوکب روشن ضمیر جان ہال وقت محبت نام صاحبقران زبان کر دیا آئینہ
پڑھا ہے ہوئے زخم کھا رہا ہے تاریک کو بلند ہونے نہین دیتا حضرت قران شیرانہ تیغ نور افشانی علم کیے تاک
مین کھڑا ہے تمام ساحران بھی اس مقام پر بیحد دبے ہوئے انتہا ہے افراسیاب کو بھی ساحران طلسم
نور افشان نے گھیرا ہے ملکہ حیرت جادو معشوقہ خوشخو شہریاران سے زخمی ہو چکی ہے مجلس آگ لگ کر
گر رہی ہے ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن ابرو پرشکن موتیون کے مالے ہاتھ مین سحر و
ساحری بات بات مین جب موتیون کا مالا ہار گیا تیران حیرت کے سمجھے لیکن حیرت بھی تعلیم کردہ
افراسیاب زخم اٹھا کر پیچ و تاب کھا کر اپنی ساتھ والیون کو ترغیب جنگ دے رہی ہے اور ملکہ
سوسن پوش و نگار زعفران پوش و ملکہ حیران آئینہ دار و ملکہ کاکل دراز و ماہ پیکان سحر طراز
پیسے شاہزادیان حاکمان دربند ہوشربا برابر حیرت جادو کے جمی ہوئی لڑ رہی ہین وہ مقام
حسرت انجام ہے کہ ایک کو ایک کی فکر نہین جان بچانے کا ذکر نہین کوئی وقت تیران شمشیر زن سے
انجم و اریب گوہر ایک ساحر پر لگا یا ایک پتھر پیدا ہوکر اسکو قبضہ مین کر لیتا ہے اسیطرح دست
بدست وہ اختر پاس ہزاران ناسور کے پہونچ جاتا ہے حیرت نے ہری بال کھول دیے ہین جیب سحر کیا اور چھرا
میدان کارزار مین چھپا گیا اس اندھیرے مین ساتھ والیان یا زبان ہزاران ہو جاتی ہین میدان
مین زلزلہ کھلا ہوا اس مقام پر ہزاران و حیرت سے سحر کیے ہو صدہا پانسے گرے ہزاران ہاتھ سے
شمع ہر پتنگے اثر پیدا ہے مین کیسے کیسے نازنین جبین قتل ہوئے کہ دیکھنا نظیر ممکن ہوگا عمرو اس
ہنگامہ کو دیکھتا ہوا اس مقام پر پہونچا کہ جہان تاریک و نور افشان لڑ رہے ہین لکھا ہے کہ ساتھیا
نور افشان سے تاریک سنگل کش پر ایسے ایسے تو رکھے آنکھون مین قہر و غضب ہے لیکن

دام سحر جمشیدی نور افشان نے کاندھے سے اتارا تاریک نے لپک کر قریب نور افشان پہونچی تھی
نور افشان نے دام سحر پھینکا لیکن تاریک نے تیغ سحر نور افشان پر مارا پر سپر نور افشان نے روکا لیکن
سر زخمی ہوا نور افشان نے پلٹ کر خنجر مارا تاریک شکل کش نے سپر کیا کہ خنجر ہاتھ سے نور افشان کے
چھوٹ گیا سوت تاریک کی قریب تھی وہ خنجر اسکی ران پر پڑا آہ کر کے جھکی وہیں دام سحر نور افشان
نے مارا کہ بطور صفیحی شکل ماہی جیسے آب سے تڑپنے لگی نور افشان دونوں پر جھپٹ کر زمین پر کود آگرے گرتے
تاریک نے بشکل تمام جال توڑا پر زمین پر جھک کر سیدھی ہوئی کہ پہلو سے نعرہ ہوا او تاریک کہاں
جاتی ہے سنبھل صاحب لغبہ گران نظر کردہ بزرگان شاگرد رشید عمر عیاران غلام قدیم صاحبقران صاحب
فتح و ظفر عمر قران نامور تاریک بلی ملک الموت کو قریب پایا تیغ نور افشانی کو چھوڑ کر بچانا قصد کیا
تھا کہ بلند ہو جاؤں اس ظالم سے جان بچاؤں لیکن عمر قران نے سپر روک کر ہاتھ تیغ نور افشانی کا
لگایا تاریک نے گھبرا کر دونوں ہاتھ اٹھا دیے دونوں کلائیاں کٹ کر زمین پر گریں خون کا جاری ہوا
مثل ارنا [illegible] کچھ بھی سحر [illegible] اسکے ہزار ہا شعلہ ہائے آتش نکلے قران کو آتش سحر نے گھیرا قران
نے تیغ چمکایا آتش سحر باطل ہوئی دوسرا ہاتھ مارا تاریک پکاری ارے بچانا ایک سپر فولادی زمین
سے پیدا ہوا جب تک بچا سے سپر تاریک پر تھا تیغ برق تاب چمک کر آ گرا کو کاٹ کر سر تاریک
پر گرا ذرا فرق ہوا سپر کے ٹکڑے کو کاٹا چشم زدن میں یا تو سر چمکا تھا تیغ آبدار نے زمین پر لوٹا دیا
تاریک شکل کش کے دو ٹکڑے ہوئے بلائے تیرہ دو دم کا مارا جانا تاریک اندھیرا چھا گیا ساحروں
دم گھٹنے لگے ہزار ہا تیغ و نیزہ لپیٹے پیچ و خم درختوں سے اٹھے پروں سے سر پیٹ کر ہائے ملکہ تاریک
نعرہ کرتے تھے جل جل کر زمین پر گرتے تھے نور افشان جادو نعرہ کر کے تتر کرنے لگا صد ہا پتلے پیدا کیے
شعلیں انکے ہاتھ میں لیکر بلند ہوئے جب ایک نے ایک کو دیکھا اب آواز آئی کشتی مرا نام [illegible] ایک
شکل کش لود افراسیاب کی بھی نگاہ جا پڑی دیکھا لاشہ تاریک تڑپ رہا ہے نور افشان غصہ
کرتا ہوا اسیری جانب آیا ہے افراسیاب نے پڑھکر سحر کیے نور افشان پر بلا نازل ہوئی صد ہا شیر ہوائی
درہ ہائے کوہ سے پیدا ہوئے نور افشان جادو پر حملہ کرنے لگے نور افشان ان شیروں سے لڑتا
ہی جس شیر کے سر پر گھونسا مارا سر اسکا پھٹ گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا لیکن تنہا [illegible] کار [illegible]
آدا [illegible] بہار و [illegible] پر [illegible] کبر و نخوت سے [illegible] ذکر کر چکا ہوں کہ [illegible]

پتلیاں جل گئیں آنکھ سو تپلیاں قصر زبرجدی میں کرسی پر بیٹھی ہیں لگ گئی دل سے آ دل اس وقت آفتاب
چہار دست نے پوچھا کیوں شاہزادیوں مزاج کیسا ہے آج کئی دن سے تمکو پریشان پاتی ہوں سبب گھبراتی
ہوں مفصل حال بیان کرو اگر کچھ عارضہ ہو علاج کروں میں تو تمہاری خدمتگار ہوں کچھ حال طلسم ہوش ربا
بیان کرو سپہر پیا فراسیاب جادو کس حال میں ہے ہم بی تار یک شکل کش نے کہا کیا تین دن سے رونا
مجھے میں ایک حرف نہیں لکھا ابتو آئندہ گذشتہ کی خبر نہیں ملتی کلی آرزو کی نہیں کھلتی الٰہی کیا
سبب ہے یہ بولی دادی جان اپنی خیر منا و ہمارا سر رفتہ آؤ کیسی خیر آئندہ گذشتہ ساحری و جمشید نے
تمہارے قبضہ میں کر دیا خیاب لب دریا میں آمادہ مرگ ہو بیاسے قضا ہیں وقت روا روی ہے ہماری جان
بنی ہے تمکو کہانی سوجھی ہے نہیں معلوم کس فکر میں ہیں ذرا خبر لو اپنے فرزند کی منگا کے دیکھو کیا گذری
آفتاب چہار دست نے کہا بی بی سپہر نجوم مل خبر اخبار تمہاری ذات پر موقوف ہیں تمہاری بلا
دوسری بولی ابھی اپنا تو یہ حال ہے بقول شاعران اشعار سے ہمارا حال سمجھ لیجئے حسب حال

مصیبت سے اپنا دامن بھر چلے — لیکن حسرت یا دل مضطر چلے
ایسی اسی خوف دریا میں مر چلے — شکست جنرا سینہ و سے دہر چلے
لیجئے آنے تجھے کیا ہم کر چلے

حسرت کا دل ہمکو اک آن ہے — اکو سو مہر تجھ کیا اسکا ارمان ہے
قہر حسرت ہے غضب ارمان ہے — زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا — اب ہے سیر باغ جنت کی ہوا
دم سکے دہر کی سیر ہی و قصہ ہو گیا — کیا ہیں کام ان گلوں سے اے صبا
ایک دم آئے ادھر او دھر چلے

آئے تھے مہمان یہاں اک نفس — خوب دیکھا اب نہیں باقی ہوس
اب یہاں رہنا ہے لیں قید قفس — دہر شور دیکھا تماشا یاں کا بس
گھر سے ہو خوش ہم تو اپنے گھر چلے

شیشہ زبان جو شمع ساں ہیں کیا کہیں — عشق کی آتش سے آگے ہیں ہم جلے

بھاگا وہ کوٹھری میں سے کڑکڑی ہیں تھیں مارتی ہیں ارے دروازہ کھول دے ورنہ ہم اپنی جان دینگے دیوار توڑکر
نکل آئینگے آخر آفات آسمان پر کڑکی کہیں سے دو نوجوان بلاگردانی بہ تعجیل تمام انکو ذبح کیا خون انکا مانند
مین بھرا وہ مانند انکو کوٹھری میں گھسکا دیا تو تیلیان رہ رہی تھیں خون دیکھکر چہرے سرخ ہوئے ایک نے
تبسم کیا اور دی جان خوب دم دیا پہلے یہ نہ سوجھی آفات نے بہ تعجیل تمام اس مکان کو بند کیا روتی
پیٹتی ہوئی تڑپ کر چلی قصر زرجدی سے تھوڑی دور نکلی تھی کہ دیکھا آسمان پر زاغ و زغن غل مچا رہے ہیں
ابر دھوان دھار اٹھے ہیں آوازیں آرہی ہیں کشتی مرا نام سن تاریک شکل کش ہوا آفات اسوقت
اکر سمجھی کہ قتل تاریک کا میدان کارزار میں ہنگامہ کوکب روشن ضمیر و نور افشان باتوقیر فوج حیرت
پہ چھپکے میں لاشہ تاریک میدان کارزار میں تڑپ رہا ہے ایک جانب مہتر قران نامدار تیغہ نورافشانی
بدست باوا جرات بسمت طرف افراسیاب کے چلا ہے افراسیاب غم میں تاریک کے بیقرار
اشکبار بچشم گریان شبانہ روز زاری میں کہ رہے ہیں تاج سر پر بندار گریبان چاک جوش میں طرف مہتر قران کے
جانیکا قصد کیا ہے آفات نے وہیں سے نعرہ کیا او نافہم ناداں بیوقوف خبردار کہاں جاتا ہے ہاتھ میں اسکے
تیغہ نورافشانی ہے اسکے ہاتھ سے تاریک کو نہ بچا پایا تو نے بھی نہ سمجھا یا خبردار مقابلہ نہ کرنا بہت پچتایگا یہ
وہ تیغہ شمشیر کش ہے جسکا عدیل و نظیر ممکن نہیں مشہور ہے کہ تیرا قتل بھی اسی پر ہے بیوقوف ہوسیا سنے
اثر ورد ماں کے جاتا ہے کیا بیوقوف ہوا افراسیاب نے آفات کو جو آتے دیکھا آواز دی جلد اپنی
لٹ گیا دوائی امان سے چھٹ گیا آفات نے کچھ جواب نہ دیا گریہ کرنے والے جمشیدی بار افراسیاب
وحیرت کا مصور و غیرہ کو دشمن لیکے چشم زدن میں مخفی ہو گئی پکار کر اتنا کہا ای نورافشان و کوکب
تمہاری بھی اجل قریب ہے عنقریب میدان کارزار میں بکھر جاؤنگی اس بدبخت کا قرا کہا ؤنگی نورافشان
نے قصد کیا کہ آفات چار دست پر بھی جا پڑدن عمرو نے جھپٹ کر نورافشان کا دامن تھام لیا کہا
استاد لیس نہیں ایسے فعل اپنا شمر کب حال کیا بڑی ساحرہ کو مارا الامان فوج افراسیاب نے جو دیکھا
کہ شہنشاہ کو آئی وادی جان لیکن یہ بھی سب شکست کھا کر طرف بھاگے بھاگے فوج کے قدم اکھڑ گئے
خیمہ بارگاہ میں اوٹ لیں یا زمان ملکہ صبح تا لال ہو گئے غازیوں کے چہرے سرخ صدہا زخمی جابجا تڑپ
رہے تھے عمرو نے آواز دی او ملکہ صبح جلد انتظام کرو زخمیوں کو میدان کارزار سے اٹھاؤ عیاران نامی
سرداران گرامی نے سکھ بستر انتظام کیا بارگاہ میں استادہ ہوئیں زخمیوں کو لا کے زخم دوزیان ہونے لگیں

استادان سخن نے تحریر فرمایا ہے کہ دو شبانہ روز تک کسی کے ہوش درست نہ تھے وہ صحراے وسیع الشان
سے معمور تھا آخر اس صحراے وحشت ناک کو چھوڑ آگے دس کوس بڑھکر بارگاہیں استادہ ہوئیں بعد
کئی دن کے ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لا کر تخت پر بٹھایا ضرغام شیر دل کو بلایا کہا اے ضرغام
والا مقام حقیقت میں تمنے ایسا کار نمایاں کیا کہ خدمت ایسی ناممکن ہی شہسوار عرصۂ یکتائی اسد بن
کرب غازی کو کہاں چھپایا اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچایا سب کو اس مقدمے میں حیرت ہی ضرغام
شیر دل نے سر دربار بیان کیا کہ جب میں نے بدبخت تاریک شکل کش کو دیکھا کہ جسکو پانی ہی
چیر پھاڑ کر کھا جاتی ہی شب میں نے اسد نامدار کو بیہوش کر کے غار کوہ میں چھپایا ایک جوان کو دم
دیکر اسد غازی بنایا ملکہ مہ جبین کو سمجھا دیا تھا کہ اب آپ چند دن سامنے طلسم کشا کے نہ آئیگا شکر ہی
انجام بخیر ہوا ملکہ مہرخ وغیرہ نے ضرغام کی بڑی تعریف کی بہت بڑا خلعت دیا خواجہ کرسی سے اٹھکے
ضرغام کو گلے سے لگایا کہا بیٹا قوت بازو زینت پہلو تم ہو میرے بعد زنبیل وغیرہ تمہیں کو ملیگی بلکہ زندگی
میں اپنا جانشین کر دونگا دہن دریا گل مراد سے بھر دونگا لیکن لیاقت کی شے حفاظت سے رکھتے ہیں
خلعت اتار دو ہم احتیاط سے رکھ چھوڑیں جانشینی کے نام پر ضرغام پھول گیا خلعت و انعام پایا تھا
وہ حاضر کر دیا سب عیاروں کو خلعت ہائے فاخرہ ملے کئی مہینہ کے بعد اسد نامدار دربار میں تشریف لائے
نور افشان جادو نے شیشہ نور افشانی مہتر قران سے لیا شیشہ اسیوقت طرف قصر نور افشانی کے
روانہ کر دیا چالاک بن عمرو پیر عمرو نے بڑی آفرین کی کہا اے نور نظر حقیقت میں اطلس گلگون پوش
کو خوب گرایا سیاہ برق کو بھی گلے لگا لیا کہا ارزان جادو کی صورت خوب بنی مہتر قران کے
جراءت کی تعریفیں کیں ملکہ مہرخ نے حکم کوکب روشن ضمیر بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط
مہیا ہوا حقیقت میں آج عجب دربار ہی جسپر روح جمشید نثار ہی ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن و
ملکہ مجلس پر فن سرداران ملکہ مہرخ ملکہ بہار گلعذار ملکہ تصویر نامدار رعد و برق لامع سب اپنے اپنے
مقام پر جلوہ فرما ہیں ساقی سیمیں ساق حاضر ہوئے دور شراب ناب بصد آب و تاب چلنے لگا اسوقت نور افشان
جادو نے ملکہ مہرخ سے اشارہ کیا اے ملکہ عالم آج تو پروردگار نے بڑا فضل کیا ہے ایک سوال کیا جیتا
دوبارہ حاصل ہوئی بعنایت رب العالمین دل ہوئی خواجہ عمرو سے فرمایئے عنایت فرمائیں تو
کو تھوڑی سے سناویں ملکہ مہرخ نے شکر الہی کیا جہاں ملکہ بران شمشیر زن سے کہا انکی محبت

مانتے ہین اُنکے فرمانے سے ضرور مہربانی فرمائینگے ایسے ہمین نہ بجھائینگے نور افشان جادو نے ہیران کو قریب
بلایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا اے نور نظر خواجہ تمہاری بڑی خاطر کرتے ہین فرمائش کرکے نہ بجواؤ ملکہ ہیران
شمشیر زن کا غصہ آگیا کہا حضور سچ ہی کیا حقیقت ہے لیکن مجلس جادوگران باتون مین اختیار ہے
وہ جیسے ضد کرتی ہے خواجہ کی کچھ منّت نہین چلتی اُنکے کہنے سے گا نہینگے ناچار ہو جائینگے یہ کہکر مجلس کو قریب
بلایا کہا کیون بیٹا آج گانا نہ سنوگی تم آج خوب خوب سا لڑین خواجہ تم سے خوش ہوے ہونگے کہو کہ آج ہمین گانا
سنا دیجیے مجلس نے کہا بہت خوب ہمیں کہنے سے دادا جان ضرور گائینگے یہ کہکر قریب خواجہ کے
آئی اُچھلکر گود مین بیٹھ گئی ملکہ ہیران نے پکارا کہا کہ دیوانی ہے بے ادبی کرتی ہے الگ بیٹھ خواجہ نے گلے سے
لگا لیا کہا بی بی تمکو کیا تم دخل نہ دو ملکہ ہیران نے سر جھکا لیا ظاہر مین تو خجالت زدگی تھی کہا حضور اب
اسکو ہمیشہ منہ لگا سر چڑھا کسی کی بات نہین مانتی عمرو نے کہا ابھی کم سن ہے جب عقل آئیگی سمجھ جائیگی
مجلس نے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا دیکھیے دادا جان مین ہمیشہ سے کیسی لڑی دیکھیے کیسی زخم کھائے یہ کہکے
کرتا اٹھایا پشت دکھانے لگی عمرو نے دیکھا حقیقت مین کئی زخم کاری کھائے ہین جراح نے ٹانکے
لگائے ہین پٹیان چڑھی ہوئی ہین عمرو کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا بیٹا خدا تمکو ان ظالمون کے ہاتھ سے
بچائے کہا لڑنا جنگ کا کچھ ہو کر لڑتی ہو جرات تمہیں ختم ہے مجلس نے کہا دادا جان اب زیادہ باتین نہ بنائیے میرا دل
گھبرا گیا ہے گائیے عمرو نے کہا بی بی آج اب کسی دن سے طبیعت آراستہ ہوا ہے نور افشان اچھا استاد کامل
بیٹھا ہے سمجھ لے کہ افراسیاب کی گفتگو ہوگی صلاح ہوا اجیب ولازم ہے کوکب و نور افشان لے
تنبوری دیجیے کہ پھر جائینگے صبح کو نہ بچائینگے مجلس نے اپنے گود سے خواجہ کی زمین مین گرادیا چھل گئی
ایڑیان رگڑنے لگی ٹوپی سر سے اتار کر پھینک دی بیہوش ہوئی ہیران سے نور افشان نے اشارہ کیا
حقیقت مین بیٹا اسطرح سے کوئی نہ کر سکتا خواجہ گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھے دیکھا تو اسپر کو ہلاک کئے ڈالتی
ہزار منت کر دیکھو مین اسکا قصد کرتی ہین دم گھٹی جاتی ہے غش چھائی ہے ہچکیان لگ گئین ناک بہہ رہی ہے ہر چند خواجہ کہتے
ہین بی بی کیا ہے مین نے بچایا ہون مجلس کہتی ہے آپ مین نے ستوگی اپنے کو ڈالا اب مین آپ سے
نہ بولونگی مر ور کر جان دونگی عمرو گھبرا اُٹھا کہا اسنے کیا میری گود سے گرا دی ہے ایسا منحوس شخص کے
مانکہ اوت ہو جائین ہلاک ہو جائیگی ہیران کہہ رہی ہے کیون خواجہ صاحب اپنے منہ لگانے کا مزا پایا آپنے
چھوڑ کر نہیں کو برباد کیا اسد ہماری کبھی نسل رہے ہیں دماغ خسروان ناموری خوشی سے الپسین مین

کہہ رہے ہین مجلس نے محفل مین خوب جلسہ کیا خواجہ نے کبھی کسی کے ایسے ناز نہ اٹھائے ہونگے
اسد نے کہا اپنے لڑکون کو گود مین نہ لیتے تھے ہر ایک کی ماں نے ہر ایک کو پرورش کیا پال پوس کر بڑا کیا انکو
کب کمال کبھی وہ بیچارے آپ ہی کہتے تھے صاحبقران زبان انکی اولاد کو اپنے فرزندون کے ساتھ
پرورش کرتے ہین غایت بے نہایت فرماتے ہین حقیقت مین خواجہ کو مجلس سے بڑی محبت ہے دیکھیے
کیسے ناز اٹھا رہے ہین منت خوشامد کر کے بہلا رہے ہین یہ کہکر عمرو نے مجلس کو گود مین اٹھایا دامن سے
آنسو پونچھے کہا بی بی بس رونا موقوف کرو آؤ کرسی پر بیٹھو نوازی سنو تحمل کرو اور منگایا کھلایا
کرتہ اتار ڈالا اپنا پہنایا مجلس کی ساتھ والیان چار سو لڑکیان اپنی بی بی کے رونے پر وہ بھی چیخین مار مار کر
رو رہی تھین کوئی منہ پھلا کر بیٹھی کوئی سسکتی تھی واہ خواجہ عمرو شہر بے حیا دیکھئیے ہماری بی بی مجلس جادو کو
رلا رہے ہین ہم اب کبھی انکی بارگاہ مین نہ آئینگے اپنی بی بی کو بھی نہ آنے دینگے گوڑیا کی شادی کی تھی برات
چھوڑ کر ہم سب چلے آئے تھے یہان آکر بڑے پنچ اٹھائے دو چار قریب ہلکے مجلس کے آئین ایک نے کہا
بی بی چلو بس اس بارگاہ کو سلام کرو دیکھیے آپکی آنکھین سرخ ہو گئین آپ سسکے رونے پر بین نہین بدلی
ہین تو بھوک کیسے ہا رہے روتی تھی شیر مال کباب منگوائیے آپ بھی کھائیے ہمکو بھی کھلائیے مجلس نے کہا
جاؤ بیٹھو جب کھانا سن لینگے تب دسترخوان بچھوائینگے کیون گھبرائی ہوا ہے سبکے واسطے ملکہ مہرخ نے
بلا کر کہا ہو یہ باتین بچون کی سنکر سب سردار خوش ہو رہے ہین کہتے ہین ملکہ مہران ماشاء اللہ کیا طلسم
چھین کیا ہی مجلس کی ذات سے تمہاری محفل مین بڑی چہل پہل رہتی ہے بہران نے کہا خدا اسکو سلامت رکھے
میری زندگی کا سہارا ہے میری خاطر سے سب صاحبون نے اسکو تعظیم کیا اس سن مین سحر و ساحری مین
طاق کر دیا حقیقت مین شہرہ آفاق کر دیا ہے حیرت زوجہ افراسیاب اسکے سحر سے بہت گھبرائی ہے
آج تو یہ آئی لڑی کہ صفین درہم و برہم کر دین کئی ہزار کنیزان حیرت اسی کے ہاتھ سے قتل ہوئین
دو شاہزادیان دریند ہا ہے طلسم ہوش ربا کی حاکم و ناظم تھی زبردست تھین انکو اسنے لڑ کر
مار ڈالا ان باتون کو سنکر مجلس بول اٹھی اماجان اب خاموش رہیے ناز ہوا چاہتی ہے یہ کہکر
کھڑی ہو گئی پکار کر کہا خبردار ہمارے جنتال تیار کی جاتے ہین جو کوئی منہ سے بولیگا اسکو دربار
نکال دونگی بہران نے کہا اری چپ رہ بڑے بڑے سردار بیٹھے ہین کوئی برا مانیگا ملکہ مہرخ نے کہا
اسکے کہنے کا کوئی برا نہ مانیگا سب جانتے ہین کہ ناسمجھ بچہ ہے مجلس نے کہا ضرور اسپر

تاریک شکل کش چار سو کنیزیں جل گئیں روزنامچہ لکھا جاتا کہ وہ زہر جدی کا موقوف ہو گیا جس دن
چراغ حیات مشتعل گل ہوا تاریک نے آکر اپنے میرجا پا خبر رسیدہ گذشتہ کی نہیں ملی کنیزان ساحری بھولی
بیٹھی رہتی ہیں الا کہو پوچھو خبر نہیں سناتیں آج تو قیامت برپا تھی اسقدر روئیں پیٹیں کو وزیر جادو کی
ہیں تلاطم برپا تھا ہزاروں نے مردہ کا سنہ رک سکیں چار سو تیلیاں جلکر خاک ہو گئیں وہ موقوف اب کہ گیا
ارادہ ہوا افراسیاب نے کہا جبڑہ جو اول ہی بیٹا ہو میں نے مٹی اٹھائی کلیجے پر پتھر رکھ لیا ایسے شخص کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا جسکا ثانی جہان میں مثل نہ تھا گو دیوتا پیچ پن سے پالا دائی امان کو کس زور سے بلایا اب
تامل بیکار ہے تیسرا چہرہ کھولونگا طرف قلعہ تخت الشعاع کے جاتا ہوں زال جادو سے پوچھ کر حاکم
چہرہ سوم کھولتا ہوں آفات نے منہ پیٹ لیا کہا او افراسیاب تو طلسم ہوشربا کے پیچھے مر اپر جلے
فتح کرانے نہ چھوڑیگا افراسیاب نے کہا طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اسد غازی کو دائی امان کہتی ہیں
پیٹ میں انکے ہضم ہو گیا مہرخ وغیرہ کو عمرو لئے اڑا ہے یہ سنکر آفات خوش ہوئی کہا ارے میرے سر پر
ہاتھ تو رکھو افراسیاب نے کہا تمہارے باپ کے سر پر ہاتھ رکھدونگا میدان اسد غازی کو پچھاڑ کر
دائی امان کھا گئیں سب نے دیکھا کیا کوئی پردے کی بات ہے اتنے میں حیرت بھی بول اٹھی مرشد زادے نے
بھی کہا صورت نگار نے بھی گواہی دی سب ہمراہیان افراسیاب کہنے لگے دادی جان یہ تو سچ کہ
حقیقت میں اسد غازی مارا گیا ہڈی تک انکی عمرو کو نہ ملی کئی دن سب نے سوگ کیا لیکن مہرخ
وغیرہ ایسی ثابت قدم جرأت ہیں انہیں صلاح کرلی کہ جان دو اپنے آقا کے خون کا بدلا لو عمرو کی
مدد پیش سب کو نازش ہے وہ بیا غازی علاوہ ازیں ابالیان طلسم نور افشان کہ بہت بند ہوا ہے فتح ہیں کچھ
ایسے وقت پر مدد کو آتے ہیں نور افشان جادو نے کچھ خوف نہ کیا نتیجہ نور افشانی قران کو نکالکر دیدیا
خود ساتھ آکر لڑا اگر نور افشان جادو دوام ہاسے سحر نہ مارتا قران کی حقیقت تھی تاریک شکل کش کے
سایہ میں بھی نہ آسکتا آفات چہاردست نے کہا ای افراسیاب اگر اسد غازی مارا گیا ہزار ہیں اگر
مہرخ وبہار لڑنگی فتح نہ پائینگی فتح اسی شیر کے نام تھی ہر کتاب میں نجومی رمال پنڈت ستارہ شناس
اسد غازی کی تصویر کھینچ گئے ہیں ساحری نامے میں صاف صاف مرقوم ہے ہر ایک ہی علم کو بخوبی معلوم ہے
کہ اسد غازی نواسہ صاحبقران کا فاتح طلسم ہوشربا ہے جرأت و شوکت میں جوان یکتا ہے دوسری
سطر میں یہ لکھا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے انکی قضا نہیں ہے جس وقت تک طلسم ہوشربا باقی ہے اس وقت تک اسد غازی

کی قضا نہیں ہے اگر یہ ہو تو سارا اسباب ہی نامنظم ہو گیا ہر ایک کاہن کے حکم میں فرق آیا ابھی تو اٹھ رہیں ستارے
ساتھ چلتی ہوں اگر صرصر و بہار وغیرہ کو کٹ کے ٹکڑے ٹکڑے نہ قتل کیا تو نام اپنا آفات ہمارہ دست نہ پایا
افراسیاب نے کہا اچھا جیتی بیٹھ جاؤ تاریک کے قتل ہونے کا کیا غم ہے آنا میری تھی قتل ہو گئی ایک عورت
کے قتل ہونے سے صبر کیا نقصان جو حق حیات تھا وہ دائی اماں نے کیا طلسم کشا کو نکالیا آفات کا
خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا لیکن کہا اے افراسیاب مجھ کو ہرگز یقین نہیں آتا بڑے بڑے سنت قتل ہو گئے
اور سب احکام انکے مطابق ہوئے اس حکم میں فرق آیا کسی کو واسطے خبر کے لشکر صرصر میں روانہ تو کر
لیکن جاسوس الخاص دربار میں جائے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے مفصل خبر سنائے کہ دربار صرصر میں کیا
ہو رہا ہے ابھی ان کا کیا ارادہ ہے اگر اسد غازی قتل ہو گیا ہے تو سب بھاگ کر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی
کے چلے جائینگے طلسم ہوشربا میں نہ ٹھہر سکینگے کوکب و نور افشاں خود قتل و قیم ہیں انکو ہدایت
کرینگے کہ تم جاکر صاحبقران کو لاؤ اسکے واسطے کد و کاوش کرتے ہو سوائے اسد کے کوئی طلسم کشائی
نہیں کر سکتا افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا صرصر کہاں ہے وہ مفصل خبر لائیگی اپنی آنکھوں سے
دیکھ آئیگی حیرت نے کہا جب ہماری فوج کو شکست ہوئی وہ بھی کسی جانب نکل گئی ہوگی افراسیاب نے
کوٹھا کے فولادی پتلہ نکالا اس سے کہا جا کہ صرصر کو لاؤ پتلہ قبضے میں کر دیتا پر پرواز پیدا کرکے مثل
باد صرصر چلا صرصر شمشیر زن بھاگ کر صحرا میں ٹھہری تھی راہ میں خبر پائی کہ آفات و بہار و ستارہ شہنشاہ
وغیرہ لوگ گئیں سر کو دست نکلی قصد ہوا طرف لشکر عمرو کے چلوں کہ پتلہ کڑک کر آسمان سے گرا پنجہ میں دبا کر
دیکر لے اڑا صرصر گھبرائی کہ شاید عمرو نے کسی کو بھیجا ہے مجھے گرفتار کرایا چیخ ماری اے ساحران طلسم ہوشربا
مجھکو بچاؤ کوئی مجھکو لیے جاتا ہے میں صرصر شمشیر زن ہوں کنیز افراسیاب جادو قضائے کار آسمان جادو
اپنے باغ میں بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے دو ہزار جادو گرد بیٹھے ہیں اسنے کہا خیریت ہے کہ ملکہ صرصر سے
ہٹے قیامت کی لڑائی ہوئی آج شہنشاہ نے شکست فاش کھائی ساحروں کو واسطے خبر کے بھیجا ہے کہ دیکھنا ہے
کہ یارو جلد خبر لاؤ اسوقت میں جا کر شہر اک تک پانا واجب و لازم ہے ورنہ شہنشاہ شکایت کریگا کہ ایسے وقت میں
ہماری خبر نہ لی ساتھ والے کہتے ہیں حضور باغ سے باہر چلیے چالاک ضرور ضرور دریافت کیجیے آسمان یہ
باتیں کر رہا تھا کہ یکایک کان میں آواز آئی اے ساکنان طلسم ہوشربا مجھکو بچاؤ میں شہنشاہ افراسیاب کی کنیز
ہوں کوئی زبردستی مجھکو لیے جاتا ہے آسمان نے سر اٹھا کر دیکھا حقیقت میں ایک پتلہ سیاہ ایک عورت کو دبائے

کمر میں نیچہ دیے ہوئے لیے جاتا ہے صرصر چیخ رہی ہے وہ نہیں چھوڑتا آہیار نے کہا لو یارو غضب کیا یہ نوجوان
شہنشاہ کی عیارہ ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا گولہ جھولی سے نکال کر سینہ کو زنگی کے تاکا اسم سحر پڑھکر
پھینک مارا پتلہ تو غفلت میں جاتا تھا سینے پر جو گولہ پڑا صرصر نیچے سے چھوٹی اکڑ کر گرتا ہوا الطرف زمین کے چلا آہیار نے
آواز دی صرصر کو لینا جادوگروں نے جھپٹ کر صرصر کو ہاتھوں ہاتھ روکا یہ تو موج ہوا سے بیہوش ہو گئی
تھی لیکن پتلہ جو گولہ کھا کے زمین پر گرا مثل شعلہ جوالہ ایک ایک کی پکڑ کے ٹانگیں چیرنے لگا ہر چند ساحر
گولے تیر تیغ تا سیخ مارتے ہیں یہ فولادی سحر کا پتلہ اسپر اسیونکا سحر کب تاثیر کرتا ہے گولے کہاتا ہے اگر کسی کی
گردن مروڑ ڈالی کسی کو پھاڑ ڈالا کسی کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا جسم سے سر کھینچکر پھینک دیا یا الزمان آہیار
میں صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی تیغہ پا کر اٹھا آواز دی او ناہنجار بدکردار غضب کیا ہے کسی ملازم
کو مارا یہ کہکر قریب آیا بہت سے سحر پڑھکر تلوار پر دم کیے ہاتھ لگایا پتلے نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر
پھینک دی آہیار سحر کرکے لپٹ پڑا ساحروں نے دیکھا ہمارے افسر کو یہ جوان زنگی لپٹ گیا قبضہ یار نے بگر
کوئی نیزہ لگاتا ہے لیکن وہ آہیار کو نہیں چھوڑتا چند ساحر جو لیے ہوئے صرصر کو بیہوشی میں آگے تھے ہوا
چلی صرصر کو ہوش آیا دیکھا کہ ہم جادوگر سے پڑے ہیں اب اُسنے سمجھا کہ یہ تو فولادی پتلہ فرستادہ
افراسیاب ہے آہیار کو اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھا چاہتا ہے سر کھینچ لو صرصر ہاں ہاں کر
دوڑی کہا اے غلام شہنشاہ خبردار میں نے تجکو تو پہچانا فریاد کی یہ بھی ملازم شہنشاہ ہے شہنشاہ کے تجہہ
عتاب ہوگا یہ جو صرصر نے کہا پتلے نے آہیار کو چھوڑ دیا آہیار سر جھکائے ہوئے اٹھا صرصر غصہ کرنے لگا کہ واہ بی
صرصر تمہارے سبب سے میری ہوا بگڑی سو ملازم قتل ہوئے ناحق کی ذلت اٹھائی تم چھپی تھیں میں
سمجھا کوئی دشمن ملکہ صرصر کو لیے جاتا ہے گولہ مار دیا صرصر نے کہا میں تھکی تھی پتلے کو بہلا کر کہا چلو شہنشاہ
کہاں ہیں اسنے کہا باغ سیب میں جلوہ فرما ہیں تمکو یاد کیا ہے مگر بی صرصر خوب فساد کرائی ہو جو جو
جانا تھی ہو صرصر نے کہا بھیا تمنے بے تکلف کمر میں نیچہ دیا بیچ فالی آڑ سے اگر اتنی بات کہہ دیتے کہ شہنشاہ
نے بلایا ہے کیا نقصان تھا پتلے نے کہا وہانسے تو حکم ملا فوراً لاؤ حکم شہنشاہ میں پلک جھپکانا دشوار ہوتا ہے
مثل برق جہندہ آیا اٹھا کر لیچلا آہیار نے بھی بہت عذر کیا دو چار جام شراب کے اس پتلے
کو پلائے صرصر کو سوار کرکے کاندھے پر لیچلا یہاں آفت ہمار دستا نے خبر گرم اسد نامدار لشکر
جرار آراستہ کرایا ہے کہہ رہی ہے کہ اے افراسیاب اگر اسد غازی قتل ہوگیا اگر تمام عالم نالشکر کشی کرے اور

تجھسے دعوی سرکشی کرے کوئی کچھ نہیں کرسکتا صرف اسی نام سے خوف آتا تھا اگر نار پاک قتل ہوگئی پانچویں
تیرے معین مددگار بہت ہیں آج شب بھر یہاں شہر نگاری کرو میں پایہ تخت جا کر لشکر صرصر کو
شاد ونگی اسکے بعد بادشاہان طلسم ہوشربا کو جمع کرکے طلسم نور افشان پر چڑھ چلو کیا مجال جو بالیان
طلسم نور افشان کی تجھسے لڑسکیں بیچ ہیں تجھ ایسا بادشاہ کہاں پیدا ہوا ایک سمت نانی تیسری
ماہیان کا زہر دلوش ایک جانب سے ہیرا جوش خروش کون تاب لا سکتا نور افشان غریب سے صلاح ہو چکی
اگر داندا اسپندی کبھی ہوگی تو کیا انتشار ہی ایسے جھگڑے بہت رہا کرتے ہیں فتح طلسم ہوشربا کا دونوں لنبے
نکلگیا یا انواع بڑی شکست کھائی تھی آفات فتحیہ یہ سب ہیں بیان کہیں سب خوش ہوگئے حیرت نے جادو
گستردون کو حکم دیا شہر اسکا اب جاکر دیکھو لگانا ہونے لگا یا تو ہیرا کہ واسطے نار پاک کے روتا تھا اب سب گالی ہی
قرار ہو یا اسے نار پاک قتل ہوگئی یہ تو بڑا کام کر گئی طلسم کشا کو کہا لیا بخیرہ صاحبقران کو شاد دیا
حقیقت میں کوئی طلسم ہوشربا نہیں فتح کرسکتا یہ باتیں کہتی تھی دریائے خون میں نہایا ہوا کا
سر صرصر سوار افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کیا ہوا صرصر نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور بیوجہ سو
جادوگر مارے گئے حیرت نے کہا بارو ساکنان طلسم ہوشربا پر کیسا زوال آیا ہے کیسی افتاد پڑی ہے افراسیاب نے
کہا بلا سے مارے گئے یہ سب نامردی کے واسطے ہیں ہاتھ پاؤں باغی بیٹھا رہا لڑائی ہیں آگے شہریار سے لیکن
صرصر سے کہا جلد لشکر صرصر میں جاؤ اپنی آنکھ سے دیکھ آؤ … کا خیمہ میں اسد کیا کرتا ہے کیا
حال ہو اتنا تھا ان لوگوں کو سوگ رکھنے کی حاجت نہ ہوئی کہ … ہیرا تو کشتہ ہو چکا ہے ابھی آخر یہی نتیجہ ہے کہ سوا
بیسوان کرنیگی بالآخر اسکا قصد یہ تھا شاید صاحبقران کے پاس میں یا طرف کوہ عقیق کے چلی جائیں غرض صل
خبر لاؤ صرصر نے عرض کی حضور مجھے مرنیکا اسباب کیا ہے یقین نہیں آتا میں برائے خبر ہر وقت لشکر میں موجود ہی
پھر کبھی تو لشکر صرصر میں ہنگامہ رہا صرصر غلام نے اگر کچھ کان میں کہہ دیا تھا اسوقت سے میں نے کسیکو غمگین
نہیں دیکھا اس مقدمہ میں کچھ راز ہو عمرو عیار دمباز ہے افراسیاب نے کہا دیوانی ہوئی ہے میرے سامنے والی
امان جا بیٹھیں اسد کے خیمے میں بیٹھا تھا گردن پکڑ کے اٹھا لائیں صرصر بھاگ کر کہا گستاخی کیا لشکر میں جائیے ہو
ذلیل ہو کسی ساحر کو ساتھ کردوں صرصر نے کہا کہ حضور میرا کوئی کیا کرسکتا ہے میں ابھی جا کر خبر لاتی ہوں یہ
کہکر بلا صرصر شمشیر زن برائے خبر روانہ ہوئی کنارے پر جو لشکر صرصر کے پہنچی دیکھا وہ آراستگی ہے
کہ چشم فلک نے کیفیت نہ دیکھی ہوگی خیمے جا بجا استادہ ہیں تمام پر ناچ ہو رہا ہے بازار میں آراستہ دوکاندار

جو بھاگ گئے تھے وہ پھر اپنے اپنے مقام پر آکر تھمے ہر طرف صدائے مبارکباد بلند ہوئی سرداران عیش پسند آپس
ملاقاتیں کرتے رہے ہیں ادھر صرصر ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی تا بہ دربار گاہ آئی دیکھا دربارگاہ پر چوبدار پہرا دیتا
چپے چپے کھڑے ہیں سب کو نئی وردیاں ملیں عصا ہائے مرصع کار ہاتھ میں خوشی بات بات میں ٹپکتی ہوئی
اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا تخت طاؤسی پر ملکہ مہجبین الماس پوش پایۂ تخت چہارم پر دنگل زرین پر
اسد نامدار بصد صولت و شوکت بیٹھا ہوا شمشیر جرأت جھوم رہا ہے گرد تمام سرداران عالیوقار کرسی ذکر کر
رہے افراسیاب آپ گیا ما جو لوح ملنے کی تدبیر کرو خواجہ عمرو کہہ رہے ہیں کہ جیسے لوح کے ملنے میں تو بڑی سعی
کوشش کر چکا اب نشان لوح کس سے دریافت کریں کچھ نہیں پتا اسد غازی نے ہاتھ گلے میں
خواجہ عمرو کے ڈال دیے ہیں کہہ رہے ہیں نانا جان بقول آپ کے میں بدنصیب ہوں دو دفعہ لوح ملی قبضے
سے نکل گئی اب آپ مجھکو نہ روکیں میں اٹھکر اپنی جان دونگا افسوس عرصہ دراز گذرا ماموجان کی رہائی کی
کچھ تدبیر نہ نکلی خدمت میں اپنے نانا جان کی جاکر کیا منہ دکھاؤنگا پہاڑ و نہ طلسم ہوشربا کے سر پر گر جاؤنگا
کبھی کہتا ہے ای ضرغام شیر دل تم نے مجھکو کیوں ہاتھ سے نابکار کے بچایا تھا اسے مجھکو کھا جاتی بد اقبال تو یہ
نہ ہوتا ضرغام عرض کرتا ہے جس وقت تک غلام زندہ ہے جہاں آپکا پسینہ گریگا خون اپنا بہائیگا
قدم کو یہ عیاری سے نہ ہٹائیگا صرصر نے یہ سب تدبیریں عمرو و ضرغام کی تقریریں اپنے کان سے
سنیں اسد کو آنکھ سے دیکھا یہ بھی سنا کہ تدبیر لوح میں سب مصروف ہیں چپکی ہوئی بارگاہ سے نکلی
راہ کوہ طی کرکے باغ سیب میں آئی آقائے بہار دست نے پوچھا کہو صرصر شیر یار و باد صرصر نے دست بستہ
عرض کی یہ کنیز پہلے ہی کہتی تھی کہ اگر اسد غازی مارا جاتا عمرو و قران وغیرہ اپنے لوگ یکسر مار لیتے
میدان کارزار سے زندہ نہ پلٹتے اپنی آنکھ سے دیکھ آئی اسد نامدار دنگل زرین پر جلوہ فرما ہیں افراسیاب نے
جھلا کر کہا پھر دوائی امان کس کو کھلا گئی جو جیتے آنکھ نے دیکھا اسکا وہ ثانی ہے صرصر نے کہا ای شہنشاہ اوسکی تجہیز و تکفین کرکے
روانہ کیے لشکر میں رخ میں جائے آنکھ سے دیکھ آئے جا بجا اسکا یہیں یہی ذکر ہے ضرغام شیر دل نے بڑی
عیاری کی اپنے آقا کو بچا لیا غیر شخص کو قتل کرا دیا یہ خبر وحشت اثر سنکر افراسیاب بہت پریشان ہوا ہاتھ زانو پر
دے مارا کہا یہ کیا غضب کی بات ہے یہ عیاری ہے یا کرامات ہے پیشتر سے سوچ لیا تھا جو اس طرح کی حرکت کر گذرا
کسی غیر کو اسد بنا کے بٹھا دیا سامنے تجھکو ہماری خاک میں ملا دیا حیرت جادو نے گھبرا کر کہا شہنشاہ اب کیا ہوگا
افراسیاب نے کہا کیا ہوگا بے مشاورت اسکو نہ چھوڑونگا سمت قلعہ تخت الشعل جاتا ہوں زلزل جادو سے نشان

دو کلمہ داستان شوکت بیان روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ طلسم اسکندریہ کو فتح کرکے طرف ہوش ربا کے روانہ ہوتے ہیں مخمسہ سہ الفی مضمون

ایک مدت ہو چکی دیکھا نہیں ہے روئے دوست — چھوڑدی ہیں بیٹھکر گھڑی کی ہے دیدار آرزوئے دوستا
عالم خود رفتگی میں ہے یہ جستجوئے دوست — نازتا بیدین ہائیں سب ہی جا کر لیے دوستا

شل تصویر نہالی میں ہوں پا بپائے دوست

ہے بیاض اسکی جبین میں صورت نور سحر — رنگ ہے رخسار گلگون کا شفق ساں جلوہ گر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر — چہرۂ نگین کو کوئی دیوان نگین ہے مگر

حسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروئے دوست

اسکے پلے میں ہیں کیا کیا عشوہ و انداز و ناز — ہے مقرر عشق کا فرمین بلا سوز و گداز
ہوشکافی ہو سکے کیا ہم ابھی بچے ہیں راز — ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز

دوش سے نیچے ابھی اترے نہیں گیسوئے دوست

لفظ پردہ نشین میں ہے گرفتار بلا — ہمنے مانا شوق دید کا تجھے غالب ہوا
ہے یہ آئینہ تصویر مقصد رو نما — دور کر دل کی کدورت تو ہو دیدار کا

آئینہ کو سامنے صافی سے دکھا یا روئے دوست

تیرہ بختی سے ہوا سودا سے گیسوئے دوتا — عمر بھر حسرت رہی سلجھا نہیں گیسو یار کا
نشان انیس ہم مرتے حسرت ہی میں وا حسرتا — وا دریغا طالع کی قسمت نے یہ زنجیر پا

پیچ شکل سے سلجھنے کے عقدہ ہائے موئے دوست

کوچۂ سفاک میں لاکھوں گئے ہیں جان نثار — کون لے گئے کھیپ باغ شہادت کی بہار
نازکی و ناز قاتل سے یقین ہے بار بار — وو درینگے زخم کاری سے تو حسرت ہا ہزار

چار تلواروں میں قتل ہو جائیگا بازوئے دوست

زندگی میں ناگہ پھر اس گل سے نہ چھٹے ہم لب بلب — ہجر ہے اس گلبدن کا تیغ فرقت میں سبب
یاد کرتے ہیں جو گلزار جہان ہے یہ سبب — فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب

خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوئے دوست

تندباد دہر کا ہو خاکساروں پر ستم
واکو جیسا بیچارگی سے سخت ہوتا ہے الم

حیف کوسے یار میں جینے نہیں دیتی قدم
یاد کرکے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہم

جیسا آزادی ہو ہواسے تندخاک کوے دوست

افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دلبر نادان ہو آتش دیکھیے کیونکر بنے
اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے

دل ہوا شیشہ سے نازک دلبر نازک خوے دوست

چہرہ پرداز ان منازل کوے جیب و طی کنندگان مراحل مصیبت نصیب راہ صحراے پرہلاے ہوشربا کو پا
آبلہ دار یون لکھتے ہین شہسوار مضمون نگار ندہ داستان عجیب بدرقم کرتے ہین یہ بیان عجیب ہے سابق مین
تحریر کیا ہے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے جب طلسم سکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند
بادشاہ طلسم سابق کی قید سے چھوٹا مطیع اسلام ہوا ایرج نوجوان کو ہدایت کی کہ مین آپکو طلسم ہوشربا
مین لیچلونگا مین لاکھ ساحران غدار وجملہ اپنے سرداران عالیوقار ہمراہ لیے پس شاہزادہ کوچ کیا قطع منازل
وطی مراحل کرتے ہوے جاتے ہین ہر منزل مین صیقل سے فرماتے ہین ای برادر بجان برابر ہوشربا
کو منزل باقی رہا صیقل صاف باطن عرض کرتا ہے ای شہریار ابھی منزل اول ہے طلسم ہوشربا تک خدا
پہونچاے ہر چند کہ غلام کمسن تھا ایک مرتبہ ساتھ اپنے والد نامدار کے میلے مین ہوشربا کے گیا تھا اُسی
خیال سے عرض کی کیا عجب ہے رہبر کامل تا منزل مقصود پہونچاے راہ کا اختلاف ظاہر ابھی بات پہونچتا اور
دستیاب نہین ہوسے یقین ہے راہ مین دربند ہاے طلسم ہوشربا مین جابجا حصار لگا ئیان ہیبتناک نیران فراسیاب
رنگینی دلمین یاد کرتا ہون کہ شاید اول دربند فیروزہ نگار رسے جہان کی حاکم ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش ہے بڑی
زبردست ساحرہ ہے قیامت برپا کریگی اپنے ملک سے آگے نہ بڑھنے دیگی جو دربند یقین ہے کہ دربند واقع ہین یعنی ایک کے
بعد ایک بعد فیروزہ نگار شاید دربند خانیہ ہے دیا گیا حاکم وناظم وخان سیاہ رو ساحر بدخو ہے شرور فتنہ
برپا کریگا ان ساحرون کے نام سنکر یکلخت یاد رخسار کھبراجاتی ہے ہوا کہ صیقل آئینہ دار نے سب شاہزادے
کے سامنے کہدیا اگر خدانخواستہ ایک ساحر بھی تخت سے آگیا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا مین اپنے لشکر مین کسی کو اسیر
فائق نہین باقی کہ ان لوگون سے مقابلہ کرسکے خدا شاہزادے کی جان بچائے بڑی کڑی آفت پر قدم ہمارا ہے نہین معلوم کہ
پہونچین گے وہ شخشتہ بیابان سے سرکرائے سالہاسال گذر نیگے اور شاہزادے کے دل مین یہ ہوس [illegible]

بھاگ گئے بھاگے پھرتے ہیں ان لوگوں کے قتل کرنے میں بڑا ثواب ہے جلد جلاد کو بلاؤ عیوق تو جلاد جلاد کہہ رہا ہے لیکن ہیعاد رشک درازگردن پہلوان صف شکن نہیں رہا ہے کہتا ہے او نامرد تم کیا مجھکو قتل کروگے اور اگر قضا قریب ہے یہیں قتل ہوا میرا آقا سے نامدار اس اقلیم کو درہم و برہم کردیگا لاشوں سے تمہاری قوم کے کوہ و بیابان بھر دیگا ہر ایک حیران ہے کہ یہ بیخوف جوان ہے کہ اسکے دل میں ذرا ڈر نہیں یکایک جلاد آیا قریب ہیعاد پہنچکر ڈرانے لگا عیوق بھی اشارہ کرتا ہے ابھی قتل نہ کرو اسکو ڈراؤ یہ ہماری رفاقت اختیار کرے ہم اسکی خطا معاف کریں سامان لشکرکشی کر کے مروخداوند کو جائیں جلاد ہر چند ڈراتا ہے ہیعاد جواب نہیں دیتا یکایک در بارگاہ ہاتھ سے ہوا پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب سطوت و صولت ماہ تابان چرخ جلالت نیر برج جرأت شیر بیشہ شوکت شہریار عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مع کرہ بن اشقر اندر بارگاہ کے گھس آیا شاپور بھی رکاب سے لپٹا ہوا ایرج نے جو ہیعاد کو زیر تیغ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا شاہزادہ گھوڑے سے کود پڑا اترتے ہی جلاد کو ایک طمانچہ مارا جلاد کا سر اڑ گیا ہیعاد کی جانب دیکھکر کہا ای برادر اٹھو تمھیں کسنے قید کیا ہیعاد نے پکار کر کہا او نامردو دیکھو آقا ہمارا آیا اب کون مجھکو قتل کرتا ہے یہ کہکر قید توڑ ڈالی جھومتا ہوا اٹھا لبوں سے خون جاری تمام اہالیان دربار دنگ ہوگئے عیوق تو مثل تصویر خاموش حیرت کا ہوش لیکن ایرج نوجوان برابر اسکے تخت کے آیا ایک پہلوان قریب تخت پر بیٹھا تھا صلصیل خونخوار ایرج نے کہا ای جوان ذرا دنگل سے اٹھ ہم تیرے آقا سے چند باتیں کرکے چلے جائینگے اسنے کہا ای جوان بس زیادہ سرکشی نہ کر ایرج نے کہا کچھ قضا تو نہیں آئی ہے اسنے خنجر مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے جھٹکا دیا اسنے چاہا لپٹ پڑے لیکن ایرج نے کمر میں ہاتھ دیکے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا استخوان صلصیل کے تحلیل ہوگئے اہالیان دربار کانپنے لگے ایرج دنگل پر جلوہ فرما ہوئے ہیعاد پشت پر کھڑا ہو کر مگس رانی کرنے لگا ایک طرف شاپور شیردل عیوق تو چپکا بیٹھا ہے لاشہ صلصیل سامنے تڑپ رہا ہے مگر ایرج نوجوان طرف عیوق کے متوجہ ہوئے فرمایا کیوں او پہلوان میرے سردار نے تیری کیا خطا کی جو تونے قید کیا زیر تیغ بٹھایا عیوق کو اسوقت کچھ نہیں بن پڑا دل میں سوچا ذرا بھی سرکشی کرونگا صلصیل ایسے کو اسنے اسطرح پر مارا ہے معلوم میرا کیا حال ہوگا اب جان بچانا واجب و لازم ہے ہاتھ باندھکر اٹھ کھڑا ہوا کہا حضور معاف فرمایئے میں نہ جانتا تھا کہ آپکا سردار ہے اسیدوار ہوں مثل چاکران کمترین میں بھی خدمت میں حاضر ہوں شرف سلام سے مشرف ہوں ان باتوں سے ایرج کا غصہ اتر گیا خوش ہوگئے فرمایا اگر ہماری خوشی چاہتے ہو تو پہلے دوسو

خدا اُن پر لعنت کرے مکر سے اُسنے عرض کی ہین تو مدت سے آپکا مشتاق تھا شکر ہے کہ آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ایرج نے کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا خیال مین یہ کہ جسطرح سے بنے اس جوان کو قتل کرون اگر لڑونگا غالب آؤنگا ایسے مقام پر مکر کرنا واجب لازم ہے یہ بھی ایک فن سپاہ گری ہے ایرج بحالی ہوگئے اٹھکر گلے سے لگا لیا عیوق نے سیعاد کے واسطے خلعت منگایا شاپور شیر دل کے آگے فرش ہوا جاتا ہے ہرچند کہ شاپور نے کئی مرتبہ ایرج نوجوان سے چپکے سے کہا ای شہریار یہ مجھکو مکر معلوم ہوتا ہے ایرج نوجوان نے فرمایا خاموش رہو ای شاپور تمھین آٹھو پہر یہی خیال رہتا ہے یہ پہلوان ہے مکر و فریب کیا جانے مجھکو ایسے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہے اسی طرح ممالک تسخیر کرتے ہوے انشاء اللہ تعالے تا بہ طلسم ہوشربا جائینگے شاپور نے سر جھکا لیا حقیقت مین یہ بشر شناسی ذات پر خدا کے موقوف ہے لیکن شاپور کے بھی دل مین ضرور یہ خیال آیا کہ یہ مکار ہے مگر ایرج نوجوان نے جو غصے سے کہا خاموش ہو رہا لیکن عیوق کو دیکھکر پلکونسے جاروبکشی کر رہا ہے سیعاد کو بھی دنگل مقول دیا ایرج نوجوان نے فرمایا ای برادر اب رخصت تم ہوتے ہین اپنے سردارون کو ہمنے اطلاع نہین کی فوراً اٹھتے ہی چلے آئے اب سردار سوکر اٹھے ہونگے بہت گھبرا رہے ہونگے تلاش کرتے ہوے چلے آئینگے عیوق نے عرض کی آقاے نامدار ہولاے قدر شناس اب مین دامن دولت نہ چھوڑونگا حضور کے ہمراہ مین بھی چلونگا ایرج نے فرمایا ای برادر ہمکو سفر دور و دراز پیش آیا ہے یہ سفر نہین سفر آخرت ہے سخت مصیبت ہے تا بہ طلسم ہوشربا جانا منظور ہے فراق اسد نامدار سے دل مین ناسور ہے اب اسوقت ہمکو رخصت کرو پھر جیسی تمھاری راے ہوگی جواب باصواب دینگے تمھارا چلنا ہمارے ساتھ مناسب نہین ہے خدا کی عنایت سے چار لاکھ سوار پیدل کا لشکر ہمراہ ساحرون کا بھی ہمین فخر ساحر کی موجود ہین ہرچند کہ ساحرون کا ہمراہ رکھنا مجھکو ناگوار ہے لیکن صیقل آئینہ دار بادشاہ طلسم سکندر نے یہ بہت معقول بات کہی کہ طلسم ہوشربا پیشانی کشی ہے ساحرون کی ضرورت ہوگی بدون لشکر ساحران طلسم ہوشربا مین گذرنا ممکن اسوجہ سے انکو ہمراہ لیا یا خیر خواہ کا کہنا نا ورنہ ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار ساحرونکو اپنے لشکر کے ہمراہ نہین رکھتے ہم لوگونکا تکیہ فقط ذات پروردگار پر ہے لشکر کا ساتھ کیا عیوق کو سنّاٹا آگیا قلب ٹھہر گیا سوچا کہ ایسا نہو لشکر کے ساتھ والے ڈھونڈتے ہوے آجائین جو مجھکو منظور ہے نہو سکیگا کہا اچھا ای آقاے نامدار مین ابھی آپکو رخصت کرتا ہون خدمتگذاری نوکری اپنی شہزادہ کیا ہے کا پھر چاہیے کہ کھانا سپرد کرو اشارہ کیا فوراً ساقی پچھے جاذب ہوے جام مے گلفام لبریز کرکے ایرج نامدار ہاتھ مین دیکر

سامنے آیا ایرج کو اسکی وضع بہت پسند آئی بخوشی جام شراب نوش کیا دوسرا جام لبریز کرکے سامنے سیاوش کے آیا کہا اے برادر تم بھی ہماری خطا معاف کرو ہمنے تمہارے ساتھ بڑی بے ادبی کی ایسی باتوں کو بھول جاؤ تمہاری وجہ سے دولت کونین پائی بقول سودا نظم

وہیں شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش	یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش	دیکھا جو حرم کو تو نہیں دیر کی صورت
اس گھر کی فضا لگی معمار فراموش	کچھ یوں ہے کہ مجھ سے ہوا رستہ ترا اے گلکار	نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش
وا ہے نگہ آہ ہوس سیر چمن کی	اور ہم نے کیا رخنۂ دیوار فراموش	یا سے کو کر منع تو یا گریہ کو ناصح
وہ چیز ہے عاشق سے ہوا کیا نہ فراموش	بھولا نہ پھروں ہوں ترا ابھی الفت لیکن	مجھکو نہ کیا دل سے ہیں زنہار فراموش
دل درد سے کسطرح ہو خالی اے سودا	وہ نا شنوا ہے جو ہیں گفتار فراموش	ہے جاوے نہ اٹھا کے گلے سے لگا لیا

کہا اسنے تم یاد نہ دلاؤ مجھکو بس پڑیگا سمجھ لو کون سے دل میں خیال انکا شہرت ہوتا ہو گذرا اسوقت ایسا کہا جام نوش کیا عیوق نے تیسرا جام شاپور کو دیا کہا حضرت صاحب آپ بھی پیجیے اپنے آقا کے غلام کو تو سرفراز کیجیے شاپور نے کہا مجھکو شراب پینے کی عادت بہت کم ہے دل میں اسکے کھٹکا تھا چاہا شراب نہ پیوں جب شاپور نے انکار کیا عیوق نے بنگاہ حسرت طرف ایرج نوجوان کے دیکھنے لگا اور عرض کی حضرت صاحب نے ابھی ہماری خطا نہیں معاف کی شراب نہیں نوش فرماتے ایرج نے بنگاہ تند طرف شاپور کے دیکھا فرمایا برادر ایک شخص التجا کرتا ہے تمہارے مزاج میں یہ کیا بات ہے جام اسکے ہاتھ سے بخوشی نوش کرو اب شاپور کو کچھ نہ بن پڑا مجبور ہو کر جام لیا چاہتا تھا گریبان میں شراب کو گرادوں میں نہ پیوں مگر خوف ایرج نے مجبور کیا آخر پی گیا شراب پیتے ہی آنکھوں میں اندھیرا سا ہوا سمجھ لی ساری عیاری بھولی گھبرا کر کہا اے شہزادہ غضب ہے جس بات کا ہم کو خوف تھا آخر وہی ہوا ایرج بیچارہ گھبرا کے سر گردش کرنے لگا تھا تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا اے عیوق تو نے مکر کیا عیوق نے دیکھا بیہوشی اپنا کام کر چکی ہے آواز دی ہاں او ناپیرہ آخرہ اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا بھلا کب سے ملال ہوتا ایسا تو پہلے وہ کفر خداوند کی جیو پڑے دن دیکھا جیو دیا مقصود موسوم ایرج و شاپور سیاوش اپنے مقام سے اٹھے اٹھتے ہی تلملا کر گر گیا چرخ کہا اگر کسی کو گئے ہی بیہوش ہوئے عیوق نے کہا چلیا آہنگر وزیر کو بلاؤ آہنگر وزیر آگیا حضور سے اسکو ساتھ لے چلے طوق کرایا اور یہ منگوا کر سوار کیا ساتھ والوں سے کہا جلد تیار ہو جاؤ شہر لشکر والے آجائیں ایکبار ایک بلا سے روز نگاہ ہو لشکر کو وہ خدا بلا کر سکیگا قلعہ میں چلکر تیاری کرونگا انکو خدمت میں خداوند لقا کے لیجاؤنگا ملکہ حیرت بھی ملیگا انعام دیگا اسی وقت فوج تیار ہوئی ایکطرف اسپچے

قلعے کے چلا اسد اریج وغیرہ پیدا ہوئے بیہوشی اتر ہی اپنے کو قید آہن میں پایا شاپور نے کہا ای شہریار بہت غرض کیا تھا آپنے ہمارا کہنا نہ مانا ایرج نے کہا ای شاپور ہمکو بھی یقین کامل ہی یہ ہمارا اسقدر غصہ ہی ہم سچ و حبیب تمہی کہیں سے ملا کہ پر آن کی یاد میں خوابہای پریشان دیکھتے تھے آخر اسکا سامنا ہوا مگر مقام افسوس ہی کہ اس یار جانی ومحبوب جاودانی نے ہمکو بالکل گوشۂ دل سے فراموش کیا

دل بھر آتا ہی یادمین انکی کلیجہ منہ کو آتا ہی کہون ای برادر شاپور شیر دل از نظم

در وفا آئین بزرسم دوستداران را چہ شد | من اگر دیوانہ گشتم ہوشیاران را چہ شد | دور تو میبیدی نکے بے جہاندار حال تو
ہمنشینا ہم کجا رفتند و یاران را چہ شد | ظلم بیداد و جفا پرینیہای دوران جدا گذ | منجنیق چرخ وطرز سنگ باران را چہ شد
در گلستان ہمیں یکسا گل سیر پیرہنیست | تازہ کاریہای ایام بہاران را چہ شد | از زمین دلہمی رویید گیاہ خرمی
ابر رحمت را چہ پیش آمد بہاران را چہ شد | نیست محبوبے کہ باید رونق بازار عشق | طرہ شبگون وحسن گلعذاران را چہ شد
از محبت نالہ وزاری نمی آید بگوش | محفل یاران مشتاق کو بہاران را چہ شد | یہ اشعار پڑھکر ایرج نوجوان بے [illegible]

رونے لگا کہا ای برادر شاپور امید منقطع ہوئی کوے محبوب تک نہ پہنچے وہاں ملکہ انجم یا ورخسارہ وغیرہ تمہاری مائیں پہنچیں اب سب بارگاہ میں جمع ہوئے ہونگے ہم آن لوگوں سے بچھڑ کر چلے آئے حال معلوم سنکر دل بیقرار ہو گیا تھا لیکن وہ بھی سب براستے تلاش نکلینگے لیکن عیوق فوج پرنا کہ گیر رہا ہو جا بجا چلو قلعے میں چلو بنا وہاں سے بھی کوچ کرینگی تیسے میں لشکر خداوند میں پہونچینگے ساتھ والون سے ہو غرض کہ ہم سب کو دیا گیا بچہ کے خداوند کے دیکھنے کی بڑی ہوس تھی ہمین کو سر راستہ لگ گیا تھا کہ عمر لیسے گرد اڑی عیوق نے دیکھا کہ ایا فوج یا یہ سب کو بہی خوف ہی کہ ایسا نہو اس جوان کے فوج واسطے آجائیں سن چکے ہیں کہ عیار لا کہہ کا لشکر براہ ہی ایک ایک انمیں انتہا کا زبردست ہی جان بچانا دشوار ہوگی عیوق نے بھی گرد کو دیکھا گرد شید اسرکا لیا دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جوان تاجدار پشت مرکب بادرفتار پہ سوار پشت پہ پانچ ہزار سواران خونخوار کہہ میں علم کے نقریہ لالات و منات مرقوم عیوق نے پہچانا کہا صاحب ہماری حوالی کا پادشاہ ہی تاجدار بکہ سوا اسکا نام ہی براے شکار آیا ہی یہ کہکر گنبد سے کو بڑھا یا اودھر سے تاجدار نے عیوق کو پہچانا گھوڑے سے کود پڑا پوچھا ای پہلوان کہاں آئے تھے عیوق نے کہا ای حضور میں براے شکار آیا تھا لیکن ایک شیر کو شکار کیا تاجدار نے پوچھا مفصل بیان کرو میں اس مطلب کو نہیں سمجھا عیوق نے کہا حضور رہنبر و صاحبقران سے شاہزادہ ایرج نوجوان طرف طلسم ہوشربا کے جاتا تھا مجھکو خبر ملی سنا کہ چار لا کہہ کا لشکر ہمراہ ہی آپ لیے میرے ہمراہ جا سکے

نجولی آگاہ ہین بر وقت جنگ ایک اور لاکھہ کو برابر جانتا ہون غصے مین نام مسلمانان سنکر بارہ ہزار سوار لے
چار لاکھہ پر جا پڑا بہت مشہور تھا کہ یہ لوگ بڑے بہادر ہوتے ہین لیکن بادولت کی نیمچہ شمشیر سے بھاگ گئے اُسمین
سے مقابلہ ٹھہرا خوب نیزہ چلا نوبت تلوار کی آئی آخر کشتی ہوئی ہمنے زیر کیا اور ایک اسکا پہلوان اٹھا اُسکی
بھی مشکین باندھین عیار صاحب کی بھی گردن لی مال و اسباب پر ہمنے قبضہ کیا انکو گرفتار کرکے لیجاتا ہون یہ
دشمنان خداوند زمرد شاہ باختری ہین انکو وہان لیجاؤنگا طرہ پیغمبری پاؤنگا یہ سنکر تاجدار نے کہا
ای برادر اخبار مین اکثر دیکھا ہی یہ لوگ دیوزاد سے لڑے ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مارا خداوند اپنے
ہاتھ سے بھاگ گئے پھرتے ہین بلکہ ملکہ ہوشربا قدرت سے بچھڑ گیا عیوق نے کہا عیار اخبار کا کیا
اعتبار جو چاہا تحریر کردیا صفحات کو مضمون خیالی سے بھر دیا تاجدار نے کہا ای برادر حقیقت مین تمنے ٹھیک کہا
مین ان لوگون کی صورت کا بڑا مشتاق ہون آج اسی مقام پر اترو ایک بارگاہ مین ہم تم بیٹھین جلسہ شراب کباب
آراستہ ہو اُس جوان کو بھی دیکھین عیوق نے ہر چند انکار کیا تاجدار نے نہ مانا فوراً اپنی بارگاہ استادہ کرائی عیوق
کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنی بارگاہ مین لایا عیوق کو مقام صدر پر بٹھایا جملہ سردار آکر بیٹھے دونون لشکر فروکش
ہوے اسیرون کو اک قید خانے مین نگہبانون نے لاکر داخل کیا یہان بارگاہ مین سامان عیش و نشاط مہیا
ہوا دو دو جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے تاجدار نے کہا ای پہلوان یہان اُس جوان کو بارگاہ مین
بلاؤ عیوق نے کہا وہ ان سب باتون سے انکار کریگا کوئی اپنی ذلت بیان کرتا ہی وہ یہی کہیگا مجھکو مکر سے
گرفتار کیا بادولت کو ناگوار ہوگا کہو تو اسکا قتل کروں اور منظور یہ ہی کہ خدمت مین خداوند کی لیجاؤن تاجدار
نے کہا ای رستم زمان تمکو اس جوان کا حسب نسب بھی معلوم ہی یہ دختر زادہ خداوند زمرد شاہ باختری
ہی لیاقت و جرأت اسکے رگ و ریشے مین بھری ہی یہ بھی مشہور ہی کہ یہ جوان اول مین اپنے مولود مسعود سے
آگاہ نہ تھا مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا تھا اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا صدہا ملک اپنے دادا
کے تباہ کیے بعد عرصہ دراز کے صاحبقران نے زیر کیا تب حال کھلا کہ یہ فرزند ارجمند قاسم نوجوان
ہی بطن سے ماہ گیتی افروز دختر خداوند کے پیدا ہوا لہذا اسکا قتل کرنا بھی مناسب نہین ہی ہر چند کہ یہ مسلمان
ہوگیا لیکن قدرت کا نواسہ ہی اگر وہ دامنگیر ہون کہ ہمارے نواسے کو کیون قتل کیا تو کیا جواب دیگے تمکو چاہیے
بتا دینا ہی کہ ہم قبض کرلین اسکو کوئی [illegible] کر سکتا ہی قدرت کے مقابلے مین کسکو دخل ہی غصے مین اپنا مال [illegible]
[illegible] افسوس [illegible] آیا یہ مسلمان شکر عیوق کا [illegible]

اضطراب سے لیجائینگا لیکن پہلے خداوند لات و منات اُس جاہل گستاخ کو بارگاہ میں نہ بلوایئے نہیں
معلوم کیا کلام کرے نا بدولت کو غصہ آجاے نہیں معلوم کیا ہو تاجدار نے کہا ہم تیرے کلام نہ کرنے دینگے لا کے
وہ کہیگا کہ ہمکو مکر سے گرفتار کیا ہے ہم یقین نہ مانینگے اُسکے کہنے کو خلاف جانینگے آخر عیوق ناچار ہوا داروغہ
زندان خانے کو حکم دیا تینوں جوانوں کو بارگاہ میں لاؤ لیکن اُنکی ٹھکری داروغہ کو سمجھا دیا کہ اُسکو تسکین دینا کہ ہم تجھکو
قید سے رہا کردینگے چونکہ پہلوان صاحب کہیں گے اُسکو قبول کرنا داروغہ نے کہا میں سمجھا دونگا داروغہ قیدخانے
میں آیا ایرج سے کہا اے جوان ہمنے تمہاری جان بخشی کی تدبیر نکالی ہے ہمارے پہلوان صاحب کے قریب ایک
اور قلعہ ہے تاجدار ایک سوار وہاں کا حاکم و ناظم ہے اسوقت برائے ملاقات ہمارے آقا کے آیا ہے تمکو دیکھنے کو بلایا ہے
کہدینا یہ فنون کشتی پہلوان صاحب نے ہمکو زیر کیا ہم تمکو قید سے چھوڑوا دینگے ایرج نے کہا بہت خوب
داروغہ صاحب ہمارا کیا نقصان ہے جان بخشی کرا دیجیے داروغہ خوش ہوگیا سمجھا کہ بہتر تھا کہ لیجاتا وہ
سنتا ہوا گھبرائے کہ دیکھیے اب بارگاہ میں کیا قیامت ہوتی ہے یہ گستاخ شجاع فراج اُس پہلوان کے قبضہ میں ہے
خدا اُنکی جان بچائے ایسا نہو شہید ہو جاے بارگاہ میں آکر پہونچے ایرج نے بطریق اسلام سلام کیا
تاجدار جمال جہان آرا دیکھکر محو ہوگیا حیران ہوکر صورت زیبا کو دیکھتا تھا پشت پردہ سے پہلوان نے تفصیل عیوق
سے پوچھا یہ پہلوان اسکا رفیق ہے پہلوان تو رفاقت جب کرتے ہیں کہ زیر ہوں اس جیو کو اس پاہ ملدت نے کیونکر
زیر کیا ہوگا عیوق نے کہا میں نے یہ دریافت نہیں کیا ہے تو صرف گرفتار کرکے لے آیا آپ دریافت کیجیے
تاجدار نے بفصاحت و بلاغت کہا کیوں اے شہریار اس جوان کا کیا نام ہے آپنے اسکو کیونکر زیر کیا کیونکر
رفیق اپنا بنایا ایرج تو کچھ نہ بولے لیکن میعاد نے کہا اے تاجدار مجھ ایسے ہزاروں رفیق ہیں میری کیا حقیقت
کیا ہے میں اُن سب پہلوانوں میں ذلیل و حقیر ہوں یہ شیر ببر زلزلہ قاف ثانی سلیمان سرفتنہ ملک
باختر بہادروں کے افسر ہیں تمکو تعجب کیا ہے تاجدار نے کہا اے ایرج نوجوان تمنے کچھ جواب نہ دیا اس
حوالی میں آکر ساری جرأت و لیاقت ڈبو دی ایرج نے غصے میں کچھ جواب نہ دیا لیکن شفا پور بول اٹھا
اے بادشاہ یہ سمجھا عیوق نہایت مکار و حیلہ ساز ہے مسلمان ہوا ہے پیشی دیکے ہمکو پکڑ لیا اب تمھارے
سامنے جرأت دکھاتا ہے سمجھا ہے غیرت ہے تب تک عیوق غصہ میں کانپنے لگا کہا کیوں عیار تیری شامت آئی ہے
بڑ زبان دراز ہے ابھی جلاد کو بلاؤں ایرج نے ہنسکر کہا بھائی شفا پور خاموش ہو اے بادشاہ میاں عیوق صاحب
نے ہمکو پکڑ دی زیر کیا صاحب ہمارا کچھ در پردہ حال یہ بات سچ ہے میں آخر تک کیا پوچھنے سے مراد کیا ہے تاجدار نے

کہا مجھکو یقین نہیں آتا ایسے ایسے تو آپکے رفیق ہیں سرکشی نا کس کی مجال ہے کہ آپکو زیر کرے ایرج نے کہا
اگر تمکو یقین نہیں آتا شاید نہ زیر کیا ہوگا ہمارا عیار سچ کہتا ہوگا تاجدار نے کہا آپکو اپنے دادا جان کے
سر کی قسم مفصل گذرا ہوا ارشاد فرمائیے مجھکو نہایت انتشار ہے دل تردد منزل بیقرار ہے جب تاجدار نے
قسم دلائی ایرج نے کہا اے بادشاہ عیار تو کہہ چکا ہی حقیقت ہے عیوق بڑا صاحب جرأت ہے تاجدار نے کہا
کیوں میاں پہلوان صاحب آپنے سنا انہنے بیہوشی دیکر ایسے شیر کو گرفتار کر لیا یہ کیا جرأت ہے تمکو شرم آنا چاہیے
جرأت کے نہایت خلاف ہے یہ سنکر عیوق بہت بگڑا کہا اے تاجدار تمنے کہا تھا میں تماشا دیکھنے کو آتا ہوں اب
یہ بیہودہ باتیں کرتے ہو بس خاموش رہو ورنہ میرے ہاتھ سے سزا پاؤگے تاجدار نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کہا او بیحیا میں مثل تیرے نامرد نہیں ہوں میں ہرگز اس جوان کو نہ جانے دونگا مجھکو بہت ناگوار تھا طلسم ہوا
مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہے دربار خداوندی میں تو کیا جائیگا وہاں سب لیکے زر گر موجود ہیں تمکو اپنی
کو چیر پھاڑ کر پھینک دینگے میں تجھے سیطرح موجود ہوں یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے اٹھا چاہتا کہ تاجدار
اٹھے اس نامرد نے تلوار کا ہاتھ مارا تاجدار کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھا کر اسنے ہاتھ مارا عیوق تو ہٹ گیا
دوسرا پہلوان بیچ میں آیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے لینا لینا کہکر سب اٹھ کھڑے ہوئے عیوق نے پلٹ کر
آواز دی ارے یارو دیکھتے کیا ہو ایرج کا سر کاٹ لو اسنے ہمارے سمجھانے پر عمل نہ کیا صاف صاف
کہدیا جلاد تیغ بکف کر جھپٹا ہمراہیان تاجدار بھی اپنے آقا کے ساتھ لڑائی پر مستعد ہوے باہر لشکر
میں بھی تلواریں کھنچ گئیں لیکن تاجدار زخمی ہو چکا لڑکھڑا رہا ہے تاج سر سے گر گیا سر سے خون جاری تھا
گویا نہ تھا ہے پکار کر آواز دی اے شہریار آپکی محبت میں قتل ہوتا ہوں ایرج زنجیر بازی گرتے کہا اے تاجدار
نہ گھبرانا جلاد نے جھپٹ کر تیغ مارا کہا او قیدی سرکشی کرتا ہے ایرج نے ہتھکڑی اٹھا دی ہتھکڑی کا لگی
ایرج نے جلاد کو طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا قید آہن کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا
جلاد کی تلوار اٹھا لی مگر کئی زخم کھائے لیکن سیماد کو بھی مار لیا شاہپور بھی چھوٹا سیماد نے لاکھ
ستون بارگاہ پہ ہاتھ ڈالا ستون کھینچا بارگاہ تھرائی ستون آہستہ نکال لیا عیوق نے تاجدار کو دو کر
باہر نے کی سو ساحر بارگاہ میں سیماد نے ستون ہلانا شروع کیا جوان زبردست ہے چار چار کے سر
پھٹ رہے ہیں پیچھے ستون میں لپٹے ہوئے شاہپور نے پکڑ کر لپیٹ ایرج سے آیا ایرج نے اک جوان کو مار کر
لیا تاجدار نے کہا ہے ایرج اٹھتے ہوئے قریب تاجدار کے آکے شانہ تھپکا کر فرمایا اے برادر

ہوشیار ہو لو مرکب پر سوار ہو تاجدار نے آنکھیں کھولکر ایرج نوجوان کو دیکھا دریائے خون میں نہائے ہوئے
ناگاہ جھکائے بچا رہے ہیں ماہ زبان عیوق جھپٹ جھپٹ کے آتے ہیں ایرج نوجوان سینہ سپر کیے کھڑے ہیں
جو آگے بڑھا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا یہ مہربانی دیکھکر پکار اُٹھا لاکھ جان آپکے ناخن پا پر سے نثار ہو
حضور آپ اپنے کو بچائیں ان نامردوں کا چار جانب سے بادہ ہے ایرج نے تاجدار کو گود میں لیکر
گھوڑے پہ سوار کیا ماہ زبان تاجدار بھی گرد آگئے ایرج نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا سیماؤ نے قیامت
بپا کر دی ہے جھوم جھوم کے لڑ رہا ہے کسی پہلوان کا ارادہ پر اٹھا ہو کر رہ گیا اگر کوئی پہلوان قریب آ گیا سیماؤ لپٹ پڑا
چیر کر پھینک دیا ایرج نوجوان نعرہ کرتے ہوئے طرف عیوق کے جاتے ہیں ناہر دیکھا گا بھاگا پھر رہا ہے اہالیان
فوج سے کہتا ہے ارے یارو اس جوان کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو تاجدار کو قتل کرو اسنے غضب کیا گویا خاص
اسی واسطے آیا تھا معلوم ہوتا ہے پیشتر سے مسلمان تھا اگر اس جنگ سے بچا سکے ملک پر گھٹنے کا بل پھروا دونگا
تمام قلعے کو کھدوا ڈالونگا تم سب ملکر گرفتار کر لو ساتھ والے کہتے ہیں حضور آپ بھی بادشاہ ہیں وہ بھی
ناظم عالی جاہ ہیں آپ سے کہ اتنے ڈرتا ہے ہو تو مناسب ہے بڑھ کر قتل کیجیے سزا دیجیے عیوق کی جان پر بنی ہے شکست
ایرج نوجوان سے حیران پریشان ہے قصد ہے کہ جان بچا کر نکل جاؤں کبھی دل میں افسوس کرتا ہے اس قلعہ میں
واسطے شکار کے کیوں آیا تقدیر نے کس بلا میں پھنسایا اب تو موت کا سامنا ہے اگر بچ جاؤں تو کبھی کیوں لیں
مادر سے دوبارہ پیدا ہوا یہاں میدان کارزار میں تو یہ رنگ ہے ایرج نوجوان نے صدہا پہلوان مارے سیماؤ بھی
بجوش و خروش لڑ رہا ہے تاجدار بھی حمایت پر ایرج کے سنبھلا ہے لیکن ملکہ شیشہ جوش دل آگئیں ماہ رخسار
و شاہزادہ صیقل جرار و نیلم و قباد وغیرہ تمام سرداران ایرج نوجوان بارگاہ میں آکر جمع ہوئے ملکہ شیشہ جوش
نے گھبرا کر پوچھا صاحبو کچھ اپنے آقا کی بھی خبر ہے آج کئی دن سے اسقدر بے قرار ہیں کہ مجھے تو بات بھی نہیں کی
اتنی زمانے میں میرا دل گھبرا گیا ہے اب سب صاحبوں نے دیکھا اُنکو اپنے ملازم کا اسقدر پاس ہے سب نے
دیکھا کہ شب کو خاصہ بھی نہیں نوش فرمایا شاید ہو شمشیر دل کو برائے خبر روانہ کیا تھا میں جب سے وہ گئی ہے تو
شمشیر دل نے خبر دی ہے کہ شاید اس وقت سے گھبرایا ہوا آیا ہے آپ نے کہا وہ نشستہ مرکب پر سوار ہو گئے آپ سب صاحبان
یہاں لشکر اپنا رکھتے ہیں اتنا دریافت کر آئیے کہ کہاں لشکر لیکے تشریف لے گئے صاحب نجومی ماہرین کہ انکے ہاتھ سے سزا رہا
پہلوان نکل ہوئے تمام دنیا کے نامور آسی شہریار کے نام سے ہلتے ہیں ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے میں نجیب
کہ پھر جاؤنگی ماں باپ بارے گئے ایسہ فراغت پروردگار اب انھیں کا سہارا ہے ہر وقت انکی سلامتی کی دعا

کہرتے ہین یہ ملکہ شیشہ حونوش نے جو کہا نیلم و فیلم تلوار ٹیک کر اُٹھے صیقل نے اسباب سحر سنبھالا کہا حضور
آپ نہ گھبرائیے ابھی جا کر تلاش کرتے ہین کسکی مجال ہے جو آپر دست انداز ہو آپ کے تصدق سے خون کے دریا
بہا دین طبقے زمین کے ہلا دین ملکہ صیقل نے نیلم و فیلم وغیرہ غیر ساحرون کو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نہ کرین
آپ بہر دو بہر مین دو چار کوس جا سکینگے ہم اتنے عرصے مین سیکڑون منزل کی خبر لائینگے لیکن نیلم زنگی و فیلم زنگی
کم سنی سے شاہزادے کے ساتھ ہین کہا ای شاہزادہ صیقل بخدا ہمکو بالکل خبر نہین ورنہ ہم لوگ انکو تنہا
جانے دیتے ہمین بڑے بڑے خیال ہین ہم بازرم نہین ہین عاشق جمال ہین انکی ذات سے عزت و آبرو
ایسے سردار شیخو کسکو نصیب ہوتے ہین صیقل نے کچھ جواب نہ دیا مرکب پرندہ سحر پر سوار ہو کر چلا انجم باد رسا
طاؤس زرین پر سوار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا ملکہ شیشہ حونوش کے قدمون کو بوسہ دیا کہا لونڈی
ابھی جا کر تلاش کرتی ہے یہ دونون سرداران عالیوقار جو چلے اب تو لشکر مین کر بندی ہونے لگی جسنے سنا فوج
چلا ملکہ شیشہ حونوش نے کہا کیا مین بدنصیب انکی دشمن ہون سب صاحب خیر خواہ جان نثار مین مجبور و ناچار
مرغ زرین نے تخت پر بیٹھی رہون یہ فرما کر اُٹھین تمام سردارون نے آگر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا کل لشکر چلا لیکن
ابرج نوجوان وہان مصروف جنگ ہین ہمراہیان عیوف اپنی جان سے تنگ ہین ہزار ہا مارے گئے جیسے
معانت پائی نکل گیا عیوف زخمی ہوچکا ہے لیکن قضاے کار اس حوالی مین ایک قلعہ ہے کہ اُس قلعے کو قلعہ سرابیہ
کہتے ہین ملکہ سراب جادو خراج گزار افراسیاب اس قلعہ کی حاکم و ناظم ہے اسوقت کسی ضرورت سے بیرون
قلعہ آئی فوج ساحران فروکش ہو گئی کرسی پر بیٹھی سیر صحرا دیکھنے لگی افسران فوج خدمت مین حاضر ہین ملکہ
سراب نے افسرون سے کہا آپ لوگون کو کچھ خبر ہے کہ طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہے ہم اس حوالی مین رہتے
ہین سالہا سال جانے کا اتفاق نہین ہوتا لیکن طائر سحر نامہ پہونچا گیا تھا کہ کوئی جوان اسد غازی
جوان جگاری یہ ارادہ طلسم کشائی آیا سرداران شہنشاہ اُسکے شریک ہوگئے کچھ عیار کچھ سردار ہین شاہنشاہ
سے آٹھ پہر آمادہ حرب و پیکار ہین مرقوم تھا کہ لشکر تیار کر کے آؤ اسوقت مین شرکت واجب و لازم ہے اکثارہ
ملکون مین انقلاب ہے خیر خواہان شہنشاہ بیقرار و بیتاب ہین ایک تاجر نے بھی آنکر خبر بیان کی کہ کئی سو ملک باغیون نے
اپنے قبضے مین کر لیے ہین لہذا سامان سفر تیار ہو اسی مہینے مین ہم کوچ کرینگے یقین ہے جب در بند تک پہونچینگے
شاہان در بند سے مفصل حال معلوم ہوگا اگر باغیون کا خاتمہ ہو گیا ہو گیا واپس آئینگے ورنہ تا طلسم ہوش ربا
جائینگے سردارون نے عرض کی حضور وہان کے حالات سنتے ہین کہ ایک ایک دن مین دو دو تین لاکھ آدمی کا

کیفیت ہوا صدہا ممالک شہنشاہ کے ویران ہو گئے وہ شاہان جلیل شہنشاہ کے کفیل جو دو دو لاکھ فوج اپنے
قبضے میں رکھتے ہیں اُن بڑے شاہوں نے شکستیں کھائیں بہت سے نمک حرام بدانجام اُس طلسم کشا کے شریک
ہوئے آپکے قبضے میں قلعہ مختصر فوج بھی بہت کم ہے وہاں آپ کی کیا سماعت ہوگی شرراب جادو نے کہا اگر نہ
جاؤنگی بڑی بدنامی ہے ایسے وقت میں عدم شرکت نمک خوار کی ناکامی ہے یہ ذکر تھا کہ شرراب جادو نے اُٹھکر
دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی چند سوار پیدل خستہ شکستہ زخمدار منتشر بیقرار بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں شرراب نے دیکھکر
کہا صاحبو کہاں معرکے پڑے یہ لوگ کس سے لڑے ظاہر ہے کہ شکست کھا کر آئے ہیں انکو جلد بلا کر میرے پاس لاؤ کئی
دن ہوئے میں نے خبر سنی تھی کہ پوتا صاحبقران کا بڑے زور شور سے آیا طلسم اسکندریہ پر قبضہ کیا کئی
شاہزادیاں اُسپر عاشق ہوئیں ساحر و غیر ساحر اُسکے ساتھ جمع ہیں اس سرکش کا قصد ہے کہ طلسم ہوش ربا
میں جاؤں طلسم کشا کا عزیز قریب ہے مجھکو یقین نہ آیا اسوقت اُس خبر کا ظہور ہوا چند ساحر دوڑے ہوئے گئے اُن زخمیوں
کو لیکر سامنے شرراب جادو کے آئے شرراب نے گھبرا کر پوچھا تم لوگ کون ہو یہ کہاں شکست کھائی کس سے لڑائی ہوئی
اُنھوں نے کہا حضور ہمارا افسر عیوق کوہ پیکر اپنے شکار صحرا میں گیا ایک رفیق نبیرۂ حمزہ کا بھی وہاں آیا
اُسکے مزاج میں تو جرأت ہے اُسکو زخمی کر کے پکڑ لیا یہ خبر نبیرۂ حمزہ کو پہونچی وہ بلا تکلف شیرانہ دربار میں سے آیا
اپنے رفیق کو چھڑا لیا ایک پہلوان کو اُنکے سامنے مارا میاں عیوق کو بھی للکارا یہ گھبر گئے گڑگڑانے لگے
مختصر یہ کہ مکر سے رفاقت کی بیہوشی دیکے پکڑ لیا وہ لوگ تو صاحب اقبال ہیں تاجدار ایک سوار اپنا ہم نام ہے
اُنکی ملاقات کو آیا بلا وجہ اُسنے ایرج کا ساتھ دیا قید سے چھڑا لیا اب حضور لڑائی ہو رہی ہے پہلوان صاحب
بھاگ گئے بھاگے پھرتے ہیں اب تو یقین ہے قتل ہو گئے ہونگے صاف تو یہ ہے ہم لوگوں کا بہرہ جم سے کار زخمی ہو کر
بھاگ آئے وہ جوان بڑا صف شکن تیغ زن عالی ہمت صاحب جلالت حسین و جمیل شیر بیشۂ ریاست آفتاب
عالمتاب آسمان امارت ایسے زور شور سے لڑا کہ صفوں کو درہم و برہم کر دیا ہمنے ایسا حسین نہیں دیکھا یہ سنکر
شرراب جادو نے کہا لو صاحبو ساحری جمشید نے کیا مژدہ سنایا میں حیران تھی کہ طلسم ہوش ربا میں کیا لیکر جاؤں
دربار شہنشاہ میں کیونکر بار پاؤں اگر یہ ساحری جمشید تمھارے صدقے یہ خوب تحفہ نایاب ملا میں شہنشاہ
کے سامنے یہ عرض کرونگی حضور میں نے براسے مدد خداوند لقا گئی وہاں سے اسی جوان کو پکڑ لائی سب نے
کہا حضور حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں جلد سوار ہو جیے شرراب جادو اک طاؤس پر سوار ہوئی نفیر
سحر بھی اہالیان لشکر سے کہا تم تیار ہو کر آنا بلا کیا ضرورت ہے یہ کہکر طاؤس بلند کیا مثل طائر ہم خیال

ساحروں کی نگاہ سے طاؤس بھی ہو چشم زدن میں اُس راستے کو طے کر گئی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری نگاہ اُٹھا
کے دیکھا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے تاجدار بے سوار کو پہچانا عیوق کوہ پیکر کو دیکھا زخمی گینڈے پر سوار
اُسکی صورت سے بھی نگاہ آشنا ہے کہ اسی جوال کا یہ بھی رہنے والا ہے ایک جانب جو پھر نگاہ کو دوڑایا کچھ
ایک جوان آفتاب جمال رستم خصال آفتاب عالمتاب شہریاری و کیکاؤس جہت افریدون جاہ دارا حشمت جمشید جاہ
دستگیر خوش خو خوش آئین خوبصورت خوش مزاج مردان عالم کے سرتاج نظم مسدس

دامِ دلہا ہے حسین حلقۂ موئے خمدار	تارِ مو لعبتِ ہندو کے لیے ہے زنار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ کجی بانکی دستار	جسم پر نور میں قبا صاف مرصع زرکار

صاف پیشانی سے ہے بخت بلندی پیدا
چاند بجھتا تھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

ابرو دونوں ہیں جو بلا جائے نصیب اعدا	قوس کا تیغ ہلال آگے آتا رہے چھپتا
کوٹ کر آنکھوں میں اللہ نے بھر دی ہے حیا	آنکھ جس بت پہ پڑی اسکو مسخر ہی کیا

شیر سے بھی نہیں زنہار جھپکتی ہے پلک
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک

ناک کے وصف کے اظہار سے ہے چونچ بنا	خود ستائی نہیں مومن کو کم از بیدینی
منہ کہ یہ وصف دہن آئے تو ہے نکتہ چینی	شیریں لب چاٹ لے باتوں میں ہے وہ شیرینی

طور کا نور ہے دندان منور سے عیاں
معجزہ عیسیٰ مریم کے لبوں میں پنہاں

جمال بیشال ایرج نوجوان کو دیکھکر شراب جادو نے سینے پر آہ کر کے ہاتھ رکھ لیا گل چینی گلشن جمال کی ہلکی
ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی اسی عرصہ میں ایرج نوجوان اُسکے نے بڑھ کے زیب عیوق کوہ پیکر کے پیچھے جا کر
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج غصہ میں تھا بڑھ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ
ڈالدیا تھا شانہ زمین سے اُٹھایا دست زبردست پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا گرنے نہ پایا کہ جو رنگ ہوائی کیا
شراب اچھل پڑی خود بخود تعریفیں کرنے لگی یہاں عیوق کا مارا جانا اہالیان فوج کا گھبرانا صبر لے لاا لاانا
امان بولی رومال سے ہاتھ باندھکر اُنکو سامنے ایرج کے گئے ایرج نے انکی خطا معاف کر کے کلمہ طیبہ زبان سے فرمایا

سب باصدق دل مسلمان ہوئے شاہزادہ گھوڑے سے اترا تاجدار یکہ سوار نے بھی قدموں کو بوسہ دیا
یہ تو صدق دل سے مطیع ہو چکا تھا ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی تاجدار کو برادر کہکے گلے سے
لگا لیا اور شاپور سے فرمایا لشکر فیروزکش تو اسی طرح چلے چلو ہا لیان لشکر ہمارے پریشان ہونگے تاجدار
نے عرض کی ایک پہر بھر کے واسطے بارگاہ میں تشریف لے چلیے میں اپنے زخمیوں کو اٹھوالوں پھر حضور جہان
چلینگے ہمراہ ہوں عمر بھر زیر سایہ دامن دولت بسر کرونگا ایرج نے سر جھکا لیا کہا اے برادر باعث نزدیک ہم
سوار کے چھوڑا انکو چلے آئے تھوڑی دور پر چار لاکھ سوار و پیادل فیروزکش میں سب گھبرائے ہونگے بانکی
تلاش کرتے آتے ہونگے تاجدار نے کہا میں ابھی انتظام کرتا ہوں یہ کہکے زخمیوں کے اٹھوانے میں مصروف ہوا
ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا تم بھی شرکت کرو شاپور بھی جاکر انتظام کرنے لگا ایرج نوجوان زیر
سایہ نخل نشل رہے ہیں میعاد بھی اپنے کو درست کر رہا ہے اسی اب جادو بیقرار ہوئی کہ ایرج پر گری
پنجہ کمر میں دبا کے اڑی لشکر میں ہائے ہوا اس اب چشم زدن میں غائب ہو گئی لشکر میں ہنگامہ ہوا تاجدار نے ہائے کر
دیکھا شاہزادہ گھوڑے کھڑے غائب ہوئے ہاے پیٹتا ہے اور میعاد نے گریبان پھاڑ ڈالا کہ یارو یہ کون دشمن تھا
کہ جو شاہزادے کو لیگیا ہمکو داغ دیگیا کبھی کہتا ہے یارو کوئی نامرد تھا سامنے آتا تو قتل کر یا سر کاٹ کر
پھینک دیتا دشمن تھا کہ جو شاہزادے کو لیگیا شاپور کے ہوش اڑ گئے اتنا تو اسنے کہا کہ یارو کسی ساحرہ کا
کام ہے آپ لوگ اسی مقام پر رہیں میں براے تلاش جاتا ہوں ہائے کیا غضب کا مقام ہے یا رب بلائے ان
شریروں کا کام ہے جابجا انکے دشمن موجود ہیں حافظ حقیقی حفاظت کرے میعاد نے کہا اے شاپور میں بھی ساتھ چلوں
شاپور نے کہا تمہارا کام نہیں ہے یہ کہکر باہتمام عیاری ذات پر آراستہ کیے طرف صحرا کے بھاگا میعاد وغیرہ
کھڑے ہوئے رو رہے ہیں کہ آسمان سے برق گری شاہزادہ صیقل آئینہ دار پہلے بانکا اختر ماہ رخسار وغیرہ
آکر پہونچے آتے ہی یہ حال مصیبت آل سنا باکہ اختر ماہ رخسار گھبرا گئیں میعاد نے تمام کیفیت بیان کی کہ
شاہزادے نے لڑائی فتح کی تھکو رہا کیا ابھی ابھی کوئی شاہزادے کو اٹھا کر لیگیا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی
ملکہ شیشہ نوش بصد جوش و خروش آکر پہونچیں دیکھا سب سوار گھوڑے ہوئے رو رہے ہیں ملکہ شیشہ نوش نے پوچھا
یارو خیر تو ہے صیقل نے عرض کی حضور ابھی ابھی کوئی آناً اٹھا کر لیگیا حقیقت میں کسی ساحر یا ساحرہ کا کام ہے غلام
پھر جاتا ہے لشکر کو حضور اسی مقام پر روکیں ایسا نہ ہو لشکر میں کچھ ہو حرج میں ہر دار وہ کہ بنتی ہو اکثر اس حوالی
قلعہ جات کا بھی نام جانتا ہوں بعض بعض کو پہچانتا بھی ہوں اس حوالی میں حصہ نامی ایک قلعہ ساحرہ کا ہے

صرصر اس جادو و بانی حاکم و ناظم مہریان کا خراج اکثر ہمارے طلسم کا سندر پیہ میں آیا ہے پہلے میں آئی فلاد ہے جاؤنگا جہانتک ہوسکیگا پتہ لگاؤنگا شیشہ ہم لونش کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے کہا بجیا تقدیر کا لکھا سمجھا نہ ہو گیوں مجھ ہجران دیدہ کو بہاتے ہو جب سے آنپر بائل ہوئی ایک دل چین نپایا سالہا سال فیبر ہی خدا نے فضل کیا تھا کہ طلسم فتح ہوا اگرچہ مقدمہ سفر تھا مگر شب کو ایک مقام پر ہوتے تھے ایسا نہو آنکو کوئی قتل کرڈالے اس قدر ارکہی ہیں یہ اشعار مصیبت آمیز پڑھنے لگی نظم

ہرگہ بیاران تو وصل تو بیجا گریستم	امروز بر جدائی فردا گریستم	از پردہ با برون نشد راز عشق تو
رفتم بیرون لبشہر بصحرا گریستم	کشتی محبتم نشد از آب دیدہ شنا	گویا چو ابر بر سر دریا گریستم
چون چشمہ چشم من نشد از گریہ بہرہ	روز از شب گریہ کردم و شبہا گریستم	یکبار خلق را بگریہ در آورد گریہ ام
گاہی نشستہ بیاد تو تنہا گریستم	چون نخل آبدیدہ زیاران بیانج و بر	بارش نبود از ہمہ اعضا گریستم
کردم زبسکہ سخن ابلہان عمل	آخر بحرف مردم دانا گریستم	سودا و مال برعمر دوست
در گوشہ کہ تنگ من اوراگ گریستم		

ملکہ انجم ماہ رخسار قدموں سے ملکہ کے لپٹ گئی کہا حضور یہ تجلی آگاہ میں

یہ کنیز بھی عاشق جمال باکمال شاہزادہ والا قدر ہے لیکن اپنے بڑی مصیبتیں اٹھائیں مگر اب اسے خدا صبر بھیجے وال رحم کیجیے ورنہ لشکر آپکا گھر اسی سے تباہ ہوجائیگا ملکہ شیشہ ہم لونش تخت سے اتری تاجدار سے ملکر بالکہ کو داخل بارگاہ کیا مشغول آئینہ دار ملکہ انجم ماہ رخسار تلاش کرتے ہوئے چلے مگر صرصر اب خانہ خراب جب اسیج کو لیکر اتری شاہزادہ کمرے سے بیہوش ہو گیا صرصر آیا کو شاہزادے کے دیکھکر بیاہ کو جانے لگی جی میں کہتی ہے اب صرصر جادو کیسا افراسیاب کہاں طلسم ہوشربا اس یوسف ثانی کو لیکر اس جگہ کے دہلے کروں وہ دشمن اسپر بنا اسکا خوف بہانے میں خود اپنی جان اسپر نثار کرونگی زور وطاقت میں بیلطیر ہے اسکا سحر و ساحری سکھاؤنگی شعلہ جوالہ بناؤنگی لیکن اسکی تو آنکھوں میں سحر ہے اسقدر وصل کی خواہش ہوئے کہتی ہے اسی صحرا میں کہیں ٹھہر کر وصل حاصل کرونگی جوان صاحب عشق و شوق ہے فوراً قبول کریگا لیکن قرار ازو بنا قدر در ہے یہ دلمیں باتیں کرتی ہوئی جاتی تھی کہ دیکھا کہ الیاں لشکر آتے ہیں ساتھ والوں نے لشکر سے میں بارگاہ سے لدواتے ہیں نوبت نقارے بجاتے ہوئے آگئے سب نے اپنی مالکہ کو دیکھا اک جوان کو نیچے میں دبائے ہوئے آتی ہیں فوراً پرے باندھکر سلام کیا صرصر اب جادو آگے بڑھی کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اب مجھکو احوال معلوم ہوا اسیج نوجوان اسکا نام ہے نبیرہ حمزہ اونکا عالی مقام ہے اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا میں تمہارا اسکو سمجھا کر حضور میں

کو سجدہ کراؤں نازہوں نے جھٹ پٹ بارگاہ استاد کی اسباب عیش و نشاط آراستہ کر دیا لشکر اپنی مقام پر اُتر پڑا
شہراب ایرج کو لیکر اندر بارگاہ کے آئی ایرج کو مسند پر بٹھلایا لیکن ابھی ہوشیار نہیں کیا آپ بناؤ کرنے لگی
بھاری جوڑا اُسکا لکھ پتیا رو سیاہ نے مسی بھی لگائی عطر لگانے لگی ایسی آراستہ ہو دلہن بنی گلوگیر نکالا شراب
کباب قریب رکھ دیے پہلو میں سر جھکا کر بیٹھی ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی آنکھ کھلی دیکھا ایک بارگاہ نہایت آراستہ
و پیراستہ یوں پلٹ کے دیکھا ایک جادوگرنی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے گلوگیر نکالا ہے کنکھیوں سے دیکھ رہی ہے کبھی
مسکراتی ہے کبھی سر جھکاتی ہے ایرج حیران کہ خداوندا یہ کیا مقام ہے چاہا اٹھیں پاؤں بے بس ہیں بیکار رکھے اور
زیادہ گھبرایا آخر کہا اے بدبخت تو کون ہے شہراب جادو نے ناز سے مسکرا کر کہا صاحب میں خود حیران ہوں تم میری
بارگاہ میں کیونکر چلے آئے میں شرم سے مری جاتی ہوں تمھارے تیور دیکھ کے گھبرائی ہوں لیکن اگر چلے آئے کیا مضائقہ
ہے ہمارے مہمان عزیز ہو شراب کباب حاضر ہے میں کبھی بات سے انکار کرونگی مہمان نوازی کی ہمارے مذہب میں
بڑی تاکید ہے ایرج نے کہا ارے یہ تو بتلا مجھکو یہاں کون لایا میں تو لشکر عیوق کوہ پیکر سے لڑ رہا تھا
اسکو قتل کیا اہالیان لشکر اسکے مطیع ہوئے اتنا یاد ہے کسی نے گریبان کھینچ دیا میں بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ
کھلی اپنے کو اس مقام پر پایا بفصاحت و بلاغت ایرج نوجوان نے جو گہر ریزی زبان معجز بیان سے کی
شہراب جادو تڑپ گئی بیقراری میں گلوگیر الٹ دیا کہا اے جوان میں کاہیکو چھپاؤں صاف یہ ہے کہ ملکہ شہراب
جادو اس ملک کی شاہزادی ہوں تیری خبر سنکر قتل کرنے گئی تھی لیکن تیرے خنجر ابرو سے گھائل ہوئی اتنا کر کہ
مجھ سی شاہزادی تیرے اوپر مائل ہوئی اب دن عید رات شب برات ہے میری صحبت میں بہت رضامند ہوگا اپنے
ملک کی مالک صاحب اختیار ہوں جو چاہوں کروں کوئی میرا روکنے والا نہیں ہے یہ سنکر ایرج نوجوان کو
غصہ آیا کہا او بیحیا یہ تو نے کیا کہا اپنے نزدیک بڑا کام کیا سحر کر کے اٹھا لائی بس بہتر ہے کہ ساحری و جمشید پر
لعنت کر مطیع اسلام ہو تجھکو اپنے لشکر کا افسر کرونگا شہراب قہقہہ مار کر ہنسی کہا اے جوان میں خود چاہتی ہوں
تجھکو سمجھاؤں خداوند کا نواسہ ہو کر اپنے برگشتہ ہو بیٹھے تاسف کی بات ہے کہ خداوند زادی کے
بطن سے پیدا ہوئے مذہب خدا سے نا دیدہ کے شیدا ہوئے میں چاہتی کہ تیری خطا معاف کرادونگی قدرت
کچھ نہ کھینچیگے اور اسباب جو تیرا دشمن ہے وہاں نہ لیجاؤنگی ابھی تو برس دو برس یہاں رہو عیش کرو کسی زمانے میں
لیجاؤنگی تمکو تخت پر بٹھاؤنگی سحر و ساحری سکھاؤنگی ایرج نوجوان کو ان باتوں سے بہت غصہ آتا ہے کلمات
سخت و سست کہہ رہا ہے شہراب جادو سنتی خوشامد کر رہی ہے جب شاہزادہ نہیں مانتا تو جھلا کے کہتی ہے ملازم

اسکے دروازے پہ چہرہ ان کوٹھے پہ آپس میں چرچے کر رہے ہیں کیون یارو تنہائی میں بی بی سے کیا باتیں ہو رہی ہیں کوئی
کہتا ہے عاشق ہوئی ہے کوئی کہتا ہے خداوند کی نعمت کو سجدہ کر رہی ہیں کہ سب نے دیکھا ایک جادوگر لشکر میں آیا
پوچھا پھرتا ہے یہ کن صاحب کا لشکر ہے لوگون نے نام بتایا کہ ملکہ صُراسپ جادو حاکم قلعہ سیاہ یہان اُتری ہیں
نبیرہ حمزہ کو گرفتار کر کے لائی ہیں تنہائی میں کچھ سمجھا رہی ہیں مگر ظاہر معلوم ہوتا ہے وہ شخص شیدا اسیر کشش عشق ہے
حال معلوم نہیں ہوتا کہ کیا گذری اُس جادوگر نے کہا کہ جا کر ملکہ عالم سے کہدو کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا
نے نامہ بھیجا ہے ہمکو جلد اپنے پاس طلب کریں ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی شہنشاہ تم لوگون کے چہرے سے یہ
معاملت نہیں کہتے ہیں ہزارون کوس کی خبریں طائران سحر پہونچاتے ہیں یہ سنکر جادوگر پھر لپٹے وہ صاحب
خاصان بارگاہ کے آنے دیکھا عجیب طرح کا جلسہ ہے وہ قیدی تو گالیان دے رہا ہے ملکہ منتین کر رہی ہیں اُسنا
ساحروں نے کہا حضور کچھ آپ کو خبر ہے شہنشاہ نے نامہ بھیجا ہے صُراسپ جادو گھبرا گئی چونکہ ایرج سے عشق دلی
ہے فراق گوارہ نہیں لیکن بیتابی ہے چارہ نہیں جلد باہر نکل آئی دیکھا ساحر سیہ فام کھڑا الجھ رہا ہے لوگون سے
جو کہا ملکہ عالم خود تشریف لائیں ساحر نے جھک کر سلام کیا کہا شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے کتاب سامری میں دیکھا
کہ ملکہ صُراسپ جادو نے نبیرہ حمزہ کو گرفتار کیا ہے حکم ہوا جلد جا کر اسکو لے آؤ جو اون کے نواسے کو ہم اپنے کو
سمجھا دینگے نہ مانیگا تو سزا دینگے صُراسپ جادو نے سر جھکا لیا سوچنے لگی بڑا غضب ہوا اسکی جدائی میں کیونکر
زندگی بسر کرونگی تڑپ تڑپ کے مرونگی جادوگر نے نامہ مہری شہنشاہ کا جھولی میں سے نکالا کہا ذرا
اسے ملاحظہ فرمایئے نامہ دیکھ کر صُراسپ اور زیادہ گھبرائی کہا اچھا میان ساحر صاحب گھڑی دو گھڑی ٹھہرو
ہم تمہارے واسطے خلعت وغیرہ منگاتے ہیں ہمکو تردد یہ ہے کہ اسکے مددگار بہت ہیں تم اتنی دور لیکے جا نہ سکو گے
ہم لشکر ہمیشہ لیکر آئینگے ساحر نے کہا اچھا خوشی آپکی بارگاہ میں چلیے ہم بھی ذرا اُس قیدی کو دیکھیں پاسکے
مطلب کو کچھ ہم سمجھے وہ مطلب بھی ہماری خوشی سے نکل آئیگا صُراسپ نے کہا میان ساحر صاحب ہمارا مطلب
کیا ہے ساحر نے کہا اب اس بات کو نہ پوچھیے ہمنے اک زمانے کو دیکھا ہے آپکی صورت دیکھکر پہچان گئے ہیں
یہ کہکر چپکے سے کان میں کہا ملکہ عالم آپ نبیرہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہیں کیا مضائقہ ہے ہم اسکی تدبیر کر دینگے
شاہزادیان ایسا ہی کرتی ہیں ہماری ملکہ حیرت جادو کی بہن ملکہ بہار جادو بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہیں
ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر دلدادہ و فریفتہ ہیں ملکہ حیرت جادو
کسی آشنا ہیں راتوں کو چھپکر آتے ہیں ہم لوگ بالا رستے ہیں کیا نقصان ہے بلکہ آپ قدردانی کرینگے

ہم یہیں رہجائینگے شہنشاہ کو عرضی لکھ بھیجینگے کہ ہم بیمار ہوگئے وہ خبر جھوٹ ہے نہ برق جھرچہ گرفتار نہیں ہوا
ہم لوگ سید ملیح ہیں بات بنا سکتے ہیں شہراب جادو نہال ہوگئی کہا بھائی صاحب تمہارا کیا نام ہے کہا نام
ساحر دلنواز شعبدہ باز عشوہ ساز کہتے ہیں ہماری قدر یہ ملکہ حیرت جادو بہت کرتی ہیں حضور یہاں آئیں تو
نے کسی جوان کو دیکھا اشارہ کردیا بس پھر ہم ڈھونڈھ کے پکڑ لے آتے ہیں اسوجہ سے ہمارا دلنواز شعبدہ باز عشوہ ساز
نام ہے دل ملانا ہمارا کام ہے دیکھئے تو ہمنے ابھی اسکو نہیں دیکھا مگر کل کیفیت بتا دوں آپکے چہرہ سے یہ سب باتیں
ظاہر ہوتی ہیں یعنی آپ تو اسپر عاشق ہوئی ہیں وہ نہیں مانتا کلمات سخت و شکست سناتا ہے شہراب جادو چین ہوگئی کہ ایسے
کہتی ہے یہ تو غیب دان ہے کہا میاں دلنواز تم گویا اس صحبت میں شریک تھے دلنواز نے کہا ایسے ایسے ہزار ہا معاملے
دیکھے ہیں بشرہ شناس ہوگئے شہراب جادو نے دلنواز کا ہاتھ تھام لیا دلنواز نے کہا اور سب کو باہر ٹھہرا دیجئے
ہمکو تنہا لیچلئے شہراب جادو نے سب کو منع کیا انکو لیکر اندر آئی دلنواز نے ایرج کو جھککر سلام کیا
ہاتھ باندھکر کہا واہ میاں جوان ظاہر میں یہ شوکت و شان ایسی معشوقہ حسین جمیل کمسن ابھی ڈیڑھ سو
برس سے زیادہ سن نہیں آیا ہے ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہے اسلئے انکار کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ قدم پر انکے سر رکھو سامان
وصل مہیا ہو جوانی کے مزے اڑاؤ بھائی صاحب چاہنے والا کسکو ملتا ہے ایرج نوجوان نے بقہر و غضب تمام جواب دیا
او میاں ساحر کچھ دیوانہ ہوا ہے خبردار ایسی بات کہیگا تو تو جانیگا سحر سے رہائی پاؤنگا تو سر کاٹ کے پھینکدونگا
دلنواز نے شہراب کا ہاتھ پکڑکے کہا ملکہ ایسے ناقدر کو منہ نہ لگاؤ ہم تم بیٹھکر عیش کریں اور کان میں کہا حضور ان
رعناؤں کے مزاج کو میں پہچان گیا اسکے مزاج میں غرور ہے جب ہم تم بیٹھکر شراب پینگے وصل کے چرچے ہونگے
تب یہ لہرائیگا کہیگا مجھے بھی صحبت میں شریک کرو شہراب جادو نے کہا میاں دلنواز بہت اچھا تمہاری
تابعدار ہوں دلنواز نے اشارے سے کہا اسمیں اسکو تمہارے قدموں پر گرواؤنگا تاکہ رگڑے تو سہی مجھکو تانا
بھی آتا ہے جب تو ملکہ حیرت جادو ہمکو عزیز رکھتی ہیں شہراب جادو نے شراب منگائی میاں دلنواز نے
آلٹ پلٹ کے پہلے تو گنگنا کر یہ غزل گائی خوب مزے میں تان اڑائی غزل زبانی دلنواز

بلبل کو بھی بہار میں گلزار پہ گھمنڈ
کیونکر مجھے نہو دل بیمار پہ گھمنڈ
ہوں سخت جان میں مجھکو بھی ہے ناز تیغ یار
ناحق ہے تجھکو روئے گلزار پہ گھمنڈ

مجھکو ہے یار کے گل رخسار پہ گھمنڈ
کھائیگا آئینہ سامنے سے مرے جو تو منچلا
قاتل کو ہے جو خنجر خونخوار پہ گھمنڈ
اک وار میں نہ تن سے مرا سر جدا ہوا

دیتا یہی ہے ساتھ مرا رنج ہجر میں
ہمکو ہمیشہ ہے چشم اشکبار پہ گھمنڈ
دن آگئے خزاں کے فقط عندلیب کے
بیفائدہ ہے آپکو گلزار پہ گھمنڈ

سب وہاں غیر ساحر رہتے ہیں مناسب ہے وزیر ہمراہ ہو رہبری کرکے لیجائیگا صرف شاپور کو ساتھ لیکر
جاؤنگا آپ لشکر کو تیار رکھیں ساماں سفر درست رہے آخر کو طرف طلسم ہوشربا کے کوچ کرینگے سب خاموش
ہو رہے بوقت سحر ایرج نامور پشت گرداب اشقر پر سوار ہوئے تاجدار کا وزیر و شاپور شیر دل ساتھ ہوئے
سیاہ وغیرہ نے عرض کی حضور ہم تو ہمراہ چلیں ایرج نے فرمایا کسی سے مقابلہ کرنے جاتا ہوں مجھے سفر کی جلدی
ہے ایک ایک لمحہ مجھ پر برابر سال کے گذرتا ہے انشاء اللہ دو ہی دن میں واپس آؤنگا کسی کے ہمراہ ہونے کی کیا ضرورت
ہے جب تقل نے زبردستی پچاس سوار ہمراہ کر دیئے ایرج نوجوان سوار ہو کر چلے لیکن عیوق کوہ پیکر جو مارا گیا
ملازم اسکے اسکی لاش لیکر روتے پیٹتے بھاگے رات ہو گئی تھی ایک صحرا میں ٹھہرے صبح کو لاشہ اٹھایا قصد ہوا
کہ چلیں یکایک صحرا سے گرد اڑی سفاک کوہ پیکر مع چالیس ہزار سوار و پیدل کے گینڈے پر سوار آتا ہے عیوق
کوہ پیکر کا یہ بڑا بھائی ہے ملازمان عیوق نے بڑھکر فریاد کی اے شہریار آپ کے برادر بجان برابر کو تاجدار یکہ سوار
نے قتل کر دیا یہ خود جاتا تھا قہر و غضب میں کانپنے لگا ملازموں سے تمام کیفیت دریافت کی سب نے ابتدا سے
کیفیت ہوا دسے تا بہ ایرج اور آنا تاجدار کا لفظ بلفظ ظاہر کیا سفاک نے کہا یہ قدرت ہے لات و منات
کی کہ ہماری حوالی میں آکر نبیرہ حمزہ سرکشی کرے بھائی میرا ایسا نہ تھا کہ کسی ایسے ویسے سے مارا جاتا دسا ہیں
والوں نے للکار اسکو مارا ہوگا اب نبیرہ حمزہ کہاں گیا سب نے عرض کی حضور ہم تو لاشہ لیکر چلے آئے
ہمیں نہیں معلوم وہ لوگ کہاں گئے سفاک اسی مقام پر گر پڑا لاش کو نوچنے لگا ہیں گینڈے پر سے جو اکر دریا میں
چھڑوا دیا ہرکاروں کو حکم ہوا دریافت تو کرو نبیرہ حمزہ کہاں گیا ساتھ والوں نے کہا جب تک نبیرہ حمزہ کی خبر لے
تاجدار یکہ سوار کو سزا دیجئے انکے عزیز و اقارب کو قتل کریں نبیرہ حمزہ کا بھی حال دریافت ہو جائیگا سفاک
کوہ پیکر کو یہ بات بہت پسند آئی اسیوقت گینڈے پر سوار ہوا فوج کو تیار کیا طرف قلعہ تاجدار یکہ سوار کے چلا
لیکن تنہا میں قوت بازو کے بھروسہ اٹھکیا رگ جان نالاں تلخ راگ و رنگ و شراب کباب موقوف کر دیا ہے بیداری
جاتا ہے نہایت ہی یاد میں بھائی کے کا جوش لیکن تاجدار یکہ سوار خدمت شاہزادہ والا قدر سے
رخصت ہو کر قلعہ میں آئے تھے مسند جہانبانی پر جلوہ فرما ہو کر تمام رئیسان سلطنت و وزیران اکابر کو جمع کیا
پکار کر آواز دی کہ [illegible] اطاعت دل و جان سے شاہزادہ ایرج نوجوان کی کی مذہب جدید اپنا ترک کیا
آج تک کوئی ہادی نہ ملا تھا شکر ہے کہ ظلمات کفر سے نکلے باغ اسلام کی سیر حاصل ہوئی شاہزادے سے وعدہ
کر کے آیا ہوں وہ اپنے غلام کو سرفراز کرینگے خود بدولت یہاں ورود کرینگے لشکر نصرت نشان امیر حمزہ نامور انکی غذا ہے

کنوتیاں باہیں دہانہ چبانے لگا چمک طرارہ بھرا باد صرصر ٹھوکریں کھانے لگی گرد کی قسم مرکب کے آواز آنے لگی بال کے
بال ہوا سے اڑتے ہوئے راکب شہسوار متزلزل مرکب صبا دم آہو کی رم جست و خیز کرتا ہوا چلا شاپور بیل
ہر چند چاہتا ہے ساتھ دوں ممکن نہیں ہوتا آخر رکاب سے جدا ہوا نیا بیت اسے بھی پیچھے رہ گیا جس مقام
شاہزادے نے خیال کیا کہ توپ کی آواز آنا موقوف ہوئی اور زیادہ گھبرایا یقین کامل ہوا قلعہ پر دشمن کا
قبضہ ہو گیا ای ایرج باعث بدنامی بخت کی ناکامی فلک نے کیا شعبدہ بازی کی اگر خدانخواستہ تاجدار
قتل ہو گیا منہ دکھانے کے لائق نہ رہے اہالیان قلعہ کیسے بیقرار ہونگے تاجدار کو تشنیع دیتے ہونگے اسی خیال میں سب
اڑ رہے ہوئے اس وقت ایرج پہونچے کہ سفاک قریب قلعہ پہونچ چکا تھا قریب تھا خندق کو فراز کرے ایرج
نوجوان نے وہیں سے نعرہ کیا منم ایرج شہ ما ایرج آن آفتاب نبیرہ کہ صاحبقران اعظم آفاق گیر او پہلوان
کہاں جاتا ہے تیرے بھائی کا میں قاتل ہوں ان بیچاروں نے کیا خطا کی ہے فریاد کرتا ہے سفاک کے چلے تاجدار
نے جو شاہزادہ والا قدر کو دیکھا ساتھ والوں سے کہا کیوں صاحبو تم کہتے تھے وہ خبر نہ لینگے میرے آقاے نامدار
مولاے قدرشناس جری بہادر فلک اساس وہ آپہونچے جلد پھاٹک کھول دو اہالیان قلعہ خوش ہو گئے خوشی کے
نقارے بجانے لگے صداے مبارک مبارک کی بلند ہوئی سفاک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا غصے میں آواز دی کہا اس
سفاک کے آنے کی خوشی کرتے ہو بدولت نے خود ہرکارے روانہ کیے تھے کہ میرے بھائی کے قاتل کو تلاش کر کے
ڈھونڈھ کے مارونگا اجل اسکو کھینچ لائی اسکو قتل کر کے تم سب کو قتل کرونگا ایک ایک کے خون سے ہاتھ بھرونگا لیکن
مانزمان تاجدار نے پھاٹک قلعے کا کھلوا دیا تختہ پڑ گیا ایرج نوجوان مرکب اڑا کر قریب سفاک بیباک پہونچے
آتے ہی تکاور زن ہوئے سفاک کو گرد برد کر دیا پانچ قدم گھٹا سفاک کا ہٹا تین قدم کرہ بیتاب ہو کر مرکب
ایرج نامور بڑھا سفاک نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا اہالیان فوج سفاک
پرے جما کر قریب آ گئے تاجدار ریکہ سوار رکھی مرکب بادرفتار پر سوار ہو کر مسلح و مکمل پرے جمانے لگا میں سبکی
لڑتے ہوئی ہیں دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر سفاک کی مشت کو سست پایا کاٹ کر نیزے
کو تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے اس سرکش کے نکل گیا صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی اہالیان لشکر سفاک
کہتے ہیں کیا ہے ظاہر میں تو یہ جوان معشوق وضع ہے مگر فنون سپاہ گری میں بے مثل و بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر
قاتل عشوفا کوہ پیکر تیغ شکن صف در ہے دیکھیے میاں سفاک کی کیونکر جان بچتی ہے وہ تو آتے کے ساتھ ہی
بڑھا گیا دیکھو نیزہ ہاتھ سے نکال دیا اب نیا تماشا سے وزیر بھی آ کر پہونچا تاجدار سے عرض کرنے لگا کہ شہریار انکی

رفاقت کرے ان ایسے شیرون کی محبت کا دم بھرے جس مقام سے توپ کی آواز سنی بیقرار ہو گئے مجھ سے پوچھا
یہ توپ کی آواز کہاں سے آئی ہے میں نے ظاہر کیا سوا لے ہمارے قلعے کے دوسرا قلعہ یہاں نہیں ہے ہمارے ہی
قلعے پر کسی نے بلوہ کیا ہوگا وہیں سے گھوڑے کو مہمیز کیا چاہتے تھے پر پرواز پیدا کرون اڑ کر پہونچون شہزادہ
میں نے چاہا کہ ساتھ دون نہ ہو سکا آخر رہ گیا یہاں تو یہ باتین ہیں لیکن سفاک کو وہ پیکر پیچ نکلنے سے
بہت شرمایا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی آواز دی او نبیرۂ حمزہ تو نے غضب کیا دونون تماشا دیکھ رہے ہیں
نبیرے کو سیر سے ہوائی کیا لیکن یہ کھیل ہے مردان عالم کا یہ تیغہ برق تاب اگر پہاڑ پر مارون چیخ تک کاٹون اسکا
وار کبھی نہیں جاتا خبردار کہکے تیغہ بنام انتقام سے کھینچا ظاہر ہوا کہ اژدہا غار سے نکل کر آتا ہوا انکا یا دو دو آہ دل
بتلوایان ایرج نوجوان نے گرد آسپر کا سر پر کھینچ لیا لیکن چیتون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ابرو پر شکن
پڑی ہوئی جتنا تیغہ دور تھا قریب سر کر جھکا ایرج نے بڑھ کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ مروڑ کے تلوار
چھین لون کر سفاک نے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دونون لشکر
نگران سب پہلوان بصورت آئینہ حیران آپس میں اشارے ہیں یارو دیکھو ایک پشہ پیل دمان سے لڑ رہا ہے سفاک
کا یہ قد و قامت وہ جوان حسین نیک سیرت خوبصورت زور جسم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے کس لطف سے کشتی
لڑ رہا ہے حقیقت میں بےمثل ہے نظیر ہے بعض کہتے ہیں ایسا نہ ہوتا تو طرف طلسم ہوشربا کیسے جا سکتا
کیون قصد کرتا طلسم ہوشربا پہ کبھی کسی نے لشکرکشی کی ہے ایک یہی انہیں کا خونریز دم ہے جس سے طلسم ہوشربا
میں لڑ رہا ہے افراسیاب کو عاجز کر دیا ہے لاکھون ساحر مارے گئے لوگ کہتے ہیں چند عرصے میں طلسم ہوشربا
فتح ہو جائیگا بعض کہتے ہیں یارو طلسم ہوشربا کون فتح کر سکتا ہے وہانکا بادشاہ افراسیاب خود ساحر
لاجواب ہے کل فنون میں طاق شہرۂ آفاق استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے میں پھر کامل سفاک کو وہ پیکر
وایرج نامور سے کشتی ہوئی پہرون رہے سفاک نے ایک نعرہ کو شگافتہ کیا کہ او جوان ایک زور آخر
کرتا ہون ایرج نے فرمایا بسم اللہ شاہزادے کو ریل کر لے دو ڈھائی سات آٹھ قدم پیرا کر کہ مارا پایان
گھٹنہ شاہزادے کا آشنا زمین ہوا سفاک اوپر آکر چاہا کمر میں ہاتھ ڈالکر ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا
اسمین بھی جنبش آجاتی لیکن اس کوہ وقار کے لنگر میں حسن حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک اٹھا دونون مونڈھے سفاک
کو دیا کے تھام کر لے دو ڈالا سفاک نے چاہا پائین قدم پر کون و اپنے بازو کا ہاکہ مارا طبقہ زمین کا سفاک کے

پالنوں کے نیچے سے نکل گیا اس طرح پر شاہزادہ ریلے ہوئے اسکو لاتا ہے جسطرح پتھر باد تند میں اڑتے
ستره اٹھارہ قدم ریل لائے وہاں پر آکر لنگوٹ تھا جنگ آلی ہکہ مارا دونوں گھٹنے سفاک کے آشنا نہیں
ہوئے جا اتر پڑا کر لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے بہ تعجیل تمام کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر
نعرہ کوہ شگاف کیا سفاک کو اٹھا لیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں
اس مغرور خود سر کو سر سے بلند کیا کچھ زور میں فرق نہ آیا سفاک نے چاہا بغلوں میں پیر اڑا کر دستار اڑا لوں
ایرج نے داہنا قدم آگے بایاں پیچھے بڑھا کر چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا
زمین پر مارا اُسنے چاہا ہونٹ سے کی کھا کر سنبھلوں ایرج نے ایک ٹھوکر ماری گردسر دہ جوانمرد چاروں
شانے چت ایرج نے کود کر کُندہ زانو سینے پر رکھا کمر زنجیر کھولی اہالیان لشکر دوڑ پڑے ایرج
شاپور کو اشارہ شاپور نے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر پھینکا ایرج نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا کرہ پنج اقدر پر سوار ہو کے نعرہ کرکے لشکر پر جا پڑے تاجدار بھی مع لشکر آکر حملہ آور ہوا بیت

وہ دونوں شاہزادے دلاور آشفتہ　　قیامت گری سے شد انگیختہ　　ہزاروں زرہ پوش خنجر گذار
نیستان سے بھی بڑھ کے نیزہ ور آ　　وہ رستم لڑائی بھڑائی میں تھے　　وہ سہراب جنگ آزمائی میں تھے
ہوا سامنا جبکہ چلنے لگے　　نیاموں سے خنجر نکلنے لگے　　لیکن ایرج نوجوان بعید شکوہ

دشمان لڑتا بھڑتا قریب علمدار پہونچا فوج کا علم مع علمدار قلم کیا اب تو لشکر میں سفاک کے بھگدڑ پڑ گئی
شکست اول یہ ہوئی کہ افسر گرفتار ہوا علم فوج بھی قلم ہوا کس نشان پر لڑیں آخر بھاگے شام ہوتے ہوتے
فتح ہو گئی اہالیان لشکر سفاک بھاگ گئے ایرج نوجوان تیغ و فیروزی پلٹے بارگاہیں وغیرہ سب قبضے میں
آئیں اور تاجدار نے انتظام معقول کیا شاہزادہ میدان کارزار سے پلٹا قلعے میں آکے داخل ہوئے تمام
شہر کے استقبال آئے ہر گلی کوچے میں ہنگامہ ہمارے بادشاہ نے جسکی رفاقت کی ہے وہ شیر دلیر لاثانی
لاثانی ہے کیا وقت پر آئے سفاک ایسے پہلوان کو زیر کیا دو کانوں میں مجمع عام کوٹھوں پر امیر و غریب مشتاق
جمال باکمال شاہزادہ دونوں ہاتھوں سے سب کے سلام لیتا ہوا تاجدار ایک سوار کمر باندھے ہوئے
جلو میں چاندی ہاتھ میں انتظام بات بات میں زر نثار کرتا ہوا ایسے کروفر سے لاکر داخل دارالامارۂ شاہی کیا
تخت جواہر نگار آراستہ تھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ایرج نے کہا اے شاہ عالیوقار ہمکو
پروردگار نے برائے تاج بخشی خلق فرمایا ہے ہم اک مرد سپاہی ہیں یہ فرما کر تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ بنگل رہنا

جلوہ فرما ہوئے شاپور نے دل پر شکستہ پاکر ٹھہرنا چاہا اسنے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان مہ جبین
و رقاصان پری طلعت ہر پیکر محبوبیت آکر حاضر ہوئیں ناچ شروع ہوا نغمہ پردازان گانے لگیں شاپور تو طرح
سے مجبور بھی آگاہ ہو اس نازنین عاشق کش سے اشارہ کیا کوئی غزل گاؤ جانتا ہے شاہزادہ ہجر محبوب میں مبتلا
ہے اس مہ جبین طناز نے بصد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی **غزل**

کس طرح گذشتہ میں ہوا فقد یار کا
جیسے کہ حال ہوتا ہے زخمی شکار کا
ظاہر میں میرے انکی صفائی بھی ہو گئی
آنا کہیں کہ دیکھیں لوگ چہرہ میں یار کا
پینے کی چاہ ہے مجھے جو زلف میں نامور
اونسان جب ہی آتا ہے موسم بہار کا
اب بھی نہ ہو سکا دلبر پالی ہے قیس کی
کہ لگ گیا مجھے گوشہ مزار کا
تیغ زبان کسی کی نہ ہر گز رکی کا م

ہر روز سامنا مجھے رہتا ہے دار کا
مرغوب ہے جو حسن کسی گلعذار کا
مشکل ہے دور ہونا دلوں سے غبار کا
ڈھونڈھا لیے ہیں آسکے نہ پہنچ مگر
اتنا نشان بھی نہیں انکے مزار کا
دو نگا خدا کو عشق بتا نکا جواب کیا
صحرا میں رنگ سرخ ہے پیر کار کا
ایسا تھا شوق دید کہ چشم پرآب تھے
سطوت غلام حیدر ہے شمشیر ذوالفقار کا

عالم یہ عشق میں ہے دل بیقرار کا
بدلا ہوا ہے رنگ دل بے قرار کا
اے موت بہا کرنہ مری آنکھ وقت نزع
لیکن یہ ملا نہ مرے جسم زار کا
آراستہ ہوئے ہیں زمانے کے میکدے
دیکھا ہے دل کو عشق روز شمار کا
دنیا کی آفتوں سے بچا لیں ہزار بار
سرمہ لگایا خاک کہن پا سے یار کا
یہ اشعار عاشقانہ جو زنانہ سے

نکلے شاپور چوٹ کھائے ہوئے مبتلائے درد فراق معشوق کا اشتیاق آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے
ہاتھ کلیجہ پر رکھ لیا فرمایا اے شاپور اب جلسہ برخاست ہو یہ فرما کر اٹھے خوابگاہ میں تشریف لائے تنہائی جو ہوئی
طبیعت گھبرائی خاصہ بھی نہ نوش کیا پڑ رہے رات آٹھ پہر سیکے یہ اشعار مصیبت آثار انکی زبان پر جاری ہوئے **نظم**

تا بہ کہ عہدم شدہ ام از محنت و غم فارغم
پیچیدہ اند بہر دو جہان و عالم فارغم
بنشیں و گر دیدہ قسمت چون مبتلا بار ا
خفتہ ہا ساکنہ شکر ہم یاد ہم فارغم

با مصیبت تا گرفتم خو زماتم فارغم
با پریشانی و نادانی قناعت کردہ ام
با توکل پیشگان از بیش و از کم فارغم

بیس صبر با گرفتاری و آزادی بسیار
از چنین و رہم گشتہ جا سے جا نم فارغم
گریہ وزاری مظلومان ندارد چیان اثر

تڑپ تڑپ کر یہ اشعار پڑھتے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے شاپور
فدا ہو ان سے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار دیکھیں یہ غم کیا دیکھتا ہے آٹھ پہر آپ کو ملکہ عالم کی یاد ہے ہر گھڑی تصور
و فریاد ہے ایسا نہ ہو دشمنوں کی جان جاتی رہے صبر واجب لازم ہے ایرج نے فرمایا اے خیر خواہ سچا کسی طرح دل نہیں
مانتا بہترا تصور ہے ہر کہ ملکہ عالم صاحب اختیار ہیں جس وقت چاہیں آکر ملاقات کر جائیں لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہمارے

یاد گزشتہ خاطر سے فراموش ہوئی دوسرا ایک یہ بھی مقدمہ ہے کہ ہوشربا میں قیامت بپا ہے زبانی ساحروں کے
سنا تھا کہ ہمارے روح رواں قوت بازو اسد خوش نوید سے رہا ہوئے افراسیاب کو کد وکاوش ہے کہ پھر
اسد نامدار کو گرفتار کرے مہرخ وغیرہ کو شکست دے ہنگامہ عظیم برپا ہے ایک ساحر کی زبانی خبر
پائی تھی کہ ہفت چہرہ بلا کھلنے کو ہیں نہیں معلوم وہ بلائیں کیا چیز ہیں ساحران ہوشربا کہتے تھے کہ ان بلاؤں کو
کوئی ٹال نہیں سکتا خدا نخواستہ اس زمانے میں کوئی لڑائی سخت پڑی طلسم سکندریہ تک ملکہ نے خبر لی اب
نہ آسکیں اسے برحال ملکہ [illegible] شمشیر زن بار آپکا ہمدان ہمہ گیر علم نجوم و نیرنگ میں بے نظیر ادھر خوف
افراسیاب کیونکر بچا سکیں ہمارا پیاسے جنگ لنگر ترک سے تنگ تھی بیٹھے ہوئے جنگلوں میں مارے مارے
پھرتے ہیں اب قصد کامل تھا ان جھگڑوں میں پھنس گئے اب جو یہاں سے مہلت حاصل ہو دو منزلہ سہ منزلہ کرکے
جسطرح بنے اپنے کو تا سرحد ہوشربا پہونچا دو شاہور عقیل نے ہم ندیم قدیم تسکین بخش لگا کہ حضور ایک
ہفتہ میں تا سرحد طلسم ہوشربا پہونچ جائینگے وہ شب فراق انہیں باتوں میں کٹی [illegible] سحر پھٹی
بارگاہ میں آکے تاجدار نے فرمایا سفاک کو وہ پیکر کو بلاؤ دربار اسکا کچھ اچھا چاہیے زنجیروں میں بندھا ہوا
سفاک دربار میں آیا لیکن سر جھکائے ہوئے عرق حجاب پیشانی پر ایرج نے جو اسکو پریشان پایا گلے سے لگا کچھ
ذرا گل آپ ہی سنکر سفاک کو جگہ دی بفصاحت و بلاغت فرمایا کیوں اے برادر بیان سرا سراپا پہلوان تمہارا شکوہ قید خانہ
میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوئی سفاک نے دست بستہ عرض کی آپکی عنایت سے بڑی آسائش میں بسر ہوئی
ایرج نے فرمایا اے برادر مقام افسوس ہے جب پروردگار رزاق اصلی تمہارا ہے تو کیوں در در فرقت و حسرت فرمایا
شہر کا بادشاہ کیا اسکو نہیں پہچانتے ہو بے وسوسہ خداؤں کو سجدہ کرتے ہو معاذ اللہ پیدا کرنیوالا وحدہ لاشریک
ہے یہی اعتقاد ٹھیک ہے اس کیفیت سے ایرج نوجوان نے اس گم گشتہ وادی مذہب کو سمجھایا زنگ کفر آئینہ
قلب سے دور ہوا قدموں سے لپٹ گیا عرض کی میں تو حضور کا عاشق صادق ہوں آج مجھکو دولت دین
ملی کلی آرزو کی کھلی ایرج نے خوش ہوکر قبا اپنی اسکے جسم سے دور کرا کے خلعت فاخرہ منگوا کر دیا عقائد
دین حق تعلیم فرمائے اہالیان لشکر اسکے جو بھاگ کر درہ ہائے کوہ میں چھپے تھے وہ بھی آکر حاضر ہوئے سب نے
حلقہ اطاعت گوش جان میں ڈالا شاہزادے نے فرمایا اے تاجدار جلد سامان سفر تیار ہو آج ہی قلعہ اسیہ
پر پہونچیں کل یہاں سے کوچ کریں تاجدار و سفاک نے عرض کی غلامان جانباز بھی انشاءاللہ دولت [illegible]
حضور کے ساتھ چلینگے ایرج نوجوان نے فرمایا اے خیر خواہان دولت اے صاحبان سطوت و صولت ہمارا

دور دراز ہو رہبر کامل کی عنایت پر ناز ہو ہمارا ساتھ دینا تمہیں ہے ناچار رستہ عرض کی میں دامن دولت
نہیں چھوڑونگا حضور کے ساتھ چلونگا ایرج نوجوان نے فرمایا بسم اللہ تیاری کرو اسی وقت لشکر آراستہ
ہوا بائیس ہزار سوار و پیدل یہ بھی ہمراہ ہوگئے یہاں قلعہ سمرابیہ پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کو بڑا انتظار تھا
دل تنگ دو منزل ملکہ انجم ماہ رخسار بیقرار تھا کہ شاہزادے کو کئی دن گذرے ابھی تک تشریف نہیں لائے
تیلم و فیلم وغیرہ نے قصد کیا تھا کہ ہم واسطے خبر کے جائیں کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا واسطے بادشاہ
بجالائے عرض کی شاہزادہ عالی قدر بڑے جاہ وحشم سے تشریف لاتے ہیں وہاں بھی جاکر مقابلہ پڑا ایک بڑے
پہلوان کو زیر کرکے لائے ہیں صیقل آئینہ دار نے فرمایا بیچارا ہمارا آقائے نامدار بڑا صاحب اقبال ہے تیلم زنگی و
فیلم زنگی وغیرہ واسطے استقبال کے گئے سب سے پہلے ملکہ انجم ماہ رخسار مع چند کنیزوں کے سوار ہوکر
آگے باہر قلعہ آکر ٹھہری سردار دو کوس آگے بڑھ گئے ایرج نے جو اپنے سرداروں کو آتے ہوئے دیکھا
ہر ایک سے گود میں پڑے سفاک کو دم پہلے کو تیلم وغیرہ سے بغلگیر کرایا ایک پکے برادر بجان برابر کیئے فیلان پہلوانوں
کو دیکھکر سفاک حیران ہوگیا ایک ایک سے پوچھتا ہے کیوں بھائی تمکو بھی آقائے نامدار نے زیر کیا ہر ایک ہنسکر
جواب دیتا ہے ہماری کیا حقیقت ہے ہم ایسے بہت سے جاکر ان کے ہیں حاضر خدمت فیصد رحمت ہے ہیں
اور تمنے ابھی لشکر آقائے نامدار کو کہاں دیکھا ہے وہ لوگ جو پیدا و تعاقب ہیں ہمراہ شاہزادے کے چلے آتے
کئی سو سردار پہلوانان نامدار جیسے بہتر و بہتر تیلے داؤ اجان کے لشکر میں موجود ہیں سفاک خوشی سے پھول گیا
دل سے کہتا ہے حقیقت میں دولت کونین حاصل ہوئی ایسا آقائے قدردان صاحب زور و لیاقت نہیں جمیل
غربا کا کفیل کسکو ملتا ہے اگر کلاہ فخر تا بہ عرش اعلی پہونچائیں تو بجا ہے سب سے باتیں کرتا ہوا ایرج آگے گئے جب
قریب قلعہ پہونچے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار انتظار میں کھڑی ہیں دیکھتے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ہلال شب
اول بہ لیے تسلیم خم ہوئیں شاہزادہ بھی مسکرایا آپس میں از و نیاز کے اشارے ہوئے ان سب کو
لیکر داخل قلعہ سمرابیہ ہوئے ملکہ شگفتہ گل نوش مشتاق جمال شاہزادہ والا قدر تھیں بیقرار ہوکر
دربارگاہ پر نکل آئیں شاہزادے کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئیں ایرج بھی بر لیے ولی ہی قریب آئے
ایک سب سردار داخل دارالامارہ شاہی ہوئے ملکہ شگفتہ گل نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئیں تاجدار
کا پہلوان اور سفاک نامدار نے ملکہ عالم کو نذر دی ایرج نوجوان نے ان دونوں سرداروں کی کیفیت سنا
ملکہ سے کہہ بیان کی سب کو خوشی حاصل ہوئی ملکہ انجم نے فوراً ساقیان سیمین تن ماہ رخسار کو حکم دیا جام

مہ ارغوانی گردش مین آیا لیکن سب نے دیکھا کہ شاہزادہ نہایت مکدر ہے صیقل آئینہ دار نے دست بستہ عرض کیا عنایت سے پروردگار کے بڑی فتح نصیب ہوئی لیکن حضور کو مین پریشان پاتا ہون ایرج نے ملکہ پران کا ذکر تو نہ کیا یہ کہا یہ راز تو دل تر دو منزل مین مخفی ہے مگر فرمایا ای برادر اب ہم سیاہ نابکار کے بہت مشتاق ہین براہ مہربانی جلد تیاری سفر کی کرو ہمارے معشوق عاشق خصال سپاہ خونخوار کی صاحب جاہ و جلال سے ملاقات تعجیل تمام سرحد ہوشربا مین پہونچا تو ایک ایک لمحہ برابر ایک سال کے گذرتا ہے صیقل نے عرض کی آپکے اقبال سے سب سامان تیار ہے کل بوقت سحر بعد کروفر کوچ کیجیے نشان کھلے ہوئے پھریرے راہ مین اچکتی جگہ باندھنگے ضرور رہنما بلدار پیشگی ایرج نے فرمایا اسکا کیا تردد ہے شب اسی ذکر مین بسر ہوئی بوقت سحر دمامہ کروفر بار الا کھ جوان کا لشکر چار سو سرداران نامور ساحر و غیر ساحر مسلح و مکمل ہوکر سامنے آ گئے بلکہ شہزادہ تخت پر سوار ہوئے اور صیقل نے بڑھکر ساحرون کا انتظام کیا سفا کہ وہ پیادے و پیلم و فیلم و غیرہ کبوتر پر سوار آگے بڑھے غیر ساحرون کا مجمع لشکر عقب مین بعدہ صاحبقران ثانی شاہزادہ یوسف ثانی نقارہ کوچ روان قائم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان زیرسایہ علم شیرپیکر اس جاہ و جلال سے لشکر ظفر اثر نے طرف طلسم ہوشربا کے کوچ کیا انکو تو راہ مین چھوڑتے ہیں حال انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان چہرہ سوم بلا کہ جسکا حاکم و ناظم حتقاق جادو ہے روانہ ہونا افراسیاب کا بتلاش مقام حتقاق بہدایت زال جادو اور راہ مین روک ٹوک طرف سے ملازم کو کب بیکہی فرعون جادو سے لڑنا افراسیاب کا لیصا کرو فرا اور قتل ہونا فرعون کا از دست افراسیاب ساقی نامہ

شراب ای مرے پیارے ساقی پلا
بہت سی نہ گر دے ذرا سی سہی
تجھے دانۂ سبحۂ تاک کی قسم
تجھے نشہ رمل کی سوگند ہے
قسم ہے تجھے عالم آب کی
قسم تجھکو مستون کے مستی کی ہے
قسم تجھکو واعظ کے دستار کی
تماشا ہی زاہد کی ہو ہو کے مست

ذرا سے ہین جو کچھ ہو باقی پلا
قسم تجھکو مستان بیہوش کی
خرابات وان و نقل و گزک کی قسم
تجھے عشق بنت العنب کی قسم
قسم تجھکو جوشش خم ناب کی
قسم تجھکو زاہد کے پرہیز کی
قسم تجھکو مستی میخوار کی
کر آنکھون کو جام مئے لالہ فام

نہ خالص اگر ہو تو ایسی سہی
قسم تجھکو رندان بیہوش کی
تجھے بانگ قلقل کی سوگند ہے
تجھے دور آب طرب کی قسم
قسم تجھکو صہبا پرستی کی ہے
قسم تیزی بادۂ تند کی
وضو توبہ شیخ کا کر شکستہ
بنا دے تجھے صرو حشم عالم

قدر البوان کو لب سے پر کر کے دے
جام مے دیکھے عالم آب ہو
لب جام مے کا وظیفہ پڑھے
فسادار رند پیدا خشت انگور ہو
وہ ہو دے کہ اک ساقی نامہ لکھے
عجب شے ہے دنیا مین صہبا نہ پوچھ
ہے اک رند کو آب حیوان ہے یہ
ہین مستہا چاہ مین ایسکے پانی کی طرح
یہ ہے آفتاب سپہر سرور
یہ ہے دختر اک قاضی ہند کی
رسے ہے جوانون کی مستی لپٹا
نکلتی ہے یہ جیسے شیشے سے آگ
دکھائے جو اعجاز صہبائے ناب
ہرن نشہ کردے یہ ضرغام کا
بہم ہون کباب و شیشہ لالہ فام
انکھین سے سب آتشون کا میلا ہو آج
ہو ہر ہاتھ مین قمقمہ جام کا
ملین چہرۂ ہر دنک پہ گلال
ملے ہولی خم رند پیا کسے
ہین آب جمالت سے سرشاریان
سہو سان لو گاتی ہین ہولیان
عبیر سے طرفہ ٹھٹھولی کا ہے
مضامین کی ہولی قلم گا چکا

سبو پر سبو خم پہ خم بھر کے دے
بہار است بے مے حرام است زیست
قرابے کو پہنچے گھڑے کی چڑھت
ہو جاسے سے باہر مئے لالہ فام
پہنا کر بلوری کا جامہ لگن
یہ مے جسمین انگور کی روح ہے
ہے وہین بادہ خوار انکا ایمان ہے یہ
ہے شیشہ و ساغر آفاق مین
یہ ہے نور مہتاب جام بلور
حسینون کی خلوت مین دھاک اسکی ہے
پری بنکے ہوتی ہے شیشے مین بند
پس دخت رز زندہ نکلتی ہے یہ
نظر آئے مہتاب مین آفتاب
بس اب کر نہ دیر ایک دو جام دے
نمک دان سبو نقل خم شیشہ جام
کرین یار رند چھٹی پہ منجوار یان
سنے رنگ صہبائے گلفام کا
ملا ہے سبو جام مے کی شراب
بغلگیر ہو دختر تاک سے
گلال اپنا منھ پر چڑھاتا ہے رنگ
چھپاتی ہین مستی کی بو کی چولیان
سنے دیکھیے ہے وہ ساغر بدست
ورق قسمت نظم چمکا چکا

زمانے مین دور شیشہ ناب ہو
بر احوال زہاد باید گریست
جو بوتل ہو وہ شیشے مین چور ہو
پکڑ کر چلین ہاتھ رندون کے جام
کہا مے ساقی عجب پیمانہ پوچھ
پئے کشتی میکدہ نوح ہے
قلم ہے یہ نازان ہے پانی کی طرح
یہ ہے شیشے کی رقص گر آفاق مین
یہ ہے ناخدا کشتی رند کی
شب وصل مین سبکو تاک اسکی ہے
جو بوتل کا ساقی اڑاتا ہے کاگ
زمانے مین سب پیالون چلتی ہے یہ
جو چکھے ذرا اسکے اک جام کا
بہار آئی صہبائے گلفام سے
انکھین کا زمانے مین میلا ہو آج
قلم چھوڑے صہبا کی پچکاریان
ہو آنکھین ہو صہبا کی نشے مین لال
ہے شیخ ہولی جلائین کباب
حسینون نے چھٹتی ہین پچکاریان
عبیر اڑکے چہرے پہ لاتا ہے رنگ
غرض کچھ عجب لطف ہولی کا ہے
جسے دیکھیے ہے وہ صہبا پرست

چہرہ نہنگان دریاے زخار جانبازی

وشناوران بحر ناپیدا کنار سرفرازی طوفان بیان ہیں کشتی مضامین کو بعد سعی و تکلیف بہ ستیاری کلک فصاحت
آئین یہ اسپ بادھر ادھر یون روان کرتے ہیں شعر جو ہیں زبدۂ زمرۂ راستان ۰۰ وہ لکھتے ہیں اس طرح
یہ داستان ۔ جب تاریک شکل کش قتل ہوئی افراسیاب پا بہ پیچ و تاب حیرت جادو کو مع لشکر
بمدد کرو قوطرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرکے خود طرف قلعۂ تخت الشعاع کے یکہ و تنہا چلا نزال جادو کو
جو خبر قتل تاریک شکل کش ہوئی قلعۂ تخت الشعاع میں ماتم برپا ہے کل ساحری پیشون نے سوگ کیا ہے
گھر گھر یہی چرچا ہے کہ سرپرست ساحری پیشان فخر ساحران جہان کا انتقال ہوا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم
وملال ہوا اور نزال جادو کہتا ہے یارو اب بچنا طلسم ہوش ربا کا دشوار ہے دل تھ و منزل بقرار ہے بڑا
مقام تعجب ہے کہ تاریک شکل کش کو کسنے قتل کیا کیونکر اسیر پنجہ قضا ہوا یہ ذکر تھا کہ سرکاروں نے
آکر عرض کی شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لاتے ہیں نزال جادو نے سمجھ لیا کہا یارو اب شہنشاہ اٹھ پہر
بچرہ ہائے بلا کی فکر میں ہیں اگر ایسا سمجھتا مشعل جادو کا نشان نہ بتلاتا سمجھ جاتا مشعل کا گل ہونا ہم تیرہ بختوں کا
سر پہ ٹھوکر لگا یہ دنیا لیقین ہے کہ اب تیسرے بچرے کی تلاش ہو شہنشاہ کو اختیار ہے جنس بچرے کو ڈھونڈھنا چاہا
ہے یہ سوچتا ہوا اسکے استقبال چلا دیکھا شہنشاہ تخت آرائی ہوئے تشریف لاتے ہیں جا کر پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھا بہ اعزاز و اکرام دار الامارۂ شاہی میں لائے بیٹھتے ہی افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ دولت ای
رازدار ساحری جمشید جلد بتلاؤ کہ تیسرے بچرے کا کون مالک ہے اس منزل بلا کا کون سالک ہے نزال
جادو نے سر جھکا لیا عرض کی خفقان جادو ساحری کا زینت پہلو صاحب جاہ و حشم صاحب
نقارۂ جمشیدی ہے جسکی صدائے ہیبت سے زمین و زمان تھرا جاتے ہیں ساحران جلیل کو [illegible]
اس تک جانا حضور کا نہایت مشکل ہے بڑی سخت منزل ہے افراسیاب جادو نے کہا ما بدولت کسی کی مدد
نہیں چاہتے خود تشریف لیجائینگے تم ہدایت کرو نشان و مقام مفصل بتاؤ جسطرح ہوسکیگا جا کر
خفقان جادو کو لاؤنگا نزال نے عرض کی غلام عرض کرتا ہے بگوش ہوش سماعت فرمائیے اکا [illegible]
بیت ناکین ساحری ہے جمشید نے اسکا مقام قرار دیا لیکن راہ میں فرعون جادو ساحر زبردست
ملازم شہنشاہ کوکب و شمشیر صاحب جاہ و توقیر رہتا ہے کسیکی جرأت و رزنہ سے بند و بست کیا ہے کوئی
اسطرف نہیں جا سکتا حضور مخفی ہو کر جائیں فرعون کو خبر ہو اگر آگاہ ہوگا جانباز سر فروش نمک حلال حسب
اقبال ضرور سرکار دولتمدار کو روکیگا خیرخواہ کو بڑا تردد ہے کہ یکہ و تنہا جانا حضور کا دشوار ہے کوئی فوج کا

بھی ہمراہ ہونا ناممکن ایک سال توقف فرمایئے اسی قلعہ تخت الشعاع میں ولادت ساحری کا جشن
ہوتا ہے ضرور اشتعاق جادو بھی آئیگا حضور تشریف لائیں تو اسکو آمادہ کیا جائے جاتے ہی خاتمہ کر دیگا
لاشہ ہائے باغبان سے کوہ و دشت بھر دیگا افراسیاب جادو نے کہا اے برادر سال بھر میں نہ معلوم
مسلمان کیا قیامتیں برپا کرینگے سارباں زادہ آٹھ پہر جستجوے لوح میں مصروف ہے تمام عالم میں مشہور کر دیا
کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا باغبان و بہار اس خبر کو سنکر شفتہ ہیں حیرت جادو پر آوازے کستے ہیں
ہر ایک کا یہی قول ہے لوح کا توڑنا ناممکن قبل از آمد تارک شکل کش باغبان نے صلاح دی تھی کہ طلسم کشا
کو ہمراہ لیکر طرف دریاے نیل کے کوچ کیجیے یہ خبر سنکر میں گھبرا گیا والی امان کو لاکر لڑوا دیا لیکن انکو بھی دشمنوں
نے قتل کیا میں ضرور جاؤنگا اشتعاق کو سمجھا کر لاؤنگا اے زال جادو تو آگاہ نہیں ہوا کہ بدولت کو کیا
منظور ہے کسی کی یاد میں قلب ناصبور ہے زال جادو نے کہا میں اس جملے کو نہیں سمجھا کسی قدر آگاہ فرمائیے افراسیاب نے
کہا حاکمان حجرہ نجم دختران ملک اخضر گوہر پوش ملکہ یاقوت سخنداں و لعل سخنداں کا مشتاق ہوں سابق
میں ملک اخضر چاہتا تھا کہ بدولت کے ساتھ شادی کرے میں نے خیال نہ کیا اب مجھکو خواہش ہے کہ
خود شہنشاہ تشریف لائیں تب ہم قبول کریں حجرہ ہائے بلا کی ترتیب ہے جب تک یہ دونوں حجرے طے نہونگے
وہاں تک جانا دشوار ہے یاد جمال یاقوت سخنداں میں دل بیقرار ہے مشہور ہے کہ اسکے خواب میں ساحری جمشید
تشریف لاتے ہیں خود تعلیم فرماتے ہیں اسی سبب سے زیادہ کد و کاوش ہے آٹھ پہر یہی کوشش ہے کہ ملک اخضر
سے ملاقات کروں دامن مدعا از مراد سے بھروں زال نے سمجھا لیا افراسیاب جادو نے اسی وقت
سحر سے ایک ابر تیرہ و تار تیار کیا آفتاب بنکر اس ابر سحر میں چھپا لیکن ملحوظ خاطر ناظرین ہے چونکہ زال
جادو نے ذکر فرعون سامنے افراسیاب کے کر دیا بروقت روانگی افراسیاب نے ایک نامہ معرفت لاما سحر طراز
پردۂ ظلمات کے روانہ کر دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ ثانی امان میں طرف ملک فرعونیہ کے جاتا ہوں لڑ رہا
فرعون جادو سے مقابلہ پڑیگا کبھی ملازم کو لیئے ضرور روانہ کیجیے گا وقت پر میرے پاس پہونچے یہ نامہ لکھ کر
بطور بلکور چلا لیکن شہنشاہ کوکب و شمشیر ضمیر رخصت ہوکر خواجہ عمرو سے قصر جمشیدی میں آیا ملازمان سحر کو
ہر طرف روانہ کر دیا ایک طائر نے آکر خبر دی اے شہنشاہ افراسیاب طرف قلعہ تخت الشعاع کے گیا
تلاش میں اشتعاق جادو کے قصد ہے کہ تیسرا حجرہ بھی کھولوں کوکب نے خورشید روشن رائے
وزیر اعظم کو بلایا کہا اے برادر تو نے سنا افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب بتلاش اشتعاق ہیں

کہا دیکھیں مجھکو خیال ہی کہ راہ میں ملازم ہیبر افرعون جادو ساحر زبردست شاہی ہمکو فوراً ایک نامہ لکھو
کہ خبردار افراسیاب جادو کو اپنی سرحد سے نہ جانے دینا میں اسی تدبیر میں ہون کہ سامان لشکر کشی
کرکے اسد غازی کی طرف دریائے نیل کے روانہ کرون ہرچند کہ عمرو بھی غافل نہیں ہی مگر ہمکو زیادہ فکر ہی
ہرچند کہ نشان نہیں ملا لیکن رازدار طلسم یہی کہتے ہیں کہ افراسیاب نے لوح طلسمی طرف دریائے نیل کے
روانگی نہیں معلوم کسکے پاس ہی خود جاکر دریافت کرونگا اب تو اس تجربے کی بڑی فکر ہی اوصاف تمکو
زبان سے نورافشان جادو کے سن چکا ہون خورشید روشن لیسے نے اُسی وقت نامہ لکھا ساحر
تیز رو کو دیا ساحر طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا دوسرا نامہ کوکب روشن ضمیر نے برائے اطلاع حال خواجہ عمرو
کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عیاری والی شاہباز اوج طراری آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ افراسیاب جادو
بجستجوے اشتقاق حاکم حجرہ سوم گیا ہی میں نے بھی فکر کی شاید نہ آسکے مگر آپ ارسطو فطرت لقمان حکمت ہیں
تدبیر واجب اللازم ہی خواجہ عمرو بعد فراغ مقدمہ تاریک یہ بار میں جلوہ فرما تھے خبر جہان دولت نے عرض کی
کہ ابھی لشکر حیرت کے مقابلہ میں نہیں آیا ہی بجستجوے لوح طرف دریائے نیل کے کوچ کرتے دیکھے شاید کسی طرح
پتہ پایا عمرو نے حکم دیا ہی کہ لشکر کو تیار کرو کہ اُسی وقت طائر سحر نے آکر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے
پڑھا ہوش و حواس باختہ ہوئے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ کو لیکے عمرو تخلیہ میں آیا تمام کیفیت
بیان کی ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں کہا خواجہ اگر اشتقاق جادو آگیا کوئی اُسکے ہاتھ سے
زندہ نہ بچیگا جب وہ نقارہ جمشیدی پر چوب لگائیگا ہر ساحر و غیر ساحر کو غش آجائیگا بار و بیزار چلاکر
صاحبان طلسم و بیدار اُسکے ہمراہ رہتے ہیں بڑھکر دشمن کو قتل کر ڈالتے ہیں عمرو نے کہا اب سفر تو ہو توقف ہے
اسد غازی کو کسی حیلے سے پلٹے شکار روانہ کرو یقین ہی لشکر لیکر حیرت جادو بھی آتی ہوگی جہانتک
ہوسکے اپنے کو مقابلہ سے بچاؤ میں اُسکی فکر میں جاتا ہون یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت بانہاے عیاری
ذات پر آراستہ کرکے طرف فرعونیہ کے چلنے کا ارادہ کیا برق تڑپکر سامنے آیا کہا استاد میں بھی ہمراہ چلون
عمرو نے کہا میں کبھی ساتھ اپنے نہیں لیتا تا وقت پر جہان تلاش کرون تم وہاں پاؤ برق نے کہا بہت خوب ہے
ایک جانب خواجہ عمرو اور ایک سمت برق تا ہو جستجوے افراسیاب میں جاتے ہیں وقت پر انکا بھی ذکر ہوگا
مگر نامہ دار کوکب عالی وقار ملکہ فرعونیہ پر پہونچا مشیران سلطنت موجود تھے آگے حال فرعون جادو
پوچھا سب نے کہا ہمارے شہنشاہ ہمیشہ شکار میں عمرو نے سنا نہیں نامہ ہم انکی خدمت میں روانہ کرینگے

فاصلہ پلٹ گیا لیکن فرعون جادو حقیقت میں نہایت شکار دوست ہو حواس پر فضا میں بارگاہ شہنشاہ
چار لاکھ ساحران نامی و گرامی فروکش ہیں بوقت سحر بیرون بارگاہ پہ ناموری کل زمین پہ جلوہ فرما ہی مگر
اسوقت وزرا امرا یہی ذکر کرتے ہیں کہ آج کل ہمارے شہنشاہ کو بڑا تردد ہی افراسیاب ایسے بادشاہ عالیجاہ
مقابلہ ہر وقت کی لڑائی آٹھ پہر لشکر کشی اسوقت میں جاکر شراکت شہنشاہ کو کیسے روشن ضمیر واجب و لازم ہی
فرعون نے جواب دیا آج کی شب تو اس مقام پر بسر کرو کل انشاء اللہ قلعہ فرعونیہ پر چلکر اسباب جنگ
و جدال مہیا کرو ن جا کر خدمت میں اپنے شہنشاہ کے حاضر ہوں حقیقت میں خیرخواہان دولت ہمیں ہیں کہ
شہنشاہ پر وقت سختی کی اسوقت میں جو شراکت نکرے بہ تعجب ہی کل ساحری جو اپنے بیٹے ہیں شہنشاہ
باقبال کو کہیں روشن ضمیر چلکر ضعیفین آلٹ دینگے افراسیاب کے باپ سے مقابلہ کرینگے افراسیاب بڑی
بڑی تدبیریں کر چکا طلسم نور افشاں کا فاتح منازل عجائب و غرائب کا سیاح ڈھونڈھ کر لایا ہے اما
شہنشاہ نے بڑے بڑے صدمے اٹھائے لیکن آخر میں پھر صاحبقران زمان تشریف لائے وہ
نوجوان فرزند دلبند صاحبقران تھا اسکو زیر کرکے لیگئے اہالیان طلسم نور افشاں اس بدبخت سے
پیچھے ہم بھی چلکر اسکے ملک کو برباد کرینگے فرعون جادو جھوم رہا ہی جوش جرأت میں قبضہ شمشیر چوم رہا ہی کہ
یکایک ملازموں نے سر اٹھا کر دیکھا عین فصل میں ایک ابر تیرہ و تار پہلو سے کوہسار سے پیدا ہوا اسنے
بوقت کی جانب ابر گرندہ بار بڑے دھوم سے اٹھا ہی آفتاب بھی چھپ جاتا ہی اسوقت ابر کی کیفیت دیکھا کہ
فرعون بھی دیکھنے لگا چونکہ ساحر زبردست ہو اتنا کہ غضب سے تکا بار و ہوا ابر کالی آنکھیں کر کی فرو سحر
بنایا ہی پہ ذکر تھا کہ قلعہ فرعونیہ کی طرف سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا فریاد شہنشاہ کو بچا ایک میں فرعون
جادو کے دیا فرعون پڑھتے ہی کھڑا سکتے کہتا کیا یارو بیشک اس میں کوئی ساحر چھپا ہی فوراً تیز کیا لپ سے
رنگ گونکا لا اسپر سم کھروم کیا زیر ابر آکر نعرہ کیا ابر میں کون جاتا ہی یہ سر شہنشاہ کو کیسے روشن ضمیر
بچ کر لالینے جان سکے دینے کی تدبیر ہو ہر چند فرعون نے آوازیں دیں لیکن افراسیاب آفتاب نہ ہوا
چھپا ہی کچھ جواب نہ دیا جاتا ابر کو اترا کر تکلیا ان پر وقت والسی کچھ لوٹا اتفاق ساتھ ہوگا اسکو بھی
شکست ہوگی یہ سوچکر ابر کو اور بلند کیا ابر زرد رو بلند کیا فرعون جادو نے جب دیکھا کچھ آواز نہ کی ابر اوپچا ہی
کو پڑھکر اسپر مارا دہ تا ماہ ہوا کو لیسے نے ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سب نے دیکھا افراسیاب جادو کو کاٹتا ہوا
جیسے طرح شنا و مدد با پرچا ہی اسطرح لپیٹ کر وقت ظاہر ہوا لشکر میں غلغلہ پڑ گیا یارو افراسیاب جاتا ہی چار لاکھ ساحران

ناگاہ نے گولے ترنج نارنج چھٹے پیکان کے افراسیاب پر مارے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہونے پر بھی افراسیاب کا یہی
قصد تھا کہ تڑپ کر نکل جاؤں لیکن سحر جو پڑے سے لگا ہوا آ کر زمین پر گرا اسی چوٹ لگی اسی حال میں فرعون نے
کار سحر کبھی چھپنا تھی نشانہ افراسیاب کا نشانہ ہوا قہر و غضب میں آ کر تلوار کھینچی افراسیاب جو سحر کرنے لگا
طلبنے زمین سے ہلا دیے کبھی مثل برق چمک کر آسمان پر جاتا ہے آگ برساتا ہے کبھی زمین پر مثل شیر غضبناک
صفوں میں ساحروں کے گھس پڑتا ہے بیخوف ایک ایک سے لڑتا ہے چند لمحے میں پچاس ساٹھ ہزار ساحر
اس خود سر نے مارے لیکن یہ خبر قلعہ فرعونیہ پر پہونچی کہ افراسیاب کو ہمارے شہنشاہ نے میدان میں گھیرا ہے
لیکن اسیر یعنی قابض نہیں ہوتا ارغول و مرغول دونوں سپہ سالار فرعون جو اس ملک میں برائے حفاظت موجود
رہتے ہیں سنتے ہی غل مچانے لگے کہ یارو برائے مدد شہنشاہ چلو افراسیاب سے مقابلہ پڑ گیا وہ شہنشاہ
طلسم ہوش ربا ہے اس ملعون کا قتل ہونا بہت دشوار ہے لیکن یارو چلو حملہ کر کے مار لیں نامرد کو
للکار لیں کئی لاکھ ساحر رئیسان سلطنت و مشیران باشوکت بہ آواز بلند سنکر اپنے گھروں سے
مسلح و مکمل ہو کر چلے یہاں وہ وقت ہے کہ افراسیاب نے سحر اوکر دیا بجلی کا خواص لکھتا ہے خرابی پڑی
مگر حربہ ہائے سحر تاثیر نہیں کرتے ورنہ ملازمان فرعون جانبازی کر رہے ہیں افراسیاب کسی کو نہیں
مانتا ہے یکایک ارغول و مرغول کا نعرہ ہوا یہ دونوں سپہ سالار ساحران نامدار جہاندیدہ کار آزمودہ
آتے ہی حکم دیا یارو چار طرف سے اس نامرد کو گھیر لو کمندوں میں زنجیروں میں گرفتار کرو ساحر گھیر کر اندر
تیروں کی بوچھار کر دو یہ تدبیر ہوا ارغول مرغول نے کی زنجیریں لیکر چار جانب سے ساحر دوڑے جا حقیقت میں
افراسیاب پر وار پڑنے لگے تدبیر سے لڑنے لگا افراسیاب جادو گھبرایا لباس پارہ پارہ ہو گیا بھاگا بار بار
کئی مرتبہ تیغ کے بھل زمین پر آیا قلب ٹھہرایا ایسا ہی زبردست تھا کہ بچا ورنہ سمجھو تھے چاہا کہ تیر آیا کہ ایک ساحر
ٹوٹ پڑے پیشکیں باندھ لیں افراسیاب کا جسم کچھ میں چوٹ اثر کر جاتا ہے زنجیر توڑ کے غرق زمین ہوا
کر کے نکلا فرعون جادو نے اس ہنگامے میں قریب آ کر خنجر تلوار سر سامنے کئی زخم افراسیاب نے کھائے
اور بہت پریشان ہوا نانی دادی کا نام لیکر پکارنے لگا کبھی کہتا ہے میں نے نانی امان کو نامہ لکھا تھا افسوس
میری خبر نہ لی دیکھیے کیونکر بچتا ہوں بچا لیجئے میں غیرت دامنگیر گڑتا ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ قتل کی تدبیر ہو گئی ہے
اب افراسیاب جادو بیقرار تھا کہ طرف سے پردۂ ظلمات کے لگے ابر سیاہ پیدا ہوا قریب آ کر برس پڑا چھٹا وہ
غلامان ماہیان زرہ پوش نہنگ و پلنگ مع بارہ ہزار ساحران پردۂ ظلمات کالی کالی صورتیں

بڑے بڑے قدر سوا وغیرہ ہاتھ میں وقت پر آگر پہونچے افراسیاب کو اس حال پر مال میں دیکھا نعرے کرکے
آگے افراسیاب کی کمر مضبوط ہوئی جھپٹ جھپٹ کے لڑنے لگا اب تو ملازمان فرعون کو جان بچانا دشوار ہوا
مددگار آگئے سب سے پہلے ارغول ہر غول پہ جا پڑا یہ دونوں جانباز و سرفروش خوب لڑے بڑے بڑے سحر کیے
افراسیاب کو سنبھالنا دشوار کیا فوج میں تہلکہ ڈال دیا ایک مقام پر ارغول نے قریب افراسیاب آکر ہاتھ
تلوار کا مارا یہ سمجھا مرنے سے بچوں ہی خوب جانتا ہی کہ سوائے طلسم کشا کے کوئی مجھکو قتل نہیں کر سکتا کالا کی پر ہاتھ
ڈالدیا ارغول کی تلوار چھین لی اسی تلوار سے اس سرفروش کو مارا ہر غول نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا اسے تو نہ پایا
کہا کر جا پڑا کئی وار افراسیاب پر کیے کئی سو ساحر یا سے لیکن آنکھوں میں اندھیرا آگیا و برابر کیے بھائی کا لاشہ دیکھ رہا ہی
افراسیاب نے جو ہر غول کی سرکشی دیکھی ایک ساحر کی کھوپڑی اٹھا کر آستین سے گولہ لیا مار دیا سینے پر اس بہادر کے
پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا دونوں سپہ سالاروں کے مرنے کی جو آواز آئی فرعون جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا
کہا یارو لطف زندگی نہ رہا یاران قدیم آنکھوں کے سامنے قتل ہوئے صحبت کے بیٹھنے والے باقی نہ رہے تنہا
جیے تو کیا لطف اب لڑ کر جان اپنی دینگے بے یاران ہمدم زندگی بیکار ہی خود بخود دل تجھ سے شرمسار ہی نظم

ای جوش نالہ کاوش ہر دم کہاں تلک
ای آہ سینہ سوزی پیہم کہاں تلک
سختی زندگی سے بلب ہم آیا ہی ناک میں
جان کو یوں ستم کہاں تلک

یوں موت سے شکایت پیہم کہاں تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے
آخر تحمل قلق و غم کہاں تلک

جل جل کے میرے دل کی تپش خاک ہوگیا
ای دست عیش وصل کا ماتم کہاں تلک
الله سینہ کوبی سے ہاتھ تھک گئے

ایسے اشعار حسرت آمیز پڑھکر بہت رویا سمجھا کہ موت قریب آگئی تیغ

فرعون نے حکم فوج افراسیاب پر جا پڑا کئی سو قتل کیے افراسیاب نے جو دور سے فرعون جادو کو
دیکھا نعرہ کیا ہو کرتا ہوا قریب پہونچا نعرہ کیا او فرعون مجھ سے مقابلہ کرنا گویوں سے کہا اٹھا تجھ ایسے
جادو کیسے کو کرتا و شہنشاہ کے ملک مالا ولایت کے ہاتھ سے برباد ہوئے آج تیری بھی میرے ہاتھ سے
نہیں نیکی چلایا فرعون نے جو افراسیاب کی آواز سنی زندگی سے بیزار مجبور و ناچار جانتا تھا
میں اسکا کچھ نہ کر سکونگا لیکن جوش جرأت میں جا پڑا افراسیاب سے تلوار چلنے لگی فوج فرعون بیدل ہو چکی تھی
غلامان ماہیان زرد لپوش نہنگ و تنگ بلا کے ساحر میں فنون سحر سے بخوبی ماہر ہیں ہر طرف لڑتے
پھرتے ہیں فوج فرعون پسپا ہو چکی ہی بہت سے بھاگ کر طرف شہر کے گئے بعض نے صحرا کی راہ لی و دیا
وار فرعون پر وار افراسیاب پر کیے ایک مقام پر جلاد نے سحر کیا فرعون خاموش ہو گیا ہاتھ پاؤں بے حس

رعشہ آیا اُسی حال تباہ میں افراسیاب نے ہاتھ مارا فرعون جادو کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا
فریاد والغیاث کی صدا آئی بعد عرصہ دراز کے روشنی ہوئی ہیروں نے غل مچایا کشتی مرا نامم من فرعون جادو
بود افراسیاب نے پکار کر آواز دی یارو کیوں جان دیتے ہو ملازمان فرعون نے اطاعت تو نہ کی
غیرت آئی طرف صحرا کے نکل گئے افراسیاب جادو و نہنگ و پلنگ کو ہمراہ لیکے مع تین ہزار جادوگروں کے قلعہ
فرعونیہ میں داخل ہوا رعایا کے لوگ مجبور و ناچار دل نہ چاہتا تھا مگر حاضر ہوئے کیونکہ افراسیاب زخمی بھی ہوا تھا
تین دن مقام کیا خیمے بارگاہیں سب دستیاب ہوئیں نہنگ و پلنگ کو ہمراہ لیکر قلعہ فرعونیہ سے نکلا زیر دیوار
قلعہ سے راستہ تھا زال جادو نے جو ہدایت کی تھی اور نشان بتلا دیئے تھے بعد قلعہ فرعونیہ وہ مقامات
ملنے لگے پانچویں دن اک صحرائے ہولناک میں پہنچا دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا گرد اُس پہاڑ کے بارہ ہزار
جوان سیاہ رو تیرہ درون فرکش ہیں کچھ چھوٹے چھوٹے خیمے بھی جابجا استادہ ہیں ایک درۂ کلاں کے سامنے بیٹھے ہو
زور دیتے ہیں سحر کیونکہ [illegible] ہیں افراسیاب جادو کو جو آتے ہوئے اُن سب نے دیکھا چند ساحر بڑھے
وارد ہی کون آیا ہے یہ مقام درۂ صحرائے پُرشغب مقام سکونت مصاحب ساحری شہنشاہ اقلیم
افسونگری خورشید و خو اختفا ہے یا جادو ہے افراسیاب نے جواب دیا اے مصاحبان والاقدر [illegible]
شہریار ملک غدار بعرض کرد جاکر افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش ربا برائے قدمبوسی حاضر ہوا ہے راہ
کی بڑی بڑی سختیاں اٹھائیں بمشکل یہاں تک پہنچے شرف زیارت سے مشرف ہوں یہ سنکر وہ مصاحب گھبرا اندر
درۂ کوہ کے گئے جاکر اختفاق سے حال افراسیاب بیان کیا اختفاق سنبھل بیٹھا کہا حقیقت میں
ساحری جمشید کو خبر نہ تھی گئے تھے زمانہ اخیر میں شہنشاہ ہوش ربا صحرائے ہولناک خیبر میں آنکلا بار تو بدولت
بھی اسکے مشتاق ہیں وہی ملازم واپس آئے افراسیاب سے کہا چلیے افراسیاب اندر درۂ کوہ کے آیا ایک ساحر
سیہ فام کریہ منظر خوکر پیکر ایک تخت سنگ پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے ایک جانب یاقوت نگار آسیر پیکر نگارہ
پہلو میں نقارے کے چوب طلائی بعید سونا آراستہ و پیراستہ افراسیاب نے سلام کیا اختفا
نے کہا تعشق ساحری اے بادشاہ عالیجاہ آپ تشریف لائے ہم تو آپکو یاد کرتے تھے مصاحبوں سے
فرمایا تھا کہ طلسم ہوش ربا میں غدر پڑ گیا شہنشاہ طلسم ہوش ربا تشریف لائینگے فتح جنگ ستارہ بر سمت
دولت پر موقوف ہے جو کرامات ساحری سے انکار کرے بیوقوف ہے لیکن اے افراسیاب جادو بادولت کا وقت
خواری ہے خوب نشے میں گزرتی تھا افراسیاب کو زال جادو ہدایت کر چکا تھا پہلے افراسیاب نے

ہوا اڑا اسکو پکڑنے کو دوڑ پڑا جب طائر کو نہ پایا لڑکھڑا کر گرا اتفاق سے کہا یارو دوڑو اسکو سنبھالو کہ رہا تھا کہ لاؤ
افراسیاب کا بھی دل ٹکڑے ہو گیا ہر ایک صاحب اولاد نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا چار پانچ جادوگر دوڑے
افراسیاب نے پکار کر کہا دیکھو یارو ہلاک نہ ہو جائے میں بھی آتا ہوں بہت غفلت ہی کا کام ہو دیکھو فلک کیا تماشا
کیا کیا شعبدے دکھاتا ہے ایسے ماہ رخساروں کو دیوانہ بناتا ہے یہ کہکر افراسیاب چلا جادوگر آگے بڑھ گئے تھے
انھوں نے جاکر چار جانب سے گھیرا وہ انکو دیکھکر رونے لگا ڈھیلے اٹھا کر مارتا ہے کبھی ہاتھ باندھ کر کہتا ہے
یہاں نہ آؤ دیکھو تلوار چل رہی ہے یارو رات تھوڑی باقی ہے میں کھانا کھا چکا ہوں پانی پیونگا پناہ پانی کی ہے
یارو یہ پہلی منزل ہے دیکھو کسی نے آگ لگا دی سارا گاؤں جل گیا شیران صحرا و فیلان جنگی سے لڑائی پڑی ہے
ہاتھیوں نے ہاتھوں ہاتھ شکست دی ہے رات بھر انکو سنکر لوگ رونے لگے قریب اسکے خوف سے نہیں جاتے تھے
ڈھیلے مارتا ہے اپنا سر کہیں پتھر پر دے مارے یا کنوئیں میں کود پڑے یہ تو وہ رہے صاحبزادے صاحبزادو سے
کہتے ہیں کہ افراسیاب تاج پہنے ہوئے لباس بہت بھاری دوڑا ہوا آیا پکار کر کہا صاحبزادے نظر کیا او
دیکھو ڈھیلا نہ پھینکو اس لڑکے نے بہ نگاہ تحیر طرف افراسیاب کے دیکھا سراپا کو دیکھ دیکھکر
بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان رہا یکایک منھ بنایا چیخ مار کر رو دیا کہا ابا جان کہاں تھے ہمکو
چھوڑ کر چلے گئے افراسیاب یہ سنکر دوڑا اہاہا بیٹا میں راستہ بھول گیا تھا آؤ گھر چلو اماں جان تمہاری
روتی ہیں اماں جان کا نام سنکر وہ لڑکا خوب ہنسا ناچنے لگا سر ہلا کے گنگنایا معلوم ہوتا ہے پڑھا لکھا
بھی ہے یہ تو صاف لباس سے ظاہر ہے کہ کسی امیر کا لڑکا ہے ناچ ناچکے یہ اشعار گانے لگا نظم

ہے نگاہ لطف دشمن پہ تو شرمندہ جائے ہے
تھامتا ہوں پر یہ دل ہاتھوں سے نکلا جائے ہے
جان کھاتا ہے دل بے صبر یہ کیا کروں
عجب کیا کہ کوئی نہ بگڑے حال بگڑا جائے ہے
حسن ذرا افزوں ہے غرا کس لیے اے ماہرو
داغ ہوے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
نا امید طاقت صبر راحت جان ایمان عقل و ہوش
آہ بیگانے کے بیٹھے ہی لیا جائے ہے

ہم تم اے ہمدم و ہنسا کس سے دیکھا جائے ہے
حال دل کیونکر کہوں تن کیا ہوا جاتا ہے
جب نگاہ کرتا ہوں ہمدم وہ تبسم کیا جائے ہے
تلخ کام عشق شیریں لب جیسے تو کیا ہوا
یوں ہی گھٹتا جائیگا جتنا کہ بڑھتا جائے ہے
غیر کے ہمراہ وہ آتا ہے میں حیران ہوں
ہائے کیا کیجیے کہ دل کے ساتھ کیا کیا جائے ہے
خاک میں ملجائے یار بیکسی کی آبرو

سامنے سے وہ شوخ دلربا اٹھ جائے ہے
اٹھتے وہ بالیں سے کیا کچھ دل بیٹھا جائے ہے
رشک دشمن نے بنا دی جان پر ایسی بنا
شور بختی سے مزا ہی زندگی کا جائے ہے
پوچھتے اشعار ثریکہ کیا کروں لب ہائے ناز
کسکے استقبال کو جی تن سے میرا جائے ہے
سو رہا ہوں خستہ و ناشاد کی باتیں
غیر سے میری لاش کے ہمراہ رو دیا جائے ہے

ایسی ضد ہے کہ ہائے بھائی کو مار ڈالا میرے بھائی کو لاؤ کسنے قید کیا آخر صید کیا خبردار میرے پاس کوئی
نہ آئے گرد سب ساحرین بیچ میں لڑکا خاک منہ پر مل رہا ہے مثل شیر غضبناک آنکھیں سرخ چہرہ تمتمایا ہوا سب
بڑے نکتہ شناس دور سے دیکھ کے کہتے ہیں یارو ہمنے پہچانا یہ جن کی علامت ہے ایک نے کہا دیوانہ ہے کسی پری کا
سایہ ہے عاشق ہو چکی ہے اب نہ جائیگی ہمارے پروس میں اسی طرح ایک لڑکے پہ پری عاشق ہوئی تھی اڑا کر
لیگئی ابھی حیران کر رہی ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں افراسیاب دور سے کہہ رہا ہے آپ کون صاحب ہیں نام بتائیے یکرہ
منگواؤں لوبان جلاؤں لیپنے فالسبا کو آپ کیسو جا حیران کرتے ہیں کیسے ہیں اسکا بچارے کے سر سے خون جاری ہے اسکے
نے بیلی بیلی آنکھیں کر کے جواب دیا ہم تجکو نام نہ بتائینگے دل سے ہم اسکے طالب ہیں اسکو پشیمان ہیں لیا شہنشاہ تم لوگوں
نے کیوں گھیرا ہے افراسیاب نے کہا غصہ نہ کیجیے یہ غریب لڑکے کو چھوڑ دیجیے لڑکا سر ہلا رہا ہے [illegible] پر آنکھیں
نکالتا ہے اب سارے لشکر میں ہنگامہ ہے چار پانچ لاکھ ساحر جمع ہو چکے ہیں ساحروں نے دیکھا لشکر کی
جانب سے ایک مولوی صاحب کتاب بغل میں دابے ہوئے چلے آتے ہیں افراسیاب نے کہہ رکھا تھا کہ یاروں کی
ناکو بلاؤ ایک ساحر نے جھک کر سلام کیا کہا مولوی صاحب آپ کہاں سے آتے ہیں مولوی صاحب تو
کچھ ہوش نہ تھے الٹی پٹی سے کہا اے بھائی دنیا میں [illegible] غدر کا جا بجا چرچا ہے آدمی مارا جاتا ہے گانوں میں
زمیندار کی بیٹی پر آیا جن آتا تھا میں بچارہ تو کچھ نہیں جانتا ایک جاہل آدمی ہوں جاکر کچھ جھاڑ پھونک دی کہا
بانو زمیندار صاحب کہتے تجھے آدھا گانوں دونگا سرفراز کرونگا آج جب فرصت حاصل ہوئی ہے دیکھنے
کا [illegible] کہتے ہیں الدیا کہ یاک ستا بنایا ہے لیکن [illegible] شیشہ جنگل میں دفن کیا ہے جنہیں جن کو بند کر دیا جا [illegible] شیشہ توڑ دیا
ابکی دہ انکے گھر کیا کرونگا کہا جائیگا یہ مولوی صاحب نے جو کہا اور بڑبڑاتے ہوئے چلے ساحروں نے در کر افراسیاب
سے عرض کی افراسیاب نے کہا جلد بلاؤ ساحر دوڑے مولوی صاحب کی آنکھ نہ تھے بلا زبان افراسیاب نے
کہا مولوی صاحب یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے نہال کر دیگا یہ مشکل بڑے میاں پلٹے افراسیاب نے بھی دیکھا
مولوی صاحب کی اگلے لوگوں کی وضع نیچو کا ڈوپٹہ سر پر بندھا ہے انگرکھا جسم شرعی پائجامہ [illegible] جوتی
جیب میں قرآن آگر پوچھے اپنے سے آنکھیں ملائی آواز دی کیوں میاں بے ناچار یہ کیسا [illegible] تم کہاں آیا دیکھو
تمہارے باپ کبھی آئے تھے یہ جو مولوی صاحب نے چلا کر کہا یا تو لڑکا مثل شیر غضبناک بیٹھا ہوا تھا ہم [illegible] کہا
بھاگ کا بارگاہ میں گھس گیا [illegible] اتفاق تھا دوڑ کے پکڑا [illegible] مولوی کو مار [illegible] انکے
[illegible] سے ڈرتا ہوں اب تو سب نے مولوی صاحب کو گھیر لیا افراسیاب نے کہا مولانا جو مانگیگا وہ دونگا

مولوی صاحب نے کہا شہنشاہ صاحب یہ حضور ساحروں کی نہیں یہ غضب کے مقام ہیں میرے اٹھارہ بیٹے جوان عمر
اس فن کو کرکے بہت پچھتایا اور یہ چھپا رہ گیا ہوں خوب طبیعت لگتی ہے یہ سب ٹیڑھے ساحر ہیں لاہور سے بھاگا ہیں ہاں کبھی
سوچا تھا اور یہاں تشریف لائے ہیں کسی طرح انکی گردن ناپ سکتا ہوں یہ وضع ہے دو ٹھوکروں میں بھاگ جائیگا
لیکن آج سختی پڑ گیا افراسیاب نے کہا اندر تشریف لیجیے تشریف ہیں آپ کو دیکھتے ہی بھاگا تخت جا کر چھپا
ہے سر ڈالے پڑا ہے شل بید کانپ رہا ہے سب مولوی صاحب کو گھیرے ہوئے مولوی صاحب اندر بارگاہ
کے آئے سب ہمراہ گھیرے ہوئے مولوی صاحب نے کہا غل نہ کرو بارگاہ کے پردے چھوڑ دو تماشا
لوگ اندر آئیں عام باہر ٹھہریں صاحب حکم ہوا الگ رہو ایسا ہوا سکو چھوڑ کر تمیز چڑھ بیٹھے اب تو لوگ بھاگے پردے
بارگاہ کے چھوڑ دیے افراسیاب و اشتعاق چالیس سرداران جلیل صرف اندر رہ گئے سب الگ الگ بیٹھے ہیں
افراسیاب بھی خاموش لیکن لڑکا تخت کے نیچے سے نہیں نکلتا افراسیاب نے کہا کیوں مولوی صاحب
یہ آپ کے قریب کیونکر آئے یہ تو ظاہر ہے کہ فعل شعبدہ نہیں کرتا مولوی صاحب نے کہا سوا من سونا منگوا لیجیے
لوبان گوگل فلفل سیاہ کالا دانہ کوڑی نہ بہ چھنی دو چھٹانک لوبان سکے ہار کسی قدر جواہر بھی رکھوا دیجیے سونے چاندی
کی جھکی چھر ورنہ نہیں ہو بعد تھوڑی دیر کے اپنی سب چیزیں اٹھوا لیجیے گا مجھے جو ہاتھ اٹھا کر دیجیے گا وہ حلال ہے ورنہ
یہ کیا مال ہے ایسی دولت پر تھوکتا ہوں سب خون خوار ہے افراسیاب نے کہا سب کچھ حاضر ہے اشرفیوں کے ڈھیر لگاؤ
اشیا سب منگوا کر حاضر ہوئے باہر والوں کو بڑا اشتیاق ہے دیکھیں اندر کیا ہوتا ہے روزن سے جھانکتے ہیں
مولوی صاحب نے کہا جو صاحب روزن خیمہ سے جھانکتے ہیں دیکھیے ابھی شہنشاہ سزا پائینگے سب اندھے
ہو جائینگے اب تو لوگ بھاگے ایک نے ایک سے کہا بھائی ہٹو مولوی صاحب چار فتیلے لکھ رہے ہیں افراسیاب
بھی خاموش اشتعاق کو بھی حیرت کا جوش افراسیاب سے کہتا ہے کہ افراسیاب یہ مولوی صاحب بڑے
کامل و اکمل ہیں لڑکا چھپا ہوا بیٹھا ہے دیکھیے آنکھ نہیں ملاتا لیکن مولوی صاحب نے چار فتیلے لکھے چاروں کونوں
بارگاہ کے رکھے چار شمعیں منگائیں وہ بیچ میں رکھی گئیں چالیس سردار افراسیاب و اشتعاق سے کہا
آپ لوگ ایک ہی مقام پر جمع ہو کر بیٹھیں اب دیکھیے قیامت برپا ہوتی ہے جن سے لڑائی پڑے گی افراسیاب
نے گھبرا کر کہا میں باہر چلا جاؤں مولوی صاحب ہنس پڑے کہا شہنشاہ دیکھیے کیا مجال آپ لوگوں پر ترچھی نگاہ
ڈال سکے ہر ایک سے لڑائی ہے میں سمجھ لونگا سب نے دیکھا فتیلے و شمع اسی طرح رکھی ہیں ابھی مولوی صاحب
نے روشن نہیں کیں جیسا سامان مہیا کر چکے مولوی صاحب نے آواز دی او جاہل ادھر آ کیا تخت کے نیچے بیٹھے گا

لڑکے نے دانت نکال دیے ہاتھ جوڑے مولوی صاحب نے چند دانے رائی کے پھینکے لڑکا زیر تخت سے نکل کے
ننگا چھو منتا ہوا قریب مولوی صاحب کے آیا لیکن انگیٹھی سے چھو منتا ہوا مولوی صاحب نے کہا بیٹھ جا لڑکا بیٹھ گیا
مولوی صاحب نے ایک دستک دی کہا بتا تیرا نام کیا ہے لڑکے نے کہا اوکھٹ ملّا نام تو نہ بتلاؤنگا تجھکو کیا
کھا جاؤنگا مولوی صاحب نے گوگل کی دھونی دی لڑکا کھیلنے لگا دو ہتھڑ زمین میں مارتا ہے کبھی مولوی کو للکارتا
ہے کھیلتے کھیلتے مولوی کو لپٹ گیا مولوی نے لڑکا دیکے دھکا مارا لڑکا پانچ دیا کہا او چچا نام بتا آج سے تجھکو بلا لیتے
نہ چھوڑونگا اب شیشے میں نہ بند کردونگا کبھی مرشد میں نے دیو کا کھایا ہزاروں منزلیں طے کرکے یہاں آیا لڑکا
کانپنے لگا منہ سے کف جاری ہوا کہا مولوی صاحب میرا نام قمقام خونخوار ہے پردہ چہارم قاف میں رہتا ہوں
یہ لڑکا میرا طالب ہے دل اسکا طالب ہے اسکو پردہ قاف میں لیجاؤنگا میں مدت سے اسپر عاشق ہوں ہرگز نہ چھوڑونگا اسکے نہ
اُترونگا زیادہ بولوگے تو تمپر بھی چڑھ بیٹھونگا اب مولوی چپ ہوا لڑکے نے کہا کیا اسنے قمقام ہے انجام دیکھو تو کیا کرتا ہوں
دوڑ کر چاروں شمعیں روشن کیں چاروں فلیتوں میں آگ دی کچھ مٹی سے ہوں ہوں پڑھا ایک دفعہ دھواں بلند ہوا
سارے خیمے میں بھر گیا لڑکا بھی رونے لگا یکایک افراسیاب اشتقاق و چالیسوں سردار گھبرا کر اٹھے کہا
مولوی صاحب ہمیں کچھ نہیں چڑھا کوئی طرف آسمان کے بیچ جاتا ہے ہمکو دیکھتے جب دریا دوڑا دونوں کا بیان مجمع ہو دیکھو
یکایک گئے اشتقاق نے پکارا ارے مولوی مجھکو بچا دیو نے منہ کھولا کئی سردار کھانے لگے پکارے نہیں ای مولوی ہمکو
بچا لے بڑے بڑے لوگ آئے ہیں لو آگ کا دریا آگیا افراسیاب نے کہا پانی چڑھ آیا اشتقاق نے کہا ہیں تو
گھٹنوں تک غرق ہوگیا افراسیاب نے کہا میں گلے تک ہیں پیراک ہوں میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ دینا کہ اپنی
جان بچا اشتقاق نے جلدی ناک پکڑی کاندھے پر افراسیاب کے ہاتھ رکھا کہا بیٹا جلد نکل چلو مجھکو ستایا ہے
جہاز ڈوب رہے ہیں ارے گھڑیال آگیا گھٹنے بھر میں نکل جائیگا لو ناک لاؤ اُلٹا بھی ہو چکا منہ کھولدیا کہا کچھ نہیں
ہائے جو سنتے تھے وہی ہوا مثل مشہور ہے قطرہ قطرہ کا گھڑا ڈھلکا سنیے تو کیا ہوتا ہے جوش دریا دم بدم زیادہ ہے
کہا ہے ناک سے پہونچنے کا ارادہ ہے افراسیاب نے کہا میں جان پر کھیلتا ہوں ابھی اس دریا سے تمکو کھینچتا ہوں
یہ کہکے نیچے بیٹھا سر جھکا کر گویا غوطہ مارا افراسیاب اشتقاق دونوں گرے غرق دریا سے لعنتی ہوئے وہ
چالیسوں بھی گر کر بیہوش ہوئے لڑکے نے نعرہ کیا منم دختر صنعتران و بنت تمہتران سرہنگ سرہنگان عیار دلاور
بنی آدم مولانا مسیح شیخ عبدالکریم جامع الفضل والکرم دوندہ بیابان تاگ قلعہ گیر جنگ مرد نبرد سرہنگ نامدار
پالہنگ صاحب قتلطورہ جونتاب رفیق قدیم نرگس قاف ثانی سلیمان نامی نام برق خواجہ عمرو عیار

بڑی ذلت اٹھائی ہے ضرور عمرو و برق کو قتل کرینگے ایک نے کہا ہمنے سنا ہے کہ عمرو کو موت ہی نہیں ہے جہاں
قید ہوا اُس زمین کو ویران کیا آپسمین ساحرون کے یہ چرچے تھے لیکن افراسیاب بجائے خود بیٹھا غصے مین
کانپ رہا ہے اتفاق نے کہا کہ اے شہنشاہ میرے غلام نے زبان درازی کی اب ان دشمنون کو قتل کا حکم
دو افراسیاب نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے آپ مصاحب ساحری ہین لیکن راز دنیا طلسم سے
اسقدر نابلد عمرو کے قتل کرنے مین یہ کہ صاف صاف لکھا ہے جمشید نامے کا فقرہ ہے کہ عمرو کا خون جس مقام پر گریگا
وہ سرزمین آباد نہوگی علاوہ ازین طلسم کشا سر پر موجود ہے لوح کی تلاش ہو رہی ہے بڑے بڑے ساحر عقیل و
فہیم نامدار صلاح تلاش لوح مین آٹھ پہر مصروف ہین کوکب روشن ضمیر کو بڑی فکر ہے آٹھ پہر یہی ذکر ہے لیکن اس
مقام پر قید کرون کہ طائر وہم و خیال بھی نہ پہنچ سکے اور آپ یہان سے تشریف لیجائیے طلسم کشا کو شادین عمرو
کا سمجھیے ہین اب عمرو رہائی نہ پائینگے استاد شاگرد تڑپکر مر جائینگے مدت سے ایک قیدی وہان مقید ہے کوئی
بھی آجتک وہان نہ پہونچا اُسی مقام پر انکو بھی پہنچا دونگا قید خانے مین ایسے عاجز ہونگے کہ ٹکرین مار مار کے
سر تکرار کر خود مر جائینگے میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے عمرو بول اٹھا ہنسکر کہا میان اتفاق تمہاری
خوشامد آئی ہے قضا یہان لائی ہے ہم شہنشاہ کے پرانے رفیق ہین ہمارے مہربان شفیق ہین آخر تمہین ایک
خدا سمجھتی گھڑی دو گھڑی نظر بند کرینگے پھر سرفراز فرمائینگے ہم انکے خدمتگار ازلی ہین ہمارے سردار یہ کمال کہا
ہمکو کھانا منظور تھا برق نے جلدی کی ورنہ ہمنے انکو پنسل کی سیر کرا تا تو کرتی ڈھونڈھتے مر جاتے
تمہارے بھائی بند قید ہین تمہاری کیا حقیقت ہے ہمارے قتل کی ترغیب دیتا ہے تمہارا لگا فقرہ زندگی کا جا
کر ڈالا گیا بھائی سے جیتے ہو شہنشاہ سے ہمسر ہونا راز دنیا نہین سالہا سال ہوئے خدمت مین شہنشاہ
کے حاضر ہوتے اپنے مالک سے لڑتے بھی ہین پھر ملجاتے ہین ان باتون پر اتفاق جھلایا افراسیاب ہنسکر بولا
عمرو نے جو افراسیاب کو خوش مہربان پایا کہا اے شہنشاہ اب تو میری جان پر بنی ہے خدا میری معاف کیجیے
صرصر سے شادی کر دیجیے یہ کہکے گنگنایا یہ اشعار عشق آمیز گانا شروع کیے نظم

دایم اسیر درد گرد دل من است
وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است
ہر کس شنید نالہ زارم ز ہوش رفت
بیگانہ از شکایت و افسون دل من است

در بزم غم پیالہ پر خون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و گم نشد
فریاد عشق بادہ گلگون دل من است

از جستجو نشان وصالت نیافتم
از صد محیط قطرہ افزون دل من است
ختمی دلم بلند شوق آشنا نشد

برق فرنگی نے جو دیکھا کہ استاد نے رنگ جمایا یہ بھی گنگنایا کہا استاد

قتل کیجیے یہ قوم کا انگریزی بڑا فتنہ انگیز ہے برق نے کہا نہیں استاد میں ابھی توبہ کرتا ہوں عمرو نے کہا ابھی دل صاف نہ ہوا
اب کوئی جھگڑا باقی نہ رہے بڑے بڑے ظلم سہے دل میں ناسور پڑ گئے ہیں مجھی کو یقین ہو گیا کہ یہ طلسم فتح ہوگا
بس ہم کیوں لطف زندگی کھوئیں ٹکرا مرین کی جان کو روئیں تم بخوشی و حسد گذشتہ عیاروں میں رہو کہیں
آپ کی مصاحبت میں رہیں چین سے پاؤں پھیلا کے سوئیں افراسیاب تو خاموش تھا لیکن اشتقاق نے
کہا اے افراسیاب عمرو روتا ہے اپنی حرکات پر شرمندہ ہوتا ہے اسکو نوکر رکھ لو شب کو خوب مزے سے گانا سنائیگا
افراسیاب نے کہا اسکی باتوں کا مجھکو یقین نہیں آتا ورنہ اسکے کمالات بہت پسند ہیں مرتبے بھی اسکے بلند ہیں
ملکہ اطلس گلگون پوش کو عیاریاں کر کے مجھ سے لڑوا دیا میں ایسا صاحب اختیار ہوتا تو غضب کیا تھا
کوہ ہفت رنگ پر چڑھ گیا تھا بڑے بڑے فتور کیے نہیں معلوم کمبخت کے کان میں کیا پھونک دیا تھا مرنے پر
اسی کا دم بھرتا تھا عمرو نے کہا اے شہنشاہ میں وہ بات ایسی کہہ دونگا وہ بڑی ایک عمدہ چیز ہے ہر اہل دل کو
عزیز ہے ابھی افراسیاب و اشتقاق سے خواجہ عمرو و ملکہ باتیں کر رہے ہیں کبھی گاتے ہیں کبھی میٹھی میٹھی باتیں
سناتے ہیں کبھی کہتے ہیں حضور اب رہا کیجیے میں اکٹھوں سامری و جمشید کو سجدہ کروں کوئی عیاری نہ کروں
اسکو پکڑ لاؤں اشتقاق صاحب کو تکلیف نہ ہو یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار اٹھا سب اسی جانب
دیکھنے لگے اسی مقام پر آکر وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام لیکن تاج سر پر بھاری لباس
پہنے ہوئے چالیس ساحر ہمراہ تخت آکر اترا افراسیاب کو جھک کر سلام کیا افراسیاب نے ہنس کر کہا اے شہاب
گلگون پوش اسوقت کہاں سے آتے ہو عرض کی حضرت حضور کی قدمبوسی کو حاضر ہوا ہوں لیے زیارت ملکہ
ماہیان زرد پوش پردۂ ظلمات میں گیا تھا حضور دیر تک خدمت فیضدرجت میں حاضر رہا وہ قیدی جو حضور کا جو
ہمارے قبضے میں ہے اسکا حال ملکہ عالم نے پوچھا میں نے کہا حضور سلوبت بجان و کار دیر است خوان امروز فردا میں خاتمہ
ہو جائیگا ملکۂ عالم نے یہ فرمایا اے خیرخواہ دولت اے صاحب لیاقت ہماری نجوم خبر دیتی ہے اس زمانے میں وہ قیدی چھوٹیگا
اسکی ذات سے بڑی خرابی ہوگی میں نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اسکی رہائی میری زندگی میں غیر ممکن ہے چھڑانا
کون آسکتا ہے یکایک ملکۂ عالم نے فرمایا لو اور مزا دیکھیے عمرو و برق نے اشتقاق پر عیاری کی دونوں گرفتار
ہوئے اب شہنشاہ سے صفائی ہو رہی ہے اے شہاب جلد جاؤ خبردار خبردار افراسیاب کا کہنا نہ ماننا
دونوں عیاروں کو لیکر اپنے مقام پر چلے جاؤ بہ احتیاط قید کرو وہیں تڑپ تڑپ کر مر جائینگے افراسیاب
سفلہ مزاج بیوقوفوں کے سر کا تاج ذرا سی بات میں پھسل جاتا ہے جو عمرو کا گانا سنیگا باعث خرابی ہے اسکا بھی خیر کیجیے

دام علم سحر میں پھنسا لیتا ہے چشم زدن میں دھوکا دیتا ہے حضور غلام حاضر ہوا لائیے ان دونوں عیاروں
کو میرے حوالے کیجیے لیجا کر قید کروں میرا قیدی تا قید حیات رہا نہیں ہوتا اکثر حضور نے شاہان مغضوب کو میرے
حوالے کیے میرے قید خانے میں تڑپ تڑپ کے مرے افراسیاب کو سناٹا آگیا سب سے زیادہ اختناق
کو رنج ہے کہا اے افراسیاب میں اسکو اپنا مصاحب خاص بناؤں افراسیاب نے کہا حکم میں آپکے دم نہیں مار سکتا
اور حقیقت میں یہ کبھی دوست نہوگا لیجانے دیجیے لو خواجہ اب تمہاری موت آئی عمرو یقین کرنے لگا شہاب
کا غصے میں چہرہ سرخ ہوگیا کہا او ساربان زادے بس خاموش رہ شہنشاہ کو دھوکا دیا ہوتا اب تم زندہ
نہ بچوگے اُس قید خانے میں تڑپ تڑپ کر مروگے عمرو بہت حیران ہے کہ ہمارے لشکر کا تو کوئی سردار قید میں ہے کہیں
قیدی کا ذکر آتا ہے لیکن یہ رسی آنکھیں جوش و خروش میں آئیں طرف شہاب کے پلٹے کہا او نا ہنجار بدکردار
کیوں بیہودہ بکتا ہے اس وقت کی بات لکھ رکھ اگر ہمکو لیتے آیا ہے تیری قضا بہت قریب ہے ہم فقط شہنشاہ سے
ڈرتے ہیں تجھ ایسے ہزاروں مار ڈالے مالک ششملی آباد و چاہ ماران دام الجبال و زبرجد نگار و مالک فخر نیر
ہزار شکل چرخ گردان ان سب مقامات کے ساحروں کو گنتی کی موت مارا اس دن سے طلسم ہوشربا
میں آیا اتنے ساحر مارے کہ شمار نا ممکن ہے عنایت پروردگار کی دل مطمئن ہے اگر اپنی زندگی درکار ہے
ہمارے مقدمے میں دخل نہ دے یہاں سے چلا جا کیوں شامت آئی ہے شہنشاہ ہمارے مالک ہیں انکے خوف سے
اُنپر عیاری مکاری جو جی چاہتا ہے کرتے ہیں یہ ہمارے قدردان ہیں ہم انکے رتبہ شناس ہیں یہ کیسے جلیل ہیں فلک ایسا
یہ سردار ہیں ہم عیار دوسرے کی کیا مجال کہ ہمسے آنکھ ملا سکے شہاب تیرا نام ہے یہ رنگ دھوپ میں اڑ جاتا ہے
ابھی سے دیکھ تیرے چہرے پر سیاہی ہے ہمارے قتل کا خیال باعث تباہی ہے ہمنے بہت سے رنگ فنا ہوتے دیکھے
تجھ ایسوں سے کب ڈرتے ہیں جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر شہاب گلگون پوش کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا
کہا اے شہنشاہ آپنے اسکو بہت منہ لگایا ہے دیکھوں تو میری قید سے کیونکر چھوٹتا ہے اسیر بادانہ بھی بند کر دو
یہ کہکر عمرو اور برق کو اپنے سحر میں مسحور کیا افراسیاب نے اپنا سحر اتار لیا ہر چند کہ اسی وقت عمرو قیامت کی
عیاری کر چکا تھا لیکن سب کو سناٹا آگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو ہر چند کہ عمرو سب ساحروں کا دشمن ہے لیکن
علم و کمال میں اپنا مثل نہیں رکھتا کس سے اسوقت گایا عاشق فراجون کا دل بھر آیا لیکن شہاب تماشا ہوا
اچھلکر تخت پر آیا عمرو و برق کو اسی تخت پر ڈال لیا چالیسوں جادوگر گرد آگئے دیو اسیر و گرفتار کرتا ہوا ایک
سمت نکل گیا اختناق نے کہا اے افراسیاب مجھے بڑا قلق ہوا افسوس عمرو کا گانا دل لگا کر سنا افراسیاب نے

سے طرح کی عیاری کی برق بھی ساتھ تھا بدولت سے دونوں کو گرفتار کیا لیکن قید کر دیا پشت پر چالاک
کھڑا ہوا انگس پر الی کر رہا ہے جھک جھک کے پڑھتا جاتا ہے یہ حال ہیبت ناک جو دیکھا کہ خواجہ برق قید ہو گئے
آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قریب تھا کہ چیخ مار کے رو دے لیکن ضبط کیا ہر چند کہ تاب ضبط نہ تھی یہی تو
خوف تھا کہ کوئی پہچان نہ لے مگر روتا ہوا اکیلا بیرون بارگاہ آیا دیکھا ایک مقام پر چشمہ قران ساحر بنے کھڑے ہیں
قران نے چالاک کو غمگین دیکھا قریب آ کے حال پوچھا کہا خلوت لشکر میں چلو یہاں عیار پکڑے جاتے ہیں چشمہ
آمادہ فساد ہے ایک ساحر کو بھیجے لفظ دعا و جادو کا پڑھ کے قران سمجھ گئے کوئی افتاد پڑی چالاک کے ساتھ لشکر
چشمہ سے باہر نکلے یہاں مہرخ و بہار گوش بر آواز تھیں کہ چالاک و قران آ کر پہنچے مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کیوں
اے چالاک خیر تو ہے بہت جلد واپس آئے چالاک نے سر پیٹ لیا کہا حضرت قبلہ و کعبہ برق کو ساتھ لیکر تا بہ سرحد
فرعونیہ پہنچے نامہ کاسہ کو کتا بھی تھی اسکے بعد میں حال عیاری لکھا تھا اتفاق و افراسیاب وغیرہ کو بیہوش کیا
لیکن قتل نہ کر سکے آخر گرفتار ہوے نہیں معلوم کہ ظالم نے کہاں قید کر رکھے ہیں یا نشان مقام قید تحریر نہ تھا
اتفاق جادو کو بھی افراسیاب لایا اسی ہفتے کے اندر آ جائیگا مہرخ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا جو کوئی
آئیگا دیکھا جائیگا جسکے ہاتھ سے قضا ہے قتل ہونگے اسکا کیا خوف ہے مگر خواجہ عمرو کا قید ہونا بڑا غضب ہوا
چالاک و قران نے کہا ہم جاتے ہیں یا اپنی جان دینگے یا پتا لگائینگے ملکہ مہرخ نے کہا اے چالاک کیونکر کہیں کہ تم بھی
ہر لیے تلاش جاؤ جب نشان اور مقام دریافت نہ ہو کیونکر پتا پائیگا طلسم بہت وسیع ہے صدہا مقامات
ایسے ہیں کہ ہم اس طلسم میں پیدا ہوے آج تک کبھی وہاں گذر نہیں ہوا اکثر مقامات اس طرح کے مشہور ہیں کہ خود
افراسیاب بھی وہاں نہیں گیا مرقع اسکا کہ اسکے خوف سے خراج آتا ہے نام سنے آتا جاتا ہے کہ ہر شاہ اس قدر آتا ہے کی
جو یہ شہر فیلسوف آباد تھا اتنی دور اسکا مقام ہے کہ سالہا سال آدمی پہنچے بھائی کے قتل کا حال نہ معلوم ہوا گرفتاری
لاچین کی کیفیت نہ ظاہر ہوئی چونکہ خیر خواہ دولت تھا سنتے ہی دوڑ پڑا آخر مارا گیا پس ہم تمکو کیونکر کہیں بلا
دریافت مقام و نشان آوارہ ہو کر جاؤ قران نے سر جھکا کر جواب دیا ملکہ ہمارے واسطے یہی بڑا ہی ہے
کہنے والے کہیں گے استاد قید ہو گئے شاگرد بیٹھے ہو تمہیں کچھ خیال نہیں قلعہ پر لال ہیں لہذا ہمیں حسب سے
رہبر کامل خضر راہبر ہو گا دریافت ہو جائیگا اسوقت دربار میں اک غل بلند ہوا عیاران نے کہا اے عیاران نامی
میں تمہارے ساتھ چلوں شاید کچھ آرزو کھلے نشان پتہ ملے چالاک نے کہا تمکو کیونکر ساتھ لیجائیں اتنا بڑا بھیا آتا ہے
تمہارے ہونے سے ہزار طرح کی بہتری ہے تدبیر بتاؤ گے مصیبت میں سرداروں کو بچاؤ گے ملکہ مہرخ نے بھی کہا

باغبان تمہارا جانا بہتر نہیں ہی باغبان خاموش ہو رہا سوچا کہ مین جسقدر اصرار کرونگا سب صاحب
مانع ہونگے کسی طرح نکلجاؤنگا وقتا فوقتا تدبیر ہوگی خاموش ہو رہا لیکن چالاک و قران اسیوقت بانہاے عیاری
سے آراستہ ہوکر لشکر سے نکلے سردار روتے ہوے ساتھ ہین قران نے منع کیا کہ اب آپ لوگ واپس جائین
ورنہ مشہور ہو جائیگا کہ آج مہتر قران و چالاک براے تلاش خواجہ عمرو گئے ہین ایسا نہو حیرت جادوگر
ساحر کو ہمارے روکنے کے واسطے بھیجے راہ مین رک جائین اور زیادہ باعث خرابی ہو سب سردار روتے ہوے
پلٹے جب دونون عیار لشکر سے باہر نکلے مہتر قران نے کہا ای چالاک ساتھ چلنا مناسب نہین ہی الگ
الگ ہو کر تلاش کرو چالاک نے کہا بہت مناسب ہی دونون عیاران طرار بیقرار اشکبار بانہاے عیاری سے آراستہ
پیراستہ الگ الگ جستجوے خواجہ عمرو و برق مین راہی ہوے قران نے پھر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای مہتر
مہ الا گہر تمکو سمجھانا گویا بمثل لقمان را حکمت آموختن کا مضمون ہی لیکن براہ محبت دل نہین مانتا خبردار جبتک
نشان و مقام دریافت نہو کسی ساحر و غیر ساحر پر دست انداز نہونا ہمکو اس سفر مین بہت بڑے خیالات ہین
یقین کامل ہی افراسیاب نے ایسے مقام پر بھیجا ہو کہ نشان ملنا دشوار ہوگا ایسا نہو کچھ اور خرابی پڑ جاے
چالاک نے کہا آپ کی عنایت سے و بہ مدد پروردگار بہت سمجھ کے عیاری کیجائیگی بخوبی آپ مین صلاحین کر کے
ایک طرف مشرق کے دوسرا بسمت مغرب جستجو کرتے ہوے روانہ ہوے آنکو راہ مین چھوڑ وقت پر حال انکا تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت عنوان مہتر ان خواجہ عمرو و برق فرنگی کہ قید کرکے افراسیاب نے
شہر فرعونیہ سے بدست شہاب گلگون پوش روانہ کیا ہی اور نشان ملنا ملک احوال
مریع نشین کا عجیب داستان رنگین و سحر آگین لائق ملاحظہ ناظرین نازک خیال ہی مخمس

نباؤن جو مل بہاری کا کیا نشان صیاد — نہ دیکھا ایک نظر مین نے بوستان صیاد
لے آیا طفلی ہی مین مجکو تو یہان صیاد — کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد

چلا چمن سے اب ای بلبلو براے خدا — جیے تو کھائینگے لگکر برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہین ہی کہ مین نے آپ سنا — مین کھینچون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا
کیہ یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

یہ مین نے مانا کہ نفرت تجھے ہوئی مجھسے — ملیگا ہاتھون کو کیا تو ئیگا تو زور و ستم

ہین جیسے ناکس ہون یہان کچھ نہین ہی قدر مجھے — کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے

ہون چند روز ترے گھر مین مہمان صیاد

ہوا بہار مین گلشن تو رو برو پامال — ہی ہم صفیرون کی دوری کا اور سخت ملال
شفیق ہوکے اگر پوچھے تو مرا احوال — سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال

جو کان دھر کے سنے میری داستان صیاد

خدا کا خوف کر اتنا نہین ہی ظلم روا — کہ آب و دانہ کئی روز سے نہین پایا
یہ بے زبان ہین قیامت نہ کیجیے برپا — ستم زیادہ نہ کر حکم دے رہائی کا

پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

فصیح سیکڑون میرے بیان پہ ہین مفتون — بھرے ہین دل مین ہزارون ہی سحر کے مضمون
مرے کلام مین سو سو طرح کے ہین افسون — سنونگا مین قفس مین بھی نغمہ بلبل ہون

ہزار رنگ سے سناؤنگا داستان صیاد

ہین ہم صفیرون کو بھی اب نہین بلاؤنگا — اور آشیانہ بھی اپنا قفس مین چھاؤنگا
پھڑک کا دور ہی پر ناک نہین ہلاؤنگا — در قفس بھی کھلیگا تو اب نہ جاؤنگا

یقین نہ ہووے تو کر میرا امتحان صیاد

کیے ہین تو نے کرم مجھ پہ بارہا جو جو — وہ نقش سنگ کی صورت ہین لوح دل پہ ابتو
اسیر دام محبت ہون اب تو جو کچھ ہو — رہا بھی ہوکے نہ بھولونگا حق خدمت کو

ادا سے شکر کرونگا مین ہر زمان صیاد

پیچھے ہین باغ مین ہر ایک سمت دام بلا — ہر اک درخت مین پھندے لگے ہین جا بجا
بہار تک ہی جو صیاد کا یہی دستور — چمن مین بلبل و قمری کا پر نہ چھوڑیگا

رہیگا آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

تمام قید کے دن رنج و فکر مین کاٹے — ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے اٹھائے
خدا کا شکر ہی سختی کے دن ہوئے پورے — قفس سے اپنے لگا رکھیے یا رکھیو لونگے

ہزار شکر ہوا مجھ پہ مہربان صیاد

پھنسایا مجکو فقط چہچہانے نے
سبک کیا ہی مجھے رنج کے اٹھانے نے
ستایا سخت مجھے گردش زمانے نے
دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

ہی آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہی
یہ سست ناز ہی الفت مین اسکو وحشت ہی
لگا کے کان ذرا سن جو تجکو فرصت ہی
عجیب قصۂ دلچسپ اک حکایت ہی
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

جو مین ہلاؤن تو پانی مجھے پلاتا ہی
جو سر کو پٹکون تو دانہ منگاتا ہی
ملول پاکے گلون سے قفس کو چھپاتا ہی
اداس دیکھکے مجکو چمن دکھاتا ہی
کئی برس مین ہوا ہی مزاج دان صیاد

بہار دیکھکے سب دن تو قید ہی مین کٹے
نہ معتبر ہی کوئی جو پھڑکون اسکے لیے
نہ اب وہ دل ہی کہ شوق چمن ذرا ہو جسے
رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اڑ کے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی
یہ میری نالون نے تاثیر دل مین پیدا کی
تا قفس مین جو قسمت نے یاوری بخشی
عزیز رکھتا ہی کرتا ہی خاطرین میری
ملا ہی خوب قسمت سے قدر دان صیاد

پتا کے پہلے تو بربادی آسمان نے کی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی
چمن سے پھینک دیا ایک دن قفس کو کبھی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یہ نہین ہو جائے بے نشان صیاد

کمر پہ مین نے اطاعت پہ باندھی ہی اپنی
پھڑکتا بھی نہین کچھ قفس مین یار رہ
خیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو
مین چہچہا سکتا نہین جاکے قفس سے بھی گل کو
نہو گے نادری جا شیا سے بدگمان صیاد

ہمین صاف دام سے ہمسر سے گل و سنبل
بنا ہی خانۂ زندان چمن تو اب بالکل
بچھے ہین دلکا دیوار باغ پہ ہی غل
نکالیے نہ قدم آشیان سے اے بلبل

لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں نہاں صیاد

نہ ہمصفیروں کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر — نہیں ہے اپنے ستم و رنج پر بھی مجھکو نظر
ہیں ایسا رہتا ہوں حیران و ششدر آٹھ پہر — الٰہی دیکھیے صحبت برآر ہو کیونکر

زبان دراز ہوں میں اور بدزبان صیاد

کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہے — کوئی بھی کرکے ستم اس طرح مکرتا ہے
قفس کو باندھ کر ایسا ہی شک گذرتا ہے — پروں کو کھول دے ظالم جو قید کرتا ہے

قفس کو لیکے میں اُڑ جاؤنگا کہاں صیاد

میں ایک گلشن جنت کا ہوں ہزار ای زنہار — نہیں تھی صحبت گل مجھکو ناگوار ای زنہار
کہیں ہیں پڑ کے تمھارے عناد سے ہشیار ای زنہار — فریب دانہ نہ کھاتا میں زینہار ای زنہار

نہ کرتا دام کو گر خاک میں نہاں صیاد

شاعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش جنہیں رخشندہ گوہر باران گوش عروس داستان حیرت بیان کو برائے نظارہ مشتاقان والا مقام مشاطگی نظم و نثر سے یوں آراستہ کرتے ہیں کہ جب شہاب گلگون پوش بعد جوش و خروش خواجہ عمرو و برق کو لیکر بلند ہوا ہر چند عمرو نے چاہا ہوشیار رہوں برق پہنچی تاکید کی کہ بیٹا راستہ تو دیکھتے ہوئے چلو یہ پوچھا ہمکو کہاں لیے جاتا ہے شاید رسم و راہ سے آگاہی ہو مقامات تو خیال میں ہیں لیکن حجر ہوا سے بیہوش ہوگئے نہ یہ ثابت ہوا کہ کسقدر سنسنے سے لیکر چلا بعد عرصۂ دراز بعد بسوز وگداز جو آنکھ کھلی خواجہ نے اپنے کو ششکلیوں بیڑیوں میں جکڑا ہوا ایک مکان تنگ و تاریک میں پایا لیکن ہاتھ پاؤں قابو میں نہ اوپر یہ ظاہر ہے کہ یہ سپہر نہیں ہے لیکن وہ مکان اسقدر تنگ و تاریک کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں سوجھتا تاریکی شب ہجر بات ہی نمونۂ پردۂ ظلمات ہے یا تجسّت سیاہ کا سامنا ہوا دل عمرو کا گھبرانے لگا بیقرار ہو کر چاہا کے لگا یہ تو یقین کامل تھا کہ برق ہمارے ساتھ قید ہے بہر بعد عرصۂ دراز نگاہ اٹھا کر چار جانب دیکھا برق کو اپنے قریب نہ پایا اب تو خواجہ بہت گھبرائے واسطے اپنے یار وفادار کے تڑپنے لگے اندھیرے مکان میں نہیں معلوم ہوتا دن ہے کہ رات ہے نہیں معلوم کسقدر زمانہ گذرا اور دروازہ کھلا ایک زنگن سیاہ رو کلو سی میلے کپڑے پہنے ہوے ایک نان خشک ایک آبخورہ پانی کا لیکر سامنے عمرو کے آئی رکھکر چلی گئی عمرو نے کہا لو یہ کیا مقام ہے تمہارا کیا نام ہے اُسنے جواب بھی نہ دیا نان و آب رکھکر چلی گئی جب کئی دن عمرو کو اسی طرح گذر رہے کہ وہ زن زنگن آتی ہے

کھانا رکھکے چلی جاتی ہے عمرو گھبرایا کہ یہ ملعونہ آتی ہے نام تک نہیں بتاتی اے خواجہ کچھ تدبیر کرو کسی طرح اس نابکار
تنگ و تار باب سے نکلو کیا جان دو گے یہ سوچکر سنبھل بیٹھے آج جو وہ عورت آئی روٹی رکھکر جانا چاہا
عمرو نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے کہا او ننگوڑے میرا ہاتھ چھوڑ دے عمرو نے کہا بوا ذرا بیٹھ جاؤ ہم گنہگار قیدی ہیں
ایک بات تمسے پوچھینگے تمہارے قبضے میں ہیں ساحری و جمشید سے ڈر ایسا نہو غضب خداوند لقا میں پھنسو کہیں
تم بھی قید ہو جاؤ یہ سنکر اُس عورت نے کہا اے شخص تجھکو ساحری و جمشید سے کیا کام خداوند لقا سے کیا مطلب
عمرو نے کہا بندہ کیسا میں لقا کا دوست صادق بچپن کا یار غار ہوں ساحری و جمشید کو بھی پہچانتا ہوں جسنے
تمکو پیدا کیا اُسنے ہمکو بھی پیدا کیا جو تمکو رزق دیتا ہے وہی ہمارا بھی رزاق مطلق معبود برحق ہے اُس عورت نے کہا
اے شخص یہ بڑے تعجب کی بات ہے ہمکو تو یہ حکم ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان اس قید خانے میں قید ہے اسکو روٹی پانی
پہونچا دیا کیجو بات نہ کریو عمرو نے کہا بی بی جب رئیس خفا ہوتے ہیں بڑے بڑے بس ہو جاتے ہیں میں تو اپنا حال تمسے
کہہ چکا کہ پہلے دوست خدا کے خاص سے تھا بلی آگاہ ہوں اسوقت برباد و تباہ ہوں یہ سنکر وہ عورت بیٹھ گئی عمرو نے
کہا کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے مقدمے میں کیا حکم ہوا عورت نے کہا ہماری بی بی مالکہ گلشن جادو نے انکی زبان سے
کل یہ ذکر کیا تھا کہ اس قیدی کے مقدمے میں افراسیاب کو عرضی لکھی ہے دو دن میں وہاں سے جواب آجائیگا اس شخص کو
قتل کرینگے یہ سنکر عمرو رونے لگا کہا بی بی میں ایک مشفق آدمی ہوں خیر ایک خطا ہو گئی اب بادشاہ کو خفا ہیں
میرے پاس کچھ دو چار پیسے کا اسباب ہے وہ تم لیلو نام پر ساحری کے لٹا دینا شاید اُسی کی وجہ سے چھوٹ جاؤں
اس مصیبت سے نجات پاؤں عورت نے کہا تیرے پاس کیا چیز ہے عمرو نے کہا روپے اشرفیاں کچھ چھوٹے نگینے دو چار
کرسی نامہ سب ہی کچھ آدمی کے پاس ہوتا ہے کون ایسا مفلس آدمی ہوگا جسکے پاس میں پانچ ہزار کا نقد و جنس نہو نگین
کہا میں ابھی جا کر بیوی سے کہدونگی قیمتی بڑی چیز ہے بیٹا کچھ تعجب نہیں کہ تیری رہائی ہو جائے میں مالکہ عالم سے
تیری سفارش کر دونگی قید سے چھڑوا دونگی لیکن سمجھ خطا کیا ہوئی عمرو نے کہا قوم کا فراش ہوں گل کترتا تھا
تالیاں ملا اپنی جلگیا اُسپر یہ مصیبت ہوئی عورت نے کہا یہ تو کچھ بڑی بات نہیں ہے میں ضرور کہونگی عمرو نے کہا
مالکہ گلشن جادو کون صاحب ہیں عورت نے کہا اس قلعہ کی حاکم معشوقہ شہاب ہیں گلگون پوش عمرو نے کہا
شہاب شہنشاہ کہیں ہیں یہ بیٹھے ہیں عورت نے کہا یہ تجھکو معلوم نہیں ہے شہاب کو یہاں روز تشریف لاتے ہیں گلشن
کے ساتھ مزے سے اُڑاتے ہیں شام کو چلے جاتے ہیں میں مالکہ گلشن کی کنیز ہوں انکو دل سے عزیز ہوں لاؤ اشرفیاں
تمکو ابھی جا کر سفارش کروں مشتاق خوشنما ہے گذارش کروں عمرو نے کہا ذرا ہتھکڑی نکال دیجئے ہاتھ قابو میں

ہون تو مال نکالون زنگی سوچی کہان بھاگ کے جائیگا ہتھکڑیان ہاتھ سے عمرو کے کاٹین عمرو نے کمر سے کچھ
روپیہ کچھ اشرفیان نکالین عورت خوش ہو گئی گننے لگی کہا میان فراش صاحب اسی قدر ہین عمرو نے کہا نہین
ابھی بہت باقی ہین یہ کہکر کھڑے ہو گئے پائجامہ کھول دیا جیسے ہی پائجامہ زمین پر گرا عورت نے منہ پھیر لیا کہا
بڑا بیباک ہے عمرو نے کہا مال لنگوٹ مین بندھا ہے تم منہ پھیرے بیٹھی رہو مین سب زر نکالے لیتا ہون سب مال نکالکر دیتا ہون
عورت منہ پھیرے بیٹھی رہی عمرو نے کچھ روپیے کھنکھنائے عورت آواز سنکر خوش ہو رہی ہے عمرو لیے کبھی پر روپیے
نکال رہا ہے نگوڑا فراش بڑا مالدار ہے اتنے مین عمرو نے بیڑیون کی کنجی کو لیکر تالے کھولے اسی طرح منہ پھیرے بیٹھی تھی
بیڑیون کی جھنکار کو روپیہ کی جھنکار سمجھی عمرو نے اطمینان سے حلقہ کمند اسکے گلے مین ڈالا پیچ کیا کہا لنا لایا
الی بلا آسنے گھبرا کر چاہا کہ چلائے عمرو نے بیہوشی منہ مین لا دی عورت بیہوش ہو کے گری خواجہ عمرو نے اسکی اپنی
صورت بنایا آپ اسکی صورت بنکے تنہا رہ گئے گلے ہی لگے گئی بیہوش کی کہ جیسا تو ہے چپ سے اسی طرح بیٹھکر بیڑیان
ہتھکڑیان پہنا کے ڈال دیا آپ اسکی صورت بنکر باہر نکلا ایک خیال آیا کہ ہم اپنے سے کچھ کیا اسکا نام نہ پوچھ لیا خیر دیکھا جائیگا
تھوڑی دور چلے تھے دور سے پکارا کہ بہن ملین کھڑون نے دیکھکر پکارا کہ بی شمشیر بی کیا ہے عمرو نے کہا انگڑا مر گیا میری پانو تھا
مین روٹی اور آبخورہ پانی ڈال کے چلی آئی ہون تم سب صاحب کہو کسی کی ڈیوڑھی خالی ہے یہ باتین کرتے ہوئے آگے
بڑھے دیکھا دو قصر و سیع دو رویہ بہت سے بیچ ہوئے ہین ہجوم چوبداران اور کنیزین و غیرہ کے حاضر ہین ایکسے عمرو
نے پوچھا اکا عالم کہان ہین کہنے لگے کہ آج انکی آشنا صاحب دل سے آ گئی ہوئے ہین صحبت آراستہ ہے ابھی چلا ہی کی
عمرو نے پوچھا کس مکان مین ایک نے کہا سامنے دالان بارہ دری مین تو چلی جا دیکھ لیگا سر گرم ہو کر آواز لگائی
دیکھو کی آتی ہو عمرو نے کہا اسے سرا زیر چلا قریب بارہ دری کا پہونچا پردہ اٹھا کے دیکھا وہی جادوگر تھا آتی پکڑو
مسند پر بیٹھا کہ عورت پہلو مین ایک جادوگرنی ایک طائوس سامنے بیٹھا ہوا گانا رہا ہے عمرو دوڑا آیا بیٹھا اور پوچھا
اپنی معشوقہ گلشن بانو سے مصروف تھا کچھ چپکے چپکے آپس سے کہہ رہا تھا عمرو نے باتون کا خیال نہ کیا یہ کہتا تھا
کہ عاشق و معشوق کیا باتین کر رہے ہین عمرو گوشہ مین جا کر کھڑا ہوا اسی فکر مین کہ کوئی ساقی نہ آگے
اسکو بیہوش کر سکے شراب مین بیہوشی ملا دوان دونون کو پاکر بارہ دری اس میں عمرو مزون کی آڑ پکڑی تو
کھڑے تھے اب احوال برق فرنگی کا سنیے کہ آنکھ کھلی دیکھا ایک جھنجھی مین قید بیٹھا ہون ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ
پانون مین ایک عورت اسکو بھی کھانا دینے آئی اسنے بھی دم دیکر اسکو بیہوش کیا لیکن نام پوچھ لیا تھا اسکا
اسکا نام تھا اسی کی شکل بنکر برق نکلا اسکو اپنی صورت پر وہان ڈال دیا لیکن خواجہ عمرو کی شکل مین کنیز

بہار بیکسی ہے سیکشی کر جا کے گلشن میں	یہ چھینٹے مجھکو دیتا ہی ترشح ابر رحمت کا	تمہاری بزم میں آشفتہ بلبل کی بیقراری ہے
نکلتی ہیں بسے جو بیتی بلبل تکلیما یہ قسمت کا	بتو نے دل تک رہو گیا اپنا دم آخر	لگا دامن میں تیرے وقت جیسا جیسا
جیالا تیر ارشتے کو سینا ان جاں دی آخر	خدا بخشے کیا اس بادہ فا نے کام جنت کا	اس طرح غزل برق نے شیر نگائی

آنکھوں میں سب کے بجلی چمک گئی شہاب کی خوش ہو رہا ہے گلشن بھی تعریفیں کر رہی ہے بلکہ کہتی ہے لالہ عذار نے
باغ لگا دیا دلوں میں داغ پڑ گئے بنفشہ بھی علاج کر رہی ہے اپنا گلشن نے کہا ارے یہ سب حرامزادیاں مرگئیں
لالہ عذار یہ بیان کاسے میں کیفی شراب لانا موقوف کر دیا جاؤ شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کے شراب لائی برق
نے گلابی اسکے ہاتھ سے لیلی اور ابھی اشارہ کرتا ہے برق کو بچا کیا تاب ہے گھائی سے پڑ یہ بیہوشی کی ہی
جام لبریز کر کے شہاب کے سامنے پیش کیا شہاب اسقدر بیقرار ہے برق سے اشارے کر رہا ہے مشغول ہے کہ
کوشش کے شیشے میں کرشمہ ہیں برق سنگر رنگ سکتا ہے جلدی جام دید یا جیسے ہی شہاب نے ہاتھ میں
لیا رنگ دگرگوں ہوا چاہتا تھا یہ شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک شعلہ بجلی کا اسنے آواز دی
او شہاب کیسا غافل بیٹھا ہے عمرو برق سامنے کا بچا ہے ہیں آنکھوں سے تجکو نہیں سوجھتا ادھر تو شہاب
غصے میں آ کر اٹھا برق بھی اٹھ کے بھاگا عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا برق نے بھی ایک آدمی کو لیا گلشن کو تو
پیٹنے لگی ہے یہ میری کنیزوں کو کیا ہوا میں نے اپنا خون جگر پلا کے پرورش کیا ہے یہ کیسے دھوکا دیا کیا ہو گیا
محفل میں عجیب قیامت برپا ہو گئی لاشے جادوگرنیوں کے گرے شہاب دوڑا عمرو برق دیواروں کو دکاتس
مکان سے باہر نکلے شہاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہے برق نے ایک مقام پر چپت کی شہاب نے سحر کیا برق لڑکھڑا کر
گرا جادوگروں نے گرفتار کر لیا عمرو نے کلیم اوڑھ لی ہاتھ ملتے رہ گئے یارو دیکھو عمرو کہاں گیا چار جانب جادوگر
ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہیں نشان نہیں ملتا شہاب نے کہا میرے قلعے سے نکل کے جا نہ سکیگا شہر میں ڈھنڈورا
پٹوا دو محلے مشہور ہو اسکو گھر میں کوئی نہ رکھے برق کو تو گرفتار کرکے پاپا قید خانوں میں آکر دیکھا
کہ میں بند ہیں انہوں نے سب حال بیان کیا برق کو تو پھر قید کیا شہاب نے کہا ملکہ غضب ہو گیا عمرو
آنکھوں کے سامنے غائب ہو گیا میں نے چاہا سحر کروں پھر پلٹ کے دیکھا اس ظالم کو سامنے آنکھوں سے پایا
چھلاوہ تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے صاحب ذرا ہوشیار رہنا میرے قلعے سے نکل نہ سکیگا یہاں تو یہ تیاریاں ہیں
صد ہا جادوگر تلاش میں خواجہ عمرو کے نکلے برق قید خانے میں تڑپ رہا ہے مگر گلشن کہتی ہے کیا کمبخت نے غزل میں
گائی ہے ابتک کانوں میں آواز بھری ہے شہاب نے کہا افراسیاب نے لکھا ہے خبردار اسکا گانا نہ سننا سحر کر دیگا

مگر شہنشاہ کو ہو سکے یہ بھی ہیں عیار ہیں کے نام سے شہنشاہ کہتے اسلئے نہیں کہ تم قلعہ گیر ہو ان کا یہ بیان اگر کوئی کبھی
فتحیاب نہیں ہوا ہے جاؤ جاکر تلاش کرو کہ کوتوالوں سے اقرار نامے لیے گئے ہیں حضاریوں کو تھانہ داروں سے بلایا
گھر گھر کی تلاشی ہونے لگی مگر خواجہ عمرو جو کوٹھو کوٹھوں بھاگ گیا تھا اور ڈرے ہوئے ایک کوچہ میں اترے گلیم سے
اتاری ساحر کی صورت بنکے دروازہ قلعہ کا پوچھتے ہوئے چلے لوگوں نے بتلا دیا کہ سامنے چلے جاؤ اتنی دور
جاکر دروازہ ملیگا تھوڑی دیر میں خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے دیکھا دروازہ کھلا ہے نگہبان بیٹھے ہیں آمد و رفت
کی روک ٹوک نہیں ہے تو ہر مقام پر منادی ہے کہ سنتے چلے آتے ہیں کہ ساحر تلاش کرتے ہیں ہر شخص کی زبان پر یہی ذکر ہے
جو عمرو کو گرفتار کرکے لیجائیگا خلعت و انعام جاگیر پائیگا بار و ٹرا غضب کرگیا قید خانے سے نکلا سامنے شہنشاہ کے
بڑی دیر تک بیٹھا رہا کیسے ساحر ہیں پہچان نہ سکے یہ باتیں تو سن ہی چکے تھے اب جو دروازہ شہر کا دیکھا خیال میں گذرا
نکل جاؤ اور کچھ تدبیر کر کے آئینگے سامنے دروازے پہونچے دیکھا قریب پھاٹک کے ایک تخت بچھا ہوا ہے اس پر ایک ملا تیر
برابر لگائے بیٹھا ہے ہر آیندہ و روندہ کو دیکھ رہا ہے جیسے ہی خواجہ سامنے پھاٹک کے پہونچے ملا تیر درخت سے
اترا پکار کر آواز دی یارو یہ جو ساحر آتا ہے اسکو پکڑ لو یہ عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے یہ سنتے ہی ساحر طرف عمرو
کے دوڑے عمرو الٹا شہر کی طرف بھاگا ہر کوچہ و بازار میں ہلڑ ہوا عمرو جاتا ہے پکڑ لو دکاندار بھی دوڑے عمرو کوچہ
میں بھاگا صورت تو بدل لی ہی تھی ایک کوچہ میں جاکر سوچا دیکھا ایک عورت قوم کی بہشتن اپنے شوہر کے انتظار میں
کھڑی کہہ رہی ہے آج میاں نہیں آئے پانی کہاں سے بھرے کچھ مہلت نہیں ملی ساحری جمشید این بلائے ہیں آمد و رفت بند ہے
شہر میں ہلڑ ہے عمرو نے بیان کیا کہ بہشتن پر حباب ارادہ بیہوش ہو گئی عمرو نے اسکو گٹھری میں اٹھا لیا اندر مکان کے
آئے اسکی صورت بنکر بیٹھ رہے اب یقین کامل ہے اس شہر سے نکلنا دشوار ہے دو چار روز یہیں بسر کرو دیکھو
پروردگار پردہ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے بہشتن کی شکل بنکر دروازہ بند کرلیا چارپائی پہ پاؤں پھیلا کر
بیٹھے گرستوں کی طرح گٹھری مٹھڑی کھولی تاگا بٹنا کر سینے لگے کسی میں پیوند لگایا کسی پاجامے کو ادھیڑ کر پھر سے انگال کر
نئے پائنچے چڑھائے سارے گھر کو ٹٹولی دیکھ چکے زیور سب چھپے ہوئے ہیں کوٹھری میں اناج بھرا ہوا تھا ہر شے سا
تر نبیل میں رکھ لیا تھوڑا تھوڑا پڑا رہنے دیا دو چار روز کے موافق سمجھ لیا تھوڑی دیر کے بہشتی آیا پانی کی مشک
ہاتھ میں سینے تھا آ جھک لپٹ گئی میاں تم کہو ساحری جمشید کا تم زندہ گھر میں آگئے شہر کا تو حال کہ بہشتی نے کہا
حقیقت میں بلی قیامت برپا ہے عمرو عیار قید خانے سے نکل گیا گھر گھر ڈھونڈھا ہے راہ میں جسکو بھی کوتوالی سے
روکا تھا میں نے کہا صاحب ہم پانی بھرنے والے ہیں سقہ آمد و رفت کی ممانعت کیا ہے ہمیں ہماری ذات سے کہا کی

جوان ہمراسپ شباب پر پڑا گمان ہوا ہمین نے جو پکارا بس بھول گئے صاحب ہین اخبار نویسون کی ہون سو جیسے
پکارا کون ہو کہان جاتے ہو کہان سے آتے ہو سرہنگ نے کہا بادشاہ ہمارے شہاب نگلگون پوش
جہان عمرو برق فتنہ ہین یہ عرضی خدمت مین شہنشاہ کے پہونچانا منظور ہے بتاؤ شہنشاہ کس مقام پر ہین اب تو چالاک
کے کان کھڑے ہوے مسکرا کے ہاتھ تھام لیا کہا دیکھو بھیا خفا نہونا ہم تم ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین اسوقت
دل کو تمھاری بات پسند آئی اس طرح کی باتین کین اتنو چالاک نے سب حال مفصل پوچھا قلعہ کا نشان عمرو کے
نکالنے کا سبب جب سرہنگ سب بیان کر چکا کہا چلو شہنشاہ کے پاس پہونچا دین لیکن راہ مین سناٹا ہے ہمسکو
ہاتھ نہ لگانا تنہائی ہین نہ سنتا ناسنین ہم غل مچا دینگے راہ گیرون کو بلائینگے یہ کہتا ہوا چالاک لگا کر لیچلا ایک مقام پر
آکر سرہنگ بارہ ری گرنے گرنے حباب مار دیا نا ہ جھول سے نکال کر خنجر کھینچا چاہا سر کاٹ لون کہ ایکطرف سے آواز
آئی او نادان کیا کرتا ہے چالاک نے پلٹ کے دیکھا مہتر قران چلے آتے ہین جھپٹ کے ہاتھ چالاک کا پکڑ لیا
کہا طریقے سے مجھکو معلوم ہوا اگر یہ کسی کا نامہ لا رہا ہے اسکی شکل بنکے جانا منظور ہے تو اسکو قتل نہ کر شاید وہان کوئی
اسکی علامت ہو سمین فرق آجائے تو کیسی خرابی پڑے چالاک نے کان پکڑا کہا آپ بجا فرماتے ہین تمام کیفیت گذشتہ
سامنے مہتر قران کے بیان کی کہ کوئی بادشاہ شہاب نگلگون پوش ہے اسکے قلعہ مین جا کر قبلہ و کعبہ رنگ لائے
نکل گئے ہین لیکن پتا نہین ہوے یہ نامہ خدمت مین افراسیاب کی جاتا تھا مین نے گرفتار کیا مہتر قران نے
وہ نامہ دیکھا طرف سے افراسیاب کے جواب لکھا کہ برق کو قتل کر دو عمرو کی جستجو مین مصروف رہو ہم کسی اور ساحر کو
بھی روانہ کرینگے وہ آتے ہی تلاش کر دیگا نامہ تو چالاک کو دیا سرہنگ کے دماغ پر بیہوشی کی جڑھائی ایک
گوشے مین ڈالدیا اب چالاک کو خوب سمجھا دیا کہ جو کچھ کرنا تجھی سمجھ لینا مقام سخت ہے جب تو استاد کو چھوڑنا پڑا
قران ایک جانب گئے چالاک صحبت و خیر کرتا ہوا چلا قریب قلعہ دریافت کرتا ہوا آیا دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا
ہے خلقت کی آمد و رفت کوئی کسی سے متعرض نہین ہوتا چالاک بیخوف چلا نگہبانون نے دیکھا سرہنگ آتے ہین ایک
ساحر نے آواز دی بھائی سرہنگ کہان گئے تھے چالاک بکیفیت جانتا تھا جواب دیا بھائی نامہ لیکر گئے تھے حکم
قتل برق لائے خواجہ عمرو کا پتا ابھی ملجائیگا چالاک نے خوشی خوشی اندر دروازے کے قدم رکھا خیال یہ تھا
کہ جانے کے ساتھ ہی مارونگا برق اپنے بھائی کو رہا کرونگا جیسے ہی اندر دروازے کے آیا تو قفل کا سایہ
شرا وہی طلسم بچھا ہوا ہے کل آئینہ در و دیوار کو دیکھ رہا ہے برق کو ہلایا منتقل کیونکی چالاک غافل از شعبدہ بازی
فلک اُنھین نگہبانون سے پوچھتا ہوا چلا تاکہ پتا ملے شہنشاہ کس مکان مین ہین ایک نے کہا اے سرہنگ یہان

گھر گھر تلاشی ہو رہی ہے اہالیان شہر کی جان و آبرو پر بنی ہے تمام رعایا سے شہر اپنی اپنی جان سے تنگ ہے بڑے بڑے سرکردون
کے گھر میں تلاشی ہو گئی کسی نے خبر نہ لی چالاک نے کہا اب یہ مصیبت برداشت ہو چکی ہم اُسے دیکھو نکیا رنگ لاتا ہے
یہ کہتا ہوا قصد یہ کر کے سایہ نکل سے بڑھے طائر نے پر وا اسکی شکل انسانوں کے آواز دی امی نگہبانان قلعہ اس شخص کو
پکڑ لو یہ سرہنگ جادو نہیں ہے عمرو کا بیٹا ہے چالاک اسکا نام ہے چالاک تو برابر ہی موجود ہے کہاں کہا سے کہاں
چھپ چھپ جادوگر سے باتیں کر رہے تھے اسی جادوگر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چالاک نے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ چالاک

منم عیاری آن چست و چالاک | بچشم دشمن اندازم گرد خاک | نہ آید با دگر کس تیغ کا ہم
خلیفہ اول چالاک نامم

چالاک یہ کہکر چھلانگ لگا حقہ آتشبازی کا ماردیا چاہا جست کرکے
چالاک کے باہر نکل جاؤں دروازہ اژدروں سے نابود ہو گیا ایسا تین مرگ ہوا امی چالاک کہا سبکی ہو جاؤں یہی
بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کے مرجاؤں کسی پر چاقو تمسہ مارا کسی پر چاہا مار دیا کبھی لوٹ ماری جست کرکے دو قدم نکل گیا
ہر طرف سے ساحر لپٹا لیا کہ کے دو تین سے چالیس پچاس جادوگر چالاک نے مارے آخر کو جادوگر نے گھیرکی آواز
دی کہ ہمیں سے باقی تمام ہیں چالاک لڑکھڑا کے گرا جبرا قہرا ساحروں نے گرفتار کر لیا کشان کشان
لیکے چلے یہاں شہاب جادو بپا سے گلشن میں بیٹھا ہے ناچ گانا سب ہو قوت جستجو سے عمرو میں مصروف کوتوال
خبریں آکر سناتے ہیں کہ فلان محلے میں تلاشی لی سارا باغ ادہے کا پتا نہیں ملتا حضور شہر میں غدر ہے تمام لوگ فریاد کرتے
ہیں کہ ہم تلاشی اپنے مکان کی نہ دینگے شہاب جادو نے کہا کسی کا عذر نہ مانو ضرور تلاشی لو کہ یکایک ہاتف سے اشہاب نے
پوچھا ارے خیر تو ہے کیا معرکہ گذرا کون قتل ہوا اسکا گھر لٹ گیا شہر کے ایک ساحر نے عرض کی حضور ایک بالیا
قلعہ کی کیونکر جان بچی آپ عمرو کو کیوں قید کرکے لائے عیاران لشکر اسلام کا نا پسند ہو گیا آپنے سرہنگ
جادو کو بخدمت شہنشاہ ناوہ کہ روانہ کیا تھا لیکن نہیں معلوم اُس بیچارے پر کیا گذری بیٹا عمرو کا چالاک اُسکی صورت
بنکے قلعہ میں آیا آپ نے اگر طائر سحر نہ مقرر کیا ہوتا غضب ہوا تھا جب سایہ نکل میں آیا طائر نے آواز دی ستے
فقیہ کیا گرفتار کریں وہ لڑا پچاس ساحروں کو اسنے قتل کیا بہ مشکل گرفتار کیا زبان شاہی آکولاتے ہیں لیکن اے
شہریار بہتر یہ ہے کہ راستہ کھول دیجئے کہ جہاں کہیں عمرو ہے نکل جاسے برق و چالاک کو بھی رہا کر دیجیے واسطہ
سامری و جمشید کا انکے قتل کرنے کا قصد نہ فرمائیے ہم سنتے ہیں کہ ان عیاروں کا جہان قدم نامبارک گیا وہ
ملک ویران ہوا اب ہم سب کی جان بچائیے شہاب کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے بھلا
میں عمرو کو قلعہ سے نکلنے دونگا میں اپنے ساحروں کا انتظام دیکھتا تھا میں خود ابھی نقشہ تیار کرتا ہوں تاکہ

کہ تھے وفلان مقام پر یہ ذکر تھا کہ چالاک کو لیکر سامنے آئے شہاب نے کہا کیون او چالاک تجکو کچھ خوف
نہ آیا میرے نامہ دار کو تو نے کیا کیا چالاک نے ہنسکر کہا اُس قاصد کو مار ڈالا آخر قلعہ مین کیونکر آسکتے
اگر ہمکو ساحر کا حال معلوم ہوتا اسکی بھی فکر کر لیتے دانہ ڈال کے جال مین پھنساتے لیکن افسوس ہیکہ آگاہ
نہ تھے اب کیا نقصان ہے جسکی قضا آئی ہے ہمکو مارا انکو کیا زندہ چھوڑینگے پیشتر اسکے کہ ہمکو قید سے چھوڑ دو ہمارے
قبلہ و کعبہ کو نکل جانے کی تدبیر بتاؤ ورنہ سارے قلعہ کو برباد کر دینگے خوب اچھی طرح کر لو کہ یہان ہم صاحبقران
قدم آیا ساحرون کی شامت آئی دریافت کرو کہ تمہارے شہنشاہ پر کیا گذری اپنی دائی امان کو [illegible] وہ کہان گئی
مشعل کی روشنی تھی اب بیان اختلاف نقارہ نواز آتشین ہین انکو بھی مرنے کی نوبت پہنچی کی انکی بھی تدبیر نہ بن پڑی
ہے مشعل مشہور ہے وہ دول کے اندر پھول نقارہ نواز کا اب نشان نہ رہیگا [illegible] کیا چیز ہے خود تمہارا باپ
بچہ نہیں ہے تمہارے خداوند سامری جمشید کتاب میں لکھ گئے ہیں کہ یہ بڑا پائدار جرأت و شوکت مین یکتا ہے فاتح
طلسم ہوشربا ہے جو شکست اپنے خداوندون سے نہین ڈرتے ہو لیبر شہریار کے قتل مین کوشش کرتے ہو لی
تاریک شکل کی نشین بھی تو اسد غازی کو کہا گئی تھین بھائی ضرغام شیردل نے کس طرح سے بچایا تو شہبال
تاریک بیشن آیا داخل ہم ہوئی جب بدبخت بے ہم ہوئی اس طرح کی باتین چالاک نے چار آنکھین کرکے
اس جلسہ ساحران مین کہین جادوگرنیان [illegible] رنگ شہاب جادو متغیر ہوا کہا دیکھو
ہین یہ ویسا کا سا [illegible] کا کام کیا ہے گلشن جادو آسکی معشوقہ رونے لگی کہا صاحب باتین اسنے
سب سچ کہین ذرا فرق نہین ہے سامری نامے مین لکھا صاف صاف لکھا ہے اسد غازی نامدار نبیرہ امیر
حمزہ عالیجاہ طلسم ہوشربا فتح کریگا علاوہ اسکے باب چہارم بدعت سامری مین صاف صاف مرقوم ہے کہ
یہ مفہوم ہے اسد نوجوان لاجواب قاتل افراسیاب جادو کی تصویر تک کھینچی ہوئی ہے جو یہ عیار کہتا ہے سر و چشم
قبول کرو فقیر سے اسکو [illegible] ہم چلا کسی گوشہ عافیت مین چھپ رہین ظلم و بدعت عیاران سے شہباز
نگار پن پوش نے کہا عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے بے وجہ بلا [illegible] ساحری نے یہ باتین نہین
لکھی ہین نجومیون نے اپنا کمال دکھایا ہے ہر سال یہ لاکھ لکھتے ہیں مین انکی آن احکامات کو مٹاتا ہون چالاک
و برق فرنگی کو ابھی دار پر چڑھاتا ہون یہ کہکے برق فرنگی کو بھی قید خانے سے بلایا برق فرنگی جو بارگاہ شہاب
نگار پن پوش مین آئے دیکھا سر شہزادہ بند [illegible] لیکن تیورون پر بل ہے ایک ایک کو گھور رہے ہین
برق فرنگی تجاہل چالاک سے [illegible] آواز دی اے ساحری [illegible] سلام ہمارا [illegible]

اے شہاب گلگون پوش ہم محبتا ہیں ملکہ مہرخ کی بربادی تباہی میں شہنشاہ ہوش ربا کے خیر خواہ ہیں کل جو
تو اے عمرو کسی بہیس کو مہینہ قید میں رکھا ہو دل میں کہتا وہ ظاہر کیا اے شہریار خبردار اسکی باتوں میں نہ جانا جلد
اسکا قتل کر دیجئے کو رہا کر دو ابھی چل کے عمرو کو تلاش کر دینگے کہیں فقیر بنا پھرتا ہوگا لاکھوں جادوگر جا چکینگے
مگر اسکو پہچان سکیں گے چالاک نے کہا یہ چالاکی ہے بیکار فتنہ انگیز آج کینہ دیرینہ ظاہر کیا ہم ہمیشہ قبلہ و کعبہ سے
کہا کرتے تھے یہ بادہ مکر و غدر پرست ہے دل و جان سے لات و منات پرست ہے جس دن
قابو پائیگا باعث جائیگا ہمارا کہا نہ مانا خیر ہم تو قتل ہونگے ہمارے بھائی تمکو زندہ نہ چھوڑینگے طلسم
ہوش ربا میں گھس آئینگے خون کا بدلا لینگے برق فرنگی نے کہا میاں چالاک تمہیں یہ ہوش رہا ہے کہ ملکہ مہرخ و
بہار نہیں ہیں جو بیٹھا یہ تڑپاؤ آج ہمارے ہم مذہبوں کا سامنا ہوا ہم اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ ہمکو کوئی سردار
مقبول ملے تو اپنا مذہب ظاہر کریں چالاک نے خنجر برق کے زور سے ایک ٹکر مارا برق فرنگی نے
بھی ہتھکڑی ہلائی آپس میں لات مکے چلنے لگے برق غل مچاتا ہے کہ حضور میری ہتھکڑیاں کاٹ دیجئے میں
چالاک پر چڑھکر اسکا سر کاٹ لوں آپ لوگ کیسے ہم مذہب ہیں میری مدد نہیں کرتے ہو کہا اگر جو مستکڑا
ہوا ہی میں بیچارہ دیا اپنا برق فرنگی جو اس طرح تڑپا چالاک نے ایک ہتھکڑی ماری برق فرنگی کے سر سے
خون بھی جاری ہوا آتش جادو شعلہ شہاب گلگون پوش بانہ ہلا کھلوا ہتھکڑی ہوا کے برق فرنگی کی
طرفداری کرنے لگے چالاک کو چھوڑ دیا کہا کہ یہ او قیدی ہمارے ہم مذہب کو ماریگا برق نے کہا قبلہ عالم
میری ہتھکڑی نکالیے میں ابھی اسکا سر کاٹ لوں حضور عمرو کو بھی تلاش کر دونگا آج ہی کل کا زمانہ ہوا اسے عیاروں کا
بھی سر کاٹ لاؤنگا ایک دن میں لشکر مہرخ کا خاتمہ کر دونگا آتش جادو شعلہ شہاب گلگون پوش سے
آگے ہاتھ جوڑ کے کہا صاحب ساحری جمشید کی قدرت تعالی ہے کہ ایسا عیار ہمارا طرفدار ہوا جاتا ہے
تمام اہالیان دربار بھی شہاب گلگون پوش کو سمجھانے لگے حضور یہ آشنا ہے واقف کار عیار بلا ہے آپ سے
مشہور ہیکہ ہوتا ہے حقیقت میں خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرا دیگا کیسی عیاریاں کرتا ہے یہ تو عیاری میں
عمرو پر غالب ہوا آپکی مدد کا طالب ہے یہ سنکر شہاب گلگون پوش بھی خوش ہوگیا حکم دیا آہنگر کو بلاؤ
برق فرنگی کی قید کاٹ دو اے برق ہم تیرا شکر کرتے ہیں برق نے کہا حضور میں تو ابھی وقت خدمتگزاری کر دونگا
خیر خواہی ظاہر ہو جائیگی سارے شہر والے خوش ہونگے یہ خبر فرحت اثر بادشاہ شہنشاہ جائیگی شہاب گلگون پوش
نے ہتھکڑیاں بیڑیاں برق کی کٹوا دیں برق قید سے چھوٹتے ہی چالاک کو ڈال دیا تھا وہ مارا چالاک

گلے پر تلوار رکھدی کہا حضور اسکو قتل کروں گلشن شہاب نے کہا بجتیا برق تمھیں اختیار ہے برق فرنگی سے
تلوار روک لی دوڑتا ہوا شہاب گلگون پوش کے پاس آیا کان میں جھککر کہا حضور ابھی عمرو گرفتار
نہیں ہوا اُسکے پاس گلیم ہے پڑا نہیں ہے نقشہ میں دیکھیے کیا کر رہا ہے اگر اُسکا بیٹا مارا جائیگا رات کو گلیم اُوڑھکے
سب کو قتل کریگا اُسکو بھی تلاش کرکے پکڑ لائیں پھر دونوں کو ساتھ قتل کریں اب میں سب تدبیریں حضور کو
بتاؤنگا لشکر اسد غازی و ملکہ مہجبیں آپکے ہاتھ سے تباہ کراؤنگا میرے بیان سب کا حال کون بتائے
آپ صرف نشان بتا دیجیے میں جا کے گرفتار کرلاؤں گلشن جادو نے کہا صاحب سچ کہتا ہے شہاب
گلگون پوش نے نقشہ نجوم اُٹھایا بلاحظہ کرنے لگا خوب قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے برق فرنگی کوتوال
ساتھ لیکر جاؤ فلاں شکل میں خواجہ عمرو بہشتی بنا بیٹھا ہے بہشتی سے ہنس ہنسکر باتیں کر رہا ہے برق نے کہا حضور
بہت خوب کوتوال تو ساتھ چلینگے ذرا آپ ملاحظہ کیجیے لیکن سب مقابلہ ہو میرے شاگرد لڑائی میں کوئی خلل
نہ دے تمھیں عیاری گرفتار کریگا گلشن جادو نے کہا صاحب چالاک تو شاگرد کا تماشا کیجیے
دونوں میں کیا گذرتی ہے گلشن جادو شہاب گلگون پوش مصاحبان نابکار برق عیار کے ساتھ ہوئے
چالاک پر چند نگہبان قرار دیکے کوتوال محلہ کا پتا بتانے کو آگے بڑھا شہر میں غلغلہ ہوا برق عیار شاگرد
خواجہ عمرو نابکار ہمارے آقا سے عالی وقار کے شریک ہوا اُستاد کو اپنے گرفتار کرانے جاتا ہے جس گلی
نکلا غول کے غول ساحروں کے ساتھ ہو لیے یہ تو سب جاتے ہیں انکا حال وقت پر کہا جائیگا لیکن
جہتر قران عیار صحرا میں ٹھہرے ہوئے چالاک کا انتظار کر رہے تھے جب عرصہ دراز گذرا سوچے چالاک نے
کچھ نہ کچھ آفت ڈالی ہے یہ سوچکر ایک جادوگر کی صورت بنکر آئے ہوئے سرسنگ جو درہ کوہ میں بیہوش پڑا تھا
اُسکو آگے ہوشیار کیا سرسنگ گھبرا کے اٹھا ایک ساحر کو اپنے قریب پایا گھبرایا ہوا کہا جہتر قران نے
کہا اے یار تم کون ہو ہم اس راہ سے جاتے تھے ملازم شہنشاہ ہوش ربا ہیں تمکو دیکھکر بہت افسوس
آیا کہ بندہ ساحری جیسا پاس ہے بیسبب بیتاب ہو تمکو بیدار کیا شاید کسی قزاق نے تمکو دھوکا دیا کیا
کچھ مال پاس تھا سرسنگ نے کہا بھائی تمھارا نام کیا ہے جہتر قران نے کہا سب پہچانتے ہیں سرفروش
جادو ہمارا نام ہے اور ہمارے لڑکی نگہبانی کرنا ہمارا کام ہے سرسنگ نے کہا تمنے بڑا احسان کیا شہاب گلگون پوش
کا ساحر دار ہوں مال تو میرے پاس کچھ نہ تھا لیکن سر کا اُتار کیا ہوا کہا ہوا اسکو کسی نے لیلیا جہتر قران نے
کہا بھائی جیسے جان بچی زندگی ہے پوچھو تو میں آیا سرسنگ نے کہا میرے پادشاہ خفا ہونگے آپ یہیں

کب انتا ہے آخر کوتوال نے گرفتار کیا سپاہیون کے سپرد کر دیا لیکن خواجہ عمرو و برق فرنگی سے
نہیں چلنے لگا جب ساحر پڑھتے ہین برق فرنگی منع کرتا ہے دیکھو ہوا جو کچھ دخل نہ دو میری عیاری مین فرق
آ جائیگا یہ بے غیرتی کی بات ہے مین اگر چاہتا کے ایکی شکلین بناتا تھا ہون علاوہ اسکے استاد و شاگردون کی باتین عیاری
کی گھاتین لڑائی مین بھی اشارے ہو رہے ہین ظاہر مین غل مچاتے ہین برق فرنگی نے غور کیا اوسکا بازو کو
اسکو بچا دیکھ پالٹ کا ہاتھ چل گیا ارے روکتا وہ طمانچہ پڑا کر خالی گئی چھوٹ کی گھال چلی خواجہ عمرو
آواز دیتے ہین اوسنے مجھ سے لیے انگریز دیکھ چالاکی کا ہاتھ مارتا ہون ناک اُڑ جائیگی اسلیے جب تیری ناک
کٹ گئی تب کان ہونگے برق نے کہا کیا مجال ہے آج بتا دونگا اب تمنے لڑکی کر لی اب لشکر ملکہ حیرت
اور ملکہ بہار پر بھی عیاری کرونگا تمھارے صاحبزادے چالاک کی شکلین بناکر بیٹھا آیا ہون توڑ دون
باپ بیٹون کو ساتھ قتل کرونگا آج عیاری کے مزے ہونگے کہنے والے کہینگے کہ برق عیار بے نظیر ہے
حقیقت مین صاحب تدبیر ہے قدردان کے ساتھ جانبازی کرینگے رازدار نکے ہاتھ سے کہان چھینیگے آتی
دولت خدمت صاحبقران مین ہے ابھی طلسم کے مالکون مین نام کیا آخر کیا انجام ہوا اس قدردان
کی تمام دنیا مین علداری کرا سکینگے نا قدرون کو ستا سکینگے خواجہ عمرو کہتے ہین کچھ ایسے سپاہیون کو نٹے بناکر
چھوڑ دیے یہان بھی ذلیل کرونگا لڑتے ہوئے یہ دونون بیچ بازار مین پہونچے ہین لوگ کوٹھون پر سے
تماشا دیکھ رہے ہین یکایک شہزادہ قران سر سنگ جادو کے ساتھ باتین کرتے ہوئے اندر قلعہ کے پہونچے
اُس طلسم سحر نے آواز دی ارے یارو دوڑو سر سنگ جادو کے ساتھ شہزادہ قران عیار طرار آیا ہے
سر سنگ جادو گھبرا گیا شہزادہ قران نے بدحواس ہوکر ایک ساحر کو مارا اللہ کا سر کٹا ساحر لیٹا لپٹا
کر کے دوڑے ہر چند سر سنگ جادو پکارتا ہی یارو ابشہ تم لوگ نہ ہو یہ میرے جان نثار ہین دو
ساحر آواز دیتے ہین ارے او نیولا تجھے بچا ابھی تیری شکل بنکر چالاک آیا تھا ... ساحر
مارے گئے اب تو شہزادہ قران کو اپنے ہمراہ لایا عیارون نے غدر ڈالا پا چلے ہی آتے ہین شہزادہ قران نے
چار جادوگرون کو مارا کہ ایک جانب بھاگا جب کوئی ساحر قریب آگیا پلٹ کر شہزادہ قران نے تیغ مارا
کہ سر کاٹ سر کٹا اندھیرا ہوا یہ پھر بھاگے مگر ساحر پیچھا نہین چھوڑتے چلے ہی آتے ہین ایک بلندی پر چڑھ کر
شہزادہ قران نے دیکھا بازار مین ہنگامہ ہے اہالیان شہر جمع ہین افسران فوج ایک جانب بیچ مین خواجہ عمرو
و برق سے جھگڑ رہے ہین شہزادہ قران حیران کھڑا دیکھتا ہے کیا معرکہ ہو رہا تو سمجھے کہ استاد و شاگرد دونے لگے

شہاب گلگون پوش برق کی تعریف کر رہا ہے کبھی کہتا ہے ای مشتر ولا کو ای برق نامور ساربان زادے سے
اسیر کو بیجا حکم دے میں ایک سحر کروں ہاتھ پانوں اسکے بیکار ہو جائیں مشکیں باندھ لے ایسا نہو تو زخمی ہو
بھاگے بڑا ملال ہوگا برق جواب دیتا ہے ای شہنشاہ ساحران وای قدردان غمخواران واسطہ سامری و جمشید کا
اس مقدمہ میں دخل نہ دیجیے زمرۂ عیاران میں بدنام ہونگا اور اسباب کو کیا منہ دکھاؤنگا شہاب
پھر رکیب جاتا ہے ساتھ والوں سے پوچھتا ہے وہ جو عیار حبشی آیا تھا اسکو گرفتار کیا چند ساحروں نے
برق کی حضور وہ دشمن کو قتل کر کے نکل گیا اسکا پتا بھی نہ ملا شہاب کہتا ہے اسے بھی عیار برق نامدار
رفیق ہے خود سب انتظام کر لیگا اسکے سامنے کوئی عیاری کا نام نہ لے سکیگا ایک آن میں عمرو وغیرہ کا
خاتمہ کر دیگا دیکھو صاحبو کس عرصے سے لڑ رہا ہے حقیقت میں عمرو و برق سے جیسے کے ہاتھ چل رہے ہیں
عجب ہنگامہ عظیم برپا ہے ساحر کہتے ہیں یار دو سردار ہیں یہ دونوں کیونکر بچتے ہیں گویا بلبلیں گتھی ہوئی ہیں دونوں کامل
فنون عیاری میں طاق شہرۂ آفاق ایک شاگرد ایک استاد دیکھیں کون غالب آتا ہے ایک مقام پر خواجہ عمرو نے
بڑھ کے خنجر مارا برق کا سر زخمی ہوا شہاب گلگون پوش بیقرار ہو گیا کہا ای برق اب میں نہ مانونگا جیتا نہ چھوڑونگا
تیرا زمین پر گرا ابھی اتنا ہی خون خشک ہو گیا میں سحر کرتا ہوں برق نے قسم دی کہا حضور دیکھیں شیر زخمی ہو کر
بپھرتا ہے پھر وار کرتا ہے یہ کہکے گھس پیٹھا تلوار سینے پر لگاتا ہوں زخم کا پوچھنا جاتا ہے پیچھے ہو بکار کر کہا ہاں او ساحر عمرو
سر کاٹ لیں نے حکم دیا عمرو نے گھبرا کر پلٹا برق نے حلقے کمند کے مارے کہا او عمرو یہ فقرہ یاد رکھنا
دیکھیں یوں گرفتار کرتے ہیں گرگ باران دیدہ کو فقرہ دیا بڑے بڑے عیار کو پھانسا اب کہاں جائیگا
حقیقت میں وہ حلقہ ہائے کمند گردن میں عمرو کے ٹھیک ٹھیک بڑا دھوکا کھایا لیکن یہ عمرو عیار ہے سبک ہو کر
جست کی حلقہ ہائے کمند سے یوں نکلا جیسے شرار سنگ سے یا ہوا کی تیغ سے یا تیر ناوک سینے سے نکل جاتا ہے یا دل عاشق
سے آہ قضا سے کار وہاں پر ایک نخل تھا اسکے شاخ کی سر عمرو میں ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرا برق نے جست کر کے
جا پڑا اشرف سے حباب بیہوشی مارا عمرو بیہوش ہو گیا ایسی سرکی کھائی کچھ تدبیر بن نہ پڑی برق نے جھالی پیسہ
بڑھ کے مشکیں باندھیں ساحر دوڑے کہ عمرو کو ماریں برق نے کہا یارو ہاتھ نہ لگاؤ میرا استاد ہے اب دیکھو منتظر کیا ہوتا ہے
کوئی صاحب ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دیں جو مناسب جانینگے وہ کرینگے شہاب نے منع کیا خبردار کوئی قدم
نہ جانے برق کو سب طرح کا اختیار ہے خواہ قتل کرے خواہ بخشے برق نے کمندوں سے مشکیں باندھیں چھپا پانی
کا مارا ہوشیار کیا کہا اب یوں خواجہ ہماری جرأت دیکھی عمرو نے سر جھکا لیا جواب نہ دیا کشاں کشاں طرف

دلمین کیا ہی بیان کرو جو کہو گے ہم قبول کرینگے قتل کا نام نہ لینگے ہمراد کر یہ ظاہر کرو دیکھو اہ بندہ ساحری کی درہم نکلی آپکا حجاب کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا یہ جوان سب سے بہتر و خوشنما ہے کہا خواجہ کو اور زیادہ رونا آیا بلبل اسکے تختہ سے اُٹھ ہونٹوں تک شکلی کلیجہ تھام کر یہ مسدس رعنا بدا میں عشق میں پڑھنا شروع کیا مسدس

عشق وہ دوزخ کے دھوئیں دم میں اڑا دیتا ہے
خاک میں عالم و آدم کو ملا دیتا ہے
برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہے
جلوہ خورشید کا ذرے میں دکھا دیتا ہے
نار دوزخ کا ہے بس ایک شرارا اسکا
آہ عیسیٰ کبھی تو بچا نہیں مارا اسکا

عشق وہ سم ہے مرے یار جیسے اسکا نام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہیں خاص و عام
اژدہا دیکھے تو ہو جائے وہیں کام تمام
اسکا آغاز ہے انسان کا جو ہے انجام
خون سیاہی دم تحریر عشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا ہو جائے

گاہ دریا میں نظر آتا ہے وہ بنکے بھنور
کشمکش جزر و مد شوق سے ہے آٹھ پہر
موج بنکر کبھی قلزم میں یہ آتا ہے نظر
کبھی طوفان کی طرح جاتا ہے یہ سر سے گذر
ہو وہیں ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ایسا ترسائیں نہ مانگیں کبھی پانی عشاق

بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہے
رشک نیسان کو بنا اسنے گہر ڈالا ہے
سم کا الماس میں قاتل نے اثر ڈالا ہے
سینہ سنگ میں آتش کا شرر ڈالا ہے
ہے یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہے کون سلیمان کہاں کی بلقیس

چاشنی قند میں اپنی کبھی دکھلاتا ہے
گہ نمک میں نمکین شور یہ بنجاتا ہے
اور کبھی زہر ہلاہل میں یہ کر دکھاتا ہے
ذائقہ سب کے سر اک چیز میں در آتا ہے
مشک میں عطر میں گل میں یہی بو دیتا ہے
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو پیتا ہے

راگ مین سحر کی دکھاتا ہی گا سے تاثیر
طوق بنتا ہی گلے کا کبھی پا کی زنجیر

دام کاکل مین یہ دلکو کبھی کرتا ہی اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہی ظالم نخچیر

گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہی
دل عشاق کو ہر طرح یہ لے جاتا ہی

قمر تابان ہی کبھی چرخ پہ گہ ماہ تمام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام

گاہ ثابت ہی کبھی اختر سیارہ نام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ ہے شام

دلمین اگر نہین ممکن ہی نکلنا اسکا
ہی زمانے کی طرح رنگ بدلنا اسکا

عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان
تارہ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان

چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال بیان
دل یہ کہتا ہی کہ ہی عشق عیان راچہ بیان

ابتدا دھوم ہی انجام کو بربادی ہی
شادی و مرگ اسی عشق مین شادی ہی

سوتے فتنے کو یہ کمبخت جگا دیتا ہی
خون دل دیدۂ عاشق سے بہا دیتا ہی

سرکشیدون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہی
چاہ مین چاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہی

زندہ مردے کو کرے معجز عیسی دکھلا کے
مردہ زندے کو کرے چشم فسون زا دکھلا کے

دام مین لاتا ہی یہ طائر دل کو دم مین
ملک دل کرتا ہی تاراج یہ فرط غم مین

اس سے آخر کو زوال آتا ہی جاہ و حشم مین
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہی کہین عالم مین

اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین یہ جا اسی آزار کے اب آزاری

عشق جادو ہی کہی سحر طلسم و نیرنگ
پانی ہو جاتا ہی اس عشق کی تاثیر سے سنگ

اسکو اعجاز مسیحا کبھی ہم ادب کہکے دنگ
کبھی اعجاز بیان اور اسکے تزلزل مین دنگ

ہوش رہنے نہ دیا چاہ فرشتہ کو جھکا کے

فرش سے عرش اپنا سا کہیں جا پہونچا

اس بیقراری مین یہ بند پڑھ سنتے وقت کلیجہ تھام نے لگے لیکن کوئی مطلب اصلی نہ سمجھا کہ اس مذہب عشق سے اس مقام پر کیا مراد ہے لیکن شہاب گاگون پوش نے کہا اے مہتر برق فرنگی عیاری کرتے تھے تم استاد ہو تم کچھ اس مطلب کو سمجھے برق نے کہا اور تو مین کچھ نہین جانتا اتنا واقف ہون کہ جب سے طلسم ہوشربا مین تشریف لائے بلکہ حضرت شہزادہ زمان پر مائل ہین اکثر پیغام و سلام ہوتے رہے لیکن کچھ انجام نہوا اکثر انھون کو اشعار عاشقانہ پڑھا کرتے تھے شاید ابھی معشوق کا خیال آگیا شہاب نے کہا خواجہ صاحب اگر آپ کو حضور کا خیال ہے مجھ سے صاف صاف فرمایئے مین اسکی بھی تدبیر کرسکتا ہون افراسیاب کے گھر کا بچہ ہو سب طرح سے اختیار ہے کوئی مقام نہین نام حضور سنکر خواجہ اور زیادہ بیقرار ہوے بلکہ یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

بسکہ الفت گر پیرایاست خونبار منست	ریختن بر خاک رہ خون جگر کار منست	با وجود آنکہ آزارم نمیشد با ہنوز
گردش گردون دون زنگار آزار منست	نیست در بازار راحت گر چہ یک جنس ہم	شکر للہ محنت عالم خریدار منست
یار منت می نہد بیہودہ بر گلزار ابر	رونق این بوستان از چشم دریا بار منست	فتنۂ ہر جا بر آرد سر ز آغوش فلک
جستجوئیم دارد و در فکر آزار منست	کردہ ام تا طوق گردن رشتۂ زنار را	عقدۂ تسبیح در دل رشتۂ زنار منست
خنجیا از نمار خود بینی و خود رائی کنا	کاین پریشانی مستان نیست پندار منست	اشعار مقبر ہن آثار سکے تار

یا ندر وہ بحر رقت کا جوش کبھی گریبان کبھی خاموش عجب حال تہ بالا ہی خواجہ کو اسقدر دیکھنے والے دیکھتے ہین ہر کس نا کس کا یہی قول ہے کہ صاحب اگر یہی حال ہے قالب پر اسقدر رنج و ملال ہے تو عمر و زندہ نہ بچیگا تڑپ تڑپ کر جان دے دیگا مگر سبب کچھ نہین کھلتا آخر شہاب گاگون پوش نے انتہا کا عذر کیا کہا خواجہ دیکھو تم عزیز ہو ہمین اسکے سر کی قسم تمکو دیتے ہین حال دل کہو سے وجہ اپنی جان نہ دو ہم سب طرح پر تمہارے ساتھ محبت صرف کرینگے جو مانگو وہ دینگے کو موجود ہین صرف مذہب کی تاکید ہے برق بھی قائل ہوئے مگر اب عمرو نے بمشکل ضبط کیا ظاہر مین سب نے دیکھ لیا کہ تاب ضبط نہ تھی مگر یہ بھی جرأت نہ تھی کہ اپنے کو بے وفا کہا اے بادشاہ عالیجاہ سیوقت مجکو کئی باتون پر رونا آیا ایک تو یہ خیال آیا کہ افسوس ہم نے عمر اپنی ناقدر دانی کے ساتھ بسر کی دیدے حمزہ کا جاوہ زادہ کا تب سے آپکے ساتھ رہے جبکہ ہوشیار ہوے ہم عیاری کر کے سب کچھ حاصل کرتے واسطے زیب و زینت کیا لیکن کچھ قدر نہ جانا باتون کو دیسے زیادہ دیکھی غضب آیا ہو آکر ...

پس فنا ہے تری یاد جسم زار میں روح
کہیں لے جا رہے نہ رفتار سے نزاکت یار
کہ اپنا جسم ہوا ہے تن مزار میں روح
دکھا دے جلوہ آخر کہ وقت ہے آخر
بھٹک رہی ہے ابھی تک اسی خمار میں روح
تجھے نہیں ہے پکارے تجھے مری آغوش
اسی سے درد ہے دل میں اسی حصار میں روح
خیال کاکل پیچاں سے حال ہے برہم
کنار قبر میں ہے رحمت انتشار میں روح

ملال تجھکو ہے تم ہو دل مکدر میں
کہ راہ تکتی ہے آغوش انتظار میں روح
نہ زندگی سے خوشی ہوتی مرنے سے راضی
ہے مہمان نفس چند جسم زار میں روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہو بلبل
ترا خیال ہوا ہے مری کنار میں روح
بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر
کچھ ایسی کھو گئی ہے عجب عالم انتشار میں روح
خوش آگئی عادت الفت بس فنا بھی ہم

غبار روح میں ایسا ہے پاکیزہ غبار میں روح
فنا عشق میں کیا برگ بادیگی ہے یہاں
نہ اختیار میں دل ہے نہ اختیار میں روح
نہیں ہیں کم ترے مستوں کی مستیاں
بہار ہے کہ نکلے ایسی بہار میں روح
پیا ہے بادۂ الفت کا ساغر لبریز
تمام عمر رہی سبزہ لالہ زار میں روح
عدم ہوا ہے یہاں کا ہمسفر محبت سے
کہ لوٹتی ہے مری دامن مزار میں روح

خواجہ گا رہے ہیں اہالیان محفل کو رجھا رہے ہیں مہتر برق فرنگی ستم بیگانہ گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی قاعدے سے محفل میں رکھ رہا ہے مرغ زریں بنا ہوا اچھل رہا ہے خواجہ کی تعریفیں ہو رہی ہیں استاد و شاگردیں اشارے کنائے کبھی خواجہ پکار کر فرماتے ہیں بیٹا برق جلد شراب محفل میں لاؤ اپنا کام کرو اور کبھی فرصت کبھی شہنشاہ کو اپنے ساتھ لیکر چلیں شہنشاہ افراسیاب جادو سے ملاقات کریں اشتیاق نے نہایت مجبور کیا ہم کیا کیا فریب کیا بلکہ جس طرح پہونچ گئے ہونگے ہم چاہتے ہیں اب کسی کو تکلیف نہو بار کوہ جنگ و جدال ہم اٹھالیں ہمارے شہنشاہ کا کام ہو جائے بیٹا بہت جلد کام ہو جائے برق جواب دیتا ہے استاد سب سامان تیار ہے آپکی ہر ایک بات کرامات ہے ابھی ابتدا کی رات ہے صبح ہوتے ہوتے صبح ہو گی کیا جلدی ہے چالاک سر ہلا رہے ہیں کبھی اٹھکر ہاتھ سے برق کے گال لے لیتے ہیں فرماتے ہیں بھالی ذرا اسطرف لاؤ بہت نہ گھبراؤ برق تڑپتے پھرتے ہیں لیکن اب حال مہتر قران سنئے تحریر کر چکا ہوں ایک مکان کہنہ میں جاکر مہتر قران ٹھہرے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا اندھیری رات کا سامنا ہوا شب تیرہ و تار مکان سنسان مدت سے ویران پڑا ہے دل پر خوف طاری انتہائی بیقراری آخر ناچار ہوکر دروازہ مکان کا کھولا دیکھا کوچہ تنگ و تاریک ہے اسطرف سے کوئی گذر نہیں کرتا ڈرتے ڈرتے مہتر قران نکلے سر کوچہ سے بڑھے ہیں کہ آواز آئی ارے کوئی مزدور ہے ہمارے پاس آوے پیچیلا شراب کا تھوڑی دور پہونچا دے منہ مانگی مزدوری ملیگی خیال میں گذرا کہ اے مہتر قران

بھائی یہ ایک شخص شہنشاہ ہوش ربا کا گنہگار یہاں بھیجا گیا ہے ہمارے شاہ نے اُسکو مکان میں
بہ حفاظت قید کیا وہ قیدی بڑا صاحب آبرو ہے قید خانے میں چور اُچکے قید ہوتے ہیں یہ رئیس شہر ہیں
شہنشاہ سے لڑ کے گنہگار قرار پایا حضرت قران نے کہا ایسی آپ نے صاف صاف کہا یا نہیں اتنی تسکین ہو گئی
لیکن اُس قیدی کا نام کیا ہے چوبدار نے کہا میں نام نہیں جانتا ہوں سن چکا ہوں طلسم نور افشاں کا رہنے والا
اور فداری کو بیٹی دختر صاحب عقل و تدبیر عقیل فہیم نور افشاں کا ناظم یہ مشہور ہوا تھا ہم کو بھی حال معلوم ہوا
خاموش ہو رہا و لیکن کہتا ہے اے حضرت قران ہمارے لشکر سے سوائے ان نامی عیاروں کے اس کا سا میں
کوئی نہیں آیا کون بزرگ قید ہے جانتے چلئے سر ان کو یہ خبر تھا فیتا چھوڑا ہے جمشید کی یاد لشکر میں ہو وہ کس
مقام جیتا ہے پھر یہ قیدی کون صاحب لیاقت ہے ویسے سوچتے ہوئے بازاروں کو طے کر کے سامنے
اُس مکان کے پہونچے افسر یہاں کا ریحان جادو مع پانچ سو ساحروں کے بیٹھا ہوا پہرا دے رہا ہے
دیکھتے ہی آواز دی کون آتا ہے چوبدار نے کہا بار عم شہنشاہ اے ریحان جادو تم سب کے واسطے شراب لیا
ایک آئے ہیں ریحان جادو بہت خفا ہوا کہا کیوں شراب لیکر آئے کیا احتیاج تھی وہ ہر رات کا جاگنا تھکا
پڑے تھے پیاسے ہیں چاہیے ان لئے رہیں ہیں صبح کو شہنشاہ سے عرض کرینگے سال بھر ہم کو یہ مصیبت
اُٹھاتے ہو گئے گھر بار چھوٹا گھڑی بھر کی مہلت نہیں پاتی اب ہمارے بدلے اور کوئی نگہبان ہو ہماری
بدلی کرا دیں قیدی وہ سخت جان ہے اب دو چار دن کا مہمان رہا ہو تو غیر ممکن تا قید جیتا ہے یہاں کا
قیدی رہا نہیں ہوتا کہیں جلدی مر جاتے ہم کو فراغت ملے لاش اُٹھا کر دریا میں پھینک دیں چوبدار نے کہا
بیشک سب کچھ عرض کرینگے تمکو معلوم ہے کہ شہر میں کیا ہنگامہ بڑا ہے عیار آئے اُدھم پھیلا ہے دربار کا حال
مفصل نہیں معلوم کم بخت مارے گئے یا اطاعت کی نہیں معلوم کیا انجام ہوا حضرت قران نے بھی پوچھا کیوں
چوبدار صاحب عمرو عیار قتل ہوا برق کو شاید چھوڑ دیا چوبدار نے کہا دربار تک ہماری رسائی نہیں ہے اتنا
سنا تھا کہ عیار آئے شاہ سے معاملہ ہوا صبح کو دربار ہوگا حضرت قران خاموش ہو رہے شیشہ لا کر وہاں رکھا
سب ساحر دوڑے چوبدار تو انعام لیکر چلا گیا حضرت قران بھی بیٹھ گئے ساحروں نے پوچھا میاں چھڑو
کیوں تم سر جھکائے بیٹھے ہو قران نے کہا حضور رو تو نہیں آتی ہے اپنے مکان نہیں جا سکتا یہیں پڑ رہونگا
حضور کو حقہ بھر دوں یہ کہہ کے ساحروں کے ہاتھ سے چلم لے لی آگ پھونکنے لگے چلمیں بھر کے پیادوں یا بیٹا
سب خوش ہوئے کہا بھائی کیا حرج ہے بیٹھو شام سے ہم لوگوں نے شراب نہیں پی ہے بدمزاج ہو رہے ہیں

سامان عزت ہمراہ لایا اعتقاد سے آکر پایۂ تخت افراسیاب کو بوسہ دیا اعتقاد تخت پر بیٹھا ہر
نقارہ جمشیدی پہلو میں رکھا ہے زال جادو نے افراسیاب سے پوچھا اے شہنشاہ راہ میں بڑی تکلیف
اٹھائی افراسیاب نے کہا مالک فرعونیہ پر بڑی لڑائی پڑی لاکھوں میں ما بدولت یکہ وتنہا تھے شہنگ و
پلنگ غلامان ملکہ ماہیان زمرد پوش وقت پر پہونچے فرعون کو مارا قلعہ پر قبضہ کیا خدمت میں مستعد
ساحری کے پہونچا آپ نے ایسی عنایت فرمائی فوراً تشریف لائے کچھ انکار نہیں کیا راہ میں بڑے صدمے
اٹھائے عمرو و برق نے آکر عیاری کی آپ کو تو وہ کیا قتل کرنا قصد کیا تھا غلام ساحری پہونچ گئے
انکو پکڑ لیا وہ دونوں گرفتار ہوئے عمرو کا نام سنکر زال جادو خوش ہوا کہا اے شہنشاہ پھر عمرو کو کیا
قتل ہوا نذر ساحری کروں صاف صاف ساحری نامہ میں لکھا ہے عمرو عیار بے مثل و یکتا ہے اگر اسکو مارا
کچھ کسی کی احتیاج نہیں اب غلام بھی لشکر کشی کریگا حمزہ وغیرہ کو گرفتار کر لیگا اپنے بوڑھے غلام کے تو سمجھ لیجیے
میں آچکا ہے عمرو ہی کے ڈر سے آپکے لشکر میں نہیں آیا افراسیاب نے کہا اسکے قتل کا حکم نہیں ہے جہاں یہ
اسکا خون گریگا وہ سرزمین ویران ہو جائیگی بلکہ اس زمین پر گھاس بھی نہ جمیگی شہاب خیرخواہ قدیم وقت پر آگیا
برق و عمرو کو قید کر کے اپنے قلعہ میں لیگیا زال نے سر پیٹ لیا کہا حضور وہ تو میرا لکھا ہی غضب ہے باپ اسکا
مر گیا میں نے اسکو پرورش کیا سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق ہے سب کچھ ہے لیکن آپ نے میرے فرزند کو قتل
کرایا قلعہ بھی برباد ہوا ہائے میں نے بڑی مشقت سے وہ قلعہ آباد کیا تھا ہائے وہ برباد ہو جائیگا معلوم
عمرو کس حسرت و یاس سے اسکو قتل کریگا افراسیاب نے کہا اے زال جادو بوڑھے ہوئے اتنا نہ کسی
بات میں لیاقت نہیں ہے بچوں سی باتیں کرتے ہو بلا نسبان حمزہ سنا ہے تو انکو تار ہو کہیں کہ ہمارے عیار دن
سے ساحر ڈرتے ہیں شہاب کے برابر کوئی لئیق نہیں ہے اسکے قلعہ کی کیا مجال ہے جو بہ نگاہ کج دیکھے آپ نے اتنا
بڑا کام کیا کہ کسی سے نہو سکتا تھا جس دن اسد غازی رہا ہوا ملک اجل مریخ سنشین پر بھائی کوکب کا
بڑے زور و شور سے آیا سرداروں کو رہا کر کے لیگیا جبکہ مجھکو خبر معلوم ہوئی بصد جوش و خروش پہونچا
جاکر اس سے مقابلہ کیا اتنا بڑا زبردست ہے کہ ما بدولت اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے آتی غفلت میں شیشۂ
سحر شکنجہ کو مار دیا کہ شیشۂ سحر ہوا قید کر کے اسکو شہاب کے حوالے کیا تپلہ پاش کے آگے کاٹنا کر ڈالدیا اتنی فرصت
اور ضرورتیں درپیش تھیں زیادہ نہ ٹھہر سکا مالک کوکب پر چڑھ گیا اسد ان بڑے ہنگامے تھے یہ سب
حالات بخوبی مشہور ہیں آجتک اسے مالک اجل مریخ سنشین نے اس حفاظت سے رکھا ہوا کہ کبھی وہاں کا حال

آپ جاکر سنیگے چالاک نے سر جھکا لیا کہا حضور کو اختیار ہے یہ تو کہے جاتے ہیں اگر کوئی آفت آجائیگی
نکلنا یہاں سے دشوار ہوگا خواجہ نے کہا آپ تو بچا ہوگا پہلے ہی بھاگ جایئے یہ فرما کر سپاہی کپڑے اتارنے لگے
برق بھی سمجھ گئے ہوئے انگوٹھی چھلے لونڈیوں سے اتار باہر سو دو سو کے لباس اتارے ابھی کچھ
قتل نہیں کرنے پائے تھے بلکہ خواجہ نے فرمایا اے چالاک میرا یہ ارادہ ہے کہ شہاب کو اٹھا کے نذر زنبیل کرو
اسکی جا پر تم بنکر شہر کو تسخیر کر لینگے کیا عجب ہے شہاب سے اطاعت کرے ساحر زیر دست ہو جائیگا لشکر کی
خبر لیں چالاک نے کہا بہت مناسب ہے خواجہ عمرو طرف شہاب گئے چاہا اسے الادے پر یہ سمجھا کر نہیں
سمجھو ہوں پہنچا کہ آسمان پر برق چمکی شہر جادو آکر پہنچا آسمان سے اسنے دیکھا یہ حال یاران ہوش
پڑے ہیں صدہا ننگ خاندان بے صنعت پڑے ہیں نقصون عیار نکر قتل شہاب میں پڑے ہیں ایسی ہیں ہیں سے اسنے
غصہ کیا اور ساحران زادے خبردار آگے قدم نہ بڑھانا شہاب کو ہاتھ نہ لگانا میں آپہنچا ہم شہر جادو ہے
فرستادہ افراسیاب سے آٹھا کر عمرو و برق و چالاک نے دیکھا ایک ساحر مثل بلا کے آسمانی آپہنچا برق نے تو
سر پیٹ لیا کہا استاد غضب ہوا افراسیاب نے کسی کو بھیج دیا اب جلدی گلیم اوڑھ سے نکلا چاہیے عمرو نے
قصد کیا گلیم اوڑھ لوں مگر شہر نے پہچل سحر کیا عمرو و برق و چالاک زمین پر گرے ہاتھ پاؤں بیکار ہو کے
شہر زمین پر آیا حال دربار دیکھ کر سر پیٹنے لگا قریب شہاب کے پہونچا پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا
ایک ہاتھ سے اشارہ کر دیا اور باولی دکھائی یاران سحر بھی سب ہوشیار ہوئے شہاب نے جو آنکھ کھولی یہ
معاملہ دیکھا ہوش اڑ گئے گھبرا گیا شہر نے کہا اے شہاب نہ گھبراؤ تمنے غضب کیا ان عیاروں کو اپنا دوست
سمجھا گھر بار وغیرہ کا اختیار دیا شہاب نے بہت پچھتایا کہا اے شہر جادو میرے تئیں بھی یہ غدر ہوگیا
جب دن سے عمرو و برق کو گرفتار کر کے لایا آب و دانہ حرام ہوگیا آٹھ پہر اسی جھگڑے میں ہوں ساحری
جمشید نے جان بچائی شہنشاہ کو کیونکر خبر ہوئی شہر نے کہا تمہارے چچا صاحب زال جادو بیٹھے بیٹھے
گھبرا گئے انہوں نے شہنشاہ سے کہا شہنشاہ نے اوراق ساحری میں دیکھا سب احوال دریافت ہوگیا
بہت ہی شفقت کر کے آیا شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا کہ وقت پر پہونچا اگر گھڑی بھر زیادہ گزرتا
پیارے تم زندہ نہ ملتے یہ ظالم تمہیں کھینچ چکے تھے لیکن حکم شہنشاہ ہے کہ اب انکو قتل کرو سر انکے وہ خود شہنشاہ
لیجائیں تمہارے چچا صاحب زال جادو بہت بیتاب ہیں سر دیکھ کر انکو اطمینان ہوگا شہاب نے کہا
بہتر ہے میں بھی اپنی جان سے عاجز ہو چکا ہوں خوب جانتا ہوں اگر یہ زندہ رہے مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے

ہر آبادی شہر سے شہر نہ ہو ٹوٹینگے ہین کبھی تمھارے ساتھ برائے ملاقات ہم نامدار چلونگا سب اہالیان دربار
ہوشیار ہوئے دروازہ بارگاہ کا کھلا باہر سے ساحر اندر آ گئے یہ قیامت دیکھی گلشن فوج پر پت پڑی کہی کہتی کہ
ہمارے وارث کو ساحری جمشید نے بچا لیا راج سہاگ لٹ گیا ہوتا خوب وقت پر شہنشاہ نے مدد کی قلیل رات
باقی تھی جسوقت شر سر جادو آیا عیار گرفتار ہوئے انکو مسلسل و مطوق کیا شہاب نے سرداروں کو حکم دیا
بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کرو جلادوں کو بلاؤ دارین استادہ ہوں فوراً میدان خونی کی تیاری
ہونے لگی بلحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ستارہ سحری چمک چکا آفتاب عالمتاب قصر مشرق سے زرین قبا
برہنہ جسم کر کے تیغ شعاع بدست توسن چرخ نیلی پر سوار ہوا یہان میدان خونی کی تیاری ہوئی شہاب
بیرون بارگاہ آیا شہر مین بلکہ عیاروں نے غضب کیا یار دوسرا سمر کہتا ظاہر مین برق خوب اڑ گیا
ہمارے آقا کو فقرہ دیا کوئی اسکی بات نہ سمجھا اپنے استاد کو بھی گرفتار کرا لیا [illegible] کر اپنی راہ لگ
جایا شہنشاہ نے بڑی عنایت فرمائی کسی جادوگر کو بھیجا اُسنے آکر عیاروں کو پکڑ لیا اسا ان قتل ہو رہا ہے
ساحر ہر گلی کوچے سے غل غل چلے آتے ہین شہاب بیرون بارگاہ تخت پہ بیٹھا ہے شر سر جادو ٹہل رہا ہے
کہہ رہا ہے اے شہاب جلد انکو قتل کرو مجھے تا بہ قلعہ تخت الشعاع جانا ہے انتظام دعوت اتفاق جادو ہو رہا ہے
مین بھی منتظم ہوں ایسا ہی تمہارا خیال تھا کہ چلا آیا ورنہ بہت سے کام میرے سپرد ہین اے برادر افراسیاب
بڑا صاحب اقبال ہے صاحب ساحری نقارہ نواز ساحروں مین سرفراز کہنے سے افراسیاب کے
چلا آیا ہر وقت اسکو بھی فکر ہے کہ شہنشاہ جلد جلد مین لڑائی ختم کر کے پلٹ جاؤن اسکو وہی صحرا ہول خیز پسند ہے
کئی سو برس سے ویرانہ مسکن تمام آبادی کو دیکھ کے گھبراتا ہے شہاب نے کہا اب کیا دیر ہے جلاد آ گئے شہاب نے
اشارہ کیا عمرو و چالاک برق کو زنجیر پکڑ کر کھینچا چبوترے پر ریت کے بٹھایا گردنوں پر کوئلے سے خط دیے
تیغ کھینچ کر للکارنے لگے اے شہنشاہ مقدمہ قتل عیاران نامدار ہے سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے گا ایسا نہ ہو کوئی
دامن گیر ہو ہم قوم کے جلاد صاحب بیداد قتل کرنا ہمارا کام جلانا ہمارا کام نہین شہاب نے پکار کر
آواز دی یہ گنہگاران شہنشاہ طلسم ہوشربا ہین ساحری جمشید انکے نام سے بیزار تھے ہزارہا ساحر ان
انکے مارے گئے ہین یہ بھی شہنشاہ کا اقبال ہے کہ یہ لوگ اس ذلت و رسوائی سے گرفتار ہوئے اسطرح مجبور
ونا چار ہوئے اگر عمرو و بہار وغیرہ کو ابھی خبر ہو انکے واسطے جان دینی بڑی خیر ہے کہ یہان کا حال
انکو معلوم نہین ورنہ صد ہا سردار آ گئے ہوتے باغبان قدرت ایسا ذریعہ عظیم تر کیا ہو چکا ہے شہنشاہ

ساتھ دشمنی کرتا ہے ہمارا ایسی ساحرہ نامدار و مختور عالی وقار اسی طرح کے چار سو سرداران زبردست
شہریار طلسم کشا ہو گئے ایسے کون مقابلہ کر سکتا ہے افراسیاب ایسا بادشاہ انکا بار سحر اٹھاتا ہے لیکن
زندگی قضا ہی دامنگیر تھی موت کشاں کشاں یہاں لائی دعوے دار اپنے خون کے بہت لوگ ہیں ہمارا
کوئی کیا کر سکتا ہے نام سے ہمارے بہرام فلک کو سکتا ہے یہ کہکر جلادوں کو حکم دیا حکم اول جلادوں کو ملکہ بیا
شاہ نگار لیکر جانے لگے تلوار برہنہ دکھا کر دھمکانے لگے عمرو نے جو پہلو میں اپنے فرزند نوجوان چالاک کو دیکھا کلیجہ
منہ کو آگیا فرمایا ای فرزند تیری گرفتاری بہت شاق ہوئی ہمیشہ ہمارا یہی قول تھا عہد دنیا تھا کو سنتا لیکن
جب باشکر اسلام سے چلے تجھے تمکو اپنا جانشین کر آئے تجھے تمکو قضا سے آپ دوانہ نے طلسم ہوشربا
میں یہ پہنچایا یہ بھی تقدیر میں لکھا تھا کہ داغ تمہارا اٹھائیں خاک ہماری اس قلعہ کی کھینچ کر لائی ان باتوں کو
چالاک بھی رونے لگا برق تو اب بھی خاموش نہیں سنتا شہاب سے کہ رہا ہے حضور عمرو و چالاک کو
قتل کیجئے میں نے کیا خطا کی مجھے کیوں قصور ہیں نے تو عمرو کو پکڑ لیا تھا آپ نے کیوں چھوڑ دیا میں اسی طرح
تابعدار ہوں آپ مجبور ہیں کیجئے میں اپنے ہاتھ سے عمرو و چالاک کو قتل کرونگا بڑے بڑے چھپے دشمنان بتاؤنگا
کل کی سب باتیں آپ بھولتے لگے آخر میں نے کیا خطا کی عمرو نے سبکو بیہوش کیا میں تو منع کرتا تھا میرا
کہنا نہ مانا میں ناحق کو گنہگار ہوا آپ بادشاہ عقیل و فہیم ہیں مجھکو قتل کر کے پچھتائیگا مجھ ایسا رفیق پیدا نہ
ہوگا یوں آپکو اختیار ہے شہاب نے منہ پھیر لیا کہا تم سے دشمن خاندان ساحران ہو تمہارا زندہ رہنا بہتر
نہیں تم کسی کے ساتھ دوستی نہ کروگے ذراسی غفلت پا کر شاد و گے برق گالیاں دینے لگا کہا او نالائق
تیری کیا مجال ہے جو ہمکو قتل کرے خبردار استاد کو ہاتھ نہ لگانا ٹیڑھی آنکھ نہ دکھانا دیکھ ابھی ہمارا خدا
فضل کرتا ہے کوئی سبب غیب سے پیدا ہو جائیگا کوئی تو ہماری مدد کو آئیگا اگر تو دشمن ہے تو کیا غم ہمکو جب ہمارا
ہمسر عدو دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست ۔ اسی طرح خواجہ عمرو بھی ڈراتے ہیں دھمکاتے ہیں لیکن
ملک الموت سر پر تلوار کھینچے جلاد کھڑا ہے دوسرے تیسرے حکم کا منتظر لاکھوں ساحر جمع ہو گئے شہاب
قصد کرتا ہے کہ تیسرا حکم دوں خواجہ و برق و چالاک اپنے کارساز سے دعائیں مانگ رہے ہیں اب
وہ کلمہ داستان نگین بیان مہتر قران نامدار تحریر ہوتے ہیں کہ شہد کی شکل بنے ہوتے تھے پھر کہہ کے سامو
بلارہے ہیں کام تو ہر ایک کو عزیز ہوتا ہے پہلے کو بھی انھوں نے کھولا ہے بیہوشی ملا انکے سب نگہبان پکارتے
ہیں کسی نے کہا میاں شہد صاحب پہلے کے بیناک کے کیا بھاؤ دوسرے نے کہا

ہمارے لیے کابلی مٹر لیتے آؤ کسی نے دال موٹھ کی فرمایش کی شہدے صاحب بازار دوڑ جاتے
ہیں سیکڑوں نے الگ الگ لاتے ہیں ریحان جادو جو سب کا افسر تھا دیکھ رہا ہے یہاں شہدے صاحب
تم ہمیں رہا کرو ہم سب بلکہ تمہارا کچھ مقرر کر دینگے پانچ سو جوان یہاں نگہبان ہیں خزانے سے تنخواہ بھی
کھینچ لیا کرو فی کس ایک ایک پیسا ملیگا تمہارے پیٹ کو بہت ہے شہدے صاحب قہقہہ مار کے ہنسے
کہا حضور پیٹ کی کیا پروا ہے ٹکے کی پوریاں بہت ہیں دو ایک پیسے کی دال چاہیے ہیجڑوں کی تنخواہ لینے جاؤنگا
اگر راہ میں کوئی پیچھے لگ گیا تو دو نے کر دونگا یا مار ڈالونگا پھر شکایت ہو ایک نے کہا بھائی ہوا پھر کیا
حضور ہمسے جو ان سے پوچھیگا اسی واسطے گھر بار چھوڑ کر شہدوں میں شریک ہوئے ہیں ان کا ناچ دیکھتے ہو
یہ کل نہیں کہ یہ خبر نہ رکھیں ہو قران یہ کہتے ہوئے قریب ریحان جادو کے آئے کہا حضور ایک دم حقہ کا لگا
ہوگا صاف صاف بتا دیجئے کہ اس قید خانے میں کون ہے لگا کیا … ریحان نے کہا
ہمارے شہنشاہ کی منادی ہے کہ کسی کو نام نہ بتایا جاوے … ظاہر ہو … کا کفیل ہو
قران نے کہا کیا یہاں شہنشاہ بیٹھے ہیں ابھی حضور ہمیں نام بتا دیجئے ہمارے دل میں درد شہدوں کی
ابھی اندر جا کے گردن مروڑ دونگا … مار کر ہڈیاں توڑ دونگا سر پھوڑ … کے مر جاوے اب تو ہمارے
آپکے یار ہوا ہے … نفع ہوگا کام تو ہم ابھی کر چکے ہیں شہر آپ کو یار سمجھے ہیں جو خدمت
کہیے کریں ریحان جادو نے لشکر میں کہا یار ایسا کرو تو بڑا احسان ہو شہنشاہ کا حکم ہے قتل نہ کرو تڑپ
تڑپ کے مر جاوے قران نے کہا جو جیتے کو زندہ نکلے ہم کو شہدہ نہ کہنا حضور سپاہیوں کی ہڈیاں توڑ دینا
… میں … ہم لوگ شہدے ہیں … نہیں کرتے دباؤ کے لیتے ہیں راہ میں اسکے
دھکے کی خبر نہ تھی ہیں جا کر کسی گوشے میں ٹھہر رہے جب کوئی شخص نکلا ایک لٹھ مار دیا پیسے آتا لیے
بعضوں کے پاس اشرفیاں بھی نکل آتی ہیں ہار کی چھل ہیں سب کچھ کر گزرتے ہیں آپ نام تو بتائیے ریحان
نے کہا دیکھو بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا … اسکا نام … ہے کوکب کا سر بھائی شہنشاہ کو بڑی
ذلت دی تھی شہنشاہ سے مقابلہ پڑا آنکھوں نے غصے میں … مار دیا قید کر کے اسکو یہاں بھیجا
صورت کا اسکی پتلا دیاں ڈالدیا بدن سے یہ سخت جان یہاں قید ہے قران نے کہا لو یار ہم سمجھ گئے اب کام
کرینگے جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ہم یار شاطر ہیں یار خاطر نہیں ہیں ہماری دوستی کا ابھی پھل ملجائیگا ریحان
بہت خوش ہوا اب تو حضرت قران اٹھے پھر کے سب کو بلانے لگے دوڑ کر ایک دو آنے کے کباب

تب میں مجبور ہوا اسطرح مار لگیا تیری کیا حقیقت ہے ریحان نے نہ مانا قران کی طرف چلا احول کود کر
بیچ میں آگیا کہا اودھر کہاں جاتا ہے وہ فقط از راہ تغافل کر بیٹھے ساحروں سے لڑنا نہیں چاہتے ہیں
ریحان نے وہی تیغہ سحر احول پر لگایا احول نے کالی کی سپر ہاتھ ڈال دیا تلوار اچھی بچ کے پھینک دی
ایک طمانچہ مارا ریحان کا سر اڑ گیا لاشہ زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام میں ریحان جادو لودادیے
ساحر غلغلہ کر کے چلے احول نے تھوڑی خاک اٹھا کر پھینک دی سب اندھے ہو گئے لوٹنے لگے احول
ان سب کو اندھا کر کے سحر کرنے لگا بازوؤں پر پر پیدا ہو گئے کہا اے قران تم الگ رہو لگا کر آؤ میں دربار شہنشاہ
میں جاتا ہوں دیکھوں وہاں کیا رنگ ہے یہ کہکر عقاب پر سوار ہوا طرف بارگاہ شہاب کے چلا قران
ایک ساحر کی صورت بنکے چلے یہاں وہ وقت ہے کہ برائے قتل خواجہ عمرو شہاب حکم دے چکا ہے جلاد نے
قصد کیا کہ قتل کروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا ہم مالک احول صبح لقا نشین ای شہاب بدتمیز ہے خدا نے
آج تجھکو پیدا کیا ہے تیرے قتل کا حکم ملا میں آپہونچا اب جان بچا شہاب نے جو مالک احول کو عقاب پر سوار دیکھا
ہوش اڑ گئے احول نے دیکھا جلاد عمرو کو پتلا پر مارا چاہتا ہے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری ٹکڑوں جلاد اپنا
سکے دو دو ٹکڑے ہو گئے عیاروں پر سے سحر اتار دیے عمرو نے جو دیکھا بیڑیاں کٹیں جلاد مرا اٹھتے ہی نعرہ
کیا منم شہنشاہ سحر طراری منم سر دشت عیاری آفتاب عالمتاب آسمان مکاری نجم تاباں سپہر ہشیاری
طرار فرار خواجہ عمرو نامدار برق تڑپ کر اٹھا چالاک نے لٹکتے لٹکتے حقہ آتشبازی داغ دیا برق نے
کسی پر کیچ مار دی خواجہ بھی چھلا کر لٹنے لگے مالک احول زمین پر آیا عقاب سحر سے اترا شہاب نے شہر پر
جادو وہ ملکہ گلشن کے سو ساحر بڑے بڑے سردار مالک احول پر سحر کرنے لگے گوسفے ترنج و نارنج
مارے احول انکے سحر کو کیا بنتا ہے یہ سر دشت فسونگری اسیوں کو روباہ جانتا ہے کسی کی گردن پکڑ لی مروڑ دی
کسی کو پکڑ کے چیر ڈالا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو خاک میں ملا دیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے تمام ساحران خود پسند
بیقرار دردمند الامان الامان کہتے پھرتے ہیں اٹھ اٹھ کے گرتے ہیں شہر جادو کہ سکی اپنی شرارت نیازہ
آتش شعبدہ بازی سحر کرتا ہوا طرف احول کے چلا ایک سمت سے مہتر قران بھی جادوگر بنے ہوئے آئے
دیکھا استاد کے چھکے چھوٹ رہے ہیں لوٹ میں مصروف ہیں انھوں نے بھی آکے قصد کیا لعبہ قران

سریع السیر جوں باد بہاری	جہاں سر سنگ ور تیغ گذاری	بہ سلیمان اژدر آتش فشا نم
منم مہتر قران شیر زیا نم	ذرا دیکھیو تم سبکی قضا دامنگیر ہوئی ساحروں کے جہنم واصل ہونیکی دیر ہوئی	

احول نے جو دیکھا حضرت قران نعرہ کھینچکر چاڑا شہر پر ایسا سحر کر رہا ہے ایسا تو قران تیر چشم زخم پہونچے
آواز دی ای شیر بیشۂ جرأت ای یکہ تاز میدان جلالت اُسکے سامنے نہ جاوہ بڑا زبردست ساحر ہے
فنون افسونگری سے خوب ماہر ہے قران نے کہا ای احول تم دخل نہ دو میں ابھی سے لڑونگا یہ کہکے للکارا
جیسے ہی شہر پر دھر پلٹا قران نے جھپٹ کر دونوں پاؤں اُسکے کاندھے پر رکھدیئے نعرہ مارا سر کا بھیجا
ہنٹر قران کو دیکر الگ ہوئے شہرو نے جلدی دوڑکر اُسکا تاج اُٹھالیا برق انگوٹھیاں اتارنے لگا
اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام میں شہر پر جادو تھا شہاب نے پلٹ کر دیکھا شہر جادو کا لاشہ تڑپتا
ہے اتنے عرصہ میں احول نے کئی ہزار ساحر مارے عیار بھی بخوف ڈر سے ہیں برق نے تڑپ تڑپ کے
بہت سے جادوگر مارے قران کا نعرہ چل رہا ہے آسمان سے خون برسنے لگا صدہا مکان گرے ہزارہا
ساحر دبگئے احول نے سحر سے دور بار دھر دیا میدان کارزار کو سحر بند کیا کہ کوئی ساحر بھاگ کر نکل
بھاگ کے کہاں جائیں موت دامنگیر اگر بھاگ کر نکلے کنارے کنارے عیار پھر رہے ہیں جو جس سے
نکلا اُنکا حصہ ہوا یہ انجام ہو گیا دم میں قصہ تمام ہو گیا لیکن ناگاہ احول ہر لحظہ شہوں اٹھا کبھی سامنے
شہاب کے پہونچا دور سے پکار پکار کے سمجھایا اُسکے خیال میں نہ آیا سحر کرنے لگا احول پر بجلیاں گریں
سحر سے تلواریں برسیں خنجر چمکے آتش بھڑکی احول نے سب چیزوں کو دفع کیا جب برابر پہونچ گیا
شہاب نے چاہا نکل جاؤں احول نے نعرہ کیا او نامرد پشت دکھاتا ہے شرم نہیں آتی شہاب کو بڑی
غیرت آئی بھاگتے بھاگتے پلٹ پڑا تیغہ سحر کمر سے کھینچا احول نے ہنسکر کہا ارے اس تیغہ کی سے
کیا ہوگا خاک مطلب حاصل ہوگا دیکھو تو تیرے ہاتھ میں کیا ہے کیا خوب تلوار نکالی نہ خم نہ دم نہ کاٹ نہ
گھاٹ یہ تو گھاس کاٹنے کی ہے شہاب نے دیکھا مٹی کی تلوار میرے ہاتھ میں ہے ناگاہ احول خنجر سامنے
قتل کی گھات میں ہے ہوش اُڑ گئے خنجر کمر سے نکالا چاہا ماروں احول نے صرف اشارہ کیا خنجر بھی
ہاتھ سے چھوٹ گیا سحر کرتا ہوا شہاب دوڑا چہرہ سرخ ہاتھ پاؤں میں رعشہ طاقت نہ تھا [illegible] لگا
احول نے گریبان میں ہاتھ ڈالدیا کو لے پر لاد کر مارا شہاب کے آنتوں [illegible] حضور [illegible] ہاتھ
چمکا یا شعلۂ آتش گرا لاشہ بھی اُس ناری کا جلکر خاک ہوا چشم زدن میں قصہ پاک ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام میں شہاب نگاگون پوش بود [illegible] غل مچانے لگے کچھ تدبیر نہ پڑی تھی بلکہ گلشن نے جو
گل سا چہرہ کمھلا گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا کنیزوں نے آواز دی حضور [illegible] سامنے جاتے

اسی لائق تھا اپنے نزدیک ساحروں پر فائق تھا مالک احول پر کچھ زور نہ چلا کس ذلت سے مارا گیا پس
گلشن نے رومال سے ہاتھ باندھے فریاد کرتی ہوئی دوڑی آواز دی میں اطاعت کرتی ہوں مدتوں
خدمت میں ملکہ مہرخ کے رہی ہوں وہ بھی میری خطا معاف کرینگی احول نے ہاتھ روک لیا ساحروں
نے چادر ہلائی گلشن آکر قدموں پر گری احول نے خواجہ کی جانب اشارہ کیا کہا معاف و غیر معاف کا
خواجہ کو اختیار ہے یہ چھپر انکا نابکار ہے گلشن طرف خواجہ کے چلی خواجہ بشرہ شناس فلک اساس خود
دوست و دشمن کو پہچان لیتے ہیں فرمایا حقیقت میں اسکو ہماری جانب توجہ ہے چاروں عیار قریب
آگئے احول نے چاہا خواجہ کو تخت پر سوار کروں خواجہ نے انکار کیا گلشن کو تخت پر بٹھایا احول مرکب
باد رفتار پر سوار ہوا ساتھ ہزار ساحر مطیع الاسلام ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے دار الامارۂ
شاہی میں پہونچے گلشن نے فوراً بارگاہ کو آراستہ کیا سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ساقیان گلعذار جام بادۂ گلنار
لیکر حاضر ہوے اب مالک احول طرف خواجہ کے متوجہ ہوا کہا امیدوار ہوں بعد میرے کیا ہوا کہ گذرا عمرو نے
تمام کیفیت جنگ و صنعت سحر ساز اور حیرہ ہاے بلا کا کھلنا بیان کیا کہا اب افراسیاب چاہتا ہے کہ حق
نقارہ نواز کرے یقین ہے قریب لشکر مہرخ پہونچا ہو ہم یہاں آکے بلا میں پھنسے اب دیکھیں تقدیر
کیا دکھاتی ہے نام نقارہ نواز سنکر رنگ اڑ گیا مالک احول متغیر ہوا سمجھا کر کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری
اب تامل و تساہل بیجا ہے جلد تیاری کیجیے اسکا قتل ہونا ناممکن ہے ایک چوب نقارے پہ
لگا دیگا ہر خورد و کلان کو سحر بھلا دیگا دوسری آواز میں لہرا کے گرینگے تیسری آواز میں سب بیہوش
ہو جائینگے اگر شہنشاہ و نور افشاں کی کیا کیفیت ہے صاحبقران نے کہا نور افشاں نے ایسے ایسے کام کیے
تاریکی میں شکل آہن پوش کی تدبیر سے قتل ہوئی ابھی آگے جو صورت ہو اتفاقات ہیں صاحب شوکت و لیاقت
ہیں کوکب و شہ و قمر نے جان و مال خرچ نہیں کیا ہے مقام ہر آنکہ یہ کیفیت و بے جرأت لڑتے ان پر لشکر
اسلام کے ہوا خواہ کارہاے نمایاں کیے کہ جسکا بیان ناممکن ہے جمشید بن کو کرچہ بطور چہار دست یہ بھی
خواجہ ہی کا شاگرد ظفر اثر ہے آگے جو سینہ سپر ہیں مگر اتفاق کو اب افراسیاب لایا ہے دیکھیں فلک کیا
دکھاتا ہے نام اتفاق سنکر مالک احول سمجھا لیتا ہے جواب نہیں دیتا ہے عمرو کو اس امر کی فکر دامنگیر ہے کہ یہ کیا
ستم ہے صاحبقران افراسیاب کا نام سنکر احول اسی طرح بل کرتا ہے ہر ایک کے نام پر آنکھ چڑھاتا ہے یہ کیا باعث ہے آخر عمرو نے
مالک احول کے قریب آکر پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت اعتماد کو سر دریاے بحث تجار و روز

رہائی اسد غازی جو تمنے کارنمایاں کیا کہ سحر افراسیاب میں گھس پڑے اپنی جان کا خیال نہ کیا ہزاروں
کو نکال کر لیگئے سبکے جان بخش ہو لیکن اسوقت جو خیال کرتا ہوں ذکر سے اشتقاق جادو کے رنگ و
تمہارا متغیر ہوتا ہے یہ کیا کوئی مقدمہ رازونیاز ہے یہ اشتقاق کیا افراسیاب سے زیادہ شعبدہ باز
ہے ملکہ لعل نے کہا کہ خواجہ یہ مقدمہ ایسا ہے کہ جسکو میں بیان نہیں کر سکتا انشاءاللہ تعالیٰ بروقت
میدان داری آپ پر ظاہر ہو جائیگا اتنا نکتہ عرض کرنا کافی ہے کہ ہم جان نثار لشکر ظفر اثر میں شکر ہے
جانبازوں کے افسر ہیں کئی سال اس قید میں گذرے بڑے بڑے صدمے اٹھائے خیر شکر ہے کہ وقت پر
رہا ہو سکے سب حالات ظاہر ہونگے اب توجہ مناسب نہیں ہے بسم اللہ جلد سوار ہو جیسے جسقدر لشکر
ہو سکے ہمراہ لیجیے اب تعجیل مناسب ہے دیر کرنے میں بہت برائی ہے یہ جان نثار سر فروش عاشق تا ہم صاحبقران
مطیع نہ ہینگے اسد نوجوان آپکے ساتھ ہے ابتدا روز قیامت دامن دولت صاحبقران اور راسخ الاعتقاد کا
ہاتھ سے چھوٹ کو کلمات حسرت آیات لعل سے اک عبرت حاصل ہوئی یہی خیال ہے کہ دیکھیے جنگ لعنتی کو
کا کیا انجام ہو اسی وقت حضرت قران کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ملکہ گلشن جادو نے عرض کی کہ کنیز
بھی ساتھ چلیگی خواجہ نے ہر چند کہا اے ملکہ گلشن قلعہ خالی رہیگا تم یہاں انتظام کرو محل موقع کا
آجاتا اگر شریک ہوتا ملکہ مہرخ وغیرہ تمہاری بہت خاطر کرینگی اے گلشن عنایت باغبان قضا و قدر
سے باغ لشکر اسلام بہار پر ہے گلعذاران پری پیکر ماہ رخساران حور منظر جمع ہو گئی ہیں ایک ایک حسین
مہ جبین آفتاب طلعت جسکے رشک خورشید قیامت ناز و ادا کرشمہ ہر دم انکے ہمراہ ایک ایک
ملک خوبی کے شہنشاہ گلشن نے عرض کی حضور میں سب حالات سن چکی ہوں مدت سے مشتاق تھی
کنیز ضرور چلیگی حضور کچھ نہ فرمائیں ایک پہر بھر میں گلشن نے بارہ ہزار ساحر چار سو جادوگرنیاں میں
و چیل آراستہ کرائیں حاضر خدمت خواجہ ہوئی ایک عقاب بلند پرواز سحر پر ملکہ لعل نامور سوار ہوا
ایک تخت پر ملکہ گلشن کے تخت پر عمرو چالاک برق و قران پشت پر لشکر ساحران نوجوان اسد غضنفر
سمت لشکر ملکہ مہرخ کے ان جان نثاروں نے کوچ کیا انکو راہ میں چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

ودکلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر از لقاے ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران و مقابلہ مشغول ہونا و دیگر حالات متعلق داستان بند ہم

نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چرائے جاتے	زخم کاری مرے کیونکر نہ اٹھائے جاتے

ساتھ تم میرے جنازے کے جو آئے نہ سہی / قم باذنی کے لیے لب نہ ہلائے نہ سہی
اشک دو چار نہ آنکھوں سے بہائے نہ سہی / شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اٹھائے جاتے

زندہ در گور رہا ہجر میں کیا خاک جیا / ہچکیاں آتی رہیں نزع کی کھینچی ایذا
دم الجھتا تھا بہت حبس نفس تھا بخدا / ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی رکنے لگی سینہ میں گھٹے جاتے

چاہ کا نام بھی ہرگز نہیں لیتے ہشیار / دشمن دین و دل و جان ہیں زنان عیار
دیکھو پچھتاؤ گے رعنا کی طرح آخر کار / چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
نیک و بد ہم ہیں تمہیں رنا جتائے جاتے

چہرہ سیاحان دشت حروف معانی و طے کنندگان منازل بحار سخندانی مرحلہ سخت و صعب بیان کو یوں طے کرتے ہیں شعر بساط آرائے بازار معانی چشمک زن روشناس نکتہ دانی بدو فرح لے ناظرین والا مقام ہو کہ [illegible] باختری نے نامہ بامید کفالت افراسیاب کو تحریر کیا ہے ابھی کسی ساحر کو افراسیاب نے نہیں روانہ کیا لیکن سلیمان قاف ثانی سلیمان صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی میں جلوہ فرما ہیں تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و پہلوانان عالی وقار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہیں ہر دفعہ دربار پر نور سرداران سے معمور صحبت عیش و سرور ہے اس وقت صاحبقران محلات میں تشریف لیگئے ہیں بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بیٹھے ہیں ناگاہ داروغہ باغبان حاضر ہوا گلدستہ ہائے معمول خدمت میں لیکر آیا ایسے وہ گلدستے گلہائے رنگین سے آراستہ کیے تھے کہ بادشاہ جمجاہ نے بے اختیار اپنے ہاتھ میں لیلیے پھولوں پر جو نگاہ پڑی گل رخسار بہار گلعذار یاد آگیا آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے گلدستے ہاتھ سے رکھ دیے خیال بہار گلعذار میں بے اختیار یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

بہ مآل کہ دیکھا کوئی قاتل کے برابر
خون گر کے لگا لوٹنے بسمل کے برابر
ملا متصل کوچہ محبوب ہوا گم
رندان قدح نوش کی محفل کے برابر

شرم آنکھ میں پائی نہ کبھی تل کے برابر
دشمن کوئی ای یار ہوا اور نہ دوست
لٹتا تھا سو تو کیے منزل کے برابر
ہم پہنچے جو اس کے قریب مژدہ آیا

اس ناز سے تیر آنکھ سے نکلا ہے کہ تیر کش
ہوگا نہ زمانے میں کسی دل کے برابر
کم بخت واعظ ہے کہ سو غفلت کی
کشتی ہوئی جب غرق تو ساحل کے برابر

تا اسوقت ڈالدیا تمھارے فرزند کے نہونے سے بارگاہ مین سناٹا ہوگیا حقیقت مین جو کچھ تم کہتے ہو سب
بجا ہے خدا تمھارے نور نظر کو تمسے جلد ملائے ہم سبکی مراد دلی برآئے کل سردار اشک حسرت بہانے
لگے کہ ناگاہ قاآن ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے دیکھا سب رو رہے ہین
صاحبقران نے فرمایا خیر توہے لقمہ معمور نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ حضور اسوقت ایرج و بدیع الزمان
و اسد کی جدائی کا ذکر آیا ان شیرون کی یاد مین سب رو رہے ہین اب حضور جی چاہتا ہے کہ پر پرواز پیدا کر کے مین
ہوشربا مین تلوار چلاؤن اسباب کو بھی معلوم ہو کہ عاشقان اسد و بزرگان بدیع الزمان آپہونچے
انشاءاللہ نعرۂ شیران دشت نبرد سے زمین طلسم ہوشربا تھرا اٹھیگی الامان الامان کی دشت و در سے
آواز آئیگی اسطرح سب سردارون سے جو صاحبقران سے کہا صاحبقران نے جواہر بن عمرو کو حکم
دیا دربار لقا کی خبر لاؤ سحر جلد دربار سے آئے طبل جنگی نہین بجایا حقیقت مین اب مجھکو جدائی اسد
شیردل کی بہت شاق ہے دیدۂ دل زیارت جمال بیمثال کا مشتاق ہے انشاءاللہ ایسی لڑائی پڑے
کہ لقا کو شکست ہو وہ بہ کمینہ باغ سینا مین نہ جانے پائے جواہر بن عمرو چلا دربار مین یہی ذکر ہوشربا
کے داخلے کی فکر ہے جواہر بن عمرو بصورت مبدل دربار لقا مین پہونچا بالکل خدمتگار کھڑا ہوا لیکن گوش
بر آواز سلیمات عنبرین ہو سکو بھی سنے کہا یا خداوند میرے نام طبل جنگی بجوا دیجئے مسلمان طعن کرینگے
کہ ساحرین کے ڈر سے پڑے ہین غلام کہا تاک صبر کرے بختیارک نے کہا اے سلیمان ہمکو ابھی
خبر ملی ہے کہ صاحبقران بگڑے ہوئے ہین قصد کرتے ہین کہ طلسم ہوشربا مین جا پہنچین لیکن مجبور ہین
انکے مذہب مین پیشدستی جائز نہین ہے ورنہ ابھی طبل جنگی بجوا کر بارگاہ مین گھس آتے قدرت سکے
مزاج مین رحم ہی نہین تھا یہ مقولہ نہین کرتے ہر مرتبہ تقدیر سے شکست ہوتی ہے صدہا ساحر بالاخر افراسیاب
یہان آکر مارے گئے تمھارے بھائی بھتیجے بڑے بڑے پہلوان قتل ہوئے فقط تمھاری ذات سے اس زمین پر
قیام ہے ہمارا کہنا مانو طبل جنگی نہ بجواؤ ایک نامہ اور طرف طلسم ہوشربا کے روانہ کرو کوئی ساحر آجائے
تو دل شدہ منزل تسکین پائے یہ ذکر تھا کہ وسواس خناس و خوش آمد و برآمد چار دیوان نامی سرکار
حاضر ہوئے زمین ادب کو لب تعظیم دینے سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر لقا کو دعا دی قطعہ

ای سرشتہ سبز تا خزان [illegible]	شکست طبل تا سگان بہ ورزند | اگر آتش ہزار رنگا رنگ
بہ سر تو ہو کلاہ [illegible]	بختیارک نے آواز دی بیٹھا دکھو یارو کیسا خوشخبری لائے

سرکاروں نے عرض کی پہلوان دوران گرشاسپ جہان یادگار رستم و اسفندیار پہلوان نامدار
مشاول کوہی بھی تین لاکھ فوج کی جمعیت سے برائے مدد خداوند آتا ہے لیکن سب کو ہوں کا حال معلوم ہو چکا ہے
ایسی کیا سکا یہ ارادہ ہے کہ اگر خلیل جنگی نہ بچ کر آئے وہیں سے باہر کرتا ہوا آئے اگر شب کو پہونچے تو اُسی وقت
لشکر حمزہ پر جا پڑے فرماتے ہیں بدون قتل حمزہ کمر نہ کھولونگا قدرت کو تا یہ شیطول پہونچا تو ہوگا
بلکہ باخبر آباد کرونگا قدرت سے طرح کیفیت ہی لونگا بختیارک نے کہا اے سلیمان عنبرین مو
کو بھی کسی سردار کو یہاں سے بھیجو یہ خیال خام تصور نا تمام بر اطمینان یہاں آگیا تو ہمیں ہماری لئے ہے
لیکن سلیمان نے کہا وہ بڑا جاہل ہے جو کہتا ہے وہی کرتا ہے قتل دشمن کے نام پر مرتا ہے وہ میں اکھڑتا
نہ مانیگا جو کہا ہے وہی کریگا بلکہ یہ اقتدار لکھ رکھو مشاول کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا آتے ہی آفت برپا کریگا
بیشک حمزہ کو ٹوک کر یا رنگا ایک ایک زبردست کو لاکاریگا سب طرح کے اخبار سن چکا ہوں آتے ہی
سب کو گھیر لیگا اُسکی لڑائی کا عجب ڈھنگ ہے ایک دن گرزباپ کے کلاک کے جنگل میں گھس گیا ہاتھ تقدیر سے
مارکے نکال دیا بڑے بڑے فیلان مست مارے اُس بیشے کو آباد کر لیا شیر اُسکی حوالی میں نہیں رہتے
اُسکا روکنا بہتر نہیں ہے اُدھر سے وہ آئیگا اِدھر سے ہم جا پڑینگے چار پہر میں لڑائی فتح ہو جائیگی فوج
اسلام شکست کھائیگی بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہے ہم خوب سمجھتے ہیں اُنکی قضا دامنگیر ہے جلد بھرنے
کی تدبیر ہے سلیمان نے جھلا کر جواب دیا آپکے نزدیک حمزہ و سرداران حمزہ سے کوئی زیادہ زبردست
نہیں ہے اب ملاحظہ فرمائیے گا لندھور و مالک و بہرام کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا فی الحقیقت میں
دیکھوں اُس سے کوئی کیا مقابلہ کریگا بختیارک خاموش ہو رہا جو اِدھر کا قصہ تو یہ تھا یہ خبر لیکر عیار گیا جلد
خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا دی نظم

دورۂ روزگار دولت تو
زخم و خون باد و خواب قبول باد
مفرح و تہنیت بہ شرط وفات
قاقم صبح رشتہ اکسون باد

جسم و جان باد و لذت و مضمون باد
لاشہ حاسدت بعد حیات
صدر ایوان ربع مسکون باد
روح خصمت کہ زندہ در گور است

فتنہ و حادثات و دشمن تو
طعمۂ گرگ سان گردون باد
گر زکلی تو ابرہ اش باشد
در تہ پاسے فتنہ مدفون باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو اس وقت دربار میں لقا کے عیار جان نثار گیا ابھی خبر آئی ہے کہ کوئی جوان
مغرور متکبر موسوم بہ مشاول کوہی بہ ارادہ فاسد لشکر شہنشاہی پر آتا ہے ظاہر اور یافتہ ہوا

کہ آکر شبخون مارے سلیمان عنبرین ہوئے کوئی اسکی جرأت کی تعریفین کر رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا اگر رات کو آگر ایسا ہزار ہا بندگان خدا بیچارے غفلت مین قتل ہو گئے نہیں معلوم کیا انجام ہو
اسکی تدبیر کرنا چاہیے مشیران سلطنت و وزیران ابہت نے دست بستہ عرض کی غلامون کے
نزدیک یہ بہتر ہے کہ وہ یہان تک نہ آنے پائے کوئی سردار جرار نامدار یہان سے لشکر لیکر جائے
راہ مین اسکی کشش کو روکے حقیقت مین رات کی لڑائی مین مشکل پڑتی ہے یہان عالم غفلت وہ
ہوشیار آمادہ حرب و پیکار ضرور خونریزی ہوگی صاحبقران کو بھی یہ رائے پسند آئی
ارشاد ہوا مقبل کو بلاؤ مقبل حاضر آیا صاحبقران نے فرمایا ایک چوکی لاکر بیچ مین بارگاہ کے رکھو
مقبل نے بموجب قاعدہ قدیم چوکی سنگ مرمر کی اسپر خلعت سلیمانی سپر شمشیر بیڑا پان کا جام شربت
لاکر رکھدیا صاحبقران نے پکار کر آواز دی اے سرداران باہوش اے غازیان ارجمند حال آمد مشلول آتا ہے
صاحبو ان سے سنا چاہتا ہون ایک شیر دلیر اسی وقت روانہ ہو جائے جا کے اس بلا کو راہ مین روکے
یہانتک نہ آنے دے اگر کوئی افتاد پڑے اور سردار برائے مدد روانہ کرینگے تمام سپاہ مشلول
کو بھی زبانی جواہر کے سب صاحبان سن چکے تھے کسی نے جواب نہ دیا بعضون نے سر جھکا لیا ہر ایک کو
یہی خیال تھا مشلول کو بھی آتی دور سے آتا ہے کچھ تو اپنے دل مین سمجھ لیا اتنا بڑا ارادہ کرکے چلا ہے نہایت
مشکل جنگجو کی فوج کوہستان پر ہے کے زور و شور سے لڑیگی پہاڑ ہے سخت بھی ہوتے مین جنگلیون سے
مقابلہ نہیں معلوم کیا ہوگا جواب دینے کا مقام نہیں جب یہ عرصہ گذرا کسی نے جواب نہ دیا
تو دوبارہ صاحبقران زمان نے آواز دی ایسا لکھا ہے اے صاحبان دین و آئین اسی دن کے
واسطے حمزہ تخت پر نہیں بیٹھا زمرہ سرداران مین اپنا شرف جانا بلکہ تین روپیہ کے پیادے کو
کرنے مین اسکو اپنا شرف جانتا ہون وہی سب میرے بھائی ہین عنایت رب اکبر سے بزور
شمشیر فتح عالم کی تسخیر کیا نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی قبضہ سے لقا کے شہر یا خجر
نکال لیا نہیں شمشیر مردان عالم سے بھاگتا ہوا تا بہ کوہستان آیا پس مین خود روکنے کو اسکا
لیکے جاونگا ایک آواز اور دیتا ہون پھر صدا نہ دونگا خود جام نوش کرونگا اپنے بادشاہ
جہاہ کی طرف سے جاکر اسکو گوارا کرونگا اگر یہ مقدمہ بھی آپ سب صاحبون کے باعث
ہنسا ہوگا کافر دل کو شاد ہوگا اپنے مقام پر کہینگے کہ حمزہ اس مہم مقبر سے آیا کیا کوئی سردار

اِس لائق نہ تھا کہ جاکر مشغول کوہی کو روکتا یہ فرما کر صاحبقران نے قبضۂ تیغۂ ضرب سلیمانی پہ
ہاتھ ڈالا زلفوں پر پیچ و تاب آیا چہرہ غصے سے سرخ ہوا خال سبز و رگہائے ہاشمی جوش و خروش
میں ابروئے خمدار ہلنے لگے آنکھیں لال لال ہوگئیں قریب تھا کہ اُٹھ کر تلوار کو اپنے مقام سے اُٹھیں یہ رنگ
صاحبقران نے جو دیکھا اپنے دنگل شوکت سے دارائے ہند لندھور بن سعدان کشتیبان حمزہ
صاحبقران حاکم اقلیم ہندوستان صاحب عظم و شان تیغہ و دم ہندی کو ٹیکا کر اُٹھے بڑھکر سلام
نوش کیا پکار کر آواز دی یہ کام آپکا غلام بجا لائیگا صاحبقران خوش ہوگئے لندھور کو گلے سے
لگایا فرمایا اے جانشین جان اے قوت بازو اے زینت پہلو اے رونق لشکر اسلام اے سردار خوش انجام تجھکو
اپنے جانے سے تمہارے جانے کو بہتر جانتا ہوں لیکن یہ خیال رہے فتح و شکست پروردگار کے
اختیار میں ہے اگر کوئی اُفتاد پڑے فوراً اطلاع دینا میں فوراً آؤنگا لندھور نے عرض کی دعا حضور کی
اقبال شہنشاہ جمجاہ ہر مقام پر ساتھ ہے یہ فرما کر لندھور باہر نکلے دونوں بیٹے اُنکے شہزادہ بہزاد و
فرہاد خان یہ خبر پا باہر آئے لندھور نے منع کیا فرمایا تمہارا یہیں رہنا بہتر ہے شاید اُدہر سے مدد کا
پڑے میں بہت جلد جاؤنگا دونوں فرزند پلٹ گئے صرف گوجر ملک قلعی کو حکم دیا بارہ ہزار ہندی
تیار کرو الیاس ہندی کو ہمراہ لیا فیل میمون مبارک پر سوار ہوئے اٹھارہ سو من کا گرز خود
و مردی پیچ کو دکاندھے پر رکھا بارہ ہزار سواران ہندوستانی نے چہار جانب حلقہ ہاتھی کو گھیر لیا
اُسی وقت روانہ ہوگئے صاحبقران نے عمر سے فرمایا ہرکارے ہمراہ لندھور کے [illegible]
روانہ کرو دم بدم کی ہمکو خبر ملے جو امیر نے دستہ بستہ عرض کی ایسا ہی ہوگا اسی طرح کی خبر پاتے کر
عرض کرونگا یہاں تو یہ باتیں ہیں لیکن مشغول کوہی حقیقت میں نہایت مغرور ہے کوہستان سے جو آتا
سُنکر فرزندان حمزہ نے ہزارہا کوہی مارے تین لاکھ فوج لیکر اس ارادے پر چلا ہے کہ جاتے ہی
سبکو قتل کرونگا لاشوں سے میدان بھر دونگا بارہ کوس پر مقام کیا اس فکر میں ہے کہ یہاں سے
جو چالوں فوج اسلام پر جا پڑوں لوٹتا ہوں سب فتح کر لونگا قدرت کو تا یہ اختر ہو تجھکو آئے
مقام پر پہنچا ہوا اپنا بارگاہ صحرائے سبزہ زار میں استادہ تین لاکھ کوہی فروکش [illegible]
کر ہندی حکم دے رہا ہے بیرون بارگاہ گرد سرداران کوہی گھیرے ہوئے کہ [illegible]
آپسے کون مقابلہ کرسکتا ہے حمزہ اگر قدموں پر گریگا [illegible]

کبھی کسی نے ملک کوہستان کا ارادہ نہ کیا تھا انہوں بالنے کے نفاق نے یہ تباہی کرائی ایک کو ایک سے
رشک پیدا ہوا بھائی کا بھائی دشمن ہوگیا راہبر پرائے مسافر رہزن ہوگیا کچھ لوگ جا کر اہل اسلام سے
ملے بتے نشان بتائے آپ ہی کے عزیز اقارب شاہزادہ تورج بن بدیع الزمان کو اپنے ساتھ
لیکر تا بہ طلسم ہزار برج پہونچے جب تو بہرہ چہرہ غالب آیا طلسم فتح کر لیا کئی ملک قبضے میں آئے مشغول
نے کہا ان سب کو ہزار و نگا دشمنوں سے پیشتر گو بیبون کو قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی
مشغول دیکھنے لگا کہا شاید ہمارے بھائی صاحب سلیمان عنبرین مو سے کو ہی کو خبر ہو گئی کچھ فوج
برائے مدد روانہ کی ہے تجھے یہ بہت شاق ہے میں کسی کی مدد قبول نہ کرونگا اپنی فوج کیا کم ہے سرداروں
نے کہا حضور آپ کے ساتھ بڑے بڑے بہادر ہیں ایک ایک جوان سو سو سے منھ نہ پھیریگا کسی
کی مدد کی کیا احتیاج ہے آپ کے نام سے سکہ جرأت کا رواج ہے خوشامد کی باتوں سے مشغول اور زیادہ
پھولا جاتا ہے نگاہ گرد کی جانب ہے کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار
فوج کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی بخط جلی تحریر ہے انکے گزر جانے کے
بعد ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت و قوت میں لا جواب فیل سفید پر سوار پشت پر
بارہ ہزار جوانان ماہ رخسار ہمرکاب ہیں ہر یک سوار پٹیاں جمی ہوئیں نیزے ہاتھ میں دلاوران
حمائل خود و زرہ نادر و سینہ سپر کرنے کی کیسے کیسے جوانان شیر دل رستم خصال حسین جمیل اپنے افسر کے طفیل
اس شد و مد سے آگے ہو پہونچے مشغول نے ہمرکابوں کو حکم دیا دیکھو تو یہ کون جوان ہے اسطرف آنے کا کیا
باعث ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ لقا پرست نہیں ہے لیکن سبب دلیری معلوم ہو [illegible] خود و زرہ سے بالکل نفرت
کیا صاحبان لیاقت میں صاف ظاہر ہے کہ تلوار کے دھنی ہیں [illegible] جرأت کا جوش سب سر فروش
ہیں میں نے اس لشکر قلیل کو بہت پسند کیا لشکر جب آگے بڑھا تو نقیب لشکر نے مشغول کو دیکھا ہاتھی
روک لیا فوج کو اترنے کا حکم دیا لیکن ہمرکاب سے مشغول کو ہی کے آنے کا نام لندھور دریافت
ہوا عرض کی آپ کی خیر سگالی صاحبقران نے لندھور بن سعدان اپنے جانشین کو روانہ کیا ہے
یہ جوان آپ کے مقابلہ کو آیا ہے مشغول بہت ہنسا کہا ان لوگوں کی قضا آئی ہے موت ان سب کو کھینچ
لائی ہے میں کل لشکر سر [illegible] تھا کھیلا یہ تجھکو کیا [illegible] کہتا ہوا بارگاہ میں آیا ناگاہ آفتاب عالمتاب
از ایوان و ترسان بارگاہ زرد کا شانہ مغرب میں جا کر چھپا آمد آمد شاہ انجم سپاہ کی شروع ہوئی

بارگاہ سلیمانی میں جلوہ فرما تھے جواہر بن عمرو نے پرچہ اخبار ہاتھ میں دیا مضمون یہ تھا کہ ابھی خبر
دریافت ہوئی لندھور نے ہاتھ سے مشلول کے شکست کھائی نہیں معلوم ہندی شکست کھا کر کدھر
نکل گئے یہ پرچہ پڑھ کر صاحبقران بہت گھبرائے مقبل سے فرمایا خدا خیر کرے میرے جانشین پر کیونکر آ
افتاد پڑی جلد اشقر تیار کر دیں خبر کو لندھور کی جاؤنگا یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہو کے بہرام گرد
بن خاقان چین کو ہمراہ لیا جواہر بن عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا بادشاہ سے کہدیا کہ حضور میں برائے
خبر لندھور جاتا ہوں لشکر سے ہوشیار رہیے گا لشکر ہر وقت دریائے آزار پر فوج سلیمان بے شمار ہے
اور سرداروں نے عرض کی ہم بھی ساتھ چلیں صاحبقران نے نہ قبول کیا صرف بہرام کو مع بارہ ہزار
کے ساتھ لیا روا روی کر کے چلے اتفاقات قضا و قدر سے مشلول کو بھی آگاہ ہو لندھور نے
اس صحرا سے ہول خیز میں تڑپ تڑپ کے رات کاٹی جب یہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا لندھور نے ہتھیار لگائے
بارہ ہزار میں سے دو ہزار جوان سیارہ گلشن جہان ہوئے باقی سب نے تخم دار بیقرار شب کو فنا کیا لیکن لندھور
کے کہنے سے اسی حال پر ملال میں کمریں باندھیں لندھور ہاتھی پر سوار ہوا کہا یار یہ سب جا جا کر
اسی مقام پر جا کر یار رونگا یا مجھکو قضا لیجائیگی ہمراہ والے بھی انتہا کے پریشان کہتے ہیں کہ دیکھیے
فلک کیا دکھاتا ہے عجب حال پر ملال میں آقا نے قصد کیا ہے خدایا الٰہیان ہندوستان کی آبرو رکھ سے
ان نامردوں کے مکر و فریب سے بچا گئے سر کٹ جائے لیکن جو ارادہ ہے اس میں فرق نہ آئے لندھور نے گجگا ہاری
قبل ہونے تڑپ کے چلا اب حال مشلول کو بھی سنیے شراب تیاری کرتا ہے منزل میں کی مقام
بیچ کو ایک صحرا میں آ کر پہنچا گھوڑے سے کود پڑا سیر ... پر پار دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اڑی
زمان مع بہرام با فوج قلیل تلاش میں لندھور کی ناشر اپنے لائے مشلول کی جو دوڑے حال ...
شتال صاحبقران پر نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھو تو یہ کون جوان ہیں کہاں جاتے ہیں اس طرف آنے کا
کیا باعث ہوا شاطر بڑھا آ کے خبر دی کہ صاحبقران زمان دانا دل شیر دوان اپنے جانشین کی
تلاش کرتے ہوئے آئے ہیں ادھر شاطر نے صاحبقران کو خبر دی کہ حضور لندھور کا تو حال ...
کر اب کیا گذری لیکن مشلول مع فوج بیشمار وہ سامنے کھڑا ہوا شمل رہا ہے لیکن غلام نے بار گاہ
لندھور اور اسباب وغیرہ اسکے ہمراہ دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ انکو شکست دیکر آیا ہے صاحبقران آتش
سنکر تھرا گئے آ دیکھ سطوت نام صاحبقران نے شکر جتا یا قدر اگر ... پر سوار ہوا فوجوں کے پرے جم گئے

ہاتھ میں سائبان زردوزی کی جس کا چتر مثل ابر گہربار سر پر لقا کے تھا ہوا باز سفید سر پر
سایہ فگن مثل سیف چمکتا ہو کاندھوں پر دیوزادوں کے تخت لقا بدار سوار ایک بہادر جرار
نامی نامدار جوانان عالی وقار جلو میں تھے ہنگامہ گیر و دار کی صدا کان میں لقا بدار کے پہونچی جھنجلا کے
بے ساختہ حیرت فزا دیکھا عیار نے سر پیٹ لیا کہا اے صاحبقران عہد یہ کیا غضب ہوا صاحبقران اعظم
لشکر کا قران میں گھرے ہیں لیکن ماشاء اللہ کس جرات و شوکت سے لڑ رہے ہیں لقا بدار کی جو نگاہ
پڑی گھبرا گیا فوج دیوان کو اشارہ کیا جلد سامنے سے ہٹ جاؤ مرکب ہوادار زمین پر اتارو دیوزادوں نے
ایک چشم زدن میں جوانان صف شکن کو کاندھے سے اتار مرکب آگے سامنے کئے آپ بھاگ کر طرف صحرا
گئے بیکار پنجہ و تار تھا کہ جھٹ سامنے سے نکل گیا لقا بدار بھی نجیل نام مشت مرکب پہ جستی سے سوار ہو
تیغ سیف مثال کو بنام انتقام سے لیا بارہ ہزار سواران جرار سے نعرہ کر کے آگے آ آواز دی باشیاں
اے کفاران بے حیا واے نابکاران بیوفا ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد منم لقا بدار زرین پوش
صاحبقران عہد کیں بخواہ کشندہ دیوان قاف شہریار شش مصاف ایسے کلمات جرات آیات کہکر فوج
کو میدان میں دھنسا شمشیر زنی کرنے لگا ساتھ والے بارہ ہزار کس اطاعت سے لڑے جابجا نکلنے لگے
صدا ہائے الامان آنے لگی صبا ہاتھ قلم کیے عیار لقا بدار کی پشتیبانی کرتا ہوا لڑتا ہے ہر سر لقا بدار کے
باز سفید جنگ میں بھی سایہ فگن ہے مثل عاشق جانباز دیکھتا ہے چشم زدن میں لقا بدار نے فوج کو تار
کر دیا سب سے زیادہ اقران کو ہی ملیا نہیں تا کہتا ہے لقا بدار نے ایک مقام پر ڈٹا آواز دی او
نامرد تجھکو افسوس آیا نہیں سے باپ کی فوج کیا کم تھی کہ تو بھی کرشمہ نہ ہوا صاحبقران دور سے جنگ
لقا بدار کو ملاحظہ فرما رہے ہیں فرماتے ہیں ہم جو اس میں سحر و ایسے ایسے وقت پر اس لقا بدار نے
مار کی کہ دل سے فتح کی امید اٹھ گئی تھی ہر مقام پر صید کو فتح پایا جاہ و جلال کھایا جرات و شوکت
میں بھی بے نظیر ہے لقا بے چہرہ زیبا شاہانہ منظور صف شکنی طریقہ شمشیر زنی وسلیقہ ہنر الاعلوم
ہوتا ہے جو شیر سے مرکب کی تحصیل صحیح کیا ہے لیکن مقام حسرت یہ ہے کہ یہ جوان دوست بھی دشمن بھی اسیر بھی
رہنر ہے بھی نا گفتن رگ رگ میں جوش مارتا ہے جی چاہتا ہے جا کر گلے لپٹا لوں ہر ضرب پہ تحسین و آفرین کرون
میرے دل کا اسکی ادا ہے صف شکن سے محبت ہے تماشائے میدان جلالت ہے وہ دیکھو مغوں کو درہم و برہم کرتا
ہوا سامنے اقران کے پہونچا اقران بھی جوان نبرد دست ہے خدا اس شیر صولت کو بچائے اس سا

جرأت کو روز سیاہ نہ دیکھا سے یہ فرما کر خود بھی لڑنے کو بڑھے اسی جانب چلا اور دوسرے نقابدار
زرین پوش نے بھی یکہ کہ صاحبقران اعظم بعیار کو فریب جادو سے تم لڑنے کو بڑھے اسی جانب گئے
ہیں اب تو اقران کوہی سر چاہ اور وہ بھی سبح جیا ملتا تلوار چلنے لگی کہ ہاتھ اقران نے نقابدار پر
لگائے نقابدار اس کے تیغہ گرانبار کو مثل پھول کے روک لیتا ہے اسی طرح جواب دیتا ہے ایک مقام پر اس نے
ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر گا تھا صاف معلوم ہوا دو بجلیاں آپس میں لپٹ گئیں لیکن نقابدار
نے الجھا دے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہہ کے جا پڑا مرکب کو گرد کر دیا مرکب ستمگر نے دونوں
پاؤں سر پر اس کے گنبد سے رکھ دیئے اب نقابدار نے دست حق پرست بلند کیا نعرۂ تکبیر کرکے
ہاتھ مارا برق شمشیر تیز ناگہ کی سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے سر پر گری خود کو کاٹا مع مرکب چار ٹکڑے
چار ٹکڑے ہوئے فوج کو میان میں ہنگامہ ہوا ساتھ والوں کے رنگ کٹ گئے آواز الامان
الامان آنے لگی دور سے مشغول کوہی نے دیکھا پارۂ جگر کے ٹکڑے ہوئے آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آگیا مثل رعد گرجا قصد ہوا کہ نقابدار پر پہنچ کر اول قاتل کو اپنے فرزند کے مہلت نہ
دوں للکارتا ہوا چلا ادھر سے نقابدار نے مرکب بڑھایا دوسرے [illegible]
دیکھا کہ اقران کوہی کو نقابدار نے مارا اب مشغول پر جاتا ہے قبل ہونے [illegible] بڑھا مشغول کو
ڈانٹا او نامرد ازلی و ابدی مجھکو تو نے قتل ہی کیا ہوتا مجھے اگر [illegible] الموت
جان کا فران ہوا اپنے زمانے کا صاحبقران تو مشغول [illegible]
ان صفوں کو یہ صفائی نظر آئی کہ میدان رسالدار دن کو مارا [illegible]
طرف سے صاحبقران لڑتے ہوئے آ رہے ایک طرف سے نقابدار [illegible] پہونچا [illegible]
قصد کیا لشکر کور و کیش کسی کو صاحبقران نے مارا کسی کو نقابدار نے [illegible] للکار [illegible]
اس مقام پر کشت و خون ہوا انبار ہا لاشے زمین پر تڑپتے ہیں [illegible]
ہاتھ چلنے کو ہیں سب کے جی چھوٹ گئے بھاگنے راستہ نہیں ملتا گھبرا رہے ہیں [illegible]
کو پکارتے ہیں بدحواس عالم یاس ناموں نقابدار سے [illegible]
کہاں سے آیا ان لوگوں کی مدد آسمان سے کیوں آئی ہے ظالم نے [illegible]
سے مارا اب بھی شمشیر زنی کر رہا ہے صفوں کو درہم برہم کر دیا افسروں کو [illegible]

حضور کا مجکو ممنون و مشکور کرنا ہے یہ کہکر لقا بدار پلٹا کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر پشت
مرکب پر سوار ہوا فوج کو آراستہ کیا عیار نے آواز دی دیوان قاف حاضر ہوے اسیطرح دیوانون کو
اپنے کاندھے پر سوار کیا تخت یاقوت نگار پر لقا بدار سایبان زرافشان کھینچا بارگہی بارش آیا اسکا
نقاب پوش حیرت کے سر پر سایہ فگن ہوا اس تجمل و شان سے لقا بدار عالی مقدار فوج نقارے
بجاتا ہوا روانہ ہوگیا لشکر حضور مین معدن جہوش تماشا قریب تھی صاحبقران نے بہرام کو
حکم دیا اسی وقت بارگاہ استادگی و خیمہ اسی مقام پر پیش ہو لشکر حضور کی زخم دوزی کرنا واجب لازم ہو
شکر ہے کہ ہمین نے اسکو صحیح و سالم پایا بلا زیان لشکر حضور بہرام نے بارگاہ استادگی یہ دونون کوہی
چو بارے گئے مال بھی بہت کچھ دستیاب ہوا سب ہندی چینی تلنگے مانند زخمی ہو اپنے اپنے مقام پر آکر
فرو کش ہوے علاج ہونے لگے صاحبقران نے آکر خیمون مین لشکر حضور کے تگ و دو سے فراغ
امور ضروری آرام فرمانے کا قصد ہوا کہ صاحبقران کو یاد آیا فوراً جواہر مین عمرو کو بلایا کہا اے
جواہر ہم لشکر سے چلے آئے ایسا نہو بادشاہ جہاد ہیتاں مین سوار ہو تم جا کر اس فتح کی خبر دو
انشاء اللہ ہم بوقت سحر بعنایت رب اکبر ان سب خیمون کو لیکر لشکر ظفر اثر مین آئینگے جواہر نے عرض کی
حضور میرے سوا لشکر مین کوئی عیار نہین ہے ایسا نہو کوئی عیار مکار غدار دشمن سحر کار پہنچ کر فتنہ
کرے تو بڑی خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا اب مقابلے مین ہمارے کوئی حریف نہین ہے
علاوہ ازین حافظ حقیقی مالک تحقیقی حفاظت کرنیوالا ہے انشاء اللہ تردد بیجا ہے جواہر نے کمر کا لیا
بموجب حکم صاحبقران سمت لشکر ظفر اثر روانہ ہوا افلاک کجرفتار گردون غدار کو پھر وہی کا بہانا
ہوا قضا سے کار اتفاقات روزگار سے عنبر صیاد دم عیار شلول کوہی بھی لشکر کے ساتھ تھا جب
دونون باپ بیٹے مارے گئے کوہ دولت نے شکل دونون کے لاشے اٹھا کے روتے پیٹتے سمت
قلعہ جبہ ہیبان کا حاکم عدیل کوہی باپ شلول کا ہے صلاح کرکے روانہ ہوے لیکن عنبر صیاد دم
لشکر مین پھرنے لگا جب لیلاے شب نے زلف عنبرین کھولی کوتوال پاسبانان فوج ثابت
و سیارگان ہمراہ لیکر پہرے کے طلایہ پھرنے لگا وزد شب کمینگاہ مین عنبر نے دیکھا دو پہر
شب گذری پھرتا ہوا پشت بارگاہ لشکر حضور پر آیا دلمین سوچ لیا ہے کہ اے عنبر اگر عدیل کے
سامنے جائیگا وہ بہت بلبلائیگا سر اٹھا دلوایا مار گیا تجھسے کچھ نہو سکا اگر مین بڑے نوراف لشکر

معشقیان چمن ہیں نغمہ عندلیب ہزار
نزاکت غنچوں میں ہے یا عشوہ ہے زلفوں کا
الا پیچے ہیں یا شمامل جو ہیں گیسو دعا
سواد گلشن عالم میں یا یہ ہے تنویر

گہر ہے صدف گل میں قطرہ شبنم
جو یاسمین انکی برنگ قطرے سے مقدار
یہ خوشنما ہے رخ گل پہ قطرہ شبنم
بیاض صبح کی صورت ہے مطلع انوار

اگر یہ حور نما ہیں سماں ہیں اپسرا گوہر بار
قرار و ہوش و خرد کو ہے وجہ تاب
کہ دیکھ کے اسے غرق عرق ہے روئے نگار
صاحبقران زمان حیران حیرت

اُس باغ بہشت آئین کو دیکھ رہے ہیں چند نازنینان ماہ پیکر کو دیکھا کہ سامنے دست بستہ حاضر ہیں حضرت صاحبقران نے حیران ہو کر فرمایا اے نازنینان گلعذار و اے حسینان ماہ رخسار یہ کیا مقام ہے یہاں کے حاکم کا کیا نام ہے ہمیں اس مقام پر کون لایا اُن پری زادان ماہوش نے شرما کر جھکالیے ایک آنکھیں نہایت شوخ و شنگ تھی منہ چڑا کے جواب دیا صاحب آپ نے نہیں معلوم کیا خطا کی تھی ایک ستمگار عیار ریا کار سے روزگار آپکا پشتارہ باندھے ہوے لیے جاتا تھا ہماری ملکۂ عالم رحم دل ہیں ادھر تشریف لیگئی تھیں آپکا حال زار دیکھکر رحم آیا اُس ستمگار کو مار کے نکال دیا آپکو چھین لیا اس باغ میں لیکر آئیں صاحبقران نے فرمایا تمھاری ملکۂ عالم کہاں ہیں اگر سرفراز فرمایا جان بچائی تو سامنے تشریف لائیں مشتاق کو روے زیبا دکھائیں ملکہ ان باتوں کو سنکر مسکرائی لیکن ہم یوں سمجھے جسکی کھڑی ستارہ ہی تو سنبل نامے اک کنیز پیچ و تاب کھا کر آگے بڑھی کہا میاں سپاہی صاحب اس عیار کی زبانی یہ تو ثابت ہوا کہ آپ بڑے زبردست ہیں ان میں سے شاول کو ہی واقران کو ہی کھٹ کر بسیدان مار و مغیار ستمگار تھیں ہمارا الزمت کا تھا جو آپکو گرفتار کر کے یہاں لایا ملکہ کو رحم آیا آپکو بچایا وہ سامنے کا ہے تشریف لائینگی مگر یہیں جلیل سا قرون کی فصیل گھوڑا وغیرہ آپکو سرکار سے ملیگا اور جو طلب فرمائیے گا ملیگا مگر ٹھنڈے ٹھنڈے تشریف لیجائیے آج سے توبہ کیجیے یا وار باندھنا چھوڑ دیجیے کسی کا خون کرنا بری بات ہے باعث قہر و غضب لات و منات ہے آخر فوراً تنہا اُسے پایا ہوگے سو عزیز و اقارب اُسکے دشمن ہے وار خون رہتے جس مقام پر پائینگے دشمنوں کو خون میں نہلائینگے یہ سنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا بدبخت اپنی زبان سنبھال کسی چاہنے والے سے یہ ناز نخرے ظاہر کیجیو کس سے کلام کرنا اچھا طریقہ نہیں مہملات کا جواب دینا طریقہ مردان عالم سے خلاف ہے اگر تمھاری ملکہ نے بچایا بڑا احسان ہوا آخر وہ لیکر ملکہ کہاں جاتا وہاں ہمکو بھی واسطے جرم و خطا کا کلام کرینگے تو سپاہ گری بہت دشوار ہے یہ عیار ذلیل تھا ہمارا پروردگار ہے لات و منات کون جانور ہیں یا جنکی

قہر و غضب بادشاہ سے ہم مبتلائے بلا ہوئے وہ پہلے اپنے کو قہر الٰہی سے بچائیں تب دوسرے پر غصہ کریں تمہارے بڑے خداوند زہر دشاہ باختری ہاتھ سے ہمارے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں یا جب کہ شہروں میں کسی نے دامن پناہ نہ دیا کوہستان میں بھاگ کر آئے یہ فرما کر صاحبقران لاحول پڑھتے ہوئے اپنے مقام سے اٹھے ملکہ سہیل عاشق جمال صاحبقران ہو چلی ہے ان باتوں نے اور زیادہ بیقرار کیا دل نے کہا یہ شہریار باتوں سے کنیزوں کی رنجیدہ ہو کر جاتا ہے اپنے مہمان عزیز کو روکنا واجب لازم ہے گھبرا کر ستونوں کی آڑ سے نکل آئی ضبط نہ ہو سکا ٹھٹھک کر فرمایا صاحب یہ ہمارے مہمان عزیز ہیں غصہ نہ کیجیے ہم آپ کے حال سے بخوبی آگاہ ہوئے اس کا شکر ہے کہ قدم ہمیشہ زہرہ سے معتبر فرمائیے چونکہ صاحب لیاقت ہیں یہ شعر برجستہ زبان سے نکل گیا ع شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست یہ جملے فرحت انگیز جو کان میں صاحبقران کے آئے بیتاب ہو کر پلٹ پڑے دیکھا اک چاند کا ٹکڑا بوٹا سا قد نگاہ رخسار قد سرو باغ رعنائی نوخیزوں میں یکتائی غنچہ دہن سیم تن گلبدن رشک چمن سینے پر ابھار دو قمقمہ نور کہوں یا جوش میں حباب لب دریائے جمال و حسن

قشقہ ہے مصرع نو جبیں حسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہے تقطیع میں مسجع ایسا
شعر کاکل سے ہوا ملک مشابہ جیسا
نہ رہا سجع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئی تو ڈھونڈھوں مضمون
شعر باریک کہوں موئے کمر کا موزون

قامت راست کو شمشاد کہوں دلبر کے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے کھچے
پاکر دوں سرو کی تشبیہ قد جانان سے
قامت یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو رواں سے لگی پکاری کو کو
بولی حق سرو قمری یہ ہو گویا جادو

راتوں سوچے ہیں شبانا ہے میں نے مضموں
تیری تختی جو گئی کفر میں کیا اسکو لکھوں
جیسے لیلیٰ کے تصور میں ہو حیران مجنوں
تیرہ اس سودے میں جل بل گئے ہوا مجنوں

الف لیلا کے بھی ظلمات میں کاٹے حلقے
مثل موئے کے پریشان عالم میں سبکے

عجب حور خصال پر نظر پڑی آنکھیں دیدۂ غزال کو آنکھیں دکھانے والی نرگس کو سامنے ان چشم فسون ساز کی
سکتا ہو سنبل کو زلفوں سے پریشانی آئینہ حباب کو روبروے رخسار صفائی و شفافی حیرانی سب
اعضا اپنے اپنے مقام پر موزوں سرو قد خورشید جبین ماہ جمال حور تمثال القول حسین تر نظم

جہاں راستی چاہیے راستی ‏ ‏ کجی جس جگہ چاہیے واں کجی
تبسم حیا ناز و شوخی بکر در ‏ ‏ ہر اک اپنے موقع سے وقت نظر

سراپا کو دیکھا صاحبقران مثل تصویر پر تصویر خاموش دل میں
بحر الفت و محبت کا جوش آیا ادھر اُس مہ جبین نے سمجھا کا پیشانی پر آنکھیں پر پسینہ آیا ادھر صاحبقران
مضطر و بیقرار خواہش دل کو کاوش شرم کا تہ بند ہاتھ ڈال دیا ملکہ سہیل نے دانت کے نیچے انگلی دبائی ناز
سے اشارہ کیا ہاں ہاں یہ کیا دیکھو سب کنیزیں سامنے کھڑی ہیں اسطرح جو ملکہ نے اشارہ کیا امیر جہد کہ
صاحبقران رستم صولت سہراب جرأت ہیں لیکن عب حسن و جمال سے ڈر گئے ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ پھر تکیہ
مسند پر بیٹھی اشارے سے کہا بیٹھ جائیے کنیزوں کی باتوں سے آزردہ نہ ہوجیے صاحبقران پائوں میں آکر
بیٹھے لیکن خاموش ملکہ بھی سر جھکائے ہوئے کنیزیں بھی حیران پریشان مگر شمع رخسار وزیرزادی طلب
بول اٹھی ای ملکہ آپ نے فرمایا تھا کہ اسکا حسب و نسب دریافت کرو حکم ہو تو میں پوچھوں ملکہ نے طرف
صاحبقران کے دیکھ کر کہا ہاں صاحب وہ عیار آپکو قائل مشاول و افراں بنایا نا تھا خیر کسی جو سے سے
رہا کر لیا کسی پر احسان جتانا منظور نہیں لیکن آپ اپنا نام و نسب اپنی زبان معجز بیان سے فرمائیے ان کے
کہ ہیوں سے کیوں مقابلہ ہوا باعث فساد کیا تھا امیر نے جو سلو کا نام کرنے کا پایا منفعل ہو کر فرمایا ای
سرو روان باغ رعنائی و ای مہر سپہر یکتائی نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہے اِس عبد ذلیل کو
صاحبقران اعظم کہتے ہیں یوسف دو سو خداوں کے پرستار ہیں ہمارے دشمن رہتے ہیں فریب کو
عقیق نگار سلیمانی لقا سے مقابلہ ہے اُسی کی مدد کو یہ کوہی گئے تھے ایک صحرا میں مقابلہ پڑا انکی قضا کھینچ
ہاتھ سے بچی رہے گئے ملکہ نے مسکرا کر کہا آپکو بہنے شیروان سے بھی واسطہ ہے ہمارے احسان کرنے کا بھی
سبب ہوا امیر نے فرمایا میں انکا ملازم تھا لیکن دشمنوں نے لڑوا دیا میں اب تک اُس خاندان کا خیر خواہ
ہوں ملکہ نے سر جھکا کر کہا رشتہ داری کا ذکر کیجیے صاحبقران نے جواب دیا وہ شہنشاہ عالی جاہ
ہیں ایک عمر و سپاہی مجاور خانۂ کعبہ رشتہ داری کا کیا باعث یہ البتہ سرفرازی حاصل ہوئی کہ شہنشاہ
ہندوستان نکے وعدہ پر اپنی دختر بلند اختر کو مجھ سے منسوب کیا یہ قصہ طول طویل ہے اس صاحب

عصمت و عفت نے برائے حفاظت آبرو اپنی جان دی دوسری صاحبزادی شاہ کی بہت عفیفہ تھیں
جب ملکہ ان باتوں کو سنکر ہنسی کہا ہنسنے تو سنا ہے زرکوں میں لکھا دیکھا کہ آپ نے زبردستی ملکہ مہرنگار کو پسند کیا اگر شہر
شاہ کی سلطنت چھین لی شاہ نے غیرت میں اپنی جان دیدی دوسری صاحبزادی بچی خود ہی نکل کے
چلی آئیں امیر نے فرمایا ملکہ تمکو خوب احوال معلوم ہے مگر مفصل کہتا ہوں ہمنے یہ پڑھا یہ دختر بلند اختر نوشیروان
عالی وقار ہمارے گھر آ جائے بعد انتقال نوشیروان اسوجہ سے نکل آئیں کہ ہر فرد و فرا حرزہ اغوائے
بختیارک مکار و لنگی گاو سوار سے منسوب کیا اس پردہ نشین صاحب عفت کو ناگوار ہوا اپنا گھر چھوڑ کے
چلی آئیں حشمت کا بھانجہ میرے لشکر کا بادشاہ ہے عقد بندی میں انسے بھی عقد ہوا انہیں کا بھانجہ مسعود
بن قباد بادشاہ لشکر اسلام ہے ان باتوں کو سنکر ملکہ چپکی ہو گئی شمع رخسار فیروز زادی نے پھر بڑھ کر
عرض کی حضور اس کہانی سے کیا فائدہ مہمان کی خاطر واجب و لازم ہے یہ کہکے چند گلابیاں شراب
کی کشتیاں کباب کی لا کر آراستہ کر دیں ایک جام لبریز کر کے سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا حضور آپکے
مہمان صاحب قبلہ ہو کر آئے ہیں آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے ہیں اب تقریب آپکے خورش فرح ہو ایک
دو جام پینا باعث سرور ہے ملکہ نے جام اٹھا لیا کہا آپ داماد نوشیروان ہیں ہمیں خاطر کرنا فرض
و لازم ہوئی امیر نے ہنسکر جام پر ہاتھ رکھدیا فرمایا ہم تو آپکے ممنون و مشکور ہیں کہ دشمن کی قید
چھڑا لیا ہمارے تمہارے مذہب میں فرق ہے پونے دو سو خداؤں پر لعنت کرو وحدہ لا شریک کو
اپنا پیدا کرنے والا جانو ملکہ نے مسکرا کر کلمہ پڑھا مع حاضرین وقت دل و جان سے اعتقاد و جدا
کیا ایک جام گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی عاشق و معشوق کے
اشارے دیکھکر نرگس شہلا شرمائی لیکن ابھی گرمی صحبت میں ملکہ سنبل کو کچھ خیال آیا آنکھوں سے
اشک حسرت ٹپکے امیر نے دامن سے پاک کئے گھبرا کر فرمایا کیوں ملکہ خیر تو ہے سنبل نے کہا اے شہریار یہاں سے
میرے باغ سے قلعہ حدید پانچ کوس ہے گو عادل کوہی نہایت پہلوان زبردست ہے اگر یہ خبر سن پائیگا
میں تو اپنی جان کو آپ پر نثار کرتی ہوں لیکن آپکی دشمنی میں وہ قیامت برپا کریگا ستاتا ہوں
دلاوران کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہے بڑے بڑے پہلوان عالی وقار فخر رستم و اسفندیار اسکے
سامنے سر اٹھا نہیں سکتے مجھکو اسکا خوف ہے جابجا سے بخوف خراج آتے ہیں لہذا میں آپکو یاد دلاتی ہوں کہ نہایت کمی سے
خبردار رہیں میں نے بھی سنا لکھا تھا جسطرح بن پڑیگا حفاظت کرینگے یا عرض کیا آپ آج ہی شب کو

لیجاؤں اسکو قتل کروں کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو آج بوقت سحر زیر دیوار قلعہ یہاں سے پانچ کوس پر قریب فلان نہر کے
ٹھہرا پشتارہ حمزہ کا رکھ دیا تھا منہ ہاتھ دھو کے ٹہلنے لگا ایک نقاب دار سیاہ دلہ پوش آکر پہونچا دیکھتے ہی حمزہ کو
وہ تو آگ ہو گیا تیر سے مجھکو زخمی بھی کیا اگر زیادہ بولتا قتل کرنے پر آمادہ تھا جان کو غنیمت جان کر بھاگا
زیبہ فنات ٹٹ گیا جلد اسکا انتظام کیجیے اُس نقاب دار کو تلاش کرنا واجب و لازم ہے ہر چند میں نے آپکا نام لیا
اُسنے سماعت نہ کی دشمن کو لیکے چلا گیا یہ ضرور عرض کرتا ہوں اہالیان لشکر حمزہ سے کوئی بھی نہیں آیا بلکہ
خاص اسی واسطے راہ کوہستان و خارستان کو اختیار کیا یہ سنکر عادیل کو بھی بہت جھلایا کہا ای عنتر اس
اقلیم میں کیا مجال کہ جو کوئی میرے دشمن کو رکھ سکے مجھے تیرے کہنے کا یقین نہیں آتا سو سو کوس تک سکہ
میرا جاری ہے ایک غلام میرا لاکھوں پر بھاری ہے عنتر نے عرض کی گردن از مو باریک کیا مجال جو حضور
کے سامنے خلاف کہوں کفران کو بھی کہ میں نے گودیوں میں پالا تھا اس قدر مجبور و ناچار ہوا انتہا کا ناگوار
ہوا ہے یہ نوجوان یکہ عیاری کی ورنہ حمزہ وہ جوان ہے کہ جسنے ملک باختر پر لڑ بھڑ کر قبضہ کر لیا سلطنت نوشیروان
چھین لی گنجا ہے شکستہ وہی عراق و اصفہان بھی قبضے میں کیا علاوہ سفر ایران نامدار کے سنتا ہوں ایک
لاکھ چوراسی ہزار پیاسے بچہ بھی ملازم ہے لیکن غلام نے خوش صحبت میں شاہزادوں کی کسی بات کا خیال نہ کیا دو
ہو اعیاری کر کے نکلا خوب جانتا ہوں جسوقت اُسکے لشکر میں خبر ہو چکیگی تلاش میں صدہا عیار نکلیں گے
ویسی بات حضور کے سامنے خلاف عرض کرنا قصور ہے ان شاہزادوں کی میری آنکھوں کے سامنے
پھر رہی ہیں لیکن اُس نقاب دار نے غضب کیا میری فریاد نہ سنی قیدی کو چھین لیا میں آپکا نام لیتا تھا وہ جواب
سخت دیتا تھا میں یکہ و تنہا کیا کرتا چالیس جوان اُسکے ساتھ تھے میں نے یہ بھی قصد کیا کسی جھاڑی جھنڈی میں
چھپا رہوں دیکھوں یہ کہاں جاتا ہے مقام و نشان دیکھکر ملا ہوتا لیکن وہ ظالم ایسا ہوشیار تھا کہ پھر دیکھا کیا اور یہ
حکم دیا کہ اگر پلٹ کر دیکھیگا اسکی مرتبہ سر کاٹ لونگا میں مجبور چلا آیا عادیل نے پکار کر کہا ای سرداران کوہستان تمکو
اس عجیب بات کا یقین آتا ہے نہیں معلوم کہاں سے شانہ زخمی کر لیکے چلا آیا پانچ کوس پر قلعے سے میرا نام لیتا وہ نقاب دار
خفا کیا بات نہ دیتا شیر ارژن شنیدہ سپہ کے نام سے بھاگ گیا پھرتے ہیں یہ کوئی نقاب دار راہزن ہے سوچتا تھا کہ ہمارے
نام کا پاس کیا اس بیچ اور سب نے پشتارہ دشمن کا چھین لیا سب نے کہا ای شہریار سراسر غلط معلوم ہوتا ہے اسکی
عیاری کے علاوہ اکثر شکار کھیلتے ہوئے دور نکل گئے جہاں کسی لٹیرے بالو سے آپکا نام لے دیا کہ ہم شہنشاہ عادیل کے
تابعدار ہیں رستہ بیکر ان سے ہوں نے خدمت کی ہیں یہ کہا کہ لیکر ان کا کچھ نقصان ہو جائیگا عادیل کو بھی گماں ہے

آپ کے فرزندوں کے قاتل کو یہاں میں لیے بیٹھی ہیں جب تجویز بالیقین کامل ہو گا خوش ہو جائینگے یہ سوچتا ہوا طرف قلعہ کے
بھاگا ہوا جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ اب رات زیادہ آگئی چلو آرام کرو ملکہ خوش ہو گئی صاحبقران نے
اسی واسطے ملکہ کو ایک دو جام شراب بھی پلا دیے کنیزوں کو بھی حکم پینے کا دیا اسی واسطے کہ سب سو جائیں صاحبقران
بارہ دری میں آسے آتے ہی ملکہ نے آرام فرمایا کنیزیں بھی جاگی ہوئی تھیں سو رہیں صاحبقران اٹھے سلاح
ذات سے پیراستہ کیے ایک مرکب بحری اصطبل سے ملکہ کے لیا اسکو بھی آراستہ کیا پشت باغ کا دروازہ کھول کے
صاحبقران نامدار شب تیرہ و تار میں باغ پر بہار سے نکلے باتوں باتوں میں ملکہ سے نشان دریافت کر لیا
تھا سمت قلعہ بند کو روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑ رہیے وقت پر ذکر تحریر ہو گا مگر عمر عیار دم اڑا ہوا چلا آتا
ہی اندر قلعہ کے آکر پوچھتا راہ میں بالیان طلایہ ملے کوتوال سے ملاقات ہوئی پوچھا حضرت صاحب کہاں سے
آگئے ہو اس وقت نہایت خوش ہو کے پوچھا پایا پایا بادشاہ نے مجھکو حکم دیا تھا عمر کے مکان کی حفاظت کرو عورتوں کو
لے گئے ہیں بھاگ نہ جائے عمر نے کہا کوتوال صاحب کیا میں نے کسی کی چوری کی ہے آج حال کھل جائیگا مارا سین
مگر گیا ہل نہ بیٹھے تھا سمت پر پاکی میان عدیل صاحب آپ تو نہایت نوکر تھے میں صاحبزادی کی خبر نہیں
اسنے بھی بہت شوق سے تلاش کر لیا ہم پر ناحق غصہ آیا بیگناہ کا خون بہایا دیکھیے تو آج کیا فریب ہوتے ہیں کوتوال نے کہا اگر
عمر مفصل تو بیان کرو عمر نے کہا یہ کہتا ہوا کہ کوتوال صاحب مجھکو فرصت نہیں ہے وہ مڑتا ہوا دروازہ دولت شہنشاہی
پر پہنچا جمعدار سے کہا جا کر شہنشاہ کو جگا دو عرض کیجیے خواب سے بیدار ہو جان نثار عمر عیار دروازہ دولت
حاضر ہے آپکے فرزندوں کے قاتل کا پتا مل گیا جمعدار نے کہا او دیوانے دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی پہلوان دولت
آرام میں ہیں میری یہ مجال ہے کہ جا کر بیدار کروں عمر نے کہا جمعدار صاحب وقت ٹل جائیگا دشمن قبضہ سے
نکل جائیگا میں سچ سچ صاف صاف کہے دیتا ہوں تمہاری ناک چوٹی کاٹی جائیگی تم زبردستی جا کر شاہ کو جگا دو میرا
نام لو اتنا کہہ دینا کہ عمر کہتا ہے جلد باہر تشریف لائیے ورنہ آپکے فرزندوں کا قاتل بھاگ جائیگا مجھکو کچھ نہیں ہوگی
جمعدار لرزہ بر اندام ڈرتے ڈرتے شاہ کے قدموں پر ہاتھ رکھا عدیل نے آنکھ کھولی غصے میں پوچھا کیا ہے جمعدار نے
زبانی عمر کے سب کیفیت عرض کی عدیل غصے میں اٹھا ہتھیار لگائے خنجر کمر میں لیا قبل سے باہر آیا عمر نے
جھک کر سلام کیا کہا حضور جلد سوار ہوں ڈھونڈ کا پتہ لگایا ہے جن صاحب نے مجھکو زخمی کیا تھا انکو آنکھوں سے
دیکھ آیا عدیل نے کہا وہ کون سرکش ہے ایسا کہ جسنے ہمارے گنہگار کو اپنے گھر میں رکھا عمر نے دست بستہ
عرض کی غلام نے جلدی میں نام نہیں دریافت کیا صورت تجویل پہچان لی حضور جلد سوار ہوں ورنہ شکار

ہاتھوں سے نکل جائیگا بادشاہ کا خلاف وقت انتظار لانا روسالار وزرا خبر سنکر دوڑے لشکر میں کمربندی
ہونے لگی چار سو افسر کمیدان سالار وغیرہ مسلح ہوکر سامنے آئے دیکھا عدیل گھوڑی گینڈے پر سوار ہوا ہے عنبر جب
کچھ عرض کرتا ہے عدیل قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہتا ہے ایک بھی جیتا نہ زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر افسران نے
عرض کی کہ اے پہلوان دوران اے رستم کوہستان اس شب تیرہ و تار میں کہاں جائیگا ارادہ ہے عدیل نے
کہا عنبر نے نام نہیں دریافت کیا جس نے حمزہ کو چھین لیا ہے اسکا مقام دیکھ آیا ہے یارو ٹہر الٹا ہو کہ اسی
کوہستان کا رہنے والا ما بدولت کا نام سنکے ہمارے خوف کے چھپ ملے اس وقت تک مجھکو یقین نہیں آتا عنبر نے
کہتا ہے میں آنکھوں سے دیکھ آ دونگا عرض کی کیا احتیاج ہے عدیل بدمزاج قبضہ پر ہاتھ ڈالا تا سوار الکے بیکر کو بڑھا
چالیس پشت پر چار سو افسر بارہ ہزار کہ یہاں خود سر اس کروفر سے بیرون قلعہ آئے عدیل نے عنبر سے
کہا کیا کوئی قلعہ دار ہے یا بادشاہ عالی مقدار ہے وہ چار لاکھ فوج کا حاکم ہے کئی شہروں کا ناظم ہے عنبر نے
کہا حضور ابھی نام نہیں بتاؤنگا مقام خاص پر پہونچا دونگا وہاں باغ میں بیٹھا ملکہ کی آنکھ کھلی پہلو
میں صاحبقران کو نہ پایا کنیزوں کو آواز دی مصاحبان خاص دوڑی ہوئی آئیں ملکہ نے کہا دیکھو تو صاحبقران
کہاں ہیں ایک کنیز نے عرض کی اصطبل میں ایک مرکب بھی نہیں ہے پشت باغ کا دروازہ کھلا ہے ملکہ نے منہہ پیٹ لیا
کہا لو صاحب غضب ہوا صاحبقران طرف قلعہ حدید گئے ہیں صاحبو وہ یکہ و تنہا وہاں مجمع عالم ایک سے
دغاباز حیلہ ساز خدا انکی جان بچائے ہائے کسکو بھیجوں کون خبر لائیگا رات کو جب میں نے کہا تھا اسی وقت
انکے تیور سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھکو بہلاتے ہیں ہائے ای گلعذار دل کی کیا کیفیت کہوں بقول زیب النسا مخفی نظم

راز نیست مرا که گفتنی نیست
کان راز نهان شگفتنی نیست
فصدم چه کنی که خون ناحق
این درد دلست رفتنی نیست
شب وصل کجا که از پیش مرا
صد عذر است بهر شهر خریدار رهم
ور نه سنگ ملامت شد هم از عشق تو
میوهٔ تازه ز بار گرانبارم شکستنی نیست

دین راز ز نرگس شنفتنی نیست
پژمرده چو گشت غنچهٔ دل
پنهان شد و نی شگفتنی نیست
وحشت پرورده شبنم سر کشیدم شستنی نیست
طاقت تشنه لبی یا دلم بیمارم شستنی نیست
مجمع زلف پریشان مکن از بهر دلم
نیست سنگے که درین راه طلبگارم نیست
اگر دلم گشته گره راز تو مخفی چه کنم

زان پیشه عقیقم نگو نیش سست
از آب و هوا شگفتنی نیست
مخفی چو جرس بناله خود کن
زهر آشامم فراقم لب لعلین کارم نیست
یوسف مصری چو چشم وار سبب نیزی
که پریشان زلف تو هم دوش نیست
تحمل اندیشه ام و بار تفکر ندارم
که زبان ورد هم اسرار هم نیست

ان اشعار آبدار کو پڑھتے ہی اس طرح بلک کر ملکہ سہیل گلعذار روئی ستارہ ہاے اشک بادہ رخسار پر ٹپکنے لگے ہچکی لگ گئی گلعذار نے عرض کی برائے خدا صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے میں ابھی خبر منگاتی ہوں کہیے خود جاؤں اپنی آنکھوں سے دیکھ آؤں اتنا تو ضرور عرض کرتی ہوں وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہیں جو فرزند حق ہیں کر سکیں گے بیشک بارگاہ میں عماریل کی گوشت جائینگے جب آپ ایسی صاحبقران کو آتی تھیں تبھی جب ہی سمجھایا تھا کہ اس کمبخت عشق و عاشقی کے کوچے میں قدم رکھنا نہیں آخر کو پھر کی مصیبتیں صد ہا شنیدہ فرقت اس خانہ خراب نے کس کس کو نہیں رلایا ہے ہمیشہ جوانوں کو خاک میں ملایا ہے بقول رعنا نظم مسدس

ہر فلک صفحہ بنے اگر نخل قلم کر ہو جائے
گذرے گر نوح کی بھی عمر بسر ہو جائے
آب ظلمات سیاہی لب کوثر ہو جائے
عشق کا حرف بھی لکھتے تو وہ دفتر ہو جائے
حضرت عشق کی القصہ ہو آخر تقریر
عشق وہ چیز کہ سب کہتے ہیں جسکو تاثیر

کوئی شے عشق سے خالی نہیں ہر گز واللہ
کون سی شے ہے کہ جس میں نہیں آتا عاشق کو راہ
مومن و کافر و درویش سے لیکر تا شاہ
ذرے سے مہر تک مہر سے لیکر تا ماہ
اسنے عالم میں عجب اپنا دکھایا جلوہ
کون سی چیز ہے جسنے نہیں پایا جلوہ

عشق اور حسن کا باہم ہے نہایت مانوس
بلکہ ہے عشق ہوا حسن کا ہمدم ناموس
عشق اگر شمع ہے تو حسن ہوا ہے فانوس
ہر قریب دل عاشق کے ہوا جالینوس
ہر طرح سے دل انسان کو کھینچا لیتا ہے
ہر بہانے سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہے

عشق ہوتا نہ جہاں میں تو نہ ہوتی الفت
ہوتی گلزار جہاں سے کیا پھر جہاں کی زینت
قیس کو لیلی سے زنہار نہ ہوتی رغبت
شوق وصل و غم ہجر سے ہوتی فرصت
لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک پہ دنیا میں نہ مائل ہوتا

فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منہ دھوتی
حلقۂ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی

صحنِ گلشن میں نہ گل کے لیے بلبل روتی
ایک گر قطع نظر بدر سے شبنم سوتی

صاف پروانوں سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شہر خاموش بہاران میں بھی گلشن ہوتا

قیس کیوں نجد میں سرگشتہ و ویران ہوتا
نہ کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا
سنگدل شیریں کا فرہاد نہ خواہان ہوتا
مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا

عشق ہر چیز میں اک شان دکھا دیتا ہے
ذرۂ خاک کو خورشید بنا دیتا ہے

گلعذار نے جو یہ بند مسدس کے پڑھے ولولہ جنون بڑا اور زیادہ دلی کی آب نصیحت سے نہ آتش عشق نہ بجھائی شعلہ ہائے فرقت نے سر کھینچا سانس آہ کے شعلہ سے دھواں نکلنے لگا ہر ایک عضو سے جی جلانے لگا بلکہ تمام حال مصیبت مآل میں رو رہی تھی آخر میں یہی صلاح ٹھہری کہ ایک کنیز کو واسطے خبر کے روانہ کریں ادھر عدیل کیوی جب تین کوس شہر سے نکل چکا خیال جو کیا عمرو طرف باغ نہ بلکہ سہیل کے لیے جاتا ہے عدیل نے گھبرا کے کہا اے عمرو بیابان کوئی قلعہ یا قریہ قصبہ بیابان نہیں ہے اب صاف بیان کر مجھکو کہاں لیے جاتا ہے کیوں راز اصلی چھپاتا ہے آخر وہ کون سا گلشن ہے جسے تپشارہ سمجھا دشمن کا چھپایا سر کے فرزندان کے قاتل کو گھر میں بٹھایا عمرو کو غصہ کی طاقت باقی نہ رہی کہا عمرو میں کیا عرض کروں عقیدے سے حضور کے ذات ہمایوں صاف صاف نہ کہتا جب حضور آنکھوں سے دیکھیں تب اطمینان حاصل ہوتا اب ضبط نہیں ہو سکتا ہے جو مضمون صحیح جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ہمارے شہنشاہ گیتی ستان آپ کی صاحبزادی صاحب الملک سہیل فنون سپاہ گری میں طاق ہوئی ہیں نیزہ بازی اسپ تازی میں شہرۂ آفاق ہوئی ہیں لقا بے پیر کے وہاں کر رہے شکار جاتی ہیں یہ آنکھیں کا کام ہے مجھکو زخمی کیا تپشارہ چھین لیا باغ میں باغی کو لیکر پہلو میں بٹھایا وہ تو پیٹے زمانے کا صاحبقران ہے کہتا ہے جا کر عدیل کیوی سے اڑو ہم وہ اس کے غم میں رو رہی ہیں فرماتی ہیں مجھے لیکر نکل چلو وہ کہتا ہے میری جرأت سے خلاف ہے یہ فرماتی ہیں مجھکو اکیلا چھوڑ کے جاؤ قسم ہے کیسا انصاف ہے وہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہے بیشک عدیل کیوی مثل شعلہ جوالہ بھڑکا مثل ابر گرج کر کہا او نامعقول بتا تجھے کس نے خبر کی عمرو نے کہا کہنا کیسا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اسی واسطے آپ کو تکلیف دی کہ اس جلسہ عاشق و معشوق کو آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیے تب غلام کی جانبازی کی قدر ہوگی عدیل نے کہا

ای عنبر اگر یہ حقیقت میں مقدمہ ایسی طرح ہے جیسے آتش گیسو بریدہ کو قتل کرونگا اور اس سرکش کو سزا دونگا اگر تو نے
یہ خبر سنکر میری بیٹی کو بدنام کیا تو لات و منات کی قسم کھاتا ہوں کہ چہاتی پر چڑھ کر تیرا خون پی لونگا دوسرے یہ کہ
او ہیہا اگر تو مجھسے صاف صاف قلعہ میں کہدیتا یکہ و تنہا آتا سرداروں کو ساتھ نہ لاتا عنبر نے کہا حضور تحکیر بھی تو
سب طرح کا خوف ہے اگر آپ یکہ و تنہا آتے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر نکل جاتا آپ پہلے چہار جانب سے باغ کو
گھیر لیجیے میں آپ کے ہمراہ ہوں باغ میں گھس چلیے صاحبزادی صاحب آپکو باغ میں لیے بیٹھی ہونگی ملاحظہ فرما لیجیے گا
خواہ انعام یا سزا دیجیے گا یہ کہکے عنبر نے ابالیان فوج کو آواز دی باغ کو ملکہ کے جاکر چہار جانب سے گھیر لو خبردار
کوئی مرد و عورت باہر نکلنے نہ پائے عادیل کو انتہا کا حجاب فرط قہر و غضب سے بیتاب افسران فوج آپس میں کہتے ہیں
کہ یہ عنبر نے کیا حکم دیا کیا ملکہ کے باغ میں صاحبقران چھپے ہیں بعض نے کہا کسی لونڈی باندی کی خبر سے باغ میں
پہنچ گیا ہوگا ایک نے کہا یہ عنبر مکر اتنا بڑا شخص ہے امادو تو شیروان کنیزوں کی وجہ سے چھپے یہ کام کسی شخص کے
آدمی کا ہے ایک نے کہا ہمیں ان جھگڑوں سے کیا کام ہے باغ کو چل کر گھیر لو ہمیں یقین ہے آج نیا گل پھولیگا دیکھیں کسکی
جان پر آفت آئی ہے بہار کیا رنگ لائی ہے اب اس عرصہ میں ستارہ سحری بھی چمکا چکا افسروں نے
چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا ملکہ نے جب حال اپنا تمام سنا صاحبقران کے بہت اثر کیا صنوبر نے ایک کنیز اٹھ کر
اٹھی کہا حضور سیدھی طرف قلعہ کے جاتی ہوں خبر متصل لیکر فوراً آتی ہوں ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا
میری اچھی لو الجلدی جاؤ اگر راہ میں لجائیں میرے سر کی قسم دینا کہ پلٹ چلیے ورنہ ملکہ اپنی جان دیدیگی
انکو میرے نام سے محبت ہے ضرور چلے آئینگے پھر میں سمجھا لونگی میرے سامنے مجال نہیں ہے بادشاہ میرے
حکم سے سکیں صنوبر نے کہا حضور میں واپس لاؤنگی قدموں سے لپٹ جاؤنگی مگر اکثر بات یہ ہے کہ یہیں
خبر کر جائیں آئینگے آگے صنوبر پہنچے ملکہ سہیل ہیں ختم نہیں ہوتا دوڑ کر صنوبر کا ہاتھ تھام لیتی ہیں
فرماتی ہیں صنوبر قسمیں لانا میری جانب سے ہاتھ جوڑنا جس طرح بنے پھیر لانا یہ مشکل صنوبر در باغ سے
نکلی اب جو دیکھا ہزار ہا سوار پیدل گرد باغ کے کھڑے ہوئے نیزے ہاتھ میں گھبرا گئی یکایک دیکھا اسنا
عدیل کو ہی خفیف سے کچھ باتیں کرتا ہوا سامنے ہوا صنوبر الٹے پاؤں پلٹی ملکہ سہیل نے باغ میں
دعا میں مانگتی ہے کہ صنوبر گھبرائی ہوئی آئی کہا ملکہ آپ کے والد نامدار تشریف لائے ہیں بارہ ہزار فوج
نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا یہ سنکر ملکہ کانپنے لگی کہا صنوبر تمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا عرض کی ہاں دیکھا
کیا ... تو تماشا گرد باغ ہے سوار پیدل سب آ گئے ملکہ بیتاب ہو گھبرائی گل عذار نے عرض کی آپ کیوں

گھبرائی ہے خدا نے اپنا فضل شریک کیا وہ سرور دان بوستان صاحبقران پہلے ہی باغ سے نکل گیا اب کوئی
کیا کر سکتا ہے افشان پیشانی سے چھڑا لیے دریا تک کے لیے استقبال آئیے وہی مسبب الاسباب ہے کیا سبب
پیدا کیا لیکن خدا صاحبقران کی جان بچا دے بلکہ نے افشان وغیرہ چھڑا لی سپید مجبوری کی چادر سنگار اوڑھی باغ
پر آکر تخت پر عدیل کھڑی در باغ پر آکر اترا چوبدار وغیرہ یہاں جو رہتے ہیں سب نے سلام کیا عدیل نے
دیکھا دروازہ باغ کا کھلا ہوا غضنفر سے کہا کیوں بے تو تو کہتا تھا دروازہ بند رہتا ہے غضنفر کا چہرہ زرد ہو گیا عدیل
غصے پر ہاتھ دالے ہوئے اندر باغ کے آیا غضنفر بھی ساتھ ہے اپنی بیٹی کو دیکھا چادر سپید اوڑھے ہوئے کھڑی
ہے برائے تسلیم خم ہوئی جوش محبت سے عدیل بیقرار ہو گیا ضبط کر کے کہا کیوں سہیل تو نے یہ ادا سیکھ کر سر سے
سنگار جاتی ہے ملکہ نے دست بستہ عرض کی ہیں اکثر حضور کے ساتھ بھی اسی طرح گئی ہوں سینکڑوں بیاہ گری
حضور نے سکھایا ہے ہنسنا بیٹھنا ہیں اکثر جاتی ہوں کیا خطا ہوئی اس طرح ذکر کیا یہ باتیں کہیں عدیل کا دل
بیقرار ہوا کہا صاف صاف بتا صاحبقران کو تو باغ میں لائی ہے ملکہ نے کہا صاحبقران کسی پھول کا نام
ہیں نے تو آج کل کوئی نیا درخت بھی نہیں لگایا بارت کا ذخیرہ ہے فصل برسات میں درخت بوئے جاتے ہیں
یہاں بھی وہی ذخیرہ ہے عدیل کو یہ سن کے بات کر غضنفر سے کہا تو نے سنا وہ بیچاری نام بھی نہیں جانتی کہتی ہے کسی
پھول کا ہے صاحبقران نام ہے غضنفر نے کہا حضور میں نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا عدیل پھر طرف سہیل
کے متوجہ ہوا کہا اے نور نظر کچھ فکر نہیں صاحبقران امادہ نوشیروان ایک آدمی کا نام ہے غضنفر عیار ہمارا اس کو
چرا کر لایا تھا تم نے چھین لیا باغ میں لا کر رکھا یا تم آگہی تھیں میں تیرے ساتھ نکل چلوں وہ کہتا تھا میری نگاہ
ہے بیٹی دل تو ملکہ کا بھر آیا تصویر صاحبقران کی آنکھوں کے سامنے پھری باپ کو کچھ جواب نہ دیا شرما کر
رونے لگی صاف ظاہر تھا کہ صدمہ کا شعلہ بھڑک گیا گھر آیا ابر اشک نکلنے لگا غصہ سوز فرقت سے
جلنے لگی بجلی لگ گئی لیکن تکلف دار نے بڑھ کر عرض کی واہ حضور آپ ہماری بھولی ملکہ کو ناحق سے رلاتے ہیں
وہ کیا جانیں صاحبقران کون نوشیروان کس جانور کا نام ہے باغ سارا موجود ہے تلاش کر لیجئے ورنہ آپ کی نور نظر ہیں
ہم سب کو سزا دیجئے حضور یہ وہ باغ ہے سبزہ بیگانہ کا نام نہیں حکم ہے کہ نکل مردانہ ہمارے باغ میں آئے نہ پا کر دیکھا
مجال یہاں کوئی عشق و عاشقی کا نام لے بلبل نام گل سے بیزار رہا ہے تمہاری ذکر ہم شکل ہے کیا مجال آواز کوئی سنا سکے
عشق و عاشقی کا نام لب تک آئے نہ کہ کسی غیر شخص کو باغ میں آنے دیں اگر ایسا ہو تو ہم خود جا کر حضور سے
اطلاع کرتے ناچ گانے کی صحبت رہتی ہے سب ہم کنیزیں ہیں سوا اتنی نہیں ہیں رات کو باولی سجا کا ناچ تھا میں جوگن نے

ملکہ نے کسی کو شاہزادہ نہ بنایا فرمایا مردانے کپڑے پہن کر کوئی ہمارے سامنے نہ آئے ہم کو بڑی شرم آتی ہے
نام سے مرد کے طبیعت گھبراتی ہے یاد ہی نہیں تھا کہ تماشا سمجھ رہا شاہزادہ نہ بنایا گیا عدیل کو بھی غصے میں
کانپتا عمر کا ہاتھ پکڑ کہا او بدزبان سیاہ بیابان بتلا وہ جوان کہاں ہے عمر کے ہوش اڑ گئے تمام باغ کو چھانا اس
گل باغ جرأت کی جو باغ میں ہو تو آتی ابل نار سے کھینچتا ہوا عدیل عمر کو بیرون باغ لایا افسران فوج قریب
آئے عدیل نے پکار کر کہا سنئے صاحبو کچھ سنا پہلے وہ فقیر بنا کے لایا کہ میں حمزہ کو پکڑ لایا تھا کسی نے چھین لیا
اب رات کو جا کے مجھے جگایا اتنی بڑی تہمت میری دختر بلند اختر پر لگائی کہ حمزہ کو باغ میں جگہ دی ہے کہتا تھا کہ پہلو میں
اسکو لیے بیٹھی ہے صاحبو پوچھو اس سے صاحبقران کہاں ہیں عمر سے چوٹیاں پڑنے لگیں عمر کہتا ہے میں کس
مصیبت میں پڑا ثواب کا عذاب ہوا کیا بولے تمام افسران فوج کانوں کان کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے اسے
دار پر کھینچو کوئی کہتا ہے اسکی بوٹیاں کاٹو غضب کیا بیچاری ایسی صاحب عصمت و عفت پر یہ تہمت وہ بیچاری ان
باتوں کو کیا جانے ابھی چار دن سے پردہ ہوا ہے ورنہ بارگاہ میں آتی تھیں ہم سب نے گودیوں میں پالا ہے رو لیا
روکے مانگتی تھیں چار برس کی ہے والیوں سے یہ کام ہوتے ہیں یہ شاہزادیاں گوشہ نشین ان معاملات کو
کیا جانیں عدیل نے غصہ میں آکر کہا کہ او مکار تو کچھ جواب نہیں دیتا کیا ہم تجھ سے پوچھتے ہیں صاف نہیں بتاتا
عمر نے کہا حضور میں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ گیا تھا حمزہ و صاحبقران مادر نوشیروان اسی باغ میں چھپے
تلوار پر سارا ہے مجھے اب نہیں معلوم کیا ہوا اسے کس روزن نے لگا ہے چھپا دیا عدیل نے غصہ میں ایک ہاتھ تلوار کا
مارا عمر کے ٹکڑے ہوئے کہا لاش اس بیچارہ کی کھینچ کر پھینکا ہونا حق لشکر مجھکو کئی دن ہوا کہ اپنے لشکر میں نہ ہے
لشکر صاحبقران پہنچ گیا ہوتا اپنے فرزندوں کے خون کا بدلا لیتا واجب لازم ہے اب اسی طرح روانہ ہوئی
کرکے تابکوہ عقیق گذار سلیمانی جاؤنگا قدرت سے کہکر طبل جنگی بجواؤنگا سر میدان حمزہ کو ٹکڑوں کو سامنے
فرزندوں کے لڑوں سب نے عرض کی بہت مناسب ہے ہر ایک جان نثار زیارت خداوند قدرت کا طالب ہے
وہاں کی سرفروشی میں بڑا نام ہے اگر وہاں قتل ہوئے قدرت زندہ بھی کر سکتے ہیں آج مجھکو بڑا قلق ہوا کہ ایسی بیٹیاں
مجھے بدنام کیا اپنی جان مری ... سے جلد سب سامان لاؤ بارگاہ وغیرہ مع خزانہ ہم اسی مقام پر ٹھہرے
ہیں یہ کہکے قریب در باغ ملکہ آکر پڑا شیخ افسر واسطے لینے بارگاہ و خزانے کے چلے یہاں ملکہ سیل کا عجب حال ہے
سر دھنتی کہ یہ خبر پہنچی وہ مقصد مار گیا دل جہنم ہوا ایک دشمن نوکھ ہوا بارہ دری میں آکر ٹھہری کنیزوں سے
کہا کہ وصاحبو اب میں کیا کروں فلاں شخص سامان دکھلایا نہیں معلوم وہ کدھر نکل گئے خدا انکی جان بچائے

کہا والہ زیاندار آپ کیوں اپنے کو کانٹوں میں پھنساتے ہیں سوداگر زادہ حق آنکا آتش افروزی کی آپ جواب
دیجیے کہ تم بیٹیہ فراق میں کیوں گئے یہ بات تو تمام دنیا میں مشہور ہے کہ قفل قزاق بڑا زبردست ہے عقل
ہنس پڑا سمجھا کہ بیٹی کو مجھسے بڑی محبت ہے کہا بیٹی بڑی نامردی ہے کہ ہمسے فریاد کرے ہم آنکی داد کو نہ پہونچیں بالکہ میں
پاچملی ہو جاے سرحد دار ملک دبا بیٹھیں ایک قزاق کے مارنے سے ہزاروں پر عبرت ہو گی کوئی ایسی حرکت کسی بندہ نہ
کریگا میں جاتے ہی اسکو گھیر لیونگا چور کی کیا حقیقت ہے نام سنکر بھاگے گا ہاتھ ہی پر گرفتار آجائیگا ملکہ سہیل نے سمجھ لیا کہ
ایسا تھا پلنگ باہر باغ کے آیا کہ بیٹھے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا یا ملکہ انتہا کی بیقرار ہوئی کہا کیوں گلعذار
ہے اے پروردگار تو مجھکو بتا آخر صاحب قران زمان کہاں گئے تا ہم قدیم پہونچے نہ یہاں تشریف لاے
لیجو نا ہو اہم کہیں ایسے گلعذار ایسے کاداری آپ آزردہ نہوں تو میں عرض کروں وہ اپنے زمانے کے صاحب قران
باشوکت و شان ماشاء اللہ حسین جمیل جہاں جاتے ہیں دوست دشمن انکی خاطر کرتے ہیں اسی طرح یہاں
تشریف لائے اسی طرح راہ میں کوئی اور چاہنے والا ملگیا وہاں ٹھہر رہے آپکا خیال نہ رہا اگر انکو آپ کی
محبت ہوتی اسطرح چھپ کر نہ چلے جاتے اتنا بھی پاس نکیا کہ ہمارے چاہنے والی ہے کیا گذریگی آپ بھی صبر کیجیے
ابھی انشاء اللہ انکا کچھ پتہ نہیں ملتا ہے گذرا وہ گذرا ایسے ہر جائی سے ملنا کبھی ہرجائی ہیں آپ کے الفت دار آپ کو بہت
چاہتے ہیں جاہ چاہتے حضور کی شادی کے پیغام آتے ہیں کسی نہ کسی بادشاہ زادہ ملک کے ساتھ شادی ہوجاتی
عصمت و عفت تو برقرار رہے مجھکو بھی بڑا خوف تھا صرف دیکھنے ہی سے کہ حسن و جمال میں اگر کسی لالچی ہو تو وہی تیرے
اسی طرح گذریں پس ایسا میں گریہ نہ کیجیے ناچ راگ رنگ کا مشغلہ فرمائیے گلعذار نے جو لطف و حسن سے کلمات کہے ملکہ
بیقرار ہو کر رونے لگی کہا اے وزیرزادی یہ تیرا خیال خام تصور ناتمام تو انکو مجھے بھی محبت ہے سب سے زیادہ جمال
جرأت و شوکت ہی ہے غیر فکر کہ ہم کسی دوسرے مرد کے پہلو میں بیٹھیں ہمکو چھوڑ دیں پھر تم انکا نام بغیر ادب لیتی ہو
تشدید بات پہ کیسے مرینگے مقدر یہ راز و نیاز ہو تو نے کہا خدا انکی عنایت سے قبل انکے بہت سا حسن العیال جاہ
و جلال مجھکو بھی اس مقدمہ کا خوف تھا بروقت تمہارے مجھکو تسکین فرمائی ای ملکہ عالم ہمارے نہ بیسیوں بد و
عقد ونکاح طرف فعل باطنی کئے تو نہیں کرتے جب پروردگار اپنا فضل شہریار کریگا تمہارے باپ قتل کریں
یا دائرہ اسلام میں لائیں اسکے بعد عقد و نکاح ہو تب انشاء اللہ تمہارے قول سے مشرف ہونگے
علاوہ ازیں ان معاملات کی مجھکو خواہش نہیں مشتاق دیدار فرحت آثار ہوں شکل ہی دیکھ بیٹھا چین بیقرار ہوں

دل اپنا کاوش مژگان یار کے قابل	یہ آبلہ خلش نوک خار کے قابل	دل شکستہ یار میں ہوتا تو کوئی جینا

صاحبقران زمان اپنے چاہنے والے کا خیال نہ رکھا شوکت ولیاقت سے سراسر خلاف ہے مقام عدل
وانصاف ہے میرے ساتھ چلیے حضور محل جاوینگی آنکو لیکر آوینگی آپ کی وجہ سے میں اپاس کرینگے اسطرح
جو حضور نے سمجھایا ہر والیکے پٹے پہنے ہوے رنگت تبدیل کی بلکہ بے اختیار ہنس پڑے کہا حضور تو بڑی
مکار ہو خوب صورت بدلی کہا حضور یہی چاہیے کہ اختیار بازہ جیتا یا کرتے تھے سب طرح کا سامان میرے پاس
موجود ہے بخوبی ملکہ کو سمجھا کر بلکہ حضور پر لے جب تب صاحبقران زمان چلی یہاں امیر عالی وقار کفیل فرق
کی بارگاہ میں جلوہ فرما ہیں ارشاد کرتے ہیں اے کفیل سنہ عدیل ہمارے دوست صادق ہیں محبت اتفاق اسنے دن کم رکھا
ہر وقت سامان سفر تیار رہے بمقابلہ عدیل کوہی جانا ہم اجتماع لازم ہے نہیں معلوم ملکہ سہیل کا کیا حال ہوگا
شب تیرہ و تار میں چھپکر نکل گیا اسنے ذکر بھی نہ کیا بہت گھبرائی ہوگی مجھے بھی خیال ہے سنتے ہیں کہ وہ بڑے
دن بھی بیمار ہو گیا یہ باتیں کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اٹھی نوبت نقارے کی آواز آئی کفیل گھبرا کر بیرون
بارگاہ آیا ہرکاروں سے کہا دیکھو کون آتا ہے لشکر کی آمد معلوم ہوتی ہے ہرکارے تیز صبا دم گئے چشم زدن میں
واپس آئے عرض کی عدیل کوہی آپکے مقابلے کو آتا ہے جب یہ آکر فریاد کی سنکر کفیل سامنے صاحبقران کے
آیا عرض کی حضور کو تکلیف ہوگی اٹھیے بیرہ کو چلیے ساتھ ہزار فوج سے عدیل کوہی آتا ہے جسقدر کوہ میرے نے
لوٹ لیا تھا وہ اسی قلعہ کا رہنے والا ہے پہاڑ کو آکر گھیر لیگا ہم شکست کہ جانا جائیگا صاحبقران نے فرمایا اے برادر
یہ تو خدا نے آرزوے دلی پوری کی ہم تو کسی ایسی کو رہے تھے کہ چلو اب مقابلہ عدیل کوہی لیجیے گا کہ وہ
خود اسی مقام پر آیا ہمکو تکلیف نہوگی بہ آسانی انشاءاللہ مقابلہ ہوگا ہمارا اثر رگ کہ کسی قدر عذر بھی کرینگے
یہ مجبوری مقابلہ ضرور ہے کفیل نے عرض کی کہ حضور فوج بہت ساتھ لایا ہے ساتھ ہزار جوانان کوہی بڑے
قدو قامت دیو سے جنگ و جدال ہے میرے پاس لشکر بہت کم ہے تدبیر کرونگا حضور بالا سے کوہ مجھ میں ایک
ہرکارے کو مقام و نشان بتا کر آپکی فوج میں بھیجدیا کوہی سر ارلا کچھ فوج لیکر چلا آئے تب مقابلہ ہوگا صاحبقران
ہنس پڑے فرمایا خدا کی قدرت سے ہم کو پہلے ورنہ ہم تو یکہ و تنہا اسکے مقابلے کو چلے تھے اے کفیل یہ
ہمارا طریقہ نہیں ہے طالب امداد اپنے پروردگار سے رہتے ہیں بادشاہ کو لکھ بھیجیں فوج روانہ کیجیے دیکھو تو
ہم سامان سب الہی سبب پیدا کر دیا ہم یکہ و تنہا گرفتار ہو گئے تھے الٰہی کہ وہ دل میں کسنے محبت ڈالی رستے بچا لیا
پنجہ دشمن سے چھڑا لیا ایک دن تم سے ملاقات ہوئی ہزار فوج مل گئی ساتھ ہزار کیا کرینگے ہمارے
پاس پہنچ آمد عدیل کوہی کا ذکر بھی نہ کر کفیل خاموش ایک طرف آ کر بیٹھا یہ تو ہم کا فراق اسد کو ہے

نوبت نقارے کی آواز لشکر ادھر متوجہ ہوئی ودیعت دیکھا ایک سمت سے عادیل کوہی بے جگر دو فرشتہ
لشکر کوہستان خود میدان کارزار میں جاتا ہے ادھر سے ایک لشکر قلیل آیا ہے ایک نخل کی آڑ میں ٹھہر کر تماشا
دیکھنے لگی اول وہ لشکر قلیل میدان کارزار میں پہنچا صنوبر نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اس لشکر قلیل سے
چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے زیر سایہ علم شیر شکار صاحبقران زمان تشریف لاتے ہیں حیران ہوگئی
کہ یہ تو وہی داماد نوشیروان معلوم ہوتے ہیں یہاں قرانقون کیونکر ہو سکتا ہے اب تو آگے بڑھی خوب پہچان لیا
کہ حقیقت میں وہی ہیں شیر دل سے کہتی ہے اس وقت کیونکر صاحبقران کے پاس جاؤں لشکر عادیل
کوہی بھی میدان میں پہنچ چکا میدان رزم آراستہ ہو رہا ہے شیر دار تیر داری کرچکے جو نخل حائل نظر تھے
کاٹ کر پھینک دیے ابر نے سقائی باد نے فراشی کی صنوبر جو دیکھ رہی ہے لیکن عادیل کوہی نے صاحبقران
کو کبھی نہ دیکھا تھا کفیل کو خوب پہچانتا ہے جمال بے مثال صاحبقران زمان دیکھ کر حیران ہو گیا یہ بھی خوب
دیکھا کہ کفیل بطور بیلداران ذیل اس جلیل کے ہمراہ ہے وہ جوان خوش جمال بے مثال شیر پر جالس قدم آگے
بڑھا ہوا صف قرانقان سے ٹھہر گیا پر آہستہ ساتھ والوں سے پوچھا یارو کفیل کو تو میں پہچانتا ہوں
یہ کوئی جوان جلالت نشان ہے عقل میری حیران ہے کہ یہ تو صاحب سطوت و شوکت جلالت و شرافت شعار
ہے کسی ملک کا تاجدار ہو سب نے کہا حضور ہم نے بھی اس شیر کو نہیں دیکھا نہیں معلوم شرکت قرانقان کا
کیا باعث ہوا لشکر کوہستان میں جو یہ بلند ہوا پر لوگ جنگ مشغول و اقران میں شریک ہو کے کچھ وہ
بڑھ کر آگے آئے کہا حضور ہم خوب پہچانتے ہیں اسی کے ہاتھ سے ہم نے شکست کھائی صاحبقران
زمان داماد نوشیروان ہیں پیارے محمد کا نواسے شوکت ذکر لیاقت از پردہ دنیا تا بہ قاف پہنچا گستاخان
قاف کو شاد یا اپنا نام روشن کیا عادیل نے کہا خوب پہچانتے ہو بعض نے کہا ہم اس سے لڑ چکے
اسی کے ہاتھ سے زخم کھائے پھر کہا کہ آپ کے پاس آئے ہم سے زیادہ کون پہچانیگا نہیں معلوم
کفیل کا کیونکر میل ہوا عادیل نے کہا یہ تو در میری مراد بر آئی یہاں اسکو قتل کرونگا سبب بھی دریافت ہو جائیگا
اسی کے قتل کرنے سے طرہ تیغ میری بلند ہوگا یہ بھی پوچھونگا تجھکو تو بے عیار گرفتار کر لایا تھا وہ نقاب دار اس
کون تھا جسنے چھڑا یا قرانقون سے کیونکر شریک ہوا سب حال کھل جائیگا یہ کہکے نقیبوں کو اشارہ ہوا
نقیبوں نے میدان کارزار میں آکر اشعار حمیت آمیز پڑھے لڑنے والوں کے دل بڑھے لیکن صنوبر نے جب دیکھا کہ
عادیل کوہی اور صاحبقران سے مقابلہ ہوگا حیرت عقل کی ناخن میں الجھی گئی سوچی [illegible] اعتنا نہ ہوا

اسی قزاق ذات دیکھیں کس ناک سے میں آتا ہوں خود تو اس طرف چلا دس ہزار کو میں کو چکی دیا راستہ پہاڑ
کا روک لیا اگر قزاق سنگدل پہنچ جائینگے بڑی مشکل ہوگی ایسی جگہ سے آج تک جو بچا ورنہ بادولت کی عملداری
میں رہ سکتا ہے کفیل نے دیکھا پہاڑ کا راستہ بھی رک گیا ہے دس ہزار فوج گرد پہاڑ کے پہونچ گئی مجبور ہو سوار ہوا اور تیغ
تبر کیا افسروں کو آواز دی یارو ایک بارہ ایک حملہ کر کے نکل چلو جو خدا کو منظور ہوگا خاک کرینگے اب تو بلا نازل
ہوئی کچھ میں تو تنہا ہو گیا وگرنہ بھاگتا ہے قزاق نیزے پکڑ کر لشکر عدیل کوہی پر جا پڑے لڑتے بھی جاتے تھے ایک
صدا کا لیس میں عہد باندھ لیا کہ جو نکلے اپنے کو اسی مقام پر پہونچائے قزاقوں نے وہی کیا جو گھر گیا قتل ہوا اف
ٹھہر کر نکل گئے لیکن کفیل کی کفالت کر رہا ہے ایک ہی مقام پر جم گیا سب کا افسر جا رہا ہے سب نکل جائیں تب
میں ٹرتا ہے جھپا نکلوں کر سامنے عدیل کوہی کا نعرہ ہوا کفیل سینہ سپر کئے جاتا ہے خوب تلوار چلی کہ میں کو مار کر
قریب عدیل کے پہونچا عدیل نے پہلے ہی ہاتھ مارا کفیل سپر چار طرف سے تلوار پڑ رہی تھی وار روکے
کوئی خالی جیسے عدیل کی تلوار سر پر پڑی سر سپر کا اور کا زخمی ہوا گھبرایا ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤں گھوڑے سے
کود پڑا پر سے پیشتر قزاق گرتا ہے مانند گرم و سرد عالم چشا کو دیتے ہیں اسکے گنبد سے کے منہ پر ہاتھ تلوار
کا مار دیا گنبد ٹوٹ پڑا جسکے عدیل کود کر الگ ہوا گنبد ا ایک جانب جا گا کفیل جست کر کے اپنے مرکب پر آیا تلوار
کھینچ کر لڑتا ہوا شیر ایک جانب نکل گیا اس کی مجال نہ تھی کہ شکوہ کرتا عدیل کوہی ہنستا ہوا نگاہ اٹھا کر دیکھا
قزاق ما پیٹ کر نکل گئے کہ دیکھیں معلوم ہوتی بہت بھاگا پایا خیمے وغیرہ لوٹ لیے فتح کر کے پلٹا بڑی خوشی حاصل
ہوئی افسروں سے صلاح کرتا ہوا چلا کہ یارو اب کیا کروں خداوند تعالے نے تقدیر قبول کی بڑے لطف سے
فتح ہوئی سب نے کہا ابھی چل کر حمزہ کو بھی قتل کیجیے سب لشکر پر بہت لشکر ہیں چلیے جلد پہنچ ہی جانا ہو تمام دنیا
میں مشہور کا نام ہو جائے حمزہ عرب کو مارا جیسے حریف کو للکارا عدیل کوہی ہنستا ہوا خوشی خوشی لشکر میں آیا
ہر چند کہ کوہی اسکے بہت سے مارے گئے قزاق قتل کر کے نکل گئے لیکن عدیل کو کچھ خیال نہیں آیا تھی ہر ن بارگاہ
ونگل پر بیٹھا اسباب خونی کی تیاری کو فوراً حکم دیا آتش کشی جیسے ہم کن جلادان برق آ کر حاضر ہوئے عدیل نے
حکم دیا صاحبقران کو جلد لاؤ یہاں صاحبقران قید خانے میں بیدار ہوئے ہاتھ اٹھایا خانہ زنجیر میں غل ہوا
آنکھیں کھول دیں دیکھا قید خانے میں بیٹھا ہوں گرد کوہیوں کا مجمع سمجھے عدیل نے مکر کیا عیاری کر کے گرفتار
کر منگایا فلک نے شعبدہ تو دکھایا صاف ثابت ہوتا ہے اس ملک میں قضا لیکر آئی دل سے یہ باتیں کر رہے تھے
کہ داروغہ زندان خانہ آیا سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلا یہاں ہر اگر آج عدیل قتل نہ ہوا جس سے گئے

سلطنت نوشیروان کو مٹایا اور گنج باب کو بجھگایا اسی جوان کی باعث سے خداوند لقا کو آوارہ کیا تا بہ کوہستان
آئے یارو بڑی خوشی کا مقام ہے کوہستان کا نام عالم میں نام ہوا ان بلاؤں سے کبھی کوئی بچ کر نہیں گیا انکی بھی قضا لیکر
آئی صاحبقران کی مٹی جیسا اہل دل کی ہو جو میں انھوں نے کہا یارو توبہ کرو کلمات غرور زبان سے نہ نکالو فلک سے کو انقلاب
دیکھا تا ہے بعد جلال زوال ماہ فلک کبھی بہ سر کمال کبھی بہ صورت ہلال باغ میں کبھی خزاں کبھی بہار گل کھلتے ہیں
عندلیب خوش نوا نالان ہے زار سرو نے سرکشی کی آخت ارہ دل پر سہی غنچہ چٹکا کر گل ہوئے رنگ بھی جینے نہ پایا تھا کہ
جھونکا باد خزاں کا چلا مرجھا کر زمین پر گرا یا گلچیں نے دست بدعت دراز کیا اپنی بدعت پر ناز کیا گلچیں باغبان بھی ایک دل
ناشاد سے بلا ہوتے ہیں چند ہی روز میں سر پر ہاتھ اپنے رکھ کے روتے ہیں سکندر سا بادشاہ زبردست صاحب
فوج و لشکر حاکم بحر و بر اسقدر مقبول بارگاہ پروردگار تھا کہ حضرت خضر و الیاس سے پیغمبران فلک اساس ہمراہ کر
تا بچشمہ حیوان لے گئے کچھ آبرو نہ بڑھی بموجب مضمون مصرع سکندر رہ گیا پیاسا پہونچ کر آب حیوان پر بد آخر
انجام کیا ہوا خالی ہاتھ آیا وہی ہاتھ خالی دکھلاتا ہوا چلا گیا عقلمند سمجھ گئے راز دل سے اسکے آگاہ ہوئے
یعنی وہ ہاتھ اشارہ کرتے تھے کہ اسوقت کون دستگیری کرے دنیائے ناپائدار میں آکر کیا پایا یہ انجام ہوا دنیا سے
حسرت و یاس لیکر چلا پس یارو خوف کرو عبرت کا مقام ہے جوان عالی مقام سخن گوئی بحر و بر فراش راہ دین اسلام غازی
مجاہد مشہور خاص عام تھا لیکن دام مکر میں پھنس گیا خوشی نہ کرو پیدا کرنے والے سے ڈرو ایسا نہو کہیں تمھارا بھی حال
نگاہ حقارت سے اس بیکس کو نہ دیکھو لشکر عادیل کوہی ہے اپنا عزیز ایک ایک کوہی قد و قامت میں مثل تو صاحبقران
اسی طرح جو سنتے ہوئے پہونچ وہ مراس یاس سے عادیل کوہی کے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا عادیل کوہی
بلبلانے لگا آوازدی کیوں او عمرو تم سب دیکھا تو نے خداوند لقا نے کیا رجت تقدیر کی اب میرے ہاتھ سے
کہیں نکل جائے گا قبل فراق جو تمھارا کفیل تھا اسکو بھی شکست دی مال و اسباب لوٹ لیا جان بچا کر بھاگ گیا
اسکو بھی تلاش کرکے مارونگا اب اگر جان بری چاہتے ہو خداوند لقا کو سجدہ کرو یہ سنکر صاحبقران بالکل
کو غصہ آیا فرمایا او بیڑا نامرد جو مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہو کلام کرتے غیرت نہیں آتی دم دیکر میدان کارزار سے
بھاگا عیاری سے گرفتاری کرائی اسپر یہ غرور جو بیسے ہوسکے قصور اسکو تباہی نہ کرتا پیشہ میں لعنت کرتا ہوتا
نام سے اسی حقیر کے وہ مقرر آتا ہی تم ایسے نالائقوں کا خداوند ہے غرور نخوت نے عادیل کو توجیہ مشتعل تھا
حکم دیا جلاد سے قتل کرو جلاد طرف صاحبقران کے چلا لیکن چال ملکہ سہیل کا عرض کیا جاتا ہے جب خبر شوخ
بیاگر کہ بیت صاحبقران ماں کی بہاران کی ... صبح صاحبقران میں آفتاب چہرہ ڈالی مع چار سو کنیزوں کے

دیکھا اُس کو جی کو للکارا ایک ہی شمشیر دوپر کالے کیے یہ دیکھ خوش ہوگئی پکار اٹھی واہ واہ میاں خدا تمکو سلامت
رکھے خوب نگوڑے کو مارا او نامرد و بے مروت شیر کے سامنے تو آ اور اپنے باپ سے نہیں لڑتے مجھ بیوی کو زخمی کیا
دیکھ کیسا جلد بدلا ملا ہے نکملا سکے کو ساتھ تھا مجکو سب جانتے ہیں میں جہاں کی ملکہ ہوں تجھسے کوئی تجھسے بہادر نہ
ہین اپنا زخم اچھا ہوگا اسکی جورو بھی تڑپ تڑپ کر مرے گی بال بچے تیرے بھیک مانگینگے اسے کیا کرون ہمراہ رستم
کے ملا اور باشا رستہ کیا دریاے فوج کو چھپایا ان نامردوں کا دیکھنے کا میلا ہے کنیزوں کی گالونکا نون کا تو بن آئی اڑنے کی چاولن
چاوون ملکہ ہر چند سپاہ منع کرتی ہین کون مانتا ہے لیکن صاحبقران حیران و پریشان ہین کہ لڑائی کیونکر فتح ہو اپنا بچاری
عزیزوں کو بچاؤن کیونکر دعکی سے بیان ہے دعا کو رکون ایسا نہو شیتی قزاق گرفتار ہو جاے عدیل کو زخمی واروں سے بیلم
رس کھینچنے کو کام اپنا ساتھ والیوں کی بچی قتل کر ڈالیں ہے صاحبقران بیقرار ہو رہے تھے بارگاہ خدا طرف آسمان کے دیکھا
دل کو رجوع کیا باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی صحرا سے گرد اڑی کہ فیل تیز رفتار جو سید طراق پیدا ہوا دور سے
دیکھا کہ صاحبقران لڑ رہے ہیں چند نقابدار مضطر و بیقرار گرد پھر رہے ہیں ہاتھی پر سے کہ فیل نے نعرہ کیا
مہتم صفدر وصف شکن کہ فیل نعرہ زن لیکن حیران کہ یہ نقابدار کون ہیں جیسے ہی کہ فیل نے ملاحظہ کیا صاحبقران نے ان
سے فرمایا ای برادر لڑتے ہوے اسطرف آو ان غریبوں کو بچاو مین گیا ہوں کمے گھڑی بیٹھے ہیں ان بیچارون
کی حشر برپا ہے ان صحرا روتے ہین کہ فیل ہتا فرزندوں کے شمشیر زنی کرتا ہوا آیا نقابداروں کو بچانے لگا فرزندون
نے سینہ سپر کر دیا اشہب کو بیان سے میدان کارزار پھیر دیا صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی اسی جا گیا
ہیں اٹھتے ہوے قریب عدیل کوہی کے پہونچے عدیل بھی کو دیکھ کر دریاے حجاب میں غرق ہوا مطلب اصلی کو
دل میں سمجھ گیا صاحبقران پر غصے ہیں جا بیٹھا اٹھنے ہی لگا وزن ہوا صاحبقران نے جھک کر سلام کیا کہا
کیوں حضور غصے کا کیا باعث مجھسے کیا خطا ہوئی اپنے چھوٹے پر کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے اگر روٹی کپڑا نہ دیتا آپکو قدیم یار
سمجھتا آپ پیر گربہ ہیں تو ہاتھ نہ اٹھاونگا سرکشی کی ملکہ عالم کے ہاتھ سے سزا پاونگا عدیل کوہی جل گیا
کہا او چھورے ان باتوں سے کیا فائدہ تلوار کھینچ لیے قتل کیے نہ چلونگا او لنداری زبان درازی کی سزا دونگا یہ کہکر
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لیں عدیل لپٹ پڑا کشاکشی
کے زور بہنے لگے آخر زمین پر آئے کوہیوں نے قصد کیا صاحبقران کو ماریں قزاق بھی اٹھ کھڑے ہوے آکے
اس مقام پر خوب تلوار چلی کئی ہزار کا کھیت ہوا لاشے تڑپ رہے ہیں ملکہ نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران اسحال
پر مال ہیں عدیل کے پہلوان سے لڑ رہے ہیں بیقرار ہوگئی دعائیں مانگنے لگی اے پروردگار میرے وارث کو بچالیے